ذریعه النجات فی یوم العرصات

جلد دوم

حافظ قاری سید جعفر علی صاحب مرحوم کے نظیر و مثیل ہیں ذریعۃ النجات کی جلد اول کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ وھذا ما نصہ
چونکہ رونا رلانا فرزند سید کائنات پر موجب مباہات و ذریعہ نجات ہے لہذا بخیال تحصیل ثواب اکثر شعرائے بہتان مآب و ذاکرین بے حجاب اسقدر موضوعات و ہفوات تحریر و تقریر میں لاتے ہیں جنسے سرور کونین ابا عبد اللہ الحسین بھی ایذا اٹھاتے ہیں کیونکہ دروغ ناپسند جناب اصدق الصادقین ہے اور دلیل صریح اسکی قرآن مبین ہے۔ سوا اسکے مصائب صحیحہ آنجناب کے کیا کم ہیں جنکو کوئی انسان سنکر چشم پر آب نہو جناب سید الشہداء کے سچے مصائب ایسے ہیں جنہوں نے نہ فقط جنات و ملائکہ و انبیاء و اوصیاء و اولیاء و احبا کو ہی رلایا بلکہ اعدا و اشقیا کو بھی پورا متاثر بنایا کہ اُن ناریوں نے بھی اپنی خونی آنکھوں سے پانی بہایا اعدائے نافرمان تو ایک طرف آنجناب کے سچے مصائب نے حیوانات و غیر ذوی العقول کو متاثر کیا علاوہ ان دونوں امروں کے جس نے راہ حق میں سچی جانبازی کی ہو اور پاسداری حق میں جان دی ہو نہ فقط اپنی جان بلکہ دین حق قایم کرنے میں نہایت خلوص نیت سے اپنے بچوں کی قربانی کی ہو کیا اُنکو یہ امر اچھا معلوم ہوگا کہ مضامین دروغ آمیز طوفان خیز بیان کئے جائیں اور اُس برگزیدۂ کونین کی طرف منسوب کئے جائیں توبہ توبہ حاشا و کلا وہ کبھی اُس چیز سے راضی نہیں ہو سکتے جس سے اُنکا معبود برحق ناراض ہو۔ پس چونکہ سچائی طریق جناب کبریا ہے اور پسندیدہ سید الشہداء و دیگر ائمہ ہدیٰ ہے اور ثواب بکا و ابکا اسی پر موقوف اور روایات صحیحہ پر متعلق ہے بنابران فاضل کامل و عالم عامل ذکی لوذعی مقرب نبی و علیؑ مولوی السید مقرب علی خانصاحب نے مضامین معتبرہ کو کتب سیر و احادیث سے منتخب کر کے اپنے اور دیگر مومنین کے واسطے ذریعہ نجات بنایا اور طبع فرمایا نظر قاصر سے میں نے اُسکے اکثر مقامات کو دیکھا موافق کتب معتبرہ کے پایا جناب باری تعالیٰ اُسکو قبول فرماکر مؤلف کو جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین ✤

حررہ العبد الفانی عباس حسین الجانی ۸ - دسمبر ۱۹۰۱ء مطابق ۲۵ - شعبان المعظم ۱۳۱۹ ہجریہ +

دیگر - تقریظ بر مجلد اول ذریعۃ النجاۃ رقمزدہ عالیجناب معلی القاب عالم جلیل و فاضل نبیل مولانا مولوی عنایت حسین خانصاحب رئیس جونپور - ادام اللہ لہ الفرح والحبور علی مر الدہور و کر الشہور - وھذا ما نصہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی خلق السموات والارضین والصلوٰۃ علی سیدنا محمد و آلہ المرضیین ولعنۃ اللہ علی المعاندین من یومنا ھذا الی یوم الدین - اما بعد - قلوب صافیہ ارباب ایمان و ضمایر زاکیہ اصحاب ایقان پر واضح و لایح و روشن ہو کہ کتاب مستطاب فضیلت انتساب ذریعۃ النجاۃ تالیف شریف و لطیف و تصنیف منیف و نظیف حبر خبیر و فاضل نحریر عریف ماہر - سحاب ہامر عارج معارج تحقیق و ناہج مناہج تدقیق صدر نشین مجالس متقین - سابح بحار علم و یقین - حامی ملت و ماحی بدعت مغیث الشیعہ و معین الشریعہ قدوۃ المتفقہین زبدۃ المقدسین فخر المدرسین خیر الحاج کعبۃ المحتاج جناب مولانا المولوی السید

مقرب علی لازال کا سمہ مقرباً بالنبی والولی کو عبد احقر نے بامعان نظر مقامات مختلفہ سے دیکھا۔ جناب شامخ الالقاب نے بطرز خوب و بنہج مرغوب عنوان مطلوب جد وافر وجہد منتظر احادیث صحیحہ کو بعبارت فصیحہ منتخب فرمایا ہے خصوصاً مقدمہ کتاب میں نصایح نادرہ و مواعظ فاخرہ سے مبتدعین ضالین کو طریق نجاۃ کماینبغی دکھلایا ہے فقرات اُسکے ماحی ذنوب و مہیج الاحزان ہیں و نکات اسکے محرق القلوب و مزیل العصیان ہیں مطالعہ اسکا اکسیر العبادات ہے۔ نفس الامر میں ذریعۂ نجات ہے تمام کلمات رگ دل کے لئے نشتر ہیں بحر مصائب کے کے آبدار گوہر ہیں۔ رب جلیل مؤلف نبیل کو اجر جزیل عنایت و ثواب جمیل کرامت فرمائے۔ مومنین ابرار اخیار و مقتفین آثار و اخبار اعنی متبعین ائمۂ اطہار صلوٰۃ اللہ علیہم ما دام اللیل والنہار کو الیق و سزاوار ہے کہ اس کتاب ہدایت نصاب سے حظ وافر و نفع متکاثر حاصل کریں۔

حررہ المتمسک بالثقلین عبدہ عنایت حسین۔

تقریظات مجلد دوم و سوم و چہارم ذریعۃ النجات

تقریظ نوشتہ جناب قبلہ و کعبہ مولوی سید عباس حسین پروفیسر علیگڈھ کالج دام ظلہ

بسمہ سبحانہ حکیم فہیم طبیب لبیب ادیب اریب فاضل لوذعی عالم یلمعی جناب حاج مولوی سید مقرب علی صاحب میری ملاقات کے واسطے کالج علیگڈھ میں وارد ہوئے اثنائے ملاقات میں جناب موصوف نے مجلد دوم و سوم و چہارم ذریعۃ النجات کے مقامات متعددہ احقر قاصر کو سنائے اور قبل اسکے جلد اول کو میں نے خود دیکھا تھا مجلدات مذکورہ کے مضامین کو مصنف موصوف نے کتب معتمدہ سے نقل کیا ہے اکثر مناقب و فضایل کا ترجمہ مناقب شہر آشوب سے ہے اور مصائب دمعہ ساکبہ سے نقل فرمائے ہیں اور مواعظ و نصایح سے مجلدات کو پُر کیا ہے چونکہ مضامین صحیحہ پر رونا موجب اجر ہے اور مضامین معتمدہ کا سُننا اور اُنپر عمل کرنا باعث ثواب ہے بنا بران حضرات مومنین سے امید ہے کہ ان مجلدات کے مواعظ پر عمل فرمائیں گے اور مضامین کو سُنکر یا پڑھکر مثاب ہونگے اور مصنف کو دعا خیر سے یاد کرینگے نفعنا اللہ بہا و جمیع المومنین بمحمد و آلہ الطیبین۔ حررہ العبد الجانی عباس حسین الفانی۔

ایضاً۔ تقریظ نوشتہ جناب ممدوح الصدر دام ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان الطبیب اللبیب و الادیب الاریب العالم الفاضل الفاصل بین الحق والباطل الذکی الالمعی والنحریر اللوذعی السید مقرب علی قد ورد ھنالک فزارنی مزاراً وحضرلی اطواراً وقرأ بمسمعی بعض مقامات من مجلدات ذریعۃ النجات فوجدتہ

ذریعۃ النجاۃ و وسیلۃ الدرجات لانہا من کتب معتمدۃ و زبر معتبرۃ ۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء و حشرہ
فی زمرۃ الاولیاء مع سید الشہداء و نفع بہا المومنین و جعلہا ذخیرۃ للمومنین و وسیلۃ النجاۃ
للمذنبین بسیدنا محمد و آلہ الطیبین صلی اللہ علیہ و علیہم اجمعین و قد کنت طالعت المجلد
الاول من ذلک الکتاب صادفتہ مشتملاً علی الصدق و الصواب متضمناً علی ارشادات النبی و
احکام الائمۃ الاطیاب صلی اللہ علیہ و علیہم الی یوم الحساب لا سیما مقدمۃ ذلک الکتاب
المستطاب فان المصنف الموصوف قد رغب و رہب الناظرین فیہا و ھدی و سدد المومنین
بہا و عظہم بما یرتفع منہم النفاق و ما علیہ الاتفاق و اجتمع علیہ الوفاق فانی متفق بما قال
و امیل الی ما آل + حررہ العبد الجانی عباس حسین الفانی +

دیگر ۔ تقریظ بر مجلد دوم و سوم و چہارم ذریعۃ النجاۃ نوشتۂ جناب فضیلت مآب المتمسک بالثقلین مولانا مولوی
السید آفتاب حسین صاحب امام جمعہ و جماعت دہلی دام ظلہ العالی ۔

حامداً و مصلیاً و مستبشراً بلقاء الفاضل النبیل و العالم الجلیل معدن الفضل و النہی مصدر الزہد و التقی مغرس الفخار
الدائم و منبت الکمال القائم ینبوع العلوم و الحکم سباق غایات البیان و القلم ناشر فضائل اہلبیت الاطہار موسس اساس
مدائح ذریۃ الرسول المختار جلیل المناقب الجناب مولانا السید مقرب علی صاحب دام عزہم و علاہم کہ جنہوں نے ایک مدت سے
باوجود اشتغال کثیرہ و عوایق وفیرہ نشر فضائل اہلبیت اطہار و اظہار مناقب آئمہ ابرار علیہم السلام کو مثل اپنی عادات
جبلیہ اور مقاصد اصلیہ کے قرار دے رکھا ہے سبحان اللہ کیا خوب برگزیدۂ جناب احدیت ہیں وہ لوگ جنکا یہ کام
ہے چنانچہ کئی پاکیزہ و لطیف کتابیں اسی غرض سے جناب ممدوح نے تالیف و طبع کر کے مشتہر کی ہیں ۔ منجملہ اُن کے
کتاب ذریعۃ النجاۃ فی یوم العرصات ہے جس میں علاوہ مصائب جناب سید الشہدا علیہ السلام کے دیگر ائمہ کرام کے
فضائل کا بھی کامل ذخیرہ موجود ہے اور کتب معتبرہ سے مصائب و فضایل بیان کرنے کا التزام کیا ہے ۔ بہت سی ایسی
احادیث کا ترجمہ کیا ہے جنکا ترجمہ شاید قبل ازیں نہیں کیا گیا تھا ساتھ ہی اِن تمام امور کے لوازم نصائح و پند دلپذیر
سے بھی اکثر مجالس کو زینت دی ہے یہ امر نہایت مستحسن معلوم ہوتا ہے کیونکہ رقت قلب کے وقت اثر نصایح کے دل پر
نقش ہونے کی اچھی امید کیجاتی ہے حدیث خوانی میں نصائح کا داخل کرنا خصوصاً اسوقت کہ اکثر لوگ صحبت علماء سے
مستفید ہونیکا قصد نہیں کرتے نہایت قرین مصلحت تھا میں نے مقامات مختلفہ سے اس کتاب کی مجالس دیکھیں گو اسمیں کچھ مناظرہ
کا جز بھی ہے مگر نہایت سادگی اور تہذیب کے ساتھ جو موجب توجہ ہونہ باعث تنفر امید ہی کہ تمام مومنین اس کتاب کی قدر کرینگے
اور اس سے پورے فائدے اٹھا کر مولف کو مجالس میں دعائے خیر سے یاد کرینگے ۔ العاصی آفتاب حسین عفی عنہ ۔

نیز جناب ممدوح نے تاریخ طبع کتاب یوں لکھی

جزاک اللہ یا اجل الاطائب	لقد صنفت مجرأ فی المصائب
فیامن قد جنی ازھار فضل	لہ النار یخ روض فی المناقب

دیگر ۔ تقریظ مجلد دوم وسوم وچہارم ذریعۃ النجاۃ فی یوم العرصات نوشتۂ جناب علامۃ الورےٰ مولانا مولوی السید محمد مرتضےٰ رئیس جونپور دام ظلہ العالی ۔ بسم اللہ خیر الاسماء کلہا وصلی اللہ علی محمد والہ خیر الناس والاشیاء جلہا ۔ اما بعد میں اِس سال ماہ مبارک رمضان ۱۳۱۹ھ میں حسب اتفاق بانس بریلی میں پہنچا تو جناب مستطاب جامع المناقب والمفاخر فخر الاوائل والاواخر عالم خبیر وناقد بصیر ناشر علوم اجدادہ الطاہرین وراغم انوف الجاحدین مولانا الاجل الاکرم الافضل الافخم مولانا السید مقرب علی صاحب قبلہ دام ظلہ کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ جناب ممدوح تھانہ ندھولی ضلع ایٹہ میں پاس اپنے فرزند صغیر جناب سید محمد صادق سب انسپکٹر کے مقیم ہیں چونکہ تحریرات وخطوط سے جناب مولانائے مذکور کے کمال تقدس وتبحر وفضل وکمال مجھپر ظاہر ہوا تھا اور مطالعہ جلد اوّل کتاب مستطاب ذریعۃ النجات فی یوم العرصات اور اربعین نے فضائل امیر المومنین سے جنکو جناب ممدوح نے ہدیۃ میرے پاس بھیجا تھا مشرف ہو چکا تھا شوق زیارت پیدا ہوا اور میں نے حتماً قصد کیا کہ شرف زیارت حاصل کروں چنانچہ جناب مولانا کو اپنے قصد سے اطلاع کردے اور بروز یکشنبہ عید الفطر بریلی سے مراد آباد ہوتا ہوا علیگڈھ میں پہنچا جناب موصوف نے اپنے فرزند اکبر جناب سید محمد قاسم صاحب کو میرے لینے کیلئے علیگڈھ میں بھیجا اور خود میرے انتظار میں مقام بھدواس پر تین روز تک قیام فرمایا میں نہم شوال روز دوشنبہ ۱۳۱۹ھ میں مقام مذکور پر پہنچکر شرف زیارت سے مشرف ہوا اور جب بمعیت جناب شاہ رالیہ ندھولی میں داخل ہوا تو قبل اسکے کہ مکان مسکون پر پہنچوں لوگ سید ابو طالب سلمہ ابن سید محمد قاسم صاحب وسید مصطفےٰ علی سلمہ ابن سید محمد صادق صاحب کو واسطے استقبال کے لائے جناب مولانا صاحب نے میرے آنے کی خبر پاکر ذریعۃ النجاۃ جلد دوم وسوم وچہارم وجلد سوم اربعین ریواڑی ضلع گوڑگانواں سے باین غرض طلب فرمالی تھیں کہ انکے بعض مضامین پر اطلاع پاکر میں بھی مثاب ہوں چنانچہ کتب مذکورہ کے بعض مضامین میں نے دیکھے اور بعض مضامین خود مصنف نے پڑھکر سنائے واقعی کتب مذکورہ مضامین عالیہ مواعظ ومصائب وفضائل سے مالامال ہیں اور اسپر اوّل دلیل ہیں کہ جناب ممدوح کتب علمائے اعلام سے ماہر ومطلع ہیں اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ کتاب ذریعۃ النجاۃ باوجودیکہ حسن ترتیب وتہذیب میں بے نظیر ہے مضامین واہیہ روضہ خوانان سے بری ہے بلکہ اُس میں وہی مضامین ماخوذ ہیں جو کتب معتمدہ ومشہورہ علماء میں مندرج ہیں ۔ فجزاہ اللہ عن النبی والائمۃ خیر الجزاء وجعل کتابہ ذریعۃ النجاۃ العصاۃ من امۃ سید الانبیاء وتعزیۃ فی مصیبت سید الشہداء ووسیلۃ الیہ فی مجالس العزاء وذخیرۃ یوم اللقاء وانا اکثر عباد اللہ ذللاً واقلہم عملاً واذل الوری محمد مرتضےٰ الجعفری الجونپوری عشرہ اللہ مع اجدادہ ائمۃ الہدےٰ

قطعہ مؤلف جسکا مادۂ تاریخ جناب حافظ عبد الجلیل صاحب نے بداہتہ ارشاد فرمایا

کنت فی تاریخ سفری خائفاً	جاءنی ھذا خطاب النفس

ارتجالاً قال لی عبد الجلیل — ارّخو ھذا الکتاب ا النفس

جناب مولانا سید آفتاب حسین صاحب قبلہ نے فرمایا

ھذا الکتاب المستطاب لفاضل — للفضل فیہ مخائل وشمایلُ
ارّخت لما قال لی متبادرا — ھذا التفضیل لکم وفضایلُ

قطعہ تاریخ طبع مجلد دوم ذریعۃ النجاۃ فی یوم العرصات مصنفہ جناب فضیلت مآب حافظ بے عدیل در علم قرأت وتجوید بے مثیل مولوی حافظ[۱] سید عبد الجلیل اثنا عشری دام فضلہ الجزیل ونبلہ الجمیل رئیس مارہرہ ضلع ایٹہ۔

عجب کتاب افادت نصاب کردرقم — کہ باشد از عمل آں ہدایتِ ہرکس
فضایل است ومصائب مواعظ دلکش — برائے عاملِ خود شد بدین ودنیا بس
جلیل از پئے سالِ سیحیش گفتم — پے نجات مصنف ذریعہ النفس

تاریخ طبع مجلد دوم کتاب ذریعۃ النجاۃ فی یوم العرصات رقمزدۂ جناب مولوی کریم اللہ خاں افغان ساکن سنبھل ضلع مرادآباد ملازم ریاست دھرم پور ضلع بلند شہر متخلص بناچیز حنفی المذہب

چوں کتاب ذریعہ را دیدم — لطف برداشتم پسندیدم
عالمِ باعمل مصنفِ او — زایرِ مصطفیٰ مؤلفِ او
کہ مقرب علی بود نامش — ابلقِ روز وشب بود رامش
ناقد وحاذق وطبیب لبیب — شاعر وماہر وادیب واریب
ناصرِ دینِ پاک مصطفوی — ناشرِ ملتِ علیؑ ولی
عارفِ دینِ احمدِ مختار — واقفِ راہ حیدرِ کرّار
سالکِ مسلکِ امیرِ عرب — والہ مصطفیٰؐ وعاشقِ رب
مفتیِ چار دفترِ اخلاق — ہادیِ چار گوہرِ اشفاق
حاصلِ علم فاضلِ افضل — حاملِ حلم کاملِ اکمل
صاحبِ فضل حاجی الحرمین — متمسک بدامنِ ثقلین
کرد تالیف ایں کتاب شریف — داد دادِ سخن بطرزِ منیف
چوں بتاریخ او نمودم غور — گفت ہاتف بگوش من فی الفور
عبدِ ناچیز نیست ایں مشکل — بے تامل بگو فروغ دل (۱۳۲۰)

[۱] جناب حافظ صاحب موصوف قرآن شریف کے ایسے حافظ اعلیٰ درجہ کے ہیں کہ مثل اُن کے کوئی حافظ قرآن آجتک ہمنے نہیں دیکھا قطع نظر علم تجوید وقرات کے قرآن شریف اسقدر یاد ہے کہ اگر کوئی تھوڑا سا ترجمہ کسی آیت کا پڑھدے تب بھی فوراً ساری آیت پڑھدینگے

قطعۂ تاریخ طبع کتاب مستطاب ذریعۃ النجاۃ جلد دوم تصنیف جناب مولوی محمد خیر الدین صاحب صابر دام مجدہ الشریف تاجر کتب و مہتمم مرثیہ شہر ملتان

کتابے خوب و مقبول طبائع طبع گردیدہ ۔۔۔ کہ مشحون از بیانِ مقتلِ شاہِ شہید آمد

کتابے جندا بہر گنہگاران تسلی دہ ۔۔۔ بوقت سعد و حین نیک و آوانِ سعید آمد

ذریعہ بہر ہر خاطی وسیلہ بہر ہر آثم ۔۔۔ نجاتِ عاصیاں را دہ چہ منشور نوید آمد

ز تصنیف جناب عالم و علامۂ دوراں ۔۔۔ کہ ذات فیض آیاتش ز رشد حق رشید آمد

شریف و حاجی و سید مصائب خوان جد خود ۔۔۔ بہ ہر علم و فضیلت کامل و ہر د فرید آمد

ابو القاسم مقرب با علی آں کامل و اکمل ۔۔۔ بعلم و ہم عمل اندر زمانِ خود وحید آمد

بدایت از فضائل ختم مجلس بر مصائب شد ۔۔۔ از اول تا با آخر بس ہمیں گفت و شنید آمد

روایاتش ہمہ فایق رواتش واثق و صادق ۔۔۔ نظیر ایں کتاب نو بعالم ناپدید آمد

چناں مطبوع دلہا گشت جلد اولیں او ۔۔۔ کہ از ہر یک طرف قول زہا زہ در شنید آمد

چنیں نادر مرتب شد کہ ہر یک قدرداں گفتہ ۔۔۔ بہ پنجاب و بہ ہندوستاں مثیل او فقید آمد

مضامین صحیحہ شد میسر بہر ہر ذاکر ۔۔۔ ہمانا ایں کتاب از بہر ایشاں بس مفید آمد

ہزاراں عقدہ ماتم ز ہر حرفش شدہ منحل ۔۔۔ کہ ہر یک لفظ او قفل مصائب را کلید آمد

مضامینش عجب رنگیں بیانش پر تعب غمگیں ۔۔۔ پے ہر ذاکر شبیر حاصل مایرید آمد

تردد چیست از بہر سن تاریخ طبع او ۔۔۔ بگو صابر کتاب معتبر عمدہ جدید آمد

۱۳۲۰

التماس

جلد اول ذریعۃ النجاۃ و جلد دوم اربعین کی تھوڑی سی جلدیں باقی رہ گئی ہیں حضرات مؤمنین توجہ فرمائیں اور انکو خرید کر دیگر مجلدات کے طبع ہونے کے لئے تائید کریں۔ قیمت جلد اول ذریعۃ النجاۃ مع محصول وغیرہ ۱۲؍ اربعین جلد دوم مع محصولڈاک ۱۲؍ ۔ راقم سید مقرب علی مؤلف کتاب ہذا جگراؤں ضلع لودیانہ

نیز - یہ کتابیں مطبع یوسفی دہلی سے اور سید محمد قاسم - ایس - ایم - احمد اینڈ کمپنی دہلی سے مل سکتی ہیں۔

مجموعہ کتاب المعصوم مخمس بہ معتصم مرزا محمد علی صاحب اور نوحہ جات جناب مولانا سید محمد مرتضی دام ظلہ العالی سے طبع ہو کر ہر سال مل سکتی ہے ❖❖❖

ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما

الحمد للہ و المنۃ کہ دریں آوان میمنت آغاز برکت غایات وقائع کثیرۃ البہجۃ افراۃ البرکات مجلد دوم کتاب

ذریعۃ النجات یوم العرصات

من تصنیفات جناب فاضل اجل و عالم بےبدل حاج الحرمین الشریفین جناب مولوی السید مقرب علیخان الصفا المتخلص بزائر

بمطبع مقبول عام [illegible] باہتمام سید [illegible] حسین مقبول طبع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی قد عجز و یعجز عن حمده الحامدون ط ولم یبلغ ولن یبلغ الی حد
شکر نعمائه الشاکرون ط وقد قصر و یقصر عن وصفه الواصفون ط وقد اعترف
و یعترف بالعجز عن عرفانه العارفون ط واعیاء عن ادراک کنهه البالغون المدرکون
الکاملون ط وقد اقر و یقر بالتقصیر عن احصاء ثنائه المادحون ط وقد رجاء
و یرجو من رحمته الراجون ط وقد خاف و یخاف عن قهره الخایفون - وقد
خشع و یخشع لعظمته وجلاله الخاشعون ط وقد خضع و یخضع لجبروته وکماله
الخاضعون ط وقد خشی و یخشی منه عباده العالمون ط عظیم جلاله فخیم جماله
عمیم نواله - قویم کماله - قیوم ذاته محمودة صفاته واجب وجوده واهب
جوده ممتنع نده محال ضده مفقود بدیله معدوم عدیله یمتنع شریکه و مثله
لا یمکن ضریبه و ذمیله محکم حکمه حسن امره جمیل نهیه متقن فعله صادق
قوله کثیر طوله و فیر حوله - ماموله رافته مهولة نقمته - سبقت من غضبه
رحمته - غالب حزبه باهر برهانه قاهر بطشه و سلطانه وافر امتنانه متکاثر
احسانه واضح بیانه علی شانه متین نظامه رزین کلامه دایم دوامه لا یحصی
الائه ولا یستقصی نعمائه وفی وعده قدیم ملکه ازلی اختیاره ابدی وقاره
تعالی الله عما یقول الظالمون وارفع شانه عما یتفوه به الجاهلون والسموات

رفیع

مطویات بیمینہ والارضون یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید ولا یُسئل عما یفعلُ وھم یُسئلون۔ والصلوٰۃ علے الاول نوراً والاخر ظھوراً الذی اصطفاہ الخالق من جمیع مخلُوقاتہ فجعلَہٗ علۃً لایجاد موجوداتہ ومصنُوعاتہ واتی بطفیلہ مِنَ اللیس الی الایسِ کل مُکوّناتہ۔ صاحب الوسیلۃ والمقام المحمود حبیب الربِ الودودِ الشفیع المشفع فی یوم الورد المورود النور الصمدی والضیاء الابدی الذی بسناء وجھہ الشریفِ المنورِ قد استنار المستنیرون ؕ و بارشادہ قد استرشد المسترشدون ؕ وبھداتہ قد اھتدی المھتدون وباتباعِہ وافلاحہ قد افلح المفلحون وباصلاحہ قد استصلح المصلحون وببرکۃ فیضانہ قد استفاضَ المستفیضونَ وبافاداتہ قد استفاد المستفیدون سیدنا ونبینا وشفیعنا محمد رحمۃ للعالمین وخاتم النبیین الذی بَشَّرَ بقدومہ ونبوتہ المرسلونَ المتقدمونَ ؕ والہ مصابیح الدجیٰ واعلام الھدیٰ وامان لاھل الغبراء کما ان النجوم امانٌ لاھل السماء مثلھم کسفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ ومن تخلَّفَ عنھا غرَقَ وھوی احد الثقلین الذین امرنا نبینا سید الانبیاء بالتمسک بھما لئلا نضل ونردی فھم الذین قد انتجبھم اللہ من سائر المخلوقات فھم المنتجبون وطھرھم الرحمن الجلیل من کل رجس فھم المطھرون وعصمھم الدیّان الجمیلُ عن جمیع المعاصی فھم المعصومون و اَذِنَ لھم لشفاعتنا فھم لنا شفعاءُ یومَ لا ینفعُ فیہ مالٌ ولا بنون ولاریبَ فی انھم وشیعتھم یوم القیامۃ ھم الفائزونَ

اَمّا بعد۔ بندہٗ عاصی ابوالقاسم متقرّب علی نقوی زائر عرض کرتا ہے کہ میں اپنے خالق اور رازق اور منعمِ جلتْ آلائہٗ وعظمتِ نعمائہٗ کا شکر کس منھ سے اور کس زبان سے اور کس طرز سے اور کس بیان سے ادا کروں اُس منعمِ حقیقی کے لاکھوں احسانات ہیں کروڑوں عطیّات ہیں توبہ توبہ لاکھوں اور کروڑوں کا اُنپر اطلاق کریں یا کسی عدد سے متقیّد کریں یہ بھی مقدور نہیں۔ کیونکہ نعماے الٰہی نامتناہی ہیں محصور نہیں کس کس احسان اور انعام کا شمار کیا جائے گنتی سے افزوں ہیں حدِ حصر سے بیروں ہیں حساب محال ہے۔ کتنی کی کسکو مجال ہے۔ لمؤلفہ۔

قطعہ

شکر اور توبہ میں کسطرح کروں اے منعم	پیش آئی ہے عجب طرح کی روداد مجھے

تیرے احسان ہیں اتنے کہ نہیں انکا شمار	اسقدر ہیں مرے عصیاں کہ نہیں یاد مجھے

لیکن منجملہ اُن انعاماتِ وافرہ و احساناتِ متکاثرہ کے بحکم محکم آیہ وافی ہدایہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ
ایک عطیۂ کبریٰ و نعمتِ عظمیٰ کا ذکر کرتا ہوں۔ کہ اُس واہب بے منت و معطی بے ضنت نے مجھ جیسے حقیر و ناچیز
کو ایسے عظیم البرکہ منیع المنزلہ والمکان۔ فخیم العزت و رفیع الشان توفیق اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی کہ اس
خاکسار ذرہ بمقدار کے ہاتھ سے ذریعۃ النجاۃ فی یوم العرصات جیسی کتاب سعادت نصاب وسیلہ تحصیل ثواب
یوم الحساب لکھوائی۔ اُس مالکِ غفور الرحیم نے اس گنہگار عاجز کس مپرس ہیچمدان کثیر الذلات والعصیان پر
بے انتہا رحم اور فضل کیا کہ ذریعۃ النجاۃ کو میری مغفرت اور نجات کا ذریعہ بنا دیا اور مجھکو بر و یائے صادقہ میرا
مقام اور محل اور قصرِ بہشتِ بریں میں دکھا دیا فلہ الشکر شکراً کما ھو اھلہ و مستحقہ فی کل حین و
آن ولہ الحمد حمداً کما یحب ربنا و یرضیٰ فی کل وقت و زمان۔ پس قادرِ متعال و ربِّ لایزال جل جلالہ
و عم نوالہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کتاب ہدایت انتساب سراپا صواب وسیلۂ ادخار اجر و ثواب کی مجلد اول جو چار
ابواب پر مشتمل ہے طبع ہو کر شائع اور مشتہر اور مقبول طبائع ہو چکی ہے اب مجلد دوم اسی کتاب یعنی ذریعۃ النجاۃ
فی یوم العرصات کی مرتب کر کے مشتہر کرتا ہوں انشاء اللہ المستعان و علیہ التکلان۔ اور خداوند کریم کے مراحم
و تفضلات و الطاف و عنایات پر بھروسہ کر کے امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب سراپا صواب بقبول درگاہ بے نیاز
ہو کر میرے لئے اور تمام اُن مومنین کے واسطے جو اسکو پڑھیں یا سنیں تحصیل ثواب بے حساب کا باعث ہوگی
وما توفیقی الا باللہ الرحمٰن الرحیم۔ وصلی اللہ علیٰ سیدنا الرسول الکریم صاحب الخلق
العظیم و آلہ اصحاب الفضل الجسیم والمجد الفخیم و ھا انا اشرع فی المرام بعون العزیز
المنعام۔ چونکہ باب پنجم کی ضخامت زیادہ ہو گئی ہے۔ لہذا اس باب کو کمترین نے تین مجلدوں پر تقسیم کر دیا ہے
مجلد اول میں جناب سید المرسلین و جناب سیدۃ نساء عالمین صلی اللہ علیہما و ذریتہما الطیبین کے فضائل و
مصائب ہیں اور مجلد دوم میں جناب سید الوصیین امیر المومنین کے فضائل و مصائب ہیں و مجلد سوم
میں جناب سبطین رسول الثقلین اعنی جناب امام حسن و جناب امام حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضائل
و مصائب کا بیان ہے۔ **التماس ذاکر**۔ چونکہ اس کتاب میں بعض مجالس و مضامین ایسے ہیں کہ
اُن کو صرف مومنین خالصین و مخلصین ہی کے سامنے پڑھ سکتے ہیں اور عام لوگوں کی روبرو اُن کا پڑھنا
مصلحت اور مناسب نہیں اور اکثر ایسی مجلسیں ہیں کہ انکو بے تکلف عام لوگوں میں پڑھ سکتے ہیں لہذا یہ
حقیر حضرات حدیث خوان صاحبوں کی خدمت میں ملتمس ہے کہ جس مجلس اور جس مضمون کے عنوان پر لفظ خاص لکھا ہوا پائیں
اُس مجلس اور مضمون کو عام لوگوں میں پڑھ کر نہ سنائیں بلکہ اُسے خالصین مخلصین مومنین کے سامنے پڑھیں

اور جس مجلس و مضمون کے عنوان پر لفظ عام لکھا ہوا ہو اسکو بے تکلف عام لوگوں میں پڑھ دیں ÷

اصول خمسہ کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ واجب الوجود و مفیض الخیر والجود والصلوٰۃ علی سیدنا محمد صاحب الوسیلۃ والمقام المحمود الشافع المشفع یوم الورد المورود وآلہ ائمۃ الخلق وامناء المعبود۔

اما بعد۔ اصول دین و ایمان کے پانچ ہیں۔ اوّل توحید۔ واضح ہو کہ اللہ جل جلالہ کا پہچاننا اور جاننا اور اس وحدہ لاشریک کو واحد و یگانہ ماننا ہر مکلف پر واجب ہے کیونکہ حق تعالیٰ شانہ منعم ہے اور انعام و نعمت دینے والے کو پہچاننا ازروئے عقل ضروری ہے تاکہ اُسکا شکریہ ادا کیا جائے۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ موجود ہے کیونکہ اس نے تمام جہان کو بنایا ہے اور وہی قادر متعال رب لایزال ہمکو ملک عدم سے شہرستان وجود میں لایا ہے پس ظاہر ہے کہ جس نے تمام جہان کو پیدا کیا ہے وہ خود موجود ہے۔ جناب باری عز اسمہ اپنی ذات سے خود واجب الوجود ہے۔ یعنی اپنے وجود کے موجود ہونے میں کسی اور کا محتاج نہیں اور اسکا وجود معدوم نہیں ہو سکتا اگر وہ ممکن الوجود ہو تو ہماری طرح اور کسی بنانے والے کا محتاج ہو اور یہ امر محال ہے کہ منعم صانع عالم خود محتاج غیر کا ہو۔ پس اس سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات سے واجب الوجود ہے۔ ممکن الوجود نہیں۔ جناب ایزد بے ہمال قدیم ازلی ہے اُسکے لئے کبھی عدم نہ تھا وہ ہمیشہ سے موجود ہے اور باقی ابدی ہے یعنی ہمیشہ موجود رہنے والا ہے کیونکہ وہ واجب الوجود ہے اُسکا معدوم ہونا سابق میں اور آیندہ میں بہر صورت محال ہے۔ وہ قدیر خبیر قادر مختار ہے یعنی وہ جس کام کو کرنا چاہے کر سکتا ہے اور جس کام کو نہ کرنا چاہے اُسکو ترک کر سکتا ہے کیونکہ اُس قادر مختار نے ایک وقت میں تمام جہان کو بنایا اور ایک وقت ایسا تھا کہ نہیں بنایا تھا مگر جب اُس نے جہان کو نہیں بنایا تھا تب بھی وہ بنانے کی قدرت رکھتا تھا دلیل اُسکی اس جہان کا بنانا ہے۔ کیونکہ وہ جب پہلے بھی بنانے پر قادر تھا تو اُس نے جہان کو بنایا۔ جناب رب غفور وخبیر بما فی الصدور عالم ہے یعنی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اس طرح سے کہ ہر چیز اُسکے سامنے ظاہر اور حاضر ہے کوئی شے اُس سے پوشیدہ اور غائب نہیں کیونکہ اُس علیم قدیر و حکیم خبیر نے ہر چیز کو جسطرح وہ مناسب تھی بنایا اور خلقت کو پیدا کیا۔ پس جو ایسا کر سکتا ہو تو ضرور اور لازم ہے کہ وہ پہلے سے اُن سب کو جانتا ہو۔ جناب حی قیوم جل جلالہ زندہ ہے کیونکہ وہ قادر اور عالم ہے اور جو قادر اور عالم ہو وہ واجب اور ضرور ہے کہ زندہ ہو اور ہمیشہ زندہ رہے۔ جناب ایزد متعال ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا جاننے والا ہے کیونکہ وہ تمام چیزیں جن پر وہ قادر ہے اور

تمام وہ اشیاء جنکو وہ جانتا ہے اُن سب چیزوں کی نسبت خدائے تعالیٰ کی طرف مساوی درجہ پر ہے۔ پس
خصوصیت قدرت کی یا اُسکے علم کی ایک چیز کے ساتھ ہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور اگر ایک شئے کو دوسری
پر ترجیح اور زیادتی ہو تو یہ امر غیر ممکن ہے۔ جناب پروردگار قادر مختار متکلم ہے مگر وہ تکلم کے لئے زبان کا محتاج
نہیں یعنی وہ جس جرم یا جسم میں چاہے کلام پیدا کر سکتا ہے چنانچہ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَکَلَّمَ اللّٰہُ
مُوسٰی تَکْلِیْماً۔ اور دوسری دلیل اُسکی یہ ہے کہ جب بدلیل عقل ثابت ہوگیا ہے کہ خداوند تعالیٰ ہر ممکن پر
قادر ہے اور کلام منجملہ ممکنات ہے تو وہ ذات اقدس واعلا کلام پر بھی قادر ہے۔ جناب خدائے قدیر و ایزد
خبیر سمیع اور بصیر ہے یعنی سُننے والا اور دیکھنے والا ہے بے آنکھوں کے دیکھتا ہے اور بے کانوں کے سُنتا ہے
اُسکو آنکھ اور کان وغیرہ آلات کی احتیاج نہیں ہے کیونکہ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے ہر ایک شئی کا جاننے والا ہے
پس کل اُن چیزوں کو جو دیکھی یا سُنی جاتی ہیں دیکھتا اور سُنتا ہے جیسا کہ خود قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے
وَاِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ خدائے خبیر مدرک ہے یعنی دریافت کرنے والا ہے جو اشیاء حواس سے دریافت
کی جاتی ہیں وہ بدون حواس کے اُنکو جانتا ہے اُسکو حواس و اعضا کی حاجت نہیں ہے اسواسطے کہ وہ ذات
مقدس جسم اور لوازم جسم سے منزہ اور پاک ہے چنانچہ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لا تدرکہ الابصار
وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ حضرت رب العزت عز اسمہ مرید ہے یعنی ارادہ کرنیوالا ہے
جس کام کو جسوقت میں مصلحت اور مناسب جانتا ہے اُسوقت اُس کام کو کرتا ہے اور جسوقت مصلحت اور
مناسب نہیں جانتا نہیں کرتا کوئی کام اُسکا بے مصلحت نہیں ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اُس نے ہمکو
بوساطت اپنے انبیاء و مرسلین کے بعض کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بعض کاموں سے منع فرمایا ہے
تو اِس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ صاحب ارادہ ہے۔ جناب غفور الرحیم صادق یعنی سچا ہے کیونکہ جھوٹ
نہایت بُری بات ہے اور بد چیز ہے اور وہ ہر بدی سے اور ہر قبیح چیز سے منزہ اور پاک ہے۔ جناب باری
تعالیٰ کارہ بھی ہے یعنی جس کام کو کرنا مناسب نہ ہو اُسکو ترک کرتا ہے دلیل اُسکی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے
بعض موجودات کو باوجود علم اور قدرت کے ایک وقت میں پیدا نہ کیا پھر اور وقت میں انہیں چیزوں کو پیدا
کیا اور نیز یہ ہے کہ بعض امور سے اُس احکم الحاکمین نے ہمکو منع کیا ہے تو اِس سے معلوم ہوا کہ وہ کارہ بھی ہے
جناب وحدہ لاشریک مالک الملک یگانہ ہے یکتا ہے خدا ہونے میں کوئی اُسکا شریک نہیں دلیل اُسکی یہ ہے
کہ خود اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یعنی کہہ اے محمد کہ اللہ ایک ہے اور اگر اُسکا کوئی شریک
ہوتا تو تمام جہان کے انتظام میں فساد لازم آتا۔ خدائے پاک کے لئے جسم نہیں اور نہ وہ عرض ہے اور نہ جوہر
کیونکہ جسم اور جوہر اور عرض سب ممکنات میں سے ہیں اگر وہ جسم یا جوہر یا عرض ہو تو لازم آئے کہ وہ بھی ممکن ہو

اور بنانے والے کا محتاج ہو اور یہ امر محال ہے۔ [18] خدائے تعالیٰ کے لئے کوئی طرف اور مکان معیّن نہیں کیونکہ جس کے لئے جہت یا مکان ہے وہ مکان یا جہت کی طرف محتاج ہوا خدائے تعالیٰ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ جناب لطیف وخبیر دُنیا وآخرت میں کسی وقت اور کبھی اور کسی طرح آنکھوں سے نظر نہیں آسکتا کیونکہ وہ مجرد ہے جسم اور جہت اور مکان سے بالکل پاک ومنزہ ہے اور جو چیز نظر آسکتی ہے اُسکے لئے جہت اور مکان اور جسم کا ہونا ضروری ہے اور وہ ذاتِ اقدس جسم اور جہت اور مکان وغیرہ سے بری ہے کیونکہ خود اُس نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام سے خطاب کر کے فرمایا ہے۔ لَنْ تَرَانِی یعنی ہرگز نہیں دیکھے گا تو مجھکو اور نیز خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار یعنی اُسکو آنکھیں نہیں پا سکتیں۔ [19] اُس وحدہ لاشریک وبے ہمتا تعالیٰ شانہ کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ باپ ہے نہ زوجہ کیونکہ یہ امر ثابت ومتحقق ہے کہ خدائے برحق مستغنی بالذات ہے اور خود اپنی ذاتِ اقدس سے وہ واجب الوجود ہے کسی شئے کا محتاج نہیں اور سوائے اُس ذاتِ مقدس کے ہر چیز ممکن ہے۔ اگر اُسکے لئے معاذ اللہ بیٹا وغیرہ فرض کیا جائے تو اُس غنی مطلق کا محتاج ہونا لازم آئے اور یہ امر خلاف عقل ونقل ہے اور خود اُس نے فرمایا ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یعنی اُسکی مثل اور مانند کوئی شے نہیں ہے اور نیز اُس وحدہ لاشریک نے فرمایا ہے مثل عیسیٰ کمثل آدم خلقہ من تراب یعنی مثال عیسیٰ کی مانند آدم کے ہے کہ اُسکو قادر متعال نے بقدرتِ کاملہ خود مٹی سے پیدا کر دیا اسی طرح عیسیٰ کو بے باپ کے پیدا کر دیا اگر کوئی اُسکا بیٹا یا باپ ہو تو خدائے قدیم کا حادث ہونا لازم آتا ہے یا اُس بیٹے کا جو حادث اور پیدا ہوا ہے قدیم ہونا لازم آئیگا کیونکہ والد اُسکا قدیم ہے پس قدیم ہونا حادث کا اور حادث ہونا قدیم کا دونو امر ممتنع اور محال ہیں۔ [19] جناب وحدہ لاشریک جل جلالہ کسی شئے کے ساتھ متحد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اتحاد دو چیزوں کے ایک ہوجانے کو کہتے ہیں اور اِس صفت کا اطلاق اُس مستغنی بالذات پر ناجایز ہے کیونکہ وہ ذاتِ مقدس اگر کسی دوسری شئے کے ساتھ متحد ہوجائے تو وہ قدیم ازلی حادث اور نیز محتاج دوسری شئے کا ٹھہرے گا یا وہ شئے دوسری جو حادث تھی قدیم ہوجائے گی اور یہ دونو امر محال اور ممتنع ہیں ہو نہیں سکتے [20] وہ واجب الوجود بے ہمتا کسی شئے سے مرکب نہیں کیونکہ اگر وہ مستغنی بالذات چند اجزاء سے مرکب ہو تو اُن اجزا کی طرف اُس غنی بالذات کا محتاج ہونا لازم آئیگا اور جو شئے کسی کی طرف محتاج ہے وہ ممکن ہے اور خدائے تعالیٰ ممکن نہیں بلکہ واجب الوجود بالذات ہے۔ [21] جناب حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا کیونکہ اگر کسی شئے میں حلول کرے تو واجب الوجود کا ممکن الوجود میں قائم ہونا لازم آئے اور یہ امر محال اور ناممکن ہے۔ [22] جناب رب العالمین اپنے غیر سے مستغنی اور بے پرواہ ہے اسواسطے کہ وہ اپنی ذات سے واجب الوجود ہے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ [23] جناب باری تعالیٰ شانہ کی صفات عین ذات ہیں اُسکی ذاتِ مقدس

سے کوئی صفت زاید یعنی خارج نہیں ہے کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ کی صفتیں اُسکی ذات سے خارج ہوں تو اُسکی
ذاتِ اقدس ازلی کا حادث ہونا لازم آئے۔ اِس لئے کہ وہ صفات محلِ حوادث ہیں اگر وہ صفات جو زاید عن
الذات فرض کی گئی ہیں قدیم ہوں تو بہت سے قدیم پائے جائیں گے۔ اور یہ دونو امر باطل ہیں کیونکہ سوا
ذات باری عزاسمہ و تعالیٰ شانہٗ کے اور کوئی قدیم نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ صفاتِ الٰہی عین ذاتِ الٰہی ہیں
وہی ذاتِ الٰہی ہے اور وہی اُسکا علم ہے اور وہی اُسکی قدرت ہے۔ قدرت اور علم علیحدہ اُسکی ذات
نہیں ہیں۔ نیز[25] واضح ہو کہ قضا و قدر الٰہی پر راضی رہنا واجب ہے کیونکہ جو کچھ ہوا ہے یا ہوگا وہ حکم الٰہی
ہوا ہے اور ہوگا مگر اُس سے یہ نہیں لازم آتا اور یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے ہمپر جبر یا ظلم کیا ہے
خداوند تعالیٰ مکلفین کو تکلیف کے بدلے ثوابِ ابدی عطا فرمائے گا اور نیز جو لوگ رنج اور آلام میں مبتلا
ہوئے ہیں اُن کو اجر عنایت کرے گا کیونکہ وہ عادل ہے اُسکو عوض دینا واجب اور ضروری ہے۔
کچھ خدائے کریم نے کیا ہے وہ اصلح اور مناسب تر تھا ورنہ لازم آئے کہ اُس حکیم مطلق نے بیفایدہ اور عبث
فعل کیا ہو اور وہ بیفایدہ اور عبث فعل کرنیوالا نہیں ہے چنانچہ خود فرماتا ہے۔ مَا خَلَقْنَاکُمْ عَبَثاً

دوسری اصل ایمان کی اقرار کرنا عدل خدائے عادل کا ہے

دوسری جڑ دین کی عدل ہے یعنی جناب[26] غفور الرحیم کو عادل ماننا لازم ہے وہ مالک الملک عادل اور حکیم ہے
یعنی بُرا کام نہیں کرتا اور جو ضروری کام ہے اُسکو ترک نہیں کرتا اسواسطے کہ بُرا کام کرنا بُرا ہے اور ضروری
کام کا چھوڑ دینا نقصان ہے۔ اور وہ ہر بُری کام اور نقصان سے پاک ہے۔ لطف[27] اور مہربانی کرنا خدائے
کریم پر واجب ہے کیونکہ اُس خالقِ متعال نے خلقت کو پیدا کیا اور اُن کے دلوں میں طرح طرح کی خواہشیں
پیدا کیں۔ پس باوجود اِسکے اگر وہ مہربانی اور لطف نفرمائے تو لازم آئے کہ مخلوقات کو اپنی خواہشوں کے ادا
کرنے کی طرف اُس نے خود برانگیختہ کیا ہے اور یہ امر خدائے تعالیٰ پر سخت قبیح اور ناجائز ہے کہ اُس نے خود
گناہوں پر آمادہ کیا ہو ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور لطف و مہربانی اُس رحیم و کریم کی قایم کرنا دلایل کا اور
کرنا ہماری عقلوں کا اور بھیجنا رسولوں کا ہے تاکہ وہ ہمکو ہدایت کریں اور بعد انقطاع سلسلہ نبوت کے
رکھنا امام کا لطف اور رحمت اور مہربانی خدائے منعام کی ہے تاکہ سلسلہ ہدایت کا منقطع نہو جائے۔

تیسری جڑ دین کی نبوت کا اقرار اور اُسپر ایمان لانا ہے

واضح ہو کہ انبیاء و مرسلین از آدم تا خاتم صلواۃ اللہ علیہم اجمعین سب سچے نبی اور رسول اللہ کے ہیں

ہمارے نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف یقیناً سچے رسول اللہ عزوجل کے ہیں۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ اُس جناب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت سے معجزات باہرات دکھلائے اور جو ایسا ہو وہ نبی ہے صغرا کے مشتمل ہے دو دعوؤں پر اوّل یہ کہ جناب رسول اللہ محمد بن عبد اللہ نے دعویٰ نبوت کا کیا پس اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کیونکہ یہ امر بدیہی اور عیاں اور مشہور اور متواتر ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ اُن کے دست حق پرست پر معجزات باہرات کا ظہور ہوا منجملہ اُن معجزات کے ایک معجزہ اُس جناب کا قرآن شریف ہے جو اتنک موجود ہے اور قیامت تک یہ معجزہ قائم اور برقرار رہے گا اور اسکا ہر ایک فرد بشر کو اقرار ہے کہ قرآن شریف محمد رسول اللہ کے ہاتھ سے ظاہر ہوا ہے اور معجزہ ہونا قرآن کا اس وجہ سے یقینی ہے کہ قرآن میں کئی جگہہ پر کفار کو کہا گیا کہ اگر تم اس کتاب کو کلامِ خدا نہیں جانتے اور قرآن کو نہیں مانتے تو مثل اسکے بنا کر دکھلاؤ پھر یہانتک کہ یہ بھی کہا گیا کہ ایک سورہ مثل اسکے بنا لاؤ۔ کفار و مشرکین عرب میں سے جو بہت بڑے بڑے فصحا اور بلغا تھے اسکا مقابلہ کرنے میں عاجز ہوگئے اور کوئی ایک سطر بھی مثل اُسکے نہ بنا سکا کفار و مشرکین نے اپنا قتل ہونا جو کہ سخت دشوار امر ہے گوارا کیا مگر قرآن شریف کا مقابلہ اور معارضہ نہ کرسکے حالانکہ اگر اُن سے ممکن ہوتا تو قتل ہونے اور مارے جانے سے یہ امر نہایت سہل اور آسان تھا کہ ایک سورہ مثل سور قرانیہ کے بنا کر دکھلا دیتے۔ مگر چونکہ وہ لوگ جو فصحائے عرب و علمائے ادب تھے مثل اسکے نہ بنا سکے تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب من جانب اللہ ہے اور مثل اسکے کلام کا بنانا طاقتِ بشری سے باہر ہے۔ لمؤلفہ

یک معجزہ زمعجزاتش	برصدق نبوتش کتاب است
ہر صفحۂ او بچشمِ انصاف	وا کردہ ز باغ خلد باب ست
ہر سطر بچشمِ منکرانش	چون شعلۂ ناوکِ شہاب ست
در حفظ حق از عیوب پاک ست	حقا چہ کتابِ مستطاب ست
ہر نکتہ اخضریۂ رموز ست	ہر نقطۂ او درِ خوش آب ست
آوردنِ مثل اوست دشوار	کز معجزہ کردہ سدِّ باب ست
لامثل ذٰلک الکتابِ	کز دفترِ حسن انتخاب ست
از آیہ بعضھم لبعض	ثابت شدہ این کہ لاجواب ست
واللہ لمنزل من اللہ	سبحان اللہ عجب کتاب ست

اور قرآن شریف کے معجزہ ہونے کا ذکر خدا اپنے کلامِ پاک و بے مثل میں فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد کرتا ہے۔ قُل لئین اجمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون

بمثلہ ولو کان بعضھم لبعضٍ ظھیراً جناب صادق علیہ السلام کے زمانہ میں ابن ابی العوجا اور تین آدمی اور سوائے اُسکے دہریہ لوگ اِس امر پر متفق ہوئے کہ قرآن شریف کا مقابلہ کریں اور مثل اسکے بنائیں۔ چنانچہ آپسمیں اُنکی رائے اِسپر قرار پائی کہ سالِ آیندہ کو حرم بیت اللہ میں بموسم حج جمع ہو کر اپنا اپنا مضمون بنایا ہوا ایک دوسرے کو سنائیں جب دوسرے سال وہ چاروں اہلِ ضلال مکہ معظمہ میں بمقام ابراہیم جمع ہوئے تو ایک شخص نے اُنہیں سے کہا کہ میں جب اِس آیت پر پہنچا کہ یا ارض ابلعی ماءک ویاسماء اقلعی وغیض الماء الخ۔ تو میں نے مقابلہ کرنے کا خیالِ خام اپنے دل سے دور کر دیا اور جان لیا کہ مثل اسکا ممکن نہیں ہے دوسرے نے کہا کہ میں نے جب اِس آیت کو پڑھا فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیاً۔ تو میں مقابلہ کرنے سے ناامید اور مایوس ہو گیا۔ تیسرے نے اِسی طرح بیان کیا غرض وہ لوگ آپسمیں چپکے چپکے آہستہ آہستہ یہ گفتگو کر رہے تھے کہ جناب صادق علیہ السلام اُنکے پاس سے گزرے تب حضرت نے اُن کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً

لمؤلف

کلام اللہ بھی کیا معجزہ ہے	کہ تا روزِ قیامت برملا ہے
کراماتِ رسولانِ سلف کا	نشاں قرآن سے ہے اب تو ملتا
وگرنہ معجزے اُن انبیاء کے	نظر سے اہلِ عالم کے نہاں تھے
ہوئے سب معجزے پہلے تو مفقود	قیامت تک ہے یہ اعجاز موجود
دیا وہ معجزہ حق نے نبیؐ کو	جو برہانِ نبوت حشر تک ہو
نہیں ہے منکروں کو جائے انکار	جواب اسکا نہیں ہو سکتا زنہار
اگرچہ جن و انساں سارے ملجائیں	نہیں ممکن کہ اک سورہ بنا لائیں

سوائے قرآن شریف کے اور بہت سے معجزات باہرات جناب سرور کائنات کے ہاتھ سے ظہور میں آئے ہیں مثل معراجِ جسمانی وشق القمر کے اور اصابع مبارک سے پانی کا پیاسوں کے لئے جاری ہونا وغیرہ وغیرہ علمائے خاصہ وعامہ نے کئی ہزار معجزہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی کتابوں میں باسانید معتبرہ وصحاح لکھا ہے من شاء الاطلاع علیھا فلینظر الیھا۔ ہمارے نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از بعثت اپنے نفس مقدس وشریف پر نبی تھے اور جب من جانب اللہ رسالت پر مبعوث ہوئے تب سارے جہان اور کافہ انام کے نبی ہوئے چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں اُس زمانہ میں بھی نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی میں تھے۔ لاخی المعظم المرحوم جناب فرخ۔ کنت نبیاً گہر تاج او

آدم و عالم ہمہ محتاج او + تمام انبیاء اول عمر سے آخر عمر تک گناہوں اور عیبوں اور سہو اور ہر طرح کے نقصان سے پاک اور منزہ ہیں۔ اگر اُن سے گناہ یا سہو صادر ہوتا تو انکی عزت اور وقعت لوگوں کے دلوں سے کم ہو جاتی اور اُنکی باتوں اور اُن کے کاموں پر کسی کو اعتماد اور بھروسہ نہ رہتا اور فائدہ نبوت کا باطل ہو جاتا اور جو اِس قسم کی آیتیں قرآن شریف میں وارد ہیں جنکے ظاہری معنوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ فلاں نبی سے عصیان ہوا وہ تمام آیتیں ظاہری معنوں پر نہیں ہیں بلکہ سب واجب التاویل ہیں۔ ضرور ہے اور واجب ہے کہ نبی اپنے زمانہ کی کل خلقت سے زیادہ عالم اور سب سے افضل ہو نہیں تو تفضیل مفضول لازم آیگی اور یہ امر قبیح ہے۔ ہمارے پیغمبر جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں یعنی اُس جناب کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر نہو گا چنانچہ قرآن شریف میں پروردگار عالم فرماتا ہے۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں لیکن رسول اللہ کا ہے اور ختم کرنیوالا ہے سلسلہ پیغمبری کا۔ ہمارے نبی جناب احمد مختار شفیع روزِ شمار صلے اللہ علیہ و آلہ الاطہار کُل انبیاء اور مرسلین سے مرتبہ میں افضل اور برتر ہیں دلائل اِس امر کے بہت ہیں کچھ قدرے قلیل اُن دلائل میں سے ہم بھی درباب احوالِ رسول رب متعال بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اِس مقام پر صرف اِس ایک دلیل عرض کیجاتی ہے۔ اے حضرات مومنین نبوت ہمارے نبی سید المرسلین کی بدلایل قاطعہ و براہینِ ساطعہ ثابت و متحقق ہے اور جب وہ نبی ہیں تو صادق القول ہیں دیکھو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے لختِ جگر جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کی طرف خطاب کر کے ارشاد فرمایا ہے یا فاطمہ ابوکِ خیر الانبیاء و بعلکِ خیر الاوصیاء و انتِ سیدۃ نساء العالمین و ولداکِ سیدا شباب اھل الجنۃ و ابوھما خیر منھما کما رواہ الخاصۃ والعامہ یعنی اے فاطمہ تیرا باپ تمام انبیاء سے افضل ہے اور تیرا شوہر تمام اوصیا سے افضل ہے اور تو خود سردار ہے تمام جہان کی عورتوں کے لئے۔ اور تیرے بیٹے دونو حسنؑ اور حسینؑ سردار ہیں جوانانِ اہل جنت کے اور باپ اُنکا اُن دونو سے افضل ہے۔ معراج جسمانی علانیہ بیداری کی حالت میں یقیناً واقع ہوا ہے ہرگز اسمیں شک نہیں احادیث متواترہ اسپر دلالت کرتی ہیں اور جو شخص معراجِ جسمانی کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے پس ہر مومن مسلمان کو اِس امر کا اعتقاد رکھنا لازم ہے کہ جناب حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حالتِ بیداری میں جسمِ مبارک کے ساتھ شب معراج میں آسمانوں سے گزر گئے اور عرشِ اعظم پر تشریف لیگئے اور جناب رب العزت جل جلالہ نے اُس جناب کو وہ عزت اور وقعت اور رفعت بخشی اور اُس جناب کو پروردگار عالم تعالیٰ شانہ سے ایسا قرب معنوی حاصل ہوا کہ اور کسی نبی و مرسل کو حاصل نہوا تھا۔ **لمؤلفہ**

خالق نے جو حضرت کو بلایا شب معراج	بخشا انہیں ہر رتبہ اعلےٰ شب معراج
حاصل وہ ہوا قرب خدا کا شب معراج	قوسین تھا اک پایہ ادنیٰ شب معراج

اور شبہات حکماء کے محال ہونے خرق والتیام افلاک وغیرہ مضامین واہیات ہیں اور جوابات اُن کے کتب مبسوطہ میں مندرج ہیں۔ ہمارے پیغمبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین کا دین مبین ناسخ کل ادیان سابقہ کا ہے

اصولِ دین میں سے اصلِ چہارم امامت ہے

بس جسطرح نبی کا مقرر کرنا خدائے تعالےٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر لطف اور مہربانی ہے اُسی طرح امام کا مقرر کرنا بھی جناب پروردگار عالم کی عنایت اور مہربانی ہے بعد نبی کے خدا کی طرف سے امام کا ہونا واجب ہے ورنہ خدا پر قبیح لازم آئے اور یہ محال ہے بعد ہمارے پیغمبر جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ الاطہار کے جناب امیر المومنین حیدر کرار علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف امام ہیں کیونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم الٰہی اُس جناب کی امامت پر نصوص قاطعہ اسقدر ارشاد فرمائی ہیں کہ حد تواتر سے بھی بہت کچھ زیادہ ہیں منجملہ اُن نصوص کے ایک یہ ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے یا علی انت اخی وانت وارث علمی وانت الخلیفة من بعدی وانت قاضی دینی۔ اور نیز فرمایا آنحضرت نے اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی یعنی اے علیؑ تو میرے علم کا وارث ہے اور تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور تو میرے قرض کا ادا کرنیوالا ہے۔ اور آیا تو راضی نہیں ہے کہ تو میرے لئے ایسا ہو کہ جیسے ہارون تھے موسیٰ کے لئے مگر میرے بعد کوئی نبی نہوگا۔ اور نیز جناب رسالت پناہ نے اپنے صحابہ سے فرمایا سلموا علی علی بامرة المومنین واسمعوا له واطیعوه وتعلموا منه ولا تعلموه۔ یعنی تم سب لوگ علی کو امیر المومنین کہکر سلام کرو اور سنو اُسکے احکام کو اور اطاعت کرو علیؑ کی اور سیکھو علیؑ سے اور یہ قصد مت کرو کہ تم لوگ کچھ علیؑ کو سکھاؤ اور نیز بمقام خم غدیر بحکم خدائے قدیر یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك الخ۔ ایک جم غفیر کے سامنے جناب بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من کنت مولاه فهذا علیٌ مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله والعن من ظلمه یعنی جسکا میں مولا یعنی حاکم ہوں اُسکا مولا اور حاکم علیؑ ہے۔ الٰہی دوست رکھ اُسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علیؑ سے دشمنی کرے اور ذلیل کر اُسکو جو علیؑ کا خذلان کرے اور لعنت کر اُسپر جو علیؑ پر ظلم کرے یہ فرماکر جناب رسول اللہ نے کل صحابہ حاضرین و ازواج امہات المومنین سے امیر المومنین علی علیہ السلام کی بیعت کرائی اور امیر المومنین علی علیہ السلام کو اٹھارھوین ذیحجہ سنہ ہجریہ کو

اپنا خلیفہ اور جانشین اور اپنے بعد تمام خلقت کا ہادی اور امام مقرر کیا اور یہ حدیث ایسی صحیح اور متواتر ہے کہ کوئی شخص اہلِ اسلام میں سے اسکا انکار نہیں کرسکتا دیکھو عبقات الانوار فی اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار کی ہر سہ مجلدات حدیث غدیر کو اگر وہ کتاب مستطاب دستیاب نہو تو دیکھو اربعین فی فضائل مولانا امیر المومنین مؤلفہ حقیر کی جلد دوم میں اس حدیث کو انشاء اللہ تعالیٰ حق واضح اور آشکار ہو جائے گا اور نیز حدیث ثقلین جو متواتر بین الفریقین ہے اُس سے بخوبی ثابت اور مبرہن ہے کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے اپنے بعد امت میں صرف دو چیزوں کو چھوڑا ہے اور انہیں دونو کی پیروی اور اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے اکثر اوقات اس حدیث شریف کو باربار فرمایا ہے۔ عن ابی سعید الخدری ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ قال انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود بین السماء والارض وعترتی اھل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا بما تخلفونی فیھما اخرجہ احمد حنبل والطبرانی وابو یعلی۔ **ترجمہ** یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب ہے کہ میں بلایا جاؤں گا اور میں دعوت الٰہی کو قبول کروں یعنی قریب ہے کہ میرا دنیا سے بجانب آخرت انتقال ہو اور میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتابِ خدائے عزوجل جو کہ رسن دراز ہے مابین السماء والارض اور میری عترت اور اہلبیت اور تحقیق جناب لطیف وخبیر نے مجھکو خبر دی ہے کہ یہ دونو آپسمیں ہرگز جدا نہوں گے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گے اب تم لوگ دیکھو کہ تم ان دونو سے کیا سلوک کرتے ہو اور کیسا برتاؤ انسے رکھتے ہو۔

ایضاً قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض کھاتین فضم بین سبابتیہ فقام الیہ جابر بن عبد اللہ الانصاری فقال یارسول اللہ من عترتک فقال علی والحسن والحسین والائمۃ من ولد الحسین الی یوم القیامۃ۔ یعنی فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے لوگو میں تم میں دو بزرگ چیزوں کو چھوڑنے والا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت اور اہلبیت اور یہ دونو یعنی کتاب خدا قرآن اور میری عترت واہلبیت آپسمیں ہرگز جدا نہوں گے یعنی میری اہلبیت وہی حکم دینگے جو قرآن میں ہے اور قرآن میں وہی ہو گا جو میری عترت فرمائے گی۔ جدائی انمیں ہرگز کبھی نہو گی یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر یہ دونو پہنچیں۔ پھر حضرت نے ہر دو انگشت سبابہ کو ملا کر فرمایا کہ اس طرح سے یہ دونو ثقل آپسمیں متفق رہیں گے۔ اُسوقت جابر بن عبد اللہ انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ

عترت آپ کی کون کون ہیں انحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور باقی آئمہ حسینؑ کی اولاد میں سے قیامت تک۔ **لمؤلفہ**

کہا تھا احمدِ مرسل نے لوگو تم میں دو چیزیں	میں چھوڑے جاتا ہوں اک اہلبیت اور ایک قرآن ہے
یہ دونو ثقل آپس میں نہیں ہرگز جدا ہوں گے	کہی گی آل میری بس وہی جو حکمِ یزداں ہے
نہیں جب تک کہ ان دونو سے اے لوگو تمسک ہے	تمہارا تب تلک بیشک سلامت دین و ایماں ہے
جو برگشتہ ہوا انسے پھرا وہ حکمِ داور سے	پھرا جو حکمِ داور سے وقودِ نارِ نیراں ہے
مگر افسوس امت نے نہ کی کچھ قدر دونو کی	کیا جو کچھ وصیت پر عمل سب پر نمایاں ہے

یعنی اس امتِ بد اطوار عہد شکن نے قرآن شریف کو آگ سے جلایا کبھی پرزے پرزے کیا کبھی تیر دار کا نشانہ بنایا اور جناب فاطمہ زہرا البضعہ محبوبِ خدا کو اُن کے گھر کے جلا دینے کی دھمکی دی اور دخترِ رسول کی پردہ دری کی جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا اور اُن کے جنازے پر تیر مارے اور جناب امام حسینؑ احد الثقلین فلذہ کبد رسول خافقین کے سرانور کو کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور اہلبیتِ رسول و دخترانِ علیؑ و بتولؑ پر وہ ظلم کئے کہ جنکی کچھ انتہا نہیں۔ حضرات ناظرین اسمیں کسی طرح کا شک اور شبہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول نے علی علیہ السلام کو امام انام مقرر فرمایا ہے قرآنِ خدا و احادیث سرورِ انبیا سے یہ مضمون بکمال صراحت ظاہر و ثابت و مدلل و آشکار ہے طالب حق کے لئے اس مدعا کے دلایل بیشمار دیکھنے کے وقت بصیرت اور انصاف درکار ہے۔ پھر جناب باری عز اسمہ موفق اور ہادی اور مددگار ہے جب طالبِ راہ نجات انصاف سے کتب کلامیہ کو دیکھے گا تو اسکے لئے انکشافِ حق میں کچھ کلام نہیں یقیناً اسپر ظاہر اور ثابت ہو جائیگا کہ بعد جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین کے سوائے امیر المومنین سید الوصیین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے اور کوئی خلیفہ رسول و پیشوائے امت و امام انام نہیں۔ وہو المطلوب۔ اور جب جناب امیر المومنین علیہ السلام کی امامت و خلافت بہ نصوص قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت و متحقق ہوگی تو باقی گیارہ آئمہ علیہم السلام کی امامت بھی ثابت ہوگی۔ کیونکہ جناب امیر المومنینؑ نے اپنے بعد امام حسنؑ علیہ السلام کو اپنا وصی کیا اور امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کو اپنے بعد اپنا وصی کیا اسی طرح ہر ایک امام نے اپنے بعد دوسرے کو وصی کیا ہے۔ **لمؤلفہ**

شک نہیں بعد پیمبر کے ہیں حیدر وارث	کیونکہ ہوتا ہے برادر کا برادر وارث
بارہا احمدِ مختار نے فرمایا تھا	کہ میرے بعد خلافت کا ہی حیدر وارث

۱ چنانچہ کتب کلامیہ امامیہ ایدہم اللہ فی البریہ کے ملاحظہ سے یہ امر ظاہر و آشکار ہے اور اس کتاب میں بھی کئی مقامات پر اس دعوے کے دلائل لکھے گئے ہیں بنظر انصاف دیکھنا چاہئے

مصطفےؐ شمس ضحی^۱ اور علیؑ بدر دجے — چاند ہوتا ہے پس از مہر منور وارث

ہادیٔ خلق پس از ماہ ہیں دونوں فرزند — بعد حیدرؑ کے ہیں سبطین پیمبر وارث

بیٹی^۲ اور بھائی نواسے تو ہوں محروم بھلا — کچھ تو انصاف کرو غیر ہوں کیونکر وارث

اپنے^۳ والد کا ابوبکر تو ورثہ پائے — اور نہ ہو بعد نبی بنت پیمبر وارث

اور جو کہتے^۴ ہو رسولوں کا نہیں ہے ورثہ — پھر سلیمانؑ ہوئے داؤد کے کیونکر وارث

کیوں^۵ دعا کی تھی بھلا یہ پدر یحییٰؑ نے — یعنی دے مجھکو تو اے خالق اکبر وارث

دیکھو قرآن کہ ہے عام^۶ وصیت حق کی — نہ کہا ہو گی نہ اولاد پیمبر وارث

عہد^۷ باری کو تو ظالم نہیں پا سکتے ہیں — بھائیو سوچو کہ شیخین ہیں کیونکر وارث

^۱ حدیث میں آیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ میں آفتاب ہوں اور علیؑ قمر ہے اور حسنؑ اور حسینؑ دونو فرقدین ہیں میرے بعد علیؑ کی پیروی کرو اور علیؑ کے بعد حسنؑ اور حسینؑ کی پیروی کرو اور انہیں سے تمسک رکھو - ۱۲ + ^۲ جیسا کہ ظاہر ہے کہ لوگوں نے خود ہی کمیٹی کر کے علی کو خلافت سے محروم کیا اور بضعۃ الرسول سے فدک و عوالی کو چھین لیا - ۱۲ ^۳ جیسا کہ جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا نے خلیفہ اول سے فرمایا کہ ترث اباک ولا ارث ابی یعنی تو اپنے باپ کا ورثہ پائے اور میں اپنے باپ کا ورثہ نہ پاؤں یہ کیا انصاف ہے ۱۲ ^۴ اگر حدیث وضعی خود بنا کر یہ جواب دیا جائے کہ رسولوں کا ورثہ نہیں ہوتا تو یہ جواب دینا قول خدا کی تکذیب کرنا ہے اور آیہ قرآنیہ کو رد کر دینا ہے اور وہ حدیث کسی طرح صحیح اور واجب العمل ہو نہیں سکتی جو مخالف قرآن کے ہو دیکھو خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ورث سلیمان داؤد یعنی وارث ہوا سلیمان داؤد کا اور وہ دونو وارث یعنی سلیمان اور مورث یعنی داؤد پیغمبر تھے پس حدیث مذکور بالکل دروغ بے فروغ ٹھہری اور ثابت ہو گیا کہ رسولوں کا ورثہ ہوتا ہے - اگر کوئی کہے کہ وہ ورثہ علم کا ہوتا ہے تو ہم کہیں کہ دیکھو حالات انبیا کو جو کتابوں میں لکھے ہیں سلیمان پیغمبر نے اپنے باپ داؤد کے بعد ورثہ میں ملک پایا اور نیز بہت گھوڑے ورثہ میں پائے - ۱۲ -

^۵ قولہ تعالیٰ حکایۃ عن قول زکریا علیہ السلام رب ہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب یعنی زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی مجھکو ولی اور وارث عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو پس اگر پیغمبر کا ورثہ ہو نہیں سکتا تھا تو زکریا پیغمبر نے خدا سے اس امر محال و ناجائز کی کیوں درخواست کی تھی اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ پیغمبروں کا ورثہ ہوتا ہے ورنہ وہ درخواست ہی نہ کرتے یا خدا انکو منع کرتا اور یحییٰ پیغمبر انکو عطا نہ کرتا - ۱۲ - زائر + ^۶ قولہ تعالیٰ شانہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین - یعنی جناب الٰہی تمکو وصیت کرتا ہے یعنی حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارہ میں کہ ایک بیٹے کے لئے دو حصے ہیں مانند دو بیٹیوں کے دو حصوں کے - خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ حکم صرف امت کے لئے ہے پیغمبر کی اولاد کے لئے نہیں ہے - ۱۲ ❊

^۷ قولہ تعالیٰ انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین - سورہ بقر - حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خدا نے فرمایا کہ تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھکو واسطے لوگوں کے امام - ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے کہا خدا نے نہیں پہنچے گا عہد میرا ظالموں کو - روی المغازلی الشافعی فی مناقب عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہت الدعوۃ الی والی علی لم یسجد احدنا قط لصنم فاتخذنی نبیا واتخذ علیا وصیا - یعنی ابن المغازلی شافعی محدث اہلسنت نے اپنی کتاب المناقب میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا میرے اور علیؑ کی طرف منتہی ہوئی کہ ہم دونو نے کبھی سجدہ بت کو ہرگز نہیں کیا پس خدائے تعالیٰ نے مجھکو نبی کیا اور علیؑ کو میرا وصی مقرر فرمایا سجدہ نہیں صنم کو کیا ہے امیر نے + بخشا وہ عہد انکو خدائے قدیر نے + اور اصحاب ثلاثہ بموجب مذہب حضرات اہلسنت معصوم و محفوظ عن الخطا نہ تھے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب صاحب تحفہ نے تحفہ میں اسکا اقرار کیا ہے پس جب وہ معصوم اور محفوظ عن الخطا نہ تھے تو لا اقل ظالم لانفسہم ہوئے کیونکہ بتوں کو ہمیشہ قبل از اسلام سجدہ کرتے رہے تھے پس وہ ظالم لانفسہم بسبب ارتکاب معاصی ٹھہرے اور ظالم بقول خدا اس عہد الٰہی کو پا نہیں سکتے لہذا بموجب قرآن شریف [illegible] فیت اور خلافت الٰہی باطل ہوئی و ہو المقصود سجدہ بتوں کو کرتے رہے ہوں جو سالہا + عہد خدا کو پا نہیں سکتے وہ مطلقا + فرمایا ابتلائے خلافت کے بطلان میں کس طرح [illegible] ہے بنی نرہا - ۱۲ - زائر +

سنتِ حق[1] نہیں تبدیل کبھی ہوتی ہے
یہ تو مضمون کتابوں میں فریقین کے ہے
بیعتِ خمِ غدیر اسپہ ہے کامل شاہد
حیف کیا بغض و عداوت ہے نبی کے گھر سے
ہم تو جب جانیں کہ تم مرتے ہوئے خود بھی کرو
اپنے ورثا کو تو دیجاتے ہو ورثہ ہے ہے
آنچہ برخود نہ پسندی بہ پیمبر مپسند
غیر ہو سکتے نہیں ہونگے یگانے بیشک
اس سے جو شخص کہ انکار کرے احمق ہے
زائر ایماں ہے یہی اپنا خدا شاہد ہے

غیر کس طرح سے ہوں بعدِ پیمبر وارث
حکم اللہ و پیمبر[2] سے ہیں حیدر وارث
کہ ہوئے بعد نبی حیدرِ صفدر وارث
غیر وارث نہیں اور ہو نہ برادر وارث
اپنے ورثا کے عوض غیر مقرر وارث
اور نہیں ہوتے ہیں ورثائے پیمبر وارث
بعد احمدؐ کے یہ اغیار ہیں کیونکر وارث
بعد ہر شخص کے واللہ مقرر وارث
غیر ہو سکتا نہیں ہوگا برادر وارث
ہیں علیؑ بعد محمدؐ کے مقرر وارث

حضرات ناظرین اس کمترین عقیدت گزین ترابِ اقدام موالیانِ ابوتراب سید الوصیین و غلام غلامانِ جنابِ امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ و علی اولادہ الطیبین کا بے اختیار جی چاہتا ہے کہ جہانتک ممکن ہو اور جسقدر فرصت ملے اور دماغ اور آنکھیں اور ہاتھ اور قلم یاری دیں اپنے مولا علی ابن ابیطالب اسد اللہ الغالب علیہ السلام کی امامت و وصایت و خلافت بلافصل کے ثبوت میں آیاتِ محکمات قرآن و احادیث سرورِ انس و جان سے دلائل و براہین لکھے جاؤں مگر کیا کروں ضعف و ناتوانی و ہجوم امراض و استقامِ جسمانی و تشتتِ بال و

[1] قولہ تعالیٰ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً۔ یعنی اے محمدؐ ہرگز نہیں پائے گا تو سُنّتِ الٰہی و طریقہ خدا میں تبدل و تغیر۔ پس سنّتِ الٰہی میں تبدل و تغیر بموجب ارشاد خدا ہو نہیں سکتا تو افضلِ خلق جو بعد رسول اللہ کے بارشادات رسول سب سے افضل تھے انکو جو پیچھے درجہ پر کیوں ڈالا گیا کیونکہ سنّتِ الٰہی تو یہی ہے کہ جو کوئی ایک گروہ میں سب سے افضل ہو وہی خلیفہ خدا و امامِ خلق ہونا چاہیے جیساکہ خدا نے آدم کی تفضیل تمام فرشتوں پر ظاہر کر کے انکی فضیلت کے سبب سے انکو اپنا خلیفہ زمین پر مقرر کیا اسی طرح بعد رسول اللہ کے اعلم امت علیؑ تھے لہذا وہی بموجب سنّتِ الٰہی خلیفہ رسول بلافصل ہونے چاہئیں کیونکہ سنّتِ الٰہی کبھی بدل نہیں سکتی۔ ۱۲۔ زائر۔

[2] قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ فی سورۃ المائدہ۔ یعنی اے رسول پہنچا دے اس حکم کو جو ہمنے تیری طرف نازل کیا ہے اگر تو نے وہ حکم ہمارا خلقت کو نہ پہنچایا تو آج تک تو نے کوئی رسالت اور پیغمبری کا کام ہی نہیں کیا اور لوگوں کے شر سے خدا تجھکو محفوظ رکھے گا۔

پس اس حکمِ الٰہی کے مطابق جنابِ بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خم غدیر میں اٹھارھویں ذیحجہ سنہ ہجریہ کو ہزاروں آدمیوں کے سامنے جنابِ امیر المومنین کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا اور کل حاضرین سے جنابِ امیر المومنین کی بیعت کرائی چنانچہ یہ مضمون کتب فریقین میں مفصل مندرج ہے اور کسی شخص کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا جب جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علی علیہ السلام کی امامت و امارت و ولایت و خلافت بلافصل کا عہد باندھ چکے اُسوقت آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً نازل ہوا جنابِ امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت و امامت سے اکمالِ دین کا پورا ہوا نعمتِ الٰہی کا ہوا اور خدا دینِ اسلام سے راضی ہوگیا اخیال کرو اور سوچو اس حکمِ الٰہی و عہدِ رسالت پناہی کو توڑ دینا اور غیر لوگوں کو خود ہی کمیٹی کر کے خلفائے رسول بنا لینا خلافِ خدا خلافِ رسول تھا یا نہیں ہمیں کچھ کلام نہیں کہ خدا و رسول کے عہد کو توڑ دینا خلافِ خدا و خلافِ رسول ہے۔ ع خلافِ پیمبر کسے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید۔ ۱۲ +

آلام روحانی اور ان سب امور کے علاوہ درس وتدریس واشغال دنیائے دنی وفانی کی حیرانی اور اسکے امور کی اصلاح میں سرگردانی وپریشانی دم بھر چین نہیں لینے دیتی تاہم جہانتک ہوسکے گا قدرے قلیل دلایل امامت آئمہ اثناعشر علیہم السلام کے اس کتاب کے بارھویں باب میں درج کئے جائیں گے انشاالله تعالے اور اس مقام پر چند احادیث منقولہ لطرق اہلسنت برائے اثبات امامت وخلافت ووصایت وصی مطلق وخلیفہ برحق مع ترجمہ نقل کرتا ہوں تاکہ اُنسے مومنین کے قلوب کو مسرت وتقویت اور مخالفین منصفین کو استبصار وبصیرت حاصل ہو اور فی الحقیقت عمدہ ترین دلائل وبراہین وہی ہوسکتے ہیں جو مخالفین ومنکرین کی مسلم الثبوت کتابوں سے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کئے جائیں۔ اب دیکھو کہ سید علی ہمدانی جو حضرات اہلسنت وجماعت کی جماعت میں بہت بڑے اعلے درجے کے عارف ربانی ومحدث لاثانی ومقبول وممدوح اقاصی وادانی ہیں اپنی کتاب مودۃ القربےٰ میں فرماتے ہیں۔ المودۃ الرابعۃ فی ان علیاً امیر المومنین وسید الوصئین وحجۃ الله علی العالمین یعنی مودت چہارم اس امر کے بیان میں ہے کہ تحقیق علی علیہ السلام امیر مومنون کے اور سردار اوصیا کے ہیں اور حجت ہیں الله تعالے کی تمام جہان پر۔ علیؑ رفعہ فی اللوح المحفوظ تحت العرش مکتوبٌ علی بن ابیطالب امیر المومنین یعنی جناب امیر المومنین علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب سید المرسلین صلے الله علیہ وآلہ الطیبین نے کہ عرش معظم کے نیچے لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے کہ علیؑ بن ابیطالب امیر ہیں مومنون کے۔ انسؓ قال کنت مع النبی صلے الله علیہ وآلہ وسلم فاقبل علی فقال ھذا حجۃ الله علی امتی یوم القیامۃ عند الله۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں جناب رسول الله کی خدمت میں حاضر تھا کہ اس عرصہ میں علیؑ بن ابیطالب آئے حضرت رسول الله نے فرمایا کہ یہ ہے حجت الله کی میری امت پر بروز قیامت نزد خدائے عزوجل۔ ابن عباسؓ قال نظر النبی الی علی فقال انت سید فی الدنیا وسید فی الاخرۃ من احبک فقد احبنی حبیبک حبیبی وحبیبی حبیب الله وعدوک عدوی وعدوی عدو الله والویل لمن ابغضک بعدی۔ عبدالله بن عباس رضی الله عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ تو ہے سردار دُنیا میں اور تو ہے سردار آخرت میں جس شخص نے تجھکو دوست رکھا اُس نے مجھکو دوست رکھا تیرا دوست میرا اور خدائے تعالیٰ کا دوست ہے اور تیرا دشمن میرا اور خدائے عزوجل کا دشمن ہے۔ پس عذاب ہے اُسکے لئے جو دشمنی کریگا تجھ سے اور ناراض کرے گا تجھکو میرے بعد۔ **مقولہ مؤلف** اس حدیث سے صاف ظاہر ہوگیا کہ معاویہ اور اُسکے امثال واضراب جو لوگ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سے دشمنی رکھتے تھے وہ خدا اور رسول کے دشمن تھے اور اب جو لوگ معاویہ اور اُسکے امثال وغیرہ کو اچھا جانتے ہیں وہ بھی علی علیہ السلام کے دشمنوں میں شمار ہوکر خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔ پس اے بھائیو علیؑ کے دشمنوں

سے دوستی مت رکھو اور خدا اور رسول کے دشمن مت بنو۔ بلکہ علی علیہ السلام کی دوستی اور محبت اختیار کرو تاکہ تم خدا اور رسول کے دوستوں میں شمار کئے جاؤ۔ علیؑ کے دشمن کا سوائے جہنم کے اور کہیں ٹھکانا نہیں ہے پس جہنم سے بچو ایسا کام مت کرو جسکی عوض میں آتش دوزخ کا ایندھن بننا پڑے۔ ابن عباس قال دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ابشرک ان اللہ تعالی اید نی بسید الاولین والاخرین والوصیین علی فجعلہ کفو ابنتی فان اردت ان تنتفع فاتبعہ۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن مجھکو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ میں تجھکو ایک خوشخبری دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خداوند تعالی شانہ نے تمام اولین وآخرین اور جمیع اوصیا کے سید اور سردار یعنی علیؑ کے ساتھ میری تائید اور نصرت کی ہے اور اسکو میری بیٹی کا کفو یعنی ہمسر بنایا ہے۔ پس اے ابن عباس اگر تو چاہتا ہے کہ نفع پائے تو علیؑ کی پیروی کر۔ **مقولہ مؤلف** دیکھو حضرات ناظرین اس حدیث شریف سے کسقدر افضلیت جناب امیر المومنین سید الوصیین علیہ السلام کی ثابت اور متحقق ہوتی ہے۔ انصاف سے غور کرو کہ جب وہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنکی شان میں جناب خالق عالم قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (یعنی رسول اللہ اپنی خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کرتے بلکہ وہی بات کرتے ہیں جو حکم الہی ہوتا ہے) فرماتے ہیں کہ علی سردار تمام اولین وآخرین کے اور اوصیا کے ہیں تو اس ارشاد ہدایت بنیاد سے بکمال صراحت ثابت و مبرہن ہو گیا کہ سوائے ذات بابرکات جناب سید کائنات باعث ایجاد موجودات محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ الہدات کے امیر المومنین علی علیہ السلام کل مخلوقات سے افضل اور برتر ہیں اور سب کے سردار ہیں اسمیں انبیا و مرسلین و اوصیا متقدمین و متاخرین غرض کل خلقت سوائے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین کے سب کے سب آ گئے۔ جب علی علیہ السلام سوائے محمد رسول اللہ کے کل خلقت سے افضل ہوئے تو ظاہر ہے کہ اصحاب ثلاثہ بھی خلقت میں شامل ہیں اُن سے بھی علیؑ افضل ہوئے بلکہ جب انبیا و ملائکہ سے افضل ہیں تو حضرات اصحاب ثلاثہ سے بالاولی بدرجہا افضل ہوئے۔ پس ایسے افضل پہلے ایسے شخصوں کو فضیلت اور ترجیح دینا اور اُن صاحبوں کو ایسے برگزیدہ خدا اور رسول سے اوّل درجہ کا سمجھنا نہایت ہی فضول اور غیر معقول اور عند العقلا غیر مقبول ہوگا۔ **لمؤلفہ**

افضل پہ فضل غیر کو دینا روا نہیں — نائب نبی کا کوئی بجز مرتضٰے نہیں
خیر البشر کے بعد ہیں خیر البشر علیؑ — کوئی نہیں نبی کا خلیفہ مگر علیؑ

بریدہ رفعہ لکل نبی وصی و وارث وان علیا وصیی و وارثی۔ بریدہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب حبیب خدا سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر نبی کے لئے وصی اور وارث ہوتا ہے اور تحقیق علی وصی اور وارث ہمرا۔ **مقولہ مؤلف** اس حدیث میں آنحضرت نے صاف فرما دیا ہے کہ علیؑ میرا وصی اور وارث

ہے اب اس سے زیادہ تصریح اور نص وصاءت کیلئے اور کیا ہوسکتی ہے علاوہ یہ کہ قول نحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث الخ۔ جو فدک کے چھین لینے کیواسطے رسول اللہ پر افترا کیا گیا اور جھوٹ باندھا گیا تھا اُسکی بھی کما حقہ تکذیب ہو گئی کیونکہ اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ پیغمبروں کا ورثہ ہوتا ہے ورنہ علیؑ رسول اللہ کے وارث کیونکر ہو سکتے۔

حذیفہ رفعہ لو علم الناس ان علیاً متی سمّی امیر المومنین ما انکروا فضلہ سُمّی امیر المومنین وآدم بین الروح والجسد۔ حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب خیر المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر لوگ اس امر کو جان لیں اور اس بات سے واقف اور مطلع ہو جائیں کہ علیؑ کا نام امیر المومنین کب رکھا گیا تو علیؑ کی بزرگی اور فضیلت کا کبھی انکار نہ کریں علیؑ کا نام امیر المومنین اُسوقت میں رکھا گیا کہ جب آدم ابھی تک مابین روح اور جسم کے تھے **مقولہ مؤلف** اب خیال کرنا چاہیے کہ امیر المومنین کا لفظ ایسا عظیم الشان ہے کہ جناب باری تعالیٰ نے قبل از پیدائش آدم علیہ السلام علیؑ علیہ السلام کیواسطے خاص معین کیا تھا پس یہ لفظ اُسی ذات بابرکات کے لئے مخصوص ہے کمال افسوس ہے اُن نادانوں وجاہلوں پر جو ادنےٰ سلاطین کو بلفظ امیر المومنین تعبیر کرتے ہیں۔ ابو ہریرہ قال قیل یارسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ قال قبل ان یخلق اللہ آدم وینفخ الروح فیہ وقال اذا اخذ ربک من بنی آدم من ظہورھم ذریتہم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالت الارواح بلیٰ قال اللہ تعالیٰ انا ربکم ومحمدؐ نبیکم وعلی امیرکم۔ ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے لئے نبوّت کب واجب ہوئی تھی حضرت نے فرمایا کہ قبل از پیدائش آدمؑ اور پہلے اس سے کہ روح اُن کے بدن میں پھونکی جائے اور جسوقت خدائے تعالیٰ نے بنی آدم کی ارواح سے عہد لیا اور فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ارواح نے عرض کیا کہ بیشک تو ہمارا رب ہے اُسوقت جناب خالق عالم نے فرمایا کہ میں ہوں رب تمہارا اور محمدؐ تمہارا نبی ہے اور علیؑ تمہارا امیر ہے **مقولہ مؤلف** بھائیو مسلمانوں دیکھو خدائے تعالیٰ نے تو قبل از پیدائش آدمؑ صرف علی بن ابیطالب ہی کو تمہارا امیر مقرر کیا ہے تم نے خود اپنے لئے اور لوگ کہاں سے امیر بنا لئے توبہ کرو صرف علی بن ابیطالب ہی کو امیر المومنین سمجھو اور انکی امامت اور خلافت بلا فصل پر دل سے ایمان لاؤ اور اُن کے بعد اُن کے گیارہ فرزندوں کو اپنے امام جانو انہیں کی پیروی کرو ہر کس و ناکس کے قول کو نہ مانو اگر روز قیامت کو نجات کے خواہاں ہو تو یہی راہ مستقیم اور رستگار کنندہ ہے ورنہ اور کل طریقے باطل اور ہلاک کنندہ ہیں۔ جیسا کہ جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے اور وہ کل آتش دوزخ میں جائیں گے صرف ایک فرقہ نجات پائیگا۔ پس اے بھائیو مسلمانوں نجات پانیوالا فرقہ صرف وہی ہے جو بعد رسول اللہ کے اُنکی اہلبیت طاہرین سے تمسک کئے ہوئے ہے۔ دیکھو ایک عرب کے شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اذا کان کل الناس سبعین فرقۃ	و نیفا کما قد جاء فی واضح النقل
و لم یک منہا ناجیا غیر فرقۃٍ	فماذا تری یا ذا البصیرۃ و العقلِ
آفی فرقۃ الناجین آل محمد	ام الفرقۃ الفساق ایہما قل

یعنی جبکہ بموجب حدیثِ نبوی تمام مسلمان ستر سے زیادہ فرقوں میں متفرق ہو گئے ہیں اور اُن میں سے نجات پانیوالا صرف ایک ہی فرقہ ہے تو اے صاحبِ بصیرت و عقل تو یہ سوچ اور خیال کر کہ آیا نجات پانیوالا فرقہ کون ہو سکتا ہے آیا ناجی فرقہ وہ ہو سکتا ہے جسمیں آلِ رسولِ مقبول معصومین گناہوں سے پاک لوگ داخل ہوں یا وہ فرقے جو فاسقوں اور شراب خواروں کے ہوں پس اب عقل درکار ہے حق واضح اور آشکار ہے۔ عنہ بن عامر الجھنی قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم علی قول لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و انّ محمداً نبیّہ و علیاً وصیہ فایّ من الثلاثۃ ترکناہ کفرنا۔ و قال لنا النبی صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم احبّوا ھذا یعنی علیاً فانّ اللہ یحبّہ و استحیوا منہ فان اللہ یستحیی منہ یعنی عتبہ بن عامر الجھنی رض روایت کرتے ہیں کہ ہمنے بیعت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی اس امر پر کہ اللہ عز و جل وحدہ لا شریک ہے اور محمدؐ اُسکا نبی ہے اور علیؑ محمدؐ کا وصی ہے اگر ہم اِن تینوں امروں میں سے کسی ایک امر کو بھی چھوڑ دیں تو ہم کافر ہو جائیں گے۔ اور فرمایا ہمکو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے کہ دوست رکھو اُسکو یعنی علیؑ کو پس تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اُسکو اور شرم کرو اُس سے پس تحقیق اللہ تعالیٰ شرم کرتا ہے اُس سے

مقولہ مؤلف اے حضراتِ ناظرین اس حدیث شریف کو بڑے غور اور تامل سے ملاحظہ فرمایئے اور انصاف کیجیے اور دیکھیے کہ اس حدیث سے صاف صاف ظاہر و آشکار ہو گیا کہ جنابِ حیدرِ کرار کی وصایت کے اقرار کا بھی مثل اقرارِ توحید پروردگار اور مثلِ اقرارِ نبوتِ جنابِ احمدِ مختار اصولِ ایمان و اسلام میں شمار ہے اگر اِن تینوں امروں کا یا ایک کا انمیں سے کسی کو انکار ہے تو وہ بدنصیب اسلام و ایمان سے ہمراحل دور اور در کنار ہے بیشک ایک کا بھی اِن ہر سہ امور میں سے انکار کرنا یقیناً و حتماً موجبِ کفر و دخولِ نار اور سببِ خسرانِ ابدی و عذابِ دار القرار ہے۔ علی علیہ السلام ان اللہ جعل لکل نبی وصیاً و جعل شیث وصی ادم و یوشع وصی موسیٰ و شمعون وصی عیسیٰ و علیاً وصیّی و وصیّی خیر الاوصیاء فی البداء و انا الداعی و ھو المضیءُ علی علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کیلیے وصی بنایا ہے شیث کو آدم کا وصی کیا اور یوشع کو موسیٰ کا وصی بنایا اور شمعون کو عیسیٰ کا وصی کیا اور علیؑ کو میرا وصی مقرر فرمایا۔ اور میرا وصی افضل ہے تمام اوصیاء متقدمین سے میں دینِ خدا کی طرف بلانے والا ہوں اور وہ یعنی علیؑ احکامِ الٰہی کو جاری کرنیوالا ہے مؤلف پس جب علیؑ احکامِ خدا کے جاری کرنیوالے ہیں تو وہی خلیفہ بلا فصل رسول اللہ کے ہیں کیونکہ جاری کرنا احکامِ خدا و رسول کا

خلیفہ ہی کا کام ہوتا ہے۔ علی علیہ السلام رفعہ یا علی انت تبرأ ذمتی وانت خلیفتی علی امتی۔ علی علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے علیؑ تو مجھکو عہدون اور ذموں سے پاک کریگا اور تو ہی خلیفہ میرا میری امت پر **مقولہ مؤلف** کیوں حضراتِ ناظرین اس سے زیادہ روشن اور واضح نص جناب امیر المومنین علیؑ بن ابیطالب علیہ السلام کی امامت اور وصایت اور خلافت بلا فصل پر اور کیا ہوگی۔ اس حدیث شریف سے بکمال صراحت واضح اور مبرہن اور ظاہر و روشن ہوگیا کہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علی بن ابیطالب خلیفہ بلا فصل ہیں۔ **ایضاً** فی مودۃ القربیٰ فی المودۃ الخامسۃ + عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لن تضلوا ولن تہلکوا وانتم فی موالاۃ علی وان خالفتموہ فقد ضلت بکم الطرق والاھواء فاتقوا اللہ فان ذمۃ اللہ علی بن ابیطالب ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین نے کہ اے لوگو تم کبھی ہرگز گمراہ نہوگے اور تم کبھی ہرگز برباد اور ہلاک نہوگے جبتک ماتحت حکم علیؑ رہوگے اور اگر تم اُسکی مخالفت کروگے اور اُسکا اتباع اور اُسکی پیروی نہ کروگے تو گمراہ ہوجاؤگے اور اپنے دلوں کی خواہشوں اور گمراہیوں میں بھٹکتے پھروگے۔ پس ڈرو اللہ سے تحقیق ذمۃ اللہ علی بن ابیطالب ہے **مؤلف** اے حضراتِ ناظرین اب خیال کرنا چاہیے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے زیادہ صراحت کے ساتھ دربارہ امامت علیؑ ابن ابیطالب اور کیا بیان فرماتے حضرت نے صاف ارشاد فرمادیا کہ اے لوگو اگر تم میرے بعد علیؑ کا اتباع نہ کروگے اور اپنی خواہشوں میں بھٹکتے پھروگے تو تم گمراہ ہوجاؤگے پس ظاہر ہے کہ بموجب ارشادِ رسول جن لوگوں نے بعد سرور کائنات کے علیؑ کا اتباع نہیں کیا وہ گمراہ ہوگئے ہیں

خیر البشر کے بعد ہیں خیر البشر علیؑ	کوئی نہیں نبی کا خلیفہ مگر علیؑ

وفی المودۃ الرابعۃ + انس رفعہ یا انس انطلق فادع لی سید العرب یعنی علیاً فقالت عایشۃ الست سید العرب قال انا سید ولد ادم ولا فخر وعلی سید العرب فلما جاءہ ارسلنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الانصار فاتوہ فقال یا معشر الانصار الا ادلکم علی ما تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی قالوا بلی یا رسول اللہ قال ھذا علی فاحبوہ لحبی واکرموہ لکرامتی فان جبرئیل امرنی بالذی قلت لکم عن اللہ تعالیٰ۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ فرمایا مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے انس سید العرب یعنی علی بن ابیطالب کو میرے پاس لے آ۔ حضرت بی بی عایشہ نے اُسوقت کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ سید العرب نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں سردار ہوں اولاد آدم کا اور فخر نہیں اور علی سردار ہے عرب کا جب علی علیہ السلام آنحضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے تب جناب رسول کریم نے فرمایا کہ اے انس انصار کو بلا لا۔ میں انصار کو بلا کر لایا جب انصار حاضر ہوئے تو حضرت نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ انصار میں تمکو ایسے امر کی

طرف راہ نمائی اور ہدایت کروں کہ اگر تم اُس سے تمسک کرو اور اسکی راہ پر چلو تو پھر تم ہرگز کبھی گمراہ نہوگے انصار نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ہمکو ایسے امر کی طرف آپ ہدایت فرمائیں تب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ الاطیاب نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ ہے علیؑ پس دوست رکھو اسکو میری محبت کے سبب سے اور اکرام کرو اسکا میرے اکرام کے سبب سے پس تحقیق جبرئیل امین نے آکر جناب رب العالمین کی طرف سے مجھکو یہ حکم دیا ہے جو کچھ کہ میں تمسے بیان کر رہا ہوں

مقولہ مؤلف اس حدیث شریف میں جناب خیر المرسلین و سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین نے جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو سید العرب فرمایا ہے اور لفظ عرب پر الف لام استغراق کا آیا ہے یعنی کل عرب کے رہنے والے جتنے لوگ عرب کے ہیں علیؑ اُن سب کے سید اور سردار ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ بھی عرب تھے پس اس حدیث کے بموجب علی علیہ السلام اصحاب ثلاثہ کے بھی سردار ہوئے تو اب خیال کرنا چاہیے کہ اصحاب ثلاثہ کو کیونکر جائز تھا کہ وہ خود بخود خلفائے رسول بنکر بیٹھیں اور امیر تمام مسلمانوں کے اور سردار اور حاکم سب لوگوں کے کہلاویں اور علی علیہ السلام جو کہ بقول مخبر صادق صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصل میں عند اللہ و عند الرسول سردار اور امیر اور خلیفہ بلافصل جناب بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھے معاذ اللہ توبہ توبہ انکو اپنے ماتحت اور زیر حکم اور اپنی رعیت میں سے قرار دیں اور معاذ اللہ اصلی اولوا الامر اور حاکم پر حکومت کریں۔ لا واللہ ہرگز جائز نہ تھا جو کچھ ان صاحبوں نے کیا بالکل خلاف خدا و خلاف رسول تھا۔ کوئی اہل ایمان و صاحب عقل و انصاف اس امر کو جائز نہ سمجھے گا۔ حضرات ناظرین مقام غور و تامل ہے سوچکر انصاف سے دیکھو کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ الاطیاب نے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کی امامت و خلافت و وصائت کے بارہ میں کس کس طرح امت کو تاکیدیں کیں اور سمجھایا اور کس کس طور پر اپنی اہلبیت کی مودت اور محبت کی بابت ارشادات متواترہ پے درپے بار بار فرمائے ہیں یہانتک کہ ان تاکیدات بیشمار کا کچھ حساب نہیں رہا قرآن و احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا و رسول نے محبت و مودت اہلبیت اطہار علیہم السلام کو کیسی کیسی تاکیدوں سے ہر فرد بشر پر واجب و فرض کیا ہے مگر اس امت کے اکثر منافقوں اور جاہلوں نے جو آیہ اکثرہم لا یعلمون و اکثرہم لا یعقلون میں داخل تھے تمام اُن احکامات خدا و ارشادات حبیب کبریا کو پس پشت ڈالدیا اور خدا اور رسول سے ہرگز شرم نہ کی اور ذرا نہ ڈرے اور اُن کی ایک نہ سُنی بلکہ آل اطہار رسول مختار کی مودت و محبت واجبہ کے عوض میں اُنسے وہ عداوت کی کہ کسی پیغمبر کی امت نے کسی پیغمبر کی اولاد سے استقدر نہ کی تھی اس بیرحمی اور ظلم سے پیش آئے کہ تمام جہان میں اُس بیرحمی کی مثال نہیں مل سکتی یہانتک کہ گیارہ امام جو اصل میں خلفاء اور اوصیاء خیر الانام تھے دُنیا سے شہادت پاکر گزرے۔ امیر المومنین سید الوصیین ابن عم خیر المرسلین افضل آل طٰہٰ و یاسین یکایک بلا وجہ و سبب بحالت نماز قتل کیے گئے۔ امام حسنؑ مجتبیٰ سبط اکبر خیر الوریٰ کو پوشیدہ طور پر زہر دیا گیا۔ جناب سید الشہداء قرۃ العین مصطفیٰ میوۂ دل خیر النساء کو مع انکے اقربا

و اولاد و اخوان و اصحاب و رفقا کے بحالت گرسنگی و تشنگی اس بے رحمی اور ظلم سے بلا جرم و خطا کھلم کھلا ظاہر بظاہر ظالمان کوفہ و شام نے شہید کیا کہ اس مظلوم خاصۂ قیوم سے زیادہ تر کسی مظلوم پر از آدم تا خاتم و از خاتم تا ایندم ایسا ظلم نہیں ہوا تھا اور نہ آیندہ کو تا روزِ محشر ہو سکتا ہے۔ ولید نے جناب امام زین العابدین و سید الساجدین علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ ابراہیم پسر ولید نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ منصور مخذول دوانقی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ ہارون رشید خلیفۂ عباسی نے جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کو مدت تک قیدِ شدید میں رکھا آخر کار زہر سے شہید کیا۔ اور ماموں رشید نے جناب امام رضا علیہ التحیہ والثنا کو زہر سے شہید کیا۔ اور معتصم نے جناب امام محمد تقی علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا اور معتز نے جناب امام علی نقی علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا اور معتمد نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ جناب حجۃ اللہ مہدی ہادی قائم آلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہ و علی اباۂ الطاہرین بحکم رب العالمین جسطرح انکے جدِ امجد سید المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین کفار کے خوف سے غار ثور میں پوشیدہ ہو گئے تھے اسی طرح بخوف متوکل (جو بہت بڑا دشمن خاندانِ رسول کا تھا) پوشیدہ ہو گئے۔ کیونکہ اُس نے اس جناب کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور خدا تعالیٰ کو اپنے نور کی حفاظت ضرور لازم تھی ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون اور اصل حقیقت یہ ہے کہ محمد اور آلِ محمد پر ظلم کی ابتدا اوّل اُس شخص نے کی جس نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وصیت نامہ لکھنے ندیا جیسا کہ جمع بین الصحیحین حمیدی میں بسند جابر بن عبد اللہ انصاری منقول ہے۔ حدیث سادس و تسعین ساز افرادِ مسلم دعی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم بصحیفۃ عند موتہ فاراد ان یکتب لھم کتابا لا یضلون بعدہ وکثر اللغط وتکلم عمر فرفضھا + وفی مسند احمد بن حنبل فی الجز الثالث۔ بسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ صفحہ ۳۴۶ مطبوعہ مصر۔ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا موسیٰ بن داؤد حدثنا ابن لھیعۃ عن ابی الزبیر عن جابر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم دعا عند موتہ بصحیفۃ لیکتب فیھا کتابا لا یضلون بعدہ قال فخالف علیھا عمر بن الخطاب حتی رفضھا۔ اس کتابت سے مانع ہو کر مانع ہونے والے نے صرف محمد اور آلِ محمد ہی پر ظلم نہیں کیا بلکہ کل امتِ محمدی پر سخت ظلم کیا کیونکہ اگر آنحضرت وصیت نامہ لکھنے پاتے اور پھر مسلمان اُسپر عمل کرتے تو کوئی بھی گمراہ نہوتا۔ اب جو لوگ گمراہ ہیں وہ اُسی صاحب کے گمراہ کئے ہوئے ہیں۔ کل گمراہوں کے گمراہ کرنے کا وزر اور گناہ روزِ قیامت تک اُن کی گردن پر ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ آلِ محمد پر ظلم کی ابتدا اُس شخص نے کی جس نے علی علیہ السلام سے خلافت چھین لی اور جناب بتول بضعۂ رسول کو سخت ایذائیں پہنچائیں اُنکو ناراض کیا من اغضبھا فقد اغضبنی و من اذاھا فقد اذانی و ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ و یرضی برضاھا و ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ

سورہ احزاب

فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ کی تہدید شدید سے نہ ڈرا۔ اُن سے اُن کے پدر بزرگوار احمد مختار کی میراث غضب کی اور محسن کو اُنکے شکم پاک میں شہید کیا اور حضرت سلمانِ فارسی رضی اللہ عنہ کا گلا گھونٹا ازار پہنچایا اور سعد عبادہ و مالک بن نویرہ کو ناحق قتل کیا اور حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ کے شکم پر ایذا پہنچائی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پسلیاں توڑ ڈالیں اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بجانب ربذہ نکالدیا اور عمار بن قیس واشتر نخعی وعدی بن حاتم کو جلاوطن کردیا و عمر ابن زارہ کو شام کی طرف نکالدیا اور کمیل بن زیاد کو جلاوطن کر کے عراق میں بھیجدیا اور محمد بن ابی بکر کو قتل کیا و کعب بن جبل و جاریہ بن قدامہ و عثمان بن حنیف و حباب بن زہیر وغیرہ صحابہ مومنین بالیقین پر طرح طرح کے ظلم کئے اور قسم قسم کے انکو عذاب دئے۔ کسی کو قتل کیا کسی کو نکالدیا کسی کا گھر بار ضبط کر لیا بعض تو انہیں سے شہید ہوئے اور بعضے جو زندہ رہے انہوں نے بکمال ذلت و خواری اور تکلیف کی حالت میں اوقات بسر کی حیف صد حیف افسوس ہزار افسوس اُن خلافتوں اور سلطنتوں پر جن میں جناب سید المرسلینؐ کی اہلبیت طیبین و طاہرین و صحابہ مقبولین و مومنین بالیقین پر ایسے ایسے ظلمہائے شدید و جورہائے صریحہ و مزید کئے جائیں پھر اُن سلاطین جبارین کو معاذ اللہ خلفائے راشدین و ائمہ دینِ مبین کہا جائے۔ اور اُنکی اس قسم کی ظالمانہ سلطنتوں کو خلافت رسول اللہ سمجھا جائے۔ پس ظاہر و آشکار ہے کہ محض تقلید آبا پر جو بموجب قرآن مجید کے قول کفار کا تھا دار و مدار ہے خود نہ سمجھ ہے نہ عقل ہے نہ سوجھ ہے نہ تحقیق سے سروکار ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ دیکھو عرب کے ایک فاضل و محقق شاعر نے کیا خوب واقعی مضمون کہا ہے۔ ؎

لولا حدودٌ من صوارم + امضے مصاربہا الخلیفہ + لنشرت من اسرار آل محمد + نکتا لطیف

واریتکم ان الحسین + اصیب فی یوم السقیفہ + ولای شئ الحدت + باللیل فاطمۃ الشریفہ

جناب عقیلہ اہلبیت زینب خاتون سلام اللہ علیہا نے اپنے بھائی مظلوم کی نعش پر آکر جو بین کئے ہیں من جملہ اُن کے ایک فقرہ یہ ہے۔ بابی من عسکرہ یوم الاثنین قد نہب یعنی ماں باپ میرے قربان ہو جائیں اُس مظلوم پر جسکا لشکر پیر کے دن لٹ گیا ۔ ظاہر ہے کہ جناب سید الشہدا مظلوم کربلا علیہ التحیۃ والثنا پیر کے دن نہیں شہید ہوئے بلکہ روز عاشور روز شہادت سید الشہدا بموجب بعض روایات کے روز جمعہ تھا اور زیادہ ترصحیح یہ ہے کہ ہفتہ کا دن تھا۔ جناب زینب خاتون نے جو روز دوشنبہ ارشاد فرمایا تو اسمیں یہ نکتہ بلیغہ رکھا ہے اور اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروز دوشنبہ دار دنیا سے بجانب روضہ رضوان انتقال فرمایا ہے تو اسی دن سے آل محمد پر اس امت بد کردار نے ظلم کرنا اختیار کیا اور اہلبیت رسول پر جور و جفا کرنے کیلئے اسی دن سے کمریں مضبوط باندھ لیں اور بغاوت اور طغیان اور سرکشی اور عدوان و عداوت

دشمنان پر مستعد و آمادہ ہوگئے اور سبطِ رسول و فلذہ کبد بتول حسینؑ مظلوم کی شہادت کی بنا اسی دن سے رکھی گئی اگر فاطمہ زہرا بضعۃ محبوبِ خدا کی پردہ دری نہ کیجاتی تو اُن کی بیٹیوں اور پوتیوں کو شامی ملعون اور کوفی شقی اسیر کرنے کی جرأت نہ پاتے اور اُن پردگیانِ عصمت و طہارت کو بلوہ عام میں شہر بشہر تشہیر کرنیکی جسارت ہرگز نہ کر سکتے الغرض اِس مضمون کو اِس شعر میں قایل نے واقعی طور پر ادا کیا ہے۔

شعر

بد گردنِ شمر ہم ز بد گردن اوست	خونِ شہدا تمام بر گردنِ اوست

الغرض سلاطینِ بنی امیہ اور بنی العباس نے بہ تقلید جابرین متقدمین و ظالمین ماضین اہلبیتِ سید المرسلین و شیعان امیر المومنین کو کھلم کھلا قتل کرنا شروع کر دیا اور اہل ایمان پر وہ ظلم کئے کہ جنکا کچھ حساب نہیں۔ معاویہ خلیفہ برحق و وصی مطلق علی بن ابیطالب علیہ السلام سے ایک مدت تک جنگ و جدال کرتا رہا۔ جسطرح اسکا باپ ابوسفیان جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرتا رہا تھا۔ معاویہ نے حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا جنکے بارہ میں جناب رسول اللہ نے پیشین گوئی فرمائی تھی اور ارشاد کیا تھا کہ یا عمار ستقتلک الفیۃ الباغیہ یعنی اے عمار عنقریب تجھکو ایک گروہ باغی قتل کریگا۔ زید بن صوحان و صعصعہ بن صوحان و حنیف بن ثابت و اویس قرنی و مالک اشتر و محمد بن ابی بکر و ہاشم مرقال و عبد الرحمن بن الحسان وغیرہ اہلِ ایمان رضی اللہ عنہم کو معاویہ نے قتل کیا۔ اور زیاد بد نہاد بن سمیہ شقیہ کو مسلط کر دیا اُس نے ہزار ہا دوستانِ محمدؐ کو ہلاک کیا اور اُسی نے جعدہ بنت الاشعث بن قیس کو بہ تحریک معاویہ جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو زہر دینے پر آمادہ کیا اور اُس جناب کو اُس ملعونہ کے ہاتھ سے زہر دلوایا پھر معاویہ کے بیٹے یزید نے اپنے باپ کی تقلید سے آل محمدؐ پر وہ ظلم کئے کہ جنکی کچھ انتہا نہ رہی سبطِ رسول الثقلین جناب مولی الکونین ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام کو مع بہتر ایسے صاحبون بزرگواروں کے جنکا دنیا میں اُسوقت نظیر نہ تھا بڑے ظلم اور جور سے قتل کیا جن میں سے نو بزرگوار اولادِ عقیل بن ابیطالب میں سے تھے۔ اور تین صاحب اولاد حضرت جعفر طیار کی تھے اور نو فرزند جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے تھے اور چار بیٹے جناب سبطِ اکبر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے تھے اور چھ بیٹے جناب سبطِ اصغر امام حسین سید الشہدا علیہ السلام کے تھے اور یہ بزرگوار ایسے عظیم الشان و فخیم المنزلت و سمو المکان تھے کہ اگر انمیں سے کوئی صاحب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں اُس جناب کے سامنے وفات پاتا تو خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب اُن کے لئے صفِ ماتم بچھا کر بیٹھتے اور پُرسا لیتے اور گریہ و زاری کرتے۔ سوائے اُن بزرگواروں کے باقی صاحب فرزند رسولؐ کے رفیق اور مصاحب مثل حبیب بن مظاہر و مسلم بن عوسجہ و زہیر بن القین و نافع بن ہلال وغیرہم سلام اللہ علیہم اجمعین ایسے مومنین کاملین تھے کہ تمام جہان میں جنکا اُسوقت کوئی عدیل اور مثیل نہ تھا۔ **مقولہ مولف** حضرات ناظرین

ظالمین متقدمین کے ظلم وجور نے یہانتک نوبت پہنچائی جو میدان کربلا ظہور میں آئی حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص طریقہ بد اور ناجائز کو جاری کریگا اُسکا وزر اور گناہ اُسکی گردن پر قیامت تک رہیگا۔ پس اسمیں شک نہیں کہ ظلم کی ابتدا کرنے والا زیادہ تر ظالم ہوتا ہے اسی بنا پر شاعر نے کہا ہے۔ بدکردنِ شمر ہم زبد کردنِ اوست + خون شہدا تمام برگردن اوست + زیاد بدنہاد کے بعد اسکے بیٹے عبید اللہ بن زیاد کو عراق پر مسلط کیا اُس نے ہزاروں لاکھوں مومنین کو قتل کیا کسی کو سولی پر چڑھایا کسی کو تیغ بیدریغ سے ذبح کرایا۔ مومنین وابرار وشیعیان حیدر کرار کو اُس نابکار وراس الاشرار نے ہلاک کیا اور قصبہ سنا آباد کو خراب وبرباد کیا اسکے بعد زبیر بن العوام کی اولاد عراق پر مسلط ہوئی اُنہوں نے مختار بن عبیدہ اور سائب بن مالک وعبد اللہ بن کامل وغیرہ اہل ایمان کو قتل کیا اور محمد حنفیہ کو قید کر لیا اور عبد اللہ بن عباس کو مکہ یا مدینہ میں رہنے نہ دیا بلکہ جلاوطن کر دیا یعنی طائف کی طرف اُن کو نکال دیا چنانچہ اُنہوں نے وہیں انتقال کیا۔ پھر مروان بن الحکم (جو بقول جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزغ بن الوزغ وملعون بن ملعون تھا) مسلط ہو گیا اُس نے عبد اللہ بن معاویہ بن جعفر کو ہرات میں قتل کرایا اور دیگر مومنین وشیعان سید الوصیین کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائیں اسکے بعد عبد الملک بن مروان حاکم ہوا اُس نے حجاج بن یوسف کو حجازین وعراقین کا حاکم کر دیا اُس ظالم نے تو ظلم وجور کا کچھ حساب رکھا ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا بالخصوص جو لوگ اہلبیت رسول سے ذرا بھی تعلق وتمسک رکھتے تھے اُن سب کو چُن چُن کر ہلاک کیا سعید بن جبیر ویحیٰی بن ام الطویل ومیثم تمار وکمیل بن زیاد وقنبر غلام امیر المومنینؑ اور سوائے اِن کے دیگر مسلمین بالیقین کو اُس لعین نے قتل کیا۔ پھر زید بن علی بن الحسین کو نصر بن خذیمہ اسدی نے شہید کیا اور اُنکو یوسف بن عمر نے بمقام کناسہ سولی پر چڑھایا تا اینکہ چار سال تک اُن کی لاش سولی پر لٹکتی رہی اور کوئی شخص اُنپر رو نہ سکتا تھا۔ اور اُنکی شہادت پر کوئی شخص رنج اور افسوس کا اظہار نہ کر سکتا تھا اور زید بن علی بن الحسین یعنی زید شہید علیہ السلام کی زوجہ کے پیٹ پر سخت صدمہ پہنچایا اور اُسکو بڑی سختی اور بے رحمی سے مار اپیٹا پھر اُسکو ایک مزبلہ پر ڈالدیا یہانتک وہ بیچاری اُسی مزبلہ پر مر گئی۔ حضرات اسمیں کچھ کلام نہیں کہ جو ظلم کی ابتدا کرنے والا ہو وہی زیادہ تر ظالم ہے دیکھو اگر فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفےٰ کے شکم مبارک پر دروازہ گرانے والا دروازہ نہ گراتا اور اُنپر ایسی سختی نہ کرتا تو اولاد رسول وذریت بتول پر ایسے ایسے ظلم کیوں ہوتے۔ پھر ولید ثانی یزید نے یحیٰی بن مسلم کا دس ہزار سوار ہمراہ لیکر تعاقب کیا یحیٰی کے ساتھ کل ایک سو پچاس آدمی تھے سب مارے گئے صرف یحیٰی تنہا باقی رہے۔ پھر بروز جمعہ وہ بھی قتل کئے گئے۔ اور اُنکی لاش کو پہلے سولی پر چڑھایا پھر جلادیا اور راکھ کر دیا اسی طرح سادات واتباع سادات ومحبان سید کائنات وموالیان آئمہ ہدات کا بنی امیہ استیصال کرتے رہے یہانتک کہ بنی العباس نے تسلط پایا تب ابو مسلم نے عبد اللہ بن الحسن کو خراسان میں قتل کیا۔ پھر منصور مخذول دوانقی نے اولاد علیؑ وآل نبی کے قتل اور

استیصال و بیخ کنی کے واسطے تلوار نکالی اور جہاں جہاں جس جس شہر اور گانوں میں کوئی سید اولاد حسنین علیہما السلام میں پایا اُسکو قتل کیا تمام ملک میں سادات کو تلاش کر کر کے گرفتار کیا اور ہلاک کیا اور ہر ہر جگہہ اور ہر ہر شہر کی طرف قتلِ سادات و استیصال موالیانِ آئمہ ہدات کے واسطے لشکر روانہ کئے اور عبد اللہ بن الحسن بن علی علیہم السلام کو مع گیارہ نفر دیگر جو سب کے سب امیر المومنین علی علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے قید کیا طوقِ آہنی اُنکی گردنوں میں ڈالے اور بیڑیاں اُنکے پاؤں میں ڈالیں اور اغلال جامعہ اُنکو پہنائے اور شترانِ برہنہ پر اُن کو سوار کیا اس طرز سے بکمال ذلت و خواری اُنکو حجاز سے عراق میں اپنے سامنے منگوایا اور سب کو قید کر دیا اور بے انتہا تکلیفیں دیں ایذائیں پہنچائیں اور سخت معذب رکھا یہانتک کہ وہ سب کے سب قید خانہ ہی میں مر گئے۔ اور حمید بن قحطبہ نے (جو دولتِ عباسیہ کے امرا میں سے تھا) محمد بن عبد اللہ کو قتل کیا اور منصور مخذول نے جو جامع مسجد بنائی اُسکی بنیاد کو صرف ساداتِ بنی فاطمہؑ کے سروں سے بھر دیا اور شہر رقہ کی فصیل کی بنیاد میں بھی بہت سے سادات آلِ سید کائنات کے سر بجائے خشت و سنگ رکھے گئے اور منقول ہے کہ جب منصور دوانقی نے بغداد میں مکانات بنوانے شروع کئے تب ساداتِ بنی فاطمہ کو بڑی سرگرمی سے تلاش اور تجسس کر کر کے گرفتار کراتا تھا اور جسکو پاتا تھا اُسکا سر کاٹ کر مکان کی بنیاد میں رکھواتا تھا اور بعضوں کو کھڑے کر کے اُن کے گرداگرد مکان کے ستون تعمیر کرا دیتا تھا بعضوں کو زندہ زمین میں دفن کرا دیتا تھا۔ ایک دن اُس ظالم کے پاس ایک لڑکا جناب امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے نہایت خوبصورت اور کم سن جو ابھی حدِ بلوغ کو نہ پہنچا تھا گرفتار ہو کر آیا دوانقی نے اُس مظلوم معصوم بیگناہ بچہ کو معمار کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ اسکو ستون کی جوف میں کھڑا کر کے اُسپر ستون کو تعمیر کرے اور چند معتمد اپنے اُسپر محافظ مقرر کئے تاکہ معمار اُسکو رہا نہ کر دے۔ معمار نے حسب الحکم اُس بچہ بیگناہ کو بیچ میں کھڑا کر کے گرداگرد اُسکے ستون چونہ اور خشت ہائے پختہ کا بنانا شروع کیا لیکن اثنائے تعمیر میں معمار مذکور کا دل اُس لڑکے کی حالت پر نہایت رنجیدہ تھا اُس نے ہوا کی آمد و رفت کے لئے اُس ستون میں ایک سوراخ رکھ دیا اور چپکے سے اُس لڑکے کو سمجھا دیا کہ تو خوف نہ کر بلکہ صبر کر میں تجھکو رات کے وقت تاریکی شب میں یہاں سے نکالکر لے جاؤں گا چنانچہ جب رات ہو گئی تب وہ معمار آیا اور اُس نے اُس صاحبزادہ کو ستون میں سے باہر نکالا اور کہا کہ میرا اور میرے ساتھیوں کا خون نہ کرا دیجیو بلکہ اب تو کہیں ایسی دور دراز جگہہ چلا جا اور غائب ہو جا کہ تیرا کہیں کسی کو پتہ نہ لگے میں نے اِس خوف کے سبب سے تجھکو اس ستون میں سے نکالا ہے کہ روزِ محشر کو تیرے جدِّ امجد جناب رسول اللہ میرے ساتھ دشمنی اور مخاصمت نہ کریں۔ پھر اُس معمار نے اُس لڑکے کے سر پر سے کچھ بال کسی آلہ سے اُکھیڑ لئے اور اُسکو تاکید کر دی کہ اب تو اپنی جان بچا کر کہیں بھاگ جا اور اپنی ماں کے پاس بھی نہ جانا۔ اُس صاحبزادہ نے کہا کہ اگر یہی بات تیرے نزدیک مصلحت ہے کہ میں اپنی ماں کے پاس بھی نہ جاؤں تو پھر تو میری ماں کو یہ کہہ دیجیو کہ میں نے ہلاکت سے نجات

پانی اور میں یہاں سے بھاگ گیا ہوں تاکہ جب میری ماں کو میرے بچ جانے اور ہلاکت سے نجات پانیکا یقین ہو جائیگا
تو اُسکے رونے پیٹنے میں کچھ تو کمی آئیگی اور وہ جان لیگی کہ میں پھر دوبارہ گرفتار ہونے اور مارے جانے کے خوف سے
اُسکے پاس نہ پہنچ سکا۔ یہ کہکر وہ صاحبزادہ شہر سے نکل گیا اور کسی کو معلوم نہوا کہ وہ کہاں گیا۔ وہ معمار روایت کرتا ہے
کہ میں لڑکے کے بال لیکر اُسکی ماں کے مکان پر پہنچا تب میں نے رونے کی آواز سُنی کہ وہ آہستہ آہستہ اپنے فرزند پر رو رہی
تھی میں اُسکے قریب گیا اور جا کر اُسکو اطلاع دی کہ تیرا بیٹا زندہ ہے اور جان بچا کر بھاگ گیا ہے اور یہ اُسکی نشانی اُسکے
بال ہیں **مؤلف** ان ظلموں کا کیا ٹھکانا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جب دوانقی بادشاہ ہوا تو اُس نے عبد اللہ بن محمد بن
عبد اللہ الحسینی کو ملک سندھ میں ہشام بن عمر التغلبی کے ہاتھ سے قتل کرایا اور عبد اللہ بن الحسن کو پہلے قید کیا پھر قید خانہ
ہی میں اُسکو پھانسی دیا اور اُن کے دونو بیٹے محمد اور ابراہیم کو عیسےٰ بن موسیٰ عباسی کے ہاتھ سے قتل کرایا۔ منقول ہے کہ
جب منصور دوانقی مرگیا تو اُسکے تمام ملک کے قید خانے اہلبیت رسول و اولاد بتولؑ سے بھرے ہوئے تھے۔ اُسکے بعد
مہدی عباسی بادشاہ ہوا اُسکے زمانہ میں واقعہ فخ کا ظہور میں آیا اُس معرکہ میں حسین بن علی بن الحسنؑ بن علی بن ابیطالب
علیہم السلام اور عبد اللہ بن اسحاق بن ابراہیم بن الحسنؑ بن علیؑ بن ابیطالب اور عبد اللہ بن الحسن بن علی بن الحسین
معروف بافطس مع دیگر اعزہ و اقارب کے شہید ہوئے۔ اسکے بعد ہارون رشید حاکم ہوا اُس نے جناب امام موسیٰ کاظم
علیہ السلام کو ایک مدت دراز تک قید خانہ تنگ و تاریک میں قید رکھا پھر زہر سے اُس جناب کو شہید کیا اور یحییٰ بن
زید کو قید خانہ میں صرف بھوک و پیاس کے صدمہ سے شہید کیا اور یحییٰ بن عبد اللہ بن الحسن کو مع چھ سو آدمیوں کے
جو سب بنی فاطمہؑ تھے ایک مقام اور ایک وقت میں قتل کیا۔ کیوں حضرات ناظرین اسمیں کیا کلام ہے کہ جو ظلم کا بادی
ہے وہی اظلم ہے۔ اور ماموں رشید نے محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن الحسن بن الحسنؑ بن علیؑ علیہم السلام کو قتل کیا۔
جب اُنھوں نے خروج کیا تھا تو ابوالسرایا علی بن ہرثمہ بن اعین اُن کے ساتھ تھا۔ اور امام زین العابدین علیہ السلام
کے صحابہ میں سے خالد کابلی اور سعید بن جبیر کو اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے صحابہ میں سے کمیت و بشیر وغیرہ کو اور
جناب صادق علیہ السلام کے صحابہ میں سے معلی بن خنیس وغیرہ کو ماموں رشید نے قتل کیا۔ اور متوکل نے جناب امام رضا
علیہ السلام کے اصحاب میں سے بہت لوگوں کو قتل کیا۔ یعقوب بن سکیت ادیب کو اسطرح قتل کیا کہ وہ متوکل کے بیٹوں
یعنی معین و موید کا معلم و اتالیق تھا متوکل نے ایک دن اُس سے پوچھا کہ آیا تیرے نزدیک میرے بیٹے معین و موید
زیادہ تر دوست ہیں یا حسنؑ اور حسینؑ فرزندان رسول الثقلینؐ۔ ابن سکیت نے جو محب خاندان رسول تھا کہا کہ جناب
امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ علیہما السلام کا تو بہت بڑا رتبہ ہے اُن کے ساتھ معین اور موید کو تشبیہ دینا ہرگز جائز
نہیں قسم خدا کی قنبر جو اُن کے باپ کا غلام تھا وہ ہزار درجہ تیرے بیٹوں سے اور تجھ سے افضل اور بہتر ہے متوکل
یہ مضمون سنکر غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اسکی زبان نکالدی جاوے چنانچہ جلاد نے اُنکی زبان گدی کی طرف سے

نکال لی اور وہ شہید ہوئے خدا انپر رحمت کرے۔ نیز دعبل خزاعی رحمۃ اللہ علیہ جو مداحِ اہلبیت علیہم السلام کے تھے متوکل نے انکو شیعہ اور مداح اہلبیت ہونے کے سبب سے شہید کیا۔ متوکل کو خاندانِ رسالت و دودمانِ نبوت سے اسقدر عداوت تھی کہ اُس نے حکم دیا تھا کہ شاعر لوگ علیؑ مرتضٰے اور فاطمہ زہراؑ اور اُنکی اولادِ طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی ہجو میں اشعار تصنیف کیا کریں چنانچہ اُس کے حکم سے ابن المعتز بن الجہم و ابن سکرہ و آل ابی حفصہ وغیرہ ملاعنہ لعنہم اللہ نے جناب امیر المومنین و سیدۂ نساء عالمین اور اُنکی اولاد طیبین کی ہجو میں اشعار اور قصاید تصنیف کیے متوکل ملعون دشمنانِ رسول و اعدائے اولادِ بتول کو بہت دوست رکھتا تھا آخر کار اُس کی عداوت اور دشمنی کی یہانتک نوبت پہنچی کہ اُس ظالم اظلم نے حکم دیدیا کہ جناب سید الشہدا مظلومِ کربلا کی قبر منور کو منہدم کردیں بلکہ کل قریش کی قبروں کو جلادیں اسی معاملہ میں ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

قام الخلیفۃ من بنی العباس ‖ بخلاف امر اللہ فی الناسِ

متوکل خلیفہ بنی عباس نے برخلاف حکمِ الٰہی لوگوں میں اپنی حکومت کے زور سے احکام جاری کرنے پر قیام کیا

ضاھا بہتک حریم آل محمدٍ ‖ سفھاً فعال امیۃ الارجاسِ

آلِ محمدؐ کی ہتک حرمت کرنے پر وہ ملعون آمادہ ہوگیا اور اپنی حماقت سے اپنے افعال میں بنی امیہ کی تقلید کی

واللہ ما فعلت امیۃ فیھم ‖ معشار ما فعلت بنو العباسِ

بلکہ قسم خدا کی آلِ رسول پر جو ظلم اور جور بنی عباس نے کیے بنی امیہ اُنکا عشر عشیر ہنہیں کرسکے تھے

ما قتلھم عندی با عظم مأثماً ‖ من حرقھم من بعد فی الارماسِ

پھر شاعر کہتا ہے کہ میرے نزدیک صرف اُنکا قتل کرنا اسقدر گناہ عظیم نہیں جسقدر اُنکی لاشوں کو قبروں میں سے نکالکر جلادینا گناہِ عظیم ہے جو بنی امیہ نے نہ کیا تھا وہ بنی عباس نے کیا

پھر اسی طرح متصل پے در پے آل محمدؐ و دوستانِ آلِ محمدؐ پر انواع انواع کے ظلم اور طرح طرح کے جور ہوتے رہے یہانتک کہ سبکتگین نے جناب امام رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ مقدسہ کو گرادیا اور وہاں سے کل اسباب و سامان و مال و دولت اُٹھا کر لیگیا اور صدہا شیعانِ علیؑ کو اُس نے قتل کیا اور جو بزرگوار اولادِ جناب حیدر کرار میں سے زندہ زمین میں دفن کردئے گئے ہیں اُنہیں سے ایک جناب شاہزادہ عبد العظیم علیہ السلام ہیں جنکا روضہ طہران کے قریب ہے اور نیز محمد بن عبد اللہ بن الحسن کو زندہ زمین میں دفن کردیا یہانتک کہ کوئی شہر اور کوئی قصبہ ایسا باقی نرہا جہاں اولادِ علیؑ و شیعانِ علی کو قتل اور ذبح نہ کیا گیا ہو اولادِ رسول و شیعانِ علیؑ و بتولؑ کی ذلت اور خواری کی نوبت یہانتک پہنچی تھی کہ جو لوگ اہلسنت و جماعت کہلاتے ہیں وہ لوگ زندیقوں اور دہریہ لوگوں اور کافروں اور مشرکوں اور یہودیوں اور نصرانیوں کو سلام کرتے تھے مگر آلِ رسولؐ و اولادِ بتولؑ اور اُن کے محبوں اور دوستوں کے ساتھ

ہمکلام بھی نہوتے تھے اور انکو سلام کرنا ناجائز سمجھتے تھے بلکہ جب کسی شخص کی نسبت یہ جان لیتے تھے کہ یہ شخص اولادِ
علیؑ میں سے ہے یا انکا شیعہ اور محب ہے تو اُسکے قتل کرنے کے درپے ہوجاتے تھے۔ یحییٰ محدث کو پہلے ہزار کوڑا
مارا پھر اُسکی زبان اور اُسکے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے پھر اُسکو سولی پر چڑھا دیا۔ علی بن یقطین پر تہمت
لگائی۔ زرارہ بن اعین کو مارپیٹ کر شہر سے نکالدیا۔ ابوتراب مروزی کو قید میں رکھا منصور بن زبرقان کی نعش
کو قبر سے نکالکر باہر پھینک دیا۔ معاویہ نے جناب امیر المومنین ابن عم سید المرسلینؐ کو بُرا کہنے اور الفاظ ناملایم سے یاد
کرنے اور گالیاں دینے کا طریقہ جاری کیا بنی امیہ اُس جناب پر ایک ہزار مہینے تک لعنت کرتے رہے خصوصاً جمعہ
اور اعیاد کے خطبوں میں تو اُس جناب پر سبّ اور شتم کرنے کو واجب و فرض گمان کرتے تھے ایک دن ایک خطیب
بدنصیب جمعہ کے خطبہ میں جناب سیّد الوصیین امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بُرا کہنا اور الفاظ ناملائم سے اُس
ذاتِ مقدس کو یاد کرنا بھول گیا تھا جب نماز سے فارغ ہوکر وہ اپنے گھر کو واپس آرہا تھا تو راہ میں اُس کو یاد آیا کہ آج
خطبہ میں علی علیہ السلام کی نسبت سبّ و لعن کے الفاظ ادا نہیں کئے گئے تب اُس نے اُسی مقام پر کھڑے ہوکر اُن
الفاظِ بد کا اعادہ کیا۔ اُس جگہہ پر بنی امیہ نے ایک مسجد بنائی جسکا نام مسجد الذکر رکھا حیف اُن کی مسلمانی پر کہ جس
اُس ذاتِ اقدس کو بُرا کہا جائے جسکی کوششوں سے اسلام کی بنا مضبوط ہے اگر یہی مسلمانی اُن کفار بد اطوار
کی تھی تو لعنت ہے انکی اُس مسلمانی پر۔ ہے ہے آلِ نبیؐ اور اولادِ علیؑ کو قتل کرکے اُنکے سروں کو نیزوں پر رکھکر شہر
بشہر پھرایا گیا۔ کوئی مسلمان آلِ محمدؐ کا طرفدار نہ بنا کسی نے اس امر ناجائز کا انکار نہ کیا کسی نے اس فعل بد کو بُرا
نہ سمجھا۔ **مرزا رفیع السودا**۔ میں اک نصارے سے یوں از رہ نادانی + پوچھا کہ مسلماں ہی اُسنے کہا نصرانی
عیسیٰ کے نواسے کو گر عید کی قربانی + کرتے تو مسلم تھا دعوئے مسلمانی + حضراتِ ناظرین دیکھو یہ دشمنانِ خاندانِ
رسول ان ظلموں پر بھی راضی نہ ہوئے اور ان سختیوں اور بیرحمیوں پر بھی اُنہوں نے اکتفا نہ کیا یہانتک کہ
ناصرِ دینِ ایزدِ غالب۔ حامی مصطفےٰ ابوطالب علیہ السلام کو کافر کہنے لگے۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ یہ امر خاندانِ
نبوّت و دودمانِ رسالت سے عداوت اور بغض کی علامت ہے یا نہیں کہ محض بے سوچے بے سمجھے بے تحقیق
کے حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو (جو حضرت رسول اللہؐ کے اعلیٰ درجے کے حامی اور مددگار اور دینِ اسلام کے
بہت بڑے ناصر اور معین تھے) کافر کہیں۔ اور ابوقحافہ اور خطاب اور عفان کے اسلام اور کفر کا کبھی ذکر نہ کریں
اہلبیتِ رسول کو ایذا دینے کی غرض سے حضرت ابوطالب ناصرِ رسول و حامی دینِ ایزدِ غالب کو کافر کہے جائیں
مگر ابوقحافہ و خطاب و عفان کے اسلام یا کفر کا ذکر کبھی زبان پر نہ لائیں گے۔ کیوں اے لوگو منصفو انصاف
دیکھو کہ یہ رسول اللہ اور آلِ رسول اللہ سے دشمنی نہیں تو کیا ہے۔ ہے ہے آثار و علامات اور نشانیاں کسریٰ
نوشیروان کی باوجود اسکے کافر اور آتش پرست ہونے کے ابتک موجود ہوں مگر رسول اللہ سید الانبیا کا

ایسا برباد اور نیست و نابود کیا جائے کہ اُسکا نشان تک باقی نہ رہے۔ منقول ہے کہ جسطرح حضرت موسیٰ علی نبینا و آلہ وعلیہ السلام بخوفِ فرعون مصر سے نکلکر مدین کی طرف روانہ ہوئے تھے اُسی طرح جناب امام مظلوم و خاصۂ قیوم حسینؑ فرزند رسول الثقلین علیہما الصلوٰۃ والسلام یزید کے خوف سے اپنے نانا سید الانبیاء کے روضۂ منورہ سے مجبوراً جدا ہوئے اور اپنے گھر سے جلاوطن ہو کر پہلے مکہ معظمہ کو پھر بجانب عراق تشریف لیگئے اُس زمانہ میں مروان نے وہ گھر جو مہبطِ جبرئیل امین و ملائکہ مقربین تھا بالکل منہدم کر دیا اور جلا دیا تھا چنانچہ جب جناب سید الساجدین قید یزید لعین سے رہائی پاکر مدینہ میں واپس آئے تھے تو اور گھر شہر میں لیکر اُسمیں سکونت اختیار کی تھی کیونکہ اُن کے باپ دادا کا گھر جس گھر کو جناب رسول اللہؐ نے بعد نزول آیہ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ الخ۔ انبیا کے گھروں سے افضل[1] فرمایا تھا وہ گھر بنی امیہ کے ظلم و جور سے منہدم ہو چکا تھا۔ بیشک بادی اظلم ہوتا ہے۔ اگر فاطمہ زہرا البضعۃ محبوبِ خدا کو اُن کے گھر کے جلا دینے کی دھمکی نہ دیجاتی تو یہانتک نوبت کیوں پہنچتی۔ بنی امیہ اور انکے اعوان نے جناب رسولخدا پر ہزاروں جھوٹ باندھے افترا کئے۔ ہزاروں حدیثیں خود بنالیں ایک مذہب اور دین نیا ایجاد کر لیا کتاب خدا میں تحریف کی یعنی اُسکے معانی کو بدل دیا اپنے عقاید کے موافق معانی بنالئے سنت ہائے رسول کو متغیر کر دیا دینِ خدا و رسول میں ہزاروں بدعتیں شامل کر دیں اور اوصیاء رسول و ذریت بتول کو قتل کیا دختران نبیؐ و علیؑ کو اسیر کیا اور اُنکو بکمال ذلّت و رسوائی بے مقنع و چادر شہر بشہر پھرایا اور اُن کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بلاجرم و قصور ذبح کر ڈالا اور اولادِ رسول کے سروں کو نیزوں پر رکھکر لئے پھرے + رباعی

جب دورِ یزید ستم ایجاد ہوا	محبوب خدا کا باغ برباد ہوا
لکھا ہے کہ کربلا میں گھر زہرا کا	ایسا اجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

[1] درِ منثور میں جلال الدین سیوطی نے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں انس بن مالک و بریدہ سے روایت کی ہے کہ جب آیہ فی بیوت اذن اللہ الخ نازل ہوا تو ایک صحابی نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ کن لوگوں کے گھروں کی خدا نے تعریف کی ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ انبیاء کے گھروں کی تعریف ہے اُسوقت حضرت ابوبکر اٹھکر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ فاطمہؑ اور علیؑ کا گھر بھی ان میں سے ہے حضرت نے فرمایا ہاں بزرگتر اُن گھروں میں سے ہے۔ اس احقر الانام نے ایک مرثیہ میں اس مضمون کو اس طرح نظم کیا ہے نظم زائر۔ فی بیوت اذن اللہ جو احمد نے پڑھا + اُٹھ کے اک شخص نے حضرت سے یہ اُسدم پوچھا + کونسے گھر ہیں وہ کی جنکی خالق نے ثنا + سُنکے تب سرورِ عالم نے یہ ارشاد کیا + انبیاء کے ہیں وہ گھر جنکی ثنا آئی ہے + اُن مکانات نے توقیر بڑی پائی ہے + تب ابوبکر نے کی عرض کہ اے حق کے رسول + آیا نزدیکِ خدا اسکو بھی ہے اُنسے شمول + خانہ بابِ علوم نبوی بیتِ بتولؑ + آیا اس گھر کو بھی ویسی ہی فضیلت ہے حصول + بولے احمد کہ یہ ہے اشرف افضل اُنہیں + اسمیں کچھ شک نہیں ہے برتر و اکمل اُنہیں + سننے والے جو نہ مانیں مرے کہنے پہ فقط اور کہے کوئی تعصب سے یہ مضموں ہے غلط + اسکی تصحیح میں کر دوں گا بہر نہج و نمط + درِ منثور کو دیکھو تو ہے جھگڑا القط + درِ منثور سیوطی کی یہ تحریر میں ہے + فی بیوت اذن اللہ کی تفسیر میں ہے + اب خیال کرنا چاہئے کہ ایسے گھر کو برباد کرنیوالوں کا کیا حال ہو گا اور مآل ہو گا۔ فتامل فیہ ۱۲۔ زائر +

عبد اللہ بزاز نیشاپوری روایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حمید بن قحطبہ طائی سے میرا لین دین تھا ایک دن رمضان شریف
کے مہینے میں ظہر کے وقت میں اُسکے پاس گیا اور میں سفر سے آیا تھا اور وہی سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھا جب میں اُسکے
پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایسے مکان میں بیٹھا ہے جہاں نہر جاری ہے میں سلام کرکے اُسکے پاس بیٹھ گیا اِس عرصہ میں
اُسکا ایک نوکر آفتابہ اور سلفچی لیکر حاضر ہوا اُس نے ہاتھ دھوئے اور مجھکو بھی حکم دیا کہ میں ہاتھ دھوؤں پھر اُس کا
دوسرا خادم آیا اُس نے دسترخوان بچھایا اُس نے کھانا کھانے کے لئے مجھ سے بھی کہا میں نے کہا کہ یہ مہینہ رمضان
شریف کا ہے میں بیمار نہیں مسافر نہیں کوئی وجہ ایسی نہیں ہے جو افطار کا سبب ہوسکے پھر میں طعام کیونکر
کھا سکتا ہوں یہ سُنکر اُسکی آنکھیں پُرآب ہوگئیں یہانتک کہ باآوازِ بلند رویا پھر اُس نے کھانا کھایا جب وہ کھانے
سے فارغ ہوچکا تو میں نے اُس سے پوچھا کہ اے امیر کیا سبب ہے تمہارے رونے کا۔ اُس نے کہا کہ جب ہارون رشید
طوس میں تھا تو اُس نے مجکو ایک دفعہ رات کے وقت اپنے پاس بُلایا جب میں حاضر ہوا تو اُسوقت اُسکے سامنے
ایک خادم کھڑا ہوا تھا ہارون نے میری طرف دیکھا اور پوچھا کہ تیری فرمانبرداری امیر المومنین کے لئے یعنی ہمارے
لئے کیسی ہے میں نے کہا جان اور مال سے کہا چلے جاؤ میں واپس آیا پھر تھوڑی دیر کے بعد ہارون رشید کا خادم
مجھکو بُلانے کے لئے آیا پھر جب میں پہنچا اُس نے کہا کہ تیری اطاعت اور فرمانبرداری ہمارے لئے کیسی ہے میں نے
کہا کہ جان اور مال اور اہل اور اولاد سب کچھ حضور پر قربان ہے۔ ہارون ہنسا اور کہا چلے جاؤ پھر میں اپنے گھر کو
واپس آیا ہی تھا کہ پھر خادم ہارون کا میری طلب میں آیا جب میں پھر حاضر ہوا تو اُس نے کہا کہ تیری اطاعت ہمارے
لئے کیسی ہے میں نے کہا کہ جان اور مال اور اہل و اولاد و عیال حتیٰ کہ دین اور ایمان سب کچھ حضور پر قربان ہے اُسوقت
ہارون باآوازِ بلند ہنسا اور کہا کہ یہ تلوار لے اور یہ خادم میرا تیرے ساتھ جاتا ہے جسکو یہ کہے اُسکو قتل کر خادم ہارون کا
میرے ساتھ ہوا یہانتک کہ ہم ایک مکان کے دروازہ پر پہنچے اُس نے قفل اُس مکان کا کھولا ہم مکان میں داخل
ہوئے اُس مکان کے صحن میں ایک چاہ عمیق تھا پھر اُس خادم نے اُس مکان کے اندر ایک کوٹھے کا دروازہ
جو مقفل تھا کھولا اُس کوٹھے میں کچھ آدمی اولاد علیؑ و فاطمہؑ میں سے مقید تھے بعضے اُنمیں بڈھے بعضے نوجوان بعضے
بچے کمسن تھے خادم نے اُنکی طرف اشارہ کرکے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین ہارون رشید نے اُن کے قتل کرنے کا حکم
دیا ہے وہ خادم ایک ایک آدمی کو انمیں سے آگے لاکر میرے سامنے پیش کرتا تھا میں اُنکو قتل کئے گیا یہانتک کہ اُن
سب کو قتل کیا خادم اُن کے سر اور دھڑ اُس چاہِ عمیق میں گراتا رہا یہانتک کہ جب اُن سب کا فیصلہ ہوگیا خادم مذکور نے
دوسرا کوٹھا کھولا اُسمیں بیس آدمی آلِ رسولؐ و اولاد علیؑ و بتولؑ میں سے قید تھے اُنمیں سے بھی اُسی ایک ایک کو نکالا
اور قتل کیا۔ پھر خادم نے تیسرا کوٹھا کھولا اُسمیں سے بھی بیس آدمی علیؑ اور فاطمہؑ علیہا السلام کی اولاد سے جو قید
تھے باہر نکالے خادم ایک ایک کو میرے سامنے لاتا تھا میں اُسکا سر بدن سے جدا کرتا تھا پھر اُن کے سر اور دھڑ دا

کو چاہ مذکور میں ڈالتے جاتے تھے یہانتک کہ جب انیس آدمیوں کو میں انہیں سے قتل کرچکا اور بیسواں آدمی خادم مذکور نے میرے سامنے پیش کیا تو وہ شخص مسن تھا اُس نے مجھ سے کہا کہ اے شخص بدنصیب خدا تجھپر لعنت کرے قیامت کے دن جب تو ہمارے جدّ امجد جناب رسولخدا کے سامنے پیش کیا جائیگا تب کیا عذر کریگا اور کیا جواب دیگا تو نے اسوقت ساٹھ آدمی اُنکی اولاد میں سے بلاجرم و خطا قتل کرڈالے ہیں تبلا تو نے اسکا کیا جواب سونچا ہے۔ یہ سُنکر میرا بدن کانپنے لگا اور ہاتھوں میں رعشہ پڑگیا خادم نے میری یہ حالت دیکھکر مجھکو جھڑکا تب میں اُس بوڑھے سید بیگناہ کیطرف متوجہ ہوا اور اُسکو بھی قتل کیا اُس دن سے میں نے اپنے دل میں یہ یقین کرلیا ہے کہ بلاشک میں مخلد فی النار رہونگا جس صورت میں میں نے اپنے ہاتھ سے ساٹھ آدمی آلِ رسولؐ و اولاد علیؑ و بتولؑ میں سے بلاجرم و قصور ناحق قتل کئے ہیں تو اب میرے اعمال چاہے کیسے ہی نیک ہوں اور میرے کل صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ مجھکو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے اسلئے میں نے نماز روزہ سب کچھ اُس دن سے چھوڑ دیا ہے **مقولہ زائر**۔ اے اصحابِ ایمان و اربابِ انصاف اسمیں کچھ شک نہیں قائل نے بہت درست کہا ہے۔ اے حضراتِ مومنین تفصیل اِن مضامین کی جو بالاختصار اِس مقام پر بیان کی گئی کتاب کشکول فیما جری علی آلِ الرسول اور مکاتیب علامہ ابوبکر خوارزمی کے ملاحظہ سے معلوم ہوسکتی ہے حقیر نے اُن عبارات کا ترجمہ بخوف اطناب و تطویل کتاب ترک کردیا لیکن جسقدر لکھا ہے اُسی مضمون کو اگر کوئی منصف تامل کرکے پڑھے گا اور سونچے گا تو اُسکو یقین کامل ہوجائیگا کہ سادات بنی فاطمہؑ اور اور شیعیان فاطمہؑ و دوستان علیؑ و اولادِ علیؑ پر مظلومیّت کا خاتمہ ہوگیا ہے تمام روئے زمین پر کوئی قوم کوئی گروہ ان کے برابر مظلوم نہیں ہوا اولاد علیؑ و شیعانِ علیؑ نے جو مصیبتیں جھیلیں اور ایذائیں اُٹھائیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں ایسی مصیبتیں کسی فرقہ اور قوم پر از آدم تا ایندم واقع نہیں ہوئیں۔ پس بناءً علیہ ہم کہتے ہیں کہ اگر صاحبانِ انصاف اِن مضامین کو بغور و تامل دیکھیں اور پڑھیں گے تو اُن کو ملتِ حقہ امامیہ ایدہم اللہ فی البریہ کی حقیت اور صداقت پر یقین کامل حاصل ہوجائیگا کیونکہ باوجود اِس مظلومیت اور مقہوریت کے اور باوجود اِس قتل اور قمع اور استیصال کے یہ مذہب اور اِس مذہب کے مقتدا اور اِس مذہب کے مقتدی اور پیرو دنیا میں باقی رہ گئے اور ابتک بحفاظتِ الٰہی کثرت سے موجود ہیں یہ امر جناب باری حافظِ حقیقی کی حفاظت کے بغیر ممکن نہ تھا دشمنانِ رسولؐ و اعدائے آلِ بتولؑ نے سادات بنی فاطمہؑ اور اُن کے شیعوں کے استیصال اور بیخ کنی میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اسّی برس بنی امیہ نے اور پانچسو برس سے زیادہ بنی عباس نے سادات و اتباع سادات کو قتل کیا اور جہانتک ہوسکا مذہبِ امامیہ کی بیخ کنی کرتے رہے جناب امیرالمومنین اور اُنکی اولادِ طاہرین کے فضائل کو چھپانے میں سخت ساعی اور سرگرم رہے اور اُن کے مخالفوں اور دشمنوں کی تعریف میں جھوٹی روایتیں ہزاروں بنوائیں جناب رسالتمآبؐ پر ہزارہا جھوٹ باندھے نوبت قتل اور خونریزی کی

یہانتک پہنچ گئی تھی کہ جس شخص کا نام علی یا حسن یا حسین ہوتا تھا وہ قتل کیا جاتا تھا لوگوں نے ڈر کر علی اور حسن اور حسین نام رکھنا چھوڑ دیا تھا پس اب انصاف سے سونچنا چاہیے کہ جب یہ حالت تھی تو یہ مذہب اور اِس مذہب والے لوگ دُنیا میں کیونکر باقی رہ سکتے تھے اگر حفاظتِ الٰہی اور اُس قادرِ برحق کی عنایتِ نامتناہی اِس مذہبِ حق اور اِسکے اہل کے ساتھ شاملِ حال نہوتی۔ اگر اِس دین اور مذہب والے لوگ باطل پر ہوتے تو بیشک یہ مذہب بالکلیہ منقرض اور مفقود اور صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہوجاتا۔ جیسا کہ بدون استیصال کرنے کے بہت سے مذہب جہان میں پیدا ہو کر مفقود ہو چکے ہیں اور کتب تواریخ کے دیکھنے سے اُنکا حال معلوم ہوسکتا ہے بیشک یقیناً و حتماً مذہب امامیہ کا دُنیا میں باقی رہنا حافظِ حقیقی کی حفاظت سے ہے۔ پس اِس سے معلوم اور ظاہر ہوگیا کہ یہ دین وہی دین ہے جو خدا نے پسند کیا ہے اور جسکو خدا نے کامل کیا ہے بیشک اِسی مذہب کے لوگ اہلِ ایمان ہیں اِسی مذہب والے لوگ آخرت میں نجات پانے والے ہیں باقی کُل مذہب وادیانِ باطل ہیں اب دیکھ لو کہ وہ لوگ جو سادات و موالیانِ سادات کو قتل کرتے تھے اور دن رات اُنکے استیصال میں ساعی اور سرگرم تھے اُنکا نام و نشان باقی نہیں رہا اسفل السافلین میں پہنچے۔ اور تمام جہان میں ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ بلکہ کروڑ در کروڑ سید اولادِ رسول اور شیعان علیؑ و بتولؑ موجود ہیں اور اُن پر بموجب حکمِ الٰہی۔ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ۔ عمل کر رہے ہیں۔ **کتاب المنتخب** میں حارث بصری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمتِ مبارک میں حاضر تھا کہ اِس عرصہ میں نجیہ اذنِ دخول حاصل کر کے حاضر ہوا اور ادب بجا لا کر حضرت کے سامنے دو زانو مودب بیٹھ گیا۔ پھر اُس نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ تم پوچھو گے میں اُسکا جواب ضرور دونگا اُس نے عرض کیا کہ فلاں فُلاں شخص کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں جناب امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے نجیہ ہمارے لئے خدائے متعال نے اپنی کتاب کریم میں خمس و انفال و برگزیدہ مال مقرر فرمایا تھا لیکن اون دونوں نے ہم اہلبیتِ رسول پر اوّل ظلم کی ابتدا کی ہمارے حقوق کو چھین لیا اور اُنہوں نے ہماری گردنوں پر دیگر ظالمین کو سوار کیا ہمارے خون اُن کی گردنوں پر ہیں روزِ قیامت تک اور جسقدر ہم اہلبیت پر ظلم ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں یا ہوں گے اُن سب کا باعث اور سبب وہی دونوں ہیں۔ نجیہ نے یہ ارشاد امام علیہ السلام کا سُنکر تین دفعہ کہا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ قسم خدا کی ہم لوگ ہلاک ہوئے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اُسوقت رو بقبلہ ہو کر ایک دُعا پڑھی راوی کہتا ہے کہ میں اُس دُعا کا مضمون اور مطلب نہیں سمجھا مگر اُس دُعا کے اخیر فقرہ کا یہ مطلب تھا کہ الٰہی ہمنے اپنے شیعوں اور دوستوں کو وہ اپنا مال اور اپنا حق حلال کیا جو اُنہوں نے کھا لیا ہو۔ پھر جناب امام علیہ السلام نجیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے نجیہ ملتِ ابراہیمیہ پر سوائے ہمارے اور بغیر ہمارے شیعوں کے اور کوئی نہیں ہے انتہی مقولہ موٴلف اے صاحبانِ انصاف اب ذرا انصاف سے خیال کرنا چاہیے کہ ہم لوگوں کو اپنے دین و ایمان میں آیا اقتدا اُن

لوگوں سے کرنا چاہئے جنہوں نے آلِ محمدؐ پر ظلم کئے۔ جو لوگ لہو و لعب میں مشغول تھے۔ جنکو ثروت دنیائے دنی نے مغرور کرکے عاقبت کے اعمال سے بالکل دور کر دیا تھا۔ جو لوگ حبِ ریاست و جاہ کے چاہ میں گرے۔ اور دریائے دنیائے فانی میں منہمک اور غرق ہو گئے تھے اور جس مجلس کے وہ مستحق اور لائق نہ تھے زبردستی اُس مجلس میں بیٹھے اور دینِ الٰہی میں مسائل اپنی رائے سے اُنہوں نے گھڑ لئے اور خلاف ما انزل اللہ اُنہوں نے حکم دئے اور جنکی مشغولیت و مشغوفیت مثل بنی امیہ و بنی عباس کے فسق و فجور میں مشہور نزدیک و دور واظہر من الشموس فی البہار تھی اور اب بھی ہے۔ یا ہمارے یہ آئمہ اطہار یادگارانِ جناب احمد مختار جو پروردگار عالم کی طرف سے امامِ انام و پیشوائے خاص و عام معصوم مفترض الطاعۃ اور تمام گناہوں اور خطاؤں سے من المہد الی اللحد پاک و بری اور طاہر ہیں اُنسے تمسک کرنا چاہئے اور ہمارے ان آئمہ اطہار علیہم السلام نے صرف اپنے جدِ امجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہی علم حاصل کیا ہے نہ اور کسی سے اور جناب رسول اللہ نے خداوند علیم سے تعلیم پائی ہے۔ اب اِن دونو باتوں میں عقل اور انصاف سے تمیز کر لینا چاہئے کہ ہمکو اِن علما اور صلحا اور اتقیا کی پیروی کرنی چاہئے کہ جو معصوم ہیں اور گناہوں سے پاک ہیں اور علم اُنکا بواسطۂ رسول اللہ خدا سے ہے یا فساق اور فجار اور جہال کی پیروی کرنی چاہئے۔ بیشک اگر انسان انصاف کرکے سوچیگا تو اُسپر ظاہر ہو جائیگا کہ لاریب آئمہ اطہار ہی کی پیروی ہر بشر پر لازم اور واجب ہے ولنعم ما قال القائل۔ ؎

اذا شئت ان ترضی لنفسک مذہباً	و تعلم ان الناس فی نقل اخبار
فدع عنک قول الشافعی و احمد	و مالک والمروی عن کعب ابن احبار
فوال اناساً قولہم و حدیثہم	روی جدنا عن جبرئیل عن الباری

یعنی اے شخص جب تو یہ چاہتا ہے کہ اپنے لئے ایک مذہب مستحکم اور عمدہ اور پسندیدہ اختیار کرے اور تو اس امر کو جانتا ہے کہ احادیثِ رسولؐ کے روات بہت سے ہیں پس اغیار کی روایات کو چھوڑ دے اور اُنہیں کے اقوال و احادیث پر اعتماد اور بھروسہ کر اور اُنہیں کے اقوال کو قبول کر اور اُنہیں کی احادیث پر اپنے مذہب کی بنا رکھ جو یہ کہہ سکتے ہیں اور اس طرح فرماتے ہیں کہ ہمارے نانا رسول اللہ سید المرسلین نے جبرئیل امین سے اور اُنہوں نے جناب رب العالمین سے روایت کی ہے۔ پس اے حضرات ناظرین ظاہر و آشکار ہے کہ اہلبیت ابصر بما فی البیت۔ جو گھر والے ہیں وہ اپنے گھر کا حال بہت اچھی طرح جانتے ہیں غیر شخص ہرگز اُسقدر نہیں جان سکتا پس جسقدر اولادِ رسول کو اپنے جدِ امجد جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سنن و احکام و اوامر و نواہی و حلال و حرام سے واقفیت اور اطلاع ہو سکتی ہے غیروں کو اُسکا عشر عشیر بھی ممکن نہیں ہے پس بنا برعلیہ مقتضائے عقل و نقل یہی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اُس جناب کی اولاد امجاد ہی سے تمسک کرنا اور اُنہیں کی

پیروی کرنا لازم اور واجب ہے۔ جناب سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ الکرام کے بعد بایں ترتیب بارہ امام معصوم مفترض الطاعۃ بحکم خدا اور رسول ہیں۔ اوّل جناب امیر المومنین وسید الوصیین علی ابن ابیطالب بن عبد المطلب ابن عم رسول وشوہر بتول علیہم السلام۔ دوسرے جناب امام حسن مجتبیٰ سبطِ اکبر مصطفےٰ ابن علی مرتضیٰ علیہم السلام۔ تیسرے جناب امام حسین سید الشہدا سبطِ اصغر مصطفےٰ ابن علی مرتضےٰ علیہم السلام۔ چوتھے جناب امام زین العابدین وسید الساجدین علی بن الحسین علیہما السلام۔ پانچویں جناب امام محمد بن علی باقر علوم اوّلین وآخرین علیہما السلام۔ چھٹے جناب امام جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام۔ ساتویں جناب امام موسی بن جعفر الکاظم علیہما السلام۔ آٹھویں جناب امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام۔ نویں جناب امام محمد بن علی النقی علیہما السلام۔ دسویں جناب امام علی بن محمد النقی علیہما السلام۔ گیارھویں جناب امام حسن بن علی العسکری علیہما السلام۔ بارھویں جناب حجۃ اللہ مہدی ہادی قائم آلِ محمد[۱] صاحب العصر والزمان محمد بن الحسن صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جو اس زمانہ میں امام ہیں جنکے وجود ذی جود کی برکت سے دُنیا قائم ہے وہ حضرت ۲۵۶ہجریہ میں پیدا ہو چکے ہیں اب لوگوں کی نظروں سے غائب اور مستور ہیں جب حکمِ الٰہی ہوگا تب ظہور فرمائیں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینگے جسطرح پہلے ظلم اور جور سے زمین بھری ہوئی ہوگی۔ اب بھی تمام خلقت اُس جناب کے وجود ذی جود سے فیضیاب ہے جس طرح سے آفتاب اپنے وجود سے دنیا کو فائدہ اور فیض پہنچاتا ہے جب وہ بادل میں چھپا ہوا ہو اسی طرح وہ حضرت حالتِ غیبت میں تمام دُنیا کو فیضیاب فرما رہے ہیں اور وہ حضرت فی الحال بحکمِ الٰہی لوگوں کی نظروں سے غائب اور مستور ہیں۔ جسطرح اُن کے جدِّ امجد جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب بحکم جناب ربّ الارباب خوفِ کفار سے غار ثور میں پوشیدہ ہو گئے تھے اُسوقت میں بھی جو لوگ مومن تھے اُسی جناب کو اپنا نبی مانتے تھے جب رسولِ خدا غار سے نکلے تب مومن اُنسے آملے اور اُن کے ساتھ ہو کر کفار سے لڑے اور جہاد کئے اُسی طرح اب بھی لازم ہے کہ ہم اعتقاد اس امر کا رکھیں کہ ہمارے امام مہدی ہادی قائم آلِ محمد علیہ السلام بحکمِ الٰہی غائب ہیں جب وہ حضرت بامرِ خدا ظہور فرمائیں گے تب ہم لوگ مومنین اُس جناب کے ہمراہ ہو جائیں گے اور اُن کی نصرت کرینگے۔ نیز رجعت پر ایمان لانا ضروری ہے یعنی جب جناب صاحب العصر والزمانؑ ظہور فرمائیں گے تب مومنین خالصین ومنافقین مخصوصین زندہ ہوں گے اور وہ سب لوگ اپنی داد پائیں گے انصاف کو پہنچیں گے اور ظالم وشریر سزا پائیں گے حضراتِ اہلسنّت کے ہاں بھی یہ حدیث متواتر ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ امام ہوں گے بس وہی بارہ امام علیہم السلام ہیں اور یہ بارہ امام علیہم السلام مثل حضرت خیر الانام صلے اللہ علیہ وآلہ الکرام کے ہرطرح کے گناہ اور خطا سے معصوم ہیں ہر قسم کے نقص اور برائی اور سہو سے پاک ہیں کوئی خطا عمداً یا سہواً اُن سے صادر نہیں ہوئی اوّل عمر سے آخر عمر تک یہ تمام گناہوں سے پاک اور منزہ ہیں اور

[۱] حضرت قائم آل محمد صلواۃ اللہ علیہ کے وجود ذی جود پر دلائل و شواہد اس کتاب کے بارھویں باب میں مذکور ہیں فانظر مترجم ۱۲ غفرلہ

جناب فاطمہ سیدہ نساء عالمین بنت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہا بھی مثل اپنے پدر بزرگوار جناب احمد مختار صلے اللہ علیہ
وآلہ الاطہار کے کل گناہوں اور رجس اور خطا سے پاک و معصومہ ہیں اِن چودہ معصوموں کی عصمت اور طہارت
قرآن واحادیث سرورانس وجان سے ثابت و متحقق ہے۔ اور نیز کل انبیا اور اوصیا متقدمین سب معصوم اور گناہوں
سے پاک ہیں اور قرآن شریف میں جو بعض آیات کے ظاہری معنوں سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ فلاں نبی سے فلاں
خطا ہوئی وہ آیات ظاہری معنوں پر نہیں انکی تاویل کرنا ضروری ہے اور یہ بھی اعتقاد رکھنا لازم ہے کہ تمام
انبیا اور اوصیاء کے ماں باپ مومن اور مومنہ تھے حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے باپ
تارخ تھے اور وہ مومن تھے آذر بت تراش اُنکا باپ نہ تھا وہ اُنکا چچا تھا چونکہ اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو پالا تھا اسلئے قرآن میں موافق محاورہ عرب کے لفظ اب کا اُسکے لئے کہا گیا کیونکہ عرب کے لوگ چچا کو بھی اب کہتے ہیں
اور حضرت ابوطالب ناصر دین خدائے غالب و حامی جناب سید المرسلین والد امیر المومنین دل میں مسلمان تھے اور
پیغمبر خدا پر بدل ایمان لائے تھے جناب رسول اللہ کی حمایت اور مدد کرنے کے لئے اور اُس جناب کو کفار قریش کے
شر سے بچانے کیواسطے اسلام کا اظہار نہ کرتے تھے کیونکہ اگر وہ اسلام کا اظہار کرتے تو پھر جناب رسول اللہ کی حمایت
اور مدد ہرگز نہ کر سکتے کفار مکہ پھر اُن کے کہنے کو بھی ذرا نہ مانتے اُس جناب کے اشعار جو مدح رسول مختار میں ہیں وہ اُن کے
اسلام اور ایمان پر بکمال صراحت دلالت کرتے ہیں اور نیز یہ ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کا مومن ہونا ارشادات
رسول وآل رسول سے ثابت و متحقق ہے یہانتک کہ علماء عامہ میں سے بھی اکثروں نے اس امر کو تسلیم کیا ہی حال میں
مفتی سید احمد دحلان مفتی الشوافع ساکن مکہ معظمہ کے بیٹے زینے دحلان نے جو اِن ایام میں مکہ معظمہ کے شافعی
لوگوں کے مفتی ہیں ایک کتاب حضرت ابوطالب کے مسلمان و مومن ہونے کے ثبوت میں لکھی ہی جسکا ترجمہ اسنی المطالب
فی اسلام ابیطالب کے نام سے مطبع یوسفی دہلی میں طبع ہو چکا ہے۔ اور نیز جناب ورع الناس علامہ زمان مفتی سید
محمد عباس رفع اللہ درجاتہ فی اعلا علیین نے اپنی کتاب روائح القرآن میں ماتحت تفسیر سورہ انا اعطیناک الکوثر
در بیان آیہ ثلاثون ومایہ حضرت ابوطالب کے اسلام و ایمان کو بدلائل واضحہ ثابت کیا ہے فانظر فی تلک الکتاب
ولا تکن من اھل الارتیاب اور سوا اس کے دیگر کتب کلامیہ میں ثبوت اس امر کے موجود ہیں کہ حضرت
ابوطالب وحضرت عبداللہ وحضرت آمنہ سب موحد اور مسلم اور مومن تھے۔ الحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ
علے سیدنا محمد وآلہ باطناً وظاہراً ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم + + +

پانچویں اصل دین کی معاد کا اعتقاد ہے

یعنی قرآن شریف واحادیث جناب رسول مقبول واخبار آئمہ طاہرین سے ثابت ہے کہ قیامت ضرور آئے گی

اس امر کا اعتقاد رکھنا بھی ہر مکلف پر فرض ہے کیفیت اسکی بالاختصار اس طرح پر ہے۔ کہ جب بحکم الٰہی تمام مخلوقات
نیست و نابود ہو جائیگی تب خدا تعالیٰ خالق عالم پھر سب مخلوقات کو پیدا کریگا یعنی اُن کے جسم جسطرح پہلے بنے پھر ویسے
ہی بقدرتِ خلاقِ دوجہاں پیدا ہونگے اور روحوں کو پھر اُن اجسام میں داخل کیا جائیگا اور وہ زندہ ہو جائینگے
جو شخص مومن ہوگا اور اُس نے نیک کام کئے ہوں گے وہ جنت میں جائیگا اور جو کافر یا منافق یا بدکار ہوگا وہ آتش
دوزخ میں جائیگا۔ قیامت اُس دن کو اس لئے کہتے ہیں کہ بعد نیست و نابود ہونے کے اُس دن تمام مخلوقات کو
از سرِ نو پھر قائم کیا جائیگا اور نیک و بد کاموں کا اُس دن حساب ہوگا۔ موت حق ہے یعنی جو پیدا ہوا ہے اُسکو ایک
دن مرنا بھی ضرور ہے اور قبر میں سوال منکر و نکیر کا حق ہے یعنی جب مردہ کو قبر میں رکھیں گے تب دو فرشتے جن کو
منکر و نکیر یا بشر و بشیر کہتے ہیں مردے کے پاس آئیں گے اور اُسکی روح اُسکے بدن میں ڈالکر اُسکو زندہ کرلیں گے
پھر اُس سے پوچھیں گے کہ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے تیرا نبی کون ہے تیری کتاب کونسی ہے تیرا امام کون کون
ہے اگر وہ جواب اِن امور کے صحیح صحیح اور درست اعتقاداتِ صحیحہ کے موافق جو کہ اوپر بیان ہو چکے ہیں بتلائے گا تو
وہ فرشتے اُسکو جنت کی بشارت دیکر چلے جائیں گے اور اُسکی روح کو ہمراہ لیجائیں گے اور یہ بھی اعتقاد رکھنا چاہئے
کہ امام علیہ السلام اُس موقع پر اور نیز مرنے کے وقت تشریف لاکر مومنین کی نصرت اور امداد فرماتے ہیں اور جو شخص
کافر یا منافق ہوگا یا اِن اعتقادات مذکورہ بالا پر پختہ نہ ہوگا تو وہ اُن فرشتوں سے ڈر کر بد اعتقادی کی باتیں کرنے
لگے گا یا مطلق کچھ جواب نہ دیسکے گا تب وہ فرشتے اُسکے بدن پر گرز آگ کے مارینگے اور اُسکو دوزخ کی خبر دیکر روح اُسکی ساتھ
لیکر چلے جائیں گے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب مومن کی روح اُسکے حلق تک پہنچتی ہے اور ملک الموت اُسکی روح
قبض کرنے کے لئے اُسکی طرف ہاتھ دراز کرتا ہے تو مومن خوش ہو جاتا ہے اور اُسکی آنکھیں خنکی پاتی ہیں اس لئے
کہ وہ اپنے دہنی جانب کو دیکھتا ہے کہ جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ اور علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ مجتبیٰ اور حسینؑ
سید الشہداء تشریف فرما ہیں اور وہ اُس مومن سے ارشاد فرماتے ہیں کہ تیری بازگشت ہماری طرف ہے تو جنت
میں داخل ہوگا۔ اور جب کافر یا منافق اور دشمنِ اہلبیت یا منکرِ امامتِ اہلبیت کی روح اُسکے سینہ تک پہنچتی ہے
اور ملک الموت اُسکی روح کو قبض کرنے لگتے ہیں تو اُسوقت اُس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ اپنے بائیں جانب کو تو وہ
اپنے بائیں جانب کو منکر و نکیر و جناب امیر کو دیکھتا ہے کہ عذاب و عقاب کی تہدید کرتے ہیں اور آتش دوزخ کی خبر دیتے
ہیں۔ صراط حق ہے اور وہ ایک پل کی راہ ہوگی بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے تیز تر دوزخ کے مُنہ پر
قائم کیجائیگی ۵ اوپر ہیں اُسکے گھاٹیاں بہم کہ الاماں + نیچے بھڑک رہا ہے جہنم کہ الاماں + اُسکے اوپر سے سب
کو گذرنا ہوگا۔ قولہ تعالےٰ وان منکم الا واردھا الخ سے مقصود یہی ہے۔ جو لوگ ایمان میں کامل ہونگے
اور اُنہوں نے فرمانبرداری خدا اور رسول اور آئمہ اثنا عشر کی بدل و جان کی ہوگی احکام خدا و رسول و آئمہ

بجالائے ہونگے وہ اُسپر سے بکمال راحت و آسانی مانند برق کے گزر جائیں گے ذرا بھی اُنکو دیر نہ لگے گی جنھوں نے برخلاف اعتقادات مذکورہ بالا کے اعتقاد رکھا ہوگا اُنسے اسپر چلا نہ جائیگا بلکہ وہ دوزخ میں گر پڑیں گے اور جنھوں نے بُرے کام زیادہ اور اچھے کام کم کئے ہوں گے وہ اُسپر چیونٹی کی چال کے موافق چلیں گے۔ نامۂ اعمال برحق ہے اور اُسکی کیفیت یہ ہے کہ دو فرشتے خدا کی طرف سے ہر ایک آدمی پر مقرر ہوتے ہیں کہ وہ اُسکے تمام اعمال اچھے بُرے سب لکھتے رہتے ہیں یعنی صبح سے شام تک ایک فرشتہ اچھے کام ہر انسان کے لکھتا ہے اور دوسرا فرشتہ بُرے کام لکھتا ہے پھر شام کو اور دو فرشتے اُنکی عوض میں آجاتے ہیں وہ رات کے کام اسی طرح لکھتے رہتے ہیں پھر دوسرے دن اسی طرح سے لکھتے ہیں غرض تمام زندگی بھر ہر شخص کے اعمال لکھے جاتے ہیں اُس تحریر کو نامۂ اعمال کہتے ہیں۔ یہ نامۂ اعمال بروز قیامت مومنوں کے دہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اور وہ اپنے نیک اعمال کو دیکھکر خوش ہوں گے اور کفار و منافقین و معاندین اور کل بے ایمان لوگوں کے بائیں ہاتھ میں پشت کی طرف سے نامۂ اعمال دیا جائیگا وہ اپنا نامۂ اعمال دیکھکر ناخوش اور نادم ہوں گے۔ یوم الحساب میں حساب کا ہونا برحق ہے یعنی روزِ محشر کو سب کی بھلائی بُرائی کا حساب ہوگا مثلاً جس کسی نے کسی کا مال غصب کیا ہوگا یا جس نے کسی پر ظلم کیا ہوگا یا کسی سے دغابازی کی ہوگی تو اُس موقع پر اُس ظالم کے پاس دینے کو کچھ نہ ہوگا وہ اپنے مظلوم سے معاف کرانا چاہیگا اگر اُس نے معاف کر دیا تو بہتر ورنہ اُس ظالم نے جو اچھے کام کئے ہونگے وہ اُس دعویدار مظلوم کو دلوا دئے جائیں گے اور اُسے راضی کیا جائیگا۔ پس ہر شخص پر لازم ہے کہ کسی سے بُرائی نہ کرے کسی کا مال غصب کرے چوری نہ کرے تمام گناہوں اور بُری باتوں سے اجتناب و احتراز پورا پورا رکھے اور عبادتِ الٰہی بموجب احکامِ خدا و ارشاداتِ حبیب کبریا و آئمہ ہدیٰ دل لگاکر کرتا رہے اور جہانتک ہوسکے علمِ دین کو سیکھے ماں باپ کی خدمت گزاری میں کوتاہی اور تقصیر نہ کرے۔ بھائی بہن و دیگر کل اقربا و اعزہ سے بہ نیکی پیش آئے کسی کو نہ ستائے ہمسایہ لوگوں سے نیک برتاؤ کرے مسافروں محتاجوں اور فقیروں مفلسوں مسکینوں کی خدمت گزاری اور امداد اور دستگیری حتی المقدور کرتا رہے۔ جھوٹ نہ بولے کسی پر بہتان نہ باندھے خونِ ناحق نہ کرے کسی شخص پر کسی طرح کا ظلم نہ کرے کسی کو دُکھ نہ دے آزار نہ پہنچائے۔ ماں باپ کو آزردہ اور ناراض نہ کرے اولاد کو مسائل دین کے سکھائے عقائدِ حقہ میں اُن کو پختہ کرے کسی مومن سے بغض و کینہ نہ رکھے۔ امانت میں خیانت ہرگز نہ کرے۔ عہد نہ توڑے مسکرات کا استعمال نہ کرے۔ بدکاری و حرام کاری نہ کرے کسی مومن کو دھوکا نہ دے کسی عورت کو بُری نگاہ سے نہ دیکھے۔ رشوت نہ لے۔ جوا نہ کھیلے۔ غرض جو بُری باتیں ہیں اور شارع علیہ السلام نے اُن سے منع کیا ہے اُنمیں سے کسی امر کا مرتکب نہ ہو۔ یہ امر ہر فرد بشر پر لازم ہے۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کریں۔ بروزِ قیامت ہر ہر بات کا حساب ہوگا۔ اسی واسطے قیامت کو روزِ حساب بھی کہتے ہیں۔

میزان حق ہے یعنی وہ قدرتی ترازو ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال اُس قدرت کی ترازو میں تولے جائیں گے اگر نیک کام زیادہ ہونگے اور نیک کاموں کا پلہ بھاری ہوگا تو اُنکا بدلا نیک ملے گا۔ اور اگر بُرے کاموں کا پلہ بھاری ہوگا تو اُن کی سزا ملے گی۔ بہشت اور دوزخ حق ہیں۔ جنّت اور جہنم کے حالات اور کیفیتیں بڑی بڑی کتابوں میں لکھی ہیں اور اُنکا اعتقاد رکھنا لازم ہے کیونکہ قرآن اور احادیث سے بہشت اور دوزخ کا ہونا ثابت ہے۔ بہشت باغ ہے اور بہت آرام اور راحت اور عیش و عشرت کا مقام ہے اور اُسمیں حوض کوثر ہے جو جناب غفور الرحیم نے اپنے حبیب رسول کریم کو عطا فرمایا ہے اور ساقی اُسکے ہمارے مولا امیر المومنین علیہ السلام ہیں کہ وہ حضرت اپنے محبّوں اور دوستوں کو اُس سے سیراب کرینگے اور اپنے دشمنوں اور مخالفوں کو وہاں سے دور کر دینگے۔ دوزخ سخت عذاب و عقاب کی جگہہ ہے اُسمیں ایسا سخت عذاب ہوگا کہ خدا نہ دکھائے اور نہ سنوائے جسقدر اذیتیں اور دُکھہ اور مصیبتیں اور درد اور رنج اور سوزش اور آگ اور سانپ اور بچھو اور امراض واسقام کی یہاں دُنیا میں تکلیفیں ہوتی ہیں اُن سب سے ہزاروں درجے زیادہ وہاں دُکھہ اور تکلیفیں ہونگی اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے کل مومنین و مومنات کو اُس بلائے عظیم سے اور اس امر کا اعتقاد رکھنا بھی ضرور ہے کہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ شفیع روز جزا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی اہلبیتِ اصفیا خاصانِ خدا مقبولانِ بارگاہِ کبریا بروز جزا گنہگارانِ امت کی شفاعت کرینگے اور جناب غفور الرحیم اپنے اُن پیاروں کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ ذریعہ نجات کا یوم العرصات میں فرمانبرداری رسول اور آلِ رسول کی ہے۔ اور جس بدنصیب کے دل میں انکی محبّت نہ ہوگی یا اُن کی فرمانبرداری واطاعت سے جو شخص باہر ہوگا وہ ہرگز بخشا نہ جائے گا۔ اور نجات و رستگاری ہرگز نہ پائے گا +

اِس مضمون کے خاتمہ میں یہ حقیر اپنا ایک قصیدۂ غدیرہ کہ جسکے کل مضامین کا ماخذ آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ صحیحہ وروایاتِ واقعیہ ہیں وارد کرتا ہے

قصیدہ

اجر احمد کی نبوت کا بتاکید تمام ... حق نے ٹھہرائی ہے بس دوستی آلِ کرام
نکہتِ گلشنِ احمد سے جو خالی ہے دماغ ... بوئے جنت کو وہ کر سکتا نہیں استشمام

عہ بحار الانوار میں فی کتاب المناقب عن علی من النبیؐ قال یا علی لو ان عبداً عبد اللہ عزوجل مثل ما قام نوح فی قومہ وکان لہ مثل احد ذہباً فانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی حج الف عام علی قدمیہ ثم قتل ما بین الصفا والمروۃ مظلوماً ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلھا

گر نہیں[۱] ساقی کوثر کی ولا ہیں یکساں / دور بادہ ہو باعلان و یا احد صیام

عمل خیر نہیں[۲] کوئی قبول باری / جب تلک دل میں نہیں دوستی آل کرام

نقل جابر[۳] سے یہ ارشاد نبی ہے ماثور / جسکو الفت نہیں حیدر سے وہ ہے ابن حرام

بت پرستی[۴] کے برابر ہیں نمازیں اسکی / نہ تمسک کیا جس شخص نے ثقلین سے تمام

اٹھ کھڑے[۵] ہوتے تھے احمد پہ تعظیم بتول / ہے یہ ظاہر کہ یہ تھا حکم الہی سے قیام

واہ کیا رتبہ[۶] تھا اس گھر کا کہ احمد جاکر / در زہرا پہ کیا کرتے تھے ہر صبح سلام

فی بیوت اذن اللہ میں داخل تھا جو گھر / قول احمد سے ہا ارشاد خدائے علام

بعد احمد کیا اس گھر سے جو امت نے سلوک / کیا لکھوں اسکے میں حالات کہ ہیں طشت ازبام

بضعۂ احمد مرسل پہ گرایا درکو / اپنے محسن کے نواسے کا کیا کام تمام

انکے محسن تھے نبی اسمیں کسی کو نہیں شک / اور ہے محسن سے بدی شیوہ اجلاف لیام

---

[۱] وقال الخلیفہ الناصر العباسی علی مانقل عنہ شعر۔ قسماً بمکۃ والحطیم وزمزم + والراقصات ومسعین الی منی + بغض الوصی علامۃ مکتوبۃ + تبدو وعلی جبہات اولاد الزنی + من لم یوال من البریۃ حیدراً + سیان عند اللہ صلی او زنی

[۲] جیساکہ بحث اربعین جلد دوم کے صفحہ ۴۲۹ پر حدیث خوارزمی محدث اہل سنت کی کتاب المناقب اور محمد بن یوسف گنجی شافعی کی کتاب کفایۃ الطالب سے نقل کی ہے اور اسکا آخر فقرہ یہ ہے۔ ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ والبراۃ من اعدائہ [۳] جابر والی حدیث کے سوا یہاں بطریق دیگر اس دعوی پر اور احادیث لکھی جاتی ہیں۔ روی عبادۃ بن یعقوب باسنادہ عن یعلی بن مرۃ انہ کان جالساً عند النبی اذ دخل علی بن ابی طالب فقال النبی کذب من زعم انہ یتولانی ویحبنی وھو یعادی ھذا او یبغضہ واللہ لا یبغضہ ویعادیہ الا کافر او منافق او ولد زنیہ + ابوبکر مردویہ عن احمد بن محمد بن الصباح النیسابوری عن عبد اللہ بن احمد بن حنبل عن احمد قال سمعت الشافعی یقول سمعت مالک بن انس یقول قال انس بن مالک ما کنا نعرف الرجل لغیر ابیہ الا ببغضہ علی بن ابیطالب انس فی خبر طویل کان الرجل من بعد یوم خیبر یحمل ولدہ علی عاتقہ ثم یقف علی طریق علی فاذا نظر الیہ اومی باصبعہ یا بنی تحب ھذا الرجل فان قال نعم قبلہ وان قال لا خرق بہ الارض وقال لہ الحق بامک الھروی فی الغریبین قال عبادۃ بن الصامت کنا نبرا ولادنا بحب علی بن ابطالب فاذا رأینا احدھم لا یحبہ علمنا انہ لغیر رشدہ۔ الطبری فی الولایۃ باسنادہ عن الاصبغ بن نباتہ قال علی لا یحبنی ثلثہ ولد زنا و منافق ورجل حملت بہ امہ فی بعض حیضہا + الصاحب۔ حب علی بن ابی طالب + فرض علی الشاھد و الغایب + وام من نابذہ عاھر + تبذل للنازل والراکب + ولہ ایضاً عجب علی تزول الشکوک + وتصفوا النفوس وتزکوا النجار + فمہما رایت محبالہ + فثم العلاء وثم الفخار + ومہما رایت بغیضا لہ + ففی اصلہ نسب مستعار + فمہد علی نصبہ عذرہ + فحیطان دار ابیہ قصار + من کان ذا علم وذا فطنۃ + وبغض اھل البیت من شانہ + فانما الذنب علی امہ + اذ حملت من بعض جیرانہ + حب النبی محمد ووصیہ + ینبئک عن وضعی وطیب الملولد + من طاب مولدہ وصح ولادہ + صحت ولایۃ لال محمد + [۴] بصائر الدرجات میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ الجاحد لولایۃ علی کعابد وثن۔ یعنی منکر ولائے علی کا مانند بت پرست کے ہے۔ از بحار جلد سابع مطبوعہ ایران صفحہ ۱۵۹ - زائر + + +

[۵] اس مضمون کا ثبوت احادیث متعددہ سے ہے۔ چنانچہ اسی کتاب میں لکھا جائیگا + [۶] دیکھو تفسیر آیہ تطہیر کی اسی کتاب میں - ۱۲+

اپنے محسن کی جو کی آل پہ یوں سخت جفا — کیسے ناشکرے تھے وہ سنگدل اشخاص تمام

آہ سمجھے نہ وہ کچھ اپنے نبی کی حرمت — واہ کیا دین تھا اُن لوگوں کا اور کیا اسلام

جس نے کی حیدرؑ و زہراؑ سے عداوت اُسکا — قہرِ قہار سے ہے قعرِ جہنم میں مقام

قطعہ

جسقدر شاہ شہیداں پہ ہوئے ظلمِ شدید — جو کہ مشہور ہیں مابین خواص اور عوام

اسقدر ظلم نہیں اور کسی پر بھی ہوئے — اور نہ ہوویں گے کبھی بعد میں تا روزِ قیام

پہلے تو واقعہ ایسا کوئی گزرا ہی نہیں — گرچہ مظلوم رہے سارے نبی اور امام

چونکہ احمدؐ پہ ہوئی ختم نبوت اب پھر — ہوگا احمدؐ سا نہ شبیرؑ سا مابینِ انام

اس لئے ہو نہیں سکتا کہ ہو مظلوم کوئی — مثلِ شاہِ شہدا صاحبِ عزّ و اکرام

گو یزید اب بھی جہاں میں ہیں ہزاروں موجود — پر نہیں سبطِ نبی سا کوئی مظلوم امام

پائے سجّاد میں زنہار نہ بیڑی پڑتی — ڈالتے گر نہ ردا گردنِ حیدرؑ میں عوام

مارتا شانہ زہراؑ پہ وہ کوڑا نہ اگر — پشتِ زینبؑ کو بھی مجروح نہ کر سکتے لیام

قصدِ احراق نہ کرتے جو علیؑ کے گھر کا — پھر جلا سکتے نہ شاہِ شہدا کے بھی خیام

شام کی اُن کو حکومت نہ اگر دیجاتی — یہ جسارت کبھی پا سکتے نہ تھے سکنۂ شام

ابن سعد و شمر و ابن زیاد اور یزید — پیروِ حضرتِ بادی ہیں نہیں اسمیں کلام

ظلم بادی کا ہے ان سب سے زیادہ بیشک — کیونکہ اُستاد ہے وہ اور یہ شاگرد تمام

فاطمہؑ کی نہوئی ہوتی اگر پردہ دری — لوٹتے زینبؑ و کلثومؑ کو کیوں سکنۂ شام

چاک کرتا نہ وہ زہراؑ کے وثیقہ کو اگر — سینۂ شبیرؑ کا ہوتا نہ مشبک زسہام

گردنِ ظالمِ اوّل پہ ہے خونِ شہدا — کیونکہ جو بادی ہے اظلم ہے بارشادِ کرام

قطعہ

یہ جو فرمایا نبیؐ نے کہ ہے مجھ سے شبیرؑ — یہ تو ظاہر ہے نہیں اسمیں تامل کا مقام

دوسرا جملہ مگر شک نہیں ہے غور طلب — یعنی کس طرح سے شبیرؑ سے ہیں خیرِ انام

اُسکے دو معنی ہیں اربابِ فطن کے نزدیک — اور دونو ہیں بہت ٹھیک نہیں اُن میں کلام

نسل سے جنکے ہوئے احمدِؐ مرسل پیدا — یعنی فرزندِ براہیم خلیلِ مطعام

بچ گئے ذبح سے اور اُن کے عوض ذبحِ عظیم — سبطِ احمدؐ ہوئے اللہ رے عزت و نام

اپنے نانا کے اگر جد کے نہ ہوتے یہ فدا — خلق کس طرح سے پھر ہوتے نبی مقام

دوسرے معنی یہ ہیں اسکے نہیں اسمیں کلام — دینِ اسلام سے تا حشر محمدؐ کا ہے نام

قتل ہوتے جو نہ شبیرؑ نہ رہتا ایمان
کیونکہ کوشش یہی کرتا تھا یزید بیدین
باپ بیٹی سے تو ماں بیٹے سے کرلیوئی نکاح
چاہتا تھا وہ کہ بیعت کریں اُسکی مردم
اور بیعت ہیں تھی شرط کہ سارے زن و مرد
بیعت اُس کافرِ بیدیں کی اگر سبطِ رسولؐ
اِس طرح سیّد مظلوم نہوتے جو شہید
جانتا بھی نہ کوئی کہ اِسکو کہ ایماں کیا ہے
دائما خلق میں ادمان سے جاری ہوتا
اپنی ماں بہنوں سے پھپھیوں سے زنا مثلِ یزید[1]
کلمہ گو نہ کوئی دہر میں باقی رہتا
اِس شہادت ہی کے باعث ہی جہاں نیں باقی
ہیں حسینؑ ابن علیؑ سے ہوں جو حضرت نے کہا
حجۃ اللہ کے ہونے سے جہاں کا ہے نظام[2]

مطلع ثانی

نفع پہنچاتا ہے اِس طرح وجود مہدیؑ[3]
از علیؑ تا بہ محمدؑ یہ وہی بارہ ہیں
ہے یہ لازم کہ الوالامر ہو معصوم ضرور
غیر معصوم الوالامر جو ہوں گے سو کچھو

ذبح ہوتے جو نہ مولا تو نہ رہتا اسلام
کہ نہ باقی رہیں دُنیا میں نبی کے احکام
اور جائز ہو ہمیشہ کے لئے شربِ مدام
مانکر سب دل و جاں سے یہ تمامی احکام
ہو ویں اُس کافرِ بیدیں کے کنیز اور غلام
کرتے واللہ نہ رہتا کبھی قایم اسلام
آجتک ختمِ رُسل ہو گئی ہوتے گمنام
اور بھولے سے نہ کرتا کوئی یاد اسلام
رات دن لہو و لعب شربِ کبیت اور مدام
سب کیا کرتے نہ کچھ رہتا حلال اور حرام
ترک کر بیٹھتے سب لوگ صلوٰۃ اور صیام
نام احمدؐ کا رہا صفحہ ہستی پہ مدام
پس اسی واسطے فرمایا نبی نے یہ کلام
ابھی عالم ہو فنا گر نہ ہو موجود امام
فائدہ دیتا ہے جس طرح ذکا زیر غمام
جنکو احمدؐ نے کہا بعد مرے ہوں گے امام
تاکہ ہر امر میں ہو اُنکی اطاعت بھی مدام
ہے یہ جائز کہ خطا پر بھی ہوں اُنکے احکام

ف۱ یزید کی بدکاریوں کا حال لکھکر ہم کیوں اپنے وقت کو ضائع کریں لیکن اندکے از بسیار و دانہ از انبار ایک امر بطور نمونہ کے لکھا جاتا ہے اسپر قیاس کر لیں فی الدمعۃ الساکبۃ نقلاً عن الانوار النعمانیۃ - قال ان یزید تعشق عمتہ وکانت بکراً فاستحی ان یظہر لہا الحال فاراد ان یمنعہا فاتی معہا الی البستان فجلست فی موضع فامر ان ینزی الحصان علی فرس وعمتہ تنظر الیہا فلما نزی علیہا وہی تنظر الیہما الخنث الیہا وامرہا بالقیام من مکانہا فلما قامت رای فی مکانہا اراقۃ المنی فعلم بارادتہا لذلک الغرض فاتی الیہا فلما جامعہا لم یجدہا بکراً - الخ اور اس کے مدمن الخمر اور فاسق و فاجر ہونے میں کسی کو انکار نہیں اور تقریباً تین سال اس نے سلطنت کی اور ان ایام میں تین کام ایسے کئے جو ہر ایک انمیں سے اس کے کفر پر دال ہے۔ قتل حسینؑ و حرم کعبہ و بربادی مدینہ

ف۲ متواتر منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میری اہلبیت امان ہے اہلِ ارض کے لئے جس طرح ستارے امان ہیں اہلِ آسمان کے لئے۔ جب ستارے نہ رہینگے تو اہل آسمان بھی نہ رہیں گے - اور جب میری اہلبیت میں سے کوئی باقی نہ رہیگا تو اہل زمین میں سے کوئی باقی نہوگا ۔ ف۳ حدیث یکون بعدی

پس اطاعت ہیں ہر امر میں اُنکی لازم　　اُنپہ شامل نہ ہوا قول عزیز علام
فرض ہے جنکی اطاعت وہ اولو الامر ہیں یہ　　کیونکہ عصمت میں نہیں انکے کسی کو بھی کلام
ہے سلیماں نے معجم میں روایت یہ لکھی　　یعنی فرماتے ہیں اسطرح سے سردار انام
حکم درباب علیؑ تین ہوئے یوں مجھکو　　شب معراج میں از وحی خدائے علام
ہے علیؑ سید سردار ہر اک مومن کا　　اہل تقویٰ کے لئے حیدر صفدر ہی امام
اہل جنت کا سوئے خلد وہی ہے قائد　　واہ کیا حق نے دیا شاہ ولایت کو مقام
درج اسفار کثیرہ ہے بڑی صحت سے　　ابن عقدہ نے بھی لکھا ہے یہ مضمون تمام
آگ جس طرح سے لکڑی کو ہے کھاتی بیشک　　حب حیدر یوں ہی کھاتی ہے محب کے آثام
نہ کیا آیہ نجویٰ پہ کسی نے بھی عمل[1]　　جز علیؑ شیر خدا صاحب عز و اکرام
منزلت جو کہ تھی ہارون کی نزد موسیٰ　　پیش احمدؐ تھا وہی حیدر صفدرؑ کا مقام

قطعه

جبکہ موسیٰ کو ہوا حکم جناب باری　　جا کے فرعون کو سمجھاؤ بہ نرمی تمام
تب کہا ایسے اولو العزم نبی نے ڈر کر　　خوف آتا ہے جو لیجاؤں میں یا رب یہ پیام
میں نے اک شخص کو ہی قتل کیا اُنمیں سے　　پس میں ڈرتا ہوں کریں قتل نہ وہ مجھکو لیام
اب محبان علیؑ رتبہ حیدر دیکھیں　　اور کریں عقل خدا داد سے یاں غور تمام
باوجودیکہ کئے قتل علیؑ نے صدہا　　اہل مکہ میں سے کفار بضرب صمصام
گرچہ ہر جا پہ وہاں جمع تھے صدہا دشمن　　گو کہ موجود ہزاروں تھے مطیع اصنام
نہ ڈرے پر نہ ڈرے اور نہ کیا عذر کوئی　　لیگئے سورۂ توبہ کے تمامی احکام
جا کے مکہ میں پڑھی سورہ توبہ اُس جا　　جس جگہہ پر کہ نظر آیا بڑا مجمع عام
بے دھڑک آپ نے سورہ وہ سُنایا پورا　　سرزنش جس میں بہت تھی پئے کفار ولیام
اسکو کہتے ہیں بجا آوری حکم خدا　　اللہ اللہ اطاعت بھی اسی کا ہے نام
مطمئن نفس مبارک تھا علیؑ کا کیسا　　اُن کو خالق نے عطا کی تھی عجب جرأت تام

مطلع ثالث

اسمیں کچھ شک نہیں ہیں حیدر صفدر ہی امام　　حکم اللہ و پیمبر سے پس از خیر انام
جو کہ حیدرؑ کو بلا فاصلہ مانے نہ وصی　　وہ عبادت جو کرے اُس کی عبادت ہی حرام
کیونکہ ارشاد پیمبر کے نہ مانے اُس نے　　اور ہوا منکر احکام خدائے علام

[1] دیکھو افضلیکے صحابہ بنزول آیہ مذکورہ کے وقت کچھ بھی مال راہ خدا میں خرج نہ کرسکے اور حضرت سے ہمکلام ہونیکا شرف انہوں نے حاصل نہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اُن کے افضل ہونیکے نقلے محض غلط اور بے بنا د ہیں ۱۲-

دو گواہوں کی گواہی پہ بعُرف اور شرع　　لوگ پا سکتے ہیں حق اپنے دستور ہے عام

بیعتِ خُم پہ اگرچہ تھے ہزاروں شاہد　　لیک محروم رہا نائب سلطانِ انام

جسکی بیعت سے ہوا دین خدا کا کامل　　جسکی بیعت سے ہوا نعمتِ حق کا اتمام

جسکی بیعت سے ہوا خالقِ عالم خرسند　　نزدِ حق جس سے پسندیدہ ہوا ہے اسلام

بعد احمدؐ کے وہ اُن لوگوں نے بیعت توڑی　　یکقلم چھوڑ کے اللہ و نبی کے احکام

واہ کیا صبر کیا شاہ نے چوبیس برس　　رنج پر رنج سہے اور ہزاروں آلام

آنکھ میں تنکا ہوا اور حلق میں ہڈی پھنسی　　آپ کہتے ہیں کئے میں نے بسر یوں ایام

نہ لڑے اُن سے کہ اسلام ابھی تازہ ہے　　یعنی کی جنگ تو مٹ جائیگا اسلام کا نام

باوجودیکہ شجاعت میں کرامت میں تھی فرد　　اسپہ وہ صبر کیا تھا یہ اسی شیر کا کام

خم میں احمدؐ نے کیا اپنا وصی حیدرؑ کو　　کیسی تاکید سے از حکمِ خدائے منعام

اس خبر سے نہیں انکار کسی نے بھی کیا　　صرف مولا ہی کے معنوں میں جھگڑتے ہیں عوام

پر عماید نے لیا مان کہ لفظِ مولے　　اسمیں کچھ شک نہیں اسجا ہے مرادف بہ امام

گر ہو انصاف تو مولا کی وصایت اس سے　　واضح و روشن و ثابت ہے نہیں اسمیں کلام

دیکھو غزالیؒ نے کس طرح سے تصدیق ہی کی　　یعنی ہے مان لیا اسکو کہ یہ حق ہے تمام

وہ یہ کہتا ہے کہ بیشک کیا احمدؐ نے وصی　　خم میں حیدر کو بارشادِ خدائے علام

خطبۂ خم سے کسی شخص کو انکار نہیں　　اس خبر پر ہیں جماہیر ہوئے جمع تمام

پس عمر نے کہا حیدرؑ سے مبارک تمکو　　اہلِ ایمان کے مولا ہوئے پایا یہ مقام

اس میں کچھ شک نہیں تسلیم و رضا پر مبنی　　قول تھا انکا مگر توڑ دیا پھر یہ نظام

بعد احمدؐ کے ہوئی حرص صحابہ کو مگر　　پیچھے ہو خفق نعال اور ہوں آگے اعلام

امام غزالی صاحب اپنی کتاب سر العالمین وکشف ما فی الدارین میں فرماتے ہیں اسفرت الحجۃ وجہہا واجمع الجماہیر علی متن الحدیث من خطبتہ فی یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وہو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ یا ابا الحسن لقد اصبحت مولائی ومولا کل مومن ومومنۃ فہذا تسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد ہذا غلب الہوے لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود البنود وخفقان الہوی فی قعقعۃ الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار سقاہم کاس الہوی فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون۔ جو زیادہ تر تفصیل اور تحقیق کا طالب ہو وہ دیکھے ہر سہ مجلدات عبقات الانوار حدیث غدیر کو اور ہمنے یہ عبارت امام غزالی صاحب کی جلد سوم حدیث غدیر عبقات کے صفحہ ۴۴۲ سے نقل کی ہے جنکو شبہ ہو وہ اصل کتاب امام غزالی صاحب کی یعنی سر العالمین کو ملاحظہ کریں ۔ ۱۲+++

مضمون روضۃ الصفا وغیرہ

حرص غالب ہوئی اور عود کیا سوئے خلاف — کہ بھلا بیٹھے نبی اور خدا کے احکام
مست کاسات ہوا نے کیا اُنکو ایسا — کہ پس پشت دئے پھینک رضا کے وہ کلام
دولتِ دین کو کھو کر لیا دُنیا کو خرید — کیا بُری شے تھے جو لی ہاتھ سے دیکر اسلام
حکم حضرت نے دیا بیٹھیں علیؑ خیمہ میں — اور صحابہ میں سے ہر ایک کرے جا کے سلام
اِس طرح دے چکے جب سارے مبارکبادی — اپنی ازواج کو بھیجا یہ پیمبر نے پیام
تہنیت تم بھی دو سب جا کے علیؑ کو اسیر — کہ کیا بعد مرے اُسکو ہی خالق نے امام
ایسی تاکیدیں کیں حضرت نے کہ اُنسے بڑھکر — اور کیا ہوتا امامت کے لئے استحکام
نہ سُنے اُمتِ بے دیں نے نبی کے ارشاد — خلق نے ڈالے پس پشت خدا کے احکام
بس دُعا پر تو یہاں ختمِ سخن کر زائرؔ — ہو چکا خوب براہین سے اثبات مرام
یا علیؑ آئے اب وقتِ مددگاری ہے — جان ہے ضیق میں مجبور ہے اسجا یہ غلام
دل پہ وہ صدمۂ غربت ہے کہ کیا عرض کروں — حد سے اب بڑھ گئے اوجاع و غموم و آلام
جسم میں زور نہیں جان میں اب جان نہیں — رنج پر رنج ہیں تکلیف پہ تکلیف مدام
یا الٰہی بحق احمدؐ و زہراؑ و علیؑ — اور بے شبرؑ و شبیرؑ و امامانِ کرام
دونوں عالم میں رہیں شیعۂ حیدر منصور — اور جو ہوں دشمنِ مولا رہیں مخذول مدام
حرمتِ احمدِ مختار کا صدقہ یارب — شیعانِ شہ مرداں کے گنہ بخش تمام

پہلی مجلس دربیان حالات یوم العرصات وتشریف آوری جناب خاتونِ قیامت بعرصۂ محشر و شفاعتِ مومنین و مومنات

مالی اذا وضع الحساب وسیلۃ	الجو بہا من حرّ نار الموعدِ
الّا اعترافی بالذنوب وانّنی	متمسک بولاء ال محمدِ

ہمکو روزِ حساب کے حساب سے اور آتش دوزخ کے عذاب سے نجات پانے کیلئے وسیلہ سوائے اعتراف بسیئات و تمسک بولاء ائمہ ہدات آلِ سید کائنات کے اور کوئی نہیں ہے * بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ العزیز الرحیم الغفار الذی منّ علینا بولایت الرسول المقبول المختار ومودۃ اھلبیتہ الاخیار وآلہ الاطہار صلواۃ اللہ علیہ وعلیھم مدی الاعصار - امابعد واضح ہو کہ کتاب المنتخب میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آیہ واذ اخذنا میثاقکم لا تسفکون

دماءکم ولا تخرجون انفسکم من دیارکم ثم اقررتم وانتم تشھدون ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم و
تخرجون فریقا منکم من دیارھم تظاھرون علیھم بالاثم والعدوان الخ یہود ان مردود نا قضین مواثیق
وعہود منکرین احکام رب العالمین وقاتلان انبیار سابقین وتکذیب کنندگان رسالت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وآلہ الطیبین کے بارہ میں یعنی اُنکی مذمت میں نازل ہوئی تب جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب
نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ آیا میں تمکو خبر دوں اُن لوگوں کے حال سے جو میری امت میں مشابہ اور مانند یہود کے
ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیان فرمائے حضرت نے فرمایا کہ قوم بنی امیہ اپنے آپ کو گمان کریگی
کہ ہم امتِ محمدی میں سے ہیں اور وہ لوگ میری ملت میں سے اپنے آپ کو اپنے زعم فاسد وگمان کاسد میں خیال
کرینگے اور پھر میری اولاد اور آل کو قتل کرینگے اور میری شریعت میں تغیر اور تبدل کرینگے اور میری سنتوں اور
طریقوں کو بدل دینگے اور میرے فرزند حسنؑ اور حسینؑ کو قتل کرینگے جسطرح یہود کے اسلاف نے زکریاؑ اور یحییٰ کو قتل کیا
تھا۔ خبردار ہوا اے لوگو تحقیق اللہ عزوجل اس قوم بنی امیہ پر لعنت کرتا ہے جسطرح اسلافِ یہود پر اُس نے لعنت
کی ہے اور خداوند تبارک وتعالیٰ بنی امیہ کی اولاد اور ذریت اور اتباع پر حسینؑ کی اولاد میں سے مہدی ہادی
کو مبعوث کریگا کہ وہ اُن بنی امیہ کی اولاد اور اُن کے اہلِ مذہب کو اول سے آخر تک قتل کریگا اور حسینؑ
سید الشہداء مظلومِ کربلا کا بدلا لیگا پھر روزِ قیامت کو وہ دشمنانِ دین واعدائے اہلبیتِ طاہرین سخت تر عذاب
میں مبتلا ہوں گے اور اُن کی بازگشت نہایت بد ہوگی۔ خبردار ہو جاؤ اے لوگو جو لوگ حسینؑ کو قتل کرینگے اُن پر خدا
کی لعنت ہے اور جو لوگ حسینؑ کے قاتلوں کے دوست ہونگے یا اُنکو اچھا سمجھیں گے یا اُنکی مدد کرینگے یا اُنکے
کافر ہونے میں بغیر تقیہ کے شک کرینگے اُن سب پر خدا کی لعنت ہے۔ خبردار ہو جاؤ اے لوگو درود اور رحمت
اللہ کی جانب سے ہے اُنپر جو حسینؑ سید الشہداء کی مصیبت میں روئیں گے اور مجالس عزائے حسینؑ کے ماتم
میں قائم کرینگے رحمت خدا کی اُنپر جو رویا حسینؑ پر از روئے شفقت اور محبت کے اور رحمت خدا کی اُنپر جس نے
ملعون جانا اور برا سمجھا اُسکے دشمنوں کو اور سخت غضبناک اُنپر رہا۔ خبردار ہو اے لوگو تحقیق جو لوگ حسینؑ کے قتل
پر راضی ہونگے وہ بھی حسینؑ کے قتل میں شریک سمجھے جائیں گے۔ خبردار ہو جاؤ اے لوگو جو حسینؑ کے قاتل ہونگے
یا جو لوگ اُن قاتلوں کے مددگار اور اعوان وانصار ہوں گے یا جو لوگ متقدمین ومتاخرین میں سے اُنکو
اچھا جاننے والے ہونگے وہ سب دین خدا سے باہر ہیں اُنکو دین اسلام سے کچھ تعلق نہیں ہے اُنپر خدا اور
ملائکہ اور تمام خلقت کی طرف سے لعنت ہے۔ خبردار ہو جاؤ اے لوگو کہ جناب رب العالمین ملائکہ مقربین کو
حکم دیگا کہ حسینؑ مظلوم کے مصائب پر رونے والوں کے آنسو جمع کریں پس ملائکہ اُن آنسوؤں کو جمع کریں گے
اور بحکم جناب رب العزت خازنانِ جنت کے حوالہ کردیں گے اور خازنانِ جنت اُن آنسوؤں کو آبِ حیوان

بں ملائیں گے۔ تب اُس پانی کی شیرینی اور خوشبو زیادہ ہوجائے گی اور اُس کا مزہ بہ نسبت سابق ہزار درجہ اچھا ہوجائیگا اور جو حسینؑ کے مصائب پر خوش ہوں گے اُن کی خوشی اور ہنسی اور مسرت کے آنسوؤں کو ملائکہ جمع کرکے ہاویہ میں لے جائینگے اور حمیم جہنم میں ملائیں گے تب اُس حمیم وصدید کی بدمزگی اور گرمی اور عذاب شدید اور بوئے بد دشمنانِ آلِ محمدؐ کے لئے بہ نسبت سابق ہزار درجہ زیادہ ہوجائیگی جب یہانتک جناب رسول اللہ ارشاد فرماچکے تب آنحضرت کا ایک غلام جسکا نام ثوبان تھا اٹھکر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوجائیں حضور مجھکو یہ بتلائیں کہ روزِ قیامت کب ہوگا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے قیامت کیواسطے کیا کچھ آمادہ وتیار کیا ہے۔ ثوبان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روزِ قیامت کے لئے میرے پاس بہت کچھ اعمالِ حسنہ تو نہیں ہیں۔ ہاں صرف یہ ہے کہ میں اللہ کو اور اُسکے رسول کو اور اُسکے رسول کی اہلبیت کو دوست رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ رسول وآلِ رسول کی محبّت میں تیری حالت کیا ہے اور کہانتک تو رسولؐ وآلِ رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ قسم ہے مجھکو اُس خدائے کریم کی جس نے آپ کو بحق وراستی مبعوث برسالت کیا ہے تحقیق میرے دل میں محبت حضور کی اور حضور کی اہلبیت کی اسقدر ہے کہ اگر تلواروں سے میرے ٹکڑے ٹکڑے کردے جائیں اور پھر آروں سے مجھکو چیر دیا جائے اور مقراضوں سے میرے بدن کو کاٹ دیا جائے۔ پھر مجھکو بڑی زبردست پتھر کی چکّی میں پیس ڈالا جائے اور پھر میرے بدن کو آگ سے جلا دیا جائے تو یہ ساری باتیں میرے نزدیک سہل اور آسان تر ہوں گی اس امر سے کہ میں اپنے دل میں ایک ذرہ کھوٹ یا فریب یا خرابی یا کمی محبّت یا معاذ اللہ بغض آپ کے ساتھ یا آپ کی اہلبیتِ طاہرین میں سے کسی ایک کے ساتھ پاؤں یا رکھوں۔ پس یا رسول اللہ آپ کی اہلبیت میرے نزدیک میرے دل میں آپکے بعد کُل مخلوقات سے زیادہ تر محبوب ہے۔ اور سب سے زیادہ تر دشمن میرا وہ ہے جو آپ کو یا آپ کی اہلبیت کو دوست نہ رکھے۔ پس اسقدر مجھکو حضور سے اور حضور کی اہلبیت اور عترت سے محبّت ہے اور اسی قدر مجھکو اُس شخص سے بغض ہے جو آپ سے یا آپ کی اہلبیت سے بغض رکھے پس یا رسولؐ اللہ اگر یہ عمل میرا قبول کیا جائے تو زہے سعادت اور اگر یہ عمل میرا رد کیا جائے تو اِسکے سوا میرے پاس کوئی عمل خیر نہیں ہے جسپر میں بھروسہ کرسکوں۔ تب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے ارشاد فرمایا کہ اے ثوبان تجھکو بشارت اور خوشخبری ہو اِس امر کی کہ آدمی جس سے محبّت رکھے گا بروزِ قیامت اُسی کے ساتھ محشور ہوگا اے ثوبان اگر تجھپر اسقدر گناہ ہوں گے کہ وہ زمین سے آسمان تک کے فضا کو بھردیں گے تو بھی وہ گناہ تیری اِس محبّت اور ولا کی وجہ سے بہت جلد دور ہوجائیں گے۔ اور کوئی گناہ تجھپر باقی نہ رہے گا۔ **اشعار** لقایلہ للہ درہ وعلیہ اجرہ

ونی یدکم یوم اللقاء النفع والضرر	یا آل طہ انتم القصد والمنیٰ

اے اہلبیتِ رسول آپ ہی ہمارے مقصود اور مامول ہیں آپ ہی کے ہاتھ میں بروزِ محشر نفع سوالین ضرر معاندین کا ہے

رجوتکم ذخری و فخری وعدتی
وما خاب من انتم لہ الفخر والذخر

ہم آپ کی مہربانی سے امید اور توقع نجات و رستگاری کی رکھتے ہیں اور جس نے آپ سے توقع رکھی وہ ناامید نہیں ہوا

اذا کل من عاداکم و لجہنم
وشیعتکم والمومنون بکم سروا

کیونکہ یہ امر یقیناً ثابت ہے کہ جو آپ کا دشمن ہے وہ جہنم میں جائیگا اور آپکے شیعہ اور محب آپکی عنایتوں سے مسرور رہوں گے

وادخلتموھم للجنان فھم بھا
وجوھھم بیض ملابسھم خضر

آپ اپنے شیعوں کو جنت میں داخل کرینگے وہ سفید مُنہہ والے لوگ بہشت کا سبز لباس پہنے ہوئے شاداں و فرحاں ہونگے

علیکم سلام اللہ ما ناح صادح
علی عذبات الدوح وابتسم الزھر

اے اہلبیتِ رسول آپ پر ہمیشہ جناب رب منعام کی جانب سے درود اور رحمت اور سلام ہو جیو

کتاب دمعہ ساکبہ فی المصیبت الراتبہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایکدن جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے میرے پدرِ عالی مقدار جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا ابنِ رسول اللہ آپ اپنی جدہ ماجدہ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کے فضائل میں سے کوئی فضیلت بیان فرمائیے کہ جب میں اُس حدیث کو بیان کروں تو اہلِ ایمان اُسکو سُنکر مسرور رہوں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے میرے دادا جناب سید الشہدا علیہما السلام سے روایت کی ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ والہ الطیبین نے کہ بروز قیامت تمام انبیاء کے لئے ممبر نور کے بچھائے جائیں گے میرا ممبر کل انبیاء کے ممبروں سے بلند تر ہوگا خدائے تعالیٰ مجھکو ارشاد فرمائیگا کہ اے محمد خطبہ پڑھو میں ایسا خطبہ پڑھوں گا کہ کسی پیغمبر نے ویسا خطبہ کبھی نہ سُنا ہوگا اور اوصیا کے لئے جو ممبر نور کے بچھائے جائیں گے اُن سب ممبروں میں سے میرے وصی علیؑ ابن ابیطالب کا ممبر زیادہ تر بلند ہوگا پھر خدائے تعالیٰ علیؑ کو حکم دیگا کہ تم خطبہ پڑھو تب علیؑ ایسا خطبہ پڑھیں گے کہ کسی نے اوصیا میں سے ویسا خطبہ نہ سُنا ہوگا اور انبیاء و مرسلین کی اولاد کے واسطے جو ممبر نور کے بچھائے جائیں گے اُن سب ممبروں سے میرے دونو فرزند دلبند حسنؑ اور حسینؑ کے ممبر بلند ہوں گے پھر حسنؑ اور حسینؑ بحکم الٰہی ایسے خطبے پڑھیں گے کہ کسی نے اولادِ انبیاء میں سے ویسے خطبے نہ سُنے ہوں گے۔ پھر جبرئیل امین بحکم جناب رب العالمین ندا دینگے کہ کہاں ہیں فاطمہ بنت محمد اور خدیجہ بنتِ خویلد۔ و مریم بنتِ عمران۔ و آسیہ بنتِ مزاحم و ام کلثوم مادر یحیٰی بن زکریا۔ اُسوقت یہ خواتین معظمات عرصہ عرصات میں تشریف لائیں گی۔ تب جناب باری تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ اے اہلِ محشر آج کرم کس کے لئے ہے۔ لوگ عرض کرینگے کہ آج کرم محمد اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور فاطمہ کے لئے ہے اور خود جناب وحدہ لاشریک قاضی یوم الحساب

کے واسطے ہے جناب احدیت کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ میں نے آج کرم محمدؐ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور فاطمہؑ کے لئے مقرر کیا ہے اے اہلِ محشر اپنے سروں کو نہوڑالو اور آنکھوں کو بند کرلو تاکہ فاطمہ زہرا دختر محبوب خدا جنت کیطرف جائیں اُسوقت جبرئیل امین ایک ناقہ ناقہائے جنت میں سے جو ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ اور انواع انواع کی زینت سے پیراستہ اور سجا ہوا ہوگا حاضر کرینگے اُس ناقہ کی عماری میں شفیعۂ روز جزا البضعۃ محبوب خدا صدیقہ کبریٰ جناب فاطمہ زہرا سوار ہوں گی اور بحکم الٰہی ایک لاکھ فرشتے اُس جناب کی سواری کے داہنے ہاتھ اور ایک لاکھ ملائکہ بائیں ہاتھ جلو میں ہونگے جب اس تزک اور احتشام سے سواری بنت سید کائنات کی باب جنت پر پہنچے گی تو اُسوقت وہ جناب اپنے پیچھے کی طرف التفات فرمائیں گی جناب باری تعالیٰ شانہ ارشاد فرمائے گا کہ اے میرے حبیب کی بیٹی تو اپنے عقب کی جانب کیوں دیکھ رہی ہے حالانکہ میں نے حکم دیا ہے کہ تو میرے جنت میں داخل ہو۔ فاطمہ زہرا عرض کریں گی کہ الٰہی میں یہ چاہتی ہوں کہ آج میری قدر و منزلت تمام اہلِ محشر پر ظاہر و آشکار ہو جائے تب جناب غفور الرحیم حکم دیگا کہ اے میرے حبیب کی لختِ جگر تو عرصۂ محشر میں واپس جا اور جسکے دل میں تیری اور تیری اولاد کی محبت ہو اُسکو تو داخلِ جنت کر۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جابر قسم ہے خدا کی اُس دن جناب فاطمہ زہرا اپنے اور اپنی ذریت اور اولاد کے محبوں کو عرصۂ محشر میں اسطرح چن لیں گی جسطرح پرندہ اچھے دانہ کو اُٹھا لیتا ہے اور ردی اور خراب کو چھوڑ دیتا ہے جسوقت محب فاطمہ اور اولادِ فاطمہ کے اُن کے ہمراہ باب جنت پر پہنچیں گے اُسوقت جناب باری تعالیٰ اُن کے دلوں میں القا کرے گا کہ وہ بھی پیچھے مڑ مڑ کر دیکھیں گے تب جناب احدیت کی طرف سے اُنکو خطاب ہوگا کہ اے میرے دوستو میں نے تمہاری مغفرت کے بارہ میں فاطمہ کی شفاعت کو قبول کیا اور تمکو بخش دیا اب تم پیچھے مڑ مڑ کر کیا دیکھتے ہو وہ لوگ عرض کرینگے کہ پروردگارا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری قدر اہلِ محشر کو معلوم ہو جائے۔ جناب باری تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ اے میرے دوستو عرصۂ محشر میں واپس جاؤ جس کسی نے بسبب فاطمہ زہرا اور دنیا میں تمکو دوست رکھا ہو یا جس نے بہ سبب محبتِ فاطمہ احسان تمپر کیا ہو یا جس نے تمکو بوجہ محبتِ فاطمہ پانی پلایا یا کھانا کھلایا یا کپڑا پہنایا ہو یا جس کسی نے بوجہ محبت فاطمہ تمہاری مدد کی ہو اُسکا ہاتھ پکڑ لو اور داخلِ جنت کرو۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب وہ لوگ محب ہمارے اسطرح لوگوں کو عرصۂ محشر سے بسوئے جنت لیجائیں گے اُسوقت میدانِ قیامت میں سوائے شک کنندہ اور کافر اور منافق کے اور کوئی باقی نہ رہیگا وہ لوگ باقی ماندہ جو کفار و مشرکین و منافقین و معاندین ہوں گے بقول جناب رب العالمین اُسوقت کہیں گے کہ ہائے ہمارا کوئی شفاعت کرنیوالا نہیں اور نہ کوئی ہمارا دلی دوست ہے پس اگر ہم پھر دنیا میں واپس جائیں تو امر خیر بجا لائیں اور مومن ہو جائیں جیسا کہ انکا حال خدا نے بیان کیا ہے

قولہ تعالیٰ فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم فیقولو فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین۔

جناب عالم ربانی محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المناقب میں رقم فرماتے ہیں کہ سمعانی نے رسالہ عوامیہ میں اور زعفرانی نے فضائل صحابہ میں اور انھیں نے اعتقادات اہل سنت میں اور عکبری نے ابانہ میں اور احمد نے فضائل میں اور ابن مؤذن نے اربعین میں اپنی اپنی اسانید سے شعبی وابن عباس و اصبغ وابوالیوب وغیرہ سے روایتیں کی ہیں اور ان سب صحابہ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ وآلہ سے یہ احادیث بیان کی ہیں کہ فرمایا جناب رسالتمآب شفیع یوم الحساب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے کہ جب بروز قیامت تمام خلقت سامنے جناب قاضی یوم الحساب کے کھڑی ہوگی تب حکم الٰہی سے منادی ندا کریگا کہ اے لوگو اپنے سروں کو نیہوڑالو اور اپنی آنکھوں کو بند کرلو تاکہ فاطمہ بنت محمد صراط سے گزریں۔ اور ابوالیوب سے حدیث میں وارد ہے کہ اسوقت جناب سیدہ نساء عالمیان کی سواری کے ساتھ جلو میں ستر ہزار کنیزیں حورعین میں سے ہوں گی اور مانند برق صراط پر سے جنت کی طرف تشریف لیجائیں گی۔ اور بطریق اہلبیت منقول ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب قیامت قائم ہوگی تب میری بیٹی فاطمہ زہرا ایسے ناقہ جنت پر سوار ہوکر آئیں گی کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ساز دیراق سے آراستہ و مزین ہوگا اور میری بیٹی فاطمہ زہرا کے سر پر ایک تاج ہوگا کہ جسکی روشنی مثل ستارہ درخشاں کے تاباں ہوگی اور انکے یمین و یسار ہزار در ہزار ملائکہ جلو میں ہونگے اور جبرئیل اس ناقہ کی مہار تھامے ہوئے کہتے ہوں گے کہ اے اہل محشر آنکھیں بند کرلو تاکہ جناب فاطمہ کی سواری یہاں سے گزرے اسطرح فاطمہ زہرا عرش معظم کے محاذی آئینگی۔ لنعم ما قال القائل

توافی فی النشور علی نجیب	به املاک ربک محمد قونا
وسیمع من خلال العرش صوت	ینادی والخلائق شاخصونا
علی ان البتول تجوز فیکم	نغضوا من مهابتها العیونا

یعنی بروز قیامت جناب سیدہ نساء عالمین بنت سید المرسلین صلی اللہ علیہما واولادہما الطیبین ایک اعلیٰ درجے کے ناقہ کی عماری میں سوار ہوکر تشریف لائیں گی اور ملائکہ مقربین چاروں طرف اس مخدومہ کونین کی سواری کے گرداگرد ہونگے اسوقت زیر عرش سے بحکم الٰہی منادی ندا کریگا ایسی حالت میں کہ تمام خلقت کی آنکھیں اس ناقہ عظیم الشان کی شان وشکوہ کی طرف نگراں ہونگی کہ اے لوگو فاطمہ زہرا بنت سید المرسلین کی عظمت اور بزرگی اور مہابت کی وجہ سے آنکھیں بند کرلو تاکہ اس خاتون قیامت کی سواری یہاں سے گزرے جب جناب خاتون قیامت حضرت رب العزت کے عرش عظمت کے محاذی پہنچیں گی تو بارگاہ احدیت میں عرض کرینگی کہ اے جبار عادل حکم کر مجھ میں اور ان لوگوں میں جنھوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور نیز حکم کر مجھ میں اور ان لوگوں میں جنھوں نے میرے فرزند حسین مظلوم کو قتل کیا ہے جناب باری تعالیٰ شانہ کی طرف سے ندا آئیگی کہ اے میرے حبیب کی بیٹی تو جو کچھ سوال کرے میں وہ تجھکو عطا کردوں تو جسکی شفاعت کرے میں اسکو بخشدوں

اور میرے عذاب سے کوئی ظالم رہائی نہ پاسکے گا جناب فاطمہ زہرا شفیعہ روزِ جزا عرض کرینگی کہ الٰہی میری ذریت کو اور میرے شیعوں کو بخشدے اور میری اولاد کے شیعوں اور محبّوں کو بخشدے تب خدائے کریم کی طرف سے ندا ہوگی کہ کہاں ہیں ذریتِ فاطمہؑ اور اُن کے شیعہ اور کہاں ہیں ذریت فاطمہؑ کے محب اور شیعہ اُسوقت وہ سب لوگ مجتمع ہوں گے اور ملائکہ رحمت اُن کے گرداگرد ہوں گے تب بحکمِ الٰہی آگے آگے جناب خاتونِ قیامت صلواۃ اللہ علیہا کی سواری ہوگی اور پیچھے پیچھے اُن کے اُنکی ذریت اور اُن کے شیعہ اور اُنکی ذریت کے شیعہ اور محب ہونگے اِس شان وشکوہ سے حضرت خاتونِ قیامت کی سواری روانہ ہوگی یہانتک کہ مع اپنی ذریت اور اپنے محبّوں کے داخل جنت ہونگی۔ نیز حدیث میں وارد ہے کہ جناب خاتونِ قیامت صلواۃ اللہ علیہا عرصۂ محشر میں اسطرح تشریف لائیں گی کہ حلہائے جنت زیب بدنِ اطہر ہونگی اور اپنے فرزند مظلوم کا کرتہ خون آلودہ ہاتھوں پر رکھا ہوا ہوگا۔ اُسوقت قائمہ عرش کو پکڑ کر عرض کرینگی کہ الٰہی مجھ میں اور میرے فرزند حسینؑ کے قاتلوں میں حکم کر۔ تب جناب ایزد قہار وخدائے عادل وجبار کی طرف سے ظالموں کو فراروا قعی عذاب دردناک دیا جائیگا اور جناب خاتونِ قیامت صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کی شفاعت سے تمام شیعانِ فاطمہؑ وشیعانِ اولادِ فاطمہؑ سب کے سب داخل جنت ہونگے

مقولہ مؤلف الحمد للہ الذی من علینا بمودتہا ومودۃ ابیہا وبعلہا وبنیہا علیہم الصلواۃ متصلۃ دایمۃ لا انقطاع لہا ابد الآباد۔ الی یوم المعاد۔ مسعود بن عبد اللہ۔ ؎

لا بد ان ترد القیامۃ فاطم ... وقمیصہا بدم الحسینؑ ملطخ
ویل لمن شفعاؤہ خصماؤہ ... والصور فی یوم القیامۃ ینفخ

اسمیں کچھ شک نہیں کہ فاطمہ زہرا شفیعہ روزِ جزا عرصۂ محشر میں اس طرح تشریف لائیں گی کہ انکا لباس خون حسینؑ سے آلودہ ہوگا۔ یعنی محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا جو شفیعانِ روزِ جزا ہیں وہ بروزِ قیامت جنسے مخاصمت کرینگی اُن بدنصیبوں کا کیا حال ہوگا۔ ویل یعنی چاہِ جہنم ہے اُن کے لئے۔

حسب الذی قتل الحسین من الخسارۃ والندامہ ❊ ان الشفیع لدی الالہ خصیمہ یوم القیامہ

جن اشقیا نے حسینؑ سید الشہدا فرزند مصطفےٰ کو قتل کیا ہے اُن کی ندامت اور خسارت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ جو شفیعانِ روزِ محشر ہیں وہی اُس دن اُن کے دشمن ہوں گے۔ وقال الاخر للہ درہ۔

کانی ببنت المصطفی قد تعلقت ... یداہا بساق العرش والدمع اذرت
وفی حجرہا ثوب الحسین مضرجا ... وعنہا جمیع العالمین بحسرت
تقول ایا عدل اقض بینی وبین من ... تعدی علی ابنی بین قہر وقسرت
اجاز اہلیہ بالصوارم والقنا ... وکم جاافیہم من سنان وشفرت

فیقضی علی قوم علیہ تالبوا   بشر عذاب النار من غیر فترت

قائل کہتا ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ جناب خاتونِ قیامت نے بروزِ قیامت ساقِ عرش کو بایں حالت اپنے دستِ مبارک سے پکڑا ہے کہ متصل آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور اُن کی گود میں پیراہن خونِ آلودہ اُن کے فرزند حسینؑ مظلوم کا ہے۔ اور اہلِ محشر اس حالت کو دیکھکر سخت رنج میں ہیں اور جناب شفیعہ روزِ جزا فاطمہ زہراؑ عرض کرتی ہیں کہ اے خدائے عادل حکم کر میرے فرزند حسینؑ مظلوم کے قاتلوں کے بارہ میں جنھوں نے میرے فرزند مظلوم کو بلا جرم و قصور تلواروں اور نیزوں سے مارا ہے اُسوقت جناب ایزدِ قہار اُن کفار و اشرار کو ایسے سخت عذابِ نار میں مبتلا و گرفتار کرے گا کہ اُس عذاب کی سختی و شدت کسیوقت دھیمی نہوگی

دوسری مجلس حضرات پنجتنؑ پاک کے انوار طیبہ و طاہرہ کی خلقت و پیدائش کے بیان میں

فی الدمعۃ الساکبہ - روی الشیخ الطوسی فی مصابیح الانوار عن انس بن مالک قال صلی بنا رسول اللہ فی بعض الایام صلواۃ الفجر ثم اقبل علینا بوجہ الکریم فقلت یا رسول اللہ ان رایت ان تفسر لنا قول اللہ عزوجل ولیک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہدا والصالحین وحسن اولیک رفیقا فقال اما النبیون فانا واما الصدیقون فاخی علی بن ابی طالبؑ اما الشہدا فعمی حمزہ واما الصالحون فابنتی فاطمہ واولادھا الحسن والحسین قال وکان العباس حاضرا فوثب وجلس بین یدی رسول اللہ وقال السنا انا وانت وعلیؑ وفاطمہؑ والحسن والحسین من نبعۃ واحدۃ قال وکیف ذلک یا عم قال العباس لانک تعرف بعلیؑ وفاطمہؑ والحسن والحسین دوننا فتبسم النبیؐ وقال واما قولک یا عم السنا نبعۃ واحدۃ فصدقت ولکن یا عم ان اللہ خلقنی وخلق علیا وفاطمہ والحسن والحسین قبل ان یخلق اللہ آدم حیث لا سماء مبنیۃ ولا ارض مدحیۃ ولا ظلمۃ ولا نور ولا جنۃ ولا نار ولا شمس ولا قمر قال العباس وکیف کان بدو خلقکم یا رسول اللہ قال یا عم لما اراد اللہ ان یخلقنا تکلم بکلمۃ خلق منہا نورا ثم تکلم بکلمۃ فخلق منہا روحا فمزج النور بالروح فخلقنی واخی علیا وفاطمہ والحسن والحسین فکنا نسبحہ حین لا تسبیح ونقدسہ حین لا تقدیس فلما اراد اللہ ان ینشی الصنعۃ فتق نوری فخلق منہ العرش فالعرش من نوری ونوری من نور اللہ ونوری افضل من العرش - ثم فتق نور اخی علی ابن

ابی طالب فخلق منہ الملائکۃ فالملائکۃ من نور علی ونور علی من نور اللہ وعلی افضل من الملائکۃ ثم فتق نور ابنتی فاطمۃ فخلق منہ السموات والارض فالسموات والارض من نور ابنتی فاطمۃ ونور فاطمۃ من نور اللہ عزوجل وابنتی فاطمۃ افضل من السموات والارض ثم فتق نور ولدی الحسن وخلق منہ الشمس والقمر فالشمس والقمر من نور ولدی الحسن ونور ولدی الحسن من نور اللہ والحسن افضل من الشمس والقمر ثم فتق نور ولدی الحسین فخلق منہ الجنۃ والحور العین فالجنۃ والحور العین من نور ولدی الحسین ونور ولدی الحسین من نور اللہ وولدی الحسین افضل من الجنۃ والحور العین ثم امر اللہ الظلمات ان تمر السحایب فاظلمت السموات علی الملائکۃ فضجت الملائکۃ بالتسبیح والتقدیس وقالت الٰہنا وسیدنا منذ خلقتنا وعرفتنا ھذہ الاشباح لم نر بؤساً فبحق ھذہ الاشباح الا ما کشفت عنا ھذہ الظلمۃ فاخرج اللہ من نور فاطمۃ قنادیل فعلقہا فی بطنان العرش فازہرت السموات والارض واشرقت بنورھا فلاجل ذلک سمیت الزہراء فقالت الملائکۃ الٰہنا وسیدنا لمن ھذا النور الزاہر الذی اشرقت بہ السموات والارض فاوحی اللہ الیہا ھذا نور اخترعتہ من نور جلالی لامتی فاطمۃ بنت حبیبی وزوجۃ ولیی واخ نبیی وابا حججی علی عبادی اشھدکم یا ملائکتی انی قد جعلت ثواب تسبیحکم وتقدیسکم لھذہ المرأۃ وشیعتہا ومحبیہا الی یوم القیامۃ فلما سمع العباس من رسول اللہ ذلک وثب قایماً وقبل مابین عینی علیؑ وقال واللہ انت یا علی الحجۃ البالغۃ لمن آمن باللہ والیوم الاخر۔ دمعہ ساکبہ میں ہے کہ جناب شیخ طوسی رضی اللہ عنہ نے کتاب مصابیح الانوار میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہا اُنہوں نے کہ ایک دن جناب سید عالم وفخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز صبح کے ہماری طرف ملتفت ہوئے میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو اس قول خدا کی تفسیر ارشاد کریں کہ پروردگار عالم فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ انبیاء میں میں ہوں اور صدیقین میں میرا بھائی علیؑ بن ابیطالب ہے اور شہدا میں میرے چچا حمزہ اور صالحین میں میری بیٹی فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ عباس بن عبد المطلب اُس مجلس میں حاضر تھے اُٹھکر جناب رسول اللہ کے سامنے جا بیٹھے اور کہا کہ یارسول اللہ کیا آپ اور میں اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ سب ایک درخت سے نہیں ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ کیونکر عباس نے کہا کہ آپ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے ساتھ ملحق کرتے ہیں اور مجھے نہیں کرتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متبسم ہوئے اور فرمایا کہ اے چچا تُمنے یہ جو کہا کہ ہم سب ایک درخت سے ہیں بیشک ہم اور تم ایک ہی نسل اور

نسب سے ہیں لیکن اے چچا تحقیق اللہ عزوجل نے مجھکو اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو کل اشیاء کی آفرینش سے پہلے پیدا کیا تھا جب خالق عالم نے ہمارے نور کو پیدا کیا تھا تو اُسوقت نہ آدم تھے نہ آسمان نہ زمین نہ تاریکی تھی نہ روشنی تھی نہ بہشت تھا نہ دوزخ نہ چاند تھا نہ سورج غرض کوئی شے مصنوعات و مخلوقات میں سے خالق عالم نے ابھی پیدا نہ کی تھی۔ عباس نے کہا یا رسول اللہ بیان فرمائے کہ ابتدا میں آپ کی پیدائش کیونکر ہوئی حضرت نے فرمایا کہ اے چچا جب خالق عالم نے چاہا کہ ہمکو پیدا کرے تو خدا نے ایک کلمہ کہا اُس کلمہ سے ایک نور پیدا کیا پھر دوسرا کلمہ کہا اُس سے ایک روح پیدا کی پھر اُس نور اور روح کو ممزوج کیا اُس سے مجھے اور میرے بھائی علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو پیدا کیا۔ پس ہم خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ایسے وقت میں تھے کہ سوائے ہم پانچوں کے اور کوئی تسبیح اور تقدیس کرنے والا نہ تھا جب اللہ عزوجل نے چاہا کہ اپنی صنعت کو ظاہر کرے میرے نور کو شگافتہ کیا اور اُس سے عرش کو پیدا کیا۔ پس عرش معظم میرے نور سے پیدا ہوا ہے اور میرا نور نور خدا سے پیدا ہوا ہے پس میرا نور عرش سے افضل ہے۔ پھر میرے بھائی علیؑ بن ابیطالبؑ کے نور کو شگافتہ کیا اُس سے ملائکہ کو پیدا کیا پس ملائکہ علیؑ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور علیؑ کا نور خدا کے نور سے ہے اور علیؑ افضل ہیں ملائکہ سے پھر خدائے تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہ زہراؑ کے نور کو کھولا اُس سے آسمان اور زمین پیدا کئے پس آسمان اور زمین میری بیٹی فاطمہؑ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور نور میری بیٹی فاطمہؑ کا اللہ عزوجل کے نور سے ہے پس میری بیٹی فاطمہؑ افضل ہے سموات و ارض سے پھر میرے بیٹے حسنؑ کے نور کو شگافتہ کیا اُس سے سورج اور چاند پیدا کئے پس آفتاب و ماہ میرے بیٹے حسنؑ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے بیٹے حسنؑ کا نور خدا کے نور سے ہے اور حسنؑ افضل ہے شمس و قمر سے پھر میرے بیٹے حسینؑ کے نور کو خدا نے شگافتہ کیا اُس سے جنت اور حور عین کو پیدا کیا پس جنت اور حور العین میرے بیٹے حسینؑ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے بیٹے حسینؑ کا نور خدائے عزوجل کے نور سے ہے پس میرا فرزند حسینؑ افضل ہے جنت اور حور العین سے پھر خدائے تعالیٰ نے تاریکیوں کو حکم دیا کہ بادل بنکر آسمانوں پر چھا جائیں حکم دینے کی دیر تھی کہ تمام آسمانوں پر تاریکی چھاگئی اُسوقت ملائکہ تسبیح اور تقدیس باواز بلند کرنے لگے اور ملائکہ نے بارگاہ باری میں عرض کیا کہ اے ہمارے خالق جب سے تو نے ہمکو خلق کیا ہے اور ان اشباحِ مبارکہ کا تو نے ہمکو عرفان دیا ہے تب سے ہمنے کبھی ایسی تکلیف نہیں اُٹھائی تھی جیسی اس تاریکی سے ہمنے ایذا پائی ہے اِن اشباح مقدسہ کا صدقہ ہم سے اس ظلمت کی تکلیف کو دور کر پس یہ عرض ملائکہ کی بدرجہ قبولیت پہنچی خداوند تعالیٰ نے نور فاطمہؑ سے قندیلیں نکالیں اور اُن قنادیل کو زیر عرش لٹکا دیا اُن سے تمام آسمان اور زمین روشن ہوگئے چونکہ فاطمہ زہراؑ کے نور سے وہ تاریکی دور ہوئی اور روشنی سب جگہہ پر پھیل گئی اس لئے فاطمہؑ کا نام زہرا رکھا گیا ملائکہ نے عرض کیا کہ الٰہی یہ کسکا نور ہے جس سے تمام افلاک و ارضین روشن ہوگئے ہیں ملائکہ کو وحی ہوئی کہ یہ نور وہ ہے جسکو میں نے اپنے نور جلال سے اپنی کنیز فاطمہؑ

کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ میرے حبیب محمدؐ کی بیٹی ہے اور میرے ولی علیؑ کی زوجہ ہے اور علی بھائی ہیں
میرے نبی کے اور باپ ہیں اُن سب کے جو میری حجت ہوں گے میرے بندوں پر اے ملائکہ میں تمکو گواہ کرتا ہوں
کہ میں نے تمہاری تسبیح اور تقدیس کا ثواب اس خاتون کے لئے اور اُسکے شیعوں اور محبوں کیواسطے
روز قیامت تک مقرر کیا۔ جب عباس بن عبد المطلب نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ
وآلہ الاطیاب سے یہ تمام مضمون سُنا جلدی اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب علیؑ بن ابیطالب کی دونو آنکھوں
کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا واللہ یا علیؑ تم ہو حجۃ بالغہ اس شخص کے لئے جو خدا پر اور روز جزا پر ایمان لایا ہی

لمؤلفہ باعث خلقت مخلوق یہی پانچوں ہیں + احمدؐ و حیدرؑ و زہراؑ و حسنؑ اور حسینؑ

تیسری مجلس در بیان نسب نامہ جناب پدر عالم و فخر بنی آدم و کیفیت ولادت سرور معظم و مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ ذی الفضل والجود الذی منّ علینا بوجود من بوجودہ وایجادہ وجد الوجود لکل من لہ الوجود واوجد الوجود کل ما ھو موجود۔ وخصنا وشرفنا بارسال حبیبہ محمدٍ صاحب الوسیلۃ والمقام المحمود وھدانا بہ فی الدنیا وجعلہ لنا شفیعا فی الاخرۃ صلی اللہ علیہ والہ الطاھرۃ۔ پس واضح ہو کہ نسب نامہ اُس جناب کا اس طرح پر ہے۔
محمدؐ بن عبد اللہ ذبیح اللہ بن شیبۃ الحمد یعنی عبد المطلب بن عمرو یعنی ہاشم بن مغیرہ یعنی عبد مناف بن زید یعنی قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر یعنی قریش بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُد بن اُدد بن الیسع بن ہمیسع بن سلامان بن البنت بن حمل بن قیدار بن اسمٰعیل ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ بن تارخ بن ناخور بن شروع بن ارغو یعنی ہود بن فالغ بن عابر بن سالخ۔ بن ارفخشد بن سام بن عبد الغفار یعنی نوحؑ۔ بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ یعنی حضرت ادریس بن الیارد۔ بن مہلائیل۔ بن قینان بن انوش بن ہبۃ اللہ یعنی شیث بن حضرت آدم ابو البشر صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ اور جناب سید کائنات صلی اللہ علیہ والہ الہداۃ کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب تھیں۔ حضرت سید الاولین والاخرین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ ذبیح اللہ علیہ السلام حضرت عمران یعنی ابو طالب علیہ السلام کے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے حقیقی بھائی تھے اور ابو طالب جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے والد ماجد تھے پس عمرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ اور جناب امیر المومنین علی مرتضےٰ دونوں پوتے تھے حضرت عبد المطلب کے

جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ کی ولادت باسعادت کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ جب حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا عقد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب سے کر دیا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر میں لے آئے تو نورِ احمدی عبد اللہ کی پیشانی سے مفارقت نہیں کرتا تھا یہانتک کہ آخر روز عرفہ عید الضحے[1] شب جمعہ کو عبد اللہ اپنے والد اور بھائیوں کے ہمراہ مکہ سے باہر نکلے اثنائے راہ میں ایک نہر عظیم الشان دکھائی دی حالانکہ وہاں نہر اصل میں ہرگز نہ تھی اسکو دیکھکر متعجب ہوئے ہوا میں سے آواز آئی کہ اے عبد اللہ اس نہر کا پانی نوش کر جب انہوں نے وہ پانی پیا تو شہد سے زیادہ شیریں اور یخ سے زیادہ سرد اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر انہوں نے چاہا کہ اپنے بھائیوں کو اطلاع کریں تاکہ وہ بھی اس نہر کا پانی پئیں نہر مفقود ہوگئی گویا کہ اُس مقام پر نہر کبھی نہ تھی حضرت عبد اللہ وہاں سے واپس ہوکر اپنے گھر میں آئے۔ اُسی شب کو نور جناب نبوت انکی پیشانی سے منتقل ہوکر حضرت آمنہ کی پیشانی میں آگیا اسوقت سے پیشانی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی نور نبوی سے مثل آفتاب کے چمکنے لگی مدتِ حمل میں سے جب ایک مہینہ منقضی ہوا تب آسمیں پہاڑوں اور دریاؤں اور درختوں اور آسمانوں اور زمینوں نے ایک دوسرے کو خوشخبری اور بشارت رسولِ خدا کی تشریف آوری کی دی اور ہر ایک چیز میں ایک جوش خوشی اور مسرت کا پیدا ہوگیا۔ انہیں ایام میں حضرت عبد المطلب کے پاس مدینہ سے خبر آئی کہ انکی بیٹی فاطمہ نے مدینہ میں انتقال کیا ہے حضرت عبد المطلب مع حضرت عبد اللہ مدینہ کو روانہ ہوئے وہاں پہنچکر حضرت عبد اللہ بیمار ہوگئے پندرہ روز کے بعد بعالمِ قدس ارتحال فرمایا عبد المطلب نے غسل دیا کفن پہنایا تمام شرفاء مدینہ جنازہ پر حاضر ہوئے اور ایک مقام پاکیزہ و مرغوب میں جسکا نام شین ہے انکو دفن کر دیا اور قبر پر ایک قبہ پختہ بنوایا چنانچہ اب تک مشہور و معروف ہے اور لوگ وہاں جاکر زیارت کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ کی رحلت کے بعد حضرت عبد المطلب نے مکہ کی طرف مراجعت کی شعراء عرب نے حضرت عبد اللہ کے انتقال کے بعد بہت سے مراثی اور نوحے انکے ماتم کے بیان میں تصنیف کئے۔ حضرت عبد المطلب نے مکہ میں آکر حضرت آمنہ کو بہت تسلی دی اور ایک تاج جو یادگار عبد مناف کا تھا انکو دیا۔ واقدی روایت کرتا ہے کہ جب دو مہینے مدتِ حمل کے گزرے تب جناب پروردگار عالم نے ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ مابین السماء والارض ندا کرے کہ اے ملائکہ استغفار کرو محمدؐ اور انکی امت کیواسطے۔ جب تین مہینے مدتِ حمل کے گزرے تو حکم الٰہی ہوا کہ کل پہاڑ اور درخت اور دریا اور ہر ایک زمین خاتم الانبیا کی تعظیم کیلئے سجدہ کریں چنانچہ سب نے سجدہ کیا حتیٰ کہ اُس اونٹ نے سجدہ میں سر رکھدیا جسپر ابو قحافہ سوار تھا ہر چند ابو قحافہ نے اسکو مارا اور سجدہ کرنے سے روکا مگر وہ اونٹ سجدہ کرنے سے باز نہ آیا یہانتک کہ ہاتف نے آواز دی کہ اس حیوان بیزبان کو مت مار کیا تو دیکھتا نہیں کہ سوائے بنی آدم کے ہر چیز نے بحکم الٰہی سجدہ کیا ہے ابو قحافہ نے کہا کہ اے ہاتف اس سجدہ کرنیکا کیا سبب ہے ہاتف

[1] اُس زمانہ میں حج ماہ رجب میں ہوتا تھا اور لیالی تشریق اُسی مہینے کی گیارھویں۔ بارھویں۔ تیرھویں کو کہتے تھے۔ چنانچہ اب تک رجب میں عمرۂ مفردہ کے بجا لانے کا ثواب زیادہ ہے۔ ۱۲۔ زائر ؛ ؛

نے کہا کہ نبی امی کو تین مہینے گزرے ہیں کہ وہ اپنی ماں کے بطنِ مبارک و مقدس میں تشریف لائے ہیں ابو قحافہ نے کہا کہ وہ کب پیدا ہوں گے ہاتف نے کہا کہ اُن کے پیدا ہونے کا زمانہ عنقریب آنیوالا ہے اور بُت پرستوں پر اُنکی تیغِ آبدار سے سخت مصیبت نازل ہوگی ابو قحافہ کہتا ہے کہ میں ٹھہرا رہا یہانتک کہ میرے اونٹ نے سجدہ سے سر اُٹھایا تب میں حضرت عبد المطلب کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ مضمون اُنسے بیان کیا۔ واقدی کہتا ہے کہ جب جناب رسول اللہ کو شکمِ مادر میں چار ماہ گزرے تو اُسوقت کی بابت حبیب زاہد (جو اُس زمانہ میں بہت بڑا عابد مشہور تھا اور صومعہ اُسکا طائف کی راہ میں مکہ سے ایک منزل پر واقع تھا) روایت کرتا ہے کہ میں اپنے دوستوں سے ملاقات کرنے کے لئے مکہ کو روانہ ہوا راہ میں دیکھا کہ ایک لڑکا سجدہ میں ہے میں نے اُسکو پکڑ لیا ناگاہ میں نے سُنا کہ ایک آواز دینے والے نے مجھ سے کہا کہ اے حبیب چھوڑ دے اِسکو کیا نہیں دیکھا تو نے کہ تمام خلائق بر و بحر و سہل و جبل اور تمام اشیار بارگاہ باری میں سجدۂ شکر بجا لا رہے ہیں اِس امر پر کہ جناب نبی آخر الزماں محمد مصطفےٰ کو اپنی مادر بزرگوار کے شکم میں آئے ہوئے چار مہینے ہو چکے ہیں اور اِس لڑکے نے بھی اِسی امر پر سجدۂ شکر کیا ہے۔

حبیب زاہد کہتے ہیں کہ میں نے اُس لڑکے کو چھوڑ دیا اور مکہ میں آکر عبد المطلب کے سامنے یہ مضمون بیان کیا عبد المطلب نے کہا کہ اِس نام کے دشمن بہت ہیں اِس راز کو ظاہر نہ کرنا پھر حبیب کہتا ہے کہ جب میں اپنے صومعہ کی طرف واپس آیا تو دیکھا کہ میرا صومعہ مثل سیماب کے لرزاں ہے اور تمام محرابوں پر لکھا ہوا ہے کہ اے اہلِ صوامع ایمان لاؤ خدا اور اُسکے رسول محمد مصطفےٰ ابن عبد اللہ پر کہ تحقیق اب اُسکی تشریف آوری کا زمانہ قریب ہے مبارکبادی و خوشخبری ہو اُسکو جو اُسپر ایمان لائے اور حیف اور افسوس ہے اُسپر جو اِسکا انکار کرے حبیب کہتے ہیں کہ میں نے اُسوقت اپنے دل میں کہا کہ میں تو بدل ایمان لایا اور میں منکر نہیں ہوں واقدی کہتا ہے جب جناب رسول اللہ کو اپنی مادر گرامی کے شکمِ اقدس میں تشریف لائے ہوئے چھٹا مہینہ شروع ہوا تو اُن ایام میں اہلِ یمن کے یہاں ایک عید ہوا کرتی تھی اور اُن لوگوں میں یہ رسم جاری تھی کہ ایک درخت عظیم الشان جو بالخصوص اُنکا پرستش گاہ تھا ہر سال میں چھ دفعہ اُسکے زیر سایہ جاکر عید منایا کرتے تھے چڑھاوے چڑھایا کرتے تھے اور وہ درخت وہ تھا جسکی بابت قرآن شریف میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ۔ پس اہلِ یمن اپنے رواج اور رسم کے موافق درخت مذکور کی پرستش کے واسطے اُسکے نیچے جمع ہوئے اور کھانے پینے لگے اور خوشی و مسرت میں مشغول و مصروف تھے کہ ناگاہ اُس درخت میں سے ایک آواز ہولناک پیدا ہوئی اور سب نے سُنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے اہلِ یمن اے اہلِ یمامہ اے اہلِ بحرین اے بت پرستو اب حق آگیا اور باطل دور ہوگیا اور باطل نے دور ہی ہونا تھا اب تم عنقریب ہلاک و تلف اور ضائع اور برباد ہو جاوگے یہ آواز سُنکر سب ڈر گئے اور خوف زدہ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو بھاگے اور اِس امر سے نہایت متعجب و حیران رہے۔ نیز واقدی نے بیان کیا ہے

کہ جب سید الانام علیہ وآلہ الاف التحیۃ والسلام کو اپنی مادر بزرگوار کے شکم پاک میں تشریف لانے پر چھ ماہ کامل گزر چکے اور ساتواں مہینا شروع ہوا تو سواد بن قارب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ شب گزشتہ کو میں کچھ جاگ رہا تھا اور کچھ سو رہا تھا یعنی خواب و بیداری کے مابین میری حالت تھی۔ کہ میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور ملائکہ آسمان سے زمین پر نازل ہو رہے ہیں اور اُن کے پاس رنگا رنگ کے کپڑے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ تمام روئے زمین کو مزین کرو کیونکہ محمد مصطفیٰ کی تشریف آوری کا وقت قریب ہے جو کہ پوتے عبدالمطلب کے اور رسول اللہ عزوجل کے ہیں اور انکو خدائے تعالےٰ نے تمام اسود و احمر و اصفر اور صغیر و کبیر و مرد و زن پر پیغمبر اپنا مقرر فرمایا ہے وہ صاحب شمشیر قاطع و تیر نافذ ہونگے اسوقت میں نے بعض ملائکہ سے پوچھا کہ تم یہ ذکر کسکا کر رہے ہو اور اس سے مراد تمہاری کون شخص ہے ملائکہ نے کہا کہ افسوس ہے تجھپر تو یہ نہیں سمجھتا کہ یہ ذکر محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کا ہے حضرت عبدالمطلب نے سنکر اُس سے کہا کہ اپنے اس خواب کو پوشیدہ رکھ کسی سے ذکر نہ کرنا پھر واقدی نے لکھا ہے کہ جب آٹھواں مہینہ ہوا تو ماہی مسمّیٰ طموسا جو تمام مچھلیوں میں سے بڑی ہے حرکت میں آئی اور دریا کی موجیں بلند ہوئیں ملائکہ نے طموسا سے کہا کہ تو اپنے مقام پر قرار لے اُس نے کہا کہ میں نے تم سے سُنا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ عنقریب پیدا ہونے والے ہیں اور مجھکو حکم خدا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ جب پیدا ہوں تو اُن کی امت کے لئے استغفار کروں اسواسطے میں تسبیح اور تہلیل اور استغفار اور تکبیر اور مدح خداوند قدیر کرنے میں مشغول ہوئی ہوں۔ پھر واقدی نے لکھا ہے کہ جب نواں مہینہ شروع ہوا تو جناب باری تعالےٰ نے آسمانوں کے فرشتوں کو حکم دیا کہ زمین پر جائیں تب دس ہزار فرشتے زمین پر نازل ہوئے کہ ہر ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ایک قندیل نور کی تھی جو بدون تیل کے روشن تھی اور ہر ایک قندیل پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ فرشتے اُن قندیلوں کو لیکر مکہ کے گرداگرد کھڑے ہو گئے۔ ہاتف نے آواز دی کہ یہ نور محمدی ہے راوی کہتا ہے کہ جب عبدالمطلب کو اس امر کی خبر ہوئی تو اُنہوں نے کہا کہ اس خبر کو ظاہر مت کرو۔ جب نو مہینے کامل ہو چکے۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ ستارے اپنے اپنے مقامات سے حرکت کرتے تھے۔ جب وقتِ ولادت حضرت ختمی مرتبت قریب ہوا تو حضرت آمنہ مادر سید المرسلین نے اپنی والدہ برہ سے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ دالان میں اکیلی بیٹھکر اپنے شوہر پر گریہ و زاری کروں اور جب دالان کے اندر جاؤں کوئی میرے پاس نہ آئے۔ انکی والدہ برہ نے کہا کہ اچھا تو تنہا بیٹھکر رولے تیرا رونا حق ہے آمنہ دالان میں داخل ہوئیں اور دروازہ بند کر لیا آگے اُن کے ایک شمع رکھی ہوئی تھی اور وہ تنہا اپنے شوہر کی مصیبت میں رو رہی تھیں اور ہاتھ میں آبنوس کا ایک مغزل تھا جسکے اوپر ایک ٹکڑا عقیقِ سرخ کا لگا ہوا تھا۔ ناگاہ درد زہ شروع ہوا اُسوقت اُنہوں نے جلدی سے دروازہ کھولنا چاہا لیکن نہ کھل سکا پھر آکر اسی مقام پر بیٹھ گئیں اور کہا کہ ہائے تنہائی یہ کہتا تھا کہ دفعتہً مکان کی چھت

پھٹ گئی اور چار حوریں چھت پر سے نیچے اتریں اور تمام مکان اُنکے چہروں کے نور سے روشن ہوگیا اُنھوں نے سامنے
حاضر ہوکر کہا کہ ای آمنہ خوف مت کرو ہم سب تمھاری خدمت کرنے کیلئے حاضر ہوئی ہیں یہ کہکر ایک اُنمیں سے داہنی طرف
دوسری بائیں جانب تیسری سامنے چوتھی پس پشت بیٹھ گئی حضرت آمنہ کو نیند آگئی تھوڑا سا عرصہ کچھ غفلت سی رہی جب
بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ جناب سرور عالم و فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم متولد ہوچکے ہیں اور پیشانی نورانی کو سجدہ
میں رکھے ہوئے ہیں اور ہر دو انگشت سبابہ کو بلند کئے ہوئے فرمارہے ہیں لا الہ الا اللہ۔ واقدی تحریر کرتے ہیں کہ
جناب رسول اللہ ماہ ربیع الاول کی سترھویں تاریخ شب جمعہ کو قبل از طلوع فجر پیدا ہوئے اور اُس دن آدم علیہ السلام کی
وفات کو نو ہزار نو سو سال چار مہینے سات دن گزرے تھے۔ نیز واقدی نے لکھا ہے کہ حضرت آمنہ نے جب جناب
رسول اللہ کے چہرہ مبارک و منور کو دیکھا تو معلوم کیا کہ حضرت کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہی اور آنحضرت کے دونوں رخساروں
سے ایسا نور ساطع ہوا کہ اُس اندھیری رات میں روشنی پھیل گئی حضرت آمنہ نے بڑے بڑے قصور اور عمدہ عمدہ
مکانات دیکھے۔ اُس رات قصر کسری کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتشکدہ پارس جسکی آگ پانچ ہزار برس سے کسی وقت اور
کبھی نہ بجھی تھی بالکل بجھ گئی اور جہاں جہاں تعلیم الٰہی دین محمدی پہنچنے والا تھا وہ مقامات اور بلاد و قراء صفحات روشن
اور منور ہوگئے اور تمام اصنام سر کے بل گر پڑے اور کوئی دیر اور صومعہ اور مندر ایسا باقی نہ رہا کہ جسکی محراب میں نام نامی و
اسم گرامی جناب خاتم النبیین کا نہ لکھا گیا ہو اُن کُل مقامات پر نام حضرت کا لکھا گیا اور صبح تک وہ تحریر باقی رہی کہ تمام
راہبوں اور دیرانیوں نے اُسکو پڑھا اور جان لیا کہ پیغمبر موعود پیدا ہوئے ہیں اور خاص مکہ معظمہ میں اُس رات ایسی
روشنی ہوئی کہ سب لوگ اپنے اپنے مکانوں پر کھڑے ہوئے قدرت الٰہی کا تماشا دیکھ رہے تھے مگر سبب اُس روشنی کا کسی
کو معلوم نہ تھا جب صبح کو اہل مکہ مسجد الحرام میں آئے تو دیکھا کہ جو بت خانہ کعبہ کے اندر رکھے ہوئے تھے سب باہر اوندھے
پڑے ہیں اور قندیل جو بتوں کے پاس روشن رہا کرتے تھے بجھے ہوئے ہیں اور جو زنجیر بڑی بت کی گردن میں تھی وہ ٹوٹ
گئی ہے اس کیفیت کو دیکھکر تمام لوگ حیران تھے کہ ناگاہ شیطان ایک راہب کی صورت بنکر آیا اور کہا کہ ای اہل مکہ
تشویش نہ کرو ان بتوں کو جنات نے باہر پھینک دیا ہے تم جلد انکو پھر اندر رکھدو تاکہ جنات قابو نہ پائیں لوگوں نے پھر
اُن بتوں کو اندر رکھدیا لیکن اُسوقت سب نے سُنا کہ ہاتف نے ندا دی۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل
کان زھوقا۔ بعد اُسکے غیب سے ایک پردہ دیبائے سفید کا خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزان ہوا جسپر بخط سیاہ لکھا ہوا تھا
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ
وسراجاً منیراً۔ لوگوں کو اُس پردے سے نہایت تعجب ہوا اور چالیس دن تک وہ پردہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر
آویزان رہا یہانتک کہ ایک شخص نے اپنا دست چرب و کثیف اُسپر مل دیا تب وہ پردہ غایب ہوگیا اگر وہ اپنا
ہاتھ میلا اور خراب اُسپر نہ ملتا تو وہ پردہ ہمیشہ قیامت تک باقی رہتا۔ جب حضرت عبد المطلب نے

جناب رسول اللہ کی ولادت باسعادت کا مژدہ سُنا حضرت آمنہ کے پاس آئے اور جناب رسول اللہ کو گود میں اُٹھالیا اور یہ قصد کیا کہ آنحضرت کو خانہ کعبہ میں لیجائیں اور مشرکین قریش کے خوف سے یہ ارادہ کیا کہ حضرت کے جسم اطہر کو لات و عزّیٰ سے مس کریں تاکہ وہ غل اور شور جو کفار اور مشرکین میں بتوں کے گرنے اور زنجیر کے ٹوٹنے اور قندیل کے گُل ہو جانے سے پڑا ہوا ہے فرو ہو جائے جب عبدالمطلب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تب جناب سیّد المرسلین نے فرمایا بسم اللہ و باللہ اور خانہ خدا سے آواز آئی السلام علیک یا محمدؐ و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اور ہاتف نے آواز دی جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یہ سُنکر عبدالمطلب بنہایت متعجب ہوئے اور کلید بردار سے کہا کہ یہ امور کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ پھر جب عبدالمطلب نے چاہا کہ حضرت کے جسم مطہر کو اصنام سے مس کریں تو کسی نے پیچھے سے عبدالمطلب کو کھینچا جب اُنہوں نے ہٹ کر دیکھا کسی کو نہ پایا پھر دوبارہ قصد کیا پھر کسی نے پیچھے سے اُنکو کھینچا مگر کھینچنے والا کوئی نظر نہ آیا پھر تیسری دفعہ جب اُنہوں نے وہی ارادہ کیا تب کسی نے اُنکو اس زور سے کھینچا کہ عبدالمطلب مجبور ہو کر بیٹھ گئے۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے عبدالمطلب تو چاہتا ہے کہ بدنِ طیب و طاہر کو بدنِ نجس سے ملے تب عبدالمطلب نے استغفار کہا اور یہ اشعار شکر پروردگار و مدح جناب احمد مختار میں پڑھے ؎

الحمد للہ الذی اعطانی	ھذا الغلام الطیب الاردانی
قد ساد فی المھد علی الغلمان	اعیذہ بالبیت ذی الارکان
حتی نراہ یبلغ العیشان	اعیذہ من کل ذی شان
من حاسد ذی طرف العینان	

اور منقول ہے کہ جناب سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین کی ولادت بابرکت سے پہلے شیاطین آسمان پر جاتے تھے اور ملائکہ سے استراق سمع کرتے تھے اور کاہن لوگ جو اُس زمانہ میں ہوتے تھے وہ اُن شیاطین کو مسخّر کرلیا کرتے تھے شیاطین جو ملائکہ سے خبریں سُنتے تھے وہ اُن کاہنوں سے بیان کیا کرتے تھے اور کاہن لوگ اُن امور کی جو ظہور پذیر ہونے والے ہوتے تھے شیاطین سے معلوم کرکے لوگوں کو خبریں دیا کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ کے پیدا ہونے سے پہلے بہت سے کاہن تھے جن میں سے اعلیٰ درجہ کا کاہن مسمی سطیح تھا اُسکا قصہ مفصل حقیر نے کتاب نفحات الریاحین فی احوال سیّدنا خاتم النبیین میں لکھا ہے۔ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ قبل از ولادت سیّد الانبیا سطیح مکہ میں آیا اور قریش اُسکے پاس جمع ہوئے حضرت ابو طالب و عباس و عبداللہ بھی اُس مجمع میں پہنچے سطیح نے کہا کہ ظہور بنی ہاشمی کا قریب ہے پھر ابو طالب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم اُس پیغمبر موصوف و موعود کے چچا ہو جس پیغمبر کا حال کتب و اخبار میں مندرج ہے پھر حضرت عبداللہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ قسم خدائے وحدہ لاشریک کی جسنے آسمانوں کو بے ستون قایم کیا ہے اُنکے صلب سے پیغمبر خدا متولد ہونگے اور وہ بتوں کو

توڑ ڈالیں گے اور بت پرستوں کو ہلاک کرینگے اور انکا ابنِ عم انکی نصرت اور امداد کریگا اور وہ بہت بڑا صاحبِ صولت وسطوت وشجاعت ہوگا۔ پھر سطیح نے اشارہ ابوطالب کی طرف کرکے کہا کہ یہ ہے باپ اُسکا۔ لوگوں نے سطیح سے جنابِ رسول اللہ کے اوصاف اور شکل وشمائل کا حال دریافت کیا تو سطیح نے کہا کہ اُس رسولِ نبیل و شہنشاہِ جلیل کے وصف اور ثنا میں میری زبان کُند وکلیل ہے قد اُس جناب کا متوسط ہوگا نہ بہت بڑا اور نہ چھوٹا حسن القامہ مدوّر الہامہ۔ بین کتفیہ علامہ۔ علی راسہ عمامہ دینہ باق الی یوم القیامہ وہو واللہ سید تہامہ۔ احسن من مشیٰ واکرام من نشا۔ حلو الکلام۔ طلق اللسان نقی زاہد خاشع عابد۔ طاہر المیلاد۔ بری من الفساد رحمۃ علی العباد۔ بالنور محفوف وبالمومنین رؤف وعلی اصحابہ عطوف اسمہ فی التوراۃ والانجیل معروف یجبر الملہوف۔ بالکرامۃ موصوف۔ اسمہ فی السماء احمد وفی الارض محمد۔ پھر ابوطالب نے سطیح سے کہا کہ اُسکے ابنِ عم کا حال بیان کر جو اُسکا معین اور مددگار ہوگا۔ سطیح نے کہا ہو امام ہمام لیث ضرغام واسد قمقام وقاید مقدام کثیر الانتقام لیسقی کاس الحمام یکون لمحمد وزیراً ویدعی بعدہٖ امیراً اسمہ فی التوراۃ بریًا وفی الانجیل ایلیا وعند قومہ علیًا۔ المؤلفہ

آج محبوبِ خداوندِ جہاں پیدا ہوا — عاصیو مژدہ شفیعِ عاصیاں پیدا ہوا
آسماں پر اب دماغ ارض لطیفے کیوں نہو — اُس زمیں پر آج فخرِ مرسلاں پیدا ہوا
باعثِ ایجاد موجودات و فخرِ کائنات — سیّد و سردارِ ہر خورد و کلاں پیدا ہوا
ظلمتِ کفر و ضلالت اُٹھ گئی دُنیا سے آج — نورِ خالق ہادیٔ راہِ جناں پیدا ہوا
نور جس کا ہے مقدّم ساری خلقت سے وہ آج — تالیٔ ذاتِ خداوندِ جہاں پیدا ہوا
شافعِ روزِ حساب و صاحب فصل الخطاب — آیۂ رحمت رسولِ مہرباں پیدا ہوا
رہبرِ راہِ نجات و سرورِ دُنیا و دیں — حجّتِ خالق ہدایت کا نشاں پیدا ہوا
عالمِ علمِ الٰہی واقفِ اسرارِ غیب — رازدارِ لی مع اللہ آج ہاں پیدا ہوا
مالک و مختار سرکارِ خداوندِ جلیل — قاسمِ نار و جناں عرش آستاں پیدا ہوا
باغِ دُنیا میں بسی آج اُس گُلِ رعنا کی بو — جسکی خاطر سے یہ گلزارِ جہاں پیدا ہوا
فیضِ کامل فضلِ شامل رحمتِ پروردگار — جود مطلق دستگیرِ بیکساں پیدا ہوا
فخرِ آدم سرورِ عالم شہنشاہِ امم — نورِ اوّل خاتمِ پیغمبراں پیدا ہوا
شوکتِ اسلام دیکھو گر پڑے اصنام سب — کعبۂ اقدس کا جب وہ قدرداں پیدا ہوا
یکہ تازِ عرصۂ قربِ جنابِ کبریا — احمدِ مرسل شہِ کون و مکاں پیدا ہوا

زائر احمدؐ تجھے کیا کثرتِ عصیاں سے غم	شاد و فرحاں ہو شفیعِ عاصیاں پیدا ہوا

چوتھی مجلس در ذکر ولادت باسعادت جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ اصحاب العصمت و الطہارت

فرقۂ ناجیہ امامیہ اثنا عشریہ ایدہم اللہ فی البریہ کا اس امر پر اجماع منعقد ہے کہ جناب سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین کی ولادتِ باسعادت بوقت صبح صادق بروز جمعہ سترھویں ربیع الاول سنہ عام الفیل میں پچاس یا پنتالیس یا تیس دن بعد ہلاک ہونے اصحابِ فیل کے واقع ہوئی ہے۔ اور واقدی جو علماء اہلسنت میں سے ہیں اُنہوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ آنحضرتؐ شبِ جمعہ کو قبل از طلوع فجر سترھویں ماہ ربیع الاول کو جبکہ آدم ابوالبشر کی وفات کو نو ہزار نو سو برس چار مہینے سات دن گزرے تھے پیدا ہوئے دمعہ ساکبہ میں ہے وذکر ابومعشر البلخی من المنجمین انہ کان طالع ولادتہ الدرجۃ العشرون من الجدی وکان الزحل و المشتری فی العقرب والمریخ فی بیتہ فی الحمل والشمس فی الحمل فی الشرف والزہرۃ فی الحوت فی الشرف والعطارد ایضاً فی الحوت والقمر فی اول المیزان والراس فی الجوزا والذنب فی القوس۔ یعنی ابومعشر منجم نے کہا ہے کہ وقت طالع ولادتِ آنحضرتؐ کا بیسویں درجے جدی میں تھا اور زحل و مشتری دونو عقرب میں۔ اور مریخ اپنے برج میں اور آفتاب شرف برج حمل میں اور زہرہ و عطارد شرف حوت میں اور قمر اول میزان میں اور راس جوزا میں اور ذنب قوس میں تھا۔ اور نوشیروان کسریٰ کی سلطنت کے سات برس باقی تھے جبکہ آنحضرتؐ اپنے اُس گھر میں پیدا ہوئے جو بعد میں آنحضرتؐ نے عقیل بن ابیطالب کو بخشدیا تھا اور عقیل بن ابیطالب نے محمد بن یوسف برادر حجاج کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ ہارون عباسی کے زمانہ میں اُسکی ماں خیزران نے محمد بن یوسف کے مکان سے اُس مقام متبرک کو علیحدہ کر کے وہاں ایک مسجد بنوادی وہ مسجد اب تک مکہ میں موجود ہے اور آنحضرتؐ کی ولادت کا مقام ممتاز و معین ہے اُس مقام متبرک پر ایک ضریح بنی ہوئی ہے لوگ اُس مکان رفیع الشان کی زیارت کرتے ہیں۔ **مقولہ مؤلف** الحمدللہ کہ یہ عاجز بھی اُس مقامِ شریف کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔

کتاب دمعہ ساکبہ میں کتاب الاکمال سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ اپنے پدر بزرگوار حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا کہ میں ایک رات حجر اسماعیل میں سو رہا تھا کہ ناگاہ میں نے خوابِ ہولناک دیکھا اور ڈر کر بیدار ہوا ایک زن کاہنہ نے مجھکو متغیر الحال دیکھکر پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے آپ عرب کے سردار ہیں آپ کا رنگ کیوں متغیر ہے کیا کوئی حادثہ واقع ہوا میں نے کہا کہ ہاں آج رات کو میں حجر اسماعیل میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری پشت سے ایک درخت اوگا ہے اور اسقدر بلند ہوا کہ چوٹی

عام

ازنفحات الاربعین [illegible]

اُس درخت کی آسمان تک پہنچی اور شاخیں اُسکی مشرق اور مغرب میں پھیل گئیں اور ایک نور اُس سے ایسا ساطع ہوا ہی کہ آفتاب کی چمک اور روشنی سے ستّر درجہ زیادہ ہے اور دیکھا میں نے کہ تمام لوگ عرب و عجم اُس کو سجدہ کر رہی ہیں اور عظمت اور نورانیت اُس درخت کی روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور قریش میں سے ایک گروہ چاہتا ہے کہ اُس درخت کو کاٹ دیں یا اُکھاڑ ڈالیں مگر جب وہ لوگ اُس درخت کے نزدیک پہنچتے ہیں تو ایک جوان پاکیزہ اور خوبصورت فوراً آگے بڑھکر اُن لوگوں کو گھیر لیتا ہے اور اُنکی کمروں کو توڑ ڈالتا ہے اور اُنکی آنکھوں کو نکال لیتا ہے۔ اس اثنا میں میں نے ہاتھ بلند کیا اور چاہا کہ اُسکی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑ لوں اُس جوان نے مجھکو آواز دیکر کہا کہ ٹھہرو تمہارا اسمیں حصہ نہیں میں نے کہا کہ درخت تو میرا ہے اور مجھکو ہی اسمیں سے حصہ نہ ملیگا اُس جوان نے کہا کہ اسمیں حصہ اُس گروہ کا ہے جو اسمیں لٹکے ہوئے ہیں یہ واقعہ دیکھکر میں خائف اور ترساں بیدار ہوا۔ جب اُس کاہنہ نے یہ خواب سُنا تو اُسکا رنگ متغیر ہو گیا اور کہا کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو ایک فرزند تمہاری صلب سے پیدا ہوگا جو مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوگا۔ تب حضرت عبد المطلب نے کہا کہ اے ابو طالب تم کوشش کرو کہ وہ جوان جس نے یاری اور مددگاری کی وہ تم ہو۔ بعد بعثت جناب رسالت مآب حضرت ابو طالب ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ واللہ وہ درخت ابو القاسم امین تھا۔ جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون میں اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اُس جوان سے تعبیر امیر المومنین و قاتل المشرکین اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام ہوں۔ ابن بابویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طالب دل میں مومن تھے اُنہوں نے اظہار شرک کا اسلیے کیا کہ بمقابلہ مشرکین و کفار قریش جناب رسالت مآب کی نصرت و امداد اچھی طرح کر سکیں اگر وہ ظاہر بظاہر مسلمان ہو جاتے تو جناب رسول اللہ کی مدد نہ کر سکتے۔ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابو طالب نے کفر کا اظہار اور اپنے اسلام و ایمان کا استتار کیا جب اُنکی وفات کا وقت آیا تو جناب رسول اللہ کو اللہ جل جلالہ نے حکم دیا کہ اب مکہ سے تم نکلو اب تمہارا مکہ میں کوئی مددگار نہیں ہے تب رسول اللہ نے مکہ سے بجانب مدینہ ہجرت کی۔ اصبغ بن نباتہ نے روایت کی ہی اور کہا ہے کہ سُنا میں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ قسم خدا کی میرے باپ اور دادا عبد المطلب اور ہاشم اور عبد مناف نے کبھی بُت پرستی نہیں کی لوگوں نے عرض کیا کہ پھر وہ کیونکر عبادت کرتے تھے فرمایا وہ دین ابراہیم علیہ السلام کے موافق عبادت کرتے تھے اور حضرت ابراہیم کے دین سے تمسک رکھتے تھی امالی میں عبد اللہ بن عباس سے منقول ہی وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ عباس بن عبد المطلب نے مجھ سی بیان کیا کہ جب میری باپ عبد المطلب کے گھر میں اُنکے فرزند عبد اللہ پیدا ہوئے۔ تو اُنکے چہرہ سی نور مثل آفتاب کے چمکتا ہوا دیکھا تب میرے باپ نے عبد اللہ کو دیکھکر کہا کہ اس لڑکے کی شان و شوکت نہایت ہی بزرگ اور اعظم ہوگی میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ عبد اللہ کی ناک میں سے ایک مرغ سفید باہر آیا اور اُڑ گیا یہاں تک کہ مشرق

سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک پہنچا پھر آکر خانہ کعبہ پر بیٹھ گیا تب تمام قریش نے اُسکو سجدہ کیا میں بحیرت اُسکو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک نور بلند ہوا اور اُس نور نے تمام آسمان و زمین اور مشرق و مغرب کو احاطہ کر لیا۔ جب میں اِس خواب کو دیکھکر بیدار ہوا تو بنی مخزوم کے قبیلہ کی ایک کاہنہ سے اسکی تعبیر دریافت کی اُس نے کہا کہ اے عباس اگر یہ خواب تمہارا سچ ہے تو ضرور ہے کہ عبد اللہ کی پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہو کہ اہل مشرق و مغرب سب اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ عباس کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد میں ہمیشہ عبد اللہ کے بارہ میں اِس خواب کی تعبیر کے ظہور کا منتظر رہتا تھا۔ یہانتک کہ عبد اللہ نے آمنہ سے عقد کیا اور آمنہ صورت و سیرت میں تمام زنانِ قریش سے افضل اور بہتر تھیں۔ جب حضرت عبد اللہ نے بجانب روضۂ رضوان انتقال فرمایا اور سرورِ عالم و فخرِ بنی آدم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت آمنہ کے بطنِ اقدس سے متولد ہوئے میں نے دیکھا کہ نور حضرت رسول اللہ کی دونوں آنکھوں کے مابین چمکتا ہے جب میں نے آنحضرت کو گود میں لیا تو اِسقدر بوئے مُشک آتی تھی کہ گویا میں خود سارا مشک ہوگیا۔ آمنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مجھکو درد زہ کی شدت ہوئی تب میں نے اپنے مکان میں ایسی آوازیں سُنیں جو انسان کی آوازوں سے مشابہ نہ تھیں اور ایک علم میں نے دیکھا جسکا پھریرا سندسِ جنت کا تھا اور چھڑ یاقوت کی تھی کہ تمام آسمان اور زمین کو اُس نے گھیر لیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ کے سر انور سے ایک نور ساطع ہوا اور اُس نے آسمان کو روشن کر دیا اُسوقت میں نے قصرہائے شام کو دیکھا کہ اُس نور کے وفور سے مانند شعلۂ آتش کے چمکتے تھے۔ اور اپنے گرد بہت سے جانور باز و کھولے ہوئے دیکھے اور شعریہ اسدیہ کو میں نے دیکھا کہ وہ کہہ رہی ہے کہ اے آمنہ دیکھنا تیرے اِس فرزند سے کاہن اور بُت پرست کس طرح ہلاک ہونگے اور ایک جوان طویل القامت کو میں نے دیکھا کہ وہ سب سے زیادہ تر بلند بالا اور خوش رو ہے اور لباس پاکیزہ پہنے ہوئے ہے میں نے گمان کیا کہ وہ عبد المطلب ہے اُس نے آکر میرے فرزند کو اُٹھایا اور آب دہن اُسکے مُنہہ میں ڈالا اور اُسکے ہمراہ ایک طشت طلا مرصع بہ زمرد تھا۔ اور کنگھی طلائی تھی اُس نے میرے فرزند کے شکم کو چاک کر کے دل نکالکر شق کیا اور اُس میں سے ایک نقطۂ سیاہ نکالکر پھینکدیا پھر ایک تھیلی حریر سبز کی نکالی اُسمیں سے ایک چیز سفید سی نکالکر اُس دل منور و مقدس میں بھر دی پھر دلِ مقدس کو اُسی مقام پر رکھدیا اور بطنِ مبارک پر ہاتھ پھیرا حضرت سے باتیں کیں۔ اور اُنہوں نے جواب دئے اور گفتگو کی میں اُن باتوں کو نہیں سمجھی صرف اِسقدر میری سمجھ میں آیا کہ اُس جوان نے میرے فرزند سے کہا کہ خدائے تعالی کی حفاظت و حمایت میں رہ بتحقیق میں نے تیرے دل کو ایمان اور علم اور حلم اور یقین اور شجاعت سے بھر دیا ہے تو تمام مخلوقات سے افضل اور برتر ہے خوشحال اُسکا جو تیری فرمانبرداری اور متابعت کرے اور افسوس ہے اُسپر جو تیری مخالفت کرے۔ پھر دوسری تھیلی حریر سفید کی نکالی اور اُسکا مُنہہ کھولکر ایک انگوٹھی اُسمیں سے نکالی اور درمیان ہر دو کتف مبارک اُس سے مہر کردی کہ نقش اُسکا ابھر آیا۔ پھر کہا کہ مجھکو

پروردگار عالم نے حکم دیا ہے کہ میں روح القدس کو پھونکدوں یہ کہکر پھونکدی۔ پھر ایک پیراہن حضرت کو پہنایا اور کہا کہ یہ امان ہے تیرے لئے آفتہائے دنیا سے۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے آمنہ سے یہ مضمون سنکر رسول اللہ کے کتفِ مبارک پر مہر کا نشان دیکھا اور پڑھا پھر میں اس حال کو ہمیشہ چھپاتا رہا یہانتک کہ میں بھول گیا۔ پھر جب شرف اسلام سے مشرف ہوا تب جناب رسول اللہ نے یہ تمام مضمون مجھکو یاد دلایا۔ ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ مادر سید المرسلینؐ نے فرمایا کہ جب اُس جناب کی ولادت کا وقت قریب آیا تو مجھپر ایک دہشت غالب ہوئی اُسوقت میں نے ایک مرغِ سفید کو دیکھا کہ اُس نے اپنا پر میرے دل پر مس کیا وہ خوف اور ہراس جو میرے دل پر تھا زایل اور دور ہوگیا۔ تب میں نے کئی عورتیں ایسی دیکھیں جو بہت طویل النفاست تھیں میرے گھر میں داخل ہوئیں اُن سے بوئے مشک و عنبر آتی تھی لباسِ جنّت پہنے ہوئے تھیں مجھ سے اُنہوں نے جو باتیں کیں وہ انسانوں کی باتوں سے مشابہ نہ تھیں اُن کے ہاتھوں میں سفید بلور کے جام تھے اُن کاسوں میں شربت بہشت کے تھے مجھ سے کہا کہ اے آمنہ اس شربت میں سے کچھ نوش کرو۔ تمکو بشارت اور خوشخبری ہو کہ تمسے محمدؐ مصطفےٰ پیدا ہوگا جو تمام مخلوقات اولین و آخرین کا سردار ہے۔ جب اُس شربت میں سے میں نے پیا تو وہ نور جو میرے مُنہہ پر چمکتا تھا روشن ہوا اور اُس نے میرے سراپا کو گھیر لیا اور مانند دیبائے سفید ایک شئے میں نے دیکھی کہ اُس نے تمام زمین اور آسمان کو اپنے نور سے منور اور معمور کردیا پھر میں نے ایک ہاتف کی آواز سُنی کہ اُس نے کہا سید الاولین والآخرین کو اُٹھالے اور کئی مرد میں نے اُسوقت دیکھے کہ ہوا میں کھڑے تھے اور آفتابے اُنکے ہاتھوں میں تھے اور مشرق سے مغرب تک تمام زمین اُسوقت مجھکو دکھادی اور ایک علم سندس کا میں نے دیکھا کہ یاقوت سرخ پر باندھکر اُسکو کعبہ کی چھت پر نصب کیا تھا اور زمین سے آسمان تک اُس علم کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ جب جناب رسول اللہ متولد ہوئے کعبہ کی طرف سجدہ کیا اور ہاتھوں کو بجانب آسمان بلند کرکے جناب باری تعالیٰ شانہ سے مناجات کی پھر میں نے دیکھا کہ ایک ابرِ سفید آسمان سے اُترا اور اُس نے حضرت کو احاطہ کرلیا ہاتف نے آواز دی کہ محمدؐ کو مشرق اور مغرب اور تمام دریاؤں میں پھرالاؤ تاکہ کل خلقت صفات اور صورت اُنکی پہچان لیں جب وہ ابر ہٹ گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت ایک ایسے کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں جو دودہ سے زیادہ سفید ہے اور حضرت کے نیچے حریر سبز بچھا ہوا ہے اور تین کنجیاں مروارید کی حضرت کے ہاتھ میں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمد مصطفےٰ نے نصرت اور سودمندی اور پیغمبری کی کنجیاں لے لی ہیں پھر دوسرا ابر آیا اُس نے حضرت کو میری آنکھوں سے پہلے ابر کی نسبت زیادہ عرصہ پوشیدہ رکھا۔ پھر میں نے یہ آواز سُنی کہ محمدؐ کو مشرق اور مغرب میں پھرالاؤ اور صفائے آدمؑ اور رقتِ نوحؑ اور خلتِ ابراہیمؑ اور زبانِ اسماعیلؑ اور جمالِ یوسفؑ اور بشارتِ یعقوبؑ اور صدائے داؤدؑ اور زہدِ یحییٰؑ اور کرمِ عیسیٰؑ اُسکو عطا کرو۔ جب ابر کھل گیا تو میں نے دیکھا کہ

وہ حضرت ایک حریر سفید میں لپٹے ہوئے ہیں اور میں نے سُنا کہ کوئی کہتا ہے کہ محمدؐ نے تمام دُنیا کو اپنے قبضۂ تصرف میں لیلیا کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جو محمدؐ کے قبضۂ تصرف میں نہو۔ اور تین مرد میں نے دیکھے کہ گویا خورشید اُنکے چہرہ سے طلوع کر رہا ہے ایک کے ہاتھ میں آفتابہ نقرئی اور نافہ مشک تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرد تھا اور اُس طشت کے چاروں کونوں پر چار موتی نصب تھے۔ اور کہنے والا کہتا تھا کہ یہ دُنیا ہے اے حبیبؐ خدا اِسکو لے حضرت نے وسط اُسکا لیا یعنی وسط میں ہاتھ رکھ دیا اُسوقت کسی نے کہا کہ حضرت نے کعبہ کو اختیار کیا تیسرے کے ہاتھ میں پارچہ حریر سفید لپٹا ہوا تھا اُسکو کھولا اور اُسمیں سے ایک انگوٹھی نکالی کہ اُس خاتم کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوگئیں پھر جناب رسالتمآب کو اُس پانی سے جو کہ آفتابہ نقرئی میں تھا سات مرتبہ غسل دیا پھر اُس خاتم سے سیّد الخافقین کے کتفین مقدسین کے مابین مہر کردی کہ نقش اُسکا ابھر آیا اور اُس جناب سے اُس شخص نے کچھ بات کی اور جناب سرورِ عالم نے جواب دیا پھر حضرت کو اُس نے دُعا دی۔ پھر ایک نے اُنمیں سے حضرت کو ایک ایک ساعت اپنے پروں میں لیا اور جس نے صفات مذکورہ سے حضرت کو نسبت دی وہ رضوان خازن جنان تھا۔ پھر واپس جانے کے وقت اُس نے کہا بشارت ہو تجھکو اے مایۂ عزت دُنیا و آخرت۔ بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ حضرت فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ میں ابلیس لعین ساتویں آسمان تک جایا کرتا تھا اور اخبار سماویہ کو سُنا کرتا تھا جب حضرت عیسیٰ بن مریم پیدا ہوئے تو شیطان کو تین آسمانوں سے منع کردیا گیا۔ چوتھے آسمان تک جاتا تھا جب جناب سیّد المرسلین و خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین پیدا ہوئے تو ابلیس لعین کو کل آسمانوں سے منع کردیا گیا اور شیاطین کو بہ تیر ہائے شہاب ابواب سماوات سے نکالدیا گیا۔ قریش نے کہا کہ اہلِ کتاب ذکر کرتے تھے کہ دُنیا آخر ہوئی اور اب قیامت نزدیک ہے۔ عمر بن امیہ نے (جو اہلِ جاہلیت میں ایک دانا اور عقلمند آدمی تھا) کہا کہ دیکھو اگر ستارہ ہائے معروف جنسے کہ لوگ ہدایت پاتے ہیں اور اُنسے ایام جاڑے اور گرمی کے دریافت کئے جاتے ہیں اگر اُنمیں سے ایک بھی گرے تب جانو کہ وہ وقت قریب ہے کہ تمام خلقت ہلاک ہوجائے اور اگر وہ ستارے بدستور ہیں بلکہ علاوہ اُنکے اور ظاہر ہوئے ہیں تو جانو کہ کوئی امر غریب و عجیب حادث ہوا ہے۔ اُسدن کی صبح کو جس رات جناب سیّد کائنات متولد ہوئے تمام جہان میں جہاں جہاں بُت تھے سب کے سب مونہہ کے بھل گر پڑے تھے اور ایوانِ کسریٰ کا متزلزل ہوگیا۔ اور اُسکے چودہ کنگرے گر پڑے۔ دریاے ساوہ جسکی کفار پرستش کرتے تھے بالکل خشک ہوگیا۔ کاشان کے قریب اب تک وہ دریاے خشک ہے نمک اُسمیں سے نکلتا ہے اور صحراے ساوہ جہاں برسوں کسی نے پانی نہ دیکھا تھا اُسمیں پانی جاری ہوگیا اور آتشکدہ فارس کا جسکی آگ ہزار برس سے کبھی کسی وقت نہ بجھی تھی بالکل بجھ گیا۔ آتش پرستوں کے ایک موبد نے جو بڑا عالم اُنکا تھا خواب میں دیکھا کہ ایک اونٹ قوی ہیکل چند گھوڑوں کو کھینچ رہا ہے

اور دجلہ سے عبور کر کے بلادِ فارس میں داخل ہوا اور طاقِ کسریٰ درمیان سے شق ہو کر دو حصے ہو گیا ہے اور دجلہ
کا پانی کسریٰ کے قصر میں بہ رہا ہے اور ایک نور حجاز سے ظاہر ہوا پھر تمام جہان میں پھیل گیا۔ جس رات جناب سیّدِ
کائنات پیدا ہوئے اُس شب کو ہر ایک بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا اور سب بادشاہ اُس دن گونگے ہو گئے تھے
بات نہ کر سکتے تھے علم کاہنوں کا مفقود اور جادو جادوگروں کا باطل ہو گیا ہر کاہن اپنے ہمزاد کو کھو بیٹھا۔ حضرت
آمنہ سلام اللہ علیہا کہتی ہیں کہ جب میرا فرزند پیدا ہوا۔ ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر جانبِ آسمان بلند کر کے اطرافِ
آسمان کو دیکھا اُسوقت اُن سے ایک ایسا نور ساطع ہوا کہ اُس نور نے جمیع اشیاء کو روشن کر دیا اُس نور کے سبب سے
میں نے قصر ہائے شام کو دیکھا اور اُسی روشنی کے درمیان میں سے آواز آئی اور میں نے سُنا کہ کوئی کہتا ہے کہ بہترین
خلق تجھ سے متولد ہوا ہے اسکا نام محمدؐ رکھ جب آنحضرت کو عبد المطلب کے پاس لیگئے عبد المطلب نے حضرت کو گود میں لیا اور
کہا کہ میں خدائے کریم کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھکو ایسا فرزند عطا فرمایا جو گہوارہ میں سب پر بزرگی رکھتا ہے پھر ایک
تعویذ دیا جسمیں ارکانِ کعبہ مندرج تھے۔ نیز حضرت آمنہ سے منقول ہے کہا اُنہوں نے کہ جب جناب رسولؐ اللہ
میرے شکم میں تشریف لائے مطلق کوئی اثر حمل کا مجھ میں نہ تھا اور جو حالات عورتوں کو حمل میں ہوتے ہیں اُنہیں سے
کوئی حالت مجھ میں نہ پائی جاتی تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تو حامل ہے بہترین خلق کی
اور جب وقتِ ولادت ہوا حضرت بآسانی متولد ہوئے مجھکو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی کوئی آزار نہیں پہنچا حضرت
نے پہلے دونوں ہاتھ اپنے زمین پر رکھے پھر تشریف لائے ہاتف نے مجھکو آواز دی کہ افضل البشر تجھ سے پیدا ہوا ہے
اُسکو ہر ظالم اور حاسد کے شر سے خدا کی پناہ میں رکھ۔ دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ نیز ہاتف نے کہا کہ جب اسکو
زمین پر رکھنا تو کہنا اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد و کل خلق مارد یاخذ بالمراصد فی طرق الموارد
من قایم و قاعد۔ منقول ہے کہ آنحضرتؐ ایک روز میں اسقدر بڑھتے تھے جسقدر اور بچے ایک مہینے میں بڑھتے
ہیں۔ نیز بسندِ معتبر جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد سلام اللہ علیہا مادرِ امیر المومنین
علیہ السلام حضرت ابو طالب علیہ السلام کے پاس آئیں اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ الاطیاب کی ولادت
باسعادت کی خوشخبری اور بشارت دی اور اُس وقت میں جو امور عجیبہ غریبہ ظہور میں آئے تھے اُنکو بیان کئے حضرت
ابو طالبؑ نے اُن سے کہا کہ تیس سال صبر کرو کہ تمسے بھی ایک ایسا فرزند پیدا ہو گا کہ سوائے پیغمبری کے جمیع کمالات میں
مثل اسی فرزند کے ہو گا۔ کافی میں بسندِ معتبر جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ اللہ صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے وقت فاطمہ بنتِ اسد مادرِ شیرِ خدا حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں ایک نے دوسری
سے کہا کہ کیا دیکھتی ہو گیا ہے یہ نور ساطع جس نے تمام مشرق و مغرب کو گھیر لیا ہے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابو طالبؑ
آئے اُنہوں نے پوچھا کہ تمکو کیا تعجب ہے فاطمہ بنت اسد نے اُس نور کا حال بیان کیا ابو طالبؑ نے کہا کہ تم جانتی ہو کہ

جلاء العیون

جلاء العیون

میں تمکو بشارت دوں فاطمہ بنت اسد نے کہا کہ ہاں ابو طالبؑ نے کہا کہ تیرے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا جو وصی اور نائب ہوگا اس فرزند کا نیز منقول ہے کہ حضرت ابو طالبؑ ساتویں روز جناب رسول اللہ کا عقیقہ کیا اور بنی ہاشم کو بلایا اُنہوں نے پوچھا یہ کھانا کیسا ہے حضرت ابو طالبؑ نے کہا کہ یہ عقیقہ احمدؐ کا ہے اُنہوں نے کہا کہ احمدؐ انکا نام کیوں رکھا ہی ابو طالبؑ نے کہا اسلئے نام انکا احمدؐ رکھا کہ اُنکی ستایش اور تعریف و مدح اہل زمین و آسمان کریں گے **لمؤلفہ**

جہاں میں آج وہ جانِ جہاں تشریف لایا ہے
جہاں جاں آفریں نے جسکی خاطر سے بنایا ہے

وہ مولودِ مبارک آج دنیا میں ہوا پیدا
کہ مریم خادمہ ہے جسکی اور حوا سی دایہ ہے

دیا تھا عیسی مریم نے مژدہ جسکے آنے کا
جہاں میں آج وہ جانِ جہاں تشریف لایا ہی

قدوم سرورِ عالم سے اب عالم نے اے لوگو
کہوں کیا اور لکھوں کیا مرتبہ جو جو کہ پایا ہے

شفیع المذنبیں آئے مبارک اے گنہگارو
جہنم سے بچائے گا جو کل وہ آج آیا ہے

خداوندِ دو عالم کا کرو شکر اے مسلمانوں
تمہارے سر پہ محبوبِ خدا کا آج سایہ ہے

بہ لطفِ ایزدِ قادر ہوا وہ نورِ رب ظاہر
کہ جسکے نور سے سارے جہاں نے نور پایا ہے

شفاعت جسکی ہے اہلِ کبایر کے لئے ثابت
مبارک ہو کہ وہ حامی ہمارا آج آیا ہے

ہوا وہ نورِ حق پیدا کہ جسپر ہے خدا شیدا
جسے خالق نے اپنا مظہرِ قدرت بنایا ہے

وہ سردارِ دو عالم ہے وہ فخر نوح و آدم ہے
مکرم ہے مفخم ہے معظم اُس کا پایا ہے

وہ ہے ظلِ خداوند تعالی اے مسلمانوں
نہیں رکھتا وہ سایہ پر اُسی کا سب پہ سایہ ہے

خدا نے مرتبہ بخشا ہے جو محبوب کو اپنے
نہ پایا ہے کسی نے بھی جو پایہ اُس نے پایا ہے

زہے عزت زہے عظمت زہے شوکت زہی قربت
اشارہ قاب توسین اُسکا اَوْ اَدنیٰ سے پایا ہی

لعمرک سے عیاں ہے پیار جو ہے اُس سے خالق کو
اُنہیں کی شان میں طاہا کلامِ رب میں آیا ہی

خدا کا شکر کر ذاکرؔ کہ تو مداحِ احمدؐ ہے
بڑا رتبہ عظیم الشان ہے جو تو نے پایا ہی

لمؤلفہ

تو جہاں میں بادشاہِ دو جہاں پیدا ہوا
باعثِ ایجادِ فخر مرسلاں پیدا ہوا

نور سے جس چاند کے روشن ہوا سارا جہاں
وہ مہ برجِ شرف فخرِ جہاں پیدا ہوا

تھا جہاں مُردہ جہالت کے سبب پہلے تمام
حسن تمام العقل میں جانِ جہاں پیدا ہوا

کھل گئے درہائے جنت باب دوزخ بند ہیں
عاصیو مژدہ شفیع عاصیاں پیدا ہوا

لو ہوا طالع منی سے آفتاب اہتدا
ہادیٔ راہِ خداوند جہاں بس مدلہ ہوا

گر پڑے بُت مُنہہ کے بھل کعبہ میں شوکت دیکھیا — جبکہ وہ بیتِ خدا کا قدر دال پیدا ہوا
کانپ کر سب شرفہائے قصر کسرے گر پڑے — جس گھڑی وہ صاحبِ توقیر و شاں پیدا ہوا
باعثِ ایجادِ عالم سرورِ امّی لقب — رہبرِ دیں بادشاہِ انس و جاں پیدا ہوا
نور ہر مخلوق سے جسکا مقدم ہے وہ آج — تالیٔ ذاتِ خداوندِ جہاں پیدا ہوا
بخشوالیں گے قیامت کو ہمارے سب گناہ — شاد ہو زائر شفیعِ عاصیاں پیدا ہوا

لمؤلفہ

کیوں نہ مسرور ہوئیں ہم سبھی آج — شبِ میلادِ صاحبِ معراج
آج پیدا ہوا وہ شاہِ رسل — جو کہ پیغمبروں کا ہے سرتاج
آج پیدا ہوا وہ صاحبِ جود — حشر میں جسکے ہونگے سب محتاج
آج پیدا ہوا وہ دُنیا میں — جسکا دونوں جہان میں ہے راج
آج پیدا ہوا طبیبِ قلوب — کر دیا جس نے کج دلوں کا علاج
آج پیدا ہوا وہ ہادیٔ دیں — جسکی حق الیقین ہے منہاج
آج پیدا ہوا وہ شہ جسکا — ہر امیر و فقیر ہے محتاج
آج پیدا ہوا وہ تیر انداز — تودۂ کفر جسکا ہے آماج
آج پیدا ہوا وہ حاذقِ طب — معتدل جس سے ہے جہاں کا مزاج
آج پیدا ہوا وہ نورِ خدا — جس سے روشن ہوئی ہے ہر شے داج
آج پیدا ہوا وہ شاہنشاہ — جسکو ہر شاہ نے دیا ہے خراج
آج پیدا ہوا وہ باعثِ خلق — جسکو لولاک کا ملا ہے تاج
دن خوشی کا ہے کم ہے اے زائر — جسقدر ہو ہمیں مسرت آج

تضمینِ زائر بر قطعہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی

قد اصطفاہ الکبریا بلغ العلیٰ بکمالہ — قد استنار بہ اسماء کشف الدجیٰ بجمالہ
قد عظم خلق المصطفیٰ حسنت جمیع خصالہ — ربی یصلی دایما صلوا علیہ و آلہ
قد نال مازاغ البصر بلغ العلیٰ بکمالہ — ولوجہ لمع القمر کشف الدجیٰ بجمالہ
وبخلقہ فاق البشر حسنت جمیع خصالہ — اہل الہوٰی دون الحصر صلوا علیہ و آلہ

اسریٰ بہ رب السماء بلغ العلیٰ بکمالہ | کل الغیاھب انجلی کشف الدجیٰ بجمالہ
سعدت بہ کل الوریٰ حسنت جمیع خصالہ | صلے علیہ الکبریا صلوا علیہ والہ
ہے آس السماء بعد اسمہ بلغ العلیٰ بکمالہ | نور بدا بلباسہ کشف الدجیٰ بجمالہ
نظم الوریٰ بباسہ حسنت جمیع خصالہ | مع فضلہ عباسہ صلوا علیہ والہ
قوسین کا رتبہ ملا بلغ العلیٰ بکمالہ | عرش اُنکے ہے روشن ہوا کشف الدجیٰ بجمالہ
شہرہ ہے خلقِ مصطفےٰ حسنت جمیع خصالہ | زائر ہمیشہ دائما صلوا علیہ والہ

پانچویں مجلس خلقتِ نورِ جناب سیّد الانبیاء و ذکرِ ولادتِ آنحضرت و شہادت جناب سیّد الشہدا کے بیان میں

فی معانی الاخبار۔ حدثنا الحاکم احمد بن محمد بن عبد الرحمن المروذی المقری قال حدثنا ابو بکر محمد بن ابراھیم الجرجانی قال حدثنا ابو بکر عبد الصمد بن یحییٰ الواسطی قال حدثنا الحسن بن علی المدنی عن عبد اللہ بن المبارک عن سفیان الثوری عن جعفر بن محمد الصادق عن ابیہ عن جدہ عن ابیہ عن علی بن ابی طالب علیہم السلام قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ خلق نور محمد صلے اللہ علیہ و آلہ قبل ان یخلق السمٰوات والارض والعرش والکرسی واللوح والقلم والجنۃ والنار وقبل ان خلق آدم ونوحاً وابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب وموسیٰ وعیسیٰ وداود وسلیمان وکل من قال اللہ عزوجل فی قولہ ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب الیٰ قولہ وھدیناھم الیٰ صراط مستقیم وقبل ان خلق الانبیاء کلھم باربعمائۃ الف سنۃ واربع وعشرین الف سنۃ وخلق عزوجل معہ اثنی عشر حجاباً حجاب القدرۃ وحجاب العظمۃ وحجاب المنۃ وحجاب الرحمۃ وحجاب السعادۃ وحجاب الکرامۃ وحجاب المنزلۃ وحجاب الھدایۃ وحجاب النبوۃ وحجاب الرفعۃ وحجاب الھیبۃ وحجاب الشفاعۃ ثم حبس نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ فی حجاب القدرۃ اثنی عشر الف سنۃ وھو یقول سبحان ربی الاعلیٰ وفی حجاب العظمۃ احد عشر الف سنۃ وھو یقول عالم السر وفی حجاب المنۃ عشرۃ الاف سنۃ وھو یقول سبحان من ھو قائم لا یلھو وفی حجاب الرحمۃ تسعۃ الاف سنۃ وھو یقول سبحان الرفیع الاعلیٰ وفی حجاب السعادۃ ثمانیۃ الاف سنۃ وھو یقول سبحان من ھو دائم لا یسھو وفی حجاب الکرامۃ سبعۃ الاف سنۃ وھو یقول سبحان من ھو غنی لا یفتقر وفی حجاب المنزلۃ ستۃ الاف سنۃ وھو یقول سبحان العلیم الکریم وفی حجاب الھدایۃ خمسۃ الاف سنۃ وھو یقول سبحان ذی العرش العظیم وفی حجاب النبوۃ

اربعة آلاف سنة وهو يقول سبحان رب العزة عما يصفون وفي حجاب الرفعة ثلثة آلاف سنة وهو يقول سبحان ذي الملك
والملكوت وفي حجاب الهيبة الفي سنة وهو يقول سبحان الله وبحمده وفي حجاب الشفاعة الف سنة وهو يقول
سبحان ربي العظيم وبحمده ثم اظهر اسمه على اللوح فكان على اللوح منوراً اربعة آلاف سنة ثم اظهر على
العرش فكان على ساق العرش مثبتاً سبعة آلاف سنة الى ان وضعه الله عز وجل في صلب آدم ثم نقله
من صلب آدم الى صلب نوح ثم من صلب الى صلب حتى اخرجه عز وجل من صلب عبد الله بن عبد المطلب
فاكرمه بست كرامات البسه قميص الرضا ورداه رداء الهيبة وتوجه تاج الهداية والبسه سراويل المعرفة
وجعل تكته تكة المحبة يشد بها سراويله وجعل نعله نعل الخوف وناوله عصى المنزلة ثم قال له يا محمد اذهب
الى الناس فقل لهم قولوا لا اله الا الله وكان ذلك القميص من الباود والاصفر والبطائن من
الزبرجد وجوبانه من المرجان الاحمر وجيبه من نور الرب جل جلاله فقبل الله توبة آدم بذلك القميص
ورد خاتم سليمان به ورد يوسف الى يعقوب به ونجى يونس من بطن الحوت به وكذلك ساير الانبياء نجاهم
من المحن به ولم يكن ذلك القميص الا قميص محمد صلى الله عليه وآله ابن بابویہ رضی اللہ عنہ نے کتاب
معانی الاخبار وخصال میں بسند مذکور المتن جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب سید
اوصیا علیہ السلام نے کہ حضرت خالق عالم جل جلالہ نے جناب سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو
چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے آسمان زمین عرش کرسی لوح قلم جنت نار آدم نوح ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب
موسیٰ عیسےٰ داؤد سلیمان اور تمام وہ انبیا جنکا ذکر آیہ وهبنا له اسحق ويعقوب میں الی قوله تعالیٰ وهديناهم
الی صراط مستقیم میں ہے بلکہ کل انبیاء سے پہلے پیدا کیا اور نور محمدی کے ساتھ بارہ حجاب پیدا کئے۔ حجاب قدرت و
حجاب عظمت وحجاب عزت وحجاب ہیبت وحجاب جبروت وحجاب رحمت وحجاب نبوت وحجاب کرامت وحجاب منزلت
وحجاب رفعت وحجاب سعادت وحجاب شفاعت۔ پس حق تعالیٰ نے حکم فرمایا نور محمدی کو حجاب قدرت میں داخل
ہو پس وہ نور بارہ ہزار سال اس حجاب میں یہ تسبیح کہتا رہا سبحان ربي الاعلى اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار
سال کہا کیا سبحان عالم السر واخفى اور حجاب عزت میں دس ہزار سال کہا کیا سبحان الملك المنان۔ اور
حجاب ہیبت میں نو ہزار سال کہا کیا سبحان من هو غني لا يفتقر اور حجاب جبروت میں آٹھ ہزار سال کہا کیا
سبحان الكريم الاكرم اور حجاب رحمت میں سات ہزار سال کہا کیا سبحان رب العرش العظيم اور حجاب
نبوت میں چھ ہزار سال کہا کیا سبحان ربك رب العزة عما يصفون اور حجاب کرامت میں پانچ ہزار سال کہا کیا سبحان
العظيم الاعظم اور حجاب منزلت میں چار ہزار سال کہا کیا سبحان العليم الكبير اور حجاب رفعت میں تین
ہزار سال کہا کیا سبحان ذي الملك والملكوت اور حجاب سعادت میں دو ہزار سال کہا کیا سبحان من يزيل

[illegible] رسول اللہ

نیاولایزول اور حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال کہا گیا سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
پھر آنحضرت کا اسم مبارک لوح پر ظاہر کیا پس لوح پر وہ نام نامی و اسم گرامی چار ہزار سال تک منور و درخشاں رہا۔ پھر اسکو
عرش پر جگہہ دی پس وہ اسم شریف ساٹھ ہزار سال عرش پر ثابت و برقرار رہا یہانتک کہ جناب احدیت نے وہ نور
منور و مقدس آدم کی پشت میں رکھا پھر آدم کی پشت سے نوح کی پشت تک پہنچایا پھر ایک صلب سے دوسری صلب
تک منتقل کرتا رہا یہانتک کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت سے اُس جناب کو پیدا کیا۔ پھر آنحضرت کو چھ بزرگیوں
اور کرامتوں سے معزز و ممتاز فرمایا۔ اپنی قدرت کاملہ سے کرتہ رضا کا پہنایا اور چادر ہیبت کی اوڑھائی اور سر اقدس
پر تاج ہدایت کا رکھا۔ اور زیر جامہ معرفت کا زیب تن کیا۔ اور اُس ازار کا ازار بند محبت کا بنایا کہ جس سے اسکو اول
یعنی ازار کو مضبوط کیا جائے۔ اور حضور کے پاؤں میں کفش خوف کے پہنائے اور دست مبارک میں عصائے منزلت
دیا تب فرمایا کہ اے محمدؐ اب لوگوں کی طرف جاؤ اور اُنکو کہو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہیں اور وہ کرتہ جو خدا نے آنحضرت
کو پہنایا تھا اُسکی اصل چھ چیزوں سے تھی یاقوت موتی بلور اصفر زبرجد مرجان احمر۔ نور خدائے عزوجل۔ پس اسی قمیص
محمدی کے سبب سے آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔ اور سلیمان کی انگوٹھی کھوئی ہوئی پھر ہاتھ آئی۔ اور یوسفؑ کو اسی قمیص کی
بدولت یعقوبؑ سے پھر ملنا نصیب ہوا۔ اسی قمیص کے طفیل یونسؑ نے شکم ماہی سے نجات پائی۔ اسی طرح تمام انبیاء
و مرسلین اسی قمیص محمدی کے طفیل مصیبتوں اور تکلیفوں سے نجات پاتے رہے ہیں۔ صاحب دمعہ ساکبہ نے ابن
بابویہ رضی اللہ عنہ کی کتاب امالی سے ایک روایت نقل کی ہے جسکا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ لیث بن سعد روایت کرتے
ہیں کہ ایک دن کعب الاحبار معاویہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے اُس سے پوچھا کہ اے کعب تمنے ہمارے پیغمبر سید المرسلین
کی ولادت کے بارہ میں اور ہمارے پیغمبر کی اہلبیت طیبین کے فضائل میں کچھ اپنی کتابوں میں بھی لکھا ہوا دیکھا ہے
کعب الاحبار نے یہ سُنکر معاویہ کی طرف دیکھا اور مقصود اُسکا یہ تھا کہ اگر وہ اجازت دے تو بیان کروں۔ حق تعالیٰ نے
معاویہ کی زبان پر یہ جاری کر دیا کہ اے ابو اسحاق جو کچھ تو نے دیکھا ہے اور جو تجھے معلوم ہے بیان کر۔ کعب نے کہا کہ میں نے
بہتر کتابیں منزل من اللہ دیکھی ہیں اور صحف دانیال کو بھی پڑھا ہے اُن سب میں جناب محمد مصطفےٰ اور اُنکی اہلبیت
اصفیا کی ولادت کا ذکر لکھا ہوا ہے۔ نام آن حضرت کا تمام اُن کتابوں میں معروف و مسطور ہے۔ بجز عیسےٰؑ و احمدؐ اور کسی
پیغمبر کی ولادت کے وقت ملائکہ نازل نہیں ہوئے۔ اور بجز مریمؑ و آمنہ کے اور کسی عورت کے واسطے پردہ ہائے بہشت
نہیں گرائے گئے اور بجز مادر عیسےٰؑ و مادر احمدؐ کسی عورت کے پاس فرشتے نہیں آئے اور جناب محمد مصطفےٰ کے حمل کی علامت
یہ تھی کہ جس رات آمنہ حاملہ ہوئیں منادی نے ساتوں آسمان پر ندا دی کہ جناب ختم المرسلین اپنی مادر گرامی کے شکم میں
تشریف لائے مبارک ہو۔ اور نیز تمام زمینوں اور دریاؤں میں اس خوشخبری اور مژدہ کی ندا دی گئی اور زمین پر کوئی
چلنے والا اور کوئی پرند اوڑنے والا ایسا باقی نرہا جسکو آنحضرت کی ولادت کی اطلاع نہوئی ہو۔ جناب رسول اللہ کی ولادت

کی رات ستر ہزار قصر یاقوت سرخ کے اور ستر ہزار قصر مروارید آبدار کے بنائے گئے اور انکا نام قصر ہائے ولادت رکھا گیا اور سارے بہشتوں کو زینت دی گئی اور آراستہ کیا گیا اور بہشتوں سے کہا گیا کہ تم شاد اور بالیدہ ہو جاؤ کہ تم میں داخل ہونیوالوں کا پیغمبر پیدا ہوا۔ تمام بہشت شاداں اور خنداں ہوئے۔ نیز اُس روز کوئی ایسا پہاڑ باقی نہ رہا جس نے دوسرے پہاڑ کو آنحضرت کی ولادت کی بشارت نہ دی ہو اور سب نے باواز بلند کہا لا الہ الا اللہ اور تمام پہاڑ ابوقبیس کے سامنے بہ کرامت رسول اللہ فروتن اور خاضع ہوئے اور تمام درختوں نے اپنی شاخوں اور میووں سے آنحضرت کی ولادتِ باسعادت پر خوشی کا اظہار کر کے تقدیس حق تعالیٰ کی کی۔ اور درمیان زمین اور آسمان کے ستر ستون نورانی جُدی جُدی قسم کے جو ایک دوسرے سے مشابہ نہ تھے نصب کیئے گئے حضرت آدم کی روح کو جناب رسول اللہ کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تب ستر درجہ اُسکا حسن و ضیا بڑھ گیا۔ اور وہ مرگ کی تلخی کو بالکل بھول گئے۔ حوضِ کوثر بہشت میں موجیں مارنے لگا شیطان کو زنجیروں سے باندھ دیا گیا اور چالیس روز قید رہا۔ پھر عرش نے اُسکو چالیس روز پانی میں غرق رکھا اور جسقدر بُت دُنیا میں تھے وہ سرنگوں ہو گئے اور فریاد و واویلا کرنے لگے اور کعبہ سے ایک آواز آئی کہ اے آلِ قریش اب تمہاری طرف ایک بزرگوار ثواب کی بشارت دینے والا اور عذابِ خدا سے ڈرانیوالا آیا ہے اور اُسکے ساتھ عزتِ ابدی اور بہت بڑے فوائد ہیں اور وہ خاتم المرسلین ہے۔ اور ہمنے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ عترت اُس پیغمبر کی بعد اُنکے تمام خلقت سے افضل و بہتر ہوگی اور لوگ عذاب الٰہی سے امن و امان میں رہیں گے۔ جبتک اُس پیغمبر کی عترت میں سے ایک بھی زمین پر راہ چلنے والا باقی رہیگا۔ معاویہ نے کہا اے ابواسحاق عترت اُنکی کون ہیں کعب نے کہا فرزندانِ فاطمہؑ پس معاویہ ترش رو ہوا اور ہونٹھ چبا کر ہاتھ ڈاڑھی پر پھیرنے لگا۔ کعب نے کہا کہ میں نے پیغمبر کے دونوں فرزندوں کے شہید ہونے کی خبر کتب آسمانی میں پائی ہیں اور وہ دونو فاطمہ زہراؑ کے فرزند ہوں گے اور اُن دونوں کو بدترین خلق شہید کریگا معاویہ نے کہا کون اُنکو قتل کریگا کعب نے کہا کہ ایک آدمی قریش میں سے ہوگا یہ سُنکر معاویہ ناراض ہوا۔ **مؤلف** کہتا ہے اسی معاویہ نے جناب امام حسنؑ علیہ السلام کو زہر دلوایا اور اُس جناب کے جنازہ پر دشمنوں نے تیر مارے۔ یہانتک کہ ستر تیر جنازہ سے نکالے گئے اور اُسی کے بیٹے نے جناب امام حسینؑ سیّد الشہدا کو علی الاعلان بڑی بے رحمی اور سخت ظلم سے بحالت تشنگی اور گرسنگی مع اولاد و اخوان و اصحاب و اعوان قتل کر ڈالا۔ اور اُن کی ذرّیت کو لوٹا اور اسیر کیا۔ اور فرقِ مبارک جناب سیّد الشہدا کا سونے کے طشت میں اپنے سامنے رکھوایا اور اُسوقت وہ شقی شراب پیتا تھا اور شراب کی کُلّی فرقِ مقدس پر ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ اے حسینؑ دیکھا تمنے کہ میں نے تمسے کیا کچھ کیا۔ اے حسینؑ تم یہ گمان کرتے تھے کہ تمہارے باپ ساقی کوثر ہیں۔ اچھا مجھکو قیامت کے دن حوضِ کوثر سے پانی نہ پلانا۔ اے حسینؑ تم کہتے ہو کہ تمہارے نانا نے ظروفِ طلا و نقرہ کو امّت پر حرام کیا ہے۔ میں نے اسی واسطے تمہارے سر کو سونے کے طشت میں رکھوایا ہے اور تمہارے باپ فخر کرتے تھے کہ اُنہوں نے روز بدر بڑے بڑے بہادروں کو

قتل کیا۔ پھر اُس ملعون نے اپنے بڑوں کی یاد میں وہ شعر پڑھے جو مشہور ہیں۔ جنکا خلاصہ یہ ہے کہ اُس شقی نے کہا کہ میں احمد مختار
کی اولاد کو قتل کرکے اپنے اُن بڑوں کا بدلا لیا جنکو انہوں نے جنگِ بدر میں قتل کیا تھا۔ اور کعب الاحبار نے درست
کہا اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہمارے پیغمبر خاتم النبیین کی نبوت اور فضائل کا ذکر اور اُس جناب کی عترت و ذریت کے
فضائل و مناقب و مصائب کا بیان جمیع کتبِ آسمانی و صحفِ ربانی میں موجود ہے خدائے تعالیٰ نے تمام انبیائے سابقین
کو ہمارے پیغمبر خاتم المرسلین کی نبوت اور ہمارے مولا امیر المومنین کی ولایت و امامت اور ہمارے آقا سید الشہدا
کی شہادت کی خبر دی ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث نبویہ سے یہ امور ثابت و متحقق ہیں۔ اور جناب سید الشہدا
کی شہادت کا ذکر خالقِ عالم نے تمام پیغمبروں سے کیا ہے اور اس مصیبتِ کبرا و داہیہ عظمےٰ کی خبر سب کو دی ہے منجملہ
اُن کے موسیٰ علیہ السلام سے عند المناجات جناب سید الشہدا کی شہادت کا ذکر بیان فرمانے کے بارہ میں منقول
ہے۔ فی المنتخب۔ حکی ان موسی بن عمران راہ اسرائیلی مستعجلا وقد کستہ الصفرۃ واعتری بدنہ الضعف
وحکم بفرائصہ الرجف وقد اقشعر جسمہ وغارت عیناہ ونحف لانہ کان اذا دعاہ ربہ للمناجاۃ
یصیر علیہ ذلک من خیفۃ اللہ تعالیٰ فعرفہ الاسرائیلی وھو ممن امن بہ فقال لہ یا نبی اللہ اذنبت
ذنبا عظیما فاسال ربک ان یعفو عنی فانعم وسار فلما ناجی ربہ قال لہ یا رب العالمین اسالک وانت العالم
قبل نطقی بہ فقال تعالیٰ یا موسی ما تسالنی اعطیک وما ترید ابلغک قال رب ان فلانا عبدک الاسرائیلی
اذنب ذنبا ویسالک العفو قال یا موسیٰ اعفو عن من استغفر لی الا قاتل الحسین قال موسیٰ یا رب و
من الحسین قال لہ الذی مر ذکرہ علیک بجانب الطور قال رب ومن یقتلہ قال یقتلہ امۃ جدہ الباغیۃ
الطاغیۃ فی ارض کربلا وتنفر فرسہ وتحمحم وتصھل وتقول فی صھیلھا الظلیمۃ الظلیمۃ من امۃ
قتلت ابن بنت نبیھا فیبقی ملقی علی الرمال من غیر غسل ولا کفن وینھب رحلہ وتسبی نساءہ
فی البلدان ویقتل ناصرہ وتشھر رؤسھم مع راسہ علی اطراف الرماح یا موسیٰ صغیرھم یمیتہ
العطش وکبیرھم جلدہ منکمش یستغیثون ولا ناصر ویستجیرون ولا خافر قال فبکی موسیٰ وقال
یا رب وما لقاتلیہ من العذاب قال یا موسی عذاب یستغیث منہ اھل النار وبالنار لا تنالھم رحمتی
ولا شفاعۃ جدہ ولو لم یکن کرامۃ لہ لخسفت بھم الارض قال موسی برئت الیک اللھم
منھم وممن رضی بفعالھم فقال سبحانہ یا موسی کتبت رحمۃ لتابعیہ من عبادی واعلم انہ من
بکا علیہ او ابکی او تباکی حرمت جسدہ علی النار یعنی کتاب المنتخب میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مناجات کے لئے
کوہ طور کی طرف جا رہے تھے اور خوفِ الٰہی سے موسیٰ کی حالت یہ تھی کہ رنگ چہرہ مبارک کا زرد تھا رونگٹے کھڑے
ہوئے تھے بدن کانپتا تھا آنکھیں گڑی ہوئی تھیں اس حالت میں موسیٰ کو ایک شخص نے بنی اسرائیل میں سے

جو اُنپر ایمان لائے ہوئے تھا دیکھا اور معلوم کیا کہ موسیٰ مناجات کے لئے جارہے ہیں کیونکہ جب وہ مناجات کے لئے جایا کرتے تھے تو خوفِ الٰہی سے اُن کی ایسی ہی حالت ہوجایا کرتی تھی۔ پس اُسوقت اُس اسرائیلی نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں نے ایک سخت گناہ کیا ہے آپ خداوند رحیم سے سوال کریں کہ وہ مجھے بخشدے یہ سُنکر موسیٰ جب مقام مناجات پر پہنچے اور مناجات کرنے لگے تو عرض کیا کہ الٰہی تو میرے مافی الضمیر سے آگاہ ہے قبل اسکے کہ میں کچھ عرض کروں تو سب کچھ جانتا ہے۔ جنابِ احدیت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ جو تو سوال کرے میں تجھکو دوں اور جس چیز کا ارادہ کرے وہ تجھے پہنچاؤں موسیٰ نے عرض کیا کہ الٰہی تیرے فلاں بندے اسرائیلی نے ایک سخت گناہ کیا ہے اور وہ تجھ سے معافی چاہتا ہے۔ جناب غفور الرحیم نے فرمایا کہ اے موسیٰ جو شخص مجھ سے طلبِ آمرزش کرتا ہے میں اُسکو بخشدیتا ہوں لیکن حسینؑ کے قاتل کو ہرگز کبھی نہ بخشونگا موسیٰ نے پوچھا کون حسینؑ۔ فرمایا وہ حسینؑ جسکا ذکر ہم پہلے بھی طور پر تجھ سے بیان کرچکے ہیں۔ موسیٰ نے کہا اُن کو کون قتل کریگا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ حسینؑ کے نانا کی امتِ باغی وطاغی زمینِ کربلا پر حسینؑ کو قتل کرے گی۔ جب وہ مظلوم شہید ہوگا تو اُسکا گھوڑا میدانِ کربلا میں بحالتِ اضطراب و اضطرار دوڑے گا۔ اور ہنہنائے گا اور چیخیں مارے گا اور اپنی چیخوں میں وہ یہ کہے گا کہ فریاد ہے اس امتِ جفاکار کے ظلم وستم سے کہ جنہوں نے اپنے پیغمبر کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کردیا۔ اے موسیٰ حسینؑ کا لاشہ بغیر غسل وکفن کے ریت پر پڑا رہے گا اور ظالم اُسکے خیموں کو لوٹیں گے اور اُسکے اہلِ حرم کو اسیر کرکے شہروں میں پھرائیں گے اور حسینؑ کے انصار واعوان سب قتل کئے جائیں گے اور اُن سب کے سر حسینؑ کے سر کے ساتھ نیزوں پر رکھکر شہروں میں تشہیر کرینگے۔ اے موسیٰ حسینؑ اور رفقائے حسینؑ کی پیاس ایسی ہوگی کہ حسینؑ کے بعض بچوں کو صرف پیاس ہی کی شدت مار ڈالے گی اور جو حسینؑ کے ہمراہیوں میں جوان ہوں گے اور پیاس کی برداشت کرسکتے ہوں گے پیاس کی سختی اور حدت سے اُن کے جسموں کے چمڑے ایسے خشک ہوجائیں گے جیسے چمڑہ جلکر سکڑ جاتا ہے۔ اے موسیٰ حسینؑ اور اُسکے اہل وعیال و رفقاء اور اطفال استغاثہ کرینگے اور کوئی اُن کی مدد نہ کریگا اور وہ پناہ مانگیں گے اور کوئی اُنکو پناہ نہ دیگا۔ جب یہ مرثیہ حسینؑ کا خود خدائے تعالیٰ نے پڑھا اور یہ دردناک واقعہ بیان کیا تو موسیٰ علیہ السلام سُنکر بہت روئے اور عرض کیا کہ الٰہی تو اُن کے قاتلوں کو کسقدر عذاب دیگا فرمایا اے موسیٰ میں اُنکو اسقدر عذاب دونگا کہ اہلِ جہنم بھی اُس عذاب سے پناہ مانگیں گے۔ اور میں اُنپر کبھی رحمت نہ کرونگا۔ اور وہ لوگ حسینؑ کے نانا کی شفاعت سے بھی محروم رہیں گے اور بوجہ کراماتِ محمدؐ وآلِ محمدؐ زمین اُسوقت خسف ہونے سے بچ جائیگی۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ الٰہی میں اُنسے بیزار ہوں اور نیز اُن لوگوں سے بیزار ہوں جو اُنکے افعال پر راضی ہونگے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ میں نے اپنے اوپر واجب کرلیا ہے کہ حسینؑ کے تابعداروں اور فرمانبرداروں پر ہمیشہ رحمت نازل کرتا رہوں۔ اور جو شخص حسینؑ کی مصیبت میں روئے یا کسی کو رلائے یا رونے والوں کی

صورت بنائیگا میں اُسپر آتش دوزخ کو حرام کردونگا- جلاء العیون میں ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو حضرت کے گھوڑے نے اپنے آقا کو شہید دیکھکر کافروں پر حملہ کیا اور چالیس اشقیا کو جہنم واصل کیا اور اپنا سر خونِ سرور میں رنگین کرکے نعرہ زناں و فریاد کناں بجانب خیمہ روانہ ہوا- اور فریاد کرکے کہتا تھا کہ وائے ہو اُس گروہ پر جس نے اپنے پیغمبر کے فرزند کو شہید کیا- امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے تو اسپ آنحضرت نے اپنی پیشانی خونِ امامِ مظلوم سے رنگین کی اور فریاد کرتا ہوا خیمہ ہائے حرمِ محترم کی طرف دوڑا جب مخدراتِ خیامِ حرمِ عصمت وجلالت نے گھوڑے کی آواز سُنی سروپا برہنہ خیموں سے باہر نکل آئیں جب گھوڑے کو بغیر سوار کے دیکھا تو فریاد واحسیناہ و وا اماماہ کی بلند کی امّ کلثوم خواہر آنحضرت سر پیٹ کر نوحہ وزاری کرتیں اور کہتی تھیں وامحمداہ اسوقت تمہارے حسینؑ بے عمامہ وردا تیغ اہلِ جفا سے قتل ہوکر صحرائے کربلا میں پڑے ہیں- حضرت زینبؑ خواہر آنحضرت رو رو کر کہتی تھیں وامحمداہ یہ وہی حسینؑ تمہارا پیارا ہے جو خاک و خون میں غلطاں پڑا ہے اور اُن کے اعضا جدا جدا ہوگئے ہیں آپ کی دختروں کو اسیر کرتے ہیں- میں خدا و محمد مصطفےٰ و علی مرتضےٰ و حمزہ سیّد الشہدا سے اپنے حالِ زار کی شکایت کرتی ہوں- وامحمداہ یہ تمہارا حسینؑ اولادِ زنا کی تیغ سے شہید ہوکر عریاں صحرائے کربلا میں پڑا ہے- واکرباہ آج میرے جد محمد مصطفےٰ زندہ نہیں ہیں اے اصحابِ محمدؐ یہ ذریّت تمہارے پیغمبر کی ہے جنہیں اہل جور وجفا نے قید کیا ہے- روایاتِ معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا اُسوقت اندھی چلی اور زمین کانپی اور سیاہ خاک اوڑ کے اندھیرا ہوگیا سورج کو گہن لگا- لوگوں نے جانا کہ قیامت آگئی اور عذابِ حق تعالےٰ نازل ہوا- پس ببرکتِ وجود فائض الجود جناب امام زین العابدین علیہ السلام وہ اندھی فرو ہوگئی- ابنِ قولویہ نے بسندِ معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ علیہ السلام کو شہید کیا اُسوقت مدینہ طیبہ میں ایک آواز سُنائی دی کہ آج بلا اِس اُمّت پر نازل ہوئی اور خوشی نصیب نہوگی تا آنکہ قایم آلِ محمدؐ ظہور کریں اور تمہارے سینے سے غم واندوہ کو برطرف کردیں اور تمہارے دشمنوں کو قتل کرکے تمہارے شہدا کا خونبہا طلب کریں- پس اہلِ مدینہ اِس آواز کے سُننے سے جزع فزع کرنے لگے اور کہا کہ کوئی حادثہ عظیم حادث ہوا ہے جسکی ہمکو اطلاع نہیں- جب خبرِ شہادت آنحضرت مدینہ میں پہنچی اور حساب کیا تو وہ آواز مطابق اُس رات کے پڑی جس روز آنحضرت شہید ہوئے تھے- پس جب امامِ مظلوم کو شہید کیا ایک شخص درمیانِ لشکر نعرہ زناں نمایاں ہوا لوگوں نے اُسے منع کیا- اُس نے جواب دیا کسطرح میں فریاد و نالہ نہ کروں حالانکہ جناب رسولِ خدا کھڑے ہیں اور تم لوگوں کا حال مشاہدہ کررہے ہیں- مجھے ڈر ہے کہ کہیں زمین وآسمان اہلِ زمین پر نفرین نہ کریں کہ جمیع اہلِ زمین ہلاک ہوجائیں اور میں بھی تم میں ہلاک ہوجاؤں- پس اُن اشقیا نے کہا یہ شخص دیوانہ ہے اور کچھ لوگ اِس آواز سے متنبہ ہوئے اور کہا بخدا سوگند جو ہمنے اپنے لئے کیا کوئی ہمارے ساتھ نہ کرتا سردار جوانانِ اہلِ بہشت کو ابن زیاد ولدالزنا کی خاطر

سے شہید کیا پس اُسی جگہہ ایک نے دوسرے سے بیعت کی کہ ابنِ زیاد لعین پر خروج کریں چنانچہ خروج کیا مگر مفید نہوا راوی نے کہا میں آپ پر فدا ہوں وہ فریادی کون تھا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل امین تھے اگر اُن کو اجازت ملتی ہر آئینہ ایسا نعرہ مارتے کہ ارواحِ کافرین بیدین بجانبِ جہنم پرواز کرتیں۔ ولیکن حق تعالیٰ نے اُن کو مہلت دی کہ گناہ اُنکے زیادہ ہوں اور عذابِ الیم اُنپر آخرت میں ہو۔ دمعہ ساکبہ میں ابو مخنف سے نقل کیا ہی کہ جب حضرت[۱]

روتے ہیں محبوبِ خدا اقتل الحسینؑ بکربلا — غش میں پڑے ہیں مرتضےٰ اقتل الحسینؑ بکربلا
جبرئیل ہیں نوحہ کناں میکال مصروفِ فغاں — بیہوش ہیں کروبیاں قتل الحسینؑ بکربلا
تھراتے ہیں ارض و سما ہلتا ہے عرشِ کبریا — زہراؑ ہیں مشغولِ بکا قتل الحسینؑ بکربلا
کہتی ہیں زینبؑ یا علیؑ چادر بچاؤ اب مری — اماں کی دولت لٹ گئی قتل الحسینؑ بکربلا
ہئی ہے کدھر کو جاؤں میں شہ کو کہاں سے لاؤں میں — بھائی کو کیونکر پاؤں میں قتل الحسینؑ بکربلا
یاجدنا یامصطفےٰ ہذا حسینؑ بالعرا — ملقیٰ علیٰ وجہ الثرا قتل الحسینؑ بکربلا
خیموں میں آئے اہلِ کیں جا ہے نہ چھپنے کی کہیں — وارث نہیں والی نہیں قتل الحسینؑ بکربلا
اہلِ حرم ہیں ننگے سر حامی نہیں کوئی بشر — کہتے ہیں سب سر پیٹ کر قتل الحسینؑ بکربلا
نالے ہیں اور فریاد ہے سو ظلم اک سجاد ہے — عترت پہ کیا بیداد ہے قتل الحسینؑ بکربلا
بالی سکینہؑ کے گہر جب چھنتا تھا بدگہر — کہتی تھی وہ ہے ہے پدر قتل الحسینؑ بکربلا
عابد ہیں تپ میں مبتلا اور بی بیاں ہیں بے ردا — گھر ہے نبی کا لٹ رہا قتل الحسینؑ بکربلا
ہرسو ہے فریاد و فغاں جن و ملک ہیں نوحہ خواں — واحسرتا الشہ وہاں قتل الحسینؑ بکربلا
زائر یہ سب ارض و فلک جن و پری حور و ملک — روئیں گے کہکر حشر تک قتل الحسینؑ بکربلا

چھٹی مجلس اسماء مبارکہ و القابِ مقدسہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ الاتقیاء کے

ابنِ بابویہ رضی اللہ عنہ نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ الاطیاب نے کہ میں زیادہ تر مشابہ ہوں آدم سے اور ابراہیم زیادہ تر مشابہ تھے مجھ سے خلق اور خلقت میں۔ حق تعالےٰ نے عرشِ عظمت اور جلال پر میرے دس نام مقرر فرمائے اور میری صفت بیان کی اور ہر پیغمبر کی زبانی خوشخبری اور بشارت میری پیدائش کی اُنکی اُمت کو پہنچائی توریت اور انجیل میں میرے نام کو بہت جگہہ یاد کیا۔ اپنا کلامِ پاک مجھکو تعلیم فرمایا اور مجھکو آسمان پر لیگیا اور میرا نام اپنے اسمِ بزرگ سے مشتق کیا

[۱] شہید ہوئے تو زمین کو زلزلہ ہوا مشرق سے مغرب تک تاریکی چھاگئی آسمان سے خون تازہ برسا منادی نے آسمان سے ندا دی کہ امام ابن امام برادر امام باپ آئمہ کا حسین ابن علی قتل ہوا۔ لمؤلفہ

نام اُسکا محمود ہے میرا نام محمد رکھا اور مجھکو بہترین زمانہ میں پیدا کیا اور بہترین امت میں ظاہر کیا۔ توریت میں میرا نام احید ہے اسواسطے کہ بوجہ توحید و پرستش رب مجید وحدہ لاشریک میری امتِ مرحومہ پر خدا نے آتش دوزخ حرام کی ہے اور انجیل میں مجھکو احمد کہا اِس لئے کہ میں آسمان میں محمود ہوں اور میری امت حمد کرنے والی ہے۔ اور زبور میں مجھکو ماحی کہا اسواسطے کہ میں نے زمین سے بتوں کی پرستش کو محو کیا اور قرآن میں میرا نام محمدؐ رکھا اسواسطے کہ بروزِ قیامت کُل امتیں میری حمد اور ستائش کرینگی کیونکہ سوائے میرے قیامت میں کوئی پیغمبر شفاعت نکریگا اور جو کوئی شفاعت کریگا وہ میری اجازت سے شفاعت کریگا۔ اور مجھکو قیامت میں حاشر کہیں گے اسلئے کہ میری امت کا زمانہ حشر سے متصل ہے۔ اور نیز میرا نام موقف رکھا اسلئے کہ میں لوگوں کو مقامِ حساب میں بروزِ حساب قاضی یوم الحساب کے سامنے پیش کرونگا۔ اور میرا نام عاقب رکھا اسلئے کہ میں سب پیغمبروں کے بعد آیا ہوں میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے میں رسولِ رحمت اور رسولِ توبہ ہوں اور میں رسول ملاحم (یعنی کفار سے جہاد کرنیوالا ہوں) میں مقفی ہوں کہ پیچھے تمام انبیا کے مبعوث ہوا ہوں۔ اور میں قثم (جامع کمالات) ہوں اور مجھپر میرے پروردگار نے نہایت رحمت اور عنایت فرمائی ہے کہ اللہ جل جلالہ نے مجھے فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے ہر پیغمبر کو ایک زمانہ خاص اور ایک وقت کے واسطے بھیجا مگر تجھکو ہر سُرخ و سیاہ پر مبعوث کیا اور میں نے تیری مدد کی اُس خوف اور رُعب کی وجہ سے جو تجھ سے تیرے دشمنوں کے دلوں میں ڈالا ہے سوائے تیرے اور کسی پیغمبر کے لئے میں نے ایسا نہیں کیا یعنی ایسا رعب کسی کو نہیں دیا غنیمت کفار کی تجھپر حلال کی اور سوائے تیرے اور کسی پیغمبر پر حلال نہ کی تھی۔ بلکہ انبیا رسابقین کو یہ حکم تھا کہ غنیمت کا فرونکی جلا دیں اور تجھکو اور تیری امت کو ایک خزانہ خزائن عرش میں سے عطا کیا ہے اور وہ سورۂ فاتحۃ الکتاب اور سورہ بقر کے آخر کی آیات ہیں اور تیرے لئے اور تیری امت کے واسطے تمام روئے زمین کو محل سجدہ نماز مقرر کر دیا برخلاف امم سابقہ کے کہ اُنکو حکم تھا کہ اپنے معبدوں ہی میں نماز پڑھیں۔ اور زمین کی مٹی کو تیرے لئے اور تیری اُمت کے واسطے مطہر یعنی پاک کرنیوالی کر دیا اور کلمۂ اللہ اکبر کا تجھکو اور تیری امت کو عطا فرمایا اور تیرے ذکر کو اپنے ذکر سے متصل کیا یعنی جسوقت تیری امت مجھکو بوحدانیت یاد کرے تجھکو برسالت یاد کرے۔ پس طوبیٰ تجھکو اور تیری امت کو میں نے دیا ہے۔ حسن بن فضال نے جناب امام رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم کیوں ہے حضرت نے فرمایا کہ جناب رسول مقبول کے فرزند کا نام قاسم تھا حسن بن فضال نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ آیا مجھکو آپ اِس سے زیادہ توضیح کے سمجھانے کے قابل جانتے ہیں جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں جانتا ہوں۔ مگر تو یہ نہیں جانتا کہ حضرت رسولؐ مقبول نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ دونوں باپ ہیں اس امت کے راوی نے کہا کہ بیشک صحیح ہے۔ پھر فرمایا حضرت نے کہ جناب رسول اللہ تقسیم کرنے والے بہشت اور دوزخ کے ہیں اور اسی سبب سے خدائے تعالےٰ نے کنیت آنحضرت

ازمعانی الاخبار

کی ابوالقاسم مقرّی کی ہے حسن بن فضال نے عرض کیا کہ پدر امت کے کیا معنی ہیں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ شفقت جناب رسول کریم کی امت پر اسطرح ہے کہ جسطرح باپ کی اولاد پر ہوتی ہے۔ اور علیؑ تمام امت میں سب سے افضل اور بزرگ تر ہیں اور اسی طرح شفقت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی امت پر بعد جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند شفقت رسول کریم کے ہے اسلئے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام بعد آنحضرت کے وصی اور جانشین اور امام اور پیشوا اس امت کے ہیں اسی واسطے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میں اور علیؑ دونوں باپ اس امت کے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت کا نام مزّمل اسواسطے رکھا کہ جب وحی نازل ہوتی تھی تو اسوقت حضرت جسم مبارک کو چادر سے چھپا لیتے تھے اور خطاب مدثر کا قبل از قیامت حضرت کی رجعت کے اعتبار سے عطا ہوا یعنی وہ شخص کہ کفن میں لپٹا ہوا ہے پھر وہ زندہ ہو اور بار دیگر لوگوں کو عذاب الہٰی سے ڈرائے۔ روایات متعددہ متواترہ بین الفریقین میں وارد ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے ہمارے نام اپنے ناموں سے مشتق کئے ہیں خداوند عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں۔ جناب ایزد متعال علی اعلا ہے اور امیر المومنین علیؑ ہے۔ ابن بابویہ رضی اللہ عنہ نے بسند صحیح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا نام مبارک صحف ابراہیم میں ماحی ہے اور توریت میں حاد اور انجیل میں احمدؐ اور قرآن میں محمدؐ ہے لوگوں نے پوچھا ماحی کس وجہ سے حضرت نے فرمایا کہ ماحی کے یہ معنی ہیں کہ بتوں اور اقمار اور صورتوں کو محو کرنے والا اور ہر معبود باطل کے بطلان کا بیان کرنے والا۔ اور حاد یعنی دشمنی کرنے والا دشمنان خدا سے خواہ وہ یگانہ ہوں یا بیگانہ احمد کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالے نے جابجا بوجہ افعال شایستہ وحمیدہ واعمال بالستہ وسدیدہ آنحضرت کی تعریف فرمائی ہے اور محمدؐ کے یہ معنی ہیں کہ جناب باری عز اسمہ نے اور نیز تمام پیغمبروں اور ملائکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف اور مدح کی ہے اور اس جناب پر اور انکی آل اطیاب پر درود بھیجا ہی اور نام جناب سید الانام کا عرش اعظم پر محمد رسول اللہ لکھا ہے۔ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس نام ہیں۔ محمد احمد عبد اللہ طہٰ یٰسین۔ نون۔ مزمل۔ مدثر۔ ذکر۔ رسول چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما محمد الا رسول۔ ومبشراً برسول۔ یأتی من بعدی اسمہ احمد۔ وکما قام عبد اللہ۔ وطٰہٰ۔ ما انزلنا علیک القران لتشقیٰ۔ ویٰسین والقران الحکیم۔ ونون والقلم وما یسطرون۔ ویا ایہا المدثر۔ وانا انزلنا الیکم ذکراً۔ رسولاً۔ سوائے اسمائے مقدسہ مذکورہ کے آنحضرت کے اسماء والقاب یہ بھی ہیں۔ شاہد۔ شہید۔ مبشر۔ بشیر۔ نذیر۔ داعی۔ سراج منیر۔ رحمۃ للعالمین۔ رسول اللہ۔ خاتم النبیین۔ نبی۔ امی۔ نور نعمت۔ رؤف۔ رحیم۔ منذر۔ مذکر۔ نجم۔ شمس۔ حم۔ سما۔ تین ✣

عمدۃ البیان

عمدۃ البیان

عمدۃ البیان

ساتویں مجلس جناب رسالتمآب کے اخلاق و آداب کے بیان میں اور تمہید میں حضرت سید الانام کے چار سو اسماء مبارکہ و القاب مقدسہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الذی جعلنا من امۃ شفیع المذنبین ومنّ علینا بوجود حبیبہ رحمۃ للعالمین الذی سماہ باربعمایۃ اسم العالم وعلمک مالم تکن تعلم۔ الحاکم۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک الخاتم وخاتم النبیین۔ العابد واعبد ربک الساجد۔ وکن من الساجدین۔ الشاهد۔ انا ارسلناک شاهداً۔ المجاهد۔ یا ایها النبی جاهد الکفار۔ الطاهر۔ طٰہٰ ما انزلنا۔ الشاکر شاکراً لانعمہ۔ الصابر واصبر وما صبرک۔ الذاکر۔ واذکر اسم ربک۔ القاضی۔ اذا قضی اللہ ورسولہ۔ الراضی۔ لعلک ترضی الداعی۔ وداعیاً الی اللہ۔ الهادی وانک لتهدی۔ القاری۔ اقرء باسم ربک۔ التالی یتلوا علیهم الناهی۔ وما نهاکم عنہ۔ الآمر۔ وامر اهلک۔ الصادع۔ فاصدع بما تومر۔ الصادق۔ صٓ والقران القانت۔ امن هو قانت۔ الحافظ۔ یحفظونہ من امر اللہ الغالب۔ وان جندنا۔ العائل۔ ووجدک عائلاً۔ الضال۔ ای یهدی بہ الضال یعنی جسکی ہدایت سے گمراہ ہدایت پائیں۔ ووجدک ضالاً۔ الکریم انہ لقول رسول کریم۔ الرحیم۔ رؤف رحیم۔ العظیم۔ انک لعلی خلق عظیم۔ الیتیم۔ الم یجدک یتیماً۔ المستقیم۔ فاستقم کما امرت۔ المعصوم۔ واللہ یعصمک۔ البشیر۔ انا ارسلناک بالحق۔ النذیر بشیراً ونذیراً۔ العزیز۔ لقد جاءکم رسول۔ الشهید۔ وجئنا بک شهیداً۔ الحریص۔ حریص علیکم القریب۔ قٓ والقران۔ الحبیب والمحب والمحبوب۔ فی سبع مواضع حم۔ النبی یا ایها النبی القوی۔ ذی قوۃ۔ الوحی وکذلک اوحینا الیک۔ الامی۔ النبی الامی۔ الامین۔ مطاع ثم امین المکین عند ذی العرش۔ المبین۔ وقل انی انا النذیر۔ المذکر۔ فذکر انما انت۔ المبشر۔ ومبشراً برسول المنذر۔ انما انت منذر۔ المستغفر۔ واستغفر لذنبک۔ المسبح۔ فسبح بحمد ربک۔ المصلی فصل لربک۔ المصدق مصدقاً لما معکم۔ المبلغ۔ یا ایها الرسول بلغ۔ المحدث۔ اما بنعمۃ ربک المومن امن الرسول۔ المتوکل۔ وتوکل علی الحی۔ المزمل۔ یا ایها المزمل۔ المدثر۔ یا ایها المدثر۔ ومن اللیل فتهجد۔ المنادی۔ سمعنا منادیاً۔ المهتدی۔ وهداہ الی صراط۔ الحق۔ قد جاءکم الحق الصدق۔ والذی جاء بالصدق۔ الذکر۔ انا ارسلنا الیکم ذکراً۔ البرهان۔ قد جاءکم برهان الفضل۔ قل بفضل اللہ۔ المرسل۔ انک من المرسلین۔ المبعوث۔ هو الذی بعث۔ المختار

وربک یخلق - المعفو - عفا اللہ عنک - المغفور - لیغفر لک اللہ - المکفی - انا کفیناک - المرفوع - والرفیع
ورفعنا لک - المؤید - ھو الذی ایدک - المنصور - وینصرک اللہ - المطاع - مکین مطاع - الحسنیٰ - و
صدق بالحسنیٰ - الھدیٰ وما منع الناس - الرسول - یا ایھا الرسول - الرؤف - بالمومنین رؤف
النعم یعرفون نعمۃ اللہ - الرحمۃ وما ارسلناک الا رحمۃ - النور - قد جاءکم من اللہ نور - الفجر - والفجر و
لیال - المصباح - فی زجاجۃ - السراج وسراجا منیرا - الضحی - والضحی - والنجم - والنجم اذا ھویٰ
الشمس - ثم جعلنا الشمس - البدر - طہ - الظل - الم تر الی ربک - البشر - بشر مثلکم - الناس - ام
یحسدون الناس - الانسان - خلق الانسان - الرجل - علی رجل منکم - الصاحب - ما ضل صاحبکم
العبد - اسریٰ بعبدہ - المجتبیٰ - ولکن اللہ یجتبی - المقتدی - فبھدیھم اقتدہ - المرتضی - الا
لمن ارتضیٰ - المصطفیٰ - اللہ یصطفی - احمد - من بعدی اسمہ احمد - محمد - محمد رسول اللہ - کہیعص
یس - طہ - حم عسق کل حرف تدل علی اسم لہ مثل الکافی والھادی والمعارف والیمنی والطاہر
وغیر ذلک واسماؤہ فی الاخبار العاقب وھو الذی یعقب الانبیاء - الماحی الذی یمحی بہ الکفر ویقال
یمحی بہ سیئات من اتبعہ - الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمیہ - المقفی الذی قفی النبیین -
الموقف یوقف الناس بین یدی اللہ - القثم وھو الکامل الجامع ومنہ - الناشر - الناصح والوفی
والمطاع والنجی والمامون والحنیف والحبیب والطبیب والسید والمقرب والدافع والشافع
والمشفع والحامد والمحمود - والموجہ والمتوکل والغیث وفی التوریۃ مید مید - ای غفور رحیم
وقیل مید مید ای محمد وقیل مود مود وقیل ان اسمہ فیھا موقوت ای المحمود وفی الزبور قلیطا
مثل ابی القاسم فقالوا ابلقیطا وقالوا فاروق وقالوا محیاثا وفی الانجیل طاب طاب ای احمد یقال
یعنی طیب طیب وفی کتاب شعیا نور الامم رکن المتواضعین - رسول التوبۃ - رسول البلاء
وفی الصحف ملقیطا - وفی صحف شیث طالبثا - وفی صحف ادریس بہبائیل وفی صحف ابراھیم
مود مود - وفی السماء الدنیا - المجتبیٰ وفی الثانیۃ المرتضیٰ وفی الثالثۃ - المزکی - وفی الرابعۃ المصطفیٰ
وفی الخامسۃ المنتخب وفی السادسۃ المطھر والمجتبیٰ وفی السابعۃ المقرب والحبیب ویسمیہ المقربون
عبد الواحد - والسفرۃ الاول والبررۃ الاخر والکروبیون الصادق والروحانیون الطاھر
والاولیاء القاسم والرضوان الاکبر - والجنۃ عبد الملک والحور - عبد العطا واھل الجنۃ
عبد الدیان - ومالک عبد المختار - واھل الجحیم - عبد النجاۃ والزبانیۃ - عبد الرحیم والجحیم
عبد المنان وعلی ساق العرش رسول اللہ وعلی الکرسی نبی اللہ وعلی طوبیٰ صفی اللہ وعلی لواء

الحمد صفوۃ اللہ وعلی باب الجنۃ خیرۃ اللہ وعلی القمر الاقمار۔ وعلی الشمس نور الانوار۔ والشیاطین
عبد الھید۔ والجن عبد الحمید۔ والموقف الداعی۔ والمیزان الصاحب۔ والحساب الداعی
والمقام المحمود الخطیب۔ والکوثر الساقی۔ والعرش المفضل۔ والکرسی عبد الکریم والقلم عبد الحق
وجبرئیل عبد الجبار ومیکائیل عبد الوھاب واسرافیل عبد الفتاح۔ وعزرائیل عبد التواب
والسحاب عبد السلام۔ والریح عبد الاعلی۔ والبرق عبد المنعم۔ والرعد عبد الوکیل۔ والا
حجار عبد الجلیل والتراب عبد العزیز۔ والطیور عبد القادر۔ والسبع عبد العطا۔ والجبل
عبد الرفیع والبحر عبد المومن والحیتان عبد المھیمن۔ واھل الروم الحلیم۔ واھل مصر
المختار۔ واھل مکۃ الامین واھل المدینۃ المیمون والزنج مھمت والترک ضاحی والعرب
الامی والعجم احمد۔ والقاید صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ حبیب اللہ صفی اللہ۔ نعمۃ اللہ
عبد اللہ خیرۃ اللہ خلق اللہ۔ سید المرسلین۔ امام المتقین۔ خاتم النبیین۔ رسول الحامدین
رحمۃ للعالمین قاید الغر المحجلین۔ خیر البریہ۔ نبی الرحمۃ۔ صاحب الملحمۃ محلل الطیبات
محرم الخبائث۔ مفتاح الجنۃ۔ دعوۃ ابراھیم۔ بشری عیسیٰ خلیفۃ اللہ فی الارض۔ زین
القیامۃ۔ نور القیامۃ۔ وتاجھا۔ صاحب اللواء یوم القیامۃ۔ واضح الاصر والاغلال افصح
العرب۔ سید ولد ادم۔ ابن العواتک ابن الفواطم۔ ابن الذبیحین۔ ابن البطحا مکۃ العبد
المویّد والرسول المسدد۔ والنبی المھذب۔ والصفی المقرب۔ والحبیب المنتخب۔ والامین
المنتخب۔ صاحب الحوض والکوثر۔ والتاج والمغفر والخطبۃ والمنبر۔ والرکن والمشعر والوجہ
الانور۔ والخد الاقمر۔ والجبین الازھر۔ والدین الاظھر۔ والحسب الاطھر۔ والنسب الاشہر
محمد خیر البشر۔ المختار للرسالۃ۔ الموضح للدلالۃ۔ المصطفےٰ للوحی والنبوۃ۔ المرتضیٰ للعلم والفتوۃ
والمعجزات والادلۃ۔ نور فی الحرمین شمس بین القمرین شفیع من فی الدارین۔ نورہ اشھر۔
وقلبہ اطھر۔ وشریعتہ اظھر۔ وبرھانہ ازھر۔ وبیانہ ابھر۔ وامتہ اکثر۔ صاحب الفضل والعطا
والجود والسخا۔ والتذکرہ والبکا۔ والخشوع والدعا والانابۃ والصفا۔ والخوف والرجاء
والنور والضیا۔ والحوض واللواء والقضیب والردا والناقۃ العضبا والبغلۃ الشھبا۔ قاید الخلق
یوم الجزا۔ سراج الاصفیا۔ تاج الاولیاء۔ امام الاتقیاء خاتم الانبیاء۔ صاحب النشور۔ و
الکتاب۔ والفرقان۔ والخطاب۔ والحق والصواب۔ والدعوۃ والجواب وقاید الخلق یوم
الحساب صاحب القضیب العجیب والفنا الرحیب والرائے۔ الھتیب المشفق علی البعید

والقریب۔ محمد الحبیب۔ صاحب القبلة الیمانیہ۔ والملة الحنیفیہ والشریعة المرضیہ والائمة المہدیہ
العترة الحسنیہ والعترة الحسینیہ۔ صاحب الدین۔ صاحب الاسلام۔ صاحب البیت الحرام
صاحب الرکن والمقام۔ صاحب الصلوٰة والقیام۔ صاحب الشریعة والاحکام۔ صاحب الحلٰ و
الحرام۔ صاحب الحجة والبرہان۔ صاحب الحکمة والفرقان۔ صاحب الحق والبیان۔ صاحب
الفضل والاحسان۔ صاحب الکرم والامتنان۔ صاحب المحبة والعرفان۔ صاحب الخلق الجلی
والنور المضی۔ صاحب الکتاب البہی۔ والدین الرضی۔ والرسول النبی الامی۔ صاحب الخلق
العظیم والدین القویم۔ والصراط المستقیم والذکر الحکیم۔ صاحب الرکن والحطیم۔ صاحب
الدین۔ صاحب الطاعة صاحب الفصاحة صاحب البراعة۔ صاحب الکرا و الشجاعة۔ صاحب
صاحب التوکل والقناعة۔ صاحب الحوض والشفاعة۔ صاحب الدین الظاہر والحق الزاہر
والزمان الباہر واللسان الذاکر والبدن الصابر۔ صاحب القلب الشاکر صاحب الاصل الطاہر
صاحب الاباء والاخایہ۔ والامہات الطواہر صاحب الضیا صاحب النور۔ صاحب البرکة
صاحب الحبور۔ صاحب الیمن۔ صاحب السرور۔ صاحب اللسان الذکور۔ صاحب البدن
الصبور۔ صاحب القلب الشکور۔ صاحب البیت المعمور۔ وکناہ ابوالقاسم وابوالطاہر۔ وابو
الطیب وابوالمساکین۔ وابوالدرتین۔ وابوالریحانتین۔ وابوالسبطین وفی التوریة ابوالا
رامل وکناہ جبریل بابی ابراہیم لما ولد ابراہیم وانما یکنی بابی القاسم باول ولد یقال لہ
القاسم ویقال لانہ یقسم الجنة یوم القیامة۔ صفاتہ۔ راکب الجمل اکل الذراع قابل الہدیہ
محرم المیتہ حامل الہراوة۔ خاتم النبوة۔ نسبہ العربی التہامی الابطحی الیثربی المکی المدنی
القرشی الہاشمی المطلبی فہو من جہتہ الاب ہاشمی ومن جہتہ الام زہری ومن الرضاع
سعدی ومن المیلاد مکی ومن الانشاء مدنی صلے اللہ علیہ واٰلہ الطیبین الطاہرین و
عترتہ المعصومین الغرر المیامین۔ امابعد فقد قال اللہ العلی العلیم فی مدح رسول الکریم
انک لعلی خلق عظیم وقال سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم بعثت لاتمم
مکارم الاخلاق یعنی جناب باری تعالیٰ شانہ اپنے رسول کریم کے اخلاق شریفہ کی مدح میں فرماتا ہے کہ اے
محمد تو بڑے خلق عظیم پر ہے اور خود سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ الہدات ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس لئے
رسالت پر مبعوث کیا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پورا کردوں اور نیز فرمایا آنحضرت نے کہ ادبنی ربی فاحسن
تادیبی یعنی میرے رب نے مجھکو بہت اچھی طرح اداب سکھلائے۔ اور فی الحقیقت جب خدا خود سکھلانیوالا

اور محمد رسول اللہ اشرف الاولین والآخرین جیسا پیغمبر اُسکا حبیب سیکھنے والا ہو تو کیسے اعلےٰ درجے کے اخلاق وہ
مالک الملک قادر برحق اپنے حبیب کو سکھائے گا اسمیں کچھ شک نہیں کہ حبیب خدا محمد مصطفےٰ جس طرح جمیع صفات
حمیدہ میں کل مخلوقات سے افضل اور برتر ہیں اُسی طرح اخلاقِ حسنہ میں بھی اُس جناب کا کوئی عدیل و نظیر نہیں
اب ہم اس مقام پر حضرت کے مکارمِ اخلاق کا کچھ ذکر کرتے ہیں۔ ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہ کتاب المناقب
میں لکھتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کے مکارمِ اخلاق و محاسنِ آداب علمار نے
اخبار و احادیث سے التقاط کرکے جمع کئے ہیں۔ پس ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کل مخلوقات سے زیادہ
اور اعلےٰ درجہ کے حلم کرنے والے حکیم دانا اور علیم اور حلیم اور بہادر اور عادل اور مہربان اور رحم دل تھے۔ اور سخی
اور کریم ایسے تھے کہ کبھی کسی وقت اُس کریم کے پاس درہم و دینار باقی نہیں رہتا تھا اور بالفرض اگر کچھ مال درہم
و دینار اُس بے نظیر کریم کے پاس موجود ہو اور ایسا کوئی شخص نہ ملے جو مستحق اُس مال کا ہو تا کہ اُسکو عطا فرمائیں
اور اسی حال میں رات ہو جائے تب رات کو بھی گھر میں داخل نہ ہوتے تھے جبتک اُس مال سے بری الذمہ نہو جائیں
یعنی جبتک وہ مال کسی مستحق کو عطا نہ فرمالیں تب تک بیت الشرف میں تشریف نہ لاتے تھے اور جو کوئی شخص جس
امر کا حضرت سے سوال کرتا تھا حضرت اُس امر کو پورا کرتے تھے سائل کے سوال کو کبھی رد نہ کرتے تھے اور زمین پر
بیٹھا کرتے تھے اور زمین ہی پر سوتے تھے اور زمین ہی پر بیٹھکر طعام تناول فرمایا کرتے تھے اور اپنے جوتے کو آپ اپنے
دستِ مبارک سے گانٹھ لیا کرتے تھے۔ خود بکری کا دودھ دوہتے تھے اور اپنے اونٹ کو خود باندھتے تھے اور کھولتے
تھے اور جب خادم آٹہ پیسنے سے تھک جاتا تھا تو خود اُسکے ہمراہ چکی پیستے تھے اور اپنے ہاتھ سے وضو کے لئے پانی لاتے
تھے اور جائے وضو پر رات کے وقت رکھتے تھے اور تکیہ لگا کر نہیں بیٹھتے تھے اور خود اپنے عیال کے لئے اپنے ہاتھ سے
گوشت کاٹتے تھے اور جب طعام تناول فرمانے کے لئے بیٹھتے تھے تو بہت عاجزی سے بیٹھتے تھے اور کھانا کھانے
کے بعد انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے اور سیر ہو کر کھانا کبھی نہ کھاتے تھے۔ اور جو کوئی ضیافت کرے چاہے آزاد
ہو اور چاہے غلام ہو اُسکی ضیافت کو قبول فرماتے تھے اور نیز ہدیہ قبول فرماتے تھے اگرچہ ایک گھونٹ دودھ کا ہو
اور اُسکو نوش فرماتے تھے اور صدقہ کبھی نہ لیتے تھے اور نہ کھاتے تھے اور اپنے نفس کی تکلیف اور رنج اور غصہ
کی وجہ سے کبھی ناراض نہ ہوتے تھے۔ جب غضبناک ہوتے تھے تو خدائے تعالیٰ کی خوشی اور رضامندی کیواسطے
غضبناک اور ناراض ہوتے تھے اور بھوک کی شدت اور سختی کے سبب سے اکثر اوقات شکم مبارک پر پتھر باندھ
لیتے تھے۔ اور جو کچھ میسر اور موجود ہوتا تھا اُسکو کھاتے تھے اور دو کپڑے نیچے اوپر نہیں پہنتے تھے اور شملہ اُس جناب کا
کا اون کا یا روئی کا یا کتاں کا ہوتا تھا اور اکثر سفید کپڑے پہنتے تھے اور جمعہ کے دن زیب بدن اطہر فرمانے
کے لئے علیحدہ لباس ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ یہ دستور تھا کہ جب نئے کپڑے پہنتے تھے تو پرانا لباس کسی مسکین کو عطا

فرماتے تھے۔ حضرت کے پاس ایک عبا تھی دن کو اُسے اوڑھتے تھے اور شب کو اُسے بچھا لیتے تھے اور ایک انگوٹھی چاندی کی تھی کہ اُسکو دستِ راست کی خنصر میں پہنتے تھے۔ خربوزہ کو پسند فرماتے تھے اور بدبو کو بُرا جانتے تھے اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کرتے تھے اور جب سوار ہوتے تھے تو اپنے غلام کو یا اور کسی صحابی کو اپنا ردیف بناتے تھے اور کبھی گھوڑے پر اور کبھی خچر پر کبھی گدھے پر کبھی سانڈھنی پر سوار ہوتے تھے اور کبھی گدھے پر بے زین کے سوار ہوتے تھے۔ کبھی پیدل چلتے تھے اور کبھی برہنہ پا چلتے تھے کبھی بغیر ردا اور عمامہ اور کلاہ کے چلتے تھے اور جنازوں کے ہمراہ جاتے تھے اور دور دور جاکر بھی مریضوں کی عیادت فرماتے اور فقرا اور مساکین کی ہمنشینی کرتے تھے اور مساکین کے ساتھ بیٹھکر کھاتے تھے اور دستِ مبارک سے اُنکو طعام عطا فرماتے تھے اور اہلِ فضل و شرف کا اکرام کرتے تھے اور شرفا کی تالیفِ قلوب با عطائے اموال کرتے تھے اور صلہ رحم بجالاتے تھے مگر اقربا کو داد و دہش میں مقدم نہ کرتے تھے مگر جن امور میں خدائے تعالیٰ نے اُنکو مقدم کرنے کا حکم دیا ہے اُن امور میں اُنکو مقدم کرتے تھے اپنے آپ کو اور اپنی اہلبیت کو اکثر بھوکا رکھتے تھے اور غیروں کو کھلاتے تھے اور مال اور دولت عطا فرماتے تھے۔ کسی پر جفا اور ظلم کبھی نہ کرتے تھے۔ عذر خواہ کے عذر کو قبول فرماتے تھے۔ متبسم اور خشاش اور بشاش رہتے تھے۔ بعض اوقات بغیر قہقہے کے ہنستے تھے۔ اپنے غلاموں اور کنیزوں پر کھانے پینے پہننے میں حضرت کو کسی طرح کا ترفع اور کسی قسم کی ترجیح کبھی نہ ہوتی تھی۔ کسی کو گالی نہ دیتے تھے جو غلام یا آزاد کسی اپنی حاجت کیلئے حضرت کی خدمتِ شریف میں حاضر ہوتا تھا اُسکی حاجت روائی کرتے تھے اگر وہ حضرت کو کسی کام کے لئے کہیں لیجانا چاہتا تو بے تکلف اُسکے ہمراہ تشریف لیجاتے تھے۔ کوئی بُرا لفظ حضرت کی زبانِ مبارک سے کبھی نکلتا تھا بدی کی عوض میں کبھی بدی کسی کے ساتھ نہ کرتے تھے بلکہ معاف فرماتے اور بدی کے بدلہ میں نیکی کرتے تھے جو شخص بمصالحہ ملاقات کرتا تھا اُس سے مصافحہ کرتے تھے اور اُسکا ہاتھ پہلے نہ چھوڑتے تھے جبتک وہ خود حضرت کا ہاتھ نہ چھوڑے اور جو کوئی مسلمان سامنے آتا تھا اُس سے خود مصافحہ کرنے کے لئے سبقت فرماتے تھے اور اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت ذکرِ خدا کرتے تھے اور جب بیٹھتے تھے مؤدب بیٹھے رہتے تھے اور اکثر اوقات قبلہ رو بیٹھتے تھے اور جو شخص حضرت کی خدمتِ باسعادت میں حاضر ہوتا تھا اُسکا اکرام کرتے تھے بعض اوقات اُسکے بیٹھنے کیلئے اپنی ردائے مبارک بچھا دیتے تھے اور بحالتِ رضامندی و بحالتِ ناراضی و غضب ہر طرح اور ہر حالت میں ہمیشہ ہر وقت حق کہتے تھے اور سچ بولتے تھے۔ خیار تر نمک سے کھاتے تھے اور فواکہ میں سے حضرت کو زیادہ تر خربوزہ اور انگور مرغوب اور پسند تھے اور اکثر اوقات حضرت کا کھانا پانی اور کھجوریں تھیں اور بعض اوقات کھجوروں کو دودھ سے ملاکر تناول فرماتے تھے اور اُس طعام کا نام اطیبین رکھتے تھے اور گوشت بھی حضرت کو مرغوب تھا اور نیز کدو کو پسند فرماتے تھے۔ گوشت شکار کا کھا تو لیتے تھے مگر خود کبھی شکار نہ کرتے تھے اور بکری کے گوشت

میں سے دست اور شانہ کا گوشت پسند فرماتے تھے اور جب کبھی مزاح فرماتے تھے اسمیں بھی جانب حق وراستی کو ہمیشہ نگاہ رکھتے تھے۔ **لمؤلفہ**

حاجت روائے خلق ہے ذاتِ محمدی ۔۔۔ برتر ہیں کل جہاں سے صفاتِ محمدی

یا رب حیات دیجو حیاتِ محمدی ۔۔۔ اور کیجیو نصیب مماتِ محمدی

بندوں میں لاشریک ہے جوں ذاتِ ذوالجلال ۔۔۔ افضل ہے ساری خلق سے ذاتِ محمدی

اخلاقِ مصطفٰے کا ہے مداح خود خدا ۔۔۔ ہمسے بیان کیا ہوں صفاتِ محمدی

تعلیم راہِ حق میں گزرتا تھا سارا دن ۔۔۔ یادِ خدا میں کٹتی تھی راتِ محمدی

کرتے نہ تھے کلام کبھی خود رسولِ پاک ۔۔۔ جو بات تھی وہ وحی تھی باتِ محمدی

میٹھی زباں تھی آپ کی شیریں کلام تھے ۔۔۔ جو لفظ بولیں تھا وہ نباتِ محمدی[1]

احسان و جود و حلم و مروت کا خاتمہ ۔۔۔ خالق نے کردیا تھا بذاتِ محمدی

احمدؐ سے پیشوا ہی کی تقلید چاہیے ۔۔۔ افضل ہیں ہر جہت سے جہاتِ محمدی

مخلوق میں وہ فضل کسی کو نہیں دیا ۔۔۔ حق نے کیا جو خاص بذاتِ محمدی

کیا کیا اذیتوں کو اٹھایا حضورؐ نے ۔۔۔ اللہ رے صبر و شکر و ثباتِ محمدی

ہے گناہگاروں کی بخشش کا مرحلہ ۔۔۔ ہوئے گا طے برحمتِ ذاتِ محمدی

حامی تھے مصطفٰے کے دل و جاں سے مرتضٰی ۔۔۔ لاریب تھے یہ فخر حماۃِ[2] محمدی

اشجع تھے کل بہادروں میں شیرِ ذوالجلال ۔۔۔ افضل تھے انہیں تھے جو کماۃِ[3] محمدی

شاہِ رسل کے بعد ہیں بارہ امام ہیں ۔۔۔ مالک ہیں یہ جہاں کے سُراتِ[4] محمدی

اے زائرِ رسول نہ ہرگز ہو تو ملول ۔۔۔ بس ہے تجھے حمایتِ ذاتِ محمدی

حاشیہ: مجوز للشفاء ولا لکی جوز نخیرہ ۱۲ + [2] حماۃ جمع حامی ۱۲ + [3] کماۃ جمع کمی دلاوران و بہادران ۱۲ + [4] سراۃ جمع سری سرداران ۱۲ ++

[1] ۱۲ اور نبات در لفظ بندی بری انکی اضافت لفظ کی ... الضرورات تبیح المحذورات کما قیل

آٹھویں مجلس افضلیت جناب سید الوریٰ صلے اللہ علیہ وآلہ الاتقیا بر سایر انبیاءؑ علیہم السلام میں سے آدمؑ و ادریسؑ و نوحؑ و ہودؑ و صالحؑ و ابراہیمؑ و لوطؑ پر آنحضرتؐ کی افضلیت کا بیان

ہمارے پیغمبر خاتم النبیین محمدؐ بن عبد اللہ سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ الہداۃ کل انبیاء ماضین و مرسلین سابقین سے اشرف اور افضل ہیں اور تمام مخلوقات کی آفرینش کا باعث اسی ذاتِ بابرکات کا وجودِ ذی جود

ہے۔ درج ہو کہ تمام مخلوقات پر آنحضرت کی افضلیت اور اشرفیت و اولویت و اولیت کا اعتقاد رکھنا اصولِ ملتِ اسلامیہ ایدہم اللہ فی البریہ میں داخل ہے اور آنحضرت کی افضلیت کے دلائل و براہین بیشمار ہیں جو کتبِ اسلامیہ و اسفار کلامیہ میں درج ہیں اُنمیں سے چند مضامین بغرض اعتبار ناظرین و اطلاعِ مومنین عرض کرتا ہوں۔ بھائیو دیکھو اگر ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو بامر احادیثِ کثیرہ متواترہ و اخبار وغیرہ متکاثرہ سے ثابت و متحقق ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی آدم کو محض بدیں سبب ہوا تھا کہ اُنکی پیشانی میں حضرات پنجتن پاک صلے اللہ علیہم اجمعین کا نور مقدس و منور موجود تھا۔ علاوہ برآن یہ ہے کہ آدم کو صرف ایک دفعہ سجدہ کیا گیا ہے اور ہمارے پیغمبر اور اُنکی آلِ اطہر صلے اللہ علیہ و علیہم ما طلعت الشمس و لمع القمر پر خود جناب باری تعالیٰ شانہ اور جمیع ملائکہ اور تمام اہلِ ایمان دایما صلواۃ بھیجتے ہیں اور قیامت تک اسی طرح صلواۃ بھیجتے رہیں گے۔ اگر حضرت آدم قبلہ ملائکہ کا قرار دئے گئے تو دیکھو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم شبِ معراج میں بحکمِ الٰہی کُل انبیاء و مرسلین کے مقتدا اور امام ہوئے۔ کُل پیغمبروں نے آنحضرت کا اقتدا کیا اور آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھی جن میں حضرت آدم بھی موجود تھے۔ حضرت آدم خاک سے پیدا ہوئے اور جناب سیّد المرسلین کو جناب جہاں آفریں نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ آدم اگر داخلِ بہشت ہوئے اور وہاں نہ رہ سکے تو دیکھو ہمارے حضرت بمقام قابِ قوسین او ادنےٰ پہنچے اور انتہا درجہ کا تقرب ان باری سے حبیبِ خدا کو حاصل ہوا کہ ایسا تقرب کسی نبی اور مرسل کو حاصل نہیں ہوا۔ حضرت ادریس کے بارہ میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے و رفعناہ مکاناً علیاً (ہمنے ادریس کو مقامِ بلند پر پہنچایا) اور جناب سیّد المرسلین کیطرف خطاب کرکے جناب باری عز اسمہ ارشاد فرماتا ہے و رفعنا لک ذکرک۔ یعنی اے محمدؐ ہمنے تیرا ذکر بلند کیا۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر جاری ہوئی تو یہ امر کچھ عجیب نہیں ہزاروں کشتیاں اور جہاز پانی پر چلتے ہیں اور غرق ہونے سے نجات پاکر ساحلِ امن و امان پر پہنچ جاتے ہیں۔ دیکھو جنابِ ایزد بے ہمال و قادر متعال نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے سنگہائے گراں کو رواں کیا۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز جناب سیّد کائنات صاحبِ آیات باہرات و معجزات ظاہرات ایک کنوئیں کے کنارے پر کھڑے تھے اور اُس کنوئیں کے ایک طرف پہاری تھی عکرمہ بن ابی جہل نے کہا کہ اے محمدؐ اگر آپ پیغمبر ہیں تو اِن پتھروں کو جو اِس پہاری پر پڑے ہیں حکم دیجے کہ خود بخود اِس کنوئیں کے پانی پر چلے آئیں۔ حضرت نے اُن پتھروں کو حکم دیا کہ سطح آب پر چلے آؤ پس بمجرد ارشاد بقدرتِ رب العباد وہ پتھر سطح آب پر چلے آئے پھر حضرت نے فرمایا کہ واپس چلے جاؤ وہ واپس چلے گئے۔ حضرت نوح نے بارانِ عقاب و سطر عذاب اپنی اُمت کے لئے طلب کیا اور ہمارے حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین نے بارہا خشک سالیوں میں بارانِ رحمت کا حق تعالےٰ سے سوال کیا اور خوب مینہ برسا اور جب مینہ برسا تو فرمایا حولنا لا علینا۔ یعنی یہ بارش ہمارے فائدہ کے لئے ہے ہمارے نقصان کے لئے نہیں۔ نوح رسولِ عقوبت تھے

اور ہمارے حضرت رسولِ رحمت ہیں جیساکہ خود جناب رب العالمین اصدق القائلین فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین نوح علیہ السلام کی کشتی باعثِ نجاتِ دنیوی تھی اور ہمارے حضرت سید المرسلینؐ کی اہلبیت طاہرین جو سفینہ جناب رحمۃ للعالمین کا ہیں وہ باعثِ نجاتِ اخروی ہیں۔ جب حق تعالیٰ نے چاہاکہ نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کو غرق کرے تو نوح جزع اور فزع کرنے لگے چنانچہ انہوں نے بارگاہِ باری میں عرض کیا۔ ان ابنی من اہلی اور ہمارے حضرت نے خاص اپنی قوم یعنی قریش پر تلوار کھینچی اور جب تک انہوں نے کلمہ نہ پڑھا تب تک انکو سوائے امان نہ دی اور دینِ خدا کو قایم کرنے کے لئے قرابت کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ حسان بن ثابت وان کان نوح نجا سالماً من الفلک بالقوم لما انجا فان النبی نجا سالماً۔ الی الغار فی اللیل لما دجا۔

اگر خدائے تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کی خاطر سے انکی قوم کو ہوا سے ہلاک کر دیا تو ہمارے حضرت کی امداد اور عیانت کیواسطے خدا نے بروزِ احزاب ایک ہوا بھیجی کہ وہ رحمت تھی کسی کو اس ہوا نے ہلاک نہیں کیا۔ اور بفحوائے وایدہ بجنود لم تروھا تین ہزار ملائکہ سے حضرت کی نصرت اور مدد فرمائی۔ جب ابوجہل شقی نے شکنبہ گوسفند مع کثافت حالتِ نماز میں آنحضرت کے سرِ اقدس پر ڈالدیا تو جناب ایزد قہار نے حابیل فرشتہ کو حکم دیاکہ اگر میرا حبیب اجازت دے تو ابوجہل لعین کے سر پر ایک پہاڑ اوٹھاکر ڈالدے۔ پس جسوقت حابیل نے جناب رحمۃ للعالمین سے ابوجہل جیسے عدو مبین کے ہلاک کرنے کے لئے اجازت طلب کی تو اس رحم دل کریم نے بارگاہ باری میں عرض کیا اللھم اھد قومی انھم لا یعلمون یعنی الہٰی میری قوم کو راہ راست وحق کی طرف ہدایت کر یہ لوگ جاہل ہیں یہ نہیں جانتے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ پھر اس فرشتے سے حضرت نے فرمایاکہ میں انکو ہلاک کرنا نہیں چاہتا میں نبی رحمت ہوں۔

حضرت صالح پیغمبر کی امت نے انسے درخواست کی کہ پہاڑ سے ناقہ نکلے چنانچہ انکی خواہش کے موافق پہاڑ سے ناقہ نکلا۔ ہمارے حضرت کیواسطے بھی بارہا شتران باردار جبال دکوہسار سے نکلے ہیں بلکہ سنگِ خارا میں سے ایک آدمی نکلاکہ وہ آنحضرت کے واسطے اسطرح دعا کرتا تھا۔ اللھم ارفع لہ ذکراً۔ اللھم اوجب لہ اجراً۔ اللھم احطط عنہ وزراً۔ اور جب ناقہ صالح کو انکی امت دعوت نے پے کر دیا تو حق تعالیٰ نے بسبب درخواست حضرت صالح انکی ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔ مگر ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امتِ بدکردار نے اُن کے قرۃ العین جناب امام حسین علیہ السلام کو مع اولاد واخوان واقربا واصحاب وانصار در فقا بڑی بے رحمی سے بلا جرم وخطا قتل کیا اور اُن کی اہلبیت کو مثل اسیران ترک ودیلم اسیر کر کے بکمال ذلت ورسوائی شہر بشہر پھرایا۔ لیکن چونکہ ہمارے حضرت سید المرسلین وافضل الصابرین نبی رحمت ہیں اسلئے اس جناب نے اپنی اہلبیتؑ کے قاتلین کا دنیا میں ہلاک ہونا نہ چاہا۔ بلکہ اس معاملہ کو حشر پر رکھا اور شہادت اپنی اولاد امجاد کی موجب ہدایت

خلق دنجات آخرت قرار دی اللہ اللہ یہ حوصلہ اور یہ صبر اور استقلال خدائے متعال نے محمد اور آل محمد ہی کو بخشا تھا۔ اللھم صلی علی محمد و آل محمد۔

اگر حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و آلہ و علیہ السلام کو جناب باری تعالیٰ نے ملکوت ارض و سموات دیکھائے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔ وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض تو جناب قادر متعال وحدہٗ لاشریک نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ کو اپنے آپ کو دکھلایا چنانچہ ارشاد فرماتا ہے الم تر الیٰ ربک کیف مد الظل۔ حضرت ابراہیم خلیل سلوک میں طالب تھے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں انکی زبانی فرماتا ہی۔ انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین الخ اور نیز فرماتا ہی ولا تخزنی یوم یبعثون اور ہمارے حضرت حبیب خدا اس طریق میں مطلوب تھے۔ چنانچہ اپنے حبیب کے بارہ میں خدا فرماتا ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصے الذی بارکنا حولہ الایہ۔ اور نیز فرماتا ہے یوم لا یخزی اللہ النبی الایہ خلیل نے حق تعالیٰ سے سؤال کیا اطمع ان یغفرلی اور خدا نے اپنے حبیب کو خود ہی فرمایا ہے لیغفرلک اللہ خلیل نے خدا سے عرض کیا واجعل لی لسان صدق اور اپنے حبیب سے خدائے کریم نے خود ہی فرمایا ورفعنا لک ذکرک خلیل نے سؤال کیا ارنا مناسکنا اپنے حبیب سے خدا خود ہی فرماتا ہے۔ لنریہ من آیاتنا۔ خلیل اللہ نے خدا سے اپنی اہلبیت کے لئے روزی طلب کی چنانچہ عرض کیا وارزق اھلہ من الثمرات الخ۔ اور حبیب اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے آپ کو فقر اور فاقہ میں رکھا اور اپنی اہلبیت کے لئے بھی بھوکے رہنے کو پسند فرمایا مگر اور لوگوں پر دست داد و دہش اسقدر دراز کیا اور اسقدر مال و زر سایلوں اور محتاجوں کو عطا فرمایا کہ خداوند کریم نے ارشاد کیا ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوماً محسوراً۔ اس سے زیادہ سخاوت اور کیا ہو سکتی ہے کہ جسکی کثرت اور زیادتی سے خدائے کریم نے حضرت کو منع فرمایا ہے۔ جناب الٰہی کو جو محبت اپنے حبیب حضرت رسالت پناہی سے ہی وہ اس فقرہ سے ظاہر ہوتی ہے دیکھو خداوند تعالیٰ شانہ اپنے محبوب کی جان کی قسم کھاتا ہے۔ یعنی فرماتا ہے لعمرک انھم فی سکرتھم یعمھون اور غور کرکے سوچو کہ ہمارے رسول نبیل و نبی جلیل فخر آدم و نوح و موسیٰ و عیسیٰ و خلیل کی افضلیت پر اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ کل انبیا و ملائکہ و تمام ارض و سما ہر ایک شے ساری مخلوقات جناب سید الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ الاصفیا کا طفیل ہے خود خالق عالم اپنے حبیب کو خطاب کرکے فرماتا ہی لولاک لما خلقت الافلاک۔ نظامی نے سچ کہا ہے ؎ محمد کازل تا ابد ہر چہ ہست + بآرایش نام او نقش بست راقم کے اخ معظم فرخ مرحوم فرماتے۔ کنت نبیا گہر تاج او + آدم و عالم ہمہ محتاج او + خلیل خدا علیہ السلام نے مال راہ خدا میں دیا۔ حبیب خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مال دنیا کا تو کیا ذکر ہے۔ اپنے قرۃ العین لخت جگر میوہ دل حسین علیہ السلام کو راہ خدا میں قربان کر دیا۔ خداوند جلیل نے اپنے خلیل کی طرف خطاب کیا اولم تومن کیا تو ایمان نہیں لایا اور اپنے

حبیب کے واسطے خود جناب باری عز اسمہ نے فرمایا۔ امن الرسول ایمان لایا رسول۔ حق تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کا فدیہ ایک گوسفند کو اور اصلی ذبیح اللہ حسینؑ ابن علیؑ نا لوح القضا کی مصیبت پر رونے کو قرار دیا اور اپنے حبیب کے والد ماجد حضرت عبداللہ ذبیح اللہ کا فدیہ سو اونٹ مقرر کیا۔ خلیل نے خدائے تعالیٰ کی رضامندی کے لئے خانہ کعبہ کو بنایا۔ خداوند کریم نے اپنے حبیب کی رضامندی کے واسطے خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر کر دیا۔ خلیل علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ سے استدعا کی۔ رب اجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام یعنی الٰہی مجھکو اور میری اولاد کو اس امر سے دور رکھ کہ ہم بتوں کی پرستش کریں اور ادھر اپنے حبیب سید المرسلین اور انکی اہلبیتِ طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہ و علیہم اجمعین کو خود خطاب فرمایا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہلبیت ویطہرکم تطہیراً یعنی سوائے اسکے اور کوئی بات نہیں ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے ارادہ کیا ہے کہ تم اہلبیت سے ہر طرح کے رجس اور عیوب کو دور کرے اور ہر گناہ اور بدی اور برائی سے تمکو بالکل پاک رکھے۔ لوطؑ۔ حسانؓ بن ثابت ۔ و ان کان لوطاً دعا ربہ + علی القوم فاستوصلوا بالبلاء + فان النبی بسید دعا + علی المشرکین بسیف الفناء + فناداہ جبرئیل من فوقہ + بلبیک لبیک سل ماتشاء + یعنی اگر لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو بد دعا دیکر ہلاک کر دیا تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مشرکین کو بہ تیغ فنا قتل کیا اور جبرئیل امینؑ نے انکی فرمانبرداری کی +

نویں مجلس در افضلیت جناب سید الوریٰ بر یعقوب و یوسف و موسیٰ علیہم السلام

یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے اور مریم بنتِ عمران بھی انکی اولاد میں سے تھیں۔ ہمارے حضرت حبیبؐ خدا کے بارہ وصی ہوئے اور فاطمہ زہراؑ سیدہ نساء اولین و آخرین اُن کی لختِ جگر ہوئیں اور حسنینؑ اُس جناب کے سبطین ہوئے۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزند یوسفؑ کی مفارقت پر صبر کیا۔ ہمارے حضرت محبوب الٰہی نے اپنے فرزند ابراہیم کی مفارقت پر صبر کیا اور اُن سخت مصائب و شدائد و نوائب پر صبر کیا جو اُن کے بعد انکی ذریت پر واقع ہونے والے تھے۔ یوسف علیہ السلام کو خدا نے صباحت او جمال بخشا اور اپنے حبیب کو ملاحت اور کمال عطا فرمایا۔ اگر یوسفؑ کا چہرہ رات کے وقت نورانی تھا تو ہمارے حضرت سید الوریٰ کا روئے منور دونوں عالم میں نورانی ہوا ہے۔ یوسفؑ نے مالک بن ذعر کے حق میں دعا کی تاکہ اسکا مال اور اسکی اولاد زیادہ ہو۔ ہمارے حضرت سید المرسلینؐ نے جابر بن عبداللہ الانصاری سے فرمایا کہ اے جابر تو میرے فرزند محمد باقرؑ سے ملاقات کرے گا جب تو اُس سے ملاقات کرے تب اُسکو میرا اسلام کہنا اور نیز اُس جناب نے انس بن مالک کے حق میں دعا کی کہ الٰہی اسکی عمر اور اسکا مال اور اسکی اولاد کو زیادہ کر چنانچہ بدعائے سرور عالم انس بن مالک عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تک زندہ رہا اور وہ کثیر المال و کثیر الاولاد ہوا یہانتک کہ اسکے بیس بیٹے اور

اسکی بیٹیاں تھیں اور اسکے باغات میں درخت سال بھر میں دو دفعہ پھل لاتے تھے۔ یوسف علیہ السلام نے چاہ میں اور قید خانہ میں صبر کیا۔ ہمارے حضرت نے شعب میں تین سال اور غار میں تین دن صبر کیا۔ یوسف کا خواب سچا ہوا۔ ہمارے حضرت رسول اللہ کا خواب بھی سچا ہوا۔ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام الخ۔ اگر حضرت موسیٰ کے لئے بارہ چشمے پتھر میں سے جاری ہوئے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔ فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عیناً تو دیکھو ہمارے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین کی انگلیوں میں سے چشمۂ آب خوشگوار جاری ہوا جس سے ہزاروں پیاسے سیراب ہوئے۔ اور یہ امر زیادہ تر تعجب خیز ہے۔ وقولہ تعالیٰ ولقد اتینا موسیٰ تسع ایات۔ ابن عباس اور ضحاک نے ان آیات کی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ نشانیاں۔ ید بیضا اور عصا اور حجر اور بحر اور طوفان اور ملخ اور شپش اور مینڈک اور خون تھیں۔ پس اگر حضرت موسیٰ کی وجہ سے فرعونی لوگ بہ نزول آیات مذکورہ بالا ہلاک ہوئے تو ہمارے پیغمبر سید المرسلین کے دشمنوں میں سے بھی کئی گروہ بنزولِ آیات ہلاک ہوئی ہیں چنانچہ منقول ہے کہ جب آنحضرت مکہ سے شام کی طرف تشریف لیجا رہے تھے تو اس سفر میں ایک دن جناب سرورِ عالم بنفسِ نفیس تن تنہا کسی ضرورت کے واسطے ایک مقام پر متوقف ہوئے اور قافلہ روانہ ہو گیا اسوقت دو سو یہودیوں نے حضرت کو گھیر لیا اور اس قصد پر تلواریں نکالیں کہ حضرت کو قتل کریں جب وہ لوگ تلواروں کو علم کئے ہوئے حضرت پر حملہ آور ہوئے تب بحکمِ الٰہی حضرت کے پاہائے مبارک کے نیچے سے ایک دل بادل ملخ کا نکل آیا اور وہ ملخ اُن ملاعنہ کو ایک پل میں کھا گئیں۔ پھر حضرت کے دوسرے سفر میں یہودیوں کی ایک جماعت کثیر نے آنحضرت کو ایذا دینے کا ارادہ کیا اور اپنے گھروں سے بقصد ایذائے رسول روانہ ہوئے تب اُن اشرار و دشمنانِ سیدِ ابرار میں سے ایک شخص نے راہ میں معلوم کیا کہ اسکے بدن پر خارش ہو رہی ہے جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن سب ملاعنہ کے بدنوں میں جوئیں پڑ گئی تھیں حتیٰ کہ پانچ دن کے عرصہ میں وہ سب کے سب جوؤں کے کاٹنے کے سبب سے ہلاک ہو گئے۔ اور حضرت سیدِ عالم کو اذیت نہ پہنچا سکے۔ بلکہ اُنکی جوئیں اُنکی تمام گروہ میں پڑ گئیں اور وہ بہت بڑا گروہ تھا یہانتک کہ انہوں نے مدینہ کی طرف اپنے بلاد سے فرار کیا حق تعالےٰ نے اُنکے ماکولات و مشروبات و مویشی وغیرہ کل اشیاء پر چوہوں کو مسلط کیا چوہے اُنکے ماکولات کو کھا گئے اور اُنکی مشکوں میں سوراخ کر دئے اور سوائے مشکوں کے جہاں جہاں پانی تھا وہاں سوراخ کر دئے۔ پانی زمین میں بہ گیا جب اُنکی مشکوں میں جو اُنکی ہمراہ تھیں پانی باقی نہ رہا تو وہ اُسی مقام کو واپس آئے جہاں سے بھاگے تھے۔ آکر دیکھا کہ تالاب اور جوہڑ اور کوئیں بالکل خشک پڑے ہیں پانی کا نام و نشان باقی نہیں رہا پس اُس جماعت کثیر میں سے سوائے ایک آدمی کے کوئی زندہ نہ رہا سب کے سب ہلاک ہو گئے وہ شخص جو انمیں سے زندہ رہا تھا اُس نے اپنے دل میں یہ عہد کیا تھا کہ میں خدا اور رسول پر ایمان لاؤں گا۔

اتفاقاً ایک قافلہ وہاں آکر مٹھرا اہل قافلہ نے اسکو پانی پلایا کھانا کھلایا اور اسکو مع تمام اموال و اسباب و سامان و دواب کے جو اس جماعت ہلاک شدہ کا باقی رہ گیا تھا اپنے ہمراہ مدینہ میں لائے حضرت نے وہ اسباب و سامان اسی شخص کو عنایت کردیا۔ نیز منقول ہے کہ ایک دفعہ گروہ اشرار میں سے چالیس آدمیوں نے جمع ہوکر حضرت پر استہزا کیا آنحضرت نے یہ خبر سنکر ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اُن لوگوں کو خون سے عذاب دیگا چنانچہ وہ چالیس نفر کا فر اُسی وقت بمجرد ارشاد سید ابرار بعارضہ رعاف بیمار ہوگئے اور اُن کے مسوڑوں سے بھی خون نکلتا تھا یہانتک کہ مُنہ اُن کے خون سے بھر جاتے تھے جب خون کو مُنہ سے نکال دیتے تھے تب دوبارہ پھر مُنہ انکے خون سے بھر جاتے تھے اور جو غذا کھاتے تھے وہ خون سے مخلوط ہوجاتی تھی چالیس روز اسی عذاب میں گرفتار رہے یہانتک کہ چالیسویں دن واصل نار ہوئے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ ید بیضا تھا۔ تو ہمارے حضرت سید الانبیاء کی انگلیاں مثل بدر تمام کے درخشاں تھیں اور حضرت کی پیشانی نورانی سے ایسا نور ساطع ہوتا تھا کہ لوگ اُس نور کو شب تار میں دیکھتے تھے اور اکثر اوقات حسنین علیہما السلام جب رات کے وقت اپنے جد امجد کی خدمت میں جاتے تھے یا خود جناب رسول اللہ حسنینؑ کو رات کے وقت اپنے پاس طلب فرماتے تھے تو انگشت سبابہ کو روزن دیوار سے باہر نکالتے تھے حضرت کی انگشت منوّر کی روشنی سے اندھیرا دور ہوجاتا تھا اور دور دور تک روشنی پھیل جاتی تھی اور وہ انگشت منور بدر تاباں سے زیادہ درخشاں ہوتی تھی۔ اگر حضرت موسیٰ کا عصا سانپ بنجاتا تھا تو دیکھو جناب سید المرسلینؐ کی دُعا سے بھی اس قسم کا معجزہ ظاہر ہوا ہے چنانچہ منقول ہے کہ ایک دفعہ ایک جماعت یہود نے حضرت رسول اللہ سے مخاصمہ اور جھگڑا کیا۔ اُن یہودیوں کے گھروں کی چھتوں پر جو شہتیر اور کڑیاں چوب خرما کی تھیں وہ سب لکڑیاں بقدرت الٰہی و بدعائے جناب رسالت پناہی سانپ بن گئیں اور اُن سانپوں نے اُن یہودیوں کے ہلاک کرنے کا قصد کیا یہودی اپنے گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگے جو کچھ اُن کے گھروں میں سامان و اسباب و امتعہ و اثاث البیت تھا اُن سب اشیا کو وہ سانپ نگل گئے اور تعداد اُن سانپوں کی جو بحکم قادر مطلق لکڑیوں کے بنگئے تھے ایک سو سے کم نہ تھے چار آدمی اُن یہودیوں میں سے ہلاک ہوئے اور بہت سے مجنون ہوگئے اور باقی ایمان لائے اور جناب باری تعالیٰ کی بارگاہ میں اُنہوں نے کہا کہ الٰہی ہمکو بحق محمدؐ و علیؑ اس بلائے عظیم سے نجات دے تب خدائے کریم نے اُنسے وہ بلائے عظیم دفع کی۔ اور وہ یہودی مسلمان ہوگئے۔ نیز منقول ہے کہ ایک دفعہ لڑائی کے موقع میں زبیر بن العوام کی تلوار ٹوٹ گئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک لکڑی اسکے ہاتھ میں دی اور فرمایا کہ اس سے لڑو وہ لکڑی تلوار بنگئی اور وہ تلوار پھر ہمیشہ اسکے پاس رہی جبتک وہ زندہ رہا۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے نیل خشک ہوگیا اور بنی اسرائیل نے اسکو پایاب عبور کیا تو ہمارے حضرت سید المرسلینؐ کے لئے بھی ایسا ہوا ہے چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ ہمرکاب سعادت انتساب جناب رسالتمآب بجانب خیبر جارہے تھے

تب ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ تمام جنگل رود اور سیل سے بھرا ہوا تھا اُس پانی کے عمق کا اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ چودہ قد آدم پانی گہرا تھا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پس پشت دشمن ہیں پیش رو آبِ خار ہے اسوقت ہم مثل اصحاب موسیٰ کے کہتے ہیں۔ انا لمدرکون جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے دُعا کی پھر سوار ہوئے اور مع اصحاب و لشکر اُس پانی سے بکمال آسانی عبور کیا جناب امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھکو اُس خالقِ عالم کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ گھوڑوں کے سم اور اونٹوں کے پاؤں تک تر نہوئے تھے کہ ہم اُس آبِ خار سے پار ہو گئے اور خیبر کو فتح کر لیا۔ انسؓ بن مالک سے منقول ہے کہ وادی خزان میں تین دن شب و روز متصل مینہہ برسا ہم لوگ نہایت خائف و ترساں ہوئے۔ اور جناب رسول اللہ کی خدمت میں صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سیلِ عظیم درپیش ہے اس پانی سے عبور کرنا سخت دشوار ہے حضرت نے فرمایا کہ کچھ خوف نہ کرو میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ سب لشکر حضرت کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا میں سارے لشکر کے پیچھے تھا قسم خدا کی اونٹوں کے پاؤں بھی تر نہوئے تھے کہ اُس آبِ قہار سے ہم بکمال راحت و آرام عبور کر گئے اور بخیریت تمام دوسری جانب پہنچے۔ وقولہ تعالیٰ لقد اخذنا فرعون بالسنین۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے فرعون کو قحط کی مصیبت میں گرفتار کیا اسی طرح ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعدا بھی قحط کی مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ قبیلہ مضر و ذکوان و رعل نے ایک دفعہ جناب رسالتمآب کو ایذا اور آزار پہنچانے کا قصد کیا حضرت نے بارگاہ باری میں انکے لئے بد دعا کی کہ خداوندا اُنپر لعنت کر اور اُنپر بلائے قحط کو نازل کر جسطرح یوسف کی قوم پر بلائے قحط نازل کی تھی چنانچہ ایک دھواں غلیظ خدائے تعالیٰ نے اُن تینوں قبیلوں پر مسلط کیا کہ اُس دھوئیں کے سبب سے وہ لوگ آپسمیں ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے اور ایک دوسرے کے قریب نہیں جا سکتے تھے اور اُنکے علاقہ میں سخت قحط پڑ گیا اناج کا نام و نشان باقی نرہا جو اناج وہ لوگ بڑی دقتوں اور تکلیفوں سے دور دست ملکوں اور شہروں میں جا کر خرید کر لاتے تھے اُس اناج میں کیڑے پڑ جاتے تھے اور قبل اسکے کہ وہ اناج اُنکے ملک میں پہنچے کیڑے اُسکو بالکل کھا جاتے تھے یہانتک کہ ایک حبہ اُن حبوب میں سے اور ایک دانہ اُس اناج میں سے اُن لوگوں کے پیٹ میں نہ جا سکتا تھا حتی کہ نوبت یہانتک پہنچی کہ اُن لوگوں نے بھوک کی تکلیف کے سبب سے کتوں اور دیگر حیوانات کو کھانا شروع کر دیا پھر اُن لوگوں کی یہانتک نوبت پہنچی کہ قبروں کو کھود کھود کر اپنے مُردوں کو نکال نکال کر کھا گئے اور عورتیں اپنے بچوں کو بھون بھون کر کھا گئیں اور وہ غلیظ دھواں ایک مدت تک اُن لوگوں میں قایم رہا جیسا کہ خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا عذاب الیم۔ پھر ابوسفیان و دیگر روسا قریش جمع ہو کر جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا محمد آپ ہمکو حکم دیتے ہیں کہ صلہ رحم بجالاؤ اور یہ تین قبیلے قریش کے آپ کی بد دعا سے سخت عذاب میں مبتلا ہیں

آپ اب انپر رحم کیجئے اور اُن کے قصور اور خطیات کو معاف فرمائے اور حق تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ اِس عذاب کو اُن سے دور کرے تب حضرت نے جناب باری تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے ۔ ربنا اکشف عنا العذاب انا موقنون حق تعالیٰ نے جواب میں فرمایا انا کاشف العذاب عن قلیلاً انکم عاید ون یعنی آنحضرت کی دُعا سے پھر اُن لوگوں سے قحط دور ہو گیا اور ارزانی اور فراخی انہیں ہوئی اور بھوک سے امان خدا نے انکو دی جیسا کہ ارشاد فرمایا فلیعبد و ارب ھذا البیت الایہ ۔ موسیٰ کا انتقام خدا نے فرعون سے لیا ہمارے حضرت سید الانبیا کا انتقام بہت سے فراعنہ قریش سے لیا جنکے بارہ میں فرمایا قولہ تعالیٰ سیھزم الجمع و یولون الدبر ۔ موسیٰ کے پاس عصا تھا ہمارے حضرت رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ذوالفقار عطا فرمائی تھی موسیٰ نے اپنی قوم میں ہارون کو خلیفہ کیا تھا ہمارے حضرت سید المرسلینؐ نے اپنی امت میں علیؑ کو خلیفہ مقرر کیا ۔ چنانچہ اِس بارہ میں ارشاد فرمایا ۔ یا علیؑ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الخ ۔ موسیٰؑ کے لئے بارہ نقیب تھے ہمارے حضرت کے بارہ وصی بارہ امام ہوئے ۔ موسیٰ نے باشارہ عصا رود نیل کو شق کیا خدائے کریم نے اپنے حبیب سید المرسلینؐ کو وہ قدرت دی کہ اُس جناب نے ایک انگلی کے اشارہ سے آسمان پر چاند کے دو ٹکڑے کر دئے ۔ اور یہ امر زیادہ تر عجیب ہے قولہ تعالیٰ ۔ اقترب الساعۃ وانشق القمر ۔ حضرت موسیٰ نے جناب باری عز اسمہ سے استدعا کی ۔ رب اشرح لی صدری الخ اور اپنے حبیب کو خدائے تعالیٰ نے خطاب کر کے خود فرمایا الم نشرح لک صدرک خدائے تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے بارہ میں فرمایا ۔ قولا لہ قولاً لینا ۔ اور جناب باری نے اپنے حبیب سے دو بارہ کفار ارشاد کیا واغلظ علیھم ولا تطع کل حلاف الخ ۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ باری میں دُعا کی واجعل لی وزیراً من اھلی تب جناب مجیب الدعوات نے اُنکی دُعا قبول کر کے حضرت ہارون علیہ السلام کو اُنکا وزیر اور مددگار مقرر کیا اور خدائے تعالیٰ نے اپنے حبیب محمدؐ رسول کے لئے اُن کے ابنِ عم علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو اُس جناب کا وصی اور وزیر اور مددگار معین فرمایا ۔ پھر علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی اولاد امجاد میں سے گیارہ امام بعد سید الانام کے ہادی خلقت و نائب جناب ختمی مرتبت مقرر فرمائے ۔ موسیٰ پر خدائے تعالیٰ نے من و سلویٰ نازل فرمایا ۔ ہمارے حضرت رسول اللہ اور اُنکی امت پر غنایم کو حلال کیا اور پہلے اُنکے کسی نبی پر غنایم کو حلال نہ کیا تھا ۔ اور موسیٰؑ کے بارہ میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا وظللنا علیکم الغمام یعنی تیہ (جنگل) میں ۔ اور ہمارے حضرت حبیب الٰہی کے سر انور پر دھوپ کی شدت کے وقت ہمیشہ ابر سایہ کئے رہتا تھا چنانچہ متواتر اور مشہور ہے ۔ موسیٰؑ سے خدائے کریم نے کوہ طور پر گفتگو کی اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ سے عرش پر مناجات اور گفتگو کی ۔ موسیٰ سے کلام الٰہی بالواسطہ تھا اور ہمارے حضرت حبیب خدا اور جناب احدیت کی مناجات اور گفتگو میں کوئی شخص اور کوئی چیز واسطہ نہ تھی بلکہ خدا نے اپنے حبیب سے بلا واسطہ خود گفتگو فرمائی ۔ موسیٰ پیدل چلکر کوہ طور پر

گئے۔ اپنے حبیب کو خدا نے سواری کے لئے براق بھیجکر بلوایا۔ موسیٰ کو ندا دی گئی۔ اور حبیب سے مناجات کی گئی جس شخص
کو ندا دیجائے وہ اُسکے برابر نہیں ہوسکتا جس سے مناجات کیجائے کیونکہ جو شخص دور ہوتا ہے اسکو ندا دیجاتی ہے اور
جو قریب ہوتا ہے اُس سے مناجات کیجاتی ہے۔ موسیٰ سے خدا کی ہمکلامی چالیس راتوں کے بعد ہوئی ہے اور حبیب خدا
امِ ہانی کے گھر میں سوتے تھے کہ یکایک خدا نے اپنے پاس بلالیا۔ موسیٰ کا معراج بعد وعدہ کرنے کے تھا اور حبیب خدا
کا معراج بلا وعدہ تھا۔ موسیٰ کا معراج طور پر تھا ہمارے حضرت کا معراج عرشِ اعظم پر تھا المؤلفہ موسیٰ کی مناجات
تو تھی طور پہ لیکن + اللہ رے ہے عرشِ بریں جائے محمدؐ + موسیٰ کو حکم ہوا فاخلع نعلیک الخ۔ لمؤلفہ۔ موسیٰ سی
تو جنگل میں اُتروایا ہے جوتا + پر دیکھو کہ کس رتبہ کے حقدار ہیں احمدؐ + نعلین کو پہنے ہوئے ہیں عرش پہ پہنچے + واللہ
عجب صاحب مقدار ہیں احمدؐ + معراج موسیٰ کا دن کو تھا۔ معراج حبیب الٰہی کا رات کو تھا۔ موسیٰ نے اپنے ساتھ ستر
آدمیوں کو لیا۔ اپنے حبیب کو خدا نے تخلیہ میں تنہا بلایا۔ موسیٰ اور جناب احدیت میں جو باتیں ہوئیں وہ خدا نے ظاہر
کردیں لیکن جو اپنے حبیب سے باتیں کیں اُنکو پوشیدہ رکھا اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا۔ اس
تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ فرعون کے پاس سے خدا کی طرف آئے اور اپنے حبیب کے لئے خدا فرماتا ہے۔ لقد
جاءکم رسول گویا کہ ہمارے پیغمبر خدا کے پاس سے بامرِ الٰہی لوگوں کی طرف آئے۔ موسیٰ اور اُنکے بھائی ہارون سے
خدا نے فرمایا کہ تم اپنی قوم کے لئے مصر میں مکان بناؤ۔ اور تمہاری عبادت گاہ میں سوائے تمہارے اور تمہاری
اولاد کے اور کوئی شخص نہ رہے۔ اسی طرح حبیب خدا محمد مصطفےٰ نے بحکم الٰہی اپنی مسجد میں سے سب کو نکالدیا اور کسی کو
اُسمیں بود و باش کا اختیار نہ دیا سوائے اپنے اور اپنی عترت و ذریت کے بحکم خدا مسجد نبوی میں کسی کا دخل نہ رہنے دیا
اور اسی سبب سے ہے کہ علی ابن ابیطالب سے فرمایا۔ یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الخ۔ موسیٰؑ
نورِ الٰہی کو مشاہدہ نکر سکے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وخرّ موسیٰ صعقا۔ اور ہمارے حضرت سید الانبیا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم شب معراج میں بمقام قاب قوسین او ادنیٰ پہنچے اور آیاتِ الٰہی کو ملاحظہ فرمایا چنانچہ جناب رب العالمین
خود اپنے حبیب سید المرسلین کے بارہ میں فرماتا ہے۔ ولقد رای من ایات ربہ الکبریٰ۔ یعنی تحقیق محمد رسول اللہ
نے اُس مقام اور موقع پر بڑی بڑی نشانیاں اور آیات جلال وجمال الٰہی کو دیکھا اور مشاہدہ کیا۔ حسان بن ثابت

لئن کلم اللہ موسیٰ علی	شریف من الطور یوم الندا
اگر موسیٰؑ نے کوہ طور پر خدا سے باتیں کیں	
فان النبی اباالقاسم	وحبی بالرسالۃ فوق السماء
تو ہمارے نبی ابو القاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرشِ اعظم پر خدا سے گفتگو کی	
وقد صار بالقرب من ربہ	علی قاب قوسین لما دنا

اور اس جناب کو بہت کچھ قرب الٰہی حاصل ہوا

وان فجّر الماء موسیٰ لکم	عیوناً من الصخر ضرب العصاء

اگر موسیٰ کے لئے پتھر میں سے چشمہ پانی کا نکلا

فمن کف احمد قد فجّرت	عیون من الماء یوم الظماء

تو ہمارے حضرت کی انگلیوں میں سے بروز تشنگی چشمہ آب خوشگوار جاری ہوا

وان کان ھارون من بعدہ	حبیٰ بالوزارۃ یوم الملاء

اگر موسیٰ کے وزیر ہارون ہوئے

فان الوزارۃ قد نالھا	علیٌ بلا شک یوم الفداء

تو تحقیق ہمارے پیغمبرؐ کے علیؑ وزیر ہوئے جس دن اس جناب کے فرش پر جان فدا کرنے کے لئے سوئے

کعب بن مالک الانصاری

فان یک موسیٰ کلیم اللہ جہرۃ	علی جبل الطور المنیف المعظم

اگر موسیٰ نے ظاہر بظاہر کوہ طور پر خدا سے ہمکلام ہونے کا رتبہ پایا

فقد کلم اللہ النبی محمداً	علی الموضع الاعلی الرفیع المسوّم

تو تحقیق ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم عرش معظم پر خدا سے ہمکلام ہوئے

دسویں مجلس در افضلیت سید الوریٰ بر داؤد و سلیمان و یحییٰ علیہم السلام

داؤد علیہ السلام کے پاس حکومت کے لئے ایک سلسلہ تھا تاکہ حق و باطل میں تمیز کریں۔ ہمارے حضرت کے لئے قرآن ہے جسکی بابت خدا نے فرمایا ما فرطنا فی الکتاب من شیء۔ اور سلسلہ مانند کتاب کے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ سلسلہ تو فنا ہو گیا اور قرآن ہمیشہ قیامت تک باقی اور موجود ہے۔ داؤد کے لئے نغمت تھی۔ ہمارے حضرت کے لئے حلاوت واذا سمعوا ما انزل الی الرسول الخ۔ داؤد کے لئے تیس ہزار نگہبان اور چوکیدار تھے ہمارے حضرت کا نگہبان خود رب لایزال وفا اور متعال تھا چنانچہ خود اپنے حبیب سے فرماتا ہے واللہ یعصمک من الناس۔ داؤد کے سامنے وحوش اور طیور اور پہاڑ تسبیح کرتے تھے۔ تو ہمارے حضرت رسول اللہ کے لئے خود جناب باری تعالیٰ اور ملائکہ مقربین شہادت دیتے ہیں جیسا کہ قول خدائے تعالیٰ کا ہے وکفی باللہ شھیداً محمد رسول اللہ الخ۔ داؤد کے لئے لوہے کو نرم کر دیا گیا تھا۔ اور ہمارے حضرت کے دل مقدس کو حق تعالیٰ نے رحمت اور شفاعت کے لئے نرم کیا قولہ تعالیٰ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم الخ۔ اور نیز ہمارے

حضرت کے لئے خدا نے سخت پتھروں کو نرم کردیا۔ بے بیائی ہوئی بکری کے تھنوں کو جب ہمارے حضرت اپنے دستِ مبارک سے مس کرتے تھے تو دودھ اسکا اُتر آتا تھا۔ اور جسقدر چاہتے تھے دودھ اسکا دوہ لیتے تھے۔ داؤد کے لئے پہاڑ مسخر کردئے گئے تھے کہ وہ تسبیح کرتے تھے ہمارے حضرت سید المرسلینؐ کے دستِ مبارک میں بارہا سنگ ریزوں نے تسبیح کی اور اُس جناب کی نبوت کا اقرار کیا۔ نظامی فراخی بدو دعوتِ تنگ را + گواہی براعجاز او سنگ را + داؤد کے لئے الطیر محشورۃ کل لہ اواب۔ اور ہمارے حضرت خیر الانبیا کے لئے براق تھا۔ داؤد کے لئے کہا گیا وسددنا ملکہ۔ اور ہمارے حضرت خیر المرسلین و سید الاولین والآخرین کا تسلط اور ملک خداوند تعالیٰ نے ایسا زبردست کیا کہ اُس جناب کی شریعت غرّا سے کل شرایع سابقہ کو منسوخ کردیا۔ داؤد کو حکم ہوا ولا تتبع الھویٰ اور ہمارے حضرت کے لئے فرمایا وما ضل صاحبکم الخ۔ حسان بن ثابت صحابی۔ وان کان داؤد قد اوتیت + جبال لدیہ وطیر الھواء + ففی کف احمد قد سبّحت + تبقدیس ربی صغار الحصیٰ + یعنی اگر داؤد کے لئے پہاڑ اور طیور مسخر کردئے گئے تو ہمارے حضرت سیّد الانبیاء کے لئے یہ تھا کہ اُس جناب کے ہاتھ میں سنگ ریز تسبیح اور تقدیس کرتے تھے۔ اور انکی نبوت پر شہادت دیتے تھے۔ حضرت سلیمان کو جانوروں کی بولیاں سکھلائی گئیں۔ ہمارے حضرت رسول اللہ لمؤلفہ خطورِ قلب کو پہچانتے تھے + لغاتِ مختلف کو جانتے تھے۔ کل جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے چنانچہ آنحضرت سے اونٹ اور بھیڑیے اور ہرن اور بکری اور بھیڑیے اور سوسمار کا ہمکلام ہونا کتابوں میں مرقوم ہے جن و شیاطین حضرت سلیمان کے تابع تھے تو دیکھو ہمارے جناب رسول اللہ پر جنات ایمان لائے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل اوحی الیّ انہ استمع نفر من الجن الخ۔ وقولہ تعالیٰ واذ صرفنا الیک نفرمن الجن۔ اور وہ نو نفر جنات کے شرفا میں سے تھے۔ سلیمان اُنکو قید کرکے اُنسے اپنا کام نکالتے تھے اور ہمارے حضرت کی خدمت میں جنات مطیع اور تابع فرمان ہو کر حاضر ہوتے تھے۔ حضرت سلیمان کے لئے خدا تعالیٰ نے ہوا کو مسخر کردیا جسکی بابت فرمایا ہے۔ غدوھا شھر ورواحھا شھر۔ یعنی اُنکے تخت کو ہوا ایک مہینہ کی راہ صبح کو لیجاتی تھی اور ایک مہینے کی راہ شام کو۔ تو دیکھو ہمارے حضرت رسول اللہ کو خدائے تعالیٰ نے براق عطا فرمایا جو ہر ایک قدم حدِ نگاہ پر رکھتا تھا سلیمان نے خدا سے دنیائے دنی کی سلطنت مانگی چنانچہ عرض کیا رب ھب لی ملکاً اور ہمارے حضرت سید المرسلین بادشاہِ دنیا و دین کے سامنے جبرئیل امین بحکم جناب رب العالمین تمام خزاین ارض کی کنجیاں لیکر حاضر ہوئے۔ مگر حضرت نے اُنکو قبول نفرمایا پس اب خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر فرق اور تفاوت ہے سلیمان اور سید الانس والجان میں سلیمان سوال کرکے ایک شئی کو حاصل کریں اور ہمارے حضرت سید الانس والجان کو وہ شئے دیجائے اُسپر بھی وہ حضرت اُسکو قبول نفرمائیں چونکہ ہمارے حضرت سید المرسلینؐ نے خزاین ارض کو

قبول نہ فرمایا اسکی عوض میں جناب ایزد وہاب نے آنحضرت کو کوثر اور مقام محمود اور درجہ رفیعہ شفاعت عطا فرمایا اور یہ درجاتِ عظیمہ باقیہ سلیمان کے ملکِ فانی سے بدرجہا عظیم اور رفیع تر ہیں۔ حسان بن ثابت صحابی ؎

وان کانت الجن قد ساسہا	سلیمان والریح تجری لہا
فشہر غدوّ وبہ دایبا	وشہر رواحہ بہ ان یشاء
فان النبی سری لیلۃ	من المسجدین الی المرتقاء

کعب بن مالک الانصاری

وان تلک نمل البر بالوہم کلمت	سلیمان ذا الملک الذی لیس بالغی
فہذا النبی اللہ احمد سبحت	صغار الحصی فی کفہ بالترنم

اگر حضرت یحیی کو حکمت اور نبوت خورد سالی کے زمانہ میں عطا ہوئی مگر اُن کے زمانہ میں شرک اور جاہلیت کا رواج نہ تھا۔ تو دیکھو ہمارے حضرت رسول اللہ کو خدائے تعالیٰ نے وہ مرتبہ حکمت کا طفولیت میں عطا فرمایا کہ ایسا رتبہ کسی نبی کو نہیں دیا تھا باوجود اسکے کہ اُس جناب نے ایسی گروہ میں نشو ونما پایا کہ وہ لوگ مشرک اور بت پرست اور سخت جاہل تھے۔ اگر یحیی اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ عابد اور زاہد ہوئے ہیں تو ہمارے حضرت رسول اللہ تمام مخلوقات سے زیادہ تر زاہد اور عابد ہوئے ہیں اُس بے نظیر عابد نے یہانتک عبادت کی کہ خود معبود حقیقی نے اُنکو اسقدر زیادہ عبادت کرنے سے منع فرمایا چنانچہ ارشاد کیا۔ طہ ما انزلنا علیک القران لتشقی۔ یعنی اے پاک ہمنے تجھپر قرآن اسواسطے نازل نہیں کیا کہ تو اپنی آپ کو عبادت کرنے کے لیے اسقدر مشقت میں ڈالے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس سے بڑھکر کیا عبادت ہوگی جسکی کثرت سے خدا منع فرماتا ہے ؎

وان کان یحیی بکت عینہ	صغیراً وطہرہ بالصبی
فانّ النبی بکی قایما	خر بنا علی الرجل خوف الرجا
فناداہ ان طہ اباقاسم	ولا تشق بالوحی لما اتی

گیارھویں مجلس در بیان افضلیت سید الورےٰ بر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

اگر حضرت عیسیٰ ابرص وکور وشل کو بحکم الٰہی شفا دیتے تھے تو ہمارے حضرت سید المرسلین کے دستِ مبارک سے بھی بارہا اس قسم کے معجزاتِ باہرات ظاہر ہوئے ہیں۔ منجملہ اُنکے یہ ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ابرص تھے حضرت نے انسے فرمایا کہ تم نکاح کیوں نہیں کرتے اُنھوں نے عرض کیا کہ ابرص ہونے کی وجہ سے کوئی عورت مجھے قبول نہیں کرتی حضرت نے اُسی وقت مواضع برص پر لعاب دہن مبارک ملا یا فوراً وہ برص دل کا برص دور

بلکہ کافور ہو گیا۔ نیز لکھا ہے کہ ایک شخص قبیلہ جہنیہ میں سے بعارضہ خورہ بیمار تھا حضرت نے ایک پیالہ پانی کا طلب فرمایا اور اُس پانی میں لعاب دہن ڈالدیا پھر اُس مجذوم سے ارشاد کیا کہ اس پانی کو اپنے بدن پر مل لے۔ چنانچہ اُس نے آبِ مذکور سے اپنے تمام بدن پر مسح کیا اُسی وقت فوراً تندرست ہو گیا اور جذام کا نام و نشان باقی نرہا۔ ایک عورت اپنی بیٹی کو ساتھ لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ لڑکی نابینا متولد ہوئی تھی آپ اُسکے لئے دُعا کریں اور اِسکو بینا کردیں حضرت نے اپنا دستِ مبارک اُسکی آنکھوں پر پھیرا فوراً بینا ہو گئی اور آنکھیں اُس کور مادرزاد کی مثل دو نرگس شہلا منور اور روشن ہو گئیں۔ نیز منقول ہے کہ ایک عورت حضرت کی خدمتِ مبارک میں حاضر ہوئی اور اُس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا بیٹا جاں کنی کی حالت میں ہے جو کچھ وہ کھاتا ہے فوراً اُسکے مُنہہ سے نکل جاتا ہے حضرت خود اُسکی بالین پر تشریف لیگئے اور اُسکے مرض کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ دور ہو۔ اُس سے یہ کلمہ فرمانا تھا کہ دفعتہ وہ لڑکا اُٹھ کھڑا ہوا اور مرض اُسکا بالکلیہ دور ہو گیا۔ اگر عیسے علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ کیا تو ہمارے حضرت سید الانبیاؑ نے بھی بارہا مُردوں کو زندہ کیا ہے بلکہ اُن کے اوصیا آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نے بھی مردوں کو زندہ کیا ہے کما ہو ثابت فی محلہ و مقامہ۔ جناب امام رضا علیہ التحیۃ والثنا سے منقول ہے کہ ایک دفعہ قریش جمع ہو کر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کی خدمتِ اقدس میں آئے اور عرض کیا کہ آپ کچھ ہمارے مُردوں کو زندہ کرکے دکھائے تو ہم آپکی پیغمبری پر ایمان لاتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی تم اس جماعت کے ہمراہ قبرستان میں جاؤ اور جن جن مُردوں کا یہ لوگ نام بتائیں اُنکو نام لیکر پکارو اور اُنسے کہو کہ تم کو رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی قبروں سے اُٹھو جسوقت جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے حسب الحکم اُس جماعت کے ہمراہ جاکر مُردوں کو آواز دی تو وہ مُردے جنکے نام پکارے گئے تھے سب کے سب اپنے سروں سے خاک جھاڑتے ہوئے قبروں سے باہر نکل آئے۔ اور جب اُنہوں نے نامِ نامی حضرت کا سُنا حضرت پر صلواۃ بھیجی اور عرض کیا کہ کاش ہم زندہ ہوتے تو ہم جناب رسول اللہ پر ایمان لاتے اور جو لوگ زندہ موجود ہیں اُنکو حضرت کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تحریص اور ترغیب کرتے یہ کہکر پھر وہ اپنی قبروں میں چلے گئے۔ نیز منقول ہے کہ جو کفار مکہ جنگ بدر میں مارے گئے اُنکو حضرت نے زندہ کرکے اُن کے کفر پر اُنکو زجر اور توبیخ کی تھی۔ نیز مشہور ہے کہ حضرت کے دستِ حق پرست میں بارہا سنگریزوں نے تسبیح کی۔ اور نیز حضرت کے دستِ مبارک کی برکت سے اُس طعامِ قلیل میں جو جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کے دنوں میں صرف حضرت کی دعوت کے لئے پکایا تھا اسقدر برکت اور فراخی ہوئی کہ تمام حافرینِ خندق نے کھایا پھر سارے مدینہ نے وہ کھانا کھایا۔ نظامی۔ فراخی بد و دعوتِ تنگ را + گواہی بر اعجاز او سنگ را + اس حقیر مؤلفِ کتاب نے ایک قصیدہ میں عرض کیا ہے۔

لمؤلفہ

شفیعی منقذی یوم الجزاء	رسول اللہ خیر الانبیاء

میرے شفاعت کرنے اور مجھکو نجات دلانے والے بروزِ قیامت جناب رسول اللہ خیر الانبیاء ہیں

ھو المطلوب من ایجاد خلقٍ	ھو المحبوب عند الکبریاء

ایجاد خلقت سے خالق کو مطلوب وہی ہیں اور وہ خدا کے محبوب ہیں

فلولاہ لما مُنِحَ الوجودُ	لشئٍ من سماءٍ او ثراء

اگر وہ حضرت نہوتے تو کسی شے کا بھی وجود نہوتا

عظیمُ الخلقِ محمودُ الخِصائلِ	کریمُ الطبعِ موفورُ العطاءِ

وہ حضرت محمود الخصائل ہیں اور وہ حضرت کریم اور بہت کچھ بخشنے والے ہیں

کثیرُ المنِّ والافضالِ جوداً	رحیبُ الکفِ اسخی الاسخیاءِ

ازروے جود وہ کثیر الافضال ہیں فراخ دست اور اعلے درجہ کے سخی ہیں

حفیٌ رحمۃٌ للعالمین	شفیعُ النّاسِ فی یومِ الجزاءِ

وہ حضرت مہربان اور رحمۃ اللعالمین ہیں اور بروزِ قیامت شفاعت کرنیوالے ہیں

لہ من معجزاتٍ باھراتٍ	لتصدیق الرسالۃ فی الملاء

خدا نے اس جناب کو بہت سے معجزات ظاہرات انکی رسالت کی تصدیق کیلئے عطا فرمائے ہیں

فاعلاھا تقرّبہ الی اللہ	وتکلیمہ فوق السماءِ

سب سے اعلیٰ درجہ کا معجزہ انکا معراج ہے اور عرشِ اعظم پر جناب الٰہی سے گفتگو کرنا انکا ہے

وابھرھا کتاب اللہِ حقاً	وابقاھا الی یوم الجزاءِ

اور ظاہر تر معجزہ اس جناب کا قرآن شریف ہے اور یہ ایسا معجزہ ہے کہ روزِ قیامت تک باقی اور قایم ہے

وانماھا تفجریان النمیر	من اصبعہ لسقی الظماءِ

اور نمو پانیوالا معجزہ اس جناب کا آنحضرت کے اصابع مبارک سے پیاسوں کے لئے پانی کا جاری ہونا ہے

واشھی ھا شبع الحافرین	بخندق حین لزبات الغلاءِ

اور زیادہ مرغوب معجزہ اس جناب کا قحط کے ایام میں خندق کھودنے والوں کا باوجود انکی کثرت کے طعام قلیل سے ان سب کا سیر ہونا ہے

دعاہ جابرٌ یوماً ببیتٍ	وھیّا لہ قلیلاً من غذاءِ

ایک دن جابر بن عبد اللہ انصاری نے ان ایام قحط میں جبکہ حضرت اور آنحضرت کے صحابہ خندق کھود رہے تھے حضرت کی دعوت کی اور ایک صاع جو کی آٹے کی روٹیاں اور ایک بکری کے بچہ کا گوشت پکایا

[illegible]

فناد المصطفٰی فی الحافرین	اجیبوا جابراً عند العشاء
جناب رسول اللہ نے کل اُن لوگوں کو جو خندق کھود رہے تھے ارشاد فرمایا کہ جابر کی دعوت قبول کرو اور شام کا کھانا اُسکے ہاں کھاؤ	
اجابوا کلھم تلک الضیافہ	فشبعوا بالیسیر من الغذاء
سب اصحاب نے وہ دعوت قبول کی حضرت کی برکت سے اُس طعام میں وہ برکت ہوئی کہ سب سیر ہو گئے	

بارھویں مجلس دربیان افضلیت سید الوریٰ برسائر انبیاء و معجزات آنحضرت مثل معجزات نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسےٰ علیہ و آلہ و علیہم السلام

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب سید الاوصیاء علی مرتضیٰ صلواۃ اللہ و سلامہ علیہ سے سوال کیا کہ جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ایک قوم کے سروں پر جو انکی نبوت کا انکار کرتے تھے ایک پہاڑ کو بلند کیا تھا آیا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی ایسا معجزہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے مجھکو اُس خالق عالم کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ زمانہ آدم سے ابتک کسی نبی اور رسول سے ایسا کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا کہ جسکی مثل یا جس سے بہتر اور افضل ہمارے نبی سید الانبیاء سے ظاہر نہوا ہو۔ منجملہ اُن کے یہ ہے کہ جب ہمارے نبی سید المرسلین مبعوث برسالت ہوئے اور حضرت نے دعویٰ نبوت کا کیا تب تمام عرب کے لوگ سخت دشمن ہوگئے اور ہر وقت آزار دہی و ایذا رسانی کی فکر میں رہنے لگے۔ اور میں جناب رسول اللہ پر سب سے پہلے ایمان لایا تھا یعنی جس دن رسول اللہ مبعوث برسالت ہوئے اُسکے دوسرے دن میں نے جناب رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی یہانتک کہ سات برس تک میرے اور خدیجہ خاتون کے سوا رسول اللہ پر ایمان لانیوالا کوئی نہ تھا اور ہم تینوں آدمیوں کے سوا تمام روئے زمین پر کوئی متنفس خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنیوالا نہ تھا۔ اُنہیں ایام میں ایک دن میں جناب رسالتمآب کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ناگاہ ایک جماعت مشرکین قریش حضرت کی خدمت میں آئی اور اُنہوں نے عرض کیا کہ اے محمدؐ آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ خدا نے آپ کو پیغمبری پر مبعوث کیا ہے۔ پھر یہانتک کہ آپ صرف اپنی پیغمبری کے دعوی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم تمام انبیاء ماضین و مرسلین سابقین سے افضل اور اعلیٰ ہیں اگر آپ اپنے اس قول میں سچے ہیں تو مثل نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کے معجزات ظاہر کرکے دکھلائیے۔ نوحؑ نے طوفان سے لوگوں کو غرق کردیا۔ ابراہیم پر آگ سرد ہوگئی۔ موسیٰ نے منکرین کے سروں پر پہاڑ کو بلند کردیا عیسیٰ لوگوں کو خبر دیتے تھے اُسی چیز کی جو وہ اپنے گھروں میں پوشیدہ کرتے تھے۔ پس اُس جماعت کے چار فرقے ہوگئے۔ ایک فرقہ حضرت نوح کا معجزہ دیکھنا چاہتا تھا اور دوسرا گروہ حضرت ابراہیم کے معجزہ کا طالب تھا

تیسرا فرقہ معجزہ موسیٰ کا خواہاں تھا چوتھا گروہ معجزہ عیسےٰ کا طلبگار تھا حضرت نے اِن چاروں فرقوں سے ارشاد فرمایا
کہ اے لوگو میں خالقِ عالم کا مطیع اور فرمانبردار بندہ ہوں اور میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس قرآن شریف
ایسا لایا ہوں کہ جو ہمیشہ کے لئے بہت بڑا اعلیٰ درجہ کا معجزہ ہے دیکھو ایک سورہ بلکہ ایک آیت بھی مثل آیاتِ
قرانیہ کے تمام قبایل عرب میں سے کوئی شخص نہ لاسکا میں نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ رسالت کی ہے
اور کرتا ہوں اور قرآن میرا اور آیندہ قیامت تک سب لوگوں پر خدائے تعالیٰ کی طرف سے حجت باہرہ و معجزہ
ظاہرہ ہے اور جو کچھ تم مجھ سے چاہتے ہو وہ میں اپنے اختیار سے نہیں کرسکتا ہاں خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں
سوال کرتا ہوں اگر وہ میرے اور تمہارے لئے اُن امور کے اظہار میں خیر اور مصلحت جانے گا تو وہ اُن امور
کو ظاہر فرمائیگا حضرت یہ تقریر کر رہے تھے کہ جبرئیل امین بحکم جناب رب العالمین نازل ہوئے اور حضرت سید المرسلین
کو جناب جہاں آفرین کی طرف سے سلام پہنچایا اور کہا کہ جناب باری تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اتمامِ
حجت کے لئے اِن چاروں پیغمبروں کے معجزات اس قوم پر ظاہر کرتا ہوں لیکن انہیں سے کوئی ایمان نہ لائیگا
سوائے اُس شخص کے کہ جس سے میں نے شر شیطان کو دور کیا ہوگا۔ پس جو لوگ اِنہیں سے معجزہ نوح کے طالب
ہیں اُنسے آپ فرمائیں کہ وہ لوگ کوہ ابوقبیس پر چڑھ جائیں اور یہ بھی اُنسے کہہ دیجئے کہ جب تم پر آثارِ ہلاکت کے
ظاہر و نمایاں ہوں تو تم اُس شخص یعنی علیؑ بن ابیطالب اور اُنکے دونوں فرزندوں کی طرف جو ابھی تک پیدا
نہیں ہوئے پناہ لیجانا اور اُنکے طفیل اپنی رستگاری اور نجات کے طلبگار بارگاہ پروردگار سے ہونا تب تم
ہلاکت سے بچ جاؤگے اور جو لوگ حضرت ابراہیم کے معجزہ کا اظہار چاہتے ہیں اُنسے کہدو کہ شہر مکہ سے باہر جائیں
پھر ہماری قدرت کاملہ کو دیکھیں جب قریب بہلاکت پہنچیں تو فاطمہ زہرا بنت رسول کے نام سے جو ابھی تک
پیدا نہیں ہوئی خدائے تعالیٰ سے التجا کریں تو نجات پائیں گے اور جو فرقہ حضرت موسیٰ کے معجزہ کو طلب کرتا ہے
اُنسے کہدو کہ وہ مسجد الحرام میں جائیں اور ہماری قدرت کو دیکھیں اسوقت اُنکو ایک سوار ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے
دکھائی دیگا پس وہ لوگ اُس سے توسل کریں تو نجات پائیں گے۔ اور چوتھا فرقہ جو عیسےٰ کے معجزہ کا خواہاں
ہے اور رئیس اُس فرقہ کا ابوجہل ہے اُنسے کہو کہ تم یہاں ہمارے پاس ٹھہرے رہو جب اِن تین فرقوں کے
حالات تمکو معلوم ہوجائیں تب میں تمکو چوتھا معجزہ دکھاؤنگا۔ ابوجہل نے اُن تینوں فرقوں سے کہا کہ
جسطرح محمد فرماتے ہیں تم اُسی طرح کرو اور اُنہیں مقامات کو جاؤ تاکہ (نعوذ باللہ) حضرت کا جھوٹ ظاہر ہوجائے
پس پہلا فرقہ جو طوفانِ نوح کو دیکھنا چاہتا تھا کوہِ ابوقبیس کی طرف روانہ ہوا جب اِمن کوہ میں پہنچے تو اُنکے
قدموں کے نیچے سے پانی جوش مارنے لگا اور آسمان سے بھی بدون ابر و رعد و برق کے پانی برسنے لگا حالانکہ
اُسوقت مطلع بالکل صاف تھا۔ تا اینکہ پانی اُن لوگوں کی گردنوں تک پہنچ گیا مجبور ہوکر پہاڑ کے اوپر چڑھنے

لئے جسقدر پہاڑ کی بلندی پر چڑھتے تھے اُسی قدر پانی بھی ساتھ ہی اُنکے بلند ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے پانی بھی اُنکے ساتھ ہی پہنچا اور اُنکے گلے تک پانی آگیا اُسوقت اُن لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا۔ تب انہوں نے جناب امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام اور اُن کے دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ علیہما السلام کو دیکھا اور اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور اُنسے امداد چاہی۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قوم تم میرا ہاتھ پکڑلو یا اِن دونوں صاحبزادوں میں سے کسی کا ہاتھ یا دامن پکڑلو تو نجات پاؤ گے۔ بعض لوگوں نے دست یداللہ کو پکڑا اور بعض نے فرزندانِ یداللہ کے ہاتھ اور دامن تھام لئے جناب امیرالمومنین اور حسنین علیہم السلام اُن لوگوں کو اپنی پناہ میں لیکر پہاڑ سے نیچے اوترنے لگے جسقدر اوترتے تھے اُسی قدر پانی بھی ساتھ ہی اُترتا جاتا تھا اور کم ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ جب ہموار زمین پر پہنچے تو پانی زمین میں غائب ہوگیا اور کچھ آسمان کی طرف بلند ہوکر چلا گیا اور زمین بالکل خشک ہوگئی کہ گویا اُسپر پانی مطلق نہ تھا۔ تب وہ لوگ جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے اور سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ طوفانِ نوحؑ کا معجزہ آپ کے ارشاد معجز بنیاد کے مطابق ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے بیشک آپ تمام انبیاؑ و مرسلین کے سردار ہیں۔ اگر یہ صاحب یعنی علیؑ ابن ابیطالب اور دو صاحبزادے ہماری مدد نہ کرتے تو ہم مر چکے اور غرق ہو چکے تھے ہمارے غرق ہونے میں کچھ دیر باقی نہ تھی مگر ہمکو کمال تعجب ہے کہ اب وہ دونوں صاحبزادے نظر نہیں آتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ دونوں ابھی پیدا نہیں ہوئے کچھ عرصہ کے بعد پیدا ہونگے اور وہ سردار ہیں جوانانِ بہشت کے اور اُنکا باپ اُن دونوں سے افضل اور بہتر ہے وہ دونو میری دختر فاطمہ زہراؑ اور علیؑ سے پیدا ہوں گے اور حسنؑ اور حسینؑ اُن کے نام ہیں۔ اور اے لوگو اِس بات کو خوب جان لو اور سمجھ لو کہ دنیا ایک دریائے ناپیداکنار ہے بہت سے لوگ اسمیں غرق ہو چکے ہیں اور بہت سے غرق ہو رہے ہیں اور بہت سے غرق ہونگے اور کشتی نجات کی اِس دریائے ناپیداکنار سے پار ہونے کے لئے آلِ محمدؐ یعنی علیؑ اور اُنکی اولادِ امجاد ہے جو کوئی اُنسے متمسک ہوا اور جس نے اُنکا اتباع کیا اور جس نے اُنکی پیروی کی اُس نے نجات پائے اور جو کوئی آلِ محمدؐ کی کشتی سے مختلف ہوا یعنی جس نے آلِ محمدؐ کی پیروی نہ کی وہ غرق ہوا اور یاد رکھو کہ دنیا نمونہ آخرت کا ہے آخرت بھی دریائے ناپیداکنار ہے آتشِ دوزخ کی کچھ انتہا نہیں ہے اور یہ چند آدمی میری اہلبیت میں میری اُمت کے لئے نجات اور رستگاری کی کشتی ہیں یہ اپنے دوستوں اور فرمانبرداروں کو جہنم کے پل سے عبور کرا دیں گے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل سے فرمایا کہ اے ابوجہل سُنا تو نے اِس قوم کا حال اُس نے کہا کہ ہاں سُنا اب دیکھوں دوسرا فرقہ کیا کہتا ہے ناگاہ دیکھا کہ اُس فرقۂ دوم کے لوگ بھی گریہ کناں آرہے ہیں جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ پیغمبر خدا کے اور سردار تمام انبیاء کے ہیں اور اسمیں ہرگز شک اور شبہ نہیں ہے کہ آپ تمام مخلوقات سے افضل اور برتر ہیں۔ یا رسول اللہ ہم آپ کے

ارشاد کے موافق بیرون مکہ گئے زمین نرم اور ہموار پر جارہے تھے کہ ناگاہ آسمان سے آگ کے ٹکڑے جدا ہو کر ہم پر برسنے لگے اور زمین بھی ہمارے قدموں کے نیچے سے پھٹنے لگی اور زمین میں سے بھی آگ نکلنے لگی تھوڑے سی عرصہ میں سارا صحرا آگ سے بھر گیا اور اُتنی جگہہ سے آسمان بھی آگ کا نظر آنے لگا گرمی کی وہ شدت ہوئی کہ ہمارے بدن جلنے لگے اور ہمکو یقین ہوگیا کہ ہم سب جلکر کباب ہو جائیں گے ناگاہ جو بین یعنی مابین آسمان اور زمین کے ہمنے ایک خاتون کو دیکھا کہ مقنعہ اُنکے روئے مبارک پر پڑا ہے اور وہ مقنعہ اسقدر طویل ہے کہ ہمارے ہاتھ اُس تک پہنچ سکتے ہیں اس عرصہ میں ایک منادی نے ندا دی کہ اے لوگو اگر تم نجات چاہتے ہو تو اس مقنعہ سے توسل کرو نجات پاؤ گے۔ ہم لوگوں نے یہ ندا سُنکر اُس مقنعہ کو تھام لیا اُس مقنعہ نے ہمکو مابین السماء والارض بلند کیا اور وہ آگ جو ہمارے گرد اگرد تھی پھر ہمکو اُس سے مطلق اذیت نہ پہنچی یہانتک کہ اُس مقنعہ نے ہمکو آگ سے نکالکر ہمارے گھروں میں بخیر و عافیت پہنچا دیا اب ہم اپنے اپنے گھروں سے آئے ہیں اور ہمکو یقین کامل حاصل ہوگیا ہے کہ بیشک آپ سچے پیغمبر اللہ کے ہیں اور آپ کا دین حق ہے اب ہم ہرگز آپ کے دین سے عدول اور تجاوز نہ کرینگے۔ اور بیشک آپ ایسے ہیں کہ بعد خالق عالم کے آپ پر اعتماد اور تکیہ کرنا چاہئے آپ اپنے اقوال میں صادق اور اپنے افعال میں حکیم ہیں۔ حضرت نے اُنسے پوچھا کہ آیا تمنے اُس بی بی خاتون کو جانا کہ وہ کون ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ ہمنے انکو نہیں جانا حضرت نے فرمایا کہ وہ میری بیٹی فاطمہ زہرا ہے جو سردار ہے تمام زنان عالم کی اور وہ ابھی تک عالم وجود میں نہیں آئی جب وہ بروز قیامت عرصۂ محشر میں آنیکا قصد کرے گی تب خدائے تعالیٰ کی طرف سے منادی ندا کریگا کہ اے اہل محشر آنکھیں بند کر لو تاکہ صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا سیدۃ النساء بنت سید الانبیاء آئے اور پل صراط پر سے عبور کرے اُسوقت سوائے محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و آئمہ ہدیٰ کے جو اُن کے محرم ہیں سب لوگ اپنی آنکھوں کو بند کر لیں گے۔ جب صدیقہ کبریٰ صراط کو عبور کرکے داخل فردوس ہونگی تب ایک چادر نور صراط پر عرصہ گاہ محشر تک بچھا دیجائیگی کہ ایک گوشہ اُس چادر کا فردوس بریں میں فاطمہ زہرا کے ہاتھ میں ہوگا اور دوسری طرف اُس چادر کی عرصہ گاہ محشر میں ہوگی اُسوقت منادی بحکم الٰہی ندا کریگا کہ اے دوستداران فاطمہؑ و اولاد فاطمہؑ تم میں سے ہر ایک آدمی اس چادر کی ایک ایک تار کو تھام لو تاکہ آتش دوزخ سے نجات پاؤ پل صراط کو بخوبی طے کر سکو بس لاکھوں مومنین اُس چادر کو پکڑ کر پل صراط سے باسانی گزر جائیں گے اور آتش دوزخ سے نجات پائیں گے۔ جب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یہانتک بیان فرما چکے اُسوقت تیسرا فرقہ بھی روتا ہوا آیا اور اُن لوگوں نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ سچے رسول اللہ عزوجل کے ہیں اور آپ تمام مخلوقات سے افضل اور اعلیٰ اور برتر ہیں ہم پر آپ کا ایسا معجزہ باہر ظاہر ہوا ہے کہ اب ہمکو آپ کی نبوت میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہا ہم آپکی نبوت اور رسالت کی تصدیق کرتے ہیں۔ حضرت نے اُنسے فرمایا کہ تم بتلاؤ کہ تمنے کیا دیکھا اُنہوں نے عرض کیا

کہ ہم آپکے ارشاد کے مطابق خانہ کعبہ کے سایہ میں جاکر بیٹھے اور ہم اسوقت آپ کے وعدہ پر تمسخر اور استہزا کرتے تھے
کہ اسی اثنا میں ہمنے دیکھا کہ خانہ کعبہ بلند ہوا اور اپنی جگہہ سے جدا ہوکر ہمارے سروں پر آکر ٹھہر گیا اور ہم لوگ جہاں
جہاں بیٹھے تھے مثل میخ کے وہیں جم گئے اور اپنی جگہہ سے حرکت نہ کرسکتے تھے تب ہمکو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا۔
ناگاہ ہمنے آپ کے چچا حضرت امیر حمزہ کو دیکھا کہ نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے آئے اُنہوں نے خانہ کعبہ کو تھام لیا اور ہم سے
کہا کہ تم یہاں سے اُٹھکر چلے جاؤ جب وہاں سے اُٹھکر علیحدہ ہوئے تب خانہ کعبہ اپنی اصلی جگہہ پر قایم ہوگیا پھر ہم آپکی
خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب کو آپ کی رسالت کا یقین ہوگیا ہے ہم آپکی نبوت کا اقرار کرتے ہیں جب وہ لوگ
یہانتک اپنا حال بیان کرچکے تب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل سے فرمایا کہ اب تو کیا کہتا ہی
دیکھ تیرے اِن سب رفقا نے جو جو معجزہ طلب کیا تھا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ابوجہل شقی نے کہا کہ میں نہیں جانتا
کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں یا خیالات فاسدہ اُنکی آنکھوں میں جلوہ گر ہوئے ہیں ہاں معجزہ چہارم جب
میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا تب آپکی رسالت کی تصدیق کرونگا حضرت نے فرمایا کہ جب تو اپنے اُن رفقا کی تصدیق
نہیں کرتا جو بہت سے لوگ ہیں تو اُن واقعات اور حالات کی تصدیق تو کیونکر کرتا ہے جو تجھکو تیرے آبا اور اجداد سے
پہنچے ہیں اور اُن خبروں کی تصدیق تو کیونکر اور کس طرح کرتا ہے جو روم اور عجم وچین و عراق و شام و ہند کی خبریں
تو سُنتا ہے اور جو حالات اُن بلاد کے تجھکو لوگوں کی زبانی معلوم ہوئے ہیں یہ فرماکر پھر حضرت نے اُس فرقہ سوم
کی طرف خطاب کرکے ارشاد فرمایا کہ وہ سوار جس نے تمکو نجات دی وہ میرا عم نامدار حمزہ بن عبد المطلب ہے چونکہ وہ مجھسے
اور علیؑ سے بہایت محبت رکھتا ہے اسلیئے خداے تعالیٰ نے اُسکو یہ مرتبہ رفیعہ عنایت فرمایا ہے کہ وہ اپنے دوستوں سے
بروز قیامت آتش دوزخ کو دور کریگا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کیفیت اسکی کیا ہوگی اور کیونکر حمزہ آتش دوزخ
کو اپنے دوستوں سے دور کرینگے حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن صراط کے دوسری طرف کچھ لوگ محبان حمزہ بن
عبد المطلب میں سے ہونگے اور اُنکی آگے بوجہ ذنوب و معاصی ایک دیوار حایل ہوجائے گی۔ اُسوقت وہ لوگ میرے
چچا حمزہ سے کہیں گے کہ اے حمزہ تم دیکھتے ہو کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں ہمکو یہاں سے نجات دلواؤ حمزہ میرے
پاس آکر بیان کرینگے اور کہیں گے کہ یہ لوگ میرے محب ہیں اور اب مصیبت میں گرفتار ہیں۔ میں کہونگا کہ یا علیؑ جاؤ
اور اپنے چچا کی اعانت کرو۔ علیؑ وہی نیزہ لاکر حمزہ کے حوالہ کرینگے جس سے حمزہ نے دار دُنیا میں جہاد کیا ہوگا حمزہ اُس
نیزہ سے آتش دوزخ کو اس طرح دور کرینگے جس طرح دُنیا میں اپنے نیزہ سے معاندین دین کو دفع کرینگے۔ پس دوستان
حمزہ نجات پاکر داخل بہشت ہونگے۔ پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل سے فرمایا کہ تو کیا معجزہ
چاہتا ہے اُس نے کہا معجزہ عیسے بن مریم کا جسطرح وہ لوگوں کو خبر دیتے تھے اُن اشیا سے جو وہ اپنے گھروں میں
کھاتے تھے یا ذخیرہ کرتے تھے آپ بھی خبر دیجیے کہ میں نے آج کیا کھایا ہے اور کیا ذخیرہ کیا ہے۔ اور اس سے

بڑھکر آپ یہ بھی بتلائے کہ بعد کھانا کھانے کے میں نے کیا کیا کام کیا کیونکہ آپ مدعی افضیلت کے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تجھکو اِن سب امور کی خبر دیتا ہوں مگر یہ یاد رکھ کہ جب میں تیرے سب حالات بیان کر چکوں اور پھر تو ایمان نہ لائیگا تو تو ذلیل اور خوار ہوگا۔ پھر حضرت نے اُس سے فرمایا کہ اے ابوجہل تونے ایک مرغ اپنے گھر میں پالا تھا اور وہ فربہ بھی خوب ہوگیا تھا آج تونے اُسکا گوشت پکوایا جسوقت وہ گوشت پک کر تیار ہوگیا اور تیرے سامنے رکھا اور تونے قصد کھانے کا کیا اُسوقت تیرا بھائی ابوالبختری بن ہشام آگیا اور اُس نے دروازہ پر سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی تب تونے بخل کیا اور ڈرا کہ وہ اُس مرغ بریاں میں سے کچھ کھا نہ جائے اِس لئے تونے اُسکو زیر دامن چھپا رکھا یہانتک کہ ابوالبختری واپس گیا تب تونے اُس مرغ کا گوشت کھایا۔ ابوجہل نے کہا کہ یہ سب غلط ہے اچھا آپ فرمائے کہ پھر میں نے کیا کیا حضرت نے فرمایا کہ تین سو اشرفیاں تیری ملک میں سے تیرے پاس تھیں اور دو ہزار اشرفیاں لوگوں کی تیرے پاس امانت رکھی ہوئی تھیں اور یہ تمام اشرفیاں تین تھیلیوں میں رکھی تھیں آج تونے اُن اشرفیوں کے دینے سے انکار کردیا جو تیرے پاس امانت رکھی ہوئی تھیں اور اُن اشرفیوں کو تونے زمین میں دفن کردیا ہے امانت میں خیانت کرکے لوگوں کا مال اِسطرح لیکر تو آج دل میں بہت خوش تھا ابوجہل نے کہا کہ یہ بھی غلط ہے بلکہ وہ اشرفیاں چوری گئیں حضرت نے اُس مرغ کو طلب فرمایا جو نصف باقی تھا وہ بقدرتِ الٰہی زندہ ہوکر حاضر ہوا ابوجہل نے کہا کہ یہ مرغ میرا نہیں حضرت نے فرمایا اے مرغ ابوجہل کی تکذیب کرکے اُسکو ذلیل کر مرغِ بریاں نے بزبانِ فصیح عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کی رسالت اور نبوت پر گواہی دیتا ہوں اور نیز اِس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ ابوجہل دشمنِ خدا و معاند ہے اور نیز یہ کہ ابوجہل لوگوں کا مال ناحق کھانیوالا ہے۔ علاوہ کافر ہونے کے ابوجہل بخیل بھی ہے اُس نے مجھکو اپنے دامن میں اسلئے چھپا رکھا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اُسکا بھائی مجھے کھا جائے یا رسول اللہ آپ امین اور اصدق الصادقین ہیں اور ابوجہل لعین خائن اور اکذب الکاذبین ہے۔ ابوجہل پر خدا کی لعنت ہو پھر حضرت نے ابوجہل سے فرمایا کہ اب بتلا تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ یہ نظر بندی ہے حضرت نے فرمایا کہ تو جو باتیں سُنتا ہے یا جو اشیاء تو دیکھتا ہے اُنمیں اور اِن امور میں آخر کیا فرق ہے ابوجہل نے کہا وہی جو میں نے کہا کہ نظر بندی ہے۔ پھر حضرت نے دستِ مبارک اُس مرغ پر پھیرا دوبارہ گوشت اُسکے بدن پر پیدا ہوگیا اور بال و پر بدستور سابق آگئے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل جو تھیلیاں اشرفیوں کی ابوجہل نے زمین میں دفن کی ہیں اُنکو میرے سامنے حاضر کرو بس بمجرد ارشاد وہ کیسہائے زر دواں دواں زمین کو چیرتے ہوئے حضرت کے روبرو حاضر ہوئے حضرت نے مالکانِ مال کو طلب فرمایا اور ہر ایک شخص کو اُسکا حق دیدیا صرف تین سو اشرفیاں باقی رہ گئیں جو ابوجہل کی تھیں حضرت نے ابوجہل سے فرمایا کہ ایمان لا تاکہ خدا تیرے اِس مال میں برکت دے تاکہ پھر اُسی قدر ہوجائے کہ جتنا یہ تھا ابوجہل نے کہا کہ میں اپنا مال لیتا ہوں اور ایمان نہیں لاتا حضرت نے اُس مرغ کی طرف اشارہ کیا مرغ اُڑا اور ابوجہل

کے سر اور مُنہہ پر پنجے مارے اور اپنی منقار سے اُسکو زخمی کیا حضرت نے اُس مرغ کو نوید اور خوشخبری دی کہ تو مرغانِ بہشت
میں سے ہے۔ کتاب جامع الاخبار میں جناب سیّد الساجدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کا جو آخر غزوات میں سے ہے۔ قصد فرمایا چونکہ بوحی الٰہی حضرت کو معلوم تھا کہ اس غزوہ میں
جنگ و جدل و مقاتلہ سیف و سنان نہ ہوگا اسواسطے ارادہ کیا کہ خود بہ نفس نفیس اِس سفر میں تشریف لیجائیں اور جناب
امیر المومنین علیہ السلام کو مدینہ میں اپنا قایم مقام کر کے چھوڑیں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ سے دور اور بجا آوری خدمات سے مقصر اور مشاہدہ نور جمال سے محروم رہوں حضرت نے فرمایا۔
اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ یا علیؑ تمکو مدینہ میں رہنے کا وہی
ثواب اور اجر حاصل ہوگا جو میرے پاس رہنے کا ہو۔ اور تم جو یہ چاہتے ہو کہ تم مجھکو ہر وقت دیکھتے رہو تو اسلئے جناب
رب العالمین نے جبرئیل امیں کو حکم دیا کہ وہ زمین کو بلند کریں اور تمہاری قوتِ بصارت اسقدر زیادہ ہو جائے کہ تم
ہر وقت مجھکو اور تمام صحابہ کو دیکھتے رہو اور ایک پل بھی میں تمہاری نظر سے اوجھل نہوں اور تمکو مراسلت و مکاتبت
کی بھی حاجت نہ ہو۔ پھر فرمایا جناب سیّد الساجدین علیہ السلام نے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر غزوہ میں
ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ سامان خورونوش زیادہ تر ساتھ لیا جاوے بالخصوص غزوہ تبوک میں جو ایک مہینے سے زیادہ
کا سفر تھا زیادہ تر تاکید فرمائی ملتزمانِ رکاب سعادت انتساب نے نانِ خشک اور گوشت نمک سودہ و عسل و خرما
بہت ساتھ لے لیا جب چند منزل چلے تو سامان خورونوش متعفن ہوگیا صحابہ رنجیدہ ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ہم لوگ غذائے متعفن کو نہیں کھانا چاہتے حضرت نے فرمایا کہ پھر تم کیا چاہتے ہو صحابہ نے عرض کیا کہ کباب تازہ اور
گوشت بریاں طیور کا اور طرح طرح کی مٹھائیاں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰؑ بن
مریم نے جو اس بارہ میں دُعا کی تھی تو جناب باری تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انی منزلھا علیکم فمن یکفر
بعد منکم فانی اعذبہ عذاباً لا اعذبہ احداً من العالمین۔ پس جس نے کفرانِ نعمت کیا وہ
مسخ ہوگیا یہانتک کہ چار سو آدمی مسخ ہوگئے تھے لیکن میں ایسا نہیں چاہتا لو میں تمہارے لئے مائدہ بھی طلب
کرتا ہوں اور جو کوئی کفرانِ نعمت بعد میں کریگا اُسپر بھی مہربان اور رؤف ہوں کہ وہ مسخ نہوگا۔ یہ فرما کر ایک جانور
کیطرف دیکھا جو ہوا میں اوڑ رہا تھا اُسکو بلایا وہ فوراً حاضر ہوا حضرت نے اُس سے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ تو بڑا
ہو جا وہ جانور اُسی وقت بقدرتِ کاملہ پروردگار مثل ایک ٹیلے کے ہوگیا اور اُس سفر میں دس ہزار سات سو صحابہ
حضرت کے ہمراہ تھے حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ تم اِس جانور کا احاطہ کر لو چنانچہ سب نے اُسکے چاروں طرف حلقہ
کر لیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تیرے منقار و بال و پر سب جدا ہو جائیں۔ پس بال و پر
وغیرہ اُسکے بدن سے علیحدہ ہو کر ایک طرف کو جمع ہوگئے پھر فرمایا کہ تیرا گوشت بریاں ہو جائے چنانچہ وہ بریان

ہوگیا پھر صحابہ سے فرمایا کہ ایہا الناس اسمیں سے اپنا اپنا حصہ کاٹو اور کھاؤ لوگوں نے کھانا شروع کیا۔ اُسوقت ایک منافق نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت فرمایا کرتے ہیں کہ جنت میں ایسے مرغ ہوں گے کہ ایکطرف سے کباب کا مزہ دوسری جانب سے اُنکے کھانے میں کوئی اور مزہ آئیگا کاش یہاں بھی ایسا ہی ہوجائے۔ تب حضرت نے فرمایا کہ مجھپر اور میری آل پر صلوٰۃ پڑھکر لقمہ موہنہ میں ڈالو تو جس قسم کا مزہ چاہو گے ویسا ہی مزہ حاصل ہوگا۔ پس صحابہ نے اُسی طرح کیا موافق ارشاد نبوی ظہور میں آیا۔ یہانتک کہ سب لوگ سیر ہوگئے تب صحابہ نے عرض کیا کہ اب پیاس باقی ہے حضرت نے فرمایا کہ بسم اللہ اور صلوٰۃ پڑھو پھر ایک ایک لقمہ کھاؤ جب اُنہوں نے بموجب اس ارشاد کے عمل کیا سب سیراب ہوگئے۔ اُسوقت جناب رسولخدا نے اُس جانور سے فرمایا کہ تو اپنی اصلی حالت پر آجا چنانچہ وہ اصلی قد وقامت کے موافق ہوگیا پھر حضرت نے فرمایا کہ اے مرغ جناب باری حکم کرتا ہے کہ روح تیرے بدن میں حلول کرے اور تو اوڑجائے چنانچہ اُسی وقت وہ جانور بحکم الٰہی زندہ ہوکر اوڑگیا۔ نیز کتاب جامع الاخبار میں جناب صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا اُس جناب نے کہ ایک یہودی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تیز نظر سے حضرت کی طرف دیکھنے لگا حضرت نے فرمایا کہ اے یہودی تو کس مطلب کے لئے آیا ہے۔ اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ افضل ہیں یا موسیٰ بن عمران جنسے خدا نے کلام کیا اور اُنپر توریت نازل کی اور اُنکے سر پر بادل سایہ کرتا تھا اور اُنکے عصا میں معجزہ تھا حضرت نے فرمایا کہ اگرچہ یہ امر مناسب نہیں ہے کہ انسان اپنی آپ تعریف کرے لیکن اب چونکہ پوچھتا ہے تو میں بیاں کرتا ہوں کہ جسوقت حضرت آدم سے ترک اولیٰ ہوا تھا تو اُنہوں نے یہ دُعا پڑھی اللّٰھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد لما غفرت لی۔ تب جناب باری تعالیٰ نے توبہ اُنکی قبول کی۔ اور نوح جسوقت کشتی میں سوار ہوئے اور غرق ہونے کا خوف اُنکو عارض ہوا تو اُنہوں نے کہا اللّٰھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد لما انجیتنی من الغرق پس حق تعالیٰ نے اُنکو غرق ہونے سے نجات دی۔ اور جسوقت نمرود نے ابراہیم کو آگ میں ڈالدیا تو اُنہوں نے کہا اللّٰھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد لما انجیتنی منھا۔ خدا نے اُنپر آگ کو سرد کردیا۔ اور جسوقت موسیٰ نے عصا کو ڈالا تو خایف اور ترساں ہوئے اُسوقت اُنہوں نے کہا۔ اللّٰھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد لما آمنتنی منھا تب خدا نے اُنکے دل سے خوف کو دور کردیا۔ اے یہودی اگر موسیٰ میرے زمانہ میں ہوتے اور میری رسالت کی تصدیق نہ کرتے اور مجھپر ایمان نہ لاتے تو اُنکا ایمان اور اُنکی نبوت اُن کو کچھ فائدہ نہ دیتی۔ اے یہودی جب مہدی میری ذریت اور عترت میں سے میری امت میں ظہور کریگا تو عیسیٰ بن مریم اُنکی نصرت کے واسطے نازل ہونگے اور نماز میں اُنکا اقتدا کرینگے +

تیرھویں مجلس اس امر کے بیان میں کہ جناب رب العالمین نے حضرت

سیّد المرسلینؐ کو ایک سو پچاس خصوصیت کے ساتھ انبیاء سابقین سے مخصوص وممتاز کیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الکریم الجواد الذی خصّ حبیبہ خاتم المرسلین بخصوصیات ما فیہا للانبیاء السابقین من بدا و الصلوٰۃ علی سیّدنا محمد و آلہ الامجاد الی یوم التناد۔ امّا بعد پس مخفی نر ہے کہ ہمارے پیغمبر سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین کو جناب رب العالمین تعالیٰ شانہ نے ایک سو پچاس خصال حمیدہ وخصوصیات پسندیدہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہی یعنی خدائے تعالیٰ نے اُس جناب کو ایک سو پچاس امر ایسے عطا فرمائے کہ انبیاء سابقین میں سے کسی کو نہیں دیے تھے۔ ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہ کتاب المناقب میں کہتے ہیں کہ منجملہ اُنکے درباب نبوت یہ ہے کہ حضرت کو خاتم النبیین کیا۔ حضرت کو جوامع الکلم عطا فرمایا۔ حضرت کافہ مخلوقات وجمیع کائنات پر مبعوث برسالت ہوئے حضرت کی دولت وسلطنت ہمیشہ باقی ہے۔ اور ہمیشہ باقی رہے گی قولہ تعالیٰ لیظہرہ علی الدین کلہ حضرت پر جو کتاب عدیم الجواب جناب رب الارباب نے نازل فرمائی وہ قیام قیامت تک معجزہ قایم اور دایم ہے ورنہ اور انبیاء سابقین کے معجزات اُنکی حیات تک ہی تھے۔ قرآن شریف ہمیشہ کے لئے معجزہ ہے کیونکہ اسکی مانند نہ کوئی لاسکا اور نہ کوئی اب لاسکتا ہے نہ آیندہ کو کوئی کبھی لاسکے گا۔ قولہ تعالیٰ لئن اجتمعت الانس والجن الخ حضرت کو خدا تعالیٰ نے شعر نہیں سکھایا۔ قولہ تعالیٰ وما علمناہ الشعر۔ حضرت کی شریعت غرّا کو سہل کر دیا قولہ تعالیٰ وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ ثواب طاعت کو زیادہ کیا قولہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا۔ حضرت کی امت میں سے عذاب دُنیا کو دور کر دیا قولہ تعالیٰ۔ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم حضرت کی اہلبیتؑ کی مودت اور محبت کو کُل مخلوقات وجمیع کائنات پر فرض اور لازم کر دیا۔ قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الخ۔ درباب امت محمدی یہ ہے کہ حضرت کی امت خیر الامم ہوئی کنتم خیر امۃ۔ ھو سماکم المسلمین۔ اور اُن کے بارہ میں فرمایا۔ انما المومنون الذین اصطفینا من عبادنا۔ ھو اجتباکم اللہ۔ وھو الذی یصلی علیکم۔ ولی الذین امنو۔ ویستغفرون للذین امنوا۔ یعنی ملائکہ اور افشاء سلام۔ واذا جاءک الذین یومنون مآ بایتنا۔ اور درباب طہارت۔ کمال وضو وتیمم اور استنجا کلوخ اور پانی سے وافع ومزیل نجاسات بنایا۔ اور تمام روئے زمین کو خدا نے حضرت کے لئے اور اُس جناب کی امت کے واسطے مسجد بنا دیا یعنی جہاں چاہیں نماز پڑھ سکتے ہیں برخلاف امم سابقہ کے کہ وہ لوگ بدون مسجد کے کہیں اور جگہہ پر نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ اور آب کثیر میں نجاست اثر نہیں کر سکتی۔ قال رسول اللہ جعلت

لی الارض مسجداً و ترابہا طہوراً یعنی میرے لئے تمام روئے زمین کو خدا نے مسجد بنا دیا اور اسکی مٹی کو پاک کرنیوالی کیا۔ وکان ینام ثم یصلی و یقول تنام عینی ولا تنام قلبی یعنی سوتے تھے پھر اٹھکر نماز پڑھنے لگتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا اور حضرت پر خدا نے مسواک کرنا فرض کیا اور حضرت نے اپنی امت پر مسواک کرنے کو سنت قرار دیا اور نماز کے باب میں آذان۔ اقامت۔ جمعہ۔ جماعت۔ رکوع۔ سجدتین تشہد۔ سلام۔ صلوٰۃ لیل یعنی تہجد و تر۔ نماز سورج گہن اور چاند گہن کی۔ نماز طلب باران کی اور نماز عشا کی۔ درباب زکوٰۃ۔ حضرت پر زکوٰۃ اور صدقہ اور ہدیہ کا فکر حرام کیا۔ اور اُن کے لئے خمس اور انفال اور غنیمت کو حلال کیا۔ اور زکوٰۃ کو ربع الخمس کیا نہ ربع المال۔ درباب صیام۔ شہر رمضان میں قرآن شریف نازل کیا اور اسمیں شب قدر مقرر فرمائی اور دو عیدیں مقرر کیں اور ماہ مبارک رمضان کی راتوں میں کھانا پینا ازواج سے مباشرت کرنا صبح صادق سے پہلے حلال کیا۔ اور صوم وصال کو حرام کیا۔ بعض نے کہا ہے کہ امت پر صوم وصال کو حرام کیا مگر سید الانام کیلئے صوم وصال کو مباح کیا اور قربانی حضرت پر فرض کی اور حضرت نے ہمارے واسطے قربانی کو سنت مقرر کیا۔ اور اسی طرح فطرہ ایک وجہ سے اور حج کے باب میں یہ ہے کہ خاص حضرت کے واسطے مکہ میں بدون احرام کے داخل ہونا جائز کیا اور نیز عقد نکاح حضرت کے لئے بحالت احرام جائز کیا اور جہاد کے باب میں یہ ہے کہ ملائکہ کو بھیجکر حضرت کی امداد فرمائی قولہ تعالیٰ ویمدد کم ربکم۔ اور حضرت کو جناب رب العزت نے ایسا رعب عطا فرمایا کہ اُسکے سبب سے حضرت کو سب پر غالب کیا۔ اور غنایم کو اُن کے لئے حلال کیا۔ اور یہ بھی تھا کہ جب زرہ پہن لیتے تھے تو اُسکو اُتارتے نہ تھے جب تک جہاد نکر لیتے تھے۔ اور جب جہاد کے واسطے روانہ ہوتے تھے تو ضرور جہاد کرتے تھے۔ اور جب دشمنوں کے مقابل ہوتے تھے تو ہرگز کبھی منہزم اور پس پا نہ ہوتے تھے اگرچہ دشمن بکثرت ہوں اور وہ حضرت کل مخلوقات سے زیادہ دانا تھے اور بہت بڑے غیور اور صاحب حمیت تھے۔ درباب نکاح یہ ہے کہ حضرت پر کنیزوں اور ذمیات کے ساتھ نکاح کرنا حرام تھا۔ اور جو عورت وہ جانے نکاح کو اُس سے امساک۔ اور آنحضرت کی ازواج کو دیگر لوگوں پر حرام کیا اور اسقاط مہر اور عقد بلفظ ہبہ۔ اور عدد ازواج۔ اور عزل جس سے چاہیں۔ اور طلاق اُنکی امت کی طلاق سے زاید تھے۔ اور آنحضرت کی ازواج میں سے جو کوئی بدی کرے اُسکے لئے دوگنا عذاب مقرر فرمایا۔ اور احکام کے باب میں یہ ہے کہ تخفیف تمام امور میں حضرت کی امت کو عنایت کی اور قربان بدون فضیحہ۔ اور تیسرا انا توبہ کا بغیر قتل کے۔ اور گناہگار کی پردہ پوشی اور خطا و نسیان کی معافی۔ اور نیز جبر کیا گیا ہو اُسکی معافی اور تخییر درمیان قصاص اور دیت اور عفو کے اور فرق درمیان خطا اور عمد کے۔ اور توبہ گناہ سے بدون جدا کرنے عضو کے اور حلت مجالستہ حائض۔ تحلیل زنان اہل کتاب برائے امت اجناب۔ اداب کے باب میں یہ ہے کہ وہ جناب بات کرنے کے وقت کبھی آنکھ سے اشارہ نکرتے تھے اور نہ بات کرتے ہوئے ہاتھ ہلاتے تھے۔ اور لہسن کا کھانا حضرت

حرام تھا۔ باب آخرت ... یہ ہے کہ سب سے اوّل بروزِ نشور حضرت رسول اللہ اپنی قبرِ منوّر و مطہر سے اُٹھیں گے۔ اور سب سے اوّل
داخلِ جنت ہونگے کوئی نبی یا ولی حضرت سے پہلے داخلِ بہشت عنبر سرشت نہوگا۔ ہمارے حضرت خاتم النبیین کلُ
انبیآ و مرسلین سابقین کے واسطے ادائے رسالت کے بارہ میں شاہد ہونگے اور ہمارے حضرت ہی بروزِ محشر شفیع ہونگے
ہمارے حضرت ہی کے واسطے لوائے حمد اور کوثر ہے۔ اور ہمارے حضرت ہی ہم لوگوں گناہگاروں کی شفاعت کریں گے
ورنہ اور تمام انبیا و مرسلین سابقین نفسی نفسی کہیں گے یعنی وہ صرف اپنی نجات کے طالب ہونگے۔ ہمارے حضرت سید المرسلین
وخیر الاولین والآخرین وشفیع الخلق اجمعین اور لوگوں کی نجات کے واسطے جناب قاضی یوم الحساب کی بارگاہ میں
سوال کرینگے۔ ہمارے حضرت سید الانبیا کو خدائے تعالیٰ کل انبیا و مرسلین سے درجہ میں فوقیت اور افضلیت عطا
فرمائیگا وہ حضرت سب سے اعلیٰ درجہ کا رتبہ پائیں گے۔ ہمارے حضرت رسول اللہ محمد مصطفےٰ کی امّت کل انبیاء سابقین
کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔ ہمارے حضرت رسول اللہ کے معجزات کل انبیا و مرسلین سابقین کے معجزات سے زیادہ ہیں
اور علماء نے لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی تعداد چار ہزار چارسو چالیس ہے اور وہ کل
معجزات چار قسم پر منقسم ہیں۔ جو معجزات بہ تفصیل کتابوں میں مذکور ہیں اُنکی تعداد تین ہزار ہے کچھ تو حضرت کی پیدائش
سے پہلے ہیں۔ اور کچھ بعد ولادت کے ہیں اور کچھ بعد مبعوث ہونے کے اور باقی بعد وفات پانے کے ہیں حضرت
کے کل معجزات میں سے اقویٰ اور ہمیشہ باقی رہنے والا جسکو قیامِ قیامت تک قیام اور دوام ہے وہ معجزہ اُس
جناب کا قرآن شریف ہے اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ معجزہ ہونا قرآن شریف کا بوجوہ متعددہ ثابت و متحقق ہے منجملہ
اُن وجوہات کے یہ ہے کہ یہ امر بدیہی اور ظاہر و ہویدا ہے اور اسی پر سنت الاہیہ و طریقہ مرضیہ ربانیہ جاری ہے
کہ ہر پیغمبر کا معجزہ خدائے تعالےٰ کی طرف سے وہی قرار پاتا رہا ہے جس امر کا اُس پیغمبر کے زمانہ میں زیادہ تر رواج ہوتا تھا
چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سحر و ساحری کا زور و شور اور رواج بدرجہ کمال تھا اسلئے خدائے تعالےٰ نے اُن کے
معجزات اِس قسم کے مقرر فرمائے کہ جو ساحروں کے سحر کو باطل کردیں جیساکہ ید بیضا کا ہونا اور اُن کے عصا کا اژدہا
بنجانا جو رسنہائے ساحرین کو دفعۃً نگل گیا اور تمام ساحر حیران ہوگئے اور کافر ذلیل ہوئے اور دریا کا شگافتہ ہونا
اور عیسےٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانہ میں طبابت کا زیادہ رواج تھا اور بڑے بڑے حکیم اور فیلسوف موجود تھے
مگر کوئی اون میں سے مبروص اور مجذوم اور مادر زاد اندھے کو اچھا و تندرست اور مردہ کو زندہ نہیں
کرسکتا تھا۔ جب عیسےٰ بن مریم نے مبروصوں اور مجذوموں اور مادر زاد اندھوں کو اچھا کیا اور مردوں کو زندہ کیا
تو اُسوقت کے اطبا جو بڑے دعوے کرتے تھے سب حیران ہوگئے۔ اسی طرح ہمارے نبی خاتم النبیین کے زمانہ میں فصاحت
اور بلاغت اور شعر شاعری کا ازبس رواج تھا اسلئے ہمارے حضرت کا معجزہ خدائے تعالےٰ نے قرآن شریف کو قرار دیا
جسکے مثل و مانند بنانے اور لانے میں تمام فصحائے عرب و بلغائے ادب عاجز ہوگئے اور عجز اونکا ظاہر و آشکار ہوگیا

کوئی ایک سورہ بھی مثل سورۂ قرانیہ کے نہ بنا سکا سب مجبور ہو گئے کسی کو تاب مقابلہ نہ رہی سب نے عجز کا اقرار کیا
دوسری وجہ قرآن شریف کے معجزہ ہونے کی یہ ہے کہ معجزہ ہر قوم میں انکے افہام و اذہان اور عقول کے مطابق ہوا کرتا ہے
موسیٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کے زمانہ میں انکی امت کے لوگوں میں بلادت اور غباوت تھی اسی واسطے انسے کوئی معنی
بکر منقول نہیں ہوئے۔ وہ لوگ ایسے تھے کہ جب وہ ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے کہ وہ بتوں کی پرستش کر رہے
تھے تو انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے بھی خدا بنا دے جیسا کہ ان لوگوں کے پاس بت خدا بنے ہوئے ہیں
برخلاف انکے عرب لوگ بہت بڑے ذہین اور فہیم اور دانا اور عقلمند تھے اسلئے انکو خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف کے
ساتھ خصوصیت دی تاکہ وہ اپنی دانائی سے اسکی باریکیوں کو سمجھیں۔ تیسری وجہ قرآن شریف کے معجزہ ہونے اور
اس معجزہ کی افضلیت کے بارہ میں یہ ہے کہ قرآن شریف ہمیشہ کے لئے معجزہ ہے یہ معجزہ علیٰ مر الاہور وکر العصور
والشہور باقی اور دائم اور ثابت اور متحقق و موجود ہے تمام جہان میں منتشر اور مشہور اور پھیلا ہوا ہے مگر آجتک
کہ اب سنہ ۱۳۱۳ ہجریہ میں کوئی اس کلام پاک کا مقابلہ نہیں کر سکا تو ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ یہ کلام معجز نظام اعلیٰ درجہ کا
ہمیشہ کے لئے تا یوم القیام معجزہ ہے۔ الصاحب۔ قالت فمن صاحب الدین الحنیف اجب + فقلت
احمد خیر السادۃ الرسل + قالت فہل معجز وافی الرسول بہ + قلت القران فقد اعیا عن
الاول + یعنی اسنے کہا کہ صاحب دین حنیف (آسمان) کا کون ہے جواب دو۔ میں نے کہا کہ وہ احمد مختار ہیں جو تمام
انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ اس نے کہا کہ اس جناب نے کوئی معجزہ پایا ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں قرآن شریف انکا
معجزہ ہے جسکے سامنے تمام لوگ طبقہ اول کے جو بڑی بڑے فصحا و بلغا تھے۔ عاجز ہو گئے اور اسکا مثل نہ لا سکے
ابن حماد۔ فمن ایاتہ القران یہدی کل من فکر + ولو لم یک من ایاتہ الا الفتی من حیدر
جناب رسول اللہ صلعم کے بعض معجزات میں سے قرآن شریف ہے جو اسمیں فکر کرے اسکو ہدایت کرتا ہے۔ اگر کوئی
آیت قرانیہ معجزہ نہوتی تو وجود باجود جناب حیدر کرار کا ہی معجزہ جناب احمد مختار کے لئے کافی تھا۔ کیونکہ جناب
حیدر کرار کا وجود بھی جناب رسول اللہ کا ایک معجزہ ہے۔ **مؤلف**۔ گجرات پنجاب میں حقیر کو ایک پادری
سے مباحثہ کا اتفاق ہوا وہ تثلیث کو ثابت نہ کر سکا تب مجھ سے کہا کہ آپ توحید کو ثابت کریں میں نے توحید کو
اسی طرح ثابت کیا کہ اسکو سوائے تسلیم کے چارہ نہوا پھر دربارہ نبوت میں گفتگو ہوئی اثنائے گفتگو میں اس نے
اس امر کو تسلیم کیا کہ ایمان لانا علیؑ جیسے حکیم اور عالم کا محمدؐ کی رسالت پر بیشک محمدؐ کا معجزہ ہے۔ نیز اس مضمون کو
متنبی نے بھی کہا ہے۔ قال المتنبی۔ وابہر آیات التہامی انہ ابوک + واجدی مالک من مناقب
بندہ عاجز و اثم مقرب علی ابو القاسم زائر مؤلف کتاب عرض کرتا ہے + کہ جب یہ امر تمام علماء خاصہ و عامہ کے
نزدیک مسلم الثبوت ہے کہ معجزہ ہر نبی کا وہی مقرر ہوا ہے کہ جو امر اسکے زمانہ میں زیادہ تر مروج اور مشہور ہوتا تھا

جیسا کہ سابقاً بیان ہو چکا ہے۔ پس بناءً علیہ ہم کہتے ہیں کہ اب جناب مہدی ہادی قائم آلِ محمد صلے اللہ علیہ وعلیہم
اجمعین کی تشریف آوری کا زمانہ قریب ہے کیونکہ آج کل جو امور زیادہ تر مروج اور مشہور و بانظار وقعت و تعجب
منظور ہیں وہ آنجناب کی تشریف لانے اور ظہور فرمانے پر بکمال وضوح وظہور دال ہیں۔ خیال فرمائیے کہ آج کل
قطع نظر دیگر عجائبات کے سب سے زیادہ تر تعجب خیز اور اعلےٰ درجہ کی دو چیزیں شمار کیجاتی ہیں۔ تار برقی۔ ریل گاڑی
اب اِس زمانہ میں اِن دونوں کو زیادہ تر عجائب روزگار میں سے سمجھا جاتا ہے اب دیکھئے اُن کتب احادیث کو جنمیں
جناب صاحب الزمان عجل اللہ ظہورہ کی تشریف آوری کے حالات و علامات مندرج ہیں اُن سب میں اِس امر کی تصریح
موجود ہے کہ جب آنجناب مکہ معظمہ میں تشریف لائیں گے تو جبرئیل امین بابِ کعبہ میں کھڑے ہو کر ندا دینگے اور فرمائینگے
کہ جس شخص کو جناب خلیفۃ اللہ مہدی ہادی کی بیعت کرنی ہو وہ حاضر ہو جائے یہ آواز تمام جہان میں ہر متنفس کے
کان میں فوراً پہنچ جائیگی۔ پس تار برقی اِس سے باطل ہو گی اِسلئے کہ تار برقی کی خبر اُسی شخص کے پاس پہنچ سکتی ہے
جسکے نام روانہ کیجائے نہ یہ کہ تار برقی کا پیغام آنِ واحد میں کل جہان میں فوراً ہر شخص کے کان میں پہنچ جائے یہ ممکن
نہیں ہے۔ پس وہ ندا تار برقی کو باطل کر دے گی۔ نیز کتب احادیث میں مذکور ہے کہ جو لوگ جبرئیل امین کی اُس
آواز کو سُنکر فوراً بجانب مکہ معظمہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونیکے لئے روانہ ہوں گے تو اُنکو صرف اپنے شہر سے نکلنے
کی دیر ہو گی شہر سے نکلتے ہی مکہ معظمہ میں بخدمت امام علیہ السلام حاضر ہو جائینگے۔ جسقدر جلد اُس دعوت کی اجابت
کرینگے اُسی قدر جلد پہنچیں گے۔ اِس سے ریل گاڑی اور دخانی جہاز کی رفتار اور اُسکی سرعت باطل ہو گی۔ پس
تار برقی و ریل گاڑی و جہاز دخانی کی سرعت بآواز بلند ہمکو سمجھا رہی ہے کہ اب جناب خلیفۃ الرحمٰن خلیفۃ القرآن
صاحب العصر والزمان عجل اللہ ظہورہ ونور فلوبنا وعیوننا بنورہ کا ظہور پرنور کچھ دور نہیں ہے ÷ ÷ ÷

چودھویں مجلس در باب فضائل جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ لااطناب اور آنحضرت کی رسالت اور آئمہ اثنا عشر کی امامت پر توریت سے بشارت کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ علی ما اسبغ علینا من نعمۃ وخصنا برحمۃ وجعلنا من المتبعین
لافضل بریتہ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ والہ وعلزتہ ۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک
وتعالیٰ فی کتابہ ورحمتی وسعت کل شیئ فساکتبہا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین
ھم بآیتنا یؤمنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم
فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت ویحرم
علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ

وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون قل یا ایها الناس
انی رسول الله الیکم جمیعاً الذی له ملک السموات والارض لا اله الا هو یحیی ویمیت
فامنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یؤمن بالله وکلماته واتبعوه لعلکم تهتدون
سورۃ الاعراف - یعنی خدائے رحیم اپنی کتاب کریم میں فرماتا ہے ورحمتی وسعت کل شیٔ اور رحمت میری
وسیع ہے ہر چیز پر اور فراخی کے ساتھ ہے یعنی رحمت میری شامل ہے ہر چیز کے ساتھ دُنیا میں ہر قسم کے لوگوں کے
واسطے یعنی مومنین وکفار سب کے لئے اور آخرت میں خاص مومنین کے واسطے ہے جیسا کہ فرمایا فساکتبها
قریب ہے کہ لکھوں گا میں اپنی رحمت کو یعنی ثابت اور واجب کروں گا للذین یتقون یعنی واسطے اُن
لوگوں کے جو پرہیز کرتے ہیں شرک اور ذنوب سے ویؤتون الزکوٰۃ اور دیتے ہیں وہ زکوٰۃ کو جو کہ واجب ہے، والذین
هم بآیاتنا یؤمنون اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں اور آیات پر ایمان لاتے ہیں اور باور کرتے ہیں اور یہ کہ
جو آیتیں ہماری نازل کی گئیں ہیں اُنپر ایمان لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رحمت خدا کی دُنیا میں بر سبیل وجوب مومنین
متقین کے واسطے ہے اور بر سبیل تفضیل کفار کے واسطے ہے - جسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ ورحمتی وسعت
کل شیٔ تو اُسوقت ابلیس نے کہا کہ میں بھی شیٔ کے مصداق میں داخل ہوں خدائے تعالیٰ نے فرمایا فساکتبها
للمتقین تو رحمتِ الٰہی خاص متقیوں کے لئے ہوئی ابلیس رجیم اُس سے خارج ہوگیا - اور نیز لکھا ہے کہ یہود وغیرہ
نے رحمت کی تمنا کر کے کہا کہ ہم آیاتِ الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں تو ہمارے واسطے بھی رحمت
الٰہی ثابت ہے خدائے تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اُنکو نکال دیا اپنے اس قول سے کہ فرمایا الذین یتبعون
الرسول النبی الامی - یعنی وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں خدا کی اور رسول کی جو پیغمبر مکہ کا رہنے والا ہے - اور
امّی اُس شخص کو کہتے ہیں جو لکھنا پڑھنا کسی آدمی سے نہ سیکھا ہو - ہمارے حضرت کو خدائے تعالیٰ نے امّی اسواسطے
کہا کہ وہ حضرت کسی آدمی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھے تھے پھر باوجود اسکے علوم اولین و آخرین حضرت نے سب
ظاہر کر دئے اور کمال علم کا حضرت کے اس معجزہ پر دلیل کافی ہے کیونکہ باوجودیکہ کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھے تھے
مگر لکھنا پڑھنا سب کچھ جانتے تھے اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ امّی سے یہاں مراد ام القریٰ کا رہنے والا ہے
اور ہمارے حضرت مکہ کے رہنے والے تھے اور مکہ کو ام القریٰ اسلئے کہتے ہیں کہ وہ اصل ہے سب شہروں کی اور ام
بمعنی اصل ہے اور قری بستیوں اور شہروں کو کہتے ہیں - جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کسے نے پوچھا کہ جناب

قوله تعالیٰ الرسول النبی - رسول اور نبی میں فرق ہے رسول خاص ہے اور نبی عام ہے یعنی رسول تو نبی بھی ہوتا ہے اور نبی کیواسطے
ضرور نہیں کہ وہ رسول بھی ہو بلکہ بعض صرف نبی ہیں رسول نہیں ہیں - نبی تو وہ ہے جو فرشتہ کو خواب میں دیکھتا ہے بیداری میں
نہیں دیکھتا اور رسول بیداری میں بھی دیکھتا ہے اور رسول صاحب کتاب بھی ہوتا ہے اور رسول نبی بھی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول
نہیں ہوتا - اور ایک شخص میں رسالت اور نبوت دونوں جمع ہو سکتی ہیں - ۱۲ - زاہرہ ✦ ✦

تفسیر ظاہری و معنی امی الیماں

رسول اللہ کو امی کیوں کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ وہ جناب منسوب ام القریٰ کی طرف ہیں اور خدائے تعالیٰ نے مکہ کو
ام القریٰ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد کیا ہے۔ لتنذر ام القری ومن حولھا۔ ام القریٰ نام ہے مکہ کا اسلئے حضرت
کو امی کہتے ہیں۔ اور جناب امام جواد علیہ السلام سے کسی نے یہی مضمون دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ لوگ کیا کہتے
ہیں راوی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت لکھنا خوب نہ جانتے تھے۔ جناب امام علیہ السلام نے فرمایا خدا لعنت کرے
اُنپر جو ایسا کہتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا
علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ یعنی خدا وہ ہے جس نے بھیجا ہے ناخواندوں کے درمیان
میں پیغمبر کو انہیں سے کہ پڑھتا ہے اُنپر آیتیں اُسکی اور پاکیزہ کرتا ہے اور سکھلاتا ہے اُنکو کتاب اور شریعت پس اب
خیال کرنا چاہیے کہ اگر خود جناب رسول اللہ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے تو لوگوں کو کتاب و شریعت کیونکر سکھلاتے تھے
قسم خدا کی رسول خدا بہتر زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے اور آنحضرت کا لقب امی اسواسطے ہے کہ وہ جناب مکہ کے رہنے
والے تھے اور مکہ اصل ہے کل شہروں کی جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ لتنذر ام القریٰ ومن حولھا
اور جناب باری تعالیٰ حضرت رسول اللہ کے اوصاف میں فرماتا ہے۔ الذین یجدونہ مکتوبا عندھم
فی التوریۃ۔ یعنی وہ پیغمبر جسکے نام اور اوصاف کو یہود اور نصاریٰ اپنے پاس توریت میں لکھا ہوا پاتے ہیں
چنانچہ توریت میں لکھا ہے کہ احمد الضحوک القتال یرکب البعیر ویاخذ الشملہ۔ یعنی وہ پیغمبر احمد خنداں تبسم کرنے والا
اور اہل عناد و کفار سے کارزار کرنے والا جو سوار ہوگا اونٹ پر اور لٹکائیگا شملہ کو۔ وسید اثنا عشر عظیما واخرہ لامۃ
عظیمۃ۔ یعنی اور قریب ہے کہ پیدا ہونگے اُس سے بارہ[12] بزرگ اور تاخیر کرونگا میں اُسکے واسطے ایک امت عظیم الشان
اور بڑی۔ اور دوسرے مقام پر پیدایش کے سترھویں باب میں لکھا ہے کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ
میں نے اسماعیلؑ کے واسطے تیری بات سنی میں اُسکو برکت دونگا اور برومند کرونگا اور بہت افزایش دونگا وسیلہ
سے مادماد کے اور اُس سے بارہ سردار اور بادشاہ پیدا ہونگے اور اُسکی بڑی امت بناؤنگا۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ
بارہ بادشاہ سے مراد بارہ بیٹے اسماعیل کے ہیں اب سوچنا چاہیے کہ بارہ بیٹے اسماعیل کے کہاں تھے جنہوں نے
دعویٰ ریاست اور بادشاہی کا کیا تھا درانیکہ توبہ امر بھی مذکور ہے کہ وسیلہ سے مادماد کے افزایش دونگا اور
اُس سے بارہ رئیس اور سردار پیدا ہونگے۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ وہ مادماد کون ہے اور اُس سے جو بارہ رئیس
پیدا ہوئے وہ کون ہیں بجز جناب سالتمآب محمد مصطفےٰ کے مادماد سے اور کوئی مراد نہیں ہو سکتا۔ مادماد آنحضرت کا
نام ہے اور بارہ سردار اونکی اولاد سے مراد ہے جو بارہ امام علیہم السلام ہیں کیونکہ اولاد اسماعیل میں سے سوائے
ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی پیغمبر نہیں ہوا اور امت بھی ایسی بڑی کسی پیغمبر کی نہیں ہے
جیسی ہمارے پیغمبر کی امت ہے کہ مشرق سے مغرب تک جہان میں حضرت کی امت ہے اور محمد کا لفظ دوسری

زبان میں جاکر ماد ماد ہوگیا ہے اسکا کچھ مضائقہ نہیں ایسا اکثر الفاظ میں تغیر ہوا کرتا ہے محمد تلفظ میں ماد ماد کے قریب ہے، اور سوا اسکے یہ ہے کہ ماد ماد کے معنی عبرانی زبان میں کثیر کے ہیں اور آنحضرت باعث اور سبب ہوئے اسماعیل کی اولاد کی افزایش اور کثرت کے۔ اور مناسبت لفظ ماد کو محمدؐ سے یہ ہے کہ محمد باب تفعیل سے ہے اور خاصہ اس باب کا مبالغہ اور کثرت ہے اور ماد ماد کے معنی بھی کثرت کے ہیں۔ استثنا کے اٹھارھویں باب میں لکھا ہی کہ خدائے تعالیٰ حضرت موسیٰ کی طرف خطاب کرکے فرماتا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے واسطے اُن کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک بنی قایم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالدوں گا اور جو کچھ میں اُسکو کہونگا وہ اُن سے کہے گا اور جو کوئی اُس بنی کا حکم نہ سُنے گا قوم سے وہ کاٹ ڈالا جائیگا اور میں اُس سے انتقام لونگا اور یہ خبر اعمال الحواریین کے تیسرے باب میں بھی موجود ہے۔ پس یہ خبر حضرت عیسےٰ کیواسطے ہرگز نہیں ہوسکتی اس لیے کہ حضرت عیسےٰ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے نہ تھے بلکہ وہ بنی اسرائیل ہی میں سے تھے اور بنی اسرائیل کے بھائی اولاد اسماعیل ہیں نہ بنی اسرائیل کیونکہ اپنا نفس اپنا بھائی کیونکر ہوسکتا ہے اور نہ حضرت عیسےٰ حضرت موسیٰ کے مانند تھے کیونکہ حضرت موسیٰ تو آدمی تھے اور حضرت عیسےٰ نصاریٰ کے نزدیک آدمی نہ تھے بلکہ اُن کے گمان میں فرزند خدا کے تھے اور شرع موسیٰ کی جبری اور انتقامی تھی اور شرع عیسےٰ کی ایسی نہ تھی بلکہ وہ زہاد اور فقرا کے لباس میں تھے اور وہ کسی پر جبر نہ کرتے تھے اور کتاب پیدایش میں دو جگہہ پر اولاد اسماعیل کو بنی اسرائیل اور بنی عیص کے بھائیوں میں سے لکھا ہے اور اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ بنی عیص میں سے کوئی پیغمبر نہیں ہوا اور نیز یہ ہے کہ اگر بنی اسرائیل مراد ہوتی تو تخصیص عیسیٰ کی کیا ہوسکتی ہے۔ اسواسطے کہ بنی اسرائیل میں تو بعد موسیٰ کے صدہا پیغمبر گزرے ہیں۔ بنابران ضرور اور لازم ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے اولاد اسماعیل ہوں اور اولاد اسماعیل میں سوائے ہمارے پیغمبر سید المرسلین کے اور کوئی پیغمبر نہیں ہوا پس یہ بشارت یقیناً ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ کی پیغمبری اور رسالت پر ہے کیونکہ وہ حضرت بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے یعنی اولاد اسماعیل میں سے تھے اور مانند موسیٰ کے آدمی اور صاحب شریعت تھے اور اُنکی شرع انتقامی مثل شریعت موسیٰ کے ہے اور جس نے حکم ہمارے پیغمبر کا نہ مانا وہ کاٹا گیا اور حضرت عیسیٰ اگرچہ حکم جدید لائے مگر اُنکی شرع انتقامی نہ تھی قولہ تعالیٰ والانجیل۔ یعنی خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ محمد رسول اللہ کی صفات کو انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ دیکھو انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ نے خبر دی تھی کہ انی ذاھب الی ابی وسیاتیکم الفارقلیطا یعنی میں جانیوالا ہوں اپنے رب کی طرف یا لفظ ابی ہے یعنی میں جانیوالا ہوں اپنے باپ کی طرف اور قریب ہے کہ آئے تمہارے پاس فارقلیطا اور مراد فارقلیطا سے ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسا کہ ہم اسکے بعد دوسری مجلس میں بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور سوا اسکے زبور اور انجیل اور صحیفہ اشعیا اور

ارمیا وغیرہ میں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارتیں بہت مذکور ہیں اور وہ ایسی بشارتیں ہیں کہ سوائے ہمارے
حضرت رسول اللہ کے اور کسی پر منطبق نہیں ہوتیں لیکن مخالفین یعنی یہود و نصاری بسبب تعصب ہی کے اُنہیں بیجا
اور واہی تاویلیں کر کے اُنکو دگرگوں کرتے ہیں اصل میں وہ سب بشارتیں ہمارے حضرت کے ہی واسطے ہیں تاویل کرنیوالوں
کی تاویلیں محض لچر اور بیہودہ ہیں۔ قولہ تعالیٰ یامرھم بالمعروف یعنی وہ پیغمبر حکم کرتا ہے مومنین متقین کو ساتھ نیکی
کے کہ وہ توحید اور اعمال نیک ہیں۔ وینھاھم عن المنکر اور منع کرتا وہ نبی اُنکو برائی سے یعنی شرک اور اعمال بد سے
ویحل لھم الطیبات حلال کرتا ہے واسطے اُنکے پاکیزہ کھانوں کو کہ جنکو مشرکوں نے حرام کر رکھا تھا مثل سایبہ اور
بحیرہ وغیرہ کے ویحرم علیھم الخبائث اور حرام کرتا ہے اوپر اُنکے خبائث کو یعنی ناپاک کھانوں کو مثل مردار اور خوک
و خرگوش و خون وغیرہ کے ویضع عنھم اصرھم اور اُتار رکھتا ہے اُنسے بوجھ اُنکے کو بوجھ اُتار رکھنے سے مراد
یہ ہے کہ اُمت پر احکام سخت نہیں کرتا والاغلال التی کانت علیھم اور اُتار رکھتا ہے طوقوں کو جو کہ تھے اُنپر
زمانہ موسیٰ میں یعنی جو احکام موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں گراں اور شاق تھے جیسے کہ کاٹ ڈالنا اُس عضو کا جس سے
گناہ صادر ہوا ہو اور کاٹ ڈالنا اُتنے کپڑے کا جتنے میں نجاست لگی ہوئی ہو۔ اور پچاس نمازیں یومیہ ہر روز رات دن
میں اور چھ مہینے کے روزے تمام سال میں سفر کرنا اور قتل عمد اور قتل خطا میں قصاص کا لینا یہ سب بوجھ بھاری جو
موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لوگوں پر تھے اُن سب سے لوگوں کو سبک کر دیا۔ فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ
واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اُس کے ساتھ
یعنی نبی امی کے دین پر ایمان لائے ہیں اور قوت دی ہے اُنہوں نے اُس نبی کو اور مدد کی ہے اُنہوں نے اُس
نبی کے مقابلہ اعدا میں اور پیروی کی ہے اُنہوں نے اُس نور کی جو نازل کیا گیا ہے ہمراہ اُسکے کہ وہ قرآن شریف ہے
اور ایک روایت میں ہے کہ وہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب ہیں۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور تعظیم اور تقویت اور
مدد کی ہے اُنہوں نے پیغمبر کی وہ ہیں رستگاری اور نجات پانیوالے عذاب سے اور ثواب ورحمت خداوندی
کو حاصل کرنیوالے۔ جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک گروہ یہودیوں کا جناب رسول اللہ کی خدمت
میں آیا اور اُس گروہ کے لوگوں نے کہا کہ اے محمد تم اپنے آپ کو پیغمبر خدا کا گمان کرتے ہو اور کہتے ہو کہ خدا کی طرف سے
مجھپر وحی آتی ہے جیسے کہ موسیٰ پر آتی تھی یہ سنکر حضرت نے کچھ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ میں سردار ہوں اولاد آدم کا اور
فخر نہیں کرتا ہوں اور میں خاتم النبیین اور رسول رب العالمین اور امام المتقین ہوں یہودیوں نے کہا کہ آپ کن لوگوں کی
طرف پیغمبر ہو کر آئے ہو آیا صرف عرب کی طرف یا عجم کی جانب یا ہماری طرف۔ تب یہ آیت نازل ہوئی قل یا ایھا
الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الذی لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ھو یحیی ویمیت
فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون

یعنی کہہ تو اے محمدؐ کہ اے لوگو تحقیق میں رسول اللہ کا تم سب کی طرف ہوں یعنی میں کل آدمیوں کی طرف پیغمبر ہو کر آیا ہوں
نہ یہ کہ بعضوں کی طرف آیا ہوں اور بعضوں کی طرف نہیں آیا جیسے کہ پہلے بہت سے ہوتے تھے وہ خدا خاص جسکے لئے
بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی اور سب کچھ اُسی کے دستِ قدرت کے تصرف میں ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود اور لائق
پرستش کا سوائے اُس خدائے برحق کے جو زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا ہے۔ پس ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے جسکی یہ تعریف
تمنے سُنی اور ایمان لاؤ ساتھ اُس پیغمبر کے جسکو حق تعالیٰ نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور وہ رہنے والا مکہ کا ہے جو کہ
ایمان رکھتا ہے خدا کی وحدانیت پر اور اُسکے کلمات پر جو خدا کی بھیجی ہوئی کتابیں ہیں خود اُسپر اور دیگر انبیاء سابقین
پر اور پیروی کرو تم اُس پیغمبر کی اے لوگو شاید تم راہِ حق کو پاؤ یعنی جو بہشت میں جانے کی راہ ہے شاید اُسکو پالو۔ اور
اس آیت کی شان نزول میں کعب الاحبار سے یوں منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ
فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ تمہارے پاس وہ پیغمبر آئے جو خوشخبری دینے والا ہو اور ڈرانے والا ہو لوگوں کو اور مومنین کا نگہبان
ہو اور بدخو اور کج خلق نہو اور بازاروں میں آوازیں کرنے والا نہو اور وہ خطا کرنیوالوں کو معاف کریگا اور ہم اُسکو
اپنے قرب و جوار میں رکھیں گے تاکہ دینِ کج کو اُسکے سبب سے سیدھا کریں اور جو دل کہ بستہ ہیں اُنکو اُسکے سبب سے کھولیں
اور اندھوں کی آنکھوں کو اُسکے باعث سے روشن کریں اور بہروں کو اُسکے سبب سے سُننے والا کریں اور وہ مکہ میں
پیدا ہو اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرے اور بادشاہی اُسکی شام میں بھی ہو اور امت اُسکی میری حمد اور میرا شکر کرنیوالی
ہو اور وضو سے ہوں اور لباس اُنکا ٹخنے سے اوپر ہو تاکہ پاکیزہ رہے اور آلودہ نہو اور واسطے ادا کرنے نماز کے آفتاب
کو ملاحظہ کرتے رہیں کہ وقت نماز کا ہو گیا ہے یا نہیں اور جس جگہہ اُن کو نماز کا وقت ہو جائے اُسی جگہہ وہ نماز
میں مشغول ہو جائیں اور نماز میں اسطرح صف بنا کر کھڑے ہوں جیسے کہ جہاد کیواسطے صف باندھکر کھڑے ہوتے ہیں
اور وہ پیغمبر اسماعیل کی اولاد میں سے اور سب پیغمبروں کے آخر میں ہو اُسکے بعد کوئی پیغمبر نہو اور ابراہیم کے دین
پر ہو اور اُسکی زبان عربی ہو اور وہ چادر کو کمر سے باندھے اور اپنے اعضا کو دھوئے اور مسح کرے اور اُسکی آنکھوں میں
کچھ سرخی ہو اور مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان میں ہو اور قد اُسکا نہ کوتاہ ہو اور نہ دراز ہو اور عبا کو پہنے اور تھوڑی
چیز پر قناعت کرے اور دراز گوش پر بھی سوار ہو اور کارزار کو جائے اور جہاد کرے اور مال غنیمت لیوے اور تلوار
کو اپنے شانہ پر رکھے اور کسی کی پرواہ اور کسی سے خوف نہ کرے اگر قوم نوح میں وہ ہوتا تو وہ ہلاک نہوتی اگر درمیان
عاد کے وہ ہوتا تو اُنکی بیخ کنی نہوتی اگر وہ قوم ثمود میں ہوتا تو وہ معذب نہوتی اور وہ ہر سختی اور نرمی میں حمد اور
شکر خدا کا کرے اور ملائکہ اُسکے مصاحب ہوں اور اپنی قوم کے ہاتھوں سے بہت تکلیفیں اور ایذائیں اُٹھائے
پھر مدینہ میں پہنچکر اُنسے جہاد کرے اور اُنپر غالب ہو آخر کار بالکل غالب ہو جائے اور ایک جماعت اُسکے ساتھ ایسی ہو
کہ وہ مرنے کی طرف بجلی سے زیادہ جلدی کرنیوالی ہوں اور جہاد میں بڑے بہادر اور شجاع ہوں اور اپنے زمانہ کے

بڑے عابد اور زاہد ہوں اور رعب و دبدبہ اُسکا ایسا ہو کہ دشمن اُسکے خوف سے ایک مہینے کی راہ سے دور ہو جائیں اور ڈریں اور خود اپنی ذات سے یعنی بنفس نفیس خود جہاد میں موجود اور حاضر ہو اور دشمنوں سے کارزار کرے یہانتک کہ کافر اُسکو زخمی کریں۔ اور وہ پیغمبر ہمیشہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے منع کرے۔ **مؤلف** بشارت متقدمہ الذکر کو حقیر نے کتاب اربعین فی فضائل مولانا امیر المومنین کی جلد دوم میں اسطرح لکھا ہے من تفسیر السدی قال کرھت سارہ مکان ھاجر اوحی اللہ الی ابراھیم فقال انطلق باسماعیل حتی تنزل بیتی التھامی یعنی مکہ فانی ناشر ذریتہ وجاعلہم ثقلا علی من کفرلی وجاعل منہم نبیا عظیما ومظہرہ علی الادیان وجاعل من ذریتہ اثنا عشر عظیما وجاعل ذریتہ عدد النجوم **ترجمہ**

سُدّی جو ہے مفسرِ مشہور و معتبر	منقول اُس سے کی ہے طرائف میں یہ خبر
سارہ کو جبکہ حضرت ہاجر بُری لگی	تب یوں خلیل پاک کو خالق نے وحی کی
بیٹے کو لیکے ارض تہامہ کو جائے	مکہ میں میرے بیت کو جا کر بسائے
اولاد اِس طرح کی کرونگا اُسے عطا	گزرے گی کافروں پہ گراں جو کہ برملا
منظور ہے یہ امر خدائے کریم کو	پیدا کرے پھر اُس سے نبیٔ عظیم کو
غالب ہو دیں اُسکا جو ہے دین استوار	ہوں اُس نبی کی نسل سے بارہ بزرگوار
پھیلاؤنگا میں خلق میں پھر اُسکی نسل کو	ذریت اُس نبی کی بعدِ نجوم ہو

جناب آیۃ اللہ فی العالمین رضی اللہ عنہ عبقات الانوار فی اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار کی جلد حدیث منزلت میں فرماتے ہیں۔ پس از جملہ عبارات کہ موید مذہب اہل حق است عبارت دالہ بر تبشیر بائمہ اثنا عشر علیہم السلام ست کہ در سفر اول از توریت مذکور ست فخر الدین در تفسیر کبیر در تعداد بشارات دالہ بر نبوت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کہ در کتب سابقہ یافتہ شد گفتہ۔ الخامس روی السمان فی تفسیرہ عن السفر الاول من التوراۃ ان اللہ اوحی الی ابراھیم صلوات اللہ علیہ وقال قد اجبت دعائک فی اسماعیل وبارکت علیہ فکبرتہ وعظمتہ جدا جدا واجعلہ لامۃ عظیمۃ وسیلد اثنی عشر عظیما والاستدلال بہ انہ لم یکن فی ولد اسماعیل من الامۃ عظیمۃ غیر نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسکے بعد پھر جناب آیۃ اللہ فی العالمین رض نے یہی مضمون شہاب الدین احمد بن ادریس مالکی قرافی کی کتاب اجوبہ فاخرہ سے اور مولوی رحمۃ اللہ دہلوی کی کتاب اظہار الحق سے نقل کرکے جو ارشاد فرمایا ہے ترجمہ اُسکا یہ ہے۔ کہ یہ عبارت توراۃ کی جس طرح ہمارے نبی سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین کی نبوت پر دلالت کرتی ہے اُسی طرح ہمارے بارہ امام علیہم السلام کی امامت پر باآواز بلند ندا کرتی ہے جو شخص ذرا بھی انصاف اور تدین رکھتا ہوگا وہ اِس امر میں ہرگز شک نہ کریگا

اور کسی عقلمند کی عقل اس امر کو قبول نہ کرے گی کہ اس عبارت کی دلالت ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ کی نبوت پر تو مسلم اور مقبول ہو مگر ہمارے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی امامت پر باوصف تصریح تعداد اثنا عشر دلالت عبارت مذکورہ کی مسلم اور مقبول نہو۔ للہ الحمد والمنہ کہ علامہ جواد بن ابراہیم باوجود حنفی اور سنی ہونے کے اس دلیل واضح کو چھپا نہ سکا بلکہ اس نے اس امر کا اعتراف صریح اور اقرار صحیح کرلیا ہے کہ بیشک عبارت توریت کی حضرات ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی شان میں ہے جنکی عصمت کا شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ قال فی البراھین الساباطیہ فیما تستقیم بہ الملۃ المحمدیہ بعد نقل العبارۃ العبرانیہ من سفر التکوین من التوراۃ ترجمتہ بالعربیہ واما اسمٰعیل فانی سمعت ودعائک لہ وہا انا قد بارکت فیہ وجعلتہ مثمراً وساکثرہ تکثیراً وسیلد اثنا عشر ملکا واصیرھم امۃ عظیمۃ۔ اقول ذھب الیھود والنصاری الی ان المراد بالملوک الاثنی عشر اولاد اسماعیل الاثنا عشر وھو باطل لانھم لم یتملکوا ولم یدعوا الملکیۃ والحق انہ فی شان الائمۃ الاثنی عشر التی تعتقد الشیعۃ عصمتھم وسیاتی بیان ذلک فی ذکر المھدی عجل اللہ بظھورہ انتہی کلامہ۔ اس عبارت کے بعد جناب آیۃ اللہ فی العالمین مرحوم نے توریت کی وہ عبارتیں اور مضامین جو موید و مصدق مذہب امامیہ ہیں مثل اثبات وجود باجود قایم آل محمد عجل اللہ بظہورہ ونور قلوبنا بہ نورہ ومسئلہ رجعت وغیرہ براہین ساباطیہ سے نقل فرمائی ہیں یہانتک ثبوت حقیت ملۃ حقہ اثنا عشریہ کو کالشمس فی رابعۃ النہار ظاہر و آشکار کردیا ہے دیکھو جلد حدیث منزلت منجملہ مجلدات عبقات الانوار۔ مقولہ زائر۔ اس حقیر نے توریت اردو کلکتہ کے بائبل پریس میں ۱۸۴۲ء کی چھپی ہوئی کوہائی سکول ریواڑی کی لایبریری میں سے نکلواکر مطالعہ کیا تو اسمیں اکثر مضامین مفید اور موید مذہب اہل حق کے پائے مثل حرمت خرگوش وماہی بے فلس وغیرہ اور عبارت مذکورہ توریت مذبورہ میں اس طرح پر ہے۔ کتاب پیدائش صفحہ ۲۸ آیت ۲۰۔ اور اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی دیکھ میں اُسے برکت دونگا اور اُسے برومند کرونگا اور اُسے بہت بڑھاؤنگا اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور میں اُس سے بڑی قوم بناؤنگا۔ اب اہل انصاف خود سمجھ لیں اور سوچ لیں کہ اسماعیل کی اولاد میں سے کون ایسے بارہ آدمی ہوئے ہیں جنکی خدائے تعالیٰ خود تعریف کرتا ہے اور اُنکو بلفظ سردار تعبیر فرماتا ہے۔ اشعار زائر۔

اے بھائیو جناب پیمبر کی نسل سے — بارہ بزرگوار جو اللہ نے کئے
وہ کون ہیں بتاؤ تم اُن کو ہو جانتے — اور اُنکے قول و فعل کو کیا تم ہو مانتے
بارہ بزرگوار یہ بارہ امام ہیں — معصوم سب یہ مثل رسول انام ہیں
لوگو یہ ادعائے امامت تو کرتے تھے — کچھ لوگ دم بھی اُنکی محبت کا بھرتے تھے
اب بھی بہت سے اُنکو ائمہ ہیں جانتے — اور ہادیان خلق اُنہیں کو ہیں مانتے

اُنکے بزرگ ہونے پہ نص صریح ہے		ثابت ہوا کہ اُنکا وہ دعویٰ صحیح ہے	
ظاہر ہوا خدا کی طرف سے یہ ہیں امام		حجّت خدا کی خلق پہ اُنسے ہوئی تمام	

پندرھویں مجلس در باب اثبات نبوت سیّد المرسلین رسول جلیل از انجیل

بسم اللہ الخالق الصمد والرازق الواحد الاحد والصلوٰۃ علی سیدنا افضل الرسل محمد الاحمد والہ الذین ہم اصحاب الفضل والمجد اما بعد فقد قال اللہ تعالی فی کتابہ المحکم و اذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم لما بین یدیّ من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ فی سورۃ الصف یعنی یاد کرو جبوقت کہ کہا مریم کے بیٹے عیسےٰ نے اپنی امت کو کہ اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا خدا کا ہوں تمہاری طرف معجزوں کے ساتھ جو دلالت کرتے ہیں میری نبوت کے صحیح ہونے پر سچا کرنیوالا ہو کر واسطے اُسکے جو پہلے میرے موجود ہے یعنی کتاب توریت جو موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور خوشخبری دینے والا ہو کر آیا ہوں ساتھ پیغمبر کے جو آئیگا شرع کامل لیکر بعد میرے نام اُسکا احمد ہے یعنی بہ نسبت اور تمام پیغمبروں کے زیادہ تعریف کیا گیا ہے۔ اسواسطے کہ عادتیں اُسکی کل مخلوقات سے افضل اور نیک تر ہیں انجیل یوحنا کے چودھویں باب میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا کہ اگر تم مجھکو عزیز جانتے ہو تو میرے حکموں کو یاد رکھو میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا وہ تمکو دوسرا وکیل دیگا جو کہ ابد تک رہے تمہارے ساتھ یعنی فارقلیط روح صدق جسے دنیا قبول نہیں کرتی کیونکہ اُسے دیکھتے نہیں جانتے نہیں۔ اور پندرھویں باب میں ہے کہ جب وہ وکیل شافع جسکو میں باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی روح صدق کہ باپ سے نکلتا ہوے تو میرے لئے گواہی دیگا اور سولھویں باب میں ہے کہ فرمایا حضرت عیسےٰؑ نے نصرانیوں سے کہ تمہارے لئے میرا جانا سودمند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤنگا تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئیگا لیکن میں اگر جاؤنگا تو اُسکو تمہارے پاس بھیجونگا اور جب وہ آئیگا تو جہان کو توبیخ کریگا اور الزام دیگا بسبب گناہوں کے کیونکہ مجھپر ایمان نہ لائے بسبب حکم اور جزا کے کیونکہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے اور ہنوز بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمسے کہوں پر اب تم اُنکی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ روح صدق آئیگا تو تمکو ساری راستی کی چیزیں دیگا اور وہ میری ستائش کریگا اسلئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگا اور تمکو دکھلائیگا سب چیزیں جو کہ باپ کی ہیں مجھ میں اسلئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیکر تمکو دکھلائیگا۔ انتہی عبارت الانجیل۔ اب ہم کہتے ہیں کہ یہ دوسرا وکیل جسکو عیسےٰ نے بھیجنے کی بابت کہا ہے یقیناً ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ واحمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ جو عیسیٰؑ نے کہا کہ وہ ابد تک رہیگا اسکے معنی یہ ہیں کہ ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین کی شرع اور اُس جناب کا دین مبین قیامت تک رہیگا

کیونکہ وہ حضرت خاتم المرسلین ہیں اُنکے بعد کوئی نبی اور مرسل نہیں ہے اور یہ جو فرمایا عیسےٰؑ نے کہ دُنیا اُسے قبول نہیں کرتی
اسکے معنی یہ ہیں کہ اُسکا ذکر جو دُنیا کے نادانوں کے پاس میں کرتا ہوں یعنی یہود کے پاس تو وہ نہیں مانتے کیونکہ وہ
فارقلیط کو دیکھتے نہیں ہیں اور مجھکو بھی اپنی جہالت سے اچھا نہیں جانتے اور تم جو عیسوی ہو تم میرے بتانے سے
اسکو جانتے ہو اور فرمایا کہ میرے لئے وہ گواہی دیگا اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ مجھکو پیغمبر برحق بتلائیگا۔ اور اشعیاؑ کے صحیفہ
میں اور نیز قرآن شریف میں ہمارے حضرت رسول اللہ کو شاہد فرمایا ہے۔ نیز فرمایا عیسےٰ بن مریم علیہ السلام نے کہ میرا جانا ہی
سودمند ہے یعنی میرے سبب سے تمکو پورا فائدہ پہنچ گیا اور دین کامل ہو گیا اور توحید کو تم جان گئے اور میرے رہنے سے
فائدہ نہیں ہے۔ اور یہود میرے درپے ہیں اور میں جہاد کا حکم نہیں لایا ہوں جو اُنکو قتل کروں اور فارقلیط جہاد کا
حکم لیکر آئیگا اور وہ اُنکو سزا دیگا اور فرمایا کہ جہاں کو توبیخ کریگا اور الزام دیگا بسبب گناہوں کے کیونکہ وہ مجھپر ایمان نہ لائے
تو یہ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے پیغمبر نے جہاد کیا اور کفار کو قتل کیا۔ نیز فرمایا عیسےٰؑ نے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا
سو ہمارے حضرت احمد مختار حبیب پروردگار کے برابر کون سردار ہوا ہے۔ کیونکہ اُنپر جو حکم خدا کی طرف سے ہوا وہ
بجا لائے اور اُس حکم کے مطابق اُنہوں نے عمل کیا۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہ فارقلیطا جسکو روح صدق اور
روح قدس کہتے ہیں وہ تیسرا خدا ہے جو باپ اور بیٹے سے نکلا ہے اور ہم میں آکر رہا اور نزول اُسکا اس طرح ہوا کہ
حواری لوگ ایک مکان میں جمع تھے کہ ناگاہ چنگاریاں سی آسمان سے اُتریں اور حوارین پر گریں سو وہ چنگاریاں
نہ تھیں بلکہ وہ روح قدس تھا کہ حواری اُس سے معمور ہو گئے اور خود بخود تمام نعمتوں اور زبانوں سے ماہر ہو گئے
اور کرامتیں اُنسے ظاہر ہونے لگیں سو وہ فارقلیطا اور روح قدس وہ اب بھی ہمارے پاس ہے اور ابدالاباد
تک رہیگا۔ ہم کہتے ہیں کہ بعد حضرت عیسےٰؑ کے کوئی شخص اس قسم کا ظاہر نہیں ہوا جو خلقت کو نیک راہ بتلائے
اور عیسیٰ کی کہی ہوئی باتیں یاد دلائے اور نبوت کا سلسلہ اُسپر ختم ہو جائے اور دین اُسکا ابدالاباد تک رہے
اور وہ آیندہ کی خبریں بتلاوے اور عیسیٰ کی تعریف اور مدح کرے اور اُسکو نبی برحق کہے اور اُسکے دشمنوں کو
الزام دے اور جہان کو زجر اور توبیخ کرے اور عدل اور انصاف کو جاری کرے۔ سوائے ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ
کے کہ اُس جناب میں یہ سب اوصاف موجود تھے۔ پس یقیناً ثابت اور متحقق ہو گیا کہ روح صدق و روح القدس
اور فارقلیطا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں نہ وہ شخص مجہول مفروض ذہنی کہ جسکو نصاریٰ تیسرا خدا اقرار
دیتے ہیں اور اُسکو روح قدس کہتے ہیں اسواسطے کہ وہ ایک وہمی چیز ہے کہ نہ خارج میں اُسکی ذات موجود ہے اور نہ
اُسکے افعال و آثار ایسے ہیں کہ اُسکی ذات پر دلالت کرتے ہوں اور نہ موافق ارشاد عیسےٰ کے اُس وہمی چیز نے جہان
کو زجر اور توبیخ کی اور نہ الزام دیا اور نہ عیسےٰ جیسی کوئی بات اُس نے کہی اور نہ اُس نے عدالت کی اور نہ اُس نے
کوئی آئندہ کی خبریں دیں اور نہ عیسیٰ کی ستائش اُس نے کی خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰ کی فرمائی ہوئی کوئی چیز اور کوئی

بات اس سے سرزد نہیں ہوئی غرض یہ ہے کہ اُس وہمی شئے کو فارقلیطا نہیں کہہ سکتے۔ اور حقیقت اور اصلیت اس امر کی یہی ہے کہ حواریوں پر یوم الدار فیض الٰہی چنگاریوں کی صورت میں نازل ہوا تھا اس سبب سے اُنہیں کرامتیں ہوگئی تھیں سو فیض کو جو مستفیض کا روحانی اور مقدس بنانے والا ہے اگر روح قدس کہیں تو ہو سکتا ہے لیکن اُسکو فارقلیطا سمجھنا نادانی اور جہالت ہے اسواسطے کہ وہ یوم الدار کے بعد پھر باقی نہ رہا اور اب نصرانیوں کے پاس وہ ہرگز موجود نہیں بلکہ اُنکے پاس سوائے روح ابلیس کے جو اغوا کنندہ ہے اور کچھ نہیں ہے۔ اگر فارقلیط وہ ہی فیض اور روح مقدس مراد ہو جو کہ حواریین پر یوم الدار نازل ہوا تھا تو لازم آئے کہ نصرانیوں کے پادری اور پاپا مثل حواریوں کے کشف اور کرامتوں پر قادر ہو جائیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہرگز قادر نہیں ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ فارقلیطا اُس فیض کو نہیں کہا اور نہیں تو بتلائیں کہ وہ فارقلیطا جو ابدی تھا وہ کہاں چلا گیا اور کیوں فانی ہو گیا کہ اب اُسکا کوئی بھی اثر ظاہر نہیں ہے اور اُسکے فیض کی بھنک بھی کانوں میں نہیں پہنچتی وہ تو جہان کے زجر اور توبیخ کرنے اور الزام دینے کے لئے تھا۔ اُس نے تو عیسےٰ کے فرمانے کے مطابق کوئی کام بھی نہیں کیا اور عیسیٰ نے اُسکو اس جہان کا سردار فرمایا تھا سو اُس نے نہ کچھ حکومت اور عدالت کی اور نہ کچھ جہان کا انتظام کیا وہ کیونکر اس قابل ہو گیا کہ اُسکو سردار سمجھا جائے پس ثابت ہوا کہ جہان کے سردار ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنہوں نے بکمال عدالت و انصاف تمام جہان کا انتظام کیا اور احکام جاری کئے اور ایسے احکام جاری فرمائے جنہیں کبھی اور کسی طرح تغیر اور تبدل کی ضرورت نہیں ہوتی اور نصاریٰ جب اس مقام میں عاجز ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس جہان کے سردار سے مراد شیطان ہے اور یہ اسواسطے کہتے ہیں کہ اگر تیسرے خدا کو اس جہان کا سردار کہیں تو خداؤں میں مغایرت ثابت ہو جائیگی اور اگر غور اور انصاف سے دیکھو تو یہ تاویل بالکل لغو ہرگز درست نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ یہاں کلام دوسرے وکیل کے آنے میں ہے شیطان بیچ میں کہاں سے کود پڑا اور علاوہ اسکے شیطان تو اُسوقت بھی موجود تھا وہ گیا ہی کہاں تھا جو عیسےٰ نے فرمایا کہ وہ آئیگا وہ یعنی شیطان تو اُن کے عہد میں بھی موجود تھا۔ انجیل میں لکھا ہے کہ اُس نے عیسےٰ سے باتیں کیں اور اُنکو آزمایا اور اگر یہ مراد ہو کہ وہ غالب ہوا چاہتا ہے تو یہ مضمون بھی درست نہیں ہو سکتا اسلئے کہ عیسےٰ تو فرماتے ہیں کہ میرا جانا تمہارے لئے سودمند ہوگا۔ پس جسوقت عیسےٰ کے جانے سے شیطان غالب ہو گیا تو عیسےٰ کا جانا سودمند کب اور کیونکر ہوا بلکہ مضر ہوا کہ اُنکے جانے سے شیطان کا غلبہ ہو گیا۔ اگر ہم فرض کریں کہ وہی اس جہان کا سردار ہے اور یہ ایک جملہ معترضہ ہے کہ درمیان میں آگیا ہے لیکن جسکو تم فارقلیط اور روح صدق کہتے ہو وہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہ تیسرا خدا ذہنی اور فرضی نہیں ہے اسواسطے کہ اُس نے جہان کو زجر اور توبیخ نہیں کی اور نہ عدالت کی اور انجیل میں لکھا ہے کہ وہ خود آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا اور یہی مضمون قرآن شریف میں موجود ہے۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ۔ یعنی محمد اپنے جی سے نہیں کہتا

بلکہ جو کچھ اسکو پیغام دیا جاتا ہے وہی کہتا ہے اور اگر مراد فارقلیط سے وہ فرد ذہنی ہو تو اسکا محتاج ہونا لازم آئے گا کیونکہ وہ خود کچھ نہیں کہے گا بلکہ دوسرے سے سنکر اسکے حکم سے کہے گا تو ظاہر ہے کہ محتاج ہوا اور خدائے تعالیٰ مستغنی بالذات ہے محتاج نہیں ہو سکتا۔ اور فارقلیط یونانی لفظ ہے اور معنی اسکے شفاعت کرنے والا اور درمیانی اور بزرگ کیا ہوا اور یہ سب معنی ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ پر صادق آتے ہیں اور لفظ محمدؐ اور بزرگ کیا ہوا یہ دونوں لفظ آپسمیں مترادف ہیں اگر نصاریٰ کہیں کہ اسمیں نام کی تبدیلی ہے تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے اسواسطے کہ عیسیٰ کے نام میں بھی تبدیلی واقع ہوئی ہے کیونکہ خود نصاریٰ لکھتے ہیں کہ پہلی کتابوں میں عیسےٰ کا نام عمنوائیل ہے یعنی خدا ہمارے ساتھ پس جسطرح عیسےٰ کے نام میں تبدل ہوا اسی طرح ہمارے حضرت کے نام میں تبدل ہوا اور خدا کا ساتھ ہونا بھی حضرت عیسےٰ کے لئے خاص نہ تھا چنانچہ پیدائش کے اُنتالیسویں باب میں ہے کہ خدا یوسف کے ساتھ تھا۔ بعض نصاریٰ کہتے ہیں کہ پیش خبری محمدؐ کے لئے نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ عیسےٰ نے فرمایا تھا کہ میں باپ سے درخواست کر کے تمہارے واسطے وکیل کو بھیجونگا کہ وہ تمہارا تسلی دینے والا ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے اور محمدؐ عیسےٰ سے چھ سو برس بعد پیدا ہوئے اور اس عرصہ میں عیسےٰ کے سب شاگرد مر گئے تھے سو ایسے وقت میں حوارئین کو اسکی تسلی کب درکار تھی ہم کہتے ہیں کہ یہ خطاب عیسیٰ کا سب نصرانیوں کی طرف ہے اسمیں خصوصیت حوارئین کی نہیں ہے اگر ہمارے پیغمبر کے وقت میں کوئی حواری باقی نہ رہا تھا تو اسکا مضائقہ نہیں ہے اسواسطے کہ اگر حوارئین موجود نہ تھے تو انکے تابعین تو موجود تھے انکا موجود ہونا بمنزلہ موجود ہونے حوارئین کے ہے اور چھبیسویں آیت میں انجیل کے یہ ہے کہ عیسےٰ نے فرمایا کہ اور اپنے باپ سے تمہارے اور ہر ایک ایماندار کے لئے جو تمہاری منادی سے مجھپر ایمان لائیگا سفارش کرنے کی بات کہی ہے وہ یاد دلائیگا پس معلوم ہوا کہ تسلی دینے والا خاص شاگردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ جو لوگ کہ انکی منادی سے ایمان لائے ضرور ہے کہ انکو بھی تسلی دیجائے اگرچہ عیسےٰ نے اُن کے ہمراہ حوارئین کا ذکر کیا ہے۔ لیکن تسلی اُن لوگوں ہی کے واسطے چاہئے جو کہ ایمان میں سست اور متزلزل ہیں اور حوارئین ایمان میں کامل تھے انکو احتیاج تسلی کی کیا تھی بلکہ انکو تسلی کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ حضرت عیسےٰ کے کہنے سے جانتے تھے کہ بعد انکے فارقلیط جو کہ محمدؐ رسول اللہ سے مراد ہے ضرور آئیگا اور لوگوں کو جو عیسوی مذہب کے ہیں ضرور تسلی دیگا اور ایسا ہی ہوا کہ جو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عیسوی مذہب کا تھا اور ہمارے پیغمبر کو اُس نے برحق جانا تو آنحضرت نے اسکو تسلی بخشی اور وہ جناب ہمیشہ ہمارے ہمراہ ہیں دین انکا ابدی ہے اور شرع انکی قیامت تک سب کے ساتھ ہے اور قیامت تک سب کے ساتھ رہے گی کیونکہ وہ حضرت خاتم المرسلین ہیں اور بعض نصرانی کہتے ہیں کہ پھر جب اُس بھیجے ہوئے کا نام تسلی دینے والا ہے تو اس نظر سے محمد کسی طرح تسلی دینے والا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اُس نے تو تسلی دینے کے برعکس لوگوں میں ہل چل ڈالدی اور ظلم اور جبر کے ساتھ

تلوار کے روز سے اسلام کے مذہب کو جاری کیا یہانتک کہ تلوار ہی کو بہشت کی کنجی ٹھہرایا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے نیک اخلاق اور رحم دلی اور بے وارثوں اور بیواؤں اور یتیموں پر رحم کرنا اور ہر مومن کو تسلی بخشنا متواترات میں سے ہے یہانتک کہ اسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا اور اگر کوئی نصرانی ایسے امور متواترہ کا انکار کریگا تو یہودی بدرجہ اولیٰ عیسےٰ کے متواترات کا انکار کرینگے۔ لیکن ان دونوں کے انکار سے تواتر میں فرق نہیں آسکتا اور ظلم اور جبر کو ہمارے پیغمبر کی طرف منسوب کرنا کمال تعصّب ہے اور جہاد کا نام ظلم رکھنا بڑی ضلالت اور گمراہی ہے اسواسطے کہ جہاد بموجب حکم خدا ہوتا ہے اور حکم خدا کو ظلم نہیں کہہ سکتے ظلم حکم الہیٰ کے برخلاف ہوتا ہے اور یہ لوگ ایسا کہنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ ہر نبی کے واسطے احکام علیحدہ علیحدہ بھی ہوا کرتے ہیں ایک نبی کے احکام کا قیاس دوسرے نبی کے احکام پر نہیں ہوسکتا دیکھو حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ تو اپنے فرزند اسماعیل کو ذبح کر اور یہ حکم اور کسی پیغمبر کو نہیں ہوا بعض انبیاء کو حکم جہاد کا نہ تھا جیسے کہ حضرت عیسےٰ اور بعض کو حکم تھا کہ جہاد کریں جیسے کہ حضرت موسیٰ چنانچہ سفر الحساب کے اکتیسویں باب میں ہے کہ موسیٰ نے فناس کو سردار بناکر بارہ اسرائیلیوں کے مقابلہ کو بھیجا اُنہوں نے سارے فدیانیوں کو قتل کیا اور اُنکا مال ومتاع اور مویشی سب کچھ لوٹ لیا اور اُنکی سب بستیوں اور گھروں کو جلادیا اور صحیفہ یوشع کے آٹھویں باب میں لکھا ہے کہ یوشع نے بحکم خدا تیس ہزار آدمی ہمراہ لیکر یحیی پر چڑھائی کی اور وہاں کے لوگوں کو تہ تیغ کیا اور وہ تمام مقتول بارہ ہزار تھے اور سفر الخروج کے سترھویں باب میں ہے کہ موسیٰ کے حکم سے یوشع نے عمالقہ کو تلوار سے شکست دی اور استثنا کے بیسویں باب میں ہے کہ جب تو لڑائی کے لئے کسی شہر کے نزدیک ہو تو پہلے صلح کا پیغام دے اگر وہ صلح کو قبول کریں تو سب سے خراج لے ورنہ تو ہر ایک مرد کو قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں کو اور مال مویشی کو لوٹ لے اور یہی حال ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا کہ پہلے تو لوگوں سے ایمان کے طالب ہوتے تھے اور اگر وہ معجزہ طلب کرتے تھے تو اُنکو معجزہ دکھلاتے تھے اور اگر وہ معجزہ دیکھکر بھی ایمان نہیں لاتے تھے تو اس وقت وہ جناب بحکم جناب رب الارباب واسطے ایمان کے جہاد کرتے تھے اور اگر جہاد کرنا ظلم ہو تو لازم آتا ہے کہ انبیاء سابقین جنکی رسالت اور پیغمبری کو یہود اور نصاریٰ بھی تسلیم کرتے ہیں اور اُنکو جہاد کرنے کا حکم تھا اور وہ جہاد کرتے تھے سب ظالم ہوجائیں۔ خدائے تعالیٰ نے قوم نوح کو مع چرند وپرند غرق کردیا چنانچہ پیدائش کے ساتویں باب میں ہے۔ پس اس صورت میں چاہئے کہ تم خدا کو ظالم کہنے لگو اور بعض نصاریٰ کہتے ہیں کہ محمدؐ کو روح قدس نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ روح قدس تو نادیدنی شئے ہے اور خدا کی روح کہلاتی ہے جسکی تاثیر دل پر ہوتی ہے نہ کہ جسم پر۔ ہم کہتے ہیں کہ روح قدس پاک روح کو کہتے ہیں اور روح صدق راستی کی روح کو کہتے ہیں اور یہ دونوں روحیں ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ پر صادق آتی ہیں اور یہ ضرور نہیں کہ وہ نادیدنی شئے ہو۔ حضرت عیسےٰ کو روح

کہتے ہیں حالانکہ وہ نادیدنی شے نہ تھے بلکہ اُنکو ہر کوئی دیکھتا تھا اگر روح قدس نادیدنی شے ہو تو اُسپر حضرت عیسےٰ کا یہ ارشاد کیونکر صادق آئیگا کہ وہ تمکو سب چیزیں سکھلائیگا اور سب باتیں جو کچھ میں نے تمکو کہی ہیں یاد دلائے گا۔ پس نادیدنی شے کیونکر سکھلا اور یاد دلا سکتی ہے اور حضرت عیسےٰ نے فرمایا تھا کہ وہ جہان کو توبیخ کریگا اور الزام دیگا اب مقام غور و انصاف یہ ہے کہ نادیدنی شے تو کسی کو توبیخ نہیں کرسکتی اور نہ الزام دیسکتی ہے۔ نصاریٰ یہ جو کہتے ہیں کہ حواریوں نے محمدؐ کو نہیں دیکھا تو روح قدس اگر نادیدنی شے ہے تو اُسکو بھی حواریوں نے نہیں دیکھا ہمارے حضرت کے ہی نہ دیکھنے کی کیا خصوصیت ہوگی اور تاثیر دل پر خود خدا بھی کرسکتا ہے۔ پھر ثالث کی ضرورت کیا ہوئی۔ حاصل مرام یہ ہے کہ روح قدس اور فارقلیط سوائے ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے اور کوئی شخص نہیں ہوسکتا اسمیں واہی تباہی اور سست بے بنیاد اور غلط سراپا لچر تاویلیں کرکے ایک وہمی اور فرضی شے مراد لینا صرف تعصب اور ہٹ دھرمی ہے اور جو کچھ کہ قرآن شریف میں ہے کہ عیسےٰ نے ہمارے پیغمبر سیدالمرسلینؐ کے تشریف لانیکی خوشخبری دی جنکا نام مبارک احمدؐ ہے یہ سب مطابق انجیل کے ہے اور حضرت عیسےٰ کی خوشخبری دینا بھی اُنکا ایک معجزہ ہے کیونکہ جس پیغمبر کے آنے کی اُنہوں نے خوشخبری دی تھی وہ پیغمبر ظاہر ہوا اور اُنکی پیشین گوئی پوری صادق آئی۔ علاوہ اسکے ہمارے حضرت سیدالمرسلینؐ کی تشریف آوری اور پیغمبری کے بارہ میں بہت سی بشارتیں انبیائے سابقین کی علمائے اسلام نے نقل کی ہیں بلکہ مخالفین نے بھی اُنکی تصدیق کرکے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ دیکھو سیل صاحب نصرانی پادری نے جو قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے اُسکے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مصلوب ہونیکے ذکر میں تقریباً یوں فرمایا تھا کہ اے برنباہ یقین جان کہ کیسا ہی چھوٹا گناہ کیوں نہو خدا اُسکی سزا دیتا ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ گناہ سے ناراض ہے اور کسی گناہ کو بے سزا نہیں چھوڑتا میری ماں اور میرے شاگردوں نے جو دنیوی غرض سے میرے ساتھ محبت کی خدا اُس سے ناخوش ہوا اور بمقتضائے عدالت یہ چاہا کہ اُنکے اس نامناسب عقیدت کی سزا اسی دُنیا میں اُنکو دیوے کہ وے دوزخ کے عذاب سے بچیں اور وہاں اُنکو اذیت نہوے اور میں اگرچہ دُنیا میں بےقصور تھا پر اسلئے کہ بعضے آدمیوں نے مجھکو خدا اور ابن اللہ کہا خداوند عالم کو یہ بات خوش نہ آئی اور اُسکی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ قیامت کے دن شیاطین مجھپر نہ ہنسیں اور مجھکو ٹھٹھوں میں نہ اڑائیں سو اُس نے اپنی مہربانی اور عنایت سے ایسا بہتر جانا کہ دُنیا ہی میں یہود کے ہاتھ موت کے سبب میری تضحیک اور ہنسائی ہوجائے اور ہر شخص یہ گمان کرے کہ میں صلیب پر کھینچا گیا پر یہ ساری ہتک اور ہنسائی محمدؐ رسول اللہ کے آنے ہی تک رہے گی جب وہ دُنیا میں آئیگا تو ہر ایک ایماندار کو اُس غلطی سے آگاہ کریگا اور یہ دھوکا لوگوں کے دلوں سے اُٹھادے گا۔ الخ

سولھویں مجلس در بیان حلیہ مقدسہ جناب خیر البشر مع معجزات جسم انور پھر ذکر تشنگی سبط پیغمبر و فرزندان ساقی کوثر صلے اللہ علیہم و علی الہم الاطہر ما طلع الشمس و لمع القمر

خود خالقِ عالم ہوا شیدائے محمدؐ
کیا جان ہے جسکو ہے تولائے محمدؐ
ہے چاند سے روشن رخِ زیبائے محمدؐ
عرفانِ الٰہی ہے محمدؐ ہی کو حاصل
اللہ کا منکر ہے جو منکر ہے نبی کا
خفا وہی محبوب خداوندِ جہاں ہیں
موسیٰ کی مناجات تو ہے طور پہ لیکن
سو جان سے زائر ہے فدا آلِ نبی پر

اے صلِ علیٰ حسنِ سراپائے محمدؐ
کیا دل ہے مبارک جو ہے شیدائے محمدؐ
طوبیٰ سے ہے برتر قدِ بالائے محمدؐ
ہے ایزدِ دانا ہی شناسائے محمدؐ
ہے حُبِ خدا عین تولائے محمدؐ
کیونکر ہو بھلا پھر کوئی ہمتائے محمدؐ
اللہ رے ہے عرشِ بریں جائے محمدؐ
سو دل سے ہوں میں والہ و شیدائے محمدؐ

کتاب روضۃ الواعظین میں منقول ہے کہ ایک شخص بخدمت جناب امیر المومنین علیہ السلام مسجدِ کوفہ میں حاضر ہوا اور اُس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ حلیہ مقدسہ جناب رسول اللہ کا ایسی طرح بیان فرمائے کہ حضرت کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رنگ حضرت کا سفید تھا اور سرخی غالب تھی آنکھیں سیاہ اور بال سیدھے تھے اور سیاہی موہائے باریک کی وسطِ سینہ سے ناف تک تھی اور رخسار ہموار اور نرم تھے اور سینہ اور شکم پر بال باریک تھے اور سوائے اُن بالوں کے سینہ اور شکم پر اور کہیں بال نہ تھے کفِ دست و پا گوشت سے پُر تھے جسوقت چلتے تھے تو قدمِ مبارک زمین پر نہ کھنچتے تھے بلکہ قدم زمین سے اسطرح جدا ہوتے تھے کہ گویا زمین سراشیب پر چل رہے ہیں یا گویا پتھر سے قدم جدا ہوتے ہیں اور جب کسی جانب کو ملتفت ہوتے تھے تو تمام جسمِ مبارک اُس طرف کو پھرتا تھا۔ اور قد حضرت کا میانہ تھا نہ بلند نہ کوتاہ قطرات عرق پیشانی نورانی پر مثل مروارید کے ظاہر ہوتے تھے اور خوشبوئے پسینہ کی مشکِ اذفر سے بہتر تھی نہ مثل اور نظیر اُنکا ہمنے کبھی کوئی دیکھا ہے نہ کوئی دیکھے گا نہ پہلے کوئی اُنکی مانند ہوا ہے نہ ہوگا۔ حدیث معتبر میں جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسین علیہما السلام سے منقول ہے کہ سر مبارک جناب خیر البشر صلے اللہ علیہ و آلہ الاطہر کا بڑا تھا اور درد حضرت دیدۂ مردم میں نہایت با عظمت تھے اور رعب اُس جناب کا سب لوگوں کے دلوں میں بہت تھا اور چہرہ منور نہایت تاباں و چمکدار تھا یہانتک کہ حضرت کا روئے انور مثل ماہ کامل کے چمکتا تھا اور قد میانہ سے کچھ بلند

تھا اور سرِ اقدس کے بال نہ بہت پیچیدہ تھے اور نہ بالکل افتادہ تھے اور اکثر اوقات نرمہ گوش سے متجاوز نہوتے تھے اگر زیادہ ہوجاتے تھے تو حضرت انہیں فرق کرتے تھے اور دونوں طرف لٹکاتے تھے پیشانی کشادہ اور ابرو باریک مانند کمان کشیدہ کے تھے اور پیوستہ نہ تھے اور یہ امر کہ ابرو حضرت کے مثل کمان کے تھے احادیث سے ثابت ہے۔ یہانتک کہ شاعر نے بھی حضرت کی مناقب میں کہا ہے ؎ وعینین وعجاوین من تحت حاجب ✝ ازج لمشق النونِ من خط کاتب ✝ اور یہ امر کہ ابرو پیوستہ نہ تھے پس اسمیں روایات مختلف ہیں کیونکہ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابرو حضرت کے پیوستہ تھے اور ایک رگ حضرت کی پیشانی نورانی پر تھے جب کبھی غضبناک ہوتے تھے تو وہ رگ اُبھر آتی تھی اور بینی مبارک کشیدہ اور باریک تھی اور اُسکے درمیان میں ایک ایسی بلندی تھی کہ اُس سے نور ساطع ہوتا تھا۔ اور ریشِ مبارک نورانی اور گھنی اور ہموار تھی۔ دہان حلو البیان حضرت کا بہت کوچک نہ تھا اور دندانِ مقدّس سفید اور براق اور نازک اور کشادہ تھے۔ الیٰ آخر الحدیث

لمؤلفہ

لکھا ہے یوں حدیثِ معتبر میں — بیانِ حلیۂ خیر البشر میں
روایت ہے یہ سبطینِ نبی سے — خبر ہے یوں دل و جانِ علیؑ سے
رسولِ حق تھے باعظمت سراپا — دلوں میں تھا نہایت رعب اُنکا
سرِ سردارِ عالم کو بزرگی — ہر اک مخلوق پر اللہ نے دی
سرانِ دہر جسکی خاک پا ہیں — وہ سردارِ دو عالم مصطفیٰ ہیں
سر اُس سردار راس الانبیا کا — علوم و عقل و دانش سے بھرا تھا
نہ بڑھتے تھے کبھی موئے مبارک — تھے اکثر کان کی لو تک بلاشک
کبھی وہ عنبرِ سنبل جو بڑھتے — تو آنحضرت تھے اُن میں فرق کرتے
نہ پیچیدہ بہت تھی زلف پیچاں — نہ بالکل سیدھے تھے موئے درخشاں
سفید و سرخ تھا چہرہ نبیؐ کا — ہجوم اُس پر تھا باہم روشنی کا
چمکتا تھا وہ نور روئے تاباں — جو اُس مصحف کو دیکھے لائے ایماں
چمک میں چاند سے وہ چند رخ تھا — میانہ قد سے تھا کچھ قد بالا
وہ تھی پیشانیٔ انور کشادہ — منوّر ماہِ کامل سے زیادہ
اور اک ماتھے پہ تھی ایسی رگِ پاک — اُبھرتی تھی جو ہوتے تھے غضبناک
کمانِ لشکرِ اسلام ابرو — عدو کو موت کا پیغام ابرو
صادِ عین پر جوں نون کاتب — کھنچیں تھیں جرم مہ پر دو نو حاجب

مقوس دونوں پیوستہ تھے ابرو — شب معراج کی جاں ہر دو گیسو
سہام ہاں ستان کفر مژگاں — پیام زندگی اہل ایماں
وہ آنکھیں سرگیں کیا خوشنما تھیں — تھیں خود اعجاز یا عین حیا تھیں
چمک میں عین مردم مردم عین — کہ جسکو دیکھکر مردم ہوں بے چین
کشیدہ اور تھی باریک بینی — اُنہیں پر ختم تھی باریک بینی
ذرا تھی وسط بینی میں بلندی — خدا نے دی تھی اُسکو ارجمندی
منور کرنے میں عالم کے عادی — درخشاں تھی علی زعم الاعادی
لب جاں بخش دار وئے معاصی — شفیعؐ یوم یوخذ بالنواصی
سفید خوشنما براق دنداں — کشادہ اور چوں گوہر درخشاں
بہت گنجان تھی ریش پیمبر — سیاہ و خوبصورت اور مدور
سفید اُس میں ہوئے تھے سترہ بال — درخشاں تھا ہر اک سورج کی تمثال
وہ گردن صاف چوں بلور پُرنور — صراحی تھی دیا تھی شمع کافور
لبالب از مئے حُب الٰہی — کہ جسکی ہست سے ہستی مباہی
وہ نور حق کے قالب میں ڈھلی تھی — ریاض حسن و خوبی کی کلی تھی
چمک اور راستی میں جید اطہر — کہیں تصویر نقرہ سے فزوں تر
وہ دونوں کان تھے کان ملاحت — زباں معجز بیاں جان فصاحت
وہ سینہ گنج اسرار الٰہی — عیاں جسپر حقایق تھے کماہی
وہ نور حق سے تھا معمور سینہ — علوم و عقل سے پُر نور سینہ
کھلا تھا صدر ذی قدر پیمبر — اور اُسنیں شکم کے تھا برابر
ز سینہ تا بناف حقہ نور — دقیق اک مشک مو سے سطر مسطور
سیاہی تھی سفیدی پر وہ تاباں — کہ جیسے مشک چاندی پر نمایاں
نہ تھے اُن کے سوا واں بال اصلا — غرض واں حسن کا بس خاتمہ تھا
سفید و خوبصورت جسم اطہر — عریض و پہن تھے کتف پیمبر
قوی بازو قوی دست و قوی دل — طویل الذرع اور باریک انامل
کف کافی کشادہ بہر ایثار — بلطف وجود خود ابر گہر بار

قوی اندام اعضا معتدل سب	کسی نے حسن ایسا پایا ہے کب
نہ تھے ہموار پاہائے مبارک	بلندی وسط میں سے تھی بلاشک
حلاوت اور ملاحت دونوں تھیں جمع	جہاں پروانہ روئے احمدی شمع

عبد اللہ بن سلیمان روایت کرتے ہیں کہ انجیل میں مذکور ہے کہ جناب باری تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے بیٹے طاہرہ بتول کے اہل سوریا کو یہ پیغام پہنچا کہ میں ہوں خداوند دائمی جسکے لئے کبھی زوال نہیں ہے تم تصدیق کرو اُس پیغمبر کی جو صاحب شتر و مدرعہ و عمامہ و عصا ہے اور کشادہ چشم و کشادہ پیشانی ہے اور واضح الخدین اور کشیدہ بینی و کشادہ دندان ہوگا اور گردن اُنکی مانند ابریق نقرہ کے ہوگی اور گردن کے نیچے ایسا نور ساطع ہوگا کہ گویا سونا چاندی پر جاری ہے اور بال نازک سینہ سے تا ناف اوگے ہوئے ہوں گے اور شکم اور سینہ پر سوائے اُن بالوں کے اور کہیں بال نہ ہونگے اور گندمی رنگ ہوگا اور جب کسی مجمع میں بیٹھے ہونگے تو سب پر فائق تر ہونگے اور عرق اُن کے روئے مبارک پر مانند مروارید کے جاری ہوگا اور اُن کے عرق سے ہمیشہ خوشبو مشک کی آئیگی۔ مانند اور نظیر اُنکا نہ پہلے کسی نے دیکھا ہے نہ آیندہ کو کوئی دیکھے گا۔ **لمؤلفہ**

ہاں کوئی نہیں خالقِ اکبر سے زیادہ	بعد اُس کے نہیں کوئی پیمبر سے زیادہ
خالق کے سوا رفعت و عظمت میں کوئی شے	محبوبِ الٰہی کے نہیں سر سے زیادہ
رخسار ہیں گُل گلبنِ قدرت کے چمن کے	خوشبو ہے پسینہ کی گُلِ تر سے زیادہ
جوں مہرِ درخشاں ہے رُخِ پاک نبی کا	ماتھا ہے منوّر مہِ انور سے زیادہ
عنابِ جناں لب ہیں دیا دانۂ رُمان	سیراب ذقن چشمۂ کوثر سے زیادہ
ہیں ابروئے پیوستہ کماں تیر مژہ کے	کافر کے لئے نشتر و خنجر سے زیادہ
گرمی میں جو چلتے تھے تو سر پر تھے دبیں کے	ابر آتا تھا شملۂ پُر زر سے زیادہ
سایہ تو کسی وقت نہ پڑتا تھا بدن کا	وہ جسم تھا ہر جرم منور سے زیادہ
گو بیٹھتے تھے آپ زمیں پر مثلِ ابرار	پُر رُعب تھا ہر شاہ و تونگر سے زیادہ
قد گو متوسط تھا پہ جو آئے مقابل	اونچا نہیں ہوسکتا تھا سر در سے زیادہ
الہام سے پُر سینۂ پُر نور نبی تھا	تھے علم میں ہر ایک پیمبر سے زیادہ
تقریر تھی اعجاز زباں وحیِ خدا تھی	اخلاق تھے ہر خاصۂ داور سے زیادہ
دندان کشادہ تھے وہ براق نبی کے	جو نور میں تھے اختر و گوہر سے زیادہ
ساعد تھے قوی اور کفِ دست کشادہ	دس انگلیاں دس شمعِ منبر سے زیادہ

الله کے پیاروں میں نہیں کوئی ہوا ہے — پیارا کوئی خالق کو پیمبر سے زیادہ

یا شاہ رسل آپ کے در کا میں گدا ہوں — آقا نہیں در کوئی ترے در سے زیادہ

زائر جو گدائے در سلطان رسل ہے — رتبے میں ہے جمشید و سکندر سے زیادہ

اب چونکہ جناب رسول اللہ کے بدنِ اطہر کے معجزات کا ذکر آگیا ہے اسلیئے وہ معجزات مفصل اس مقام پر عرض کیے جاتے ہیں۔ پس واضح ہو کہ جناب مولانا مجلسی علیہ الرحمۃ نے حق الیقین میں جناب سید المرسلین کے بدنِ اطہر کے چوبیس معجزے لکھے ہیں۔ اول یہ کہ ہمیشہ حضرت کی پیشانی نورانی سے نور ساطع ہوتا تھا اور جبینِ مبین اُس معدنِ انوار کی مانند ماہ کامل کے تمام در و دیوار پر چمکتی تھی۔ اور جسوقت دستِ مبارک کو بلند کرتے تھے انگشتانِ منور دس کی دس شمع کی مانند روشنی دیتی تھیں۔ اور حیات القلوب میں مذکور ہے جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو کوئی شب تار میں جناب احمدِ مختار کو دیکھتا تھا تو ماہ تاباں کی طرح سے روئے انور سے نور مشاہدہ کرتا تھا نیز منقول ہے کہ ایک رات بیوی عائشہ کی سوئی گم ہوگئی تھی جب حضرت گھر میں تشریف لائے تو حضرت کے روئے منور کی درخشانی اور روشنی سے وہ سوزن گم شدہ دستیاب ہوگئی۔ اور نیز منقول ہے کہ جب شب تاریک میں حضرت راہ چلتے تھے تو دستِ مبارک کو بلند کرتے تھے تب حضرت کی انگلیوں سے ایسا نور ظاہر ہوتا تھا کہ سب لوگ راہ چلنے والے راہ پاتے تھے۔ دوم یہ کہ جناب رسول اللہ کے جسم اطہر سے اعلےٰ درجہ کی خوشبو آتی تھی چنانچہ اُس خوشبو کے سبب سے یہ امر ثابت اور ظاہر اور مشہور تھا کہ حضرت جس راستے سے گزرتے تھے تو ایک عرصہ تک وہ راستہ معطر اور خوشبودار رہتا تھا لوگ جو اُس راستہ سے گزرتے تھے وہ پہچان لیتے تھے کہ جناب رسول اللہ اس راستے سے گزرے ہیں اور حضرت کا پسینہ عطر میں شامل کیا جاتا تھا چنانچہ جناب سیدہ اپنے والد بزرگوار کی پیشانی نورانی سے عرق کو پونچھکر شیشہ میں جمع کر لیتی تھیں اور اُسی عطر کا استعمال فرماتی تھیں۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک ڈول میں پانی حضرت کے سامنے لائے حضرت نے اُسمیں مضمضہ فرمایا وہ پانی مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگیا۔

تیسرے یہ کہ جب حضرت دھوپ میں یا چاند کی چاندنی میں کھڑے ہوتے تھے یا رستہ چلتے تھے تو حضرت کے جسمِ مبارک کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ چوتھے یہ کہ جس شخص کے ساتھ راستہ چلتے تھے وہ قد میں کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو وہ حضرت سے پست نظر آتا تھا اور حضرت کا سرِ مبارک اُس سے بلندتر دکھائی دیتا تھا۔ پانچویں یہ ہے کہ جب حضرت دھوپ میں چلتے تھے تو سرِ اقدس برابر سایہ کئے رہتا تھا مگر یہ امر دائمی نہ تھا بلکہ موسم گرما میں دھوپ کی شدت کے وقت ابر سایہ کئے ہوئے ساتھ ساتھ چلتا تھا مگر حضرت کے جسم اطہر کا سایہ کسی وقت نہ پڑتا تھا یہ معجزہ دائمی تھا چھٹے یہ کہ کوئی جانور حضرت کے سرِ اقدس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتا تھا اور مکھی یا مچھر کوئی اس قسم کا جانور حضرت کے

لہ حضرت کی حیات میں جسطرح حضرت کے سر پر سے کوئی جانور پرواز نہیں کرتا تھا اُسی طرح اب بھی روضۂ اقدس کے اوپر سے بھی کوئی جانور پرواز نہیں کرتا اور نیز قبر مطہر

جسمِ اطہر پر نہیں بیٹھتا تھا۔ ساتویں یہ ہے کہ حضرت عقب سر سے بھی اُسی طرح دیکھتے تھے جس طرح سے آنکھوں سے دیکھتے تھے
آٹھویں یہ کہ خواب قویٰ کو ادراک سے معطل نہیں کرتی تھی۔ اور نیز یہ کہ حضرت ملائکہ کی باتیں سُنتے تھے اور ملائکہ کو دیکھتے
تھے حاضرین ہمیشہ نہیں دیکھ سکتے تھے اور نیز یہ کہ جو کچھ لوگوں کے دلوں میں خطور کرتا تھا حضرت کو معلوم ہو جاتا تھا۔
نویں یہ کہ بوئے بد حضرت کے مشامِ مبارک تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ دسویں یہ کہ آبِ دہن جس کنوئیں میں ڈالتے تھے
وہ پُر آب و شیریں ہو جاتا تھا اور جس مریض کے بدن پر ملتے تھے وہ شفا پاتا تھا اور دستِ مبارک جس طعام کو مس کرتا تھا
اُسمیں برکت ہو جاتی تھی اور طعامِ قلیل سے گروہِ کثیر سیر ہو جاتی تھی چنانچہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے ایام جنگِ خندق
میں جو ایک بزغالہ کا گوشت اور ایک صاع جو کی روٹیاں پکا کر حضرت کی دعوت کی تھی حضرت کے دستِ مبارک کی برکت
سے اُس طعام میں اسقدر برکت ہوئی کہ سات سو آدمی نے وہ کھانا کھایا۔ گیارھویں یہ ہے کہ حضرت جمیع لغات اور
کُل زبانوں کو جانتے تھے اور سب زبانوں میں گفتگو کرتے تھے۔ بارھویں یہ کہ محاسن شریف میں سترہ بال سفید تھے
کہ وہ مانند آفتابِ جہاں تاب کے روشن و تاباں تھے۔ تیرھویں یہ کہ پُشتِ مبارک پر مہرِ نبوت کا نقش تھا اور نور اُسکا
آفتاب کے نور سے زیادہ تر تھا۔ چودھویں یہ کہ انگشتِ مبارک کے اشارہ سے حضرت نے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے
پندرھویں یہ کہ سنگریزے حضرت کے دستِ حق پرست میں تسبیح کرتے تھے اور حاضرین سُنتے تھے۔ سولھویں یہ کہ
جب حضرت پیدا ہوئے تو مختون اور ناف بریدہ اور آلایشِ خون وغیرہ سے پاک و صاف تھے اور خوشبو بہتر از مشک
ساطع ہوئی کہ اُس نے جہان کو معطر کر دیا۔ پیدا ہوتے ہی حضرت نے جنابِ معبودِ حقیقی کو سجدہ کیا جب سجدہ سے
سر اُٹھایا تب ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور خدا کی توحید اور اپنی رسالت کا اقرار فرمایا اُسوقت ایک نور ساطع
ہوا کہ اُس نور نے تمام جہان کو مشرق سے مغرب تک روشن کر دیا۔ سترھویں یہ کہ حضرت کبھی محتلم نہ ہوتے تھے اور خواب
شیطانی نہ دیکھتے تھے۔ اٹھارھویں یہ کہ جو فضلہ جدا ہوتا تھا بوئے مشک اُس سے آتی تھی اور کوئی اُسکو نہ دیکھتا تھا
بلکہ زمین اُسکو نگل جاتی تھی۔ اُنیسویں یہ کہ جس مرکوب پر سوار ہوتے تھے اُسکی شرارت دور ہو جاتی تھی اور اصیل
ہو جاتا تھا اور کبھی نہ تھکتا تھا۔ بیسویں یہ کہ حضرت ایسے قوی تھے کہ کوئی شخص مقاومت نہ کر سکتا تھا۔ اکیسویں یہ کہ
اکثر اوقات زمینِ نرم پر چلتے تھے اور اُس زمین پر نقش نہ ہوتا تھا اور بعض اوقات سنگِ سخت پر نقشِ پائے مبارک
ہو جاتا تھا۔ بائیسویں یہ کہ جنابِ ربُ العزت جل جلالہ نے حضرت کا رُعب اور ہیبت لوگوں کے دلوں میں اسطرح
اور اسقدر ڈالدئے تھے کہ باوجود تواضع و فروتنی و شفقت و رحمت کے کوئی شخص حضرت کا روئے مبارک اچھی طرح
نہیں دیکھ سکتا تھا اور کسی کو یہ تاب و طاقت نہ ہوتی تھی کہ حضرت کے روئے انور پر اچھی طرح نظر ڈال سکے اور ہر کافر
اور منافق جو حضرت کو دیکھتا تھا خوف سے کانپ جاتا تھا اور دو مہینے کی راہ سے رُعبِ حضرت کا کفار پر غالب ہوتا تھا
تیئیسویں یہ کہ کُل جمادات و حیوانات و نباتات بلکہ کُل مخلوقات حضرت کی رعایت و حرمت و تعظیم کرتے تھے

جس پتھر یا درخت کے نزدیک سے حضرت گزرتے تھے وہ فوراً تعظیم کے لئے جھک جاتا تھا اور حضرت کی طفولیت کے ایام میں چاند اس جناب کے گہوارہ کی ڈوری ہلاتا تھا۔ **مؤلف** حضرات مومنین کل حیوانات وجمادات ونباتات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کی حرمت وتعظیم ورعایت کرتے تھے مگر کوفیانِ غدار وشامیانِ بد اطوار حیوانات وجمادات ونباتات سے بھی بدتر تھے کہ اُن ملاعنہ وفراعنہ نے دربارۂ فرزندِ رسول وجگر بند علیؑ و بتولؑ جناب رسول اللہ کی ہرگز رعایت نہ کی جیسا کہ جناب اُمِ کلثوم دختر فاطمہ زہراؑ اپنے جدِ امجد کی طرف خطاب کرکے فرماتی ہیں۔ وقد ذبحوا الحسین ولم یراعوا + جنابک یارسول اللہ فینا + ہے ہے اُن کفارِ بد اطوار نے فرزندِ رسول کو بحالتِ تشنگی وگرسنگی ذبح کیا اور عترتِ رسول کو لوٹا اور قید کرکے شہر بشہر پھرایا باوجود اسکے کہ وہ اکفر عباد اپنے گمانِ فاسد میں اپنے آپ کو جناب رسول اللہ کا کلمہ گو خیال کرتے تھے۔ اللھم العنھم لعنا وعذبھم عذابا۔ چوبیسویں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ کے انگشتانِ مقدس سے پانی جاری ہوتا تھا کہ اُس سے ایک جماعت کثیر سیراب ہوتی تھی۔ **لمؤلفہ**

ہمیشہ نور ساطع تھا جبیں سے　　زیادہ تر مہ و مہر مبیں سے
چمکتے تھے در و دیوار اس سے　　جہاں تھا بلکہ پر انوار اس سے
ہر انگشت ہائے شجرۂ طور　　بعینہ شمع کی مانند پُر نور
شب تاریک میں تھا روئے تاباں　　زیادہ ماہ کامل سے درخشاں
اندھیری رات میں جب ہاتھ اُٹھاتے　　تو رستہ چلنے والے راہ پاتے
گزر جس راہ سے حضرت کا ہوتا　　معطر ہوتا تھا خوشبو سے رستا
سمجھ لیتے تھے چلنے والے اُس کے　　کہ ہیں محبوب باری یاں سے گزرے
پسینہ عطر سے خوشبو میں کامل　　کیا کرتے تھے لوگ عطروں میں داخل
کیا جب مضمضہ پانی کے اندر　　ہوا خوشبو میں مشک تر سے بہتر
کھڑے جب دھوپ میں ہوتے تھے سرور　　نہیں پڑتا تھا ظلِ جسم اطہر
اگر گرمی میں چلتے تھے پیمبر　　تو سایہ ابر کا ہوتا تھا سر پر
منافی عدم ظل اور یہ نہیں ہے　　کہ عدم ظل تو دایم بالیقین ہے
نہ سایہ ابر کرتا تھا ہمیشہ　　نہیں ہے کچھ تناقض ان میں اصلا
اگرچہ قد میں کوئی ہو زیادہ　　سرِ اقدس نظر آتا تھا بالا
نہ بالائے سرِ محبوب رب سے　　پرندہ کوئی اوڑتا تھا ادب سے

ذباب اور پشہ و امثال اُنکے
بعینہ دیکھتے تھے پشتِ سر سے
نہ نوم ادراک کو کرتی تھی زایل
فرشتے بھی نظر آتے تھے اکثر
لکھا ہے تا مشامِ شاہِ ابرار
حضورشہ میں جو بیمار آتا
یہ تھا اعجاز بھی آبِ دہن کا
جو مس کھانے سے ہوں دستِ مبارک
کہ ہوئے وزن میں وہ گرچہ اک سیر
چنانچہ جبکہ کی جابر نے دعوت
پکایا اک حمل اور صاع جو کو
منقش پشت پر مہر نبوت
ہوا مہر نبوت جبکہ طالع
ہوئے پیدا نبی مختون و طاہر
اُسی دم سر کو سجدہ میں جھکایا
طفولیت میں گہوارہ کی ڈوری
خدا نے اُن کو تھا یہ زور بخشا
جُدا فضلہ جو ہوئے تھا یہ دستور
لغاتِ مختلف کو جانتے تھے
تکلم کرتے تھے ہر اک زباں میں
نہ ہرگز محتلم ہوتے تھے سرور
سواری کے لئے جو ہوئے مرغوب
اصالت چارپایہ میں بہت سی
نہ تھکتا تھا کبھی مرکوب حضرت
زمینِ نرم پر چلتے جو سرور

نہیں مطلق بدن پر بیٹھتے تھے
کہ جیسے چشم حق بیں کی نظر سے
خدا کا لطف تھا ہر وقت شامل
سُنا کرتے تھے اُن کی باتیں اکثر
نہ بوئے بد پہنچ سکتی تھی زنہار
شفا آبِ دہن ملنے سے پاتا
کہ چاہِ شور ہو جاتا تھا میٹھا
تو اُس میں یمن ہوتا تھا یہاں تک
بہت سے آدمی ہو جاتے تھے سیر

قطعہ

ہوئی اعجاز سے حضرت کی برکت
وہی کافی ہوا تھا سات سو کو
زیادہ مہر سے جسکی انارت
بہت خوشبو ہوئی اُسوقت ساطع
ہوا سارے جہاں میں نور ظاہر
کیا اقرار توحیدِ خدا کا
ہلاتا تھا قمر دے دے کے لوری
مقادم کوئی ہو سکتا نہیں تھا
زمیں کھا جانے پر تھی اسکے مامور
خطورِ قلب کو پہچانتے تھے
یگانہ تھے رسول اللہ جہاں میں
بری تھے ایسے رویا سے مقرر
شرارت بھول جاتا تھا وہ مرکوب
رکوبِ شاہ سے ظاہر تھی ہوتی
بہت ہو جاتی تھی اُسمیں اصالت
تو نقشِ پا نہیں ہوتا تھا اکثر

کبھی تھا نقش پاپتھر پہ ہوتا
قلوب خلق میں حرمت نبی کی
کہ حیوان و جمادات و نباتات
زمین و آسمان و عرش و کرسی
گزرتے پاس سے جب شاہ ابرار
رسول اللہ تھے اخلاق مجسّم
تواضع حلم اور جود و مروّت
ان الفاظ اور مفہوموں کا واللہ
مگر وہ رعب تھا خیر الوریٰ کا
کوئی روئے مبارک شاہ دین کا
کیا انگشت انور سے اشارہ
جو کرتے ہاتھ میں تسبیح احجار
بد معجز نما تھے لطف باری
ہوا سیراب تب ہر اک پیاسا
بصدق دل فدا ہے جان انپر
لٹایا سارا گھر راہ خدا میں
رسول اللہ کا پیارا نواسا
الا لہفی لسبط المصطفےٰ
الا لہفی علےٰ ابن البتول
الا لہفی لمسلوب العمامہ
الا لہفی لمذبوح القفاء
بنفسی جسمہ فوق الثراء

رسول اللہ کا یہ معجزہ تھا
جناب حق نے ایسی ڈالدی تھی
براری و بحار و نور و ظلمات
غرض کرتے تھے سب عزت نبی کی
پئے تعظیم جھک جاتے تھے اشجار
کہ ہے مدّاح خود خلّاق عالم
سخا و رافت و الطاف و رحمت
بوجہ تام ان پر خاتمہ تھا
کہ ہر کافر تھا ڈر سے کانپ جاتا
نہ تھا اچھی طرح سے دیکھ سکتا
ہوا ماہ تمام اس سے دوپارہ
ندا تسبیح کی سنتے تھے حضّار
ہوا تھا انگلیوں سے آب جاری
مگر پیاسا رہا انکا نواسہ
مرے ماں باپ ہوں قربان انپر
نہ دم مارا رضائے کبریا میں
ہوا مقتول دریا پر پیاسا
الا لہفی لابن المرتضےٰ
سرور فواد سیدنا الرسول
وہو شفیعنا یوم القیامۃ
علی الرمضاء مضرج بالدماء
یدا ر براسہ فوق القناء

کتاب دمعہ ساکبہ میں ہے کہ جب ماہ محرم کی چھٹی تاریخ کو بوقت شام حضرت حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ بنی اسد سے مدد لینے کے واسطے گئے اور جناب سید الشہدا فرزند خیر الوریٰ کی نصرت اور امداد کے بارہ میں انکو ترغیب دی تو نوّے آدمی انمیں سے حضرت حبیب بن مظاہر کے ہمراہ آئے۔ اسی قبیلے کے ایک

آدمی نے عمر سعد کو اِس امر کی اطلاع دی ابنِ سعد نحس نے ازرق شامی شوم کو مع چار سو سواروں کے اُن کے ساتھ مقابلہ کرنے کیواسطے روانہ کیا فرات کے کنارہ پر جانبین کا مقابلہ ہوا حضرت حبیب ابنِ مظاہر نے ازرق شامی کو بہت کچھ سمجھایا اور لڑائی سے روکا مگر وہ ملعون باز نہ آیا یہانتک کہ سخت جنگ واقعہ ہوئی۔ بنی اسد تاب مقابلہ کی نہ لاسکے واپس چلے گئے حبیب ابنِ مظاہر نے جناب سیّد الشہدا کی خدمت میں پہنچکر تمام قصہ بیان کیا حضرت نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اُدھر ازرق شامی مع اپنے ساتھیوں کے ساحلِ فرات پر اُترا اور اُس ملعون نے بحکمِ ابن سعد اُسی وقت سے جناب سیّد الشہدا پر پانی بند کر دیا۔ یہانتک کہ جناب امام حسینؑ علیہ السلام اور اُن کے اصحاب پر تشنگی غالب ہوئی۔ تب حضرت نے ایک تبر ہاتھ میں لیا اور مخدراتِ عصمت وطہارت کے خیام کے عقب میں تشریف لاکر ایک خط اُنیس ہاتھ تک بجانبِ قبلہ کھینچا۔ پھر اپنے دستِ مبارک سے اُس زمین پر تبر مارا اور کسیقدر زمین کو کھودا فوراً ایک چشمۂ آبِ شیریں اور خوشگوار کا نکل آیا اُس چشمہ میں سے حضرت نے اور حضرت کے احباب و اطفال اور اہلِ حرم نے پانی نوش فرمایا اور سیراب ہوئے اور کُل مشکیں جو موجود تھیں اُس پانی سے بھر لیں پھر وہ چشمہ غایب اور مفقود ہوگیا یہ خبر ابنِ زیاد کے پاس پہنچی اُس ملعون نے عمر بد نہاد کے نام خط بدیں مضمون لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسینؑ کنوئیں کھودتے ہیں اور پانی لیتے ہیں۔ پس اب تم ہوشیار رہو حسینؑ کو کنوئیں کھودنے سے جسطرح ممکن ہو منع کرو اور جہانتک ممکن ہو اُنپر سختی کرو۔ اور بالکل اُنپر پانی بند کردو یہانتک کہ وہ ایک قطرہ پانی کا نہ پاسکیں جیسا کہ عثمان بن عفان پر پانی بند کیا گیا تھا۔ اِس خط کے پہنچتے پر عمر سعد ملعون نے جنابِ سیّد الشہدا پر بہت سختی اور شدت کرنی شروع کی۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جب ابن زیاد کا خط مذکور عمر سعد کے پاس پہنچا تو اُس ملعون نے عمرو ابن الحجاج کو پانچسو سواروں کا افسر کرکے ساحلِ فرات پر بھیجدیا۔ تاکہ امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب کو پانی سے روکیں۔ یہ ساتویں محرم کا ذکر ہے کہ جب جناب سیّد الشہدا پر اعدائے دین نے بڑی سختی سے پانی بالکل بند کردیا اُسوقت عبد اللہ بن حصین ازدی ملعون نے بآوازِ بلند کہا کہ یا حسینؑ آیا تم دیکھتے ہو پانی کو کہ کسطرح چمک رہا ہے واللہ تم اسمیں سے ایک قطرہ نہ پاسکو گے یہانتک کہ پیاسے مرجاؤ گے۔ یہ کلام درشت سنکر جناب سیّد الشہدا نے فرمایا الٰہی اِس ملعون کو پیاسا ہلاک کر اور اُسکی مغفرت کبھی نہ کیجیو۔ حمید ابنِ مسلم کہتا ہے کہ قسم مجھکو خدائے وحدہ لاشریک کی کہ عبد اللہ ابنِ حصین ازدی اسیوقت بیمار ہوا اور پانی طلب کرتا تھا اور بہت سا پی جاتا تھا یہانتک کہ پھر قے کرتا تھا اور پھر چیختا تھا اور پھر پانی مانگتا تھا پھر قے کرتا تھا یہی اُس کا حال رہا یہانتک کہ واصلِ جہنم ہوا۔ **مؤلف**۔ خدا قہار اُس کے عذاب کو ہمیشہ زیادہ کرے۔ جناب اخوند مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ محمد ابن ابیطالب کہتے ہیں کہ جب جناب سیّد الشہدا اور اُن کے رفقا و اطفالِ خورد سال اور اہلحرم پر پیاس کی سخت شدت ہوئی اُسوقت حضرت نے اپنے برادر رجال برابر جناب

ابو الفضل عباس دلاور کو اپنے سامنے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے بھائی تم نہر پر جا کر پانی لاؤ۔ پس تیس سوار اور بیس
پیدل اُس جناب کے ہمراہ کرے اور تیس مشکیں ساتھ کر دیں۔ جناب عباس علیہ السلام ساتویں تاریخ کی شب کو متوجہ
فرات ہوئے جب نہر کے کنارہ پر پہنچے تو عمرو ابن الحجاج نے کہا کہ تم کون لوگ ہو ہلال بن نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
میں ہلال بن نافع منجملہ اصحاب حسینؑ ہوں اور تیرے چچا کا بیٹا ہوں میں نہر پر پانی لینے کیواسطے آیا ہوں۔ عمرو ابن حجاج
نے کہا کہ تجھے پانی پینا گوارا ہو شوق سے نوش کر ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمرو لعنتِ خدا تجھپر کہ تو مجھکو تو کہتا ہے
کہ پانی پی لے اور تجھکو پانی پینا گوارا ہو مگر جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ مع اپنے اصحاب و اطفال و اہل حرم کے
سب پیاسے مرتے ہیں۔ یہ کہکر ہلال ابن نافع نے اپنے سب ساتھیوں کو آواز دی اور کہا کہ آؤ اور سب نہر میں داخل
ہو جاؤ اُدھر عمرو بن حجاج شیطان نے اپنے شیاطین کو پکار کر کہا کہ دیکھیو خبردار اصحاب حسینؑ پانی نہ لے سکیں
یہ کہنا تھا کہ آپس میں لڑائی شروع ہوئی جناب عباس علیہ السلام اور اُس جناب کے ساتھی کچھ تو پانی بھرتے تھے
اور کچھ اُن ملعونوں سے لڑتے تھے۔ اُس جنگ میں کوئی شخص جناب امام حسین علیہ السلام کے اصحاب میں سے شہید
نہیں ہوا یہاں تک کہ اُنہوں نے بیس مشکیں پانی سے بھر لیں اور جناب سید الشہدا کی خدمت میں لائے حضرت نے
مع اصحاب و رفقا اور اہل حرم پانی نوش فرمایا اُسوقت سے جناب عباس علیہ السلام کا لقب سقا مقرر ہوا حضرات
مومنین یہ پانی پینا حضرت کا آخری پانی پینا تھا پھر ذبح کے وقت تک فرزند ساقی کوثر کو پانی نہیں ملا۔ بار بار
اشرار و کفار سے پانی طلب فرماتے تھے۔ مگر وہ ملعون رحم نہ کرتے تھے پانی نہ دیتے تھے بلکہ حضرت پر مینہ تیروں کا
برساتے تھے ؎ بودند دیو و دد ہمہ سیراب می مکید + خاتم ز قحطِ آب سلیمانِ کربلا + دمعہ ساکبہ میں محدل
سے اور اُس میں انساب النواصب سے اور اُسمیں فتوحات القدس سے منقول ہے کہ جب جناب سید الشہدا پر
تشنگی سخت غالب تھی اور یکہ و تنہا میدانِ کربلا میں کھڑے ہوئے تھے ایک سیاح نے جو وہاں سے گزر رہا تھا
حضرت کا حال دیکھکر اپنے لکڑی کے پیالے میں پانی بھر کر حضرت کے سامنے حاضر کیا حضرت نے وہ پیالہ اپنے دستِ
مبارک میں لیکر تمام پانی زمین پر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ اے سیاح کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ ہم پانی پینے پر قادر نہیں ہیں
لے اب دیکھ حسب الارشاد اُس نے حضرت کے دستِ مبارک کی طرف نظر کی تو بہت سی نہریں جاری دیکھیں
اور حیران ہوا حضرت نے اُسکے پیالے میں سنگریزی بھر دئے اور فرمایا کہ دیکھ یہ کیا چیز ہے اُس نے جب بغور
دیکھا تو وہ سنگریزے باعجاز سید ابرار جواہر آبدار بنگئے تھے۔ **لمؤلفہ** وہ تھا مظلوم پیاسا کربلا میں + تھے دریا
جسکے دستِ حق نما میں + کتاب ثاقب المناقب میں جناب امام رضا علیہ التحیۃ والثنا سے منقول ہے کہ جب جناب
سید الشہدا کے اصحاب و رفقا پر پیاس نے سخت غلبہ کیا اُنہوں نے حضرت سے پیاس کی شکایت کی اُسوقت
جناب باری تعالےٰ شانہ نے ایک فرشتہ جناب سید الشہدا کی خدمت میں بھیجا۔ فقال الملک ان اللہ تعالیٰ

یقرئک السلام ویقول ھل لک من حاجۃ فقال الحسین ھو السلام یعنی فرشتہ نے آکر عرض کیا کہ خدائے منعام آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آیا تمکو کوئی حاجت ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا علیم و دانا ہے اور جانتا ہے کہ میرے اصحاب پیاسے ہیں اور مجھ سے پیاس کی شکایت کرتے ہیں فرشتہ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ آپ اپنے پس پشت اپنی انگشت مبارک سے زمین پر ایک خط کھینچو سب سیراب ہو جائیں گے حضرت نے خدا کا یہ حکم پا کر انگشت سبابہ سے ایک خط کھینچا فجری نھرٌ ابیض من اللبن واحلی من العسل پس ایک نہر دودہ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں جاری ہوئی حضرت نے اور حضرت کے تمام اصحاب و رفقا نے وہ آب خوش گوار نوش فرمایا اُس فرشتہ نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ پانی جو رحیق مختوم ختامہ مشک از قسم ہے خاص آپ کے لئے ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اسمیں سے پیکر دیکھوں حضرت نے فرمایا تیرا اگر جی چاہتا ہے تو پی لے **لمؤلفہ**

وہ تھا مظلوم پیاسا کربلا میں + بھتیں نہریں جسکے دستِ حق نما میں +

الدعا اللھم بحق سیدنا محمد وانت المحمود وبحق سیدنا علی وانت الاعلا وبحق ستنا فاطمۃ وانت فاطر السموات والارض وبحق سیدنا الحسن وانت المحسن وبحق سیدنا الحسین وانت قدیم المن والاحسان ان تغفر لنا ذنوبنا وارحمنا وارزقنا خیر الدنیا والاخرۃ۔ **لقائل**

رب بحق احمد سیدنا المقدم — مقترب مقرب منتخب خاتم
ذی ظفر مظفر ذی خطر مخطر — ذی شرف مشرف ذی کرم مکرم
ثم لشبحتہ النجف عارف سر من عرف — قائل قول لو کشف قاتل کل ظالم
حیدر ان الغضنفر ساقی حوض کوثر — شافع یوم محشر ثم بطھر فاطم
الحسنین ولا ثم علی ثانیا — ثم باقر کن اصادقھم وکاظم
ثم علی ان الرضا ثم بمعدن التقاء — ثم بتقوہ الھدی فالحسن المراسم
قد وہ عسکر الشرف بجل مطھر الشرف — ثم بحجۃ الخلف وارثھم وقایم
عنک علیھم النقی سادہ کل من سوا — والصلواۃ والثنا باھلک بدایم
انت تحول المبلا انت ترحم الخطا — انت تقبل لدعا عن کرم مکارم
انک محسن النعم انک واھب لکرم — فاعف لنا اللھم یا صمدی وارحم

سترھویں مجلس جناب سید المرسلین و خیر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین کے مکارم اخلاق کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ العلی الحفی الرحمٰن الرحیم والرؤف الحلیم و القدیر العلیم الذی ادّب رسولہ الھادی الی الصراط المستقیم بالادب القویم و الخلق العظیم والکرم العمیم۔ والصلوٰۃ علی سیّدنا الرسول الکریم والہ ارباب المجد الفخیم و اصحاب العز والتوقیر و التعظیم۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالی مخاطباً لرسولہ الکریم خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین۔ یعنی اے محمدؐ تو معافی دینے کا وتیرہ اختیار کر اور اُن لوگوں سے درگزر کر جو تجھ سے بے ادبانہ پیش آتے ہیں اور سختی اُن سے مت کر بلکہ نرمی اور مہربانی سے پیش آ جو موجب ہدایت کا ہے اور حکم کر ساتھ نیکی کے قول میں اور فعل میں کہ جو کچھ نیک ہو باعتبار عقل اور شرع کے۔ اور بعد قایم کرنے دلائل کے اور حجتوں کے جاہلوں سے مُنہ پھیر لے اگر تجھکو اُنسے رنج اور آزار پہنچے تو اُنسے جھگڑا اور تکرار مت کر بلکہ لطف اور مہربانی اختیار کر۔ منقول ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ خذ العفو سے کیا مراد ہے اُنہوں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا مگر خدائے علیم سے پوچھکر عرض کرونگا پھر دوبارہ جبرئیل نے آکر عرض کیا کہ اے محمدؐ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو معاف کر اُس شخص کو جو تجھپر ظلم کرے اور دے تو اُسکو جو تجھے کچھ نہ دے اور محروم رکھے اور ملاقات اور ملاپ رکھ اُس سے جو تجھ سے ترک ملاقات کرے اور صلح کر اُس سے جو تجھ سے قطع کرے۔ منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے قبیلہ ثقیف میں سے ایک شخص کو کہا کہ تو خراج لینے کے لئے کسی یہودی یا نصرانی کو نہ مارنا اور نہ کام کرنیوالے چوپائے کو فروخت کرنا اسواسطے کہ خدا نے ہمکو مہربانی کرنے اور معاف کرنیکا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے خذ العفو۔ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے رسول اللہ کو بزرگ خلقوں کا حکم دیا ہے اور نیک اخلاق کے بارہ میں اسکی برابر اور کوئی آیت نہیں ہے۔ جناب صادقؑ اور امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ خدا نے اس آیت میں اپنے رسول کو ادب سکھلایا ہے کہ لوگوں سے نرمی کریں اور صلح رکھیں

مؤلف اسمیں کچھ شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ کے مکارم اخلاق یہ ہیں مگر اُنپر عمل کرنا اُنہیں ذوات قدسیہ یعنی جناب محمد رسول اللہ اور اُنکی اہلبیت طاہرین ہی کا کام تھا اُنہوں نے اس حکم الٰہی پر پورا پورا عمل کیا ورنہ اور کوئی اسپر کیا عمل کرسکتا ہے مگر جو کوئی اس ہدایت اور ارشادِ الٰہی پر زیادہ تر عمل کرے وہی زیادہ اخلاق حسنہ سے بہرہ یاب ہوگا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے اس ارشادِ الٰہی پر پورا پورا عمل کیا تب خداوند تعالیٰ کی طرف سے اس مدح اور تعریف کے مستحق ہوئے کہ خدائے تعالیٰ نے اُس جناب کی شان میں فرمایا۔ انک لعلی خلق عظیم

یعنی اے محمدؐ تو بہت بڑے خلق عظیم پر ہے۔ چنانچہ خدائے علیم اپنی کتاب کریم میں فرماتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم
نٓ والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وان لک لاجرًا غیر ممنونٍ وانک لعلی خلقٍ عظیم
فستبصر ویبصرون۔ بایکم المفتون۔ ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہٖ وھو اعلم بالمھتدین
یعنی قسم ہے اُس چیز کی جو لکھتے ہیں ملائکہ جو کچھ کہ اُنپر وحی ہوتی ہے یا جس چیز کا اُنکو حکم ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ نون
دہن اور قلم زبان ہے اور سیاہی آب دہن ہے اُس سے بندوں کے اعمال لکھتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد
قلم سے صاحبانِ قلم یعنی لکھنے والے ملائکہ ہیں اُنکی قسم کھائی ہے اور کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل وغیرہ
کفار حضرت رسول اللہ کو جنون کی طرف منسوب کرتے تھے اور حضرت کے حق میں ناشایستہ اور ناملایم باتیں کہتے تھے
اور حضرت کو کہتے تھے یا ایہا الذی انزل علیہ الذکر بمجنون یعنی وہ شخص کہ نازل کیا گیا ہے اُسپر قرآن البتہ
دیوانہ ہے اور جناب رسول اللہ اپنے خلقِ عظیم سے اُنکی درشت باتوں پر تحمل کرتے تھے تو حق تعالےٰ اُن چیزونکی
قسم کھاکر فرمایا ما انت بنعمۃ ربک بمجنون یعنی نہیں ہے تو اے محمدؐ ساتھ نعمت پروردگار اپنے کے مجنون
جیسے کہ یہ احمق آدمی تجھکو کہتے ہیں یعنی وہ شخص مجنون نہیں ہوسکتا جسکو خدا نے اپنے انعام اور مہربانی سے اور
نعمتِ کاملہ سے کمال عقل اور نبوت اور حکمت عطا کی ہو وان لک لاجرًا غیر ممنون اور تحقیق واسطے تیرے
اے محمد البتہ اجر اور ثواب بار نبوت کے اٹھانے کا اور غصہ کو پی جانیکا اور امت کی طرف سے تکلیفیں اُٹھانے کا
اور اُنکے ظلم اور آزار پر برداشت کرنے کا غیر احسان اور منت رکھا گیا ہے یعنی خدائے تعالیٰ بدوں واسطے
کسی شخص کے کہ احسان اُسکا اُٹھایا جائے تجھکو ثواب کامل عطا کرے گا۔ اور یا یہ کہ ممنون بمعنی مقطوع ہے یعنی غیر
مقطوع جو کہ ہمیشہ کے لئے ہو اور اُسکے لئے کبھی انقطاع نہ ہوسکے۔ وہ ثواب خدائے کریم تجھکو عنایت کرے گا
پھر خدائے علیم اپنے رسول وحبیب کریم کی مدح میں فرماتا ہے۔ انک لعلی خلق عظیم تحقیق تو اے محمدؐ البتہ
خلقِ عظیم پر ہے کہ دوسرا کوئی شخص اس صفت عظیم الشان میں تیرا مثل اور شریک اور نظیر نہیں ہے اسواسطے
کہ تو اپنی قوم سے اُن سختیوں اور تکلیفوں کا متحمل ہوتا ہے کہ اور کوئی اُنکا متحمل نہیں ہوسکتا اور منقول ہے کہ
کسی کا خلق مثل خلقِ محمدی کے نہیں ہوا کہ اُس جناب نے اپنے آپ کو بالکل خدا کے سپرد کر رکھا تھا اور تمام مخلوقات
کو خدائے تعالیٰ نے اُنکی نظر میں حقیر کر دیا تھا شبِ معراج میں تمام اشیا کو اُس جناب کے پیش نظر کیا گیا
مگر حضرت کی نظر میں ہر ایک چیز ہیچ معلوم ہوئی اور اُنکو سوائے ذات باری تعالےٰ کے کوئی شئے مقصود نہ تھی
اور منقول ہے کہ خلقِ عظیم اُس کریم کا یہ تھا کہ مؤدب باداب الٰہی تھے اسیواسطے حضرت نے خود فرمایا ہے
ادبنی ربی فاحسن تادیبی یعنی ادب سکھایا مجھکو میرے رب نے بس نہایت اچھا ادب سکھایا مجھکو اور یا یہ ہے
کہ خلق عظیم حضرت کا یہ تھا کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ بخلق عظیم پیش آتے تھے اور باطن میں حق کی جانب

متوجہ رہتے تھے۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک دن جناب سرور عالم مسجد میں رونق افروز تھے اور اصحاب حضرت کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی یعنی جنگل کا رہنے والا آدمی مسجد میں داخل ہوا اور ایک سوسمار یعنی گوہ اپنے دامن میں لئے ہوئے تھا حضرت سے کہنے لگا کہ اے محمدؐ تم جادوگر اور دروغگو ہو اصحاب نے ارادہ کیا کہ اسکو سزا دیں آنحضرت نے صحابہ کو منع کیا اور اعرابی سے فرمایا کہ تو کسکو چاہتا ہے اُس نے کہا کہ محمدؐ جادوگر جھوٹے کو فرمایا محمدؐ میں ہوں لیکن جادوگر اور جھوٹا نہیں ہوں بلکہ میں رسول ہوں خدا کا اعرابی نے کہا کہ قسم لات وعزا کی کہ اگر یہ تیرا اجمال اور شان اور شوکت مانع نہوتی تو میں اپنی تلوار کو تیرے خون سے آلودہ کرتا اور میں قسم کھاتا ہوں کہ میں تجھپر ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ تمپر ایمان نہ لائے یہ کہکر گوہ کو نکالا اور باہر ڈالدیا حضرت نے فرمایا کہ اے سوسمار اُس نے جواب میں کہا لبیک یا رسول اللہ پھر حضرت نے اُس سے فرمایا میں کون ہوں سوسمار نے کہا کہ آپ رسول ہیں اللہ کے سوسمار کا یہ قول سُنکر اعرابی کے دل میں تاثیر ہوئی فوراً ایمان لایا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدًا رسول اللہ پھر اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ جسوقت میں مسجد میں داخل ہوا تھا آپ کے برابر کسی کو دشمن نہ رکھتا تھا اور اب ہیں آپ کے برابر کسی کو دوست نہیں رکھتا۔ نیز منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ مدینہ سے باہر تشریف لیگئے تھے اور ایک صحابی حضرت کے ہمراہ تھا جنگل میں جو پہنچے تو ایک بڑھیا کو دیکھا کہ ایک کنوئیں پر پانی بھرنے کے لئے چڑھی مگر وہ بسبب ضعف اور پیرانہ سالی کے کوئیں میں سے پانی نہ کھینچ سکتی تھی حضرت اُسکے قریب تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اے بڑھیا میں تیرے واسطے پانی کھینچوں اُس نے کہا اگر نیکی کروگے تو تم اپنے نفسوں کے واسطے کروگے حضرت کوئیں پر گئے اور ڈول ڈالکر پانی نکالا اور اُسکی مشک بھرا اور اُسکو اپنے دوشِ مقدس پر رکھا اور بڑھیا سے فرمایا کہ تو آگے میرے چل اور اپنے خیمہ کو دکھلا جو صحابی حضرت کے ہمراہ تھا اُس نے ہرچند چاہا اور عرض کیا کہ میں اس مشک کو اُٹھا کر لیچلوں حضرت نے قبول نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں اولیٰ ہوں امت کا بار کھینچنے کیواسطے پس وہ بڑھیا آگے آگے جاتی تھی اور جناب محبوب خدا احمد مصطفیٰ مشک کاندھے پر اُٹھائے ہوئے اُسکے پیچھے پیچھے جا رہے تھے یہانتک کہ اُسکے خیمہ کے دروازہ پر پہنچے اور مشک حضرت نے زمین پر رکھدیا اور وہاں سے مدینہ کو واپس ہوئے بڑھیا خیمہ کے اندر گئی اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ مشک کو باہر سے اُٹھا لاؤ اُنہوں نے کہا کہ اے ماں تو اِس مشک کو یہاں کیونکر لائی اُس نے کہا کہ ایک مرد شیریں گفتار خوبصورت نیک کردار خوشخو مجھپر مہربانی کر کے یہاں لایا ہے اُنہوں نے پوچھا وہ کہاں ہے کہا جاتا ہے بڑھیا کے بیٹے حضرت کے پیچھے دوڑے اور اُنہوں نے حضرت کو پہچانا اور قدموں پر گر پڑے اور حضرت کو اپنے خیمہ کے قریب لائے اور اپنی ماں سے کہا کہ یہ جوان مرد وہ ہے کہ جسکے دیدار اور زیارت کی تو مشتاق رہتی تھی اور جسکی محبت کا ہمیشہ دم بھرتی تھی بڑھیا خیمہ سے نکلی اور حضرت کے قدموں پر دوڑ

از تتمۃ البیان

اُسکے بیٹے گر پڑے اور بڑھیا روئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے بڑی گستاخی ہوئی میں نے حضور کو پہچانا نہیں تھا اور میں کیونکر اس عذر سے عہدہ برآ ہو سکوں جناب رسول اللہ نے اُسکو تسلی دی اور اُسکو اور اُسکے بیٹوں کو دُعائے خیر فرمائی تب جبرئیل امین نازل ہوئے اور خدائے کریم کی طرف سے یہ آیت لائے انک لعلی خلق عظیم نیز منقول ہے کہ ایک شخص نے انصار میں سے اپنی وفات کے وقت اپنی کنیز کو وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو تب تو جناب رسول اللہ کی خدمت میں جاکر حضرت کی ردائے مبارک میں سے ایک آدہ ٹکڑا یا دھجی یا تار لانا اور میرے کفن میں اُسکو رکھ دینا تاکہ میں بہ برکت ردائے رسول قبر کے عذاب سے نجات پاؤں پھر جب اُس انصاری نے انتقال کیا اُسکی کنیز حسبِ وصیت جناب رسالتمآب کے حضور میں حاضر ہوئی حضرت مع چند اصحاب مسجد میں رونق افروز تھے لونڈی بیچاری جناب محبوب باری کے رعب سے کچھ عرض نہ کر سکتی تھی دیر تک سامنے کھڑی رہی آخر حضرت نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تیری کیا حاجت ہے وہ بوجہ رعب احمدی بول تو نہ سکتی تھی اُس نے آگے بڑھکر حضرت کی ردائے مبارک کا ایک گوشہ پکڑ لیا حضرت نے خیال کیا کہ یہ اپنا مطلب تخلیہ میں بیان کرنا چاہتی ہے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسکے ساتھ ہولئے وہ لونڈی حضرت کی چادر کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے آگے آگے جا رہی تھی اور سید کائنات و فخر موجودات اُسکے پیچھے پیچھے جاتے تھے تاآنکہ دور تک حضرت کو لیگئی مگر بوجہ رعب محمدی بول نہ سکی حضرت نے ہر چند بکمال لطف و رافت اُس سے استفسار فرمایا اور ارشاد کیا کہ تو اپنی حاجت بیان کر مگر وہ خاموش رہی اور کچھ بیان نہ کر سکی اور حضرت کی چادر کا گوشہ چھوڑ دیا حضرت پھر اُسی مقام پر آکر بیٹھ گئے جہاں پہلے بیٹھے ہوئے تھے وہ لونڈی پھر حضرت کے سامنے آکر کھڑی ہوئی پھر حضرت نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تیرا مطلب کیا ہے وہ کچھ عرض نہ کر سکی مگر اُس نے پھر حضرت کی چادر کو پکڑا اور بطور سابق پھر حضرت کو دور تک لے گئی حضرت براہ شفقت اُس سے ہر چند دریافت کرتے تھے کہ تو اپنی حاجت کو بیان کر مگر وہ بول نہ سکی پھر حضرت اپنے مقام پر آبیٹھے غرض اسی طرح جب کئی بار اس معاملہ کا تکرار ہو چکا تب جبرئیل امین بحکم رب العالمین حضرت سید المرسلینؐ کی خدمت میں آئے اور آیہ انک لعلی خلق عظیم لائے۔ اور یہ بھی حضرت کے مکارم اخلاق میں سے تھا کہ ہمیشہ امت کو اخلاقِ حسنہ کے اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ جناب رسول اللہ سے کسی نے پوچھا کہ افضل اعمال کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ خُلق نیک نیز حضرت نے فرمایا کہ خلق نیک باگ ہی رحمتِ خدا کی نیک خلق والے کی ناک میں اور وہ باگ فرشتہ کے ہاتھ میں ہے اور فرشتہ اُسکو خیر اور نیکی کی طرف کھینچتا ہی اور نیکی اُسکو جنت کی طرف کھینچتی ہے اور خلقِ بد باگ ہی خدا کے عذاب کی بد خلق کے ناک میں اور وہ باگ شیطان کے ہاتھ میں ہے اور شیطان اُسکو کھینچتا ہے بدی کی طرف اور بدی اُسکو دوزخ کی طرف کھینچتی ہے۔ اور نیز فرمایا ہے جناب رسول اللہ نے کہ اکثر میری امت جو داخل بہشت ہونگے وہ اخلاق نیک اور تقوی کے سبب سے داخل جنت ہونگے

تاریخ ابو الفدا میں جناب رسول خدا کے اخلاق کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ پیغمبر خدا درمیان سب آدمیوں کے تیز عقل اور ذی ہوش اور صاحب رائے تھے ہمیشہ ذکر خدا کیا کرتے تھے اور لغویات کبھی نہ کرتے تھے اور بشاش اور ہنستی صورت اور چپ چاپ نرم خو خوش خلق تھے۔ اور آپ کے نزدیک دور بعید قوی اور ضعیف اپنے حق میں برابر تھے اور مساکین و غربا سے محبت کرتے تھے اور فقیر کو بہ سبب احتیاج اور افلاس کے کبھی حقیر نہ سمجھتے تھے اور کسی بادشاہ سے بہ سبب اُسکی سلطنت یا حکومت کے کبھی نہ ڈرتے تھے اور اشرافوں کی تالیف قلوب فرماتے تھے اور اپنے اصحاب سے بہت گھلے ملے رہتے تھے کبھی اُنسے نفرت نہ فرماتے تھے جو کوئی شخص حضرت کے پاس آکر بیٹھتا تھا تحمل فرماتے تھے کبھی نہ گھبراکر اُس سے مُنہہ موڑتے تھے جبتک وہ شخص خود ہی نہ چلا جاتا اور جس شخص سے مصافحہ کرتے تھے اول آپ اُسکا ہاتھ نہ چھوڑتے تھے۔ جبتک وہ خود نہ چھوڑتا تھا اور جو کوئی شخص حضرت کو کھڑا کر لیتا تھا اُسکے ساتھ کھڑے رہتے تھے جب تک وہ خود نہ چلا جاتا وہاں سے ہرگز نہ ہلتے تھے اور اپنے ساتھیوں پر بہت مہربانی فرماتے اور سب کی مزاج پرسی فرمایا کرتے تھے اور زمین پر بیٹھکر خود بھیڑوں کا دودھ دوہتے تھے اور اپنی جوتی آپ گانٹھ لیا کرتے تھے اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے ابوہریرہ کہتا ہے کہ رسول اللہ نے تمام عمر انتقال کے وقت تک جو کی روٹی بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ایک دو دو مہینے تک متواتر اہلبیت پر ایسی سختی گزرتی تھی کہ چولھے میں آگ تک نہ سلگتی تھی کھجوریں کھا کر پانی پیکر بیٹھ رہتے تھے اور رسول اللہ اپنے پیٹ پر بہ سبب بھوک کے پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔ **مؤلف** جناب رسول اللہ اور اُنکی اہلبیتِ طاہرین کا ترک لذات کرنا اور اکثر اوقات بھوکے رہنا متواترات میں سے ہے اور یہ امر اُن تین امروں میں سے ہے جنمیں خداوند تعالےٰ نے جناب رسول اللہ کا امتحان لیا ہے جیسا کہ ہم حضرت کے تین امتحانوں کے بارہ میں حدیث قدسی مع ترجمہ منظوم اسی کتاب میں اس سے پہلے لکھ چکے ہیں اور یہ امر بھی متواتر اور مشہور و کتب فریقین میں مذکور و مسطور ہے کہ جناب رسول اللہ و علیؑ ولی اللہ علیہما الصلواۃ نے تمام عمر کبھی گیہوں نہیں کھایا ہمیشہ جو کھائے۔ **زائر**

گو منع کیا تھا انہیں خلاقِ قوی نے یاں منع نہ تھا لیک پئے قربِ باری	گیہوں کو مگر کھا لیا آدمؑ سے صفی نے گیہوں نہ کبھی کھایا نبی اور علیؑ نے

ہمارے حضرت رسول کریم صاحب خلق عظیم ایسے اخلاق نیک رکھتے تھے کہ دشمن بھی اُسکا انکار نہیں کرسکے بلکہ اعتراف و اقرار کرتے ہیں۔ والفضل ما شهدت به الاعداء دیکھو سیل صاحب نے جو قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے اُسکے مقدمہ کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں کہ اسپان ہیمس کہتا ہے کہ آنحضرت حسین اور ذہین تھے اور آپ کا جمال بہت پسندیدہ تھا۔ ساکین کے لئے فیض رسانی اُنکا شیوہ تھا ہر ایک شخص کے ساتھ خوش خلق

سے پیش آتے تھے اور دشمنوں کے مقابلہ میں بہت بڑے شجاع اور بہادر تھے ان سب باتوں کے علاوہ خدا کے نام کا بڑا ادب کرتے تھے۔ جعلسازوں زانیوں قاتلوں تہمت لگانے والوں بوالفضولوں لالچیوں جھوٹے گواہوں وغیرہ کے ساتھ کمال سخت گیری کرتے تھے صبر اور فیاضی اور رحمدلی اور نیکی اور احسان اور والدین اور بزرگوں کی تعظیم و توقیر کرنے اور اُنکی عزت بڑھانے کی نسبت بہت وعظ اور نصیحت کرتے تھے اور بڑے عابد و مرتاض تھے الخ۔ مؤلف اسمیں کچھ شک نہیں کہ جناب رب العالمین جل جلالہ نے اپنے حبیب سید المرسلین اور اپنے اولیا ائمہ طاہرین صلواۃ اللہ علیہ و علیہم اجمعین کو اعلیٰ درجے کے اخلاق حسنہ سکھائے اور تعلیم فرمائے تھے اور وہ حضرات جمیع اولین و آخرین سے زیادہ تر متصف باخلاق حسنہ تھے۔ جناب ارحم الراحمین جمیع مومنین و غلامان آل طٰہٰ و یاسین کو اُنکی پیروی کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاقِ بد سے ہمیشہ متجنب رکھے اور بُری باتوں سے بچائے۔ الٰہی بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہم کو توفیق دے کہ جہانتک ہو سکے ہم محمدؐ اور آل محمدؐ کے اقوال اور افعال کی پیروی اور اتباع کریں اور اُنہیں کے راہِ مستقیم پر ثابت قدم رہیں تاکہ دُنیا میں نیک نام اور آخرت میں براحت و آرام داخل دار السلام ہوں امین یا رب العالمین۔

اٹھارھویں مجلس در بیان زہدِ رسولؐ و علیؑ و بتولؑ علیہم الصلواۃ والسلام

عام

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حجرۂ طیبہ میں گیا تو حضرت کو دیکھا کہ ایک کھجور کے بورے پر لیٹے ہوئے ہیں اور وہ بوریا اسقدر چھوٹا ہے کہ کچھ بدنِ مبارک اسپر ہے اور کچھ زمین پر ہے اور تکیہ کھجور کی چھال کا سرِ اقدس کے نیچے رکھا ہے میں سلام کرکے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ برگزیدہ باری اور اُسکے پیغمبر اور تمام مخلوقات سے افضل اور بہتر ہیں اور باوجود ایسے مرتبہ اور فضیلت کے پھر آپ ایسے فقر اور فاقہ میں بسر کرتے ہیں۔ اور کسریٰ اور قیصر باوجود یکہ کافر ہیں ریشمین اور طلائی فرشوں پر بیٹھتے ہیں اور دُنیائے دنی کی نعمتہائے گوناگوں سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ لوگ دُنیا کی لذتوں سے فائدہ پاتے ہیں وہ نعمتیں جلد تر فنا ہو جانیوالی ہیں اور وبال اُن کا اُن لوگوں پر ہمیشہ رہیگا اور ہمارے لئے جو پاکیزہ نعمتیں آخرت میں ہیں وہ ہمیشہ باقی رہیں گی اُنکے لئے کبھی زوال نہوگا۔ از عمدۃ البیان جلد دوم تفسیر سورہ الاحقاف۔ منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو ایک جگہہ جہاد کے واسطے بھیجا ہوا تھا اور جناب فاطمہ زہرا بیمار تھیں جناب رسول اللہ نے اپنے پاس بلا کر عمران بن حصین کی بیٹی سے فرمایا کہ چل فاطمہ زہرا کو دیکھیں کہ اُنکا کیا حال ہے بس حضرت تشریف لائے اور اُنکے دروازہ کو ہلایا فاطمہ زہرا نے فرمایا کہ دروازہ پر کون ہے حضرت نے فرمایا

تفسیر عمدۃ البیان

تیرا باپ ہے جناب سیدہ نے عرض کیا کہ اندر تشریف لائے حضرت نے فرمایا کہ میرے ساتھ عمران بن حصین کی
بیٹی بھی ہے فاطمہ زہرا نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ میرے پاس کیونکر آئے کہ میرے اوپر صرف ایک عبا ہے اگر اُس سے
سر کو ڈھکتی ہوں تو پاؤں برہنہ ہو جاتے ہیں اور اگر پاؤں کو ڈھکوں تو سر برہنہ ہو جاتا ہے یہ سُنکر حضرت نے باہر سے
اپنی چادر فاطمہ زہرا کی طرف پھینکدی اور فرمایا کہ اس سے اپنے بدن کو ڈھانک لے دختر عمران کہتی ہے کہ جب
چادر اُنہوں نے اوڑھ لی تب ہم گھر کے اندر گئے اور جا کر بیٹی فاطمہ زہرا کو دیکھا کہ رنگ اُنکا زرد ہو رہا تھا اور
خاک پر لیٹی ہوئی تھیں اُنکے ہاں بورئے کا فرش بھی نہ تھا بلکہ اُنکے گھر میں سوائے اُس کہنہ عبا کے جس سے
اُنہوں نے اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا اور کوئی چیز نہ تھی جناب رسول اللہ نے پوچھا کہ اے بیٹی کیا حال ہے تیرا
اُنہوں نے عرض کیا کہ بیمار ہوں اور بھوکی ہوں تین روز سے کچھ کھانے کے لئے میسر نہیں ہوا یہ سُنکر جناب
رسول اللہ فاطمہ زہرا کے حال پر رونے لگے اور میں بھی رونے لگی۔ پھر جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ
میں نے بھی تین روز سے کچھ نہیں کھایا اور اے بیٹی میں تجھ سے خدائے تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ ہوں
اگر وہ چاہتا تو مجھکو دیتا اور اے فاطمہؑ مجھ سے خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب میرے اگر تو چاہے تو میں تمام
خزانے زمین کے تیرے حکم میں کردوں کہ وہ ہر وقت تیرے ساتھ رہیں جس طرف کو تو جائے وہ تیرے ساتھ
جائیں مگر میں نے اُن کو قبول نہ کیا اور کہا کہ اے پروردگار میرے میں چاہتا ہوں کہ محتاج اور فقیر اور پیغمبر ہوں
ایک روز تو بھوکا رہوں اور ایک روز کچھ کھالوں۔ ایضاً از عمدۃ البیان جلد دوم ابن عباس سے روایت ہے
کہ جب جناب رسالتمآب نے انتقال فرمایا تو آنحضرت نے جو کرتہ پہنا ہوا تھا اسمیں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے بعضے
پیوند اُنمیں سے چمڑے کے تھے اور اُن ایام میں آنحضرتؐ کے ذمہ ستر ہزار درم قرض تھے جو لوگوں سے قرض
لیکر فقرا اور مساکین کو راہِ خدا میں عطا فرمائے تھے پھر حضرت کی وفات کے بعد جناب امیر المومنین سید الوصیین
علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے حضرت کے اُس قرضہ کو ادا کیا۔ ایضاً از عمدۃ البیان جلد دوم۔ نیز عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بروز جمعہ مسجد میں داخل ہوا جناب امیر المومنین
علی علیہ السلام کو دیکھا کہ ممبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے ہیں اور ایک لباس پرانا جس میں پیوند لگے ہوئے
ہیں وہ پہن رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں نے اس جامہ پر اسقدر پیوند سلوائے ہیں کہ اب اسپر پیوند
سلواتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے پھر فرمایا کہ علیؑ کو دُنیا کی نضارت و تازگی و عمدگی و خوبی سے کچھ تعلق نہیں ہے
اور کیونکر خوش اور مسرور ہوں میں اُس لذت سے جو فنا ہو جانے والی ہے اور اُس نعمت سے جسکے لئے بقا
نہیں ہے اور میں کیونکر پیٹ بھر کر کھاؤں کہ جب بہت سے آدمی حجاز میں گرسنہ ہوں اور میں کیونکر اس
امر پر رضامند ہوں کہ نام تو میرا امیر المومنین ہو اور پھر میں رنج اور سختی اور محنت اور تنگدستی میں مومنین کے

ساتھ شراکت نہ کروں ابن عباس کہتے ہیں کہ میں یہ سنکر رونے لگا اور تمام حاضرین رونے لگے میں نے کہا کہ یاامیر المومنین کیا مضائقہ ہے اگر آپ نیا لباس زیب تن فرمائیں۔ فرمایا کہ اے ابن عباس خدا تعالیٰ نے صاحبانِ حکم سے اسطرح عہد لیا ہوا ہے کہ وہ حکام ہیئت میں ادنیٰ رعیت کے مانند ہوں تا توانگر اور مالدار انکی پیروی کریں اور مفلسوں کو رنج اور افسوس نہو۔ از عمدۃ البیان نیز منقول ہے کہ ایک شخص حلوا بنا کر جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں بطور ہدیہ کے لایا حضرت نے اسمیں انگلی کو لگایا اور سونگھا اور فرمایا کہ اسکا رنگ اور بو خوب ہیں لیکن معلوم نہیں کہ اسکا مزہ کیسا ہے حاضرین نے عرض کیا کہ یاامیر المومنینؑ کیا آپ پر اسکا کھانا حرام ہے حضرت نے فرمایا حرام نہیں لیکن میں نہیں کھاؤں گا اسلئے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے گرد میں ایک جماعت فقر اور فاقہ میں گرفتار ہو اور میں حلوا کھاؤں۔ ایضاً از عمدۃ البیان جلد دوم۔ قتادہ جو مفسرین اہلسنت میں سے ہے اُس نے آیہ ان المتقین فی جنات وعیون اخذین ما اتیھم ربھم الخ کی تفسیر میں سعید بن جبیر سے اُس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اہلبیتِ طاہرین یعنی امیر المومنین علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور علی علیہ السلام دو تہائی رات آخر شب میں نماز پڑھتے تھے اور ایک تہائی رات اوّل شب میں سوتے تھے اور جب سحر کا وقت ہوتا تھا تب استغفار[1] اور دُعا کے لئے بیٹھ جاتے تھے اور ستر رکعت نماز ہر شب میں اسطرح پڑھتے تھے کہ سارا قرآن[2] شریف اُن میں ختم کرتے تھے۔ روایت صحیحہ میں آیا ہے کہ ایک روز ضرار جو کہ جناب حیدرِ کرار کے اصحابِ کبار میں سے تھے معاویہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے چونکہ معاویہ جانتا تھا کہ یہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے خاص اصحاب میں سے ہیں اسواسطے اُس نے ضرار سے کہا کہ تم جناب ابو الحسن علیؑ ابن ابیطالب کے حالات میں سے کچھ بیان کرو انہوں نے کہا کہ مجھکو اس امر سے معاف رکھو معاویہ نے کہا کہ تم اُس جناب کے کچھ عادات و خصائل کو ضرور بیان کرو۔ ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے معاویہ خبردار ہو کہ قسم ہے مجھکو خدائے عزوجل کی کہ میں نے اُس جناب کو آدھی رات کے وقت مسجد کے محراب میں دیکھا کہ اس طرح نالہ و بکا کرتے تھے کہ جسطرح وہ شخص نالے کرے جسکو سانپ نے کاٹا ہو اور اپنی ریش مقدس ہاتھ سے پکڑے ہوئے فرماتے تھے کہ اے دُنیا تو میرے غیر کو فریب دے میں نے تجھکو تین طلاقیں دی ہیں کہ میں تیری طرف رجوع ہی نہیں کرونگا (اسواسطے کہ جس عورت

ازمناقب ابن شہر آشوب

[1] استغفار صرف گناہ کے سبب سے ہی نہیں ہوتا بلکہ استغفار برائے خضوع خشوع بھی ہوتا ہے کہ خدا کے سامنے خضوع کے لئے استغفار اور تحصیل ثواب کے لئے بھی ہوتا ہے کما ہو مذکور فی محلہ ۱۲۔ زایر + + +

[2] جناب امیر المومنین کا ہر شب سارے قرآن شریف کا ختم کرنا کچھ بڑی بات نہیں ہے اسلئے کہ اُس جناب کے بعض موالی و معتقدی بھی ایسے ہوئے ہیں جو ہر شب قرآن شریف کو ختم کرتے تھے جیسا کہ حبیب بن مظاہر کے بارہ میں جناب سید الشہدا نے شہادت دی اور فرمایا۔ رحمک اللہ یا حبیب لقد کنت تختم القران فی لیلۃ واحدۃ ۔ ۱۲ + + +

کونین طلاق دیتے ہیں وہ حرام ہو جاتی ہے ۔ پھر فرمایا حضرت نے کہ اے دنیا زندگانی تیری نہایت کوتاہ ہے اور تیرا امر بزرگ تھوڑا اور بیقدر ہے اور آرزو تیری حقیر ہے آہ آہ توشہ کی کمی سے اور سفر کی دوری اور درازی سے اور اس راہ کے خوف اور وحشت سے اور اس منزل کی بزرگی سے ۔ معاویہ نے یہ سنکر کہا کہ خدا اُنپر رحمت کرے پھر معاویہ نے ضرار سے پوچھا کہ اے ضرار اُنکی مفارقت میں تیرا کیا حال ہے اُنہوں نے کہا کہ میرا حال اُس ولیِ ذوالجلال کے فراق میں مانند اس عورت کے ہے جسکی بغل میں اُسکے فرزند کو ذبح کریں ۔ **مؤلف** اے حضرات مومنین ان انوار الاہیہ و مہابط فیوض نامتناہیہ کے زہد و ورع و اخلاق و تواضع و فروتنی و عبادات و ریاضات پر بہ نظر امعان غور کرو اور اُنکی مراتب رفیعہ و عالیہ و منازل منیعہ و متعالیہ کو دیکھو پھر دیکھو اُن ظالموں اور سنگدلوں اور بے رحموں اور منافقوں کی جہالت اور کفر اور عداوت کو جن ملاعنہ اور فراعنہ نے ایسے مقبولان الہی پر طرح طرح کے ظلم کئے اور اُنکو اذیتیں دیں اور آزار پہنچائے وہ لوگ کیسے ظالم اور سنگدل اور شقی اور جاہل تھے خدا اُنپر ہمیشہ لعنت کرے اور دم بدم اُن کے عذاب و نکال کی شدت کو زیادہ کرتا رہے ۔[1]

اونیسویں مجلس در بیان بعثت جناب سید المرسلین خاتم النبیینؐ صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین ۔ از نفحات الریاحین مؤلف حقیر

جناب امام حسن عسکری صلوٰۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب جناب سید الانبیاء صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سفر شام سے واپس مکہ میں تشریف لائے تو جو کچھ حضرت کے پاس تھا راہ خدا میں تصدق کر دیا اور مشغول عبادت ہوئے ہر روز کوہ حری پر جو آج کل مشہور بجبل نور ہے تشریف لیجاتے تھے اور ایک غار میں سحر دن عبادت رہتے تھے خالق عالم کی رحمتہائے شاملہ و حکمتہائے کاملہ میں تفکر فرماتے تھے اور اطراف آسمان و زمین و دریا و کوہ و صحرا کو دیکھکر عبرت گزیں ہوتے تھے اور ان آثار و آیات الہی سے متذکر ہو کر ریاضت و عبادت کرتے تھے یہانتک جب حضرت کا سن شریف چالیس برس کا ہوا تو جناب عالم الغیب والشہادۃ نے آنحضرت کے قلب اقدس کی طرف نظر فرمائی تو حضرت کے قلب مبارک کو تمام خلائق کے قلوب سے زیادہ تر پاک اور صاف اور خاشع اور خاضع اور مطیع پایا حکم دیا آسمان کے دروازے کھل گئے ملائکہ حضرت پر نازل ہوئے جب ملائکہ آئے تو حضرت نے اپنے سر مقدس سے ساق عرش تک رحمت الہی کا نزول ملاحظہ کیا پھر حضرت جبرئیل آمین نازل ہوئے اور حضرت کا بازو پکڑ کر ہلایا اور کہا کہ اے محمد حق تعالی تمکو سلام کہتا ہے اور اس نے حکم دیا ہے کہ اقرا باسم ربک الذی خلق الآیہ ۔ آنحضرت پہاڑ سے نیچے اُترے اور خداوند متعال کی عظمت اور جلال کے خیال میں تھے اور نیز اس امر کی وجہ سے پریشانی

[1] اب اس مقام پر ذاکر کو اختیار ہے کہ اُن حضرات کے مصائب میں سے جسکی مصیبت کو چاہے بیان کرے ۔

اور اضطراب تھا کہ کفار و مشرکین قریش تکذیب کرینگے یا سحر و جنون کی طرف نسبت کرینگے اسلئے جناب رب العزت
جل جلالہ نے چاہا کہ حضرت کے قلب اقدس کو قوی اور منور کردے پتھروں کو حضرت کیلئے نرم کردیا جہاں حضرت
تشریف لیجاتے تھے سنگریزوں میں سے آواز آتی تھی السلام علیک یا محمد السلام علیک یا حبیب اللہ بشارت ہو
آپ کو کہ جناب خالق عالم نے حضور کو تمام خلائق اولین و آخرین پر تفضیل دی ہے یہ خیال نہ فرمائے کہ کفار قریش آپ کو
سحر یا جنوں کی طرف منسوب کرینگے بزرگی حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کریم وہی ہے جسکو خدائے تعالیٰ اکرم
کرے قوم کے آزار دہی سے آپ ہرگز آزردہ اور دل تنگ نہ ہوں کیونکہ عنقریب آپ مقامات عالیہ پر پہنچیں گے
اور علوم دینیہ آپ کی طرف سے بوساطت آپکے وصی علیؑ ابن ابیطالبؑ تمام دیار و امصار میں منتشر ہوں گے
اور بولادت فاطمہ زہراؑ سیدہ نساء عالمیان و دو سردار جوانان اہل جنت یعنی حسنؑ و حسینؑ کے پیدا ہونے سے
آپ کی آنکھیں خنک ہونگی اور آپکے محبوں اور دوستوں کو خدائے تعالیٰ اجر عظیم دیگا اور بروز قیامت قاضی
یوم الحساب آنجناب کو لوائے حمد عطا کریگا آپ اس لوا کو اپنے بھائی علیؑ بن ابیطالب کے حوالہ کرینگے اسکے سایہ
میں تمام انبیاء اور صدیقین اور شہدا چلیں گے یہانتک کہ داخل جنت ہونگے۔ پھر دوسری مرتبہ حضرت جبرئیل امین
علیہ السلام مع ستر ہزار فرشتوں کے نازل ہوئے اور کرسی عزت اور کرامت کی آنحضرت کے واسطے لائے اور
تاج نبوت حضرت کے سر اقدس پر رکھا اور کہا کہ اس کرسی پر تشریف رکھئے اور حمد الٰہی بجالائے پھر جب حضرت
نے وہاں سے بیت الشرف کی جانب مراجعت فرمائی تو اثنائے راہ میں ہر سنگ و کلوخ سے آواز آئی السلامؐ
علیک یا نبی اللہ۔ جب گھر میں رونق افروز ہوئے تو حضرت خدیجہ نے جناب رسول اللہ کے بشرہ مبارکہ سے نور
عظیم مشاہدہ کیا اور پوچھا کہ یہ نور کیا ہے حضرت نے تمام کیفیت بیان فرمائی اور خدیجہ سلام اللہ علیہا کو
اسلام کی طرف دعوت کی اُنہوں نے عرض کیا کہ میں ایک مدت دراز سے مشرف باسلام ہوں خدا کی توحید
اور آپ کی رسالت کا اقرار کرتی ہوں۔ پھر حضرت نے تھوڑا عرصہ استراحت فرمائی جب بیدار ہوئے کانوں پر
ہاتھ رکھکر باواز بلند کہا اللہ اکبر جس شخص نے وہ آواز سُنی حضرت کے ساتھ اللہ اکبر کہنے میں موافقت کی احادیث
متواترہ صحیحہ میں وارد ہے کہ عورات میں سے اول جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا مشرف بایمان ہوئی ہیں اور
مردوں میں سے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ ایمان لانے میں سب سے سابق ہیں اُن
ایام میں اُس جناب کی عمر شریف دس برس کی تھی چنانچہ نہج البلاغہ میں خود فرماتے ہیں کہ جب جناب رسالتمآبؐ
مبعوث ہوئے تو ایک زمانہ دراز تک سوائے میرے اور خدیجہؑ کے کوئی مسلمان نہ تھا ہم دونوں کے سوا خدا
و رسول پر ایمان لائے ہوئے کوئی نہ تھا اور میں نور وحی کو دیکھتا تھا اور پیغمبری کی خوشبو کو سونگھتا تھا جب
حضرت اہل مکہ کو اسلام کی طرف دعوت کرنے لگے اور انکو بت پرستی سے منع فرمانے لگے تو اسطرح ارشاد

فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو تم کیوں نہیں سوچتے کہ خداوند تعالٰی خالق مخلوقات وہ ہے جس نے تمام خلقت کو
پیدا کیا ہے جس نے زمین و آسمان کو بنایا ہے۔ جس نے آسمان کو بے ستون قایم کیا جس نے ستاروں اور
چاند اور سورج کو نور و ضیا دیا ہے اور ہر ایک کے لئے ایک خاص حرکت قرار دی ہے اور تمکو پیدا کیا اور تمکو آنکھ کان
ناک ہاتھ و پاؤں تمام اعضا و جوارح عطا فرمائے اور تمکو روزی دیتا ہے تم اُسکی عبادت کیوں نہیں کرتے
اور بتوں کو کیوں خدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ شریک قرار دیتے ہو جنکو تمنے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور
وہ تم سے بھی زیادہ عاجز ہیں۔ اور اُنسے کسی طرح کے نفع اور ضرر کی امیّد نہیں ہو سکتی۔ جب لوگوں نے حضرت سے
اس طرح کی باتیں سُنیں جنسے کبھی اُنکے گوش آشنا نہ تھے یہ باتیں اُنپر بہت گراں گزریں اور جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ کی عداوت اُنکے دلوں میں راسخ ہو گئی۔ کُل اقوام مشرکین نے حضرت کی عداوت پر کمریں کس لیں
اور ایذا رسانی کے لئے مستعد ہو گئے۔ سب سے زیادہ تر ابو جہل و ولید بن مغیرہ و عتبہ بن ابی معیط و ابو لہب
آزار دہی پر کمر باندھے ہوئے تھے۔ بالخصوص عتبہ بن معیط اور ابو لہب کے ہاتھ سے حضرت کو زیادہ تر ایذا اور
تکلیف پُہنچتی تھی اسلئے کہ اُن دونوں کے گھر حضرت کے گھر سے قریب تھے وہ ہر وقت آزار دہی کے لئے آمادہ
رہتے تھے۔ ام جمیل ابو لہب کی زوجہ حضرت کے راستہ میں کانٹے ڈالدیتی تھی حضرت کے پاؤں کانٹوں سے
زخمی ہو جاتے تھے۔ اور سوا اِسکے وہ ملعونہ طرح طرح کی اذیتیں پُہنچاتی تھی اور ابو لہب پتھروں سے دامن
بھرے ہوئے حضرت کے ساتھ ساتھ چلا کرتا تھا جب چاہتا تھا پتھر مارا کرتا تھا۔ اور جن لوگوں نے اسلام
قبول کیا تھا اُنکو فراعنہ قریش نے بڑے ظلم اور آزار دہی سے شہید کیا تھا چنانچہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ
کے والدین کو کفار قریش نے بڑے ظلم سے شہید کیا۔ جب آیہ فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین
نازل ہوا تو حضرت موسم حج میں کوہ صفا پر تشریف لیگئے اور وہاں کھڑے ہو کر فرمایا کہ ایہا الناس میں خدا کا
رسول ہوں میں جو کچھ کہتا ہوں اسکو سُنو۔ بس اِسقدر کہنا تھا کہ ابو جہل ملعون نے فوراً ایک پتھر حضرت کی
پیشانی نورانی پر مارا کہ چہرۂ مبارک و منوّر پر خون جاری ہو گیا۔ پھر تو تمام مشرکون نے حضرت پر پتھر برسانے شروع کیے
تب حضرت ایک پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پُہنچکر ایک پتھر سے تکیہ لگا کر بیٹھے چنانچہ اُسکو ابتک متکا
کہتے ہیں اور مشرکین حضرت کی جستجو میں تھے اور چاہتے تھے کہ حضرت کو قتل کریں اِس عرصہ میں جناب امیر المومنین
کو اِس حال سے اطلاع ہوئی جناب امیر علیہ السلام حضرت خدیجہ خاتون کے گھر میں آئے اور سارا حال جو سُنا تھا
بیان کیا اور کہا کہ اب مناسب یہ ہے کہ میں اور تم حضرت کو تلاش کریں کہ کہاں تشریف لیگئے ہیں چنانچہ جناب
امیر المومنین اور حضرت خدیجہ ام المومنین جناب سید المرسلین کو ڈھونڈھنے کیواسطے گھر سے نکلے اور کچھ روٹی اور
کھجوریں اور پانی اپنے ہمراہ لیلیا۔ جنگل میں پُہنچے اور ہر طرف تلاش کرتے پھرتے تھے خدیجہ خاتون باواز بلند

روتی تھیں اور سخت پریشانی اور اضطراب میں کہتی تھیں یا محمد یا رسول اللہ نفسی لک الفدا فی ای واد انت ملقی ۔ یعنی یا محمد یا رسول اللہ میری جان آپ پر قربان ہوجائے آپ کس جنگل میں پڑے ہوئے ہو ۔ اور رو رو کر فرماتی تھیں من احسن لی النبی المصطفےٰ ۔ من احسن لی الرفیع المرتضیٰ ۔ من احس لی المطرود فی اللہ ۔ من احس لی ابا القاسم رسول اللہ ۔ یعنی بحالت اضطراب و پریشانی گویا اس طرح فرماتی تھیں ۔ **لمؤلفہ**

نورِ حق کا کوں بتلائے پتا
کس طرح پاؤں نشانِ مصطفےٰ

سنگہائے ظلم سے یا مصطفےٰ
آپ کے زخمی ہوئے ہیں دست و پا

ڈھونڈتی ہوں تمکو اور پاتی نہیں
آپ کی آواز بھی آتی نہیں

روتی ہوں اس دشت و در میں سو بسو
کوکتی پھرتی ہوں اب میں کو بکو

مضطرب ہوں اور بہت حیراں ہوں
آپ پر سو جان سے قرباں ہوں

تم ہوئے غائب جو اے نور الہ
میری آنکھوں میں ہوا عالم سیاہ

یارسولؐ اللہ نہ رلواؤ مجھے
پاس اپنے جلد بلواؤ مجھے

کونسے جنگل میں سوتے ہیں حضور
آپ کے قدموں سے یہ لونڈی ہے دور

کون ہو ایسا کہ لیجائے مجھے
آپ کی خدمت میں پہنچائے مجھے

یارسولؐ اللہ چلاتی ہوں میں
آپ کی فرقت میں گھبراتی ہوں میں

خود جہاں جاؤ مجھے بھی لے چلو
ہر جگہہ میرا تمہارا ساتھ ہو

جناب خدیجہ ام المومنین صلواۃ اللہ علیہا و علی بعلہا خاتم النبیین و اولادہا الطیبین اسی حال میں تھیں کہ اس اثنا میں حضرت جبرئیل امین جناب سید المرسلین کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا کہ اے بھائی جبرئیل آیا نہیں دیکھتے ہو تم اس قوم بدکردار کے اطوار کو کہ انہوں نے میری نبوت کی تکذیب کر کے مجھے مجروح اور زخمی کر دیا ہے اور اب یہ لوگ میرے مار ڈالنے کی فکر میں ہیں جناب جبرئیل امیں اپنے ساتھ فرش دیبائے بہشت کا لائے تھے وہ فرش انہوں نے بچھا دیا آنحضرت اس فرش پر بیٹھ گئے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس امر کو خیال فرمائے کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک آپکا مرتبہ کسقدر عظیم الشان ہے ۔ یہ کہکر انہوں نے ایک درخت کو آواز دی وہ زمین کو چیرتا ہوا قریب آیا اور سامنے آکر تعظیم کے لئے جھک گیا پھر حضرت کے حکم سے اپنی جگہہ پر چلا گیا ۔ بعد اسکے اسماعیل جو پہلے آسمان کے فرشتوں کا افسر ہے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ میں حضور کا مطیع اور فرمانبردار ہوں اگر آپ ارشاد فرمائیں تو ابھی ستاروں کو زمین پر لاؤں اور اس قوم نابکار کو بالکل جلا دوں ۔ پھر موکل آسمان چہارم کا نازل ہوا اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ

اگر آپ اجازت دیں تو میں آفتاب کو زمین پر لاؤں اور ان مشرکین کو جلا کر راکھ کر دوں۔ پھر موکلان زمین و دریا آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم مشرکین کو زمین میں خسف کر دیں یا پانی میں غرق کر دیں یا پہاڑ انکے سر ولں پر گرا دیں حضرت رحمۃ اللعالمین نے ان سب کے جواب میں یہی فرمایا کہ میں نبی رحمت ہوں اور یہ قوم جاہل ہے میں نہیں چاہتا کہ انکو دار دنیا میں عذاب ہو اس عرصہ میں حضرت جبرئیل امین نے جنگل کی طرف نگاہ کی اور دیکھا کہ جناب خدیجہ خاتون ام المومنین حضرت سید المرسلین کی تلاش میں مضطرب اور بیقرار جنگل میں روتی پھرتی ہیں حضرت رسول اللہ کی خدمت میں کہا کہ یا رسول اللہ جناب خدیجہ خاتون کے اضطراب اور گریہ و زاری سے تمام سکان صوامع ملکوت مضطرب اور بیقرار ہیں انکو آپ اپنے پاس بلوا لیجئے اور انکی تسلّی کیجئے اور جناب باری تعالے شانہ کی جانب سے انکو سلام پہنچا دیئے اور یہ پیغام انکو دیجے کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے لئے بہشت بریں میں ایک ایسا گھر بنایا ہے کہ مثل اسکے نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہے تب حضرت نے جناب خدیجہ خاتون ام المومنین اور جناب امیر المومنین کو اپنے پاس بلا لیا جب یہ دونو بزرگوار جناب سیّد ابرار کی خدمت میں حاضر ہوئے اسوقت تک حضرت کے زخموں سے خون جاری تھا لیکن حضرت اس خون کو زمین پر نہ گرنے دیتے تھے تاکہ ایسا نہو کہ جناب باری تعالے اس خون کی وجہ سے اہل زمین پر عذاب نازل کرے۔ جناب امیر المومنین ع و خدیجہ ام المومنین نے حضرت کے زخموں کو دھویا اور حضرت کو گھر میں لائے۔ جناب امام حسین ع فرزند رسول الثقلین نے بھی دو خونوں کا زمین پر نہیں گرنے دیا تاکہ ایسا نہو کہ خدائے قہار تمام اہل زمین پر عذاب نازل کرے۔ اوّل خون حضرت علی اصغر شیر خوار کے حلقوم نازنین کا۔ دمعہ ساکبہ میں ہے کہ جناب زینب خاتون حضرت علی اصغر کو امام مظلوم کی خدمت میں لائیں اور کہا کہ اے بھائی یہ آپ کا بچہ سخت پیاسا ہے اور تین شبانہ روز اسپر ایسی حالت میں گزرے ہیں کہ ایک قطرہ پانی کا اسکے لبوں تک نہیں پہنچا آپ اسکے لئے ان اعدا سے پانی طلب فرمائیں سید الشہدا نے بچہ کو ہاتھوں پر اٹھا لیا اور اعدائے دین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قوم جفا کار تم نے میرے تمام دوست اور اصحاب و انصار و اہل بیت کو قتل کر ڈالا ہے اب یہ طفل صغیر باقی ہے اس شیر خوار بچے کو پانی پلاؤ اس نے تو کوئی گناہ تمہارا نہیں کیا آیا نہیں دیکھتے ہو کہ یہ شیر خوار پیاس کی شدّت اور سختی سے کسقدر مضطرب اور بیقرار ہے اور کسطرح تڑپ رہا ہے آہ آہ امام مظلوم یہ تقریر کر رہے تھے کہ حرملہ بن کاہل اسدی شقی نے ایک تیر مارا کہ اس بچے معصوم کو امام مظلوم کی گود میں ذبح کر دیا جناب سیّد الصابرین نے اسکے حلقوم نازنین کا خون اپنی چلو میں لیا اور آسمان کی طرف پھینکا جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس خون میں سے ایک قطرہ زمین پر نہیں گرا دوسرا خون جناب سیّد الشہدا ع کے قلب اقدس کا تھا جو حضرت نے آسمان کی طرف پھینکا۔ جبکہ اس جناب کے قلب اقدس پر تین بھال کا تیر زہر آلو لگا حضرت نے فرمایا بسم اللہ و باللہ و علی

ملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر آسمان کی طرف سر انور کو بلند کرکے بارگاہ باری میں عرض کیا الٰہی تو جانتا ہی کہ یہ لوگ اُس شخص کو قتل کر رہے ہیں جسکے سوا تمام روئے زمین پر تیرے پیغمبر کا فرزند کوئی نہیں ہی پھر حضرت نے اُس تیر کو پشت کی جانب سے نکالا خون پرنالے کی طرح جاری ہوا حضرت نے اُس خون کو چلو میں لیا اور آسمان کی طرف پھینکا پس اُس خون میں سے ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرا دوسری دفعہ پھر چلو خون سے بھرا اور اپنی ریش مقدس و سر انور پر ملا اور فرمایا کہ میں بایں حالت اپنے جد امجد جناب رسول اللہ سے ملاقات کرونگا کہ میری خون سے میرے سر اور ریش پر خضاب ہوگا اور میں کہونگا کہ یا رسول اللہ مجھکو اسطرح فلاں فلاں شخص نے قتل کیا ہی +

بیسویں مجلس دربیان مصائب جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و شہادت حضرت قاسم بن الحسن علیہما السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی جعل البلاء لانبیایہ واولیایہ علی حسب مراتبھم الامثل فالامثل - والصلوٰۃ علی سیدنا افضل اھل الابتلاء وخیر الانبیاء والرسل الذی مصائبہ اشد المصائب ونوائبہ اعظم النوائب کما ان مراتبہ ابلغ المراتب ومنازلہ اسنی المنازل والمناصب صلی اللہ علیہ والہ الاطاھر والاطائب - واضح ہو کہ جسطرح ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الانبیا کے رتبے اور درجے تمام مخلوقات سے برتر اور افضل ہیں اُسی طرح ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصائب بھی کُل انبیاء و اولیا و خاصان خدا سے عظیم تر اور اعلیٰ ہیں - پہلے تو اُس دُرِ یتیم بحر عزت و اجلال نے یتیمی کا ملال پایا یعنی اُس گوہر مجد و فخار کے والد بزرگوار نے اِس دار ناپایدار سے سفر دار القرار اختیار کیا - پھر اس مصیبت عظمیٰ پر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ آنحضرت کی مادر گرامی حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے دار ہوان سے بجانب روضہ رضوان ارتحال فرمایا - سن شریف اُس جناب کا ابھی پورے آٹھ برس کا نہوا تھا کہ حضرت کے جد امجد جناب عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے دُنیا سے کوچ کیا - سب سے زیادہ تر مصیبت اُس خاصۂ داور کے لئے یہ تھی کہ وہ حضرت اُس قوم بدکردار و گروہ جفاکار میں گرفتار تھے کہ اُس عقل کُل کو وہ ظالم اشرار سفیہ و احمق اور مجنون اور جادوگر کہتے تھے اور اُس فخر اولین و آخرین پر استہزا اور ہنسی کیا کرتے تھے اور انواع انواع کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچاتے تھے کتب تواریخ و سیر میں مذکور ہے کہ ابولہب شقی اور ابو معیط اور حمالۃ الحطب ملعونہ ہر وقت شب و روز درپے آزار سید ابرار رہتے تھے اور اُس ہادی برحق کے راہ میں کانٹے ڈالدیتے تھے اور خاک اور راکھ وغیرہ نجاسات و کثافات کوٹھوں سے اُس سردار اولین و آخرین کے سر اقدس پر گرادتے تھے حضرت اُن جفاؤں اور ایذاؤں پر صبر فرماتے تھے یہانتک کہ تین سال یا بموجب روایت دیگر پانچ سال تک کہ آنحضرت نے خوف اور ہراس کی وجہ سے

اپنی رسالت کو مخفی رکھا۔ اون ایام میں سوائے ام المومنین خدیجہ خاتون و حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے کوئی روئے زمین پر دین محمدی میں داخل اور عبادت الٰہی میں اُس خاصہ پروردگار و حبیب کردگار کے ساتھ شامل نہ تھا جب خداوند تعالیٰ کی طرف سے علانیہ اسلام کیطرف دعوت کرنے کے لئے مامور ہوئے تو موسم حج میں جبکہ خاص و عام کا مکہ میں مجمع تھا آنحضرت کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور بآواز بلند ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تمنے کوئی کلمہ دروغ میری زبان سے سُنا ہے حاضرین اور سامعین نے متفق الکلمہ کہا کہ ہرگز نہیں سُنا آپ سے ہمنے کبھی کوئی جھوٹ بات نہیں سُنی بلکہ آپ نہایت سچے اور امین مشہور ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ میں تمکو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں مجھکو خدائے تعالیٰ نے پیغمبری پر مبعوث کیا ہے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے میں چاہتا ہوں کہ تمکو دین حق اور راہ راست کی طرف ہدایت کروں۔ یہ کلمات ہدایت سمات سُنکر ابوجہل لعین سرخیل مشرکین غصہ اور غضب میں آکر اُٹھا اور ایک پتھر آنحضرت کی پیشانی نورانی پر مارا پھر اور مشرکین نے اُس لعین کی تقلید کی اور اُس نبی خدا پر پتھر برسانے لگے۔ اے حضرات مومنین گویا اُس دن سے یہ رسم ناہنجار و رواج بد آثار ظالمان بد اطوار و گروہ اشرار میں جاری و شایع ہوگیا کہ جو کوئی امر حق کا اظہار کرے ظالم اُسکو سنگسار کریں۔ چنانچہ کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل نے کوفیان پر دغا کے سامنے جب بیان کیا کہ میں جناب سید الشہدا کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہوکر آیا ہوں کہ تم لوگ نواسۂ رسول کی اطاعت اختیار کرو اور ظالموں کا ساتھ چھوڑ دو۔ اس نصیحت کرنے پر اُن بیحیا ظالموں نے اُس مہمان مظلوم پر پتھر مارنے شروع کئے یہانتک اُنپر پتھر مارے کہ اگر تیر اور تلوار اور نیزہ اُس مظلوم مسافر پر نہ مارتے تو وہی زخم پتھروں کے اُنکی شہادت کا باعث ہوسکتے۔ اے مومنین جناب سرور کائنات پر کفار قریش نے بظاہر دو دفعہ پتھر مارے مکہ میں جیسا کہ بیان ہوا۔ پھر جنگ احد میں جیسا کہ مشہور ہے کہ تین پتھر آنحضرت کے لگے ایک پیشانی مبارک پر دوسرا دندان اقدس و انور پر تیسرا شکم مقدس پر مگر فی الحقیقت وہ پتھروں کی بوچھاڑ جو روز عاشور جناب سید الشہدا لخت جگر مصطفےٰ کے بدن اقدس پر ہوئی ہے وہ پتھر بھی اصل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن اقدس پر لگے ہیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں لقد قتل جدی الحسین بالسیف والسنان والحجارۃ والعصا۔ یعنی میرے جد امجد حسین علیہ السلام کو اعدائے دین نے تلواروں اور نیزوں اور تیروں اور پتھروں اور لاٹھیوں سے شہید کیا۔ خلاصۃ المقال یہ ہے کہ جب جناب حبیب خدا سنگہائے اعدا سے مجروح اور زخمی ہوئے تو کوہ ابو قبیس کی طرف تشریف لے گئے اُن ایام میں جناب امیر کل امیر کم سن تھے مگر اس مصیبت اور حادثہ کی وجہ سے نہایت مضطرب ہوئے۔ اور روتے ہوئے حضرت خدیجہ کے پاس گئے اور یہ قصہ پُر غصہ بیان کیا اور کہا کہ اب معلوم نہیں کہ جناب رسول خدا زخمی ہوکر بھوکے اور پیاسے کہاں تشریف لیگئے ہیں۔ پس مناسب یہ ہے کہ پانی اور کھانا لیکر ہم چلیں اور

حضرت کو تلاش کریں چنانچہ خدیجہ خاتون اور علیؑ ابن ابیطالب آب و طعام ہمراہ لیکر کوہ ابوقبیس کی طرف روانہ ہوئے۔ اُسوقت جبرئیل امین بحکم رب العالمین نزد سید المرسلین آئے اور جناب خیر الانام پر سلام کیا۔ جناب حبیب خدا نے فرمایا اے جبرئیل دیکھا تم نے کہ میری قوم کے لوگ مجھ سے کس طرح پیش آتے ہیں۔ جبرئیل امینؑ نے جناب سید المرسلین کو ثواب ہائے عظیمہ کی بشارت دی اس اثنا میں چند ملائکہ نازل ہوئے اور اُنہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جناب الٰہی کی طرف سے اس امر پر مامور ہیں کہ جو آپ اس قوم کی بابت حکم دیں ہم اُسپر عمل کریں۔ حضرت نے فرمایا اے ملائکہ تم اس معاملہ میں دخل نہ دو۔ میں نہیں چاہتا کہ انپر عذاب نازل ہو۔ امیر المومنین اور خدیجہ خاتون جناب رسولخدا کو گھر میں لائے اور حضرت کے زخموں کو دھویا۔ نیز منقول ہے کہ حضرت ابوطالب اور امیر حمزہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے تھے اور شر اعدا سے آنحضرت کو بچاتے تھے۔ ایکدن امیر حمزہ شکار کو گئے ہوئے تھے اور ابوطالب شعب میں اپنے مویشی کے دیکھنے کو گئے ہوئے تھے۔ ابوجہل بیدین نے اسوقت کو غنیمت سمجھا اور مسجد الحرام میں سید الانام پر حملہ کیا اُسکو دیکھکر اور مشرکین قریش نے اُسکا ساتھ دیا یہانتک کہ جناب سرور عالم و سید اولاد آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجروح اور زخمی کیا۔ آنحضرت زخمی ہوکر شہر سے باہر تشریف لیگئے۔ جب امیر حمزہ تین دن کے بعد شکار سے واپس آئے اور راہ میں عبداللہ بن جذعان کے گھر کے پاس سے گزرے تو اُسکی ایک کنیز کو دیکھا کہ وہ کھڑی رو رہی ہے۔ سبب گریہ وزاری دریافت فرمایا تو وہ کنیز اور زیادہ رونے لگی اور کہا کہ اے حمزہ تمکو خبر نہیں کہ تمہارے بھتیجے پر قریش نے کیا ظلم وستم کئے ہیں۔ تمکو اس شکار سے کیا حاصل ہوگا تم اپنے بھتیجے کی خبر گیری اور مدد نہیں کرتے۔ **لمؤلفہ** کہو یتیم بھتیجے کی کیا مدد کی ہے + قریش نے جو اذیت اُسے بہت دی ہے + ابوجہل شریر بت پرست نے جو اُنکو اذیت دی ہے اُسکا بیان کرنا دشوار ہے۔ حمزہ اس کیفیت کے سُنتے ہی متغیر الحال اپنے گھر پہنچے اور اپنی زوجہ کو روتے ہوئے دیکھا۔ حمزہ نے رونیکا سبب پوچھا اُنہوں نے کہا کہ تمہارے بھتیجے پر قریش نے دست تعدی وظلم دراز کیا اور تم اُسکی محافظت سے بالکل غافل ہو۔ ابوجہل ملعون نے اُنکو زخمی کیا ہے۔ حمزہ اس مضمون مصیبت مشحون کو سنکر نہایت متاسف اور رنجیدہ ہوئے باوجود اسکے کہ بہت بھوکے اور پیاسے تھے مگر نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا بلکہ اُسی وقت گھر سے نکلے اور جناب رسولخدا کو تلاش کرنے لگے یہانتک کہ جناب رسول اللہ تک پہنچے اور عرض کیا السلام علیک یا ابن اخی کیف احوالک۔ آنحضرت نے اُسکے جواب میں فرمایا کہ میرا حال کچھ نہ پوچھو۔ امیر حمزہ نے حضرت کو تسلی دی اور اپنی کمان ہاتھ میں لئے ہوئے ابوجہل ملعون کی طرف گئے۔ وہ ملعون بہت بڑے مجمع میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت امیر حمزہ نے اُس شقی کے سر اور بدن پر کمان مارنی شروع کی یہانتک کے کمان ٹوٹ گئی

اور اُس ملعون سے فرمایا کہ آیندہ کو اگر تو میرے بھتیجے کے ساتھ بے ادبی سے پیش آیگا تو البتہ میں تجھے زندہ نہ چھوڑونگا۔ اور لوگوں نے اُسکی سفارش کی اور امیر حمزہ کی تسلّی کی اور اقرار کیا کہ آیندہ ایسا نہ ہوگا تب امیر حمزہ نے اُس شقی کو چھوڑا۔ اے حضرات مومنین دو چچاؤں نے اپنے بھتیجوں کی مدد کی ہے ایک تو حضرت امیر حمزہ نے اپنے بھتیجے نامدار حبیب پروردگار کی جیسا کہ بیان ہوا۔ دوسرے جناب سید الشہدا علیہ السلام نے اپنے بھتیجے مظلوم قاسم بن الحسن کی مدد کی۔ منقول ہے کہ جب شاہزادۂ زمن قاسم ابن الحسن زخموں سے چور ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرے تو اپنے عم بزرگوار کو آواز دی۔ جناب امام حسین علیہ السلام قاسم علیہ السلام کی آواز سُنتے ہی اسطرح دوڑے جسطرح باز شکار پر جاتا ہے۔ اور جاتے ہی قاسم علیہ السلام کے قاتل کے ہاتھ پر تلوار ماری کہ ہاتھ اُس ملعون کا کٹکر گر گیا۔ اُس شقی نے لشکر شقاوت اثر سے حمایت چاہی۔ فوج یزید نے انبوہ کیا اور چاروں طرف سے جناب سید الشہدا علیہ السلام کو احاطہ کرلیا۔ اس اژدحام کی وجہ سے جناب سید الشہدا مجبور ہوگئے اور ممکن نہوا کہ لاش قاسم علیہ السلام کی اُٹھا کر ایک طرف کو لائیں۔ پس لاشہ اُس مظلوم کا پامال سم اسپان ہوگیا۔ جب امام حسین علیہ السلام اُن اشرار میں سے بہت سے ملعونونکو ذوالفقار سے فی النار کرچکے اور باقی اشقیا بھاگ گئے۔ اسوقت حضرت قاسم علیہ السلام کی لاش پر پہنچے دیکھا کہ وہ پیاسا شہید راہِ خدا زمین پر ایڑیاں رگڑتا ہے۔ جناب سید الشہدا روئے اور قاسم کی نعش کو بغل میں لیا اور فرمایا واللہ یعز علی عمک ان تدعوہ فلا یجیبک وان یجیبک فلا یغنیک۔ اے قاسم خدا کی قسم تیرے چچا پر سخت ناگوار ہے کہ تو اُس کو بلائے اور وہ تیری مدد نہ کرسکے یا جسوقت کہ تیری لاش پر آئے تجھے کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے اور تجھے پامال ہونے سے نہ بچا سکے۔ حمزہ سید الشہدا اپنے بھتیجے کو صحیح وسالم گھر میں لائے مگر حسین سید الشہدا اپنے بھتیجے قاسم بن الحسن کی نعش پارہ پارہ کو خیمۂ اہل حرم میں بکمال حسرت و یاس لائے۔

اکیسویں مجلس اُن اذیتوں اور تکلیفوں کے بیان میں جو جناب سید المرسلین کو کفار مکہ و مشرکین قریش کی جانب سے پہنچیں اور حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات کا بیان

واضح ہو کہ منجملہ مصائب سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بعد بعثت اُس جناب پر اور اُنکے اصحاب پر واقع ہوئے یہ ہے کہ کفار قریش نے دار الندوہ میں جمع ہوکر جناب رسول اللہ کو قتل کرنے کے باب میں

از تحفۃ الزاہدین

مشورہ کیا اور سب مشرکین نے جمع ہو کر باہم گفتگو کر کے باتفاق رائے امور مفصلہ ذیل پر اسمیں عہد کیا اور یہ عہد نامہ ایک کاغذ پر لکھا گیا اور سب کے دستخط اور مہریں اس عہد نامہ پر ثبت ہوئیں۔ اول یہ کہ بنی ہاشم کے ساتھ کوئی کھانا نہ کھائے۔ دوم یہ کہ اُنسے کوئی ہمکلام نہو۔ سوم یہ کہ انکے ساتھ خرید فروخت وبیع وشرا و معاملہ لین دین کا کوئی نہ کرے۔ چہارم یہ کہ نکاح بیاہ شادی ہمدیگر موقوف ہوجائے بلکہ کسی قسم کا برتاؤ نکیا جائے۔ پنجم یہ کہ سب ملکر ایسی کوشش کریں کہ محمد بن عبد اللہ کو قتل کردیں۔ دفعہ ششم جب تک بنی ہاشم محمد بن عبد اللہ کو قریش کے سپرد نکردیں تب تک بنی ہاشم سے کسی قسم کا تعلق نرکھا جائے۔ جب حضرت ابوطالب جناب رسول اللہ کے چچا قریش کے اس عہد سے مطلع ہوئے تو بنی ہاشم کو جمع کر کے مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک غار کے اندر لیگئے اسی غار کو شعب ابوطالب کہتے ہیں اس غار میں چالیس مرد بنی ہاشم کے مع جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے اطفال وزنان کے تھے۔ گرد اس غار کے ایک دیوار بنا کر اس مقام کو خوب مضبوط و محفوظ کرلیا اور ابوطالب نے کل اپنے ہمراہیوں سے کہدیا کہ اگر ایک ذرہ بھی اذیت جناب رسالتمآب کو پہنچے گی تو میں تم سب سے مفارقت و مہاجرت کروں گا یعنی تم سب کو اپنے پاس سے نکال دونگا بلکہ اسکے عوض تمکو سزا دونگا اور اذیت پہنچاؤنگا غرض حضرت ابوطالب علیہ السلام شب و روز نگہبانی اور حفاظت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرتے تھے بالخصوص رات کے وقت جہاں جناب رسالتمآب استراحت فرماتے تھے وہاں خود ابوطالب ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے حفاظت کے لئے مستعد کھڑے رہتے تھے اور ہر دو ساعت کے بعد حضرت کو بیدار کر کے تبدیل مقام کرتے تھے یعنی اور جگہہ پر حضرت کو لیجا کر سلاتے تھے اور دن کو حضرت کے بنی اعمام ودیگر اقربا حفاظت اور خدمت کیلئے حاضر رہتے تھے جو کوئی بنی ہاشم میں سے مکہ میں جاتا تھا اور ماکولات وغیرہ کوئی شے خریدنا چاہتا تھا مشرکین کے خوف سے کوئی شخص اسکے ہاتھ غلہ وغیرہ اشیا نہ بیچتا تھا اگر احیاناً کوئی شخص انکے ہاتھ کوئی شے فروخت کردیتا تھا تو مشرکین مکہ اسکی دوکان اور اسکے مال کو لوٹ لیتے تھے اور ابوجہل وعاص بن وائل ونضر بن الحارث وعقبہ بن معیط قافلہ کو ناکوں پر روک لیتے تھے اگر اس قافلہ میں غلہ یا دیگر اشیاء ماکولات وملبوسات وغیرہ چیزیں ہوتی تھیں تو بنی ہاشم میں سے کسی کو خریدنے نہیں دیتے تھے اور وہ عہد نامہ جو کفار قریش نے لکھا تھا خانہ کعبہ کے اندر دیوار کے ساتھ آویزاں تھا۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے پاس جو مال تھا سب اسی شعب میں خرچ ہوا۔ جب موسم حج ہوتا تھا تب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شعب سے باہر تشریف لاتے تھے اور ہر ہر قبیلہ کے پاس سے گزرتے تھے اور سب سے کہتے تھے کہ ہماری نصرت اور امداد کرو۔ ابولہب بدستور سابق حضرت کے پیچھے پیچھے لوگوں کو حضرت کی امداد سے منع کرتا پھرتا تھا غرض جو لوگ شعب میں تھے وہ سوائے موسم حج کے باہر نہیں نکل سکتے تھے صرف موسم حج میں باہر نکلتے تھے اور خورونوش کا سامان جو سال بھر کے لئے کافی ہو انہیں ایام

میں خرید لیتے تھے۔ مشرکین قریش نے کئی دفعہ حضرت ابو طالب کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم محمدؐ کو ہمارے حوالہ کردو۔ تاکہ ہم اسکو قتل کر ڈالیں اور تم اس شدت اور عسرت اور تکلیف سے نجات پاؤ ہم تمہاری سرداری کو بدستور سابق مسلّم رکھیں گے حضرت ابو طالب نے اس امر کو ہرگز منظور نہ کیا اسی مضمون میں ایک قصیدہ لامیہ تصنیف کیا جو معروف و مشہور و کتب احادیث و اسفار تواریخ و سیر میں مسطور ہے اور اُس قصیدہ سے اسلام و ایمان لانا حضرت ابو طالب کا خدا اور رسول پر ظاہر و آشکار ہے۔ جو لوگ حضرت ابو طالب ناصر دین ایزد غالب کو کفر کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ لوگ غلطی پر ہیں کیونکہ حضرت ابو طالب کے مسلمان اور مومن ہونے پر دلائل بیشمار ہیں۔ من شاء الاطلاع علیہا فلینظر الی الکتب المبسوطۃ۔ غرض جب کفار حضرت ابو طالب کے اُن اشعار پر مطلع ہوئے تو اس امر سے مایوس ہو گئے اور اُنہوں نے جان لیا کہ ابو طالب محمدؐ کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑیں گے اُس دن سے کفار اہل شعب پر زیادہ تر سختی کرنے لگے اور اہل شعب پر بھوک کی بہت سختی گزرنے لگی یہاں تک کہ تمام مکہ میں اہل شعب کی بھوک ضرب المثل ہو گئی اگر کوئی کہتا تھا کہ مجھکو رات نیند نہیں آئی تو اُسکو کہتے تھے کہ کیا تو بھی شعب ابیطالب میں رات کو رہا تھا۔ اسی طرح سخت مصیبت اور تکلیف میں چار برس گزرے جناب باری تعالیٰ نے اُس عہد نامہ پر جو کفار نے لکھکر دیوار کعبہ سے آویزاں کیا تھا دیمک کو مسلّط کیا اُس عہد نامہ میں جو حروف لکھے ہوئے تھے بجز نام خدا سب حرفوں کو دیمک کھا گئی جبرئیل امین نے بحکم رب العالمین جناب سیّد المرسلین کو اس امر کی اطلاع دی حضرت نے ابو طالب کے سامنے یہ مضمون بیان کیا حضرت ابو طالب کپڑے پہنکر شعب سے نکلے اور مسجد الحرام میں آئے اُسوقت مشرکین اُس مقام محترم میں جمع تھے ابو طالب کو آتے ہوئے دیکھکر اُنہوں نے گمان کیا کہ شاید اب یہ فاقہ کشی کی مصیبت سے گھبرا گئے ہیں اور اس امر پر رضامند ہو گئے ہیں کہ محمدؐ کو ہمارے سپرد کردیں جب ابو طالب اُن لوگوں کے قریب پہنچے سلام کیا وہ سب تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور اُنکو اپنے پاس بٹھلایا اور کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پشیمان ہوئے ہیں اور اب آپ نے قصد کیا ہے کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ کردو گے۔ ابو طالب نے کہا توبہ توبہ یہ گمان مت کرو یہ گمان تمہارا بالکل غلط اور سراسر باطل ہے بلکہ میں تمسے یہ کہنے کے لئے آیا ہوں کہ ہمارے پیغمبر محمدؐ نے یہ خبر دی ہے کہ جو کاغذ تمنے خانہ کعبہ کے اندر آویزاں کیا تھا اُسکو دیمک کھا گئی ہے اُس کاغذ کے حروف میں سے صرف خدا کا نام باقی ہے۔ پس اگر یہ خبر صحیح ہے تو تم لوگ اپنے افعال پر نادم ہو اور تم جو قطع رحم کر رہے ہو اور کرنا چاہتے ہو اُس سے توبہ کرو اور اگر یہ خبر غلط ہوگی تو میں محمدؐ کو تمہارے حوالہ کردوں گا مشرکین اس امر پر راضی ہوئے اور وہ کاغذ خانہ کعبہ کے اندر سے نکالا دیکھا تو سوائے نام خدا کے اُسمیں کوئی حرف باقی نہ تھا سب کو دیمک چاٹ گئی تھی اکثر مشرکین خاموش اور چپ چاپ ہو کر وہاں سے متفرق ہو گئے۔ اُنہیں سے بعض لوگ جو بنی ہاشم سے کسی قدر الفت رکھتے تھے کہنے لگے کہ ہم اپنی اس تحریر

نادم اور پشیمان ہوئے اور ہم اس عہدنامہ سے بیزار ہیں تب جناب رسولخدا مع جمیع بنی ہاشم شعب سے مکہ میں آئے اور بھوک کی شدت اور تکلیف سے نجات پائی جس روز شعب سے باہر آئے اُس دن سے دو مہینے پانچ دن کے بعد حضرت ابوطالب ناصرِ دینِ ایزدِ غالب نے وفات پائی جزاہ اللہ عن الاسلام وسید الانام خیر الجزاء۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت خدیجہ صلواۃ اللہ علیہا وعلی بعلہا وذریتہا نے بھی انتقال کیا اسواسطے اُس سال کو عام الحزن کہتے ہیں کیفیت انکے وفات کی بالاختصار اسطرح پر ہے کہ جب حضرت ابوطالب مرض الموت میں بیمار ہوئے اور نوبت باحتضار پہنچی تو جناب رسول اللہ اپنے چچا کو اس حال میں ملاحظہ فرماکر بہت روئے اور فرمایا کہ اے چچا تمنے میری ایسے وقت میں پرورش اور تربیت کی جب میں بچہ اور یتیم بے مادر و بے پدر تھا اور تمنے میری نصرت ومددگاری ایسے وقت میں کی جب میں کثرتِ اعدا میں محصور تھا تمنے میری حفاظت و اعانت و نصرت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا خدائے تعالے تمکو جزائے خیر دے تمنے میرے واسطے سخت سخت تکلیفیں اور زحمتیں اُٹھائیں اب تم شہادتین کہو میں خدائے تعالے سے تمہاری شفاعت کروں۔ حضرت ابوطالب کے لب متحرک ہوئے اور عباس نے کان لگاکر سُنا پھر جناب رسولخدا سے عرض کیا کہ جو کچھ آپ چاہتے تھے واللہ وہی ابوطالب نے کہا۔

کتاب دمعہ ساکبہ میں روضۃ الواعظین سے نقل کیا ہے جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُنہوں نے سردارانِ قریش کو اپنے پاس بلایا اور اسطرح فرمایا کہ اے گروہِ قریش تم خلقت میں سے برگزیدہ اور عرب کے دل اور اللہ جل جلالہ کے خزانہ دار اور اہالی حرم پروردگار ہو تم میں ایسا سید اور سردار موجود ہے جو نہایت[1] کریم اور سخی ہے اور اُسکی اطاعت فرض ہے اور وہ بہت بڑا بہادر اور شجاع ہے تمنے ہر طرح کے مفاخر اور فضایل کو حاصل کیا ہے تمکو اور لوگوں پر فضیلت ہے اور دیگر اشخاص کو تمسے توسل ہے سب لوگ تمہارے مطیع ہیں میں تمکو وصیت کرتا ہوں اس وصیت کو یاد رکھو۔ اے گروہ قریش میں تمکو وصیت کرتا ہوں کہ کعبہ مکرمہ کی ہمیشہ تعظیم وتکریم کرتے رہنا اسمیں تحصیل رضاء باری وقوام معاش جاری ہے اور ہمیشہ صلۂ رحم بجالانا کیونکہ صلۂ رحم بجالانے میں اولاد کی کثرت اور اعمار کی طوالت متعین ہے۔ اور والدین کی نافرمانی اور بغاوت ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ اِن دونو کاموں کے سبب سے تمسے پہلے لوگ ہلاک اور برباد ہوئے ہیں۔ مدد مانگنے والے کی مدد کرنا اور سایل کو خالی ہاتھ رد نکرنا کیونکہ یہ دونوامر موجب شرف ہیں بحالت حیات وممات اور تمپر لازم ہے کہ ہمیشہ سچ بولو جھوٹ کے نزدیک نجاؤ امانت میں خیانت نہ کرو امانت کو ادا کرتے رہو کیونکہ اِن دونوں باتوں سے انسان متہم نہیں ہوتا بلکہ تمام لوگوں کی نظروں میں عزیز اور جلیل القدر رہتا ہے اور اختلاف سے پرہیز کرتے رہو

[1] اس سے مراد حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ + + +

اور تمام لوگوں پر احسان اور مہربانی کرتے رہو کیونکہ اِن ہر دو امر سے انسان خاص و عام کے نزدیک محبوب القلوب و مکرم ہو جاتا ہے اور اُسکے تمام اقربا کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور اے گروہ قریش میں تمکو وصیت کرتا ہوں کہ محمدؐ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا تحقیق محمدؐ امین ہے قریش میں اور نہایت سچا اور راست گو ہے تمام عرب میں اور محمدؐ اُن تمام خصلتوں کا جامع ہے جنکی بابت میں تمکو وصیت کر رہا ہوں محمدؐ خدا کی طرف سے اسلام لیکر آیا ہے کہ ہمارے دل نے اُس امر کو قبول کر لیا ہے اگرچہ زبان نے بخوفِ عداوتِ کفار اُس سے انکار کیا ہے۔ اور قسم خدا کی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ فقراء عرب و در اکناف و اطراف کے صاحبان عزت و مستضعفین نے محمدؐ کی دعوت کو قبول کیا ہے اور اُسکو سچا جانا ہے اور اُسکی تصدیق کی ہے اور اُسکے امر کی تعظیم کرنے لگے ہیں اور صنادید قریش محمدؐ کی مخالفت کے سبب سے ذلیل اور خراب ہونگے محمدؐ کی حکومت تمام بلاد میں ہو جائیگی اے گروہ قریش محمدؐ کے حامی اور مددگار ہو جاؤ جو محمدؐ کی مدد کریگا وہ راہ راست کو پائیگا اور نیک و سعید بنجائیگا اگر میری زندگی کچھ دنوں اور باقی رہتی تو البتہ میں اُسکی پوری پوری مدد کرتا اور تمام بلیات اور مکروہات اور تکالیف کو اُس سے دور کرتا اب سوا اسکے اور کچھ نہیں کر سکتا کہ میں اُسکے دینِ برحق کی شہادت دیتا ہوں اور اُسکے ارشادات و ہدایات کی تعظیم کرتا ہوں۔ بحار الانوار میں ہے کہ جب حضرت ابوطالبؑ کا انتقال ہوا تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی جناب رسولخدا کو سخت صدمہ پہنچا آنحضرت نہایت غمگین اور ملول ہوئے جناب امیر سے فرمایا کہ تم غسل و کفن کی تیاری کر کے مجھے اطلاع دو جب حضرت ابوطالب کا جنازہ اُٹھایا جناب رسولخدا جنازہ کے ساتھ تھے اور سخت محزون اور مغموم تھے اُسوقت جناب رسالتمآب فرماتے تھے کہ اے چچا تمنے میری پرورش اور کفالت کی اور تمنے میری مدد کی خدائے تعالیٰ تمکو جزائے خیر دے۔ پھر حضرت نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ قسم خدا کی بروزِ قیامت میں اپنے چچا کی اسطرح شفاعت کرونگا کہ سب لوگ حیران رہجائیں گے اور تعجب کرینگے۔ جناب رسول اللہ کی بعثت کے دسویں سال حضرت ابوطالبؑ کا انتقال ہوا پھر اُنکے انتقال کے بعد تیسرے دن حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے وفات پائی اسلئے اُس سال کا نام جناب خیر الانام نے عام الحزن رکھا احادیث متعددہ سے ثابت ہے کہ عباس بن عبد المطلب و ابوبکر بن ابی قحافہ نے اِس امر کی شہادت دی ہے کہ ابوطالب دل میں مومن اور مسلمان تھے اور اپنے ایمان کو اُنہوں نے مخفی رکھا اگر وہ ظہور اسلام کے زمانہ تک زندہ رہتے تو بیشک اپنے اسلام کو ظاہر کرتے **مؤلف** اسمیں کسی طرح شک نہیں ہے ؎ ناصرِ دین ایزد غالب + حامی مصطفےٰ ابوطالب + اعلیٰ درجہ کے ناصرِ دین پروردگار و حامی رسول مختار تھے یہانتک کہ اُنکے انتقال کے بعد جناب رسول اللہ مکہ میں نہ رہ سکے۔ رضی اللہ

عنہ وارضاہ - بحار الانوار میں منقول ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ قسم خدا کی ابوطالب مسلمان اور مومن تھے کہ کل بنی ہاشم کو بالخصوص جناب سید عالم کو شر قریش سے بچانے کے لئے قریش سے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے نیز یہ ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے پدر عالی وقار حامی دین ایزد غالب ناصر المصطفٰے ابوطالب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ اس طرح پر کہا ہے

اباطالب عصمۃ المستجیر	وغیث المحول ونور الظلم
اے حضرت ابوطالب آپ پناہ مانگنے والونکو پناہ دینے والے تھے	اور آپ مفلسوں قحط زدہ لوگوں کیلئے باران رحمت وکرم تھے اور ظلمت جہاں
لقد ھد فقدک اھل الحفاظ	فصلی علیک ولی النعم
آپکی وفات کے سبب سے اُن لوگوں کو جنکی حفاظت آپ کرتے تھے بڑی سختی پہنچی	پس خداوند تعالٰے آپ پر رحمت نازل کرے
ولقاک ربک رضوانہ	فقد کنت للطہر من خیر عم
رحمت خدا اور رضوان کبریا سے آپ بہرہ یاب ہوں	پس تحقیق آپ اپنے بھتیجے پاک اور طاہر کیلئے بہت نیک چچا تھے

معاذ اللہ توبہ توبہ اگر حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کافر ہوتے اور اپنے دل میں ایمان بخدا ورسول نہ رکھتے تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ جناب امیر المومنین سید الوصیین علیہ صلوٰۃ اللہ رب العالمین اُنکا مرثیہ اس طور پر کہتے اور اُنکے حق میں رضوان الہٰی کی دعا کرتے - بارشاد ہدایت بنیاد جناب امیر المومنین جو اہلبیت البصر بما فی البت ہیں ثابت و مدلل ہوگیا کہ حضرت ابوطالب یقیناً وحتماً مسلمان اور مومن تھے اور اعدائے دین کی بیہودہ سرائی کا کچھ اعتبار نہیں ہوسکتا - حضرت ابوطالب کے مسلمان ہونے پر اعلےٰ درجہ کی دلیل یہ ہے کہ اہلبیت علیہم السلام جو احد الثقلین ہیں جنکی پیروی اور اطاعت کا جناب رسول اللہ نے اپنی تمام امت کو حکم دیا ہے اُن سب کا اس امر پر اجماع ہے کہ ابوطالب مسلمان تھے چنانچہ جامع الاصول جو جامع صحاح اہلسنت کی ہے اسمیں لکھا ہے - واھل البیت یقولون ان اباطالب کان مسلماً ومات مسلماً - یعنی اہلبیت علیہم السلام کہتے ہیں کہ ابوطالب مسلمان تھے اور مسلمان ہو کر مرے - اور بموجب حدیث ثقلین کے ہمکو آل رسول ہی کی پیروی کرنی چاہیئے - اور اہلسنت کے علما اور محدثین میں سے بھی بعض نے حضرت ابوطالب کے اسلام کو تسلیم کیا ہے جیسا کہ عبد الحق محدث دہلوی - اور عبد الرسول برزنجی وغیرہ نے اپنی کتابوں میں اُنکا مسلمان ہونا لکھا ہے - اور اشعار حضرت ابوطالب کے جو مشہور اور کتب اہلسنت میں بھی مذکور ہیں اُن سے ایمان حضرت ابوطالب کا ظاہر وآشکار ہے جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مثال ابوطالب کی مثل اصحاب کہف کی ہے کہ ایمان پوشیدہ رکھتے تھے اور شرک کو ظاہر کرتے تھے پس خدائے تعالیٰ نے انکو دو مرتبہ اجر دیا - اور ایمان کو پوشیدہ اسواسطے رکھتے تھے کہ جناب رسول اللہ کی نصرت اور امداد کرنے پر اچھی طرح قادر ہوسکیں - نیز منقول ہے کہ حضرت ابوطالب

کی انگشتری پر منقوش تھا رضیت باللہ ربًا و بابن اخی نبیًا و بابنی علی وصیًا - غرض اسلام اور ایمان حضرت ابوطالب کا بالحتم والایقان ثابت و متحقق ہے +

بائیسویں مجلس در بیان وفات حضرت ام المومنین خدیجہ خاتون سلام اللہ علیہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ سامک المسموکات و داحی المدحوات خالق المخلوقات و جاعل النور والظلمات دافع البلیات و رافع الدرجات و سامع الاصوات و کاشف الکربات و غافر الخطیئات و مجیب الدعوات الذی جعل الطیبات للطیبین والحق الطیبین بالطیبات واکمل الصلوات وافضل التحیات علی علۃ ایجاد الجایزات واشرف الکائنات محمد والہ الھدات الی سبیل النجات الشافعین المشفعین فی یوم العرصات - بعد از حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مخفی نہ ہے کہ حضرت ام المومنین مادر سیدہ نساء عالمین زوجہ محبوبہ جناب رسول اکرم یعنی جناب خدیجہ الکبریٰ صلواۃ اللہ علیہا مثل اپنی دختر نیک اختر جناب فاطمہ اطہر کے بہترین زنان عالم ہیں چنانچہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں - خیر نساء العالمین چار ہیں مریم بنت عمران و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زن فرعون - سید علی ہمدانی کی کتاب مودۃ القربیٰ کی تیرھویں مودت میں ہے کہ شعبی نے بواسطہ بیوی عائشہ روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ کا ہمیشہ معمول تھا کہ کبھی گھر سے باہر تشریف نہ لیجاتے تھے جب تک حضرت خدیجہ خاتون کا ذکر خیر نہ کر لیتے تھے - ایک دن جب معمول انکا ذکر کیا تو مجھے غیرت آئی - میں نے عرض کیا کہ آپ ایک بڑھیا عورت کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اُسکے بدلے میں آپ کو اُس سے بہتر اور افضل ازواج عنایت فرمایئں - یہ سنتے ہی آنحضرت سخت غضبناک ہوئے یہانتک کہ غصہ سے حضرت کے بال ہلنے لگے اور فرمایا نہیں ہرگز نہیں قسم ہے خدا کی خدیجہ کے بعد اُس سے بہتر کوئی زوجہ مجھکو نہیں ملی - خدیجہ وہ تھیں کہ جو مجھپر ایسے وقت میں ایمان لائیں کہ جب سب لوگ کافر تھے - اور اُنہوں نے میری ایسے وقت میں تصدیق کی جب اور لوگوں نے میری تکذیب کی اور خدیجہؑ نے میری اپنے مال سے مدد کی ایسے وقت میں کہ جب لوگوں نے مجھکو محروم رکھا تھا اور اللہ تعالےٰ نے مجھکو خدیجہؑ سے اولاد کرامت فرمائی عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب میں اُنکا ذکر عیب سے نہ کروں گی - واضح ہو کہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا بہت بڑی مالدار تھیں - تاریخوں میں لکھا ہے کہ اسّی ہزار اونٹ بارکش اُن کے ہاں تھے اور بہت سی کارندے اور نوکر چاکر اُنکی طرف سے تجارت کے کاروبار کرتے تھے - ایک رات اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ چاند آسمان سے اُن کے گھر اُتر آیا ہے اور نور اور درخشانی اُسکی تمام گھر میں پھیل گئی ہے - جب بیدار ہوئیں تو ورقہ بن نوفل سے

جو انکا چچازاد بھائی تھا اور کتب آسمانی پڑھا ہوا تھا اس خواب کی تعبیر پوچھی ورقہ نے بیان کیا کہ پیغمبر آخر الزماں سے
تمہارا نکاح ہوگا خدیجہؑ نے کہا کہ وہ پیغمبر کس شہر میں اور کس قوم میں اور کس قبیلہ میں ہوگا ورقہ نے کہا کہ مکہ میں قریش
کی قوم سے اور قبیلہ بنی ہاشم میں سے ہوگا۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے پوچھا کہ اُنکا نام کیا ہوگا۔ ورقہ نے کہا محمدؐ
جب حضرت خدیجہؑ نے یہ مژدہ سُنا تو نہایت خوش ہوئیں اور آخر کار جیسا کہ مورخین نے کتب تواریخ میں بتفصیل
لکھا ہے جناب محبوبِ خدا اشرف انبیاء کی زوجیت سے مشرف ہوئیں۔ مجلس مزاوجت میں عباسؑ اور ابوطالبؑ
اور حمزہ جناب سیّد الانام کے اعمام کرام اور بہت سے اکابر و اعیانِ قریش حاضر تھے۔ ابوجہل شقی بھی موجود تھا
اُس نے چاہا کہ کوئی بات خلاف مرضی کہے امیر حمزہ نے اُسکا ہاتھ ایسی طرح سے مروڑا کہ اُسکو مجالِ سخن باقی نہ رہی
حضرت ابوطالبؑ نے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے جماعت قریش گواہ رہو کہ میں نے خدیجہ بنتِ خویلد کو چارسو اشرفی
کے مہر پر اپنے بھتیجے محمدؐ بن عبداللہ کے نکاح میں دیا حضرت خدیجہ کے چچا عمران بن اسد نے حضرت خدیجہ کی طرف سے
وکالتاً کہا کہ اے ساداتِ حرم ہم تمہاری مواصلت پر راضی ہوئے۔ حضرت ابوطالبؑ نے چند اونٹ نحر کئے اور
بہت بڑا ولیمہ کیا کہ ہزاروں آدمیوں نے کھانا کھایا اور اپنے گھروں کو کھانا لیگئے۔ پس جب علیا جناب خدیجہ کبریٰ
اشرفِ انبیاء کے نکاح میں آئیں جو کچھ انکی مِلک میں تھا سب کا سب مال و دولت راہِ خدا و اطاعتِ سیّد انبیاء میں
بے مضایقہ دیدیا۔ چنانچہ کتاب العرائس میں ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ دس باتیں خاص خدیجہ خاتون کے لئے ہیں
کہ جو اور کسی کے لئے ازواج سیّد کائنات میں سے نہ تھیں۔ اوّل یہ کہ جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسی سے نکاح نہیں کیا۔ دوسری یہ کہ حضرت رسول اللہ نے جب حضرت خدیجہ علیہا السلام
سے نکاح کیا تو رسولؐ خدا اکبر تھے۔ تیسری یہ کہ عورتوں میں سب سے اوّل اسلام اور ایمان لانے والیں۔ اور رسولخدا
کی تصدیق کرنیوالیں خدیجہ خاتون تھیں۔ چوتھی یہ کہ جبرئیل امین اُنکو بلفظِ ام المومنین تعبیر کرتے تھے۔ پانچویں
یہ کہ مدت العمر اُنہوں نے جناب رسولخدا کو آزردہ اور دلگیر نہ کیا چھٹی یہ کہ اولاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی سوائے شاہزادہ ابراہیم کے ذکور اور اناث سب خدیجہ خاتون کے بطنِ مبارک سے ہوئی۔ ساتویں یہ کہ
تمام نسل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس مومنہ صالحہ کی طرف منتہی ہے اور یہ بہت بڑی اعلیٰ درجہ کی
فضیلت خصوصیت کے ساتھ اِس علیا جناب کیلئے ہے۔ آٹھویں یہ کہ تمام مال و منال ایثار راہِ خدا اور
رسول میں بے مضائقہ خرچ کردیا۔ نویں یہ کہ حضرت اُنکو بہترین زنانِ امت فرمایا کرتے تھے۔ دسویں یہ کہ جناب
سیّد الانبیاء اُن کے لئے ہمیشہ طلب مغفرت اور دعا رحمت کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام
سے منقول ہے کہ جب نام خدیجہ خاتون کا لیا جاتا تھا حضرت بے اختیار رو پڑتے تھے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب
خدیجہؑ نے تمام مال ایثار راہ خدا اور رسول میں خرچ کردیا اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہوگئیں تو وہ خواتین عرب جو حضرت

خدیجہ کی خدمت میں اکثر حاضر رہا کرتی تھیں سب نے آنا چھوڑ دیا بلکہ ملامت کرنے لگیں اسکی عوض میں خداوند تعالیٰ نے انکو فاطمہ زہرا عنایت فرمائیں کہ انکی انیس اور جلیس تھیں اور انکے دل سے رنج اور غم کو دور کرتی تھیں۔ جب حضرت خدیجہ مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو جناب رسولخدا کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت میں اب آپ سے جدا ہوتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ وصیت کروں۔ حضرت رسولخدا رونے لگے اور فرمایا کہ اے خدیجہ تو مجھے معاف کر تو نے میرے گھر میں بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ سے معافی کی امیدوار ہوں۔ مجھکو آپ اجازت دیجئے کہ میں چند وصیتیں عرض کروں سوائے آپکے کوئی امیدگاہ میرا نہیں ہے۔ اوّل اور سب سے اعلیٰ درجہ کی وصیت میری یہ ہے کہ فاطمہ زہرا پر از حد مہربانی رکھنا۔ کہ بعد میرے بجز آپ کے اُسکا کوئی غمخوار نہیں ہے یا رسولخدا میں نے آپ سے سُنا ہے کہ فاطمہ پر سخت مصیبتیں پڑیں گی۔ فاطمہ کے مصائب و تکالیف سے میرا دل سخت مشوش اور پریشان ہے۔ دوسری یہ کہ میری تقصیرات کو معاف فرمائیے مجھے کسی قسم کا غم نہیں صرف فاطمہ کی تنہائی کا میرے دل پر سخت صدمہ ہے رسولخدا نے فرمایا کہ اے خدیجہ رنجیدہ نہو۔ فاطمہ زہرا میری لختِ جگر اور نورِ بصر ہے جو اُسکو آزار پہنچائیگا وہ مجھکو آزار دیگا۔ رسولخدا جب تک زندہ رہے حسبِ وصیت خدیجہ کبریٰ فاطمہ زہرا کے رنج و غم کو مبدل بہ خوشی و راحت کرتے رہے اے مومنین خدیجہ خاتون کی صرف ایک بیٹی فاطمہ زہرا تھیں اور رسولخدا سے اُنہوں نے سُنا ہوا تھا کہ فاطمہ بعد آنحضرت کے زیادہ عرصہ زندہ نرہینگی۔ اسپر خدیجہ خاتون اسقدر فاطمہ زہرا کی سفارش اُن کے پدر مہربان سے کرتی تھیں۔ اب خیال کرنا چاہئے فاطمہ زہرا کے احوال پر کہ جب وہ حضرت بیمار تھیں تو جناب امیر المومنین علیہ السلام سے امِ کلثوم اور زینب خاتون کے باب میں سفارش کرتی تھیں باوجود اسکے کہ جناب رسولخدا سے سُنا ہوا تھا اور اس امر کو خوب جانتی تھیں کہ دارِ دُنیا میں اہلِ نفاق کے ظلم و جور سے کیا کیا اذیتیں انکو پہنچیں گی۔ گویا کہتی تھیں کہ اے علی ؎ کسے کند سوئے کلثوم اگر بچشم نظر + بجائے جامۂ طاقت کفن درم در بر + ہزار مرتبہ مردن بصد ہزار تعب + نکوتر است زیک لحظہ گریۂ زینب + کہاں تھیں اُسوقت فاطمہ زہرا کہ جب اعدائے دین نے حضرت امِ کلثوم کے کانوں کی بالیاں اسطرح کھینچیں کہ کانوں کی لویں پھٹ گئیں۔ کہاں تھیں فاطمہ زہرا جب زینب خاتون اپنے مظلوم بھائی کی لاش پر چیخیں مار مار کر روتی تھیں اور اعدائے دین اُن کو رونے بھی ندیتے تھے ؎

بمیراث از بہر کلثوم و زینب	زما در ہمیں ماند اندر زمانہ
زکرب و بلا تا رہ شام و کوفہ	بایں کعب نیزہ بآں تازیانہ

پھر علیا جناب خدیجہ کبریٰ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک اور وصیت ہے مگر اُسکے بیان کرنے میں مجھے شرم آتی ہے فاطمہ زہرا آپ کی خدمت میں عرض کریگی۔ حضرت رسولخدا حجرے سے باہر تشریف لائے

خدیجہ خاتون نے فاطمہ زہرا کو پاس بلاکر اپنی آغوش میں لیا اور اُن کے کان میں کہا کہ اے بیٹی چونکہ تیری پدر بزرگوار مالِ دُنیا سے اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے لہذا مجھے شرم آتی ہے کہ اُنکے سامنے بیان کروں - تو اپنے باپ سے میری طرف سے عرض کر - کہ میں فشارِ قبر سے ڈرتی ہوں لہذا میری خواہش یہ ہے کہ وہ چادر جو نزولِ وحی کے وقت حضرت اوڑھا کرتے ہیں بجائے کفن مجھپر ڈالدیں تاکہ خداوند رحیم اُس ردا کی برکت سے فشارِ قبر مجھ سے دور کرے - جب سیّد کائنات نے یہ پیغام خدیجہ کبریٰ کا فاطمہ زہرا سے سُنا تو رو دئے اور فرمایا کہ اے بیٹی تیری ماں کا بہت سا مال میں نے خرچ کیا ہے - اُس چادر کی کیا حقیقت ہے یہ کہکر ردائے مبارک فاطمہ زہرا کے حوالہ کی فاطمہ اپنی مادرِ گرامی کے پاس لیکر پہنچیں - حضرت خدیجہ خاتون نہایت مسرور اور خوش ہوئیں - اسی اثنا میں جبرئیل آمین بہشتِ بریں سے حریرِ جنت کا کفن لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدیجہ پر یہ کفن ڈالو - آہ آہ اے مومنین کہاں تھے پیغمبر خدا کہ دیکھتے بدن چاک چاک اپنے نواسہ کا زمینِ کربلا میں جلتی ہوئی ریتی پر برہنہ پڑا ہوا تھا - نہ حسین علیہ السلام کی لاشِ مبارک کے لئے کفن میسّر تھا نہ زینب خاتون کے سر پر چادر تھی - الغرض جب رسولِ خدا نے وہ پیغامِ الٰہی حضرت خدیجہ کو پہنچایا اور وہ کفن جو خداوند تعالیٰ نے بھیجا تھا اُنکے سامنے پیش کیا تو خدیجہ نہایت مسرور ہوئیں اور اُن کا طایر روح باغِ جنت کی طرف پرواز کر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

لمؤلفہ

خدیجہ کی ہوئی جسوقت رحلت — بہت محزوں ہوئے ختمِ رسالت
بنی سے آکے یوں زہرا نے پوچھا — کہاں ہے ماں مری بتلاؤ بابا
بنی سے کہتی تھیں اماں کہاں ہیں — مجھے بھی لیچلو تم وہ جہاں ہیں
ہر اک سے گھر میں زہرا نے یہ پوچھا — کہ بتلاؤ گے ماں میری ہے کس جا
کہ ناگہہ جبرئیل از حکمِ داور — ہوئے نازل جنابِ مصطفیٰ پر
کہا پہلے سلام حق تعالے — کہو زہرا سے اے سلطانِ والا
پھر اسکی ماں کا یوں اسکو نشاں دو — تسلی اسکو یوں شاہِ زماں دو
تمہاری ماں بڑے آرام سے ہیں — وہ خوش اللہ کے انعام سے ہیں
وہ اک قصرِ رفیع الشان میں ہیں — بڑی راحت سے اس ایوان میں ہیں
ستوں اس قصر کے یاقوت کے ہیں — بہت عمدہ مکاں اسمیں بنے ہیں
بڑی راحت سے ہیں واں آپکی ماں — وہیں ہیں آسیہ اور دختِ عمراں
یہ پہنچایا پیغمبر نے جو پیغام — کہ جسمیں تھے سراسر لطف و اکرام

کہا زہرا نے حق ہے عالم الغیب وہ خالق ہے اسی کو سب شرف ہے	وہ سالم ہے نہیں اسمیں کوئی عیب سلام اُس سے ہے اور اُسکی طرف ہے

تیئیسویں مجلس اس امر کے بیان میں کہ جب جناب رسول اللہ مکہ سے مدینہ کو بوقت ہجرت آرہے تھے تو منزل قدید پر امّ معبد کے خیمہ میں نزول اجلال فرمایا وہاں حضرت کے دو معجزے ظاہر ہوئے۔ اور جو درخت خشک حضرت کے معجزے سے تر و تازہ ہوا تھا وہ بعد شہادت سید مظلوم بالکل خشک ہو گیا

کتب معتبرہ مثل کتاب المناقب ابن شہر آشوب وغیرہ میں منقول ہے ہند دختر جون۔ و حبیش بن خالد دابو معبد الخزاعی بیان کرتے ہیں کہ جب جناب سید الانبیا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ کو آرہے تھے اثنائے راہ میں جب منزل قدید پر پہنچے تو مع اصحاب امّ معبد کے خیمہ میں نزول اجلال فرمایا۔ تب حضرت نے ام معبد خزاعیہ سے دودھ طلب فرمایا اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری شیر دار بکریاں باہر چرنے کو گئی ہوئی ہیں اب گھر میں سوائے ایک بکری کے جو بیمار اور لاغر اور ضعیف اور چلنے پھرنے سے مجبور اور ناچار ہے اور بالکل دودھ نہیں دیسکتی اور کوئی بکری موجود نہیں ہے حضرت نے اُس سے فرمایا کہ اگر تو اجازت دے تو ہم اسی کا دودھ دوہلیں۔ اُس نے عرض کیا کہ بہت اچھا آپ کو اختیار ہے۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے اُس بکری کے تھنوں کو کھینچا قدرت الٰہی سے اُسکے تھن دودھ سے بھر گئے حضرت نے ایک ظرف منگوا کر اسکا دودھ دوہا اور نوش فرمایا پھر اصحاب نے پیا اور سب سیر ہوگئے۔ پھر حضرت نے استراحت فرمائی جب بیدار ہوئے تو ایک درخت خشک کے نیچے جو امّ معبد کے گھر میں تھا جا بیٹھے اور پانی طلب فرما کر وہاں وضو کیا اور اثنائے وضو میں مضمضہ کا پانی اُس درخت کی جڑ میں ڈالا اور بعد وضو کے فرمایا کہ اس درخت سے انشاء اللہ تعالے امور غریبہ ظاہر ہونگے۔ پھر حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی اور دوسرے دن وہاں سے مدینہ کو روانہ ہوئے امّ معبد وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم دوسرے دن صبح کو اُٹھے تو ہمنے دیکھا کہ وہ درخت بلند اور تر و تازہ ہو گیا ہے اور ہرے ہرے پتے اسمیں لگے ہوئے ہیں اور پھل آگیا ہے اور اُسکے پتے اور پھل نہایت خوشبودار تھے جب ہم اسکا پھل کھاتے تھے تو نہایت خوش ذائقہ معلوم ہوتا تھا اور سیر ہو جاتے تھے جو کوئی پیاسا اُسکا پھل کھاتا تھا وہ سیراب ہو جاتا تھا اور جو بیمار اُسے کھاتا تھا وہ شفا پاتا تھا تندرست ہو جاتا تھا

اور محتاج اُسکو کھاکر غنی اور توانگر ہو جاتے تھے اہلِ حوائج کی حاجت اُس کے کھانے سے بر آتی تھی اور جو اونٹ یا بکری یا گوسفند اُس درخت کے پتے کھاتے تھے وہ فربہ اور بلند بالا اور توانا ہو جاتے تھے۔ بکریاں اور گوسفند اُسکے پتوں کو کھاکر دودھ زیادہ دیتی تھیں۔ جسدن سے حضرت نے ہمارے خیمہ میں نزول اجلال فرمایا تھا اُس روز سے ایسی برکت ہمارے گھر اور قبیلہ میں ہوئی کہ بیان سے باہر ہے اسی سبب سے اُس درخت کا نام شجرۂ مبارکہ رکھا تھا۔ تمام بادیہ نشینِ عرب آتے تھے اور اُس درخت کے پتے برکت کے واسطے اپنے اپنے گھروں کو لیجاتے تھے جب اُن لوگوں کو بھوک یا پیاس لگتی تھی تو اُن پتوں کو کھاکر سیر اور سیراب ہو جاتے تھے الغرض اُس درخت سے ایک مدتِ دراز تک نہایت درجہ برکت سارے لوگوں میں ساری اور جاری رہا۔ یہانتک کہ ایک دن ہمنے صبح کو اُٹھکر دیکھا کہ پتے اُس شجرۂ مبارکہ کے زرد ہو گئے ہیں اور پھل اُسکے سب زمین پر گر گئے ہیں یہ حال دیکھکر ہم لوگوں کو سخت صدمہ ہوا اور ہم لوگ نہایت محزون اور متفکر ہوئے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ ناگاہ جناب رسالت پناہ حبیبِ ذوالجلال کے ارتحال کی خبر وحشت اثر آئی سخت اندوہ و ملال ہوا۔ بعد اُسکے اُس درخت کا میوہ اُس ذائقہ کا نرہا جیساکہ پہلے تھا اور پتے بھی کم ہو گئے۔ اسی طرح تیس ۳۰ برس اور گزرے تو ایک دن صبح کو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ درخت بالکل سیاہ ہو گیا اور میوہ اُسمیں بالکل نرہا ہم نہایت متفکر اور محزون تھے چند روز کے بعد جناب امیر المومنین سید الوصیین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر سُنا گیا پھر اس واقعہ ہائلہ کے بعد صرف اُس درخت کے پتے ہوتے تھے اُن پتوں سے لوگ شفا پاتے تھے مگر پھل آنا اور ثمردار ہونا اُسکا بالکل موقوف ہو گیا تھا ایک مدت تک یہی حال رہا پھر ہمنے ایک دن دیکھا کہ اُس درخت کی شاخوں سے خون تازہ جاری ہوا ہے اور شاخیں اور برگ بالکل خشک ہو گئے ہیں اس امر سے ہم نہایت پریشان اور متحیر و محزون و متفکر تھے۔ پھر ہمنے آواز ایک نوحہ پڑھنے والے کی سُنی کہ وہ نوحہ پڑھتا ہے اور کہتا ہے ایا ابن النبی ایا ابن الوصی + و یا ابن بقیۃ ساداتنا الاکرمینا + پھر چند روز کے بعد جناب سید الشہدا مظلومِ کربلا کی شہادت کی خبر آئی تب اُس درخت میں کچھ اثر باقی نرہا۔ **مؤلف** حضرات سامعین ہمارے آقاؤں اور پیشواؤں کی وفات اور شہادت کے مصائب ایسے ہیں کہ نباتات و جمادات میں بھی اثر کرتے ہیں دیکھو جناب مظلومِ کربلا کی مصیبت میں درخت مذکور کی شاخوں میں سے خون جاری ہوا اور وہ درخت حضرت کے ماتم میں خون رویا۔ مگر کمال تعجب ہے اُن سنگدل انسانوں کے قلوب قاسیہ پر جو حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ کے مصائب کو سُنکر یا معلوم کر کے بھی متاثر نہیں ہوتے بلکہ امام مظلوم پر رونے کو جو کہ فی الحقیقت سُنتِ انبیا و اوصیا ہے ناجائز بتلاتے ہیں اور اقامتِ مجالس عزائے سید الشہدا جو طریقہ انبیائے سابقین و سُنتِ سید المرسلین

ہے اُسکو بدعت گمان کرتے ہیں۔ **لمؤلفہ**

فرزند مصطفےٰ کا کٹے سر ہزار حیف — اور ہو وہ زیر تختِ شقی بے شمار حیف
اصغر تھا تشنگی سے بہت بیقرار حیف — دل کو رباب کے نہ ہو کیوں اضطرار حیف
ہے ہے سوال آب پہ بچہ ہوا شہید — حلقوم نازنیں سے ہوا تیر پار حیف
غربال جسم پاک تھا تیروں سے شاہ کا — نیزوں سے برچھیوں سے تھا سینہ فگار حیف
کس ظلم سے شہید ہوا فاطمہ کا لال — مظلوم تشنہ کام و غریب الدیار حیف
جلتی ہوئی زمیں پہ تھا لاشہ حسینؑ کا — پڑتا تھا جسمِ پاک پہ بن کا غبار حیف
بھائی کے سر کو نیزہ خولی پہ دیکھکر — زینبؑ کو کسطرح سے ہو صبر و قرار حیف
جلنے پہ خیمہ گاہ کے کس مُنہ سے میں کہوں — اُن پردہ والیوں کو جو تھا اضطرار حیف
سوتی تھی جو کہ سینۂ سبطِ رسولؐ پر — زنداں میں ہے وہ خاک نشیں سوگوار حیف
پانی کے واسطے یہ لگے آگ دہر میں — کٹ جائیں دست بازوی شہ کے ہزار حیف
گلشن کٹا نبی کا تو پھر اُس چمن میں آہ — باغ جہاں میں آئی نہ فصلِ بہار حیف
زخمی بدن کو جو کہ سنبھالے کوئی نہ تھا — جسدم گرا وہ دوشِ نبی کا سوار حیف
انجام و ابتدائے شہ دیں کو دیکھنا — امت کے ظلم اور نبی کے وہ پیار حیف
یا مصطفےٰ وہ نازوں کا پالا ہوا شہید — جو آپ کا تھا زینتِ دوش و کنار حیف
جبرئیل جسکے جھولے کی ڈوری ہلاتے تھے — جسم اُسکا خاک پر ہے طپاں بیشمار حیف
جسکے لئے کہ لاتے تھے رضواں لباسِ خلد — ہے لاش پر نہ اُسکے کفن جز غبار حیف
میکال جسکو لوریاں دیکر سُلاتے تھے — جسم اُسکا پائمال ہوا صد ہزار حیف
بعد از حسینؑ زندہ رہے جب تلک حرم — ماتم میں شاہِ دیں کے رہے سوگوار حیف
آلِ رسولِ پاک کی دولت کو دیکھئے — زائرؔ یہی ہے ہمکو تو بس انتظار حیف

چوبیسویں مجلس جنگِ بدر کی کیفیت بالاختصار پھر مصائب اہلبیت اطہار کا اظہار

غزوہ بدر اوّل فتوحات اسلام میں سے ہے اُس جنگ میں ہمرکاب سعادت انتساب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ الاطیاب صرف تین سو تیرہ اصحاب تھے ستر مہاجرین باقی انصار۔ اور لشکر مشرکین و کفار مکہ پیادہ و سوار نو سو سے زیادہ اور ایک ہزار سے کم تھے۔ تاریخ ابوالفدا میں لکھا ہے کہ کفار کے لشکر میں

نو سو پچاس نفر تھے جب حضرت کے لشکر والوں نے کفّار کی کثرت اور اپنی قلّت کو دیکھا تو ڈرے اور اپنے خوف کی وجہ حضرت کے سامنے بیان کی حضرت نے بارگاہِ باری میں استغاثہ کیا اور دُعا مانگی جناب حق سُبحانہ تعالیٰ نے حضرت کی دُعا قبول فرما کر ایک ہزار ملائکہ مقرّبین امداد کے لئے بھیجے اور اس بارہ میں ارشاد فرمایا۔ قولہ تعالیٰ۔ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین وما جعلہ اللّٰہ الّا بشریٰ لکم ولتطمئن قلوبکم وما النصر الا من عند اللّٰہ انّ اللّٰہ عزیز حکیم۔ یعنی جبوقت استغاثہ کیا تمنے پروردگار اپنے سے پس قبول کیا خدا نے تمہاری دُعا کو کہ میں تمہاری مدد کرنیوالا ہوں ایک ہزار فرشتے سے جو پے در پے آویں گے اور نہیں کیا ہے اس مدد کرنے کو ملائکہ کے ساتھ خدا نے مگر بشارت تمہارے واسطے تاکہ آرام پائیں دل تمہارے ورنہ فتحیاب ہونا دشمن پر صرف خدا کی طرف سے اور اُسکے حکم سے ہے۔ ملائکہ اور غیر ملائکہ پر کچھ منحصر اور موقوف نہیں ہے تحقیق خداوند تعالیٰ غالب ہے ہر چیز جسکا ارادہ کرے اور سب کام اُسکے منوط بحکمت ہیں۔ نیز یہ ہے کہ جناب باری عزاسمہ نے کفار کے دلوں میں اہل اسلام کا رُعب ڈالدیا تھا جسکی خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب۔ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ سنگریزے چُنکر لاؤ۔ جناب امیرؑ نے سنگریزے حاضر کئے۔ حضرت نے ایک مُٹھی سنگریزوں کی کفار کی جانب ڈالی۔ جن جن کے ماتھوں پر سنگریزہ لگا وہ کافر اُس جنگ میں مارا گیا۔ ان سنگریزوں کی بابت خدا تعالےٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی۔ یعنی اے محمدؐ نہیں پھینکا تو نے جبکہ تو نے سنگریزوں کو پھینکا بلکہ وہ خدا تعالیٰ نے خود پھینکے ہیں۔ اس لڑائی میں ستّر نفر مشرکین مارے گئے اور ستّر اسیر ہوئے۔ ستّر مشرکوں میں سے ستائیس کافروں کو تنہا صرف جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ نے قتل کر کے واصلِ جہنم کیا اور باقیوں کو لڑنے والے صحابہ اور ملائکہ نے فی النار کیا۔ ابو بشیر انصاری عباس بن عبد المطلب اور عقیل بن ابیطالب کو گرفتار کر کے حضرت کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے ابو بشیر انصاری سے پوچھا کہ اِن کے گرفتار کرنے میں تیری اور بھی کسی نے امداد کی تھی۔ اُس نے کہا کہ ہاں حضرت ایک شخص سفید پوش نے میری امداد کی تھی۔ حضرت نے فرمایا وہ فرشتہ تھا۔ پھر جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس سے فرمایا کہ تم اپنی جانب سے اور عقیل کی طرف سے فدیہ دو۔ اُنہوں نے کہا کہ میں پہلے سے بشرف اسلام مشرّف ہو چکا ہوں۔ لیکن قریش زبردستی مجھکو اپنے ہمراہ لائے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اگر تم سچ کہتے ہو تو خدا اس امر کو جانتا ہے وہ تمکو جزائے خیر دیگا۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ تم ہمارے دشمنوں کے لشکر میں تھے۔ اے عبّاس تم لوگوں نے جناب ربِّ قدیر کی تقدیر سے لڑنا چاہا تھا۔ خدا نے تمکو شکست دی۔ اب تم فدیہ اپنا اور عقیل کا ادا کرو۔ اُنہوں نے کہا کہ مکہ سے چلتے وقت میں چالیس اوقیہ سونا اپنے ہمراہ لایا تھا سو وہ تمام زر میرا یہاں لٹ گیا ہے اور آپ ہی کے لشکر والوں نے لیا ہے اُسکو ہماری جانب سے فدیہ خیال فرمائے۔ حضرت نے فرمایا وہ مال ہمکو خدائے تعالیٰ نے غنیمت میں

لڑنے والے صحابہ اسواسطے کہا گیا ہے کہ بعض لوگ اس مقام پر ایسے بھی تھے کہ جنکا عدم اور وجود برابر تھا نہ وہ لڑے اور نہ کسی کافر کو قتل کیا۔ زیر۔ ۱۲+

دیا ہے اسلئے وہ مال تمہارا فدیہ نہیں ہوسکتا۔ عباس نے کہا کہ یا حضرت میرے پاس تو کچھ نہیں میں کہاں سے فدیہ دوں حضرت نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو کہاں گیا وہ مال جو تم اُمّ الفضل کے پاس امانت رکھکر آئے ہو اور تمنے آتے وقت یہ کہا تھا کہ اگر مجھکو کوئی حادثہ پیش آئے تو تم یہ مال تقسیم کر لینا عباسؓ نے کہا کہ آپ کو اس امر کی کیونکر اطلاع ہوئی حضرت نے فرمایا مجھکو جناب باری تعالیٰ نے خبر دی جو عالم الغیب ہے۔ عباس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک رسول اللہ تعالےٰ کے ہیں کیونکہ اس مال کی خبر سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی کو نہ تھی۔ پس عباس اور عقیل اُس مقام پر دونوں مسلمان ہوگئے۔ مگر چونکہ ابھی تک اُنہوں نے فدیہ ادا نہیں کیا تھا مثل دیگر مشرکین کے قید رہے۔ ینابیع المودۃ میں احمد بن عبد اللہ طبری مکی شافعی کی کتاب ذخایر العقبیٰ سے نقل کیا ہے کہ سوید بن الاصم سے روایت ہے کہ عباس بن عبد المطلب بروز جنگ بدر جو مشرکین کے ساتھ آئے تھے تو اُنکا آنا بالاجبار والاکراہ تھا یعنی ابوسفیان وغیرہ کفار و ملاعنہ اُن کو زبردستی پکڑ لائے تھے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں نے فتح پاکر جب مشرکین میں سے ستر آدمیوں کو قید کر لیا تو منجملہ مقیدین کے یہ بھی تھے۔ اُنکی مشکیں بندھی ہوئی تھیں اور وہ آہ آہ کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ جو اُن کی آہ کی آواز سُن رہے تھے اسلئے آنحضرت کو نیند نہ آتی تھی۔ آخر کار جب ایک صحابی نے اٹھکر اُنکی مشکیں ڈھیلی کردیں اور اُن کی آہ موقوف ہوگئی تب رسول اللہ کو آرام آیا۔ حضرت نے فرمایا کیا سبب ہے کہ اب عباس کے نالہ کی آواز نہیں سُنائی دیتی۔ اُس صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اُنکی مشکوں کی رسّی ڈھیلی کردی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ کُل قیدیوں کی مُشکوں کی رسّیوں کو ڈھیلا کردو۔ حضرات مومنین اب خیال کرنا چاہئے کہ عباس بن عبد المطلب اگرچہ جناب رسول اللہ کے چچا تھے لیکن جنگ بدر کے موقع تک کافر اور مشرک تھے اور جناب رسولِ خدا حضرت باری تعالیٰ شانہ کی محبت میں کافروں اور مشرکوں کا ہرگز کچھ لحاظ نہ کرتے تھے چاہے وہ کیسے ہی عزیز اور قریب کیوں نہ ہوں۔ مگر باوجود اِن تمام اُمور کے چچا کی آہیں سُنکر رسول اللہ کو چین اور آرام نہ آتا تھا۔ جب اُنکی مشکوں کی رسّی ڈھیلی کردی گئی اور اُنکو آرام آیا تب جناب رسالتمآب نے بھی چین اور قرار پایا اور مومنین کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ عباس کے صرف شانوں میں رسّی بندھی ہوئی تھی۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی طرح سے بدن میں غل جامع خاردار اور پاؤں میں بیڑیاں گراں بار نہ تھیں۔ کیوں حضرات مومنین اگر جناب رسول اللہ جناب امام زین العابدین اور اپنی اہلبیت طاہرین کو اُس قید سخت و شدید کی حالت میں دیکھتے تو حضرت کو کسقدر صدمہ ہوتا۔ مگر ظاہر ہے کہ روحِ مبارک حضرت کی اپنی اہلبیت کی حالت پر مطلع ہو کر سخت بے چین اور بیقرار تھی۔ کتاب واعۃ ساکبہ میں لکھا ہے کہ ابن نما رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ہمکو یزید ملعون کے سامنے لے گئے تو ہم بارہ آدمی غل و زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے جسوقت ہمکو یزید بددین کے سامنے کھڑا کیا تو میں نے یزید سے کہا کہ اے یزید میں تجھکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تو کیا گمان کرتا ہے کہ اگر ہمارے جد امجد جناب رسول اللہ ہمکو اس حال میں دیکھتے تو حضرت کی کیا حالت ہوتی یزید عنید نے کچھ جواب نہ دیا۔ جناب فاطمہ کبریٰ دختر سید الشہدا نے فرمایا کہ اے یزید بیٹیاں جناب رسول اللہ کی تیرے سامنے

قید ہیں یہ فقرہ سُنکر تمام اہلِ دربار بآواز بلند رونے لگے اور یزید شقی کے گھر میں سے بھی رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔
دمعہ ساکبہ میں مقتل ابی مخنف سے نقل کیا ہے یزید عنید بید کی چھڑی جناب سید الشہدا کے لب و دنداں پر مارتا تھا اور
خوش ہوتا تھا اور ہنستا تھا۔ اس عرصہ میں ایک لڑکی یزید پلید کے گھر سے نکلی اور یزید کے قریب آکر اُس نے کہا کہ اے
ملعون خدا تیرے ہاتھوں اور پاؤں کو قطع کرے تو فرزند پیغمبر کے لب و دنداں پر چھڑی مارتا ہے اور خوش ہوتا ہے ارے
شقی تو یہ نہیں خیال کرتا کہ جناب رسول اللہ ان دانتوں اور لبوں پر بوسے دیا کرتے تھے۔ یزید غضبناک ہوا اور کہا کہ خدا
تیرے سر کو کاٹے تو یہ کیا کہتی ہے۔ اُس نے کہا کہ اے یزید اُسوقت میں خواب و بیداری کے مابین تھی یعنی نہ تو بالکل
سو گئی تھی اور نہ بالکل جاگ رہی تھی کہ میں نے دیکھا کہ آسمان پر ایک دروازہ کھل گیا اور ایک نور کی سیڑھی آسمان سے
زمین تک لگا دی گئی۔ پس ناگاہ دو لڑکے سبز پوش اُس سیڑھی پر سے اُترے۔ اُن دونوں کے لئے ایک فرش زبر جد
جنت کا بچھا دیا گیا اُس فرش کا نور مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔ اس عرصہ میں ایک بزرگوار بلند قامت رفیع الشان
تشریف لائے اور اُس فرش کے وسط میں بیٹھ گئے۔ اُنہوں نے آدم ابو البشر کو بلایا آدم آئے پھر سام کو بلایا وہ آئے
پھر اسماعیلؑ اور موسیٰؑ اور عیسےٰؑ کو بلایا وہ سب آکر اُس فرش پر بیٹھے پھر میں نے ایک جانب کو دیکھا کہ ایک بی بی کھڑی ہوئی
ہے اور بال اُسکے بکھرے ہوئے ہیں۔ اُس نے اپنی جانب حوّا اور خدیجہ اور ہاجرا اور سارا اور مریم کو بلایا تب ناگاہ میں نے
ایک آواز دینے والے کی آواز کو سُنا کہ وہ کہتا ہے کہ یہ فاطمہ زہرا دختر محمد مصطفےٰ زوجہ علی مرتضےٰ مادر سید الشہدا مقتولِ
کربلا ہیں۔ پھر اُس خاتونِ معظمہ نے بآواز بلند کہا کہ اے بابا آپنے دیکھا کہ آپ کی اُمت نے میرے فرزند حسینؑ پر کیا کیا
ظلم کئے یہ سُنکر جناب رسول اللہ بآواز بلند رونے لگے اور جسقدر انبیا اور ملائکہ اُس جگہ پر موجود تھے سب بآواز بلند روئے
پھر میں نے دیکھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے فرقِ انور کے گرد ہزاروں آدمی جمع ہیں۔ ایک اُنمیں سے تیرے گھر کی
طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ اس گھر والے کو پکڑ لو اور گھر کو جلا دو اور میں نے سُنا کہ تو اُسوقت کہہ رہا ہے کہ ہائے آگ
ہائے آگ اب میں آگ سے کہاں بھاگ سکتا ہوں۔ پس یہ حال دیکھکر میں خبر کرنے کیلئے آئی ہوں۔ یزید عنید نے اُس لڑکی کو
قتل کرا دیا۔ اور مقتل مذکور کے بعض نسخوں میں یہ بھی ہے کہ یزید شقی نے اُس لڑکی سے کہا کہ تو مجھکو میرے مُلک کے سرداروں
اور امیروں کے سامنے شرمندہ اور ذلیل کرتی ہے۔ یہ کہکر حکم دیا کہ اُسکو قتل کیا جائے چنانچہ وہ قتل کی گئی +

پچیسویں ۲۵ مجلس دربیان جنگِ اُحد و مصائب سید الشہدا علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الذی اقام الدین المتین بارشادات نبیہ سید المرسلین
وحملات ولیہ امیر المومنین وجعل رسولہ بھما ایت الخلق سراجاً منیراً و وصیہ للمشرکین مبیراً۔
صلواۃ اللہ علیہما و ذریتہما الذین طہرھم اللہ تطہیراً۔ وھو الذی عجبت ملائکۃ السماء

لہ من الحملات فی الھیجاء - نی حقہ نادی امین اللہ فی - جو السماء بمسمع الخصماء - لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی - الا علیؑ وھو خیر ندا ء - سیف لاحکام الشریعۃ مکمل کالشمس للا ثمار فی الا صھو ا ء - حضرات مومنین چونکہ جنگ بدر میں ستر آدمی مشرکین کے مقتول اور ستر نفر اسیر ہوئے تھے اسلئے ابوسفیان وغیرہ کفار مکہ کو سخت رنج اور صدمہ اپنے کشتوں پر تھا - ابوسفیان نے عورتوں کو اپنے مردوں پر رونے سے منع کر دیا تھا تا کہ گریہ وزاری رنج اور غم کو کم نہ کر دے اور وہ ملعون مع دیگر ملاعنہ لڑائی کے سامان میں مشغول تھا یہانتک کہ دوسرے سال پھر جنگ کا سامان کر کے مع تین ہزار سوار اور دو ہزار پیدل کے آمادۂ کارزار ہو کر جانب مدینۃ الرسول متوجہ ہوا اور یہ کفار قریش اپنی عورتوں کو بھی اپنے ہمراہ لائے تا کہ جنگ بدر کی مصیبت کو یاد دلاتی رہیں اور مردانِ جنگی کو لڑائی پر تحریص اور ترغیب دیں - ادھر جناب رسولخدا کو جب کفار قریش کے آنیکی خبر ملی تو حضرت بھی مدینہ سے باہر تشریف لائے تا کہ مقام لڑائی کا مقرر فرمائیں - چنانچہ ان معنوں میں حق تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے - واذ غدوت من اھلک تبوی المومنین مقاعد للقتال واللہ سمیع علیم یعنی یاد کر اے محمدؐ اسوقت کو کہ جب بوقت صبح باہر آیا تو اپنے اہل سے اور مہیا اور مقرر کرتا تھا تو مومنین کے کھڑے ہونیکے واسطے مقام جنگ کا - واضح ہو کہ یہ لڑائی ہفتہ کے دن پندرھویں تاریخ ماہ شوال کی ۳ سنہ ہجریہ میں واقع ہوئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں کا شمار کیا تو کل مردانِ جنگی سات سو آدمی تھے اور یزید لعین کے دادا اور معاویہ کے باپ ابوسفیان کے لشکر شقاوت اثر میں تین ہزار سوار زرہ پوش اور دو ہزار پیدل تھے جناب رسول اللہ اس طرح استادہ ہوئے کہ مدینہ پس پشت تھا بائیں طرف کو جو درۂ کوہ تھا اُسپر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو مع پچاس تیراندازوں کے مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ اُس طرف سے مشرکین کو نہ آنے دیں - اور اُن سے فرما دیا کہ ہم غالب ہوں یا مغلوب بہر کیف تم اپنے اس مقام سے حرکت نہ کرنا - جب تک ہم تمکو نہ بلائیں وہیں ٹھہرے رہنا - ابوسفیان شقی نے خالد بن ولید کو مع دو سو نفر کے کمین گاہ پر استادہ کیا اور کہدیا کہ جب ہم اہل اسلام سے لڑنا شروع کریں تو تم کمین سے نکلکر مسلمانوں پر حملہ کرنا - جناب رسول اللہ نے میمنہ لشکر پر عکاشہ اور میسرہ پر ابوسلیمان مخزومی کو مقرر فرمایا اور علم نصرت شیم جناب امیر المومنین حیدرؑ کرار کو عنایت فرمایا مشرکین قریش نے اپنے لشکر کی صفیں اس طرح آراستہ کیں کہ میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو مقرر کیا - اور عبداللہ بن طلحہ کو سو تیرانداز کا سردار مقرر کیا اور لوائے ضلالت انتما طلحہ بن ابی طلحہ کے سپرد کیا - غرض جب صفیں آراستہ ہو چکیں تو پہلے ابو عامر مع پچاس نفر کے میدانِ کارزار میں آیا اور وہ لوگ اہل اسلام پر تیر برسانے لگے اور چند غلام قریش کے اہل اسلام پر پتھر مارتے تھے - مجاہدانِ دین نے ابو عامر پر حملہ کیا وہ تاب مقاومت نہ لا سکا مع اپنے رفقا کے بھاگ گیا - اُس روز عورتیں مشرکین کی دف بجاتی تھیں اور مقتولین بدر کو یاد دلاتی تھیں اور لڑائی پر تحریص اور ترغیب دیتی تھیں - جب لشکر اسلام کی طرف سے تیر چلے تو عورتیں بھاگ کر مشرکین کی صفوں کے پیچھے

چاہئیں اُسوقت طلحہ بن ابی طلحہ حامل لوائے مشرکین کا میدان میں آیا یہ شقی کفار قریش میں ایسا بہادر پہلوان تھا کہ اُسکو کبش الکبیشہ کہا کرتے تھے یعنی سردار فوج جرار کا۔ اُس نے میدان میں آتے ہی کہا کہ اے محمدؐ تمکو گمان ہے کہ تم ہمکو قتل کرکے جہنم کی طرف بھیجتے ہو اور اہل اسلام میں سے جو شخص ہمارے ہاتھ سے قتل ہوتا ہے وہ بہشت میں جاتا ہے اب جسکو بہشت میں جانا منظور ہو وہ میرے سامنے آئے۔ اُس نے رجز پڑھی اور مبارز طلبی کی۔ اہل اسلام میں سے کُل مہاجر اور انصار سب خاموش تھے کوئی اُسکے مقابلہ کے لئے قدم نہ بڑھاتا تھا۔ جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب حملہ آور ہوئے۔ طلحہ نے جب حضرت کو دیکھا تو ڈرا اور عرض کیا کہ آپ کون ہیں جو میرے جیسے تجربہ کار بہادر کے ساتھ لڑنے کیواسطے آئے ہیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہوں علیؑ ابن ابیطالب۔ طلحہ نے کہا کہ اے اقصم میں نے تجھے پہچان لیا۔ میں تمہاری جرات اور بہادری سے آگاہ ہوں تمہارے بغیر میرے مقابلہ کی کوئی شخص تاب نہیں لا سکتا اے حضرات مومنین طلحہ بن ابی طلحہ نے جو اسوقت جناب امیر المومنین علیہ السلام کو بلفظ اقصم تعبیر کیا۔ اُسکی وجہ تسمیہ کی بابت علی بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ جنگ اُحد میں طلحہ علمدار لشکر کفار نے جناب حیدر کرار کو اقصم کیوں کہا حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ابتدائے بعثت حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کفار قریش ظاہر بظاہر خود جناب رسولخدا کو آزار نہ پہنچا سکتے تھے۔ کیونکہ جناب ابو طالب جب تک زندہ رہے آنحضرت کی مدد کرتے رہے۔ اُس زمانہ میں کفار قریش اپنے لڑکوں کو سید الانبیا کے آزار پہنچانے کی ترغیب اور تحریص دیا کرتے تھے۔ لڑکے اپنے دامنوں میں پتھر بھر کر کوچوں اور گلیوں میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ جس راہ سے وہ ہادئ دین یعنی سید المرسلین گزرتے تھے۔ اطفال قریش حضرت پر پتھر مارتے تھے۔ جناب رسولخدا بوجہ خلق عظیم وحوصلہ وسیع آزار پاتے تھے۔ پتھر کھاتے تھے مگر صبر فرماتے تھے۔ ان جاہلوں کو کچھ نہ کہتے تھے حضرت امیر المومنین علیہ السلام باوجود اسکے کہ بہت کم سن تھے۔ جب اس حال سے مطلع ہوئے۔ عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ جب آپ گھر سے نکلیں مجھے اپنے ہمراہ لے چلیں۔ اطفال قریش کی اذیت اور آزار کو میں آپ سے دفع کرونگا۔ پس اُسوقت سے یہ معمول ہوا کہ جب حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لیجاتے۔ اسد اللہ الغالب پیچھے پیچھے ہو لیتے۔ جب اطفال قریش اپنے باپوں کی تعلیم کی وجہ سے درپے آزار ہوتے تو جناب امیر علیہ السلام اُن کو پکڑ کر زمین پر دے مارتے تھے۔ کسی کا ہاتھ توڑ ڈالتے تھے اور کسی کا پاؤں۔ لڑکے روتے ہوئے اپنے اپنے ماں باپ کے پاس جاتے تھے اور کہتے تھے۔ اقصمنا علیؑ یعنی علیؑ نے ہمکو مجروح اور زخمی کر دیا ہے۔ اس وجہ سے کفار قریش علیؑ کو اقصم کہا کرتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلحہ نابکار نے ایک تلوار کا وار جناب حیدر کرار پر کیا۔ حضرت نے اُسکے وار کو خالی دیکر شمشیر صاعقہ بار کے ایک ہی وار سے دونوں ٹانگیں اُس شقی کی کاٹ ڈالیں۔ علم اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خود منہ کے بھل زمین پر گر پڑا۔ اور اسی زخم سے واصل جہنم ہوا۔ تب اُسکے بھائی ابو سعید بن ابی طلحہ نے علم کو اُٹھایا۔ جناب امیر علیہ السلام

نے اُسکو بھی قتل کیا۔ پھر عثمان نے جو اِن دونوں کا بھائی تھا علم کو اُٹھایا۔ اُسکو بھی اسد اللہ الغالب نے واصلِ نار کیا۔ پھر نافع بن ابی طلحہ نے علم کو اُٹھالیا اُسکو بھی حضرت نے قتل کیا۔ پھر حارث بن ابی طلحہ نے علم اُٹھایا اُسکو بھی امیر المومنین علیہ السلام نے قتل کیا۔ پھر عزیز بن عثمان نے علم اُٹھایا وہ بھی بضربِ اسد اللہ الغالب واصلِ جہنم ہوا۔ پھر عبد اللہ بن حمیلہ نے مشرکین کا علم اُٹھایا وہ بھی بضربِ حیدرِ کرّار واصلِ نار ہوا۔ پھر بنی عبد الدار میں سے ایک اور شخص نے علم اُٹھایا وہ بھی جناب امیر علیہ السلام کے دستِ حق پرست سے قتل ہوا۔ بعد اسکے ارطات بن شرجیل نے علم کو اُٹھایا۔ آخر کار وہ بھی بضربِ حیدرِ کرار داخلِ نار ہوا۔ پھر بنی عبد الدار کے غلام مسمی صواب نے علم کو اُٹھایا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اُسکے داہنے ہاتھ کو تلوار سے کاٹا۔ اُس نے بائیں ہاتھ میں علم لیا۔ حضرت نے اُسکا وہ ہاتھ بھی قلم کیا۔ اُس نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے علم کو تھام لیا اور کہا کہ اے بنی عبد الدار جو کچھ شرطِ وفا تھی میں نے ادا کی۔ جناب امیر علیہ السلام نے ایک تلوار سے اُسکا کام تمام کیا۔ علم زمین پر گرا مشرکین بھاگ گئے۔ بعض اہلِ اسلام لوٹنے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ عبد اللہ بن جبیر کے ہمراہی نے دنیائے دنی کی طمع میں جناب رسولخدا صلعم کے حکم سے عدول کیا اور عبد اللہ بن جبیر کے کہنے کو بھی نہ سُنا۔ لوٹنے کے لئے دوڑے صرف بارہ آدمی عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ رہ گئے۔ اِس عرصہ میں عمرہ دختر القمہ نے مشرکین کے علم کو بلند کیا۔ خالد بن ولید درے کی طرف متوجہ ہوا۔ عبد اللہ بن جبیر کو مع اُسکے ساتھیوں کے شہید کیا۔ بھاگے ہوئے مشرکوں نے جب علم کو برپا دیکھا پھر جمع ہو گئے اور اہلِ اسلام کو دونوں طرف سے گھیر لیا۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ جناب رسولخدا کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جناب رسولخدا باواز بلند ارشاد فرماتے تھے کہ اے گروہِ مسلمین کہاں جاتے ہو۔ میں ہوں رسول خدا کا آؤ میری طرف۔ لشکرِ اسلام اُسوقت تین قسم پر منقسم تھا۔ کچھ بہادر جان نثار سعادتِ شہادت پا چکے تھے اور باقی بھاگ گئے تھے اور بموجب ارشاد جناب صادق علیہ السلام صرف علی مرتضےٰ شیرِ خدا اور ابو دجانہ انصاری جناب رسولخدا کے سامنے سینہ سپر رہے اور مسماۃ نسیبہ جسکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجروحوں کے علاج کے واسطے ساتھ لے آئے تھے میدانِ کارزار میں ثابت قدم رہی۔ جو لوگ مشرکین میں سے جناب رسول اللہ صلعم پر حملہ آور ہوتے تھے علی مرتضےٰ شیرِ خدا اُن کو قتل کرتے تھے۔ یہانتک کہ وہ پس پا ہو جاتے تھے۔ مسماۃ نسیبہ مازنیہ جو مجروحوں کے علاج کیواسطے ساتھ تھی جب اُسکے بیٹے نے بھاگنے کا قصد کیا تو اُس نے دوڑ کر اُسکو پکڑ لیا اور کہا کہ بیٹا تو رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے۔ اُسکو واپس لائی اور وہ جہاد کر کے بدرجہ شہادت فائز ہوا۔ نسیبہ نے اپنے بیٹے کی تلوار سے اُسکے قاتل کو واصلِ جہنم کیا۔ جناب رسولخدا نے نسیبہ کو آفریں کی اور فرمایا کہ تجھکو خدا برکت اور جزائے خیر دے۔ نسیبہ سینہ سپر بنکر کھڑی رہی یہانتک کہ بہت زخمی ہو گئی۔ ابنِ قمہ ملعون نے اُسوقت حضرت پر حملہ کیا اور حضرت پر ایک تلوار کا وار کیا اور خود ہی پکار اُٹھا کہ قسم ہے لات وعزیٰ کی میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ اُسوقت رسولخدا نے ایک نامرد کو مہاجرین میں سے دیکھا کہ ڈھال ہاتھ میں لئے ہوئے بھاگا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے صاحبِ سپر اپنی سپر کو پھینکدے اور خود راہی جہنم ہو۔ اُس نے ڈھال ہاتھ سے

گرا دی اور خود بھاگ گیا۔ نسیبہ نے وہ ڈھال اٹھالی اور جہاد کرتی رہی۔ حضرت نے فرمایا کہ نسیبہ کا مقام آج کے دن بہتر ہے اُن لوگوں سے جو بھاگ گئے اور نصرت نہیں کر سکے۔ غرض اس عرصہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ حضرت نے ذوالفقار جناب حیدرِ کرار کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اس سے جہاد کرو۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے کفار پر حملہ کیا اور بضربِ ذوالفقار بہت سے نابکار و اصلِ نار کئے۔ جنابِ رسولخدا قریب کوہ احد کے تشریف لائے۔ اور پشت بکوہ متوقف ہوئی تا کہ جنگ ایک طرف سے ہو۔ کیونکہ سوائے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اور کوئی لڑنے والا نہ تھا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام سینہ سپر حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے استادہ تھے اور دم بدم مشرکین کو دفع کرتے تھے۔ یہانتک کہ جناب امیر علیہ السلام کے سر و شکم و سینہ و دست و پا پر نوّے زخم آئے اور جناب حیدرِ کرار اس دن اسقدر لڑے کہ مشرکین باوجود اپنی کثرت کے کئی مرتبہ سامنے سے بھاگ گئے۔ اُسوقت سب لوگ سُنتے تھے کہ آسمان سے آواز آتی تھی۔ لا سیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الا علی یعنی تلوار کوئی ذوالفقار کے برابر نہیں اور جوان کوئی علیؑ کے برابر نہیں ہے۔ پس جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ قسم خدا کی حقِ اخوت اور نصرت یہی ہے جو علیؑ آپ کے واسطے بجا لائے۔ رسولِ خدا نے فرمایا کہ کیونکر علیؑ میری نصرت نہ کرے حالانکہ میں اُس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔ جبرئیل امینؑ نے کہا میں آپ دونوں سے ہوں۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بطریق اہلسنت ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب کے لئے چار خصلتیں اور فضیلتیں ایسی ہیں کہ اُنمیں کوئی اور شخص شریک نہیں۔ اوّل یہ کہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ دوسرے یہ کہ ہر جنگ میں علمِ لشکر حضرت ہی کے پاس ہوتا تھا۔ تیسرے یہ کہ سب لوگ بھاگتے تھے مگر یہ ہمیشہ ثابت قدم رہتے تھے۔ چوتھے یہ کہ جناب رسول اللہ کو اپنے ہاتھ سے اُس جناب نے قبر میں اُتارا۔ اس لڑائی میں تین پتھر جناب خیر البشر کے بدنِ اقدس پر کفار نے مارے۔ ایک پیشانی نورانی پر دوسرا دندانِ مبارک پر تیسرا شکمِ مقدس پر۔ اس اثنا میں شیطانِ لعین نے آواز دی کہ محمدؐ قتل ہوئے۔ یہ آواز ہلاکت طراز مدینہ میں پہنچی سب لوگ مضطرب اور بیتاب ہوگئے۔ بالخصوص جناب فاطمہ زہراؑ کو سخت صدمہ ہوا۔ بیتابانہ گھر سے نکل پڑیں اور کوہِ احد کی طرف روانہ ہوئیں۔ اُن دنوں میں جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا نے بیماری سے شفا پائی تھی لہذا نہایت ضعیف اور ناطاقت تھیں۔ جب شہر سے باہر پہنچیں تو ایک عورت قبیلۂ بنی ذوبان میں سے راہ میں ملی کہ اُسکا شوہر اور بیٹا اور بھائی جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی رکاب سعادت انتساب میں حاضر تھے۔ اُس نے جناب سیدہؑ سے عرض کیا کہ میں اپنے عزیزوں کی تلاش میں جاتی ہوں اور جناب رسولخدا کی خبر خیریت آپ کے واسطے لاتی ہوں۔ آپ یہاں توقف فرمائیں آپ بہ سبب ضعف کے چلا نہ جائیگا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا اگر تو میرے پدر بزرگوار کی خیریت کا مژدہ مجھکو پہنچائیگی تو میں رسولخدا سے تیری سفارش کروں گی کہ وہ حضرت

تیری شفاعت فرمائیں۔ جب تو حضرت کی خدمت میں پہنچے تو میرا سلام عرض کرنا۔ یہ کہکر جناب سیدہ علیہا السلام ایک باغ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئیں اور وہ زن سعادتمند روانہ ہوئی۔ جب کوہ احد کے قریب پہنچی تو بہت کشتے دیکھے منجملہ اُن کے لاش اپنے شوہر کی دیکھی۔ لیکن ملتفت نہ ہوئی آگے بڑھکر اپنے بھائی کی لاش دیکھی۔ اُسکے پاس بھی نہ ٹھہری۔ جب اور آگے بڑھی تو دیکھا کہ بیٹا دم توڑ رہا ہے۔ اُس نے پکارا اور کہا کہ اے ماں ذرا توقف کر کہ میرے بدن سے روح مفارقت کر جائے۔ اس زن سعادتمند نے کہا کہ اے بیٹا مجھپر سخت دشوار اور ناگوار ہے کہ تجھے اس حال میں دیکھوں لیکن کیا کروں کہ میں توقف نہیں کر سکتی اسلئے کہ مجھکو جناب سیدہؑ نے رسولخدا کی طرف پیغام دیکر بھیجا ہے جب تک رسولخدا کو نہ دیکھلوں مجھے آرام نہ آئیگا۔ یہ کہکر وہ اُس ٹیلے کے پاس پہنچی جہاں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور لشکر کفار منہزم ہو چکا تھا۔ اُس نے پیغام جناب سیدہ کا پہنچایا حضرت نے فرمایا کہ تجھے خدا جزائے خیر دے۔ فاطمہ کو یہاں میرے پاس لے آ۔ اور اُسکو خوشخبری میری سلامتی کی پہنچا پس وہ عورت واپس آئی اور جناب سیدہؑ کو ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں پہنچی۔ جناب سیدہ اپنے پدر بزرگوار جناب احمد مختار کی خدمت میں پہنچیں تو حضرت کے قدموں پر گر پڑیں۔ حضرت نے اپنے لخت جگر کو چھاتی سے لگایا۔ باپ اور بیٹی دونوں خوب روئے بعد اُسکے جناب سیدہؑ نے رسولخدا کے زخموں کو دھویا۔ آہ آہ اے حضرات مومنین یہ کیفیت کسقدر مشابہ ہے سکینہ خاتون کے حال سے۔ جب جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا شہید ہو چکے اور جناب سکینہؑ خاتون اپنے باپ مظلوم کی لاش پر پہنچیں تو جناب سید الشہدا کی لاش سے لپٹ کر روتی تھیں۔ جناب سیدہؑ نے اپنے پدر بزرگوار کو زندہ پایا اور حضرت کو مجروح دیکھکر خوب روئیں۔ لیکن سکینہ خاتون کی مصیبت کو خیال کرنا چاہیے کہ انہوں نے اپنے پدر مظلوم کو کس حالت میں پایا۔ سر انور نیزہ پر تھا اور بدن خاک و خون میں غلطاں۔ سکینہ خاتون اپنے باپ کی کٹی ہوئی گردن کو چومتی تھیں اور اُس گردن سے جو بوسہ گاہ رسالت پناہ تھی یہ آواز آتی تھی۔ انا السبط الذی من غیر جرم قتلونی۔ وبجرد الخیل بعد القتل عمداً سحقونی یا شیعتی ان شربتم ماء عذب فاذکرونی۔ او سمعتم بشہید او قتیل فاندبونی یالیتنی یوم عاشورہ جمیعاً تنظرونی۔ کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحمونی سکینہؑ اپنے باپ مظلوم کی لاش سے لپٹی ہوئی رو رہی تھیں۔ مگر اعدائے دین اُس مظلومہ کو اپنے باپ کی لاش پر رونے بھی نہ دیتے تھے۔ کس منہہ سے کہوں کہ سکینہؑ خاتون کو اپنے پدر بزرگوار کی لاش سے ستمگاروں نے کیونکر جدا کیا۔ شمر ملعون سنگدل نے اُس یتیم حسینؑ پر وہ ظلم کیا کہ جس کے بیان سے زبان قلم لال ہے + + +

چھبیسویں مجلس در بیان شہادت حضرت سیّد الشہدا امیر حمزہ علیہ السلام پھر مصائب جناب سیّد الشہدا حسین علیہ السّلام کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی جعل البلاء فی دار الدنیا للانبیاء ثم للاولیاء الامثل فالامثل۔ والصلوٰۃ علی سیدنا و نبینا و شفیعنا و حبیب قلوبنا محمد بن عبد اللہ منزل الکتاب المنزل۔ افضل الانبیاء والرسل واشرف الاواخر والاوائل اعلاھم صبراً وامتحاناً واشد ھم بلاءً وارفعھم محلاً وشاناً واجلھم منزلۃً ومکاناً ونسلم علی آلہ الذین قُتِلوا فی سبیل اللہ وجاھد واحق الجہاد وصبر واحق الاصطبار سلاماً دائماً مادام اللیل والنھار۔ امابعد پس مخفی نرہے کہ اُحد کی لڑائی پندرہ[۱۵] شوال ۳ھ ہجری میں واقع ہوئی ہے۔ کفار قریش بروز چہارشنبہ بارھویں شوال کو قریب کوہ احد کے آئے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم چودھویں شوال کو بروز جمعہ وہاں تشریف لے گئے بروز شنبہ پندرھویں[۱۵] شوال کو لڑائی شروع ہوئی لشکر کفار میں بنابر روایت مشہور کے تین ہزار آدمی تھے جن میں سے دو ہزار سوار تھے اور تین ہزار اونٹ اپنے ہمراہ لائے تھے اور اصحاب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کے ہمرکاب سعادت انتساب سات سو نفر تھے۔ لیکن عبد اللہ بن ابی سلول منافق مع تین سو نفر منافق کے حضرت کے لشکر سے جدا ہو گیا تھا۔ اکثر مورخین کا اسپر اتفاق ہے کہ اُس لڑائی میں حضرت محبوب ربانی کے بھہائے مبارک وپیشانی نورانی زخمی ہوئی۔ اور بروایت شیخ طبرسی یہ ثابت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے حضرت کے دندان منور پر پتھر مارا یہانتک کہ خون چہرۂ انور پر جاری ہوا حضرت نے فرمایا کہ کسطرح رستگار ہوگا وہ گروہ جو اپنے پیغمبر سے اس طرح پیش آئے۔ اُسوقت جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خون کو رُوئے انور سے پونچھتے تھے اور فرماتے تھے۔ اللھم اھد قومی انھم لا یعلمون یعنی بار الہا میری قوم کو ہدایت کر یہ نہیں جانتے کہ میں تیرا پیغمبر ہوں۔ اور اُس خون کو حضرت زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے۔ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر اُس خون میں سے کوئی قطرہ زمیں پر گرتا تو اہل زمیں پر فوراً عذاب نازل ہوتا۔ منقول ہے کہ جب جناب رسول اللہ زخمی ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ امم سابقہ پر غضب الہٰی اسلیئے شدید ہوا کہ وہ اعتقادات فاسدہ رکھتے تھے اور اس امت پر غضب خدا کا شدید اور سخت ہوگا مجھے اور میرے اہلبیت کو ایذا پہنچانے کی وجہ سے۔ حضرات مومنین علمار امامیہ ایدہم اللہ فی البریہ کا اسپر اتفاق ہے کہ جناب رسول خدا کے دندان مبارک پتھر کے صدمے سے متحرک ہو گئے تھے لیکن جدا نہیں ہوئے۔ کیونکہ جناب صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

دنیا سے بجانب اعلاء علیین ایسی حالت میں تشریف لے گئے ہیں کہ کوئی عضو آنحضرت کا ناقص نہیں ہوا تھا۔ پس اے مومنین جنگِ احد میں بظاہر تین پتھر جناب حبیب داور کے بدن اطہر پر لگے ہیں مگر فی الحقیقت بنظر باطن اگر غور کیا جائے تو وہ بہتر زخم نہیں نہیں بلکہ ایک ہزار نوسو جراحت۔ نہیں نہیں بلکہ چار ہزار زخم پتھروں کے اور ایک سو اسی زخم تلواروں اور نیزوں اور پتھروں کے جو حسینؑ فرزند رسول الثقلین کے بدنِ اقدس پر لگے ہیں وہ کل زخم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بدنِ مبارک پر لگے ہیں اور اُن کل جراحتوں نے جناب سید کونین کے جسمِ انور کو مجروح کیا ہے۔ وہ بدنِ اطہر فرزند پیغمبر کا جو پتھروں کی کثرت سے مثل خار پشت کے ہوگیا تھا اگر بنظرِ امعان دیکھا جائے تو اُن پتھروں کی بوچھار نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بدنِ اقدس کو غربال کر دیا تھا۔ للہ در القائل۔

قد ضم فطریہ الطعان فجسمہ	کالتاج بالطعن الذبوح مرصع
تقع السہام علی القناء اذ لم یکن	بین الاسنۃ والاسنۃ موضع
للہ شخص فیہ الفجراحۃ	طعنا وضربا کیف لا یتضعضع
نسجوا علیہ من مقدمہ بہا	درعا دلاصا بالنجیع یوشع

منقول ہے کہ جب جناب سید الشہداء لڑتے لڑتے تھک کر تھوڑی دیر کے لئے مستراح میں بقصد استراحت کھڑے ہوگئے اُسوقت ایک شقی نے حضرت کی پیشانی نورانی پر پتھر مارا۔ ناصیۂ مقدسہ و منورہ سے خون جاری ہوا حضرت اُس خون کو پونچھ رہے تھے کہ ایک تیر زہر آلود سہ پہلو قلبِ اقدس پر لگا حضرت سید الصابرین نے فرمایا بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر آسمان کی طرف سرِ انور بلند کر کے بارگاہِ باری میں عرض کیا الٰہی انک تعلم انہم یقتلون رجلا لیس علی وجہ الارض ابن بنی غیرہ پروردگارا تو جانتا ہے کہ یہ قوم جفا کار اُس شخص کو قتل کر رہی ہے جسکے سوا تمام روئے زمین پر کوئی تیرے پیغمبر کا بیٹا نہیں ہے۔ یہ فرما کر پشت کی طرف سے تیر کو نکالا اور زخم کے نیچے دستِ مبارک رکھا۔ خون پرنالے کی طرح جاری ہوا حضرت نے خون سے چلّو بھرا اور آسمان کی طرف پھینکا اُس خون میں سے ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرا۔ صاحب دمعہ ساکبہ نے لکھا ہے کہ وہ خون جو حضرت نے آسمان کی طرف پھینکا تھا۔ اُسوقت سے شفق کی سرخی آسمان پر نمودار ہوئی ہے پہلے اُس سے نہ تھی۔ پھر دوبارہ حضرت نے چلّو خون سے بھرا اور اپنے سرِ اقدس و روئے منور و ریشِ مبارک پر ملا اور فرمایا میں اِس حالت میں اپنے نانا رسول اللہ سے ملاقات کرونگا کہ میرے خون سے میرا چہرہ اور میری ڈاڑھی رنگین ہوگی۔ اور میں کہوں گا کہ یا رسول اللہ مجھکو فلاں فلاں ظالموں نے قتل کیا ہے۔ حضرات مومنین تین خونوں کو زمین پر نہیں گرنے دیا۔ اگر وہ خون زمین پر گرتے تو اہلِ زمین پر عذاب الٰہی نازل ہوتا۔ اوّل خون جناب محبوب ربانی کی پیشانی نورانی کا۔ دوم خون قلب و پیشانی جناب سید الشہداء کا۔ سوم خون حلق علی اصغر شیرخوار کا

صاحب دمعہ ساکبہ نے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اُس تیر کے مارنے والا شقی خولی بن یزید الاصبحی تھا۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ ابوایوب الغنوی تھا لعنہما اللہ۔ ۱۲

از تحفۃ الذاکرین

دمعۂ ساکبہ

کہ اُس خون کو بھی حضرت سید الصابرین نے چلّو میں لیکر آسمان کی طرف پھینکا تھا اور ایک قطرہ بھی اُسمیں سے زمین پر نہیں گرا۔ الغرض جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علیؑ پانی لاؤ تاکہ میں اپنے مُنہہ کو دھوؤں امیر المومنینؑ پانی لیکر حاضر ہوئے اِس عرصہ میں جناب فاطمہ زہراؑ بحالتِ اضطرار اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئیں فاطمہ زہراؑ نے حضرت کے زخموں کو دھویا جو خون کا قطرہ گرتا تھا حضرت اُسکو اُٹھالیتے تھے اور آسمان کی طرف پھینکتے تھے۔ فاطمہ زہراؑ کو پانی میسّر تھا کہ اُنہوں نے اپنے پدر عالی مقدار کے زخموں کو دھویا مگر زینبؑ خاتون اور سکینہ خاتون کو پانی میسّر نہ تھا کہ اپنے بھائی اور باپ کے زخموں کو دھوتیں۔ ملہوف میں ہے کہ جب جناب سید الشہدا روحی وارواح العالمین لہ الفدا زخموں سے چور چور ہوگئے اور تیروں کی کثرت سے بدنِ اقدس حضرت کا مثل خارپشت کے ہوگیا اُسوقت صالح بن وہب مزنی ملعون نے ایک نیزہ حضرت کی ران پر مارا کہ اُسکے صدمے سے حضرت گھوڑے پر نہ سنبھل سکے وہ شاہ عرش نشین زین سے زمین پر داہنے رخسار کے بھل گرے اور فرمایا بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زمین پر بیٹھ گئے اور وہ تیر زہر آلود جو ابوایوب غنوی شقی نے حلق شریف پر مارا تھا اُسکو نکالا اِس عرصہ میں عمر سعد ملعون قریب حضرت کے آگیا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ زینبؑ خاتون خیمہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھیں فریاد اور فغاں کرتی ہوئی دوڑیں اور کہتی تھیں واخاہ واسیداہ وااھل بیتاہ اے کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اور پہاڑ ہموار زمین پر پراگندہ ہوجاتے۔ پھر عمر سعد نحس کی طرف خطاب کرکے کہا کہ اے عمر سعد نواسہ رسول کا قتل کیا جاتا ہے اور تو دیکھ رہا ہے۔ اُس ملعون نے کچھ جواب نہ دیا لیکن آنسو اُس شقی کے بھی جاری تھے۔ پھر جناب زینبؑ خاتون نے اُن اشقیا کو جو امام مظلوم کو گھیرے ہوئے تھے اور اُس بیکس کے قتل پر آمادہ تھے خطاب کرکے کہا اے ملعونو تم میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ کسی ملعون نے مطلق جواب نہ دیا الغرض اُسوقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو مجھکو میرے چچا حمزہ بن عبد المطلب کے حال سے خبر دے۔ حارث بن خثیمہ کہتا ہے کہ میں حضرت امیر حمزہ کی نعش پر پہنچا لیکن میں نے نہ چاہا کہ حضرت کو اُن کے چچا کے مارے جانے کی خبر دوں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ اپنے چچا کو بلاؤ۔ جناب امیر المومنین حضرت امیر حمزہ کی لاش پر پہنچے اور اُنکو مقتول دیکھکر اُس جناب کو سخت صدمہ ہوا۔ فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون لیکن نہ چاہا کہ جناب رسول اللہ سے اِس خبر وحشت اثر کو بیان کریں تاآنکہ خود سید عالم تشریف لائے اور اپنے چچا کو اُس حالت میں دیکھکر پہلے تو روئے پھر فرمایا کہ مجھکو کبھی کسی مقام پر اِس سے زیادہ غصہ نہیں آیا تھا جب خدائے تعالیٰ مجھکو تمکن دیگا تو میں قریش کے ستر آدمیوں کو بعوض حمزہ کے مُثلہ کروں گا۔ تب روح الامین نازل ہوئے اور یہ آیہ شریفہ لائے۔ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین۔ یعنی اگر عقاب کرو تم پس اُسی قدر عقاب کرو جسقدر تم پر عقاب ہوا ہے اگر صبر کرو تو البتہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔ پس حضرت نے فرمایا کہ میں صبر کرونگا اور انتقام نہ لوں گا۔ پھر حضرت نے وہ بُرد یمانی جو حضرت خود اوڑھے ہوئے تھے حضرت امیر حمزہ کی لاش پر ڈالی لیکن چادر چھوٹی تھی اور قد حضرت امیر حمزہ

کا دراز تھا گھاس اور اذخر سے اُن کے پاؤں ڈھانپ دئے۔ جناب پیغمبر خدا حضرت امیر حمزہ کی لاش کو برہنہ نہ دیکھ سکتے تھے یہانتک کہ حضرت کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ اُن کے چچا کے پاؤں دھوپ میں برہنہ رہیں اُنکو بھی اذخر وغیرہ سے پوشیدہ کردیا آہ آہ کہاں تھے جناب رسول خدا کہ دیکھتے اپنے پیارے نواسے مظلوم کی لاش کو جو میدان کربلا میں جلتی ہوئی ریتی پر پڑی تھی نہ کوئی غسل دینے والا تھا نہ کوئی دفن کرنیوالا اور نہ کوئی کفن دینے والا اور نہ کوئی نماز جنازہ پڑھنے والا تھا۔ للمؤلف

درخون طپید چون بدن اطہر حسینؑ	خیر البشر نہ بود چرا بر سر حسینؑ

حضرات مومنین احد کی لڑائی میں جو مصائب اور صدمے جناب سید المرسلین و خیر الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین کو پہنچے منجملہ اُن کے ایک شہادت اُس جناب کے عم محترم حضرت امیر حمزہ سید الشہدا علیہ السلام کی ہے۔ مختصر طور پر کیفیت اس واقعہ ہایلہ کی یوں ہے کہ ہند زوجۂ ابوسفیان معاویہ کی ماں یزید عنید کی دادی نے وحشی نام غلام سے کہا کہ اگر تو محمدؐ یا علیؑ یا حمزہؑ کو قتل کرے تو میں جو کچھ تو مانگے گا تجھکو دوں گی۔ وحشی نے کہا کہ محمدؐ کو قتل کرنے کی مجھکو طاقت نہیں اور علیؑ بھی چاروں طرف دیکھکر بڑی ہوشیاری اور دانائی سے لڑتے ہیں اُنپر بھی جرات نہیں کرسکتا۔ ہاں حمزہؑ کے قتل کرنے کیلئے میں گھات میں بیٹھتا ہوں یہ کہکر وہ شقی غلام اشقیا آگے بڑھا۔ حضرت امیر حمزہ برابر چاروں طرف متصل حملات متواترہ کر رہے تھے اور بہت سے مشرکین و اعدائے دین کو روانہ اسفل السافلین کر چکے تھے۔ ایک شقی مسمے سباع بن عبد العزی حضرت امیر حمزہؑ کے مقابلہ میں آیا حضرت امیر حمزہ نے اُسپر حملہ کیا اور بضرب شمشیر آبدار اُس نابکار کو واصل نار کرکے دیگر کفار کی طرف گھوڑے کو بڑھایا تھا کہ اس عرصہ میں وحشی پتھر کے نیچے سے چھپا ہوا نکلا۔ ناگاہ حضرت امیر حمزہ کے گھوڑے کا پاؤں رپٹ گیا وہاں ایک غار تھی گھوڑا غار میں گر گیا حضرت امیر حمزہ زمین پر گرے۔ اُنکا زمین پر گرنا تھا کہ وحشی نے تاک کر ایک نیزہ مارا کہ سینہ سے پشت کی طرف نکل گیا پھر دوڑکر امیر حمزہ کے قریب گیا اور اُن کو شہید کیا اور شکم مبارک اُنکا چاک کرکے جگر اُس جناب کا نکالا اور ہند ملعونہ جگر خوارہ کے پاس لیگیا۔ ہند نے عم رسولؐ کا جگر چبایا اور ہرچند چاہا کہ چبا کر نگل جائے لیکن خدائے تعالے نے اُسکو سخت کردیا کہ وہ چبا نہ سکی

شعر

چو از برائے مکیدن زکینہائے نہاں	نہاد ہند جگر خوارہ آں جگر بدہاں
خدا نخواست کہ عضو شریف واطہر او	فرو رود شود آں عضو جزو پیکر او

اسی واسطے ہند مادر معاویہ جدہ یزید پلید کو جگر خوارہ کہتے ہیں۔ آخر کار مجبور و ناچار ہو کر اُس ملعونہ نے جگر اُس جناب کا پھینک دیا۔ جناب رسول اللہؐ سے منقول ہے کہ خداوند کریم نے اُسوقت ایک فرشتہ کو حکم دیا اُس نے جگر حضرت امیر حمزہ کا لاکر اُن کے بدن اطہر میں بجائے جگر رکھدیا۔ پھر ہند ملعونہ خود حضرت امیر حمزہ کی لاش پر پہنچی اور کان اور ناک اور دیگر بعض اعضا اُس جناب کے کاٹے اور اُن اعضائے بریدہ کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا۔

جلیس بن علقمہ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ابوسفیان شقی نے حضرت امیر حمزہ کی لاش پر آکر اپنے نیزہ کی نوک حضرت امیر حمزہ کے منہ اور دانتوں پر ماری۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ اے ابوسفیان تعجب ہے کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہم قریش میں بڑے شریف آدمی ہیں پھر ایسا فعل تم سے سرزد ہو۔ حضرات مومنین ابوسفیان کافر مشرک۔ بت پرست نے بحالتِ کفرِ ظاہری حضرت امیر حمزہ کی لاش پر جاکر اُن کے چہرہ پر نیزہ کی نوک ماری مگر اُسکا پوتا ولد الحرام جو کہ ظاہر میں دعوے اسلام کا کرتا تھا وہ شقی متصل چوب ِ مید حضرت سید الشہدا کے لب و دندانِ مبارک پر مارتا تھا اور خوش ہوتا تھا اور اُس ملعون کو اُسکے ہمنشین لعین منع بھی نہ کرتے تھے۔

شعر

ابن الرسول وثغرکان یرشفہ	یدقہ بجراب کفہ مخمور

ہے ہے کہاں تھے اُسوقت جناب رسول اللہ کہ دیکھتے اپنے پیارے نواسہ کے سرِ اقدس کو ہے ہے جن دانتوں اور لبوں کو جناب رسول اللہ ہمیشہ چوما کرتے تھے اور ہمیشہ چوسا کرتے تھے اُن لبوں اور دانتوں پر ایک شراب خوار بداطوار چھڑی مارتا تھا۔ الغرض اسی اثنا میں حضرت رسول اللہ کی پھوپھی حضرت امیر حمزہ کی بہن صفیہ خاتون قتلگاہ میں آئیں۔ جناب رسول اللہ نے اُن کو دور سے آتے ہوئے دیکھا اور بیقرار ہو گئے اور نہ چاہا کہ بہن بھائی کی لاش پر آئے۔ زبیر سے فرمایا کہ اپنی ماں کو واپس کر دے۔ زبیر نے دوڑ کر ماں سے کہا کہ رسولِ خدا فرماتے ہیں کہ قتلگاہ میں تمہارا آنا مصلحت نہیں تم واپس جاؤ۔ صفیہ خاتون نے کہا کہ بیٹا میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی حمزہ کو کافروں نے شہید کیا اور یہ مصیبت اُنپر راہِ خدا و محبتِ کبریا میں واقع ہوئی میں چاہتی ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو دیکھوں اور صبر کروں اور صبر کا اجر جزیل پاؤں۔ زبیر نے اپنی ماں کا پیغام جناب سید الانام کو پہنچایا جناب رسول اللہ نے اجازت دی تو صفیہ خاتون اپنے بھائی کی لاش پر آئیں اور بے اختیار ہو کر چلائیں اور اپنے آپ کو بھائی کی لاش پر گرا دیا اور اِس کرب و بیقراری سے روئیں کہ تمام حاضرین رونے لگے۔ حضرات مومنین مقام غور ہے کہ جب صفیہ خاتون اپنے بھائی حمزہ سید الشہدا کی لاش پر آئیں تو اُن کے دو بھتیجے عظیم الشان مثل محمد مصطفےٰ و علی مرتضےٰ کے انکی لاش پر موجود تھے۔ حضرت امیر حمزہ کی لاش عریان نہ تھی بلکہ اُسپر جناب خیر البشر نے اپنی چادر ڈالی تھی باوجود ان امور کے پھر صفیہ کی یہ حالت ہوئی۔ قربان ہو جائیں جانیں ہماری علیا جناب ام المصائب زینب خاتون و حضرت ام کلثوم پر ہے ہے کیا حالت ہوئی ہو گی اُن بیکسوں اور بے وارثوں کی جبکہ سید الشہدا فرزند مصطفےٰ کے مقتل میں پہنچیں تمام بھائی بھتیجے اولاد احفاد کی لاشوں کو خاک و خون میں غلطاں پایا۔ صفیہ اسیر ہو کر میدان احد میں نہ آئیں تھیں بلکہ اپنے اختیار سے خود آئیں تھیں لیکن خواہرانِ حسین کو ظالم جبراً قتل گاہ میں لائے تھے۔ صفیہ کو انکے بھائی کی مصیبت اور عزا میں رونے سے کوئی مانع نہ تھا۔ لیکن زینب خاتون و ام کلثوم کو ظالمانِ کوفہ و شام اُن کے بھائی مظلوم کی لاش پر رونے بھی نہ دیتے تھے۔ میدان احد میں سب حاضرین اُسوقت صفیہ کے مددگار تھے

از مناقب ابن شہر آشوب

لیکن کربلا کے بن میں خواہرانِ حسینؑ کا کوئی مددگار اور غمگسار نہ تھا۔ حالت یہ تھی۔ اشعار

لب تشنہ حسینؑ در برابر ۔۔۔ از خونِ گلو محاسنش تر
عباسؑ رشید نوجوانش ۔۔۔ مے دید بخاک و خوں طپانش
یک جا تنِ نازنینِ اکبرؑ ۔۔۔ صد پارہ شدہ ز تیر و خنجر
یک جا قاسم نگار و خستہ ۔۔۔ بر دست ز خوں خضاب بستہ

آہ آہ اُن بیکسوں اور بے وارثوں کو قتلگاہ سے ظالم بکمال ظلم و تعدّی بجانب کوفہ و شام لے گئے۔ آہ آہ اُس وقت کیا کیفیت گزری ہوگی اور اُن بیکسوں کے دلوں پر کس غضب کا صدمہ گزرا ہوگا خصوصًا اُس لٹے ہوئے قافلہ کے قافلہ سالار دل افگار امّ المصائب زینب خاتونؑ کی جان پر کیا گزری ہوگی جبکہ وہ بیکس اور بے بس ہوکر شتر برہنہ پر سوار تھیں تب بزبانِ حال اپنے پیارے بھائی کی لاش کو خطاب کرکے گویا کہتی تھیں ؎

رفتم ز کویت باہ و افغاں ۔۔۔ بر دامن من دست یتیماں
تو خفتہ در خوں در طرف ہاموں ۔۔۔ من رو بسوئے شام غریباں

لو بھیا مجھ میں اور تم میں یہ فراق اور جدائی کی گھڑی ہے ؎

ہٰذا فراقُ بینی و بینک ۔۔۔ اے وائے بر من از درد ہجراں
شیون کن تو مرغانِ گلزار ۔۔۔ شور افگن من افغانِ طفلاں
اے مرگ ناگاہ کن چارہ من ۔۔۔ دردم گزشتہ باللہ ز درماں

منقول ہے کہ حضرت رسولؐ اللہ نے صفیہ خاتون کو تسلّی دی اور اِس امر کی خوشخبری دی کہ آسمان پر حضرت امیر حمزہ کو اسد اللہ اور اسد رسول کے نام سے پکارا گیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر زنانِ بنی ہاشم کی ملامت کا مجھے خوف نہوتا تو میں حمزہ کی لاش کو دفن نہ کرتا کیونکہ جسقدر مصیبت زیادہ ہوا اُسی قدر ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ مقولہ مؤلف ہے ہے حسینؑ مظلوم کی لاش کئی دن تک دھوپ میں برہنہ پڑی رہی۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ صبر اور شجاعت اور استقلال اور ثواب کی کثرت اور مصائب کی شدّت کا حسینؑ مظلوم پر خاتمہ ہوگیا ہے۔ الغرض جناب رسولؐ اللہ نے حضرت امیر حمزہ کی تجہیز اور تکفین کی اور اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر حکم دیا کہ ایک ایک شہید کی لاش کو سامنے لائیں۔ اسی طرح ایک ایک لاش کو سامنے لائے حضرت نے نمازِ جنازہ سب کی پڑھی یہانتک کہ حضرت امیر حمزہ کی نماز ستر دفعہ پڑھی گئی۔ ہے ہے کہاں تھے سید الانبیا کہ اپنے پیارے نواسہ سید الشہدا کے جنازہ کی نماز پڑھتے وہ حسینؑ جنکی شان میں وہ حضرت ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ حسینؑ منی و انا من حسین اُس حسینؑ مظلوم کا لاشہ بے غسل و بیکفن دھوپ میں پڑا ہوا تھا۔ عیاشی نے

بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب رسول خدا نے اپنے چچا کی لاش کو دیکھا فرمایا اللھم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان علی ما اری۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضرت امیر حمزہ پر کفن ڈالا گیا اور بردیمانی رسول اللہ نے اپنے اوپر سے اوتار کر اُنپر ڈالی مشرکین لباس حضرت امیر حمزہ کا اوتار کر لے گئے۔ ہے ہے میدانِ کربلا میں حسینؑ فرزند پیغمبر کے بدنِ اطہر سے وہ اکفر لباس اوتار کر لے گئے جو ظاہر میں زبانی دعوے مسلمان ہونے کا کرتے تھے اور لاش اُس مسافر مظلوم کی حرارت آفتاب میں برہنہ تھی کسی نے حسینؑ مظلوم پر کفن نہ ڈالا کہاں تھے محمد مصطفےٰ اور علیؑ مرتضےٰ کہ اپنے لخت جگر حسینؑ کو بھی کفنا کر دفن کرتے۔ ہے ہے زینب مغموم و مضطر کے سر پر چادر بھی نہ تھی کہ وہ اپنے بھائی کی لاش پر ڈالتیں

درخوں طپید چوں بدنِ اطہرِ حسینؑ ۔۔۔ خیر البشرؐ نہ بود چرا بر سرِ حسینؑ
خیر الورے نہ بود دراں آفتاب گرم ۔۔۔ پوشد ردائے خود بہ تنِ انورِ حسینؑ
زہراؑ خبر نداشت کہ شوید بآبِ چشم ۔۔۔ در کربلا محاسن از خون ترِ حسینؑ
حیدرؑ خبر نداشت کہ مے کرد بہر آب ۔۔۔ ہر دم خروش وا ابتا دخترِ حسینؑ
بر زخم سینہ اش نہ نہادند مرہمے ۔۔۔ چوں پارہ پارہ شد بدنِ اکبرِ حسینؑ
نگرفتہ دست او کسے آندم کہ اوفتاد ۔۔۔ دست از تنِ برادرِ نام آورِ حسینؑ
آگہ نہ شد خدیجہ زمانیکہ رو بشام ۔۔۔ عریاں سوار شد بہ شتر خواہرِ حسینؑ
در کربلا نہ بود حسنؑ تا نظر کند ۔۔۔ در زیر تیغ و تیر و سناں پیکرِ حسینؑ
در خلد بود جعفرِ طیار بے خبر ۔۔۔ خنجر گزاشت شمر چو بر حنجرِ حسینؑ
حاضر نہ بود حمزہ کہ از منجنیقِ ظلم ۔۔۔ بارید سنگ حادثہ بر لشکرِ حسینؑ
از کوفہ تا بہ شام کسے آب و ناں نداد ۔۔۔ بر اہلِ بیت بیکس و بے یاورِ حسینؑ

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ شیطان ملعون نے مدینہ میں آواز دی تھی کہ جناب رسول اللہ شہید ہوئے اس آواز کو سُنکر تمام مدینہ میں ایک کہرام برپا ہو گیا تھا۔ کُل زنانِ مہاجر و انصار اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل پڑی تھیں اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا برہنہ پا گریہ کناں سراسیمہ و مضطر کوہ احد تک پہنچیں تھیں۔ جب حضرت مدینہ میں تشریف لائے تو لوگوں کے گھروں سے آواز گریہ و بکا کی سُنی جو عورتیں اپنے اپنے وارثوں کے قتل ہونے پر نوحہ وزاری کرتی تھیں مگر حضرت امیر حمزہؓ کے گھر سے رونے کی صدا نہ آئی۔ حضرت رسول اللہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا اما حمزۃ فلا بواکی لہ ھاھنا۔ یعنی لیکن حمزہ اس شہر میں مسافر اور غریب تھے اُنپر کوئی رونیوالا نہیں۔ جب انصار نے یہ ارشاد حضرت کا سُنا اپنے اپنے گھروں میں اپنے اہل و عیال سے کہا کہ پہلے امیر حمزہ کے گھر جا کر اُنکی بیٹی فاطمہ کے ہمراہ ہو کر حمزہ سید الشہدا پر گریہ وزاری کرو چنانچہ وہ عورات جمع ہوئیں اور آدھی رات تک حضرت

امیر حمزہ کے ماتم میں رویا کین **اشعار**

تنہا نہ وحش و طیر بہ ہاموں گریستند	از بہرِ حمزہ جن و ملک خوں گریستند
مرد و زن مدینہ بر آں کشتۂ غریب	از کشتگانِ خویش فزوں تر گریستند

جب حبیبِ خدا اِس امر پر مطلع ہوئے تو حضرت نے زنانِ انصار کو دُعا دی اور فرمایا کہ اے زنانِ انصار تمسے اور تمہاری اولاد سے خدا تعالےٰ خوشنود ہو۔ حضرات مومنین امیر حمزہ سید الشہدا مدینہ میں ایسے غریب ا در مسافر نہ تھے جیسے کہ جناب سید الشہدا مظلومِ کربلا دشتِ کربلا میں مسافر اور غریب تھے۔ خود ہی کبھی اپنے اصحاب و انصار و اولاد و اخوان کی لاشوں کو اُٹھا اُٹھا کر ایک جگہہ جمع کرتے تھے اور کبھی اپنے اہلِ حرم کی حفاظت و حراست کرتے تھے اور اُنکو تسلّی دیتے تھے اور اِن سب باتوں پر یہ کہ ہزار ہا اشقیا کے نرغہ میں گھرے ہوئے تھے اور وقتِ شہادت سوائے شمر ملعون کے کوئی شخص بالینِ سر نہ تھا۔ اسیرانِ اہلبیت کو اعدائے دین نے اُس مظلوم کی لاش پر رونے نہ دیا بلکہ اسیر کرکے کوفہ و شام کو لیگئے چونکہ اُس مظلوم فدیۂ راہ خدا پر کوئی رونے والا نہ تھا اسلئے جناب باری تعالیٰ نے اُس مظلوم غریب الوطن کی مصیبت کا اثر اہل ایمان کے قلوب میں ایسی طرح پر ڈالدیا ہے کہ تمام روئے زمین میں حسینؑ مظلوم کے ماتم میں صفیں بچھی ہوئی ہیں ہر دل ماتمِ حسینؑ میں بریاں ہر آنکھ اِس غم میں گریاں ہے۔ **لمؤلفہ** ہر قلب میں ہے یاد ولی ابن ولی کی + ہر سینہ میں ہے قبر حسینؑ ابن علیؑ کی + ہر چند اتباع معاویہ و طرفدارانِ ابنِ زیاد پلید و مریدانِ یزید مرید ہمیشہ اِس ماتم میں گریہ زاری سے مومنین کو روکتے رہے ہیں اور اب بھی حتی المقدور روکنے اور منع کرنے میں ساعی اور سرگرم رہتے ہیں۔ لیکن بقدرتِ کاملہ الٰہی اِس ماتم کو تمام جہان میں یوماً فیوماً ترقی ہوتی رہی ہے اور بحکم ایزدِ لایزال قیامِ قیامت تک یہ ماتم قایم اور برقرار رہیگا اور کیوں نہ قایم رہے خالقِ انس و جان نے اہلِ ایمان کو اِس مصیبت میں رونے ہی کے لئے پیدا کیا ہے +

ستائیسویں مجلس دربیان جنگِ احد و در ذکر شجاعتِ شیرِ احد و شہادت ابو دجانہ و سعد بن ربیع انصاری اور شہادت مسلم بن عوسجہ اور اُن کے فرزند کی اور مصائبِ اہلبیت کا ذکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفی۔ والصلوٰۃ علی حبیبہ الذی قد اصطفاہ من الانبیاء فھو المصطفےٰ و ولیہ الذی قد ارتضاہ من بین الاولیاء فھو المرتضےٰ۔ واقام بسیف المنتضی دینہ الذی قد ارتضاہ وجعل کلمتہ علیا۔ ونادیٰ الامین فی مدح ذلک الولی الفتی لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی وھو خیر الندا صلی اللہ علیہما واٰلہما

وذریتهما مادام الارض والسماء - شعر للسید المرحوم صاحب رطب العرب ؎

لا سیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ	الا علی وھو خیر فداء

اما بعد فقد روی سلمان الفارسی رضی الله عنه عن رسول الله صلے الله علیه واله قال هبط جبرئیل علیه السلام یوم احد وقد انهزم المسلمون ولم یبق غیر علی وقد قتل الله علی یده یومئذٍ من المشرکین من قتل فقال جبرئیل یا محمد ان الله یقرئ علیک السلام ویقول لک اخبر علیاً انی عنه راض وانی آلیت علی ان لا یحبه عبد الا احببته ومن احببته لم اعذبه بناری ولا یبغضه عبد الا ابغضته ومن ابغضته ماله فی الجنة من نصیب - الحدیث

کتاب اربعین فی فضائل مولانا امیر المومنین کے حصہ دوم میں اس حقیر نے اس تمام حدیث شریف کو کتاب جواہر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ میں سے نقل کرکے اسکا ترجمہ نظم میں یوں کیا ہے - لمؤلفہ

سلمانؓ فارسی نے کیا اس طرح بیاں	کہتے ہیں وہ کہ کہتے تھے سردار انس وجاں
جبرئیل آئے لیکے یہ روز احد پیام	جب پا چکا تھا لشکر اسلام انہزام
بھاگ پڑی تھی لشکر اسلام میں کمال	باقی نہ تھا وہاں کوئی جز شیر ذوالجلال
میدان جنگ میں کوئی جز مرتضیٰ نہ تھا	ثابت قدم جہاد میں کوئی رہا نہ تھا
کرتے تھے قتل مشرکوں کو شیر کبریا	اُن کے پروں کو دیتے تھے حیدر پرے ہٹا
تنہا تھے کافی سینکڑوں کفار کے لئے	سینہ سپر تھے احمد مختارؐ کے لئے
جبرئیل بولے آپ کو کہتا ہے حق سلام	بعد از سلام دیتا ہے اس طرح سے پیام
کہدو علیؑ سے کرتا ہے ارشاد یوں خدا	اے مرتضیٰ ہے تم سے رضامند کبریا
حق نے کہا ہے جسکو ولا مرتضیٰ کی ہے	رکھے گا اسکو دوست یہ مرضی خدا کی ہے
جو دشمن علیؑ ہے وہ دشمن خدا کا ہے	جنت سے بے نصیب عدو کبریا کا ہے

جناب صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب روز احد اکثر صحابہ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر فرار کیا تب حضرت نے مفرورین کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ میں ہوں محمدؐ میں ہوں رسول اللہ عزوجل کا میں زندہ موجود ہوں میں مقتول نہیں ہوا ہوں تم کہاں بھاگے جاتے ہو - تب بعض منافقین نے حضرت کی جانب ملتفت ہوکر کہا کہ ہم آپ کو خراب اور ذلیل کرنا چاہتے ہیں - جب تمام لشکر بھاگ گیا سوائے ابودجانہ انصاری اور جناب اسد اللہ الغالب مولانا علیؑ بن ابیطالب کے میدان جنگ میں حضرت رسول اللہ کے پاس کوئی باقی نہ رہا تب حضرت نے ابودجانہ سے فرمایا کہ اے ابودجانہ اب تو بھی چلا جا میں نے اپنی بیعت کا حق تیری گردن سے اٹھا لیا مگر علیؑ

بن ابیطالب ہر طرح میرے ساتھ ہے۔ اسلئے کہ میں اُس سے ہوں وہ مجھ سے ہے۔ ابو دجانہ نے سر آسمان کی طرف بلند
کیا اور کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی میں اپنے آپ کو حضور کی بیعت سے جُدا نہ کرونگا یا رسول اللہ ایسے وقت میں میں
کہاں جاؤں اگر زوجہ کی طرف جاؤں تو وہ بھی آخر ایک دن مرجائے گی اور اگر اولاد کی طرف جاؤں تو آخر انکو بھی فنا
ہے اپنے گھر کی جانب جاؤں تو گھر بھی آخر ایک دن برباد ہو جائیگا۔ مال کی طرف جاؤں تو مال بھی فانی شے ہے۔
یا رسول اللہ اجل آدمی سے قریب ہے حضرت رسول اللہ نے اُس سے یہ تقریر سُنکر فرمایا کہ اچھا جہاد کر۔ بس ایک طرف سے
وہ لشکرِ مشرکین پر حملہ کرتا تھا اور دوسری جانب جناب حیدرِ کرار بار بار حملے کرتے تھے یہانتک کہ ابو دجانہ کے بدن
پر اسقدر زخم لگے کہ ناطاقت ہو کر گر پڑا جناب امیر المومنین اُسکو اُٹھا کر سامنے جناب سید المرسلین کے لائے اُس نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا میں نے بیعت پر وفا کی حضرت نے اُسکو دعائے خیر دی۔ ابو دجانہ نے بجانب روضۂ
رضوان انتقال کیا۔ **مؤلف**۔ حضرات مومنین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابو دجانہ کو یہ فرمانا کہ
تو بھی چلا جا میں اپنی بیعت کا حق تیری گردن سے اُٹھا لیتا ہوں اور اُس سعادتمند کا یہ عرض کرنا کہ میں آپ کو ایسے
وقت میں چھوڑ کر کیونکر اور کہاں چلا جاؤں کسقدر مشابہ ہے جناب ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام کے ارشاد اور مسلم
بن عوسجہ اور زہیر بن القین اور دیگر اصحاب باوفا کے جواب سے۔ جسوقت شبِ عاشور کو جناب سید الشہدا نے
اپنے اہلبیت اور اپنے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا کہ اے میرے اہلبیتؑ اور اے میرے اصحاب۔ اے میرے دوستو اب
رات کا وقت ہے تم سب اسوقت اس جنگل سے نکل جاؤ کیونکہ اِن اعدائے دین کو سوائے میرے اور کسی کا قتل
کرنا مقصود نہیں ہے۔ میں اپنی بیعت اور عہد کو تمہاری گردنوں سے اٹھا لیتا ہوں اور تمکو یہاں سے چلے جانیکی
اجازت دیتا ہوں۔ بلکہ تم لوگ میرے اہلِ حرم کو بھی ساتھ لیجاؤ۔ جب صبح کو یہ لوگ مجھکو اس جنگل میں تنہا پائیں گے
مجھے قتل کر دینگے۔ تمہاری جانیں بچ جائیں گی۔ جب حضرت کے اہلبیت اور اصحاب نے حضرت کا یہ ارشاد سُنا
سب نے متفق اللفظ عرض کیا کہ لا واللہ اے مولا ہمارے یہ ہمسے ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں
مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ کیا ہم ایسے ہو جائیں کہ آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں اگر ہم
اپنی جانوں کو آپ سے عزیز کرینگے اور آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائینگے تو خدا اور رسول کو کیا مُنہہ دکھائیں گے خدا کے
نزدیک مورد لعن ہونگے۔ قسم خدا کی اگر ہمارے پاس ہتھیار بھی نہوں گے تو آپکے دشمنوں کو پتھر ڈھیلے ماریں گے
مگر ہم آپ کو تنہا چھوڑ کر ہرگز نہ جائینگے تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ہمنے رسول اللہ کی غیبت میں آپ کی حفاظت
کی ہے۔ اے آقا یہ تو ایک دفعہ کا مرجانا ہے پھر ہمیشہ کے لئے کرامت اور جنت ہے قسم خدا کی اگر میں قتل کیا جاؤں
پھر زندہ کیا جاؤں پھر جلا دیا جاؤں اسی طرح ستر مرتبہ میرے ساتھ ایسا کیا جائے تب بھی میں آپکے دامنِ
دولت کو نہ چھوڑوں گا۔ پھر زہیر بن القین رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں اس امر کو

دوست رکھتا ہوں کہ میں قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں یہانتک کہ اسی طرح ہزار دفعہ قتل کیا جاؤں مگر خداوند تعالی آپ سے اور آپ کے اہلبیت اور اولاد واخوان سے اس بلا کو دور کرے اور خدا آپ کو سلامت رکھے۔ الغرض ابودجانہؓ کے شہید ہونے کے بعد جناب امیر المومنین تنہا رہ گئے ہر طرف حملے کرتے تھے اور ہر طرف سے دشمنوں کو پس پا کر دیتے تھے۔ یہانتک کہ جناب امام علیہ السلام کی صمصام ٹوٹ گئی تب جناب رسول اللہ کی خدمت حاضر ہو کر تلوار کا ٹوٹ جانا بیان کیا آنحضرت نے ذوالفقار عنایت فرمائی۔ پھر جناب حیدر کرار مشغول کارزار ہوئے جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بطریق اہلسنت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ چار خصلتیں جناب حق سبحانہ تعالی نے خاص جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو عطا فرمائی ہیں کہ ان چار فضیلتوں میں اس جناب کا شریک اور نظیر کوئی نہیں ہے۔ اول یہ کہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ دوسرے یہ کہ لڑائی میں جناب احمد مختار کے علم بردار حیدر کرار ہی رہے۔ تیسرے یہ کہ اور لوگ جہادوں سے بھاگتے تھے مگر علی بن ابیطالب ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ چوتھے یہ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے قبر میں اُتارا اور دفن کیا۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ روز احد دفعۃً مشرکین نے حملہ کیا اور تلواروں اور نیزوں اور تیروں سے مقابلہ کرتے تھے یہانتک کہ ستر آدمی اہل اسلام میں سے بدرجہ شہادت فائز ہوئے اور باقی بھاگ گئے سوائے امیر المومنین علی بن ابیطالب اور ابودجانہ انصاری اور سہل بن حنیف انصاری کے اور کوئی متنفس جناب رسول اللہ کے پاس باقی نہ رہا تھا یہ تینوں جاں نثار بزرگوار کفار کے حملوں کو روکتے تھے اور جناب رسول اللہ کی حفاظت کرتے تھے اور جناب رسالتمآب بہ سبب اُن زخموں کے جو حضرت کے بدن اقدس پر لگے تھے بیہوش ہو گئے۔ جب کچھ عرصہ کے بعد ہوش آیا تو جناب امیر المومنین کو دیکھکر فرمایا کہ یا علیؑ لوگ کیا ہوئے اور کہاں گئے امیر المومنین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ سب نے عہد توڑ ڈالا اور بھاگ گئے حضرت نے فرمایا یا علیؑ دشمنوں کے شر کو مجھ سے دور کرو جناب اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب نے حملہ کیا اور مشرکین کو پس پا کر دیا۔ ابودجانہ اور سہل بن حنیف جناب رسول اللہ کے پاس شمشیر بکف کھڑے ہوئے تھے اور جناب حیدر کرار بار بار ہر طرف حملے کرتے تھے جس طرف سے مشرکین جناب سید الاولین والآخرین پر حملہ آور ہوتے تھے اسی طرف کو امیر المومنین حملہ کر کے جاتے تھے اور کفار کو بھگا دیتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ابن مسعود سے کہا کہ قایم رہنا امیر المومنین علی علیہ السلام کا ایسی حالت میں اور اس طرح بار بار دشمنوں کو پس پا کر دینا نہایت تعجب خیز ہے ابن مسعود نے کہا کہ اس امر پر صرف تم ہی تعجب نہیں کرتے ہو جناب حیدرؑ کرار کی بہادری و جاں نثاری و شجاعت و مردانگی پر اسوقت ملائکہ بھی تعجب کرتے تھے آسمان سے اُسوقت متصل آواز آرہی تھی۔ لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی تمام لوگ اس آواز کو سنتے تھے لیکن قایل کو نہ دیکھتے تھے جب لوگوں نے جناب رسولِ خدا سے دریافت کیا تو حضرت

نے فرمایا کہ جبرئیل امین کہہ رہے ہیں لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول
ہے کہ جب روز احد لڑائی نے زور پکڑا اور ضعفا نے فرار اختیار کیا میں اسوقت صف اول میں مشغول جدال و قتال تھا
کہ یکایک مجھکو جناب رسول رب متعال کا خیال آیا کہ لوگ تو حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اب تلاش کرنا چاہئے کہ جناب
رسول اللہ کہاں تشریف فرما ہیں میں اپنے دل میں یہ سوچتا تھا کہ رسول اللہ کشتوں میں تو نہیں ہیں اور یہ امر ممکن
نہیں کہ رسول خدا بھاگ جائیں شاید خدا تعالی نے اپنے حبیب کو آسمان پر بلند کیا ہو تو البتہ یہ ہو سکتا ہے تب میں نے
اپنی تلوار کا نیام توڑ ڈالا اور عہد کیا کہ جب تک زندہ ہوں جہاد کئے جاؤں گا یہانتک کہ شہادت پاؤں اپنے دل میں یہ
عہد کر کے میں نے مشرکین پر پھر حملہ کیا اور انکو پس پا کر دیا جب مشرکین کا ہجوم متفرق اور پریشان ہو گیا اسوقت میں نے
دیکھا کہ جناب رسول اللہ ایک جگہہ زمین پر تشریف فرما ہیں میں حضرت کی خدمت میں پہنچا حضرت نے میری طرف دیکھا
اور فرمایا کہ لوگوں نے کیا کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں نے کفران نعمت کیا اور آپ کو میدان کارزار میں چھوڑ کر
بھاگ گئے میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ مشرکین کا ایک گروہ حملہ کناں پھر قریب آ گیا حضرت نے فرمایا علی دفع کرو ان کو میں نے
انکا مقابلہ کیا اور انکو بھگا دیا حضرت نے فرمایا اے علی دیکھو رضوان خازن جناں کہہ رہا ہے لا سیف الا ذوالفقار
و لا فتی الا علی تب میں اسقدر خوش ہوا کہ جوش مسرت سے میرے آنسو نکل پڑے اور میں خداوند کریم کا شکر بجا لایا
جناب خاتم المحدثین اخوند مجلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حدیث ندائے لا فتی الا علی فریقین میں متواتر ہے اور ابن
ابو الحدید وغیرہ علماء و محدثین نے لکھا کہ یہ منجملہ احادیث مشہورہ و متواترہ میں سے ہے کوئی شخص اسکا انکار نہیں کر سکتا
جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے جناب صادق آل محمد صلوۃ اللہ و سلامہ علیہ سے روایت کی ہے کہ بروز احد علمداران مشرکین
نو نفر تھے ان سب کو جناب حیدر کرار صلواۃ اللہ علیہ نے واصل نار کیا اور بنی مخزوم کو بھی اسی جناب نے منہزم کیا اور
نیز حکم بن اخنس جو کہ شجاعان مشہور میں سے تھا اسکے پاؤں حضرت نے کاٹ ڈالے وہ انہیں کٹے ہوئے پاؤں سے
جہنم کو گیا۔ امیہ بن ابی حذیفہ زرہ پہنے ہوئے میدان جنگ میں آیا۔ لاف زنی کرنے لگا کہتا تھا کہ ہمنے آج بدلہ بدر کا
لیا ہے۔ جناب حیدر کرار نے ذوالفقار کے ایک وار سے اسکو فی النار کیا پھر جناب امیر المومنین حضرت سید المرسلین
کی خدمت میں حاضر ہوئے اس اثنا میں ایک گروہ مشرکین کا اور آیا جناب امیر نے پھر انپر حملہ کیا اور ان کو ہٹا دیا
اس حملہ میں عمرو بن عبد اللہ جمحی مارا گیا اور وہ بھاگ گئے۔ پھر مشرکین کا ایک گروہ اور آیا انپر پھر حضرت نے
حملہ کیا اور بشیر بن مالک عامری کو قتل کیا ساتھی اسکے بھاگ گئے اور پھر واپس نہ آئے کفار نے ہزیمت پائی۔
مسلمان جو کہ جہاد سے بھاگ گئے تھے اس عرصہ میں وہ بھی واپس آ گئے۔ محمد بن اسحاق جو اہل سنت کی جماعت
میں مورخین معتمدین میں سے ہے لکھتا ہے کہ اشخاص مذکورہ بالا جناب حیدر کرار کے دست حق پرست سے
واصل نار ہوئے اور یہ سب بڑے بہادر اور لشکر کفار کے علم بردار تھے۔ اور فتح جناب اسد اللہ الغالب مولانا

علی بن ابیطالب صلوٰۃ وسلامہ علیہ کے دست حق پرست پر واقع ہوئی - جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے بمقدمہ فرار کُل صحابہ پر عتاب کیا ہے اور جناب امیر المومنین سید الوصیین شجاعِ ازلی مولانا علی علیہ السلام کی مدح اور تعریف آسمان سے بزبانی ملائکہ مقربین تمام لوگوں نے سُنی کہ متصل آواز آتی تھی لاسیف الاذوالفقار ولافتی الاعلی - **مقولۂ مؤلف** واقعی اسمیں کچھ شک نہیں کہ یا امیر المومنین آپ نے اپنے پیغمبر اور اپنے بھائی سید المرسلین صلے اللہ علیہ والہ الطیبین کی وہ مدد کی کہ جسکی کچھ انتہا نہیں یہانتک آپ ازجانب جناب رب العالمین و ازطرف جناب سید الاولین والآخرین وملائکہ مقربین مستحق تحسین وآفرین کے ہوئے - آہ آہ یا علیؑ کہاں تھے آپ جب آپ کا پیارا فرزند حسینؑ مظلوم تیس ہزار خوں خوار اشرار کے نرغہ اور حلقہ میں یکہ وتنہا بے مونس ومددگار گھرا ہوا تھا کوئی نیزہ مارتا تھا کچھ لوگ دور سے تیر اور پتھر مارتے تھے اور کوئی شقی قریب آکر تلوار کا وار کرجاتا تھا - اور وہ مظلوم اُس بیکسی اور شدتِ تشنگی کی حالت میں اُن ستمگاروں خوں خواروں بیرحموں سے باربار فرماتا تھا اسقونی شربۃ من الماء لقد تفتت کبدی من الظماء - یعنی اے گروہِ اشرار مجھکو تھوڑا سا پانی پلادو کہ پیاس کے صدمہ سے میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے - اِس کے جواب میں وہ ملاعنہ ایسے بے ادبی کے کلمات کہتے تھے جو خنجر اور تیر سے بھی زیادہ دکھ دینے والے تھے - علی ابنِ ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ جب آتشِ جدال و قتال فرو ہوئی اور مشرکین نے شکست پائی اور فرار اختیار کیا تب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے فرمایا کہ آیا کوئی ایسا ہے جسکو سعد بن ربیع کا حال معلوم ہو ایک شخص نے عرض کیا کہ میں تلاش کرتا ہوں حضرت نے ایک طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اُس مقام پر جاکر دیکھ کیونکہ میں نے اُسکو وہاں دیکھا تھا کہ وہ بارہ نیزہ برداروں میں گھرا ہوا تھا - راوی کہتا ہے کہ میں نے اُسی مقام پر جاکر دیکھا کہ سعد بن ربیع کشتوں میں زخمی پڑا ہوا ہے میں نے اُس سے کہا کہ اے سعد تیرا حال جناب رسول اللہ استفسار فرماتے ہیں اُس نے جب نام حضرت کا سُنا خوش ہوکر اپنا سر اُٹھایا اور پوچھا کہ جناب رسول اللہ زندہ اور سلامت ہیں - میں نے کہا کہ ہاں حضرت زندہ ہیں اور حضرت نے مجھکو خبر دی تھی کہ تو بارہ نیزہ داروں میں گھرا ہوا تھا - اُس سعادتمند نے کہا کہ بیشک صحیح فرمایا جناب رسول اللہ نے مجھکو بارہ وار نیزوں کے لگے ہیں اور سب کاری ہیں - میں شہید ہوتا ہوں میری قوم یعنی انصار کو میرا اسلام پہنچانا اور یہ کہنا کہ اگر ایک شخص بھی تم میں سے زندہ رہے اور یہ امر گوارہ کرے کہ رسولخدا کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے یا کسی قسم کی اُس جناب کو ایذا پہنچے تو حق سبحانہ تعالیٰ کے حضور میں ہرگز تمہارا عذر پذیرانہ ہوگا - سعد نے یہ کہا اور ایک سانس کھینچی خون بہت سا جاری ہوا - سانس ضبط کرتا تھا کہ وہ سعید واصل برحمت خداوند مجید ہوا - رضی اللہ عنہ وارضاہ - راوی کہتا ہے کہ جب میں نے واپس آکر یہ حال جناب رسول اللہ کے سامنے بیان کیا تو حضرت نے فرمایا رحم اللہ سعداً اُس نے زندگی میں ہماری نصرت

اور مددگاری کی اور مرنے کے وقت ہماری نصرت اور امداد کے لئے اپنی قوم کو وصیت کی۔ **مقولہ مؤلف**
حضرات مومنین حضرت سعد انصاری رضی اللہ عنہ وارضاہ کا واقعہ اور اُنکا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت اور اعانت کے لئے بوقت شہادت وصیت کرنا کسقدر مشابہ ہے حضرت مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ کے حال سے۔ منقول ہے کہ جب مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ زخمی ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرے تو جناب امام حسین علیہ السلام کو آواز دی اور عرض کیا کہ اے آقا میری خبر لیجیے جناب سید الشہدا مع حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ مسلم بن عوسجہ کے سرہانے تشریف لیگئے اور فرمایا خدا رحمت کرے تجھپر اے مسلم حبیب بن مظاہر نے کہا اے مسلم تیرا مرنا مجھپر سخت دشوار ہے تجھکو بہشت برین کی بشارت ہوجیو مسلم نے کہا بشرک اللہ بالخیر۔ حبیب ابن مظاہر نے کہا کہ اے مسلم کچھ وصیت کرو اگرچہ میں بھی عنقریب شہید ہوکر تمسے آملتا ہوں۔ مسلم بن عوسجہ نے بآواز ضعیف کہا اوصیک بھذا و اشار الی الحسین علیہ السلام فقاتل دونہ حتی تموت۔ یعنی اے حبیب میں تجھے یہ وصیت کرتا ہوں کہ جب تک تو زندہ رہے امام حسین علیہ السلام کی حفاظت اور امداد میں ساعی اور سرگرم رہیو یہانتک کہ تو امام مظلوم پر فدا ہوجائیو۔ یہ کہکر مسلم رضی اللہ عنہ نے بجانب روضہ رضوان انتقال کیا۔ **شعر**

نصروہ احیاءً وعند مماتھم	یوصی بنصرتہ الشفیق شفیقا

اوصی ابن عوسجہ حبیباً قال قاتل دونہ حتی الحمام تذوقا۔ یعنی جناب سید الشہدا علیہ السلام کے انصار باوفا جب تک زندہ رہے اُس جناب کی نصرت اور امداد کما حقہ کرتے رہے اور بوقت شہادت ایک دوست دوسرے دوست کو اُس جناب کی نصرت اور امداد کے بارہ میں وصیت کرتا تھا۔ چنانچہ مسلم بن عوسجہ نے حبیب بن مظاہر کو بوقت شہادت وصیت کی کہ اے حبیب مرنے وقت تک جناب امام حسین علیہ السلام کی امداد کرتے رہنا حضرات مومنین فی الحقیقت جیسے کہ اصحاب باوفا جناب سید الشہدا نے پائے تھے ایسے باوفا اصحاب و انصار کسی نے نہیں پائے۔ اُس جناب کے اعوان سعادت شعار و انصار وفادار کا یہ حال تھا کہ جب تک وہ بہادر جرار زندہ رہے اپنے آقا کی امداد اور اعانت میں اُنہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ یہانتک کہ اُن پیاسوں اور بھوکوں نے وہ کام کیا کہ اُن کے نام آجتک آسمان شجاعت و وفاداری و فلک رفعت و جاں نثاری پر مثل آفتاب کے روشن و درخشاں ہیں۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کا ایک بیٹا جوان تھا جب اُس نے اپنے باپ کو بدرجہ شہادت فائز پایا تو شیر دماں کی طرح لشکر روباہ پر حملہ آور ہوا۔ جناب سید الشہدا نے اُس سے فرمایا کہ اے لڑکے تیرا باپ شہید ہوچکا ہے اگر اب تو بھی شہید ہوجائیگا تو تیری ماں اس جنگل میں تنہا اور بے پناہ رہجائیگی یہ سنکر مسلم کے بیٹے نے قصد کیا کہ واپس آئے اُسکی ماں نے آگے بڑھکر بآواز بلند کہا کہ اے بیٹا فرزند پیغمبر کی نصرت اور امداد میں کوشش کر اور اپنی جان کو امام مظلوم پر فدا کرنے میں دریغ مت کر اگر تو واپس آئیگا تو میں ہرگز تجھ سے رضامند نہونگی

مسلم کے بیٹے نے میدانِ کارزار کی طرف باگ موڑی اور اعدائے دین پر سخت حملہ کیا یہانتک کہ اُن کفار بداطوار میں سے تیس نفر کو داصلِ نار کیا جب وہ لڑرہا تھا اُسکی ماں اُسکو جنگ کرنیکی ترغیب دے رہی تھی اور کہتی تھی کہ اے بیٹا خوش ہو کہ اب عنقریب تو جناب ساقیٔ کوثر کے ہاتھ سے جامِ کوثر پائیگا اور سیراب ہو جائیگا۔ آخرکار کوفیانِ بداطوار نے سر اُس سعادت مند کا کاٹکر اُسکی ماں کی جانب پھینک دیا۔ ماں نے بیٹے کا سر اُٹھایا اور چوم لیا اور بہت روئی۔ نیز منقول ہے کہ مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کوفہ سے اُنکی ایک کنیز آئی تھی وہ مسلم کی مصیبت میں رونے لگی اُسکے رونے پر شامیانِ پُرجفا و کوفیانِ بیحیا ہنستے تھے۔ **مؤلف** مگراے حضراتِ مومنین اُسوقت جناب سید الشہدا جیسا مہربان اور رحم دل بزرگوار مسلم بن عوسجہ کی کنیز کو تسلّی دینے والا موجود تھا۔ افسوس ہائے افسوس سکینہ خاتون کی مصیبت پر کہ جب وہ شاہزادی اپنے پدرِ مظلوم کی نعش پر روتی اور پیٹتی ہوئی آئی تو اُسکو تسلّی دینے والا اور اُس یتیم حسینؑ کے حال پر شفقت اور مہربانی کرنے والا کوئی نہ تھا۔ بلکہ بعوض شفقت اور مہربانی کے شمر ملعون اُس یتیم بچی کو طمانچے مارتا تھا اور نیزہ کی نوک مار مار کر ہٹاتا تھا۔ اور اُسکو جناب امام مظلوم کی نعش پر رونے نہ دیتا تھا۔ تقبل جسمان الحسین سکینۃ وشمر لھا بالسوط ظلماً یمنع + سکینہ خاتون یتیم ستم دیدہ ظلم رسیدہ اپنے باپ مظلوم کے زخمی جسم کو چومتی تھی اور شمر ملعون اُس یتیم کو کوڑوں سے مار مار کر ہٹاتا اور منع کرتا تھا۔

فیولمھا ضرب السیاط فتلتجی ۔ لعمتھا من حیث بالضرب توجع

وہ بچی یتیم تازیانوں کی سختی اور تکلیف پاکر اپنی پھپھی زینبؑ خاتون سے فریاد کرتی تھی ؎

تقول لہ یا شمر ویلک خلھا ۔ اذا ھی بالتقبل ترضی وتقنع

اور جناب زینبؑ خاتون شمر ملعون سے فرماتی تھیں کہ اے بیرحم سنگدل چھوڑ دے اِس یتیم بچی کو جس صورت میں یہ اپنے باپ کے جسم پارہ پارہ کے صرف بوسے لینے پر قناعت کرتی ہے تو تو اُسکو کیوں مار مار کر ہٹاتا ہے اور اُسکو اپنے باپ کے لاشہ سے لپٹ کر کیوں نہیں رونے دیتا تیرا اسمیں کیا ہرج ہے +

اٹھائیسویں۲۸ مجلس غزوہ احزاب یعنی جنگِ خندق کا بیان پھر مصائب سیّد العطشان

جناب شیخ مفید اور شیخ طبرسی رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ یہ جنگ ہجرت سے پانچویں سال واقع ہوئی۔ اِس غزوہ کی کیفیت بکمال ایجاز و اختصار یہ ہے کہ ابوسفیان جو نابر مشہور معاویہ کا باپ تھا قریش یعنی مشرکین مکہ کو اور بہت سے یہودیوں کو اپنے ہمراہ لیکر حضرت رسول اللہؐ کے ساتھ لڑنے کے قصد پر مدینہ کو آیا۔ جناب رسول اللہ کو جب اُن کے آنے کی خبر ہوئی تھی تب حضرت نے بمشورہ سلمان فارسی خندق کھودوائی تھی

کفار مشرکین و یہود کی تعداد اٹھارہ ہزار آدمی تک تھی وہ خندق کی دوسری جانب آکر اترے۔ اور اہل اسلام کے
لشکر کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ بیس دن تک محض سنگ افگنی اور تیر اندازی طرفین سے ہوتی رہی۔ کفار
بد اطوار بڑے زور و شور میں رات دن دور بادہ و رقص و سرود و لہو و لعب میں مشغول و مصروف تھے اور عمرو بن عبدود
کی وجہ سے مسلمان خائف اور ترساں تھے آخر کار بیس دن کے بعد حضرت نے صحابہ کو جمع کر کے وعدۂ نصرت اور فتح کا
کیا اور جہاد کی طرف ترغیب دی۔ اسی دن گروہ مشرکین و کفار میں سے عمرو بن عبدود جو مایۂ فخار مشرکین و یہود وغیرہ
کفار کا تھا اور عکرمہ بن ابی جہل و ہبیرہ بن ابی لہب و ضرار بن الخطاب یعنی عمر بن الخطاب کا بڑا بھائی اور مرداس فہری
ہتھیار لگا کر لڑائی کے لئے تیار ہو کر نکلے اور وہ کہتے تھے کہ آج معلوم ہوگا کہ مرد میدان کون ہے۔ جب خندق کے
کنارے پر پہنچے تو خندق کو دیکھ کر کہا کہ یہ مکر عرب نہیں جانتے تھے یہ تدبیر فارسی کی ہے جو پیغمبر کے ہمراہ ہے۔ الغرض گھوڑوں
کو کود اکر خندق کے اس پار آئے عمرو ابن عبدود جو کہ عرب کا ایک مشہور بہادر اور شجاع تھا جسکو عرب کے لوگ ہزار سوار
کے برابر شمار کرتے تھے اور لقب اسکا فارس یلیل تھا رجز پڑھنے لگا اور مبارز طلبی کرتا تھا مگر اہل اسلام میں سے کوئی
اسکے مقابلہ کی جرات نکرتا تھا بلکہ مسلمانوں پر اسکا رعب اور خوف ایسا چھا گیا تھا کہ جناب رسول اللہ کے پیچھے چھپتے تھے
اس پر طرہ یہ ہوا کہ حضرت خلیفۂ ثانی صاحب نے عمرو بن عبدود کی بہادری اور شجاعت کی تعریف اور مدح اپنے ہی لشکر
والوں سے اس قسم کی بیان کرنی شروع کی کہ مسلمانوں کے رہے سہے بھی ہوش جاتے رہے حواس گم ہو گئے یعنی
حضرت عمر خطاب نے صحابہ کے سامنے بیان کیا کہ عمرو بن عبدود ایسا پہلوان پُر زور اور بہادر ہے کہ اس سے تاب
مقاومت اور مقابلت کی کوئی شخص نہیں لا سکتا اور اس بہادر سے کسی کو جنگ کرنے کی مجال نہیں ہے کیونکہ
یہ تن تنہا ہزار آدمی کا مقابلہ کر سکتا ہے اس شیطان کے ہاتھ سے کوئی مسلمان جاں بر نہ ہوگا۔ اس بہادر کی
بہادری اور جرات کا قصہ میں چشم دیدہ بیان کرتا ہوں کہ میں خود ایک قافلہ کے ہمراہ مکہ سے شام کو جا رہا تھا
اور یہ شیطان عمرو بن عبدود بھی اس قافلہ میں تھا۔ جب قافلہ مقام یلیل پر پہنچا تو ایک ہزار قزاق نے قافلہ
پر حملہ کیا قافلہ والے سب کے سب جان بچا کر اسباب و سامان کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے لیکن عمرو بن عبدود نہ
بھاگا بلکہ اس نے ایک اونٹ کا بچہ بطور سپر کے اٹھا لیا اور تلوار کھینچ کر لٹیروں سے لڑنا شروع کیا یہاں تک
ان ہزار آدمیوں کو مار مار کر منہزم اور پسپا کر دیا قافلہ کا کل اسباب و سامان سلامت رہا اسی واسطے اس
دن سے اسکو فارس یلیل کہتے ہیں۔ الغرض عمرو بن عبدود نے میدان میں آکر اپنا نیزہ گاڑ دیا اور رجز میں یہ مضمون
بیان کیا کہ مبارز طلب کرتے کرتے میری آواز بیٹھ گئی اور مرد کے واسطے سخاوت اور شجاعت سے بہتر کوئی بات
نہیں ہے جلد تر مجھ سے لڑنے کے لئے کوئی شخص آئے۔ تب جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ کون ہے ایسا جو اس سے
مقابلہ و محاربہ کرے کسی نے جواب نہ دیا سب چپ تھے۔ جناب حیدر کرار علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر مجھکو اجازت

ہو تو میں اس سے مقابلہ کروں حضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ یہ عمرو ابن عبدود ہے امیر المومنین نے عرض کیا کہ میں علیؑ بن ابیطالب ہوں ۔ آنحضرت نے جناب امیر المومنین کو اپنے قریب بلا کر اپنے دستِ مبارک سے اُن کے سرِ اقدس پر عمامہ باندھا ذوالفقار عطا کر کے فرمایا اب جاؤ اس کفر کو قتل کرو پھر اس طرح دعا کی کہ خداوندا محافظت کر علیؑ بن ابیطالب کی ہر طرف سے پس جناب اسد اللہ الغالب مانند شیر زیاں کے میدان میں پہنچے اور رجز میں یہ مضمون ارشاد فرمایا کہ اے عمرو جلدی نکر اب آیا تیری آواز کا اجابت کرنے والا تیری جانب جو تیرے مقابلت و مقاومت سے عاجز نہیں بلکہ وہ صاحب ہے نیت درست و نیک کا اور راہِ حق کا جاننے والا اور سچا اور راست گو اور ہر رستگار کا نجات دینے والا ہے اور خدا کے فضل اور مدد سے میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد بلند ہونگی تجھ پر وہ آوازیں جو جنازوں پر بلند ہوا کرتی ہیں ۔ ایک ضربت شگافندہ سے کہ جسکی شہرت بعد اس جنگ کے ہمیشہ باقی رہے گی ۔ عمرو نے کہا تو کون ہے کہ میرے جیسے پہلوان سے لڑنے کا قصد رکھتا ہے جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ میں علیؑ بن ابیطالب پسر عم رسولؐ زوج بتولؑ ہوں ۔ عمرو نے کہا کہ قسم خدا کی ابوطالب سے میری ملاقات تھی میں نہیں چاہتا کہ میں تمکو قتل کروں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ابنِ عم جناب رسولِ مکرم و معظم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تو مجھکو قتل کریگا تو میں جنت میں جاؤنگا اور تو داخلِ نار ہوگا اور اگر میں تجھکو قتل کروں گا تب بھی میں بہشت میں جاؤنگا اور تو جہنم میں جائیگا ۔ عمرو نے استہزا سے کہا کہ یہ تقسیم تو اچھی نہیں پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ تو کعبہ معظمہ کا پردہ پکڑے ہوئے کہتا تھا کہ جو کوئی جنگ میں مجھ سے تین سوال کرے میں اُنمیں سے ایک امر کو قبول کروں گا ۔ اب میں تجھ سے تین باتیں بیان کرتا ہوں تو اُنمیں سے جسکو چاہے قبول کر ۔ اوّل یہ ہے کہ تو اسلام اختیار کر بوحدانیتِ خدا و رسالتِ سید الانبیاءؐ اقرار کر کے مسلمان ہو جا ۔ اُس نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا ۔ حضرت نے فرمایا فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ تو قریش کی اعانت سے دست بردار ہو جا ۔ اگر پیغمبر خدا سچے ہیں اور اُن کا دین ظاہر و روشن ہوا تو موجب تمہاری شرف کا ہوگا اور اگر بفرض محال سچے نہیں ہیں تو گرگان عرب ہی اُنکے لئے کافی ہیں تمکو لڑنا کیا ضرور ہے ۔ اُس بے سعادت نے کہا کہ یہ بھی امر دشوار ہے نہیں ہو سکتا ۔ اسلئے کہ زنانِ قریش اپنے گھروں میں کہیں گی کہ عمرو لڑائی سے ڈر گیا اور شاعر لوگ میری اس نامردی کو اپنے اشعار میں موزوں کر کے مشہور کریں گے اور کہیں گے کہ عمرو لڑائی سے ڈرا اور واپس آیا اور ایسے گروہ کی نصرت اور مددگاری نہ کی جنہوں نے عمرو کو اپنا سردار بنایا تھا ۔ اُس سے یہ جواب سُنکر حضرت نے فرمایا کہ تیسری بات یہ ہے کہ تو گھوڑے سے اُتر کر مجھ سے جنگ کر یہ سُنکر عمرو اپنے گھوڑے پر سے کود پڑا اور اپنے گھوڑے کے چاروں پاؤں کاٹ ڈالے اور کہا کہ مجھکو یہ گمان نہ تھا کہ مجھ سے کوئی شخص یہ سوال کر سکے آجتک کسی نے مجھ سے اس سوال کرنے کی جرات نہیں پائی ۔ غرضیکہ لڑائی شروع ہوئی اُس نے جناب حیدرِ کرار کے فرق پُرانوار پر تلوار اس زور سے لگائی کہ سپر کو کاٹ کر سرِ اقدس کو

در آئی۔ بعض روایات معتبرہ میں وارد ہے کہ جناب سرور کائنات جناب حیدر کرار کے سر اقدس پر اُس زخم کو دیکھ کر بہت روئے اور فرمایا کہ اشقی الآخرین ابن ملجم لعین کی تلوار تمہارے اسی مقام پر لگے گی جس سے تم شہید ہو گے چنانچہ اُسی طرح ظہور میں آیا جسطرح جناب مخبر صادق نے فرمایا تھا۔ یعنی جب جناب امیر المومنین علیہ السلام بروز جمعہ اونیسویں تاریخ ماہ رمضان ۴۰ھ ہجری کو مسجد کوفہ کے دوسری محراب میں نماز صبح کی رکعت اولی کے سجدہ ثانیہ میں مصروف عبادت تھے اُسوقت ابن ملجم ملعون نے شمشیر زہر آلود جناب حیدر صفدر کے فرق پر لگائی وہ تلوار اُسی مقام پر لگی جہاں عمرو بن عبدود کی تلوار لگی تھی اور اُس شمشیر زہر آلود کے زخم سے حضرت نے اکیسویں تاریخ بوقت شب شہادت پائی۔ شیخ مفید و شیخ طبرسی و ابن شہر آشوب وغیرہ علمار رضی اللہ عنہم نے باتفاق ابن ابی الحدید معتزلی و سائر مورخین خاصہ و عامہ روایت کی کہ جب عمرو بن عبدود معرکہ کارزار میں جولاں کرتا ہوا آیا اور مبارز طلب کیا اُسکے ساتھ اسکا بیٹا مسمی بہ حِل بھی تھا اور نیز چند مشرکین اور تھے عمرو نے کہا کہ جلدتر مجھ سے کوئی لڑنے کو آئے کہاں ہے وہ تمہارا بہشت جسکو تم گمان کرتے ہو کہ تم مرنے کے بعد اُسمیں جاؤ گے کیا تم میں سے ایکسی کو بہشت میں جانے کا شوق غالب نہیں ہوتا جسکو بہشت میں جانیکا شوق ہو وہ میرے سامنے آئے۔ جناب امیر المومنین حیدر کرار علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اسکا مقابلہ کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ یہ عمرو بن عبدود ہے تم توقف کرو شاید کوئی اور لڑنے کو جائے پھر حضرت نے صحابہ سے کہا کہ تم میں سے کون ہے کہ اُسکے ساتھ لڑے کسی نے جواب دیا سب نے سکوت اختیار کیا۔ غرض تیسری مرتبہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھکو اسکے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دیں اگرچہ یہ عمرو بن عبدود ہے تب جناب رسول اللہ نے اپنی زرہ جناب امیر المومنین کو پہنائی اور اپنا عمامہ موسوم بسحاب اپنے دست مبارک سے اُس جناب کے سر پر باندھا اور ذو الفقار عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اب جاؤ لڑو ابن ابی الحدید وغیرہ علمار نے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین عمرو بن عبدود کے ساتھ لڑنے کے واسطے نکلے تب حضرت رسول اللہ نے فرمایا برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ۔ یعنی کل ایمان کل کفر و شرک کے ساتھ لڑنے کے لئے جاتا ہے جب اُسکے قریب پہنچے تو عمرو نے کہا کہ میں آپ جیسے کریم کو قتل کرنا نہیں چاہتا آپ واپس جائے آپکے باپ سے میری ملاقات بھی تھی میں آپ کو قتل کرنا نہیں چاہتا جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ تیرے کفر کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تجھے قتل کروں۔ یہ سُنکر وہ شقی سخت غضبناک

ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ جب یہ حدیث میں نے اپنے شیخ (استاد) پر پڑھی تو اُنہوں نے کہا کہ عمرو نے یہ جھوٹ بولا بلکہ یہ ہے کہ جب اُس نے امیر المومنینؑ کو اپنے مقابلہ میں دیکھا تو اُسکو اُس جناب کی شجاعتیں جو غزوہ ہائے بدر و احد میں ظاہر ہو چکی تھیں یاد آئیں اس لئے وہ ڈرا اور خائف ہوا پس اس بہانہ سے وہ چاہتا تھا کہ جناب حیدر کرار کی تلوار سے نجات پائے۔ ۱۲۔ ناشر ++

ہوا اور گھوڑے سے کود کر اُترا اور ایک تلوار جناب امیر المومنین کے سرِ اقدس پر ماری کہ اُسکے صدمہ سے ڈھال شگافتہ ہوئی اور حضرت کے فرقِ مبارک پر زخم آیا۔ اُسکے وار کے جواب میں جناب حیدرِ کرار نے ایسی تلوار اُسکی گردن پر ماری کہ سر اُسکا دُور جا گرا اور بآوازِ بلند تکبیر کہی ساتھ اُسکے دوسرا وار ذوالفقار کا اُسکے بیٹے حِل پر کرکے اُسکو بھی فی النار کردیا۔ جناب رسول اللہ نے تکبیر کی آواز سنکر فرمایا کہ عمرو مارا گیا امیر المومنین عمرو کا سر لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا اے علی شاد اور مسرور ہو کہ تیرا یہ آج کا عمل میری کُل اُمت کے اعمال سے افضل اور برتر ہے تمام اُمت کے اعمال کے ساتھ یہ عمل تیرا اگر وزن کیا جائے تو بیشک زیادہ ہوگا۔ کیونکہ کوئی گھر مشرکین کے گھروں میں سے ایسا نہیں جس میں عمرو بن عبدود کے قتل ہونے سے رنج اور ضعف نہ داخل ہوا ہو اور اہلِ اسلام کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس میں عمرو کے مارے جانے سے خوشی اور مسرت اور تقویت نہ داخل ہوئی ہو۔ روایاتِ معتبرہ فریقین میں وارد ہے کہ جناب رسول اللہ نے اُس وقت فرمایا ضربۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الیٰ یوم القیامۃ یعنی ایک ضرب علیؑ کی بروزِ خندق قیامت تک میری تمام اُمت کے اعمال سے افضل ہے۔ کما فی کنز العمال وجمع الجوامع للسیوطی وغیرہما من کتب الاحادیث جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب عمرو زمین پر گرا اُسکے ساتھی خندق سے عبور کرکے سب بھاگ گئے نوفل بن عبد اللہ خندق میں گر پڑا مسلمانوں نے اُسکو پتھر مارنے شروع کئے۔ اُس نے کہا کہ مجھے اس ذلت سے قتل نہ کرو۔ بلکہ کوئی آکر میرا مقابلہ کرے۔ جناب امیر المومنین فوراً خندق میں کود پڑے اور اُسکو بضربِ ذوالفقار آتش بار داخلِ نار کیا۔ جابر کہتے ہیں کہ قصہ عمرو بن عبدود کے قتل کا بہت مشابہ ہے قتل جالوت سے کہ جسکو حضرت داؤد نے قتل کیا تھا۔ مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ جب عمرو بن عبدود کو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے قتل کیا تو مشرکین نے جناب سید المرسلین کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ نعش عمرو کی بعوض دس ہزار درہم کے ہمکو دیدیجئے حضرت نے فرمایا کہ ہم قیمت اموات کی نہیں لیتے اُسکا جیفہ جہاں جی چاہے لیجائیں۔ بطریق عامہ یعنی حضرات اہلسنت کے ہاں ربیعہ سعدی سے منقول ہے کہا اُنہوں نے کہ میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اُن سے بیان کیا کہ جب ہم جناب امیر المومنین علیہ السلام کے مناقب اور فضائل کا ذکر کرتے ہیں تو اہلِ بصرہ کہتے ہیں کہ تم اُن کے فضائل میں افراط کرتے ہو آیا آپ بھی کوئی حدیث اُس جناب کے فضائل میں روایت کرتے ہیں۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ربیعہ تو امیر المومنین علی علیہ السلام کے فضائل اور مناقب کے بارہ میں کیا سوال کرتا ہے قسم مجھکو اُس خدائے پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر کُل صحابہ کے تمام اعمال از ابتدائے بعثت رسول اللہ قیامت تک کے ترازو میں رکھے جائیں تو عمل جناب علیؑ ابن ابیطالب کا زیادتی کرے گا سب کے اعمال پر ربیعہ نے کہا کہ میرا جی نہیں مانتا حذیفہ نے کہا کہ اے احمق کیوں اور کس وجہ سے تیرا جی

نہیں ماننا کہاں گئے تھے اُس دن وہ دونوں یعنی ابوبکر و عمر اور خود حذیفہ اور باقی تمام اصحاب جناب رسالتمآب کے جس روز عمرو بن عبدود میدان میں آیا اور اُس نے اپنے مقابلہ کے لئے مبارز طلب کیا سب حیران اور پریشان اور خائف اور ترساں تھے اُسکے مقابلہ اور محاربہ سے سب نے انکار کیا اور کوئی اُس سے لڑ نہ سکا سوائے علی بن ابیطالب کے کہ وہ حضرت میدان میں اُسکے مقابلہ کے لئے گئے اور خدائے تعالے نے عمرو کو اُن کے ہاتھ سے قتل کیا مجھکو قسم ہے جناب باری تعالی کی کہ عمرو بن عبدود کے قتل کرنے کا عمل انکا کل اُمت کے اعمال سے افضل اور عظیم تر ہے۔ انتہی

مؤلف اسمیں کوئی شک نہیں کہ عمرو بن عبدود کا قتل ہونا اسقدر عظیم الشان امر تھا کہ اُسکے مارے جانے کے سبب سے کل مشرکین و کفار ایسے خائف اور ترساں ہوئے کہ اٹھارہ ہزار آدمی میں سے کوئی بھی پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ کی تاب نہ لا سکا سب بھاگ گئے۔ نیز کتب اہلسنت میں بطرق متعددہ منقول ہے کہ عبد اللہ بن مسعود اِس آیت کو اِسطرح پڑھتے تھے۔ وکفی اللہ المومنین القتال بعلی وکان اللہ قویا عزیزا۔ یعنی جناب باری تعالیٰ نے کفایت کی مومنوں سے جہاد کی بہ سبب علیؑ بن ابیطالب کے اور خدائے تعالیٰ توانا اور غالب ہے۔

مؤلف حضرات مومنین جس طرح جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عمرو بن عبدود سے تین درخواستیں کیں اور فرمایا کہ اِن تین امروں میں سے جسکو تو چاہے قبول کر اوّل یہ کہ تو مسلمان ہو جا۔ دوسرے یہ کہ اعانتِ قریش کی ترک کر دے۔ تیسرے یہ کہ میں پیدل ہوں تو گھوڑے سے اُتر کر مجھ سے جنگ کر عمرو نے پہلی دونوں باتوں کو قبول نہ کیا تیسری بات کو قبول کر کے گھوڑے سے اُترا اور لڑا اور ضربتِ حیدریہ سے داخلِ سقر ہوا۔ اسیطرح جناب سیّد الشہدا نور دیدہ علی مرتضےٰ وارثِ شجاعت خیر الوریٰ روحی و روح العالمین لہ الفدا نے عمر سعد شقی سے تین درخواستیں کی ہیں۔ کما فی المنتخب۔ ثم ان الحسین اقبل الی عمر بن سعد لعنۃ اللہ وقال علیہ السلام لہ اخیرک فی ثلاث خصال قال لعنۃ اللہ وما ھئی۔ یعنی کتاب المنتخب میں منقول ہے کہ پھر جناب امام حسین علیہ السلام عمر سعد ملعون کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے عمر سعد میں تجھکو تین باتوں میں اختیار دیتا ہوں تو انمیں سے جس امر کو چاہے قبول کر۔ اُس نے کہا بیان فرمائیے وہ تین امر کیا ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ پہلا امر یہ ہے کہ تو مجھکو چھوڑ دے میں اپنے نانا رسول اللہ کے حرمِ محترم یعنی مدینہ کو واپس چلا جاؤں قال لعنۃ اللہ ما الی ذلک سبیل۔ یعنی اُس ملعون نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ اسقولی شربۃ من الماء فقد نشف کبدی من الظلماء۔ یعنی اچھا اگر تم مجھکو واپس نہیں جانے دیتے تو مجھکو ایک پیاس پانی پلا دو کہ میرا جگر شدتِ تشنگی سے خشک ہو گیا ہے۔ فقال لعنۃ اللہ ولا الی الثانیۃ سبیل۔ اُس ملعون نے کہا کہ دوسری درخواست بھی منظور نہیں ہم پانی آپکو ہرگز نہ دینگے۔ ثم قال علیہ السلام وان کان لابد لکم من قتلی فلیبرز الی رجل بعد رجل فقال لعنۃ اللہ ذلک لک۔ یعنی پھر جناب سیّد الشہدا نے فرمایا کہ اگر تمکو میرا قتل کرنا ہی منظور ہے تو

ایک ایک آدمی میرے مقابلہ میں آکر مجھ سے لڑو۔ اُس ملعون نے کہا کہ ہاں البتہ یہ ہوسکتا ہے۔ وفی البحار انہ دعا الناس الی البراز فلم یزل یقتل کل من دنی منہ من عیون الرجال حتی قتل منہم مقتلۃ عظیمۃ۔ اور بحار الانوار میں ہے کہ پھر اُس شیر بیشہ اسد اللہ الغالب نے مبارز طلب کیا اور جو سامنے آیا اُسکو قتل کیا یہانتک کہ یزید بے دین کے لشکر شقاوت اثر میں سے بہت سے پہلوانوں اور سرداروں کو واصلِ نار کر دیا۔ اور لہوف میں ہے کہ حضرت سید الشہدا اُن کفار بداطوار کو قتل کر رہے تھے اور فرماتے تھے۔

	والعار اولی من دخول النار		القتل اولی من رکوب العار

جب وہ روباہ اُس شیر بیشہ اسد اللہ سے مقابلہ کی تاب لا سکے اور نوبت یہانتک پہنچی کہ سب خائف اور ترساں ہوگئے اور کوئی سامنے نہ آیا تو حضرت نے لشکر کفار کے میمنہ پر حملہ کیا اور فرمایا الموت خیر من رکوب العار پھر میسرہ پر حملہ کیا اور ارشاد فرماتے تھے۔ انا الحسین بن علی۔ الیت ان لا انثنی۔ احمی عیالات ابی امضی علی دین النبی۔ میں حسینؑ ابن علیؑ ہوں۔ میں نے عہد کیا ہے کہ میں لڑائی سے مُنہ نہ پھیروں گا میں اپنے والد بزرگوار جناب حیدرِ کرار کے اہل وعیال کی حمایت کئے جاؤں گا اور اپنے نانا جناب احمد مختار صلے اللہ وآلہ الاطہار کے دینِ مبین پر شہادت پاؤں گا پس ہر ہر حملہ میں حضرت نے صدہا ناریوں کو واصلِ نار کیا۔ جس طرف کو حملہ کرتے تھے لشکر یزید جو کہ مثل مور وملخ کے تھا مانند جراد منتشر متفرق ہو جاتے تھے۔ پھر حضرت تھوڑی دیر توقف کرتے تھے اور فرماتے تھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کتاب دمعہ ساکبہ میں کتاب المنتخب سے منقول ہے کہ اسی طرح جناب امام حسین علیہ السلام لشکر لیام کو برابر قتل کرتے رہے یہانتک کہ ہزارہا اشرار کو فی النار کر دیا۔ تب شمر ملعون نے یہ حال دیکھکر عمر سعد نحس سے کہا کہ اے امیر اگر حسین علیہ السلام کے ساتھ اس طرح ساری دُنیا جمع ہوکر مقابلہ کرے گی تب بھی اس میں کچھ شک نہیں حسین ساری دُنیا کا خاتمہ کر دیں گے۔ مناسب اور مصلحت یہ ہے کہ سارا لشکر مجمعۃً اُن کو نیزوں اور تیروں اور پتھروں سے ماریں اور چاروں طرف سے اُنپر حملہ کریں چنانچہ اُن ملاعنہ نے ایسا ہی کیا مگر جناب سید الشہدا کبھی میمنہ پر حملہ کرتے تھے اور کبھی میسرہ پر یہانتک کہ دس ہزار سوار سے زیادہ اُس لشکر اشرار وکفار میں سے واصلِ نار کئے۔ مگر یزید کی فوج مثل موج کی کثرت مثل حشرات الارض و اولاد زنا کی ایسی تھی کہ اُن میں پھر بھی کمی محسوس نہوتی تھی۔ صاحب دمعہ ساکبہ کہتے ہیں کہ اس امر کا موءدہ مضمون ہے جو نقل کیا گیا ہے کہ بعد واقعہء کربلا کے جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علیہ السلام کی لڑائیوں کو لوگ بھول گئے تھے۔ بلکہ امام حسین علیہ السلام کی شجاعت اور بہادری کا جو اُس جناب سے بروز عاشور ظہور میں آئی ذکر کیا کرتے تھے۔ اسی واسطے جناب محقق نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ نے کہا ہے۔ اللہم صل وسلم و زد وبارک علی الدعوۃ النبویۃ والصولۃ الحیدریۃ والعصمۃ الفاطمیۃ واخلاق

الحسنیۃ والشجاعۃ الحسینیۃ - مؤلف

مشہور تھی آفاق میں حیدر کی لڑائی	ہوئی تھی بیاں خندق وخیبر کی لڑائی
پر دیکھ لی جب سبط پیمبرؐ کی لڑائی	سب بھول گئے حیدر صفدر کی لڑائی
ہر جا شہ بیکس کی شہادت کا بیاں تھا	اُس صبر کا شہرہ تھا شجاعت کا بیاں تھا

پس جس طرح ہمارے آقا حسین علیہ السلام پر صبر کا خاتمہ ہو گیا ہے اسی طرح اُس شیر بیشہ شیر خدا پر شجاعت کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ میر انیس صاحب نے فی الحقیقت خوب فرمایا ہے ؎

اس ساری کائنات میں کل دو ولی لڑے	یا فاطمہ کا لال لڑا یا علیؑ لڑے

الغرض جب جناب امیر المومنین عمرو بن عبدود کا سر کاٹ کر جناب سید المرسلین کی خدمت میں لائے اُس وقت عمر خطاب نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ نے عمرو بن عبدود کی زرہ کیوں نہ اُتار لی وہ زرہ تمام عرب میں بے نظیر ہے۔ اُس زرہ سے بہتر کبھی کوئی زرہ دیکھنے میں نہیں آئی۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے یہ نہ چاہا کہ اُسکو برہنہ چھوڑوں اور جب عمرو کی بہن اُسکی نعش پر آئی اور اُس نے دیکھا کہ زرہ اُسکے بدن پر موجود ہے تو اُس نے کہا کہ کفو کریم نے اُسکو قتل کیا ہے کہ اُسکے بدن کو برہنہ نہیں کیا اور جب اُس نے سُنا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عمرو کو قتل کیا ہے تو راضی ہوئی اور کہا کہ اگر سوائے علیؑ کے اور کوئی شخص عمرو کو قتل کرتا تو میں تمام عمر عمرو پر نوحہ و بکا کرتی رہتی مگر چونکہ وہ علیؑ جیسے شریف اور بہادر کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے اب کوئی افسوس اور رنج کا مقام نہیں ہے۔ حضرات مومنین سُنا آپ نے کہ جناب امیر المومنین نے عمرو کے بدن پر سے اُسکی زرہ نہیں اُتاری اور اُسکو برہنہ نہیں کیا باوجود اسکے کہ وہ ملعون بہت بڑا سخت کافر اور دشمن خدا و دشمن رسول تھا۔ لعنت خدا اُن ظاہری کلمہ گو لوگوں پر کہ جو بظاہر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور امت محمدی میں اپنے آپکو داخل سمجھتے تھے اُن ملاعنہ نے فلذہ کبد بتول و سبط رسول کو قتل کرنے کے بعد اُن کے جسم مبارک پر سے لباس اُتار لیا اور اُنکی نعش کو جلتے ہوئے ریت پر برہنہ ڈال دیا۔ منقول ہے کہ جب کوفیان بیحیا و شامیان بےدغا جناب سید الشہدا کو شہید کر چکے تو حضرت کے بدن اقدس پر سے لباس اور اسلحہ کو اُتارنے کی طرف متوجہ ہوئے اسحاق بن احوبۃ الحضرمی ملعون نے حضرت کے بدن پر سے پیراہن مبارک اُتار لیا اُس پیراہن میں ایک سو دس سے زیادہ روزن تیروں اور نیزوں اور تلواروں کے تھے۔ اور ابجر بن کعب تمیمی ملعون نے حضرت کا زیر جامہ اُتار لیا اور اخنس بن مرثد شقی نے عمامہ لیا اور مالک بن بشیر شریر نے نعلین اوتار لی۔ اور بجدل بن سلیم کندی ملعون نے انگشتری انگشت مبارک سے اس طرح نکالی کہ انگشت مبارک چونکہ بسبب کثرت جراحات متورم تھی خاتم نکل نہ سکتی تھی اسلئے اُس ظالم شقی نے حضرت کی انگلی کاٹ ڈالی اور حضرت کی چادر مبارک

جو کہ خز کی تھی قیس بن اشعث اُتار کر لیگیا۔ غرض یہ ہے کہ اُن ملاعنہ نے فرزند پیغمبر کے جسم اطہر کو ریگستان گرم
پر برہنہ خاک و خون میں غلطاں چھوڑا جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اشقیائے کوفہ و شام نے میرے
جد مظلوم حسین علیہ السلام کو اس ظلم اور ستم سے شہید کیا اور اس ذلت سے اُس جناب کو قتل کیا کہ اُس
ظلم اور ذلت سے کوئی شخص ظالم کسی ذلیل حیوان کو بھی قتل نہیں کرتا۔ بلکہ جناب رسول اللہ نے منع فرمایا کہ
کسی جانور کو بھی اس ذلت و خواری سے نہ مارو۔ پھر جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ظالموں نے میرے
جد مظلوم حسین علیہ السلام کو تیروں اور نیزوں اور تلواروں سے شہید کیا بلکہ جو چیز اُن بے رحموں کے ہاتھ
آئی وہی سے حضرت کے بدن اقدس پر ماری مثل ہیمہ سوختنی و عصا و کلوخ و سنگ وغیرہ۔ پھر اس ظلم اور جور
پر بھی اُن ظالموں کی تسلی نہ ہوئی۔ حضرت کے بدن اقدس پر گھوڑوں کو دوڑایا اور فرزند پیغمبر کی نعش مقدس
کو پامال سم اسپاں کیا۔ یہانتک کہ پسلیاں شکستہ ہوگئیں۔ **مؤلف** اسمیں کچھ شک نہیں کہ از آدم تا خاتم کوئی
نبی اور کوئی وصی اس ظلم اور ستم سے قتل نہیں ہوا جس طرح ہمارے آقا سید المظلومین و امام الصابرین شہید
ہوئے ہیں۔ **لمولفہ**

من البیان بان یشرح ما مضی	یوم الطفوف علی الحسین من البلاء

انتیسویں[۲۹] مجلس جنگ خیبر و کربلا۔ شجاعت حیدر و سید الشہداء و شہادت عبداللہ بن الحسن علیہم السلام

خیبر کی لڑائی ۷ھ ہجریہ میں واقع ہوئی ہے اور کیفیت اسکی بالاختصار یہ ہے کہ جناب شیخ مفید و شیخ طبرسی و
قطب راوندی و ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہم وغیرہ محدثین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب جناب
رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ الاطیاب نے غزوہ حدیبیہ سے مراجعت فرمائی بیس روز مدینہ میں قیام فرمایا
پھر قلاع خیبر کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوئے قلعہ خیبر کے قریب پہنچکر لشکر کو توقف کا حکم دیا اور یہ دعا پڑھی کہ
اللھم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین
وما اضللن انا نسئلک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذ بک من
شر ھذہ القریۃ وشر اھلھا وشر ما فیھا۔ پھر حضرت بسم اللہ پڑھکر آگے بڑھے اور تھوڑی دور
پہنچکر ایک درخت کے سایہ میں قیام کیا اور لشکر کو محاصرہ کا حکم دیا جب دوسرا دن ہوا ظہر کی نماز کے لئے
منادی نے ندا دی لوگ جمع ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص حضرت کے سامنے بیٹھا ہے۔ حضرت نے صحابہ سے
فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ یہ شخص میری تلوار کھینچکر میرے سرہانے کھڑا ہوا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اب

کون آپ کو بچا سکتا ہے میں نے کہا کہ خدائے تعالیٰ حافظ ہے وہ بچا سکتا ہے یہ سنتے ہی تلوار اُسکے ہاتھ سے گر گئی اب یہ ایسی حالت میں بیٹھا ہوا ہے کہ اِس مقام سے حرکت نہیں کر سکتا پھر حضرت رحمۃ اللعالمین نے اُسکے قصور و جرم کو معاف کر کے رہا کر دیا۔ بیس دن سے کچھ زیادہ عرصہ تک یہود کا محاصرہ رہا۔ علم نصرت ہشیم جناب رسول اکرم کا جناب اسد اللہ الغالب کے پاس تھا مگر اُنہیں ایّام میں جناب حیدرؑ صفدر فاتح خیبر بعارضہ درد چشم بیمار ہو گئے۔ اہل اسلام بعض اوقات بیرونِ قلعہ خیبر جنگ کرتے تھے اور یہودیوں نے قلعہ کے گرد ایک خندق عمیق بنا رکھی تھی۔ ایک دن یہودیوں نے قلعہ کا دروازہ کھولا اور مرحب یہودی جو بہت بڑا مشہور شجاع اور بہادر تھا مع لشکر باہر نکلا اور جنگ کے لئے مستعد اور آمادہ ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ اُس دن جناب سرورِ عالم کو دردِ شقیقہ عارض تھا۔ حضرت ابوبکر خود بخود علم لیکر مع ایک جماعت مہاجرین و انصار میدانِ کارزار میں گئے بعد مقابلہ کرنے کے شکست کھا کر بھاگے اور جان بچا کر معسکر نصرت اثر میں آپہنچے جناب رسول اللہ کو بایں خیال کہ یہ لوگ ڈرپوک اور فرار کرنے والے اہل اسلام کو یہود کی نظروں میں ذلیل اور خفیف کرتے ہیں رنج ہوا۔ پھر دوسرے دن حضرت عمر خطاب بقصدِ جنگ علم لیکر کفار کے مقابلہ کے واسطے گئے مگر لڑائی شروع ہوتے ہی فوراً بھاگے۔ تھوڑی دیر بھی دم نہ لیا صبر نہ کیا۔ جب لشکر اسلام میں واپس آئے تو اُن کے ساتھی عمر خطاب کو مردِ میدان نہ تبلاتے تھے اور عمر خطاب اپنے ہمراہیوں کو بزدل کہتے تھے۔ جب اِن دونوں صاحبوں نے جہاد سے فرار اختیار کیا تب جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ دونوں اِس امر کی لیاقت اور قابلیت نہیں رکھتے کہ اِس علم کو اُٹھائیں اور معرکہ کارزار میں جائیں لہٰذا کل کو میں ایسے شخص کو علم دوں گا جسکو خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ وہ کرّار ہے یعنی بار بار میدانِ کارزار میں حملہ کرنے والا ہے۔ اور غیر فرار ہے۔ یعنی میدانِ جنگ سے بھاگنے والا نہیں خدائے تعالیٰ اُسکے ہاتھ فتح کرے گا۔ یہ مضمون حضرت سے لشکر صحابہ میں سے ہر شخص علم کا طالب اور شایق ہوا۔ یہانتک کہ علم سعادت ہشیم کے شوق اور اِس خیال میں کہ شاید مجھکو ہی ملے کوئی شخص صحابہ میں سے اُس شب کو نہیں سویا۔ جبکہ صبح طالع ہوئی تو سب صحابہ بامید علم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سعد بن ابی وقاص بہ تمنائے علم نصرت ہشیم بطرز شجاعانِ عرب ڈبّہ سر پر رکھکر حاضر ہوا جبوقت کل صحابہ حاضر ہو چکے تو حضرت نے فرمایا کہ علیؑ ابن ابیطالب کہاں ہیں حاضرین نے عرض کیا کہ اُس جناب کی آنکھیں دکھتی ہیں جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ بہرحال علیؑ کو ہمارے پاس لاؤ منقول ہے کہ اگرچہ جناب امیر المومنین کی آنکھوں میں سخت درد تھا مگر حضرت کا یہ ارشاد سنتے ہی سلمان رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر فوراً حضرت کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ یا علیؑ کیا علیل ہو گئے امیرؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری آنکھیں اِسقدر دکھتی ہیں کہ پشتِ پا کو نہیں دیکھ سکتا اور سر بھی میرا درد

کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ بیٹھو اور اپنا سر میرے دامن میں رکھو حسب الارشاد جناب امیر المومنین نے اپنا سر اقدس حضرت رسول اللہ کے دامن مبارک میں رکھا حضرت نے لعاب دہن اطہر حضرت کی آنکھوں اور سر پر لگا دیا اور جناب باری تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ الٰہی علیؑ کو حرارت اور برودت کی ضرر سے محفوظ رکھ۔ راوی کہتا ہے کہ معاً اس دعا کے جناب امیرؑ کا درد سر و درد چشم بالکل دور ہو گیا جناب رسالتمآب نے اپنا علم سفید جناب حیدر کرار کے دست مبارک میں دیا اور فرمایا کہ یا علیؑ اب تم جہاد کرنے کیلئے جاؤ کہ جبرئیل امیں تمہارے ہمراہ ہے اور نصرت اور فتح تمہارے آگے آگے ہے۔ تمہارا رعب اُن کفار کے دلوں میں بیٹھ گیا ہے اسلئے کہ فرقہ یہود نے اپنی کتب میں پڑھا ہے کہ جو شخص قوم یہود کو مغلوب اور ہلاک کریگا نام اسکا ایلیا ہوگا۔ جناب امیر المومنین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب تک وہ لوگ اسلام نہ اختیار کریں تب تک میں اُنکے قتل کرنے سے دست بردار نہ ہونگا پھر جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ یا علیؑ باآہستگی اُنکے پاس جاؤ اول اُنکو اسلام کی طرف دعوت کرو اور اُنکو احکام الٰہی سے جو اُنپر واجب اور لازم ہیں مطلع کرو قسم خدا کی اگر ایک آدمی بھی تمہاری ہدایت سے راہ راست کو اختیار کریگا تو تمہارے واسطے بہت بڑا اجر ہوگا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے حکم سے قلعہ خیبر کو روانہ ہوا جب قلعہ تک پہنچا مجھے دیکھتے ہی مرحب یہودی بارادہ جنگ باہر نکلا وہ زرہ پہنے ہوئے خود سر پر رکھے ہوئے تھا۔ طرہ اُسپر یہ تھا کہ ساتھ ہی اُسکے ایک بہت بڑا بھاری پتھر سوراخ کر کے اُس نے اپنے سر پر رکھا ہوا تھا وہ رجز پڑھنے لگا اُسکے جواب میں میں نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ پھر طرفین سے دو دو وار خالی گئے۔ پھر میں نے ایک وار تلوار کا اُسکے سر پر لگایا کہ پتھر اور خود کو کاٹ کر اُسکے سر کے دو ٹکڑے کر دئے۔ وہ زمین پر گرا اور ہمراہی اُسکے جو ہمراہ تھے سب بھاگ گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا منقول ہے کہ اُس دروازہ کے کواڑ اسقدر بھاری تھے کہ بیس آدمی ملکر اور دوسری روایت میں ہے کہ چالیس نفر جمع ہو کر اُسکو کھولنے کے وقت کھولتے تھے اور بند کرنے کے وقت بند کرتے تھے۔ جب جناب حیدر کرار حملہ کناں اُس دروازہ تک پہنچے تو بقوت ربانی اُس دروازہ کو ایسی حرکت دی کہ سارا قلعہ کانپ گیا ایک کواڑ اُسکا اُٹھا کر ڈھال کی طرح دست ید اللہی سے اُٹھا لیا اور اس شان اور جلال سے لڑنا شروع کیا۔ کما قال القایل ؎ تو گوئی کہ گردید بر اہل کیں + مجسم جلال جہاں آفریں + اور جو سامنے آیا اسکو قتل کیا۔ کشتوں کے پشتے اور کفار کے مُردوں کے ڈھیر اور انبار لگا دئے لقایل ؎

در آں دشت خاکے کہ افتادہ بود		گلی ارمنی شد ز خونِ یہود

یہانتک کہ قلعہ کو فتح کیا۔ پھر اُس کواڑ کو دور پھینک دیا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حیدر صفدر نے خیبر کے در کو توڑ کر خندق کا پل بنا دیا حتیٰ کہ سب اہل اسلام اُسپر سے عبور کر کے قلعہ میں داخل ہوئے۔ پھر ستر آدمیوں نے چاہا کہ اُس تختہ کو وہاں سے اُٹھائیں ہر چند زور کیا لیکن نہ اُٹھ سکا۔

منقول ہے کہ خود جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ درِ خیبر کو میں نے توڑ کر بجائے سپر اپنے ہاتھ پر اٹھائے رکھا اور یہودیوں سے میں جنگ کرتا رہا یہانتک کہ بفضلِ الٰہی اُنکو شکست دینے کے بعد اُسی تختہ کا خندق پر پل بنا دیا جسپر سے اہلِ اسلام نے عبور کیا پھر میں نے اُس کواڑ کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ اُس تختہ کا بوجھ بہت ہوگا حضرت نے فرمایا کہ مجھکو اُسکا ثقل میری سپر سے زیادہ نہیں معلوم ہوا۔ شیخ الطایفہ ابو جعفر طوسی روایت کرتے ہیں کہ بروز جنگ خیبر ایک بہادر بلند قامت بہت بڑے سرو الا قلعہ سے باہر نکلا اُسکا نام مرحب تھا۔ تمام یہود اُسکو بسبب اُسکی شجاعت اور بہادری کے اپنا امیر از سردار جانتے تھے۔ صحابہ میں سے جو کوئی اُسکے سامنے گیا اُسکے ساتھ لڑنے کی تاب لا سکا یہانتک کہ واپس آیا۔ مرحب کی دایہ کاہنہ بھی وہ مرحب کی بہادری اور شجاعت کے سبب سے اُسکو بہت دوست رکھتی تھی۔ اُس نے مرحب سے کہہ رکھا تھا کہ تو جس سے لڑے گا اُسپر غالب رہیگا مگر ہاں جو شخص کہے کہ میرا نام حیدر ہے تو اُس سے نہ لڑیو کیونکہ تو اُسکے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ جب جناب امیر المومنینؑ نے اُسکا مقابلہ کیا اُس نے اپنا نام بتایا جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ میرا نام حیدر ہے یہ سُنتے ہی مرحب خائف ہوا اور بھاگا اُسوقت شیطان رجیم ایک یہودی عالم کی صورت میں متشکل ہو کر سامنے اُسکے آیا اور پوچھا کہ تو کیوں بھاگتا ہے اُس نے سبب بیان کیا شیطان نے کہا کہ تو کسقدر احمق ہے ارے تو یہ نہیں سمجھتا کہ حیدر جہان میں بہت ہیں کیا حیدر ایک ہی شخص ہے اور یہ کیا ضرور ہے کہ تجھے جو قتل کرے گا وہ یہی حیدر ہے۔ اور نیز یہ ہے کہ اقوال عورتوں کے اکثر خطا ہوتے ہیں تو ایک عورت کے کہنے پر باوجود اِس شان و شوکت و عظمت و شجاعت کے میدانِ جنگ سے بھاگا جاتا ہے۔ چل صفِ قتال کی طرف مراجعت کر شاید یہ جوان تیرے ہاتھ سے مارا جائے اور تو اُسکو قتل کرنے کے سبب سے عزت اور بزرگی پائے۔ تو واپس چل میں اور یہودیوں کو تیری امداد کے لئے تحریص کرتا ہوں۔ پس وہ مخذول و مدبر اُس محیل و مزدر کے کہنے پر پھر واپس آ کر جناب حیدر صفدر سے معرکہ آرا ہوا اور جناب حیدرِ کرار کی ذوالفقارِ آبدار کے ایک وار سے داخلِ نار ہوا۔ فریقین نے بطرقِ متعددہ روایت کی ہے کہ جب جناب افضل الوصیین مولانا امیر المومنین علیہ السلام نے بروز شورہ اپنے فضائل اور اپنی افضیلت کے دلائل اپنے مخالفوں کے سامنے بیان فرمائے تو منجملہ اُن کے یہ ارشاد فرمایا کہ آیا تمکو یاد ہے کہ جب عمر خطاب نے جنگ خیبر میں فرار کیا تھا تو وہ اپنے ساتھیوں کو منسوب بہ بزدلی کرتا تھا اور اُسکے ساتھی اُسکو بزدل بتلاتے تھے۔ جب جناب رسول اللہ نے یہ حال مشاہدہ کیا تو فرمایا کہ کل کو میں رایت ایسے شخص کو دونگا جو کرار اور غیر فرار ہے خدا اور رسول کو وہ دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہیں اور جب تک قلعہ فتح نہو واپس نہیں آئیگا۔ جب صبح طالع ہوئی تو جناب رسول اللہؐ نے مجھکو طلب فرمایا لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیؑ بن ابیطالب تو بسبب دردِ چشم کے آنکھ نہیں کھول سکتے۔ حضرت نے

فرمایا کہ بہرحال علیؑ کو حاضر کرو جب یہ ارشاد مجھ تک پہنچا میں اُسی وقت حاضر ہوا حضرت نے لعابِ دہن میری آنکھوں پر لگایا اور جناب احدیت میں دُعا کی کہ الٰہی علیؑ سے دور کردے اُس گرمی اور سردی کو جو مضر ہو۔ اِس دُعا کی برکت سے پھر آجتک مجھکو گرمی اور سردی سے ضرر نہیں پہنچا۔ پس میں نے علم نصرت شیم اُٹھایا اور قلعہ خیبر کو فتح کیا اور کفار کو شکست دی۔ پس تبلاؤ کہ کون ہے اصحاب میں سے جسکے لئے ایسے ایسا مور واقع ہوئے ہوں سب سامعین نے کہا کہ بیشک صحیح فرمایا آپنے آپکے سوا ایسا کوئی نہیں ہے۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمکو خداعزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ میرے سوا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے مرحب کا مقابلہ کیا ہو۔ مرحب وہ شخص تھا کہ جس نے بجائے خود سر پر بہت بھاری پتھر رکھا ہوا تھا۔ میں نے اُسکے سر پر ایسی تلوار ماری کہ اُس سنگِ گراں کو کاٹ کر اُسکے سر کو دو کردیا کہو کہ میرے سوا کوئی ایسا ہی جس نے ایسا کیا ہو سبنے کہا کہ بیشک سوائے آپکے کوئی ایسا نہیں ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ یہ تباؤ کہ میرے سوا تم میں ایسا کوئی ہے جس نے خیبر کے در کو اُکھاڑ کر ہاتھ میں اُٹھا لیا ہو۔ اور سوگز کے فاصلہ تک لیگیا ہو۔ پھر اُس کواڑ کو چالیس آدمی بھی حرکت نہ دیسکے ہوں۔ سبنے کہا کہ آپنے صحیح فرمایا یا امیر المومنین سوائے آپکے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے ایسا کیا ہو۔

اشعار زائر مولف کتاب

فتح خیبر کو کیا جس نے وہ کرار ہے کون	فضل کا بیعتِ شجرہ کے سزاوار ہے کون
گُلِ ایمان کہا کس کو رسولؐ اللہ نے	عمرو کو جس نے کیا قتل وہ جرار ہے کون
کس کی ضربت سے ہوا دینِ خدا کا قایم	کیوں کہو احمدؐ مرسل کا مددگار ہے کون

لہ قولہ تعالیٰ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحاً قریباً ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔ تحقیق اللہ راضی ہوا مومنین سے جس وقت بیعت کرتے تھے وہ تجھ سے اے محمدؐ نیچے درخت کے پس جانا خدا نے اُس چیز کو جو اُن کے دلوں میں ہے اعتقاد خالص اور صفائی باطن کو۔ اور اُنپر تسکین نازل کی۔ اور ثواب دیا اُن کو فتح نزدیک۔ یعنی فتح خیبر اور لوٹیں بہت سی جو لینگے اُسکو اور وہی اللہ غالب حکمت والا۔
پس واضح ہو کہ خدائے تعالےٰ عالم الغیب والشہادۃ نے اِس میں یہ نہیں فرمایا کہ خدا راضی ہوا اُن سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی بلکہ یہ فرمایا کہ خدا راضی ہوا مومنین سے تو ظاہر اور معلوم ہو گیا کہ بیعت کرنے والے سب کے سب مومنین نہ تھے۔ بلکہ اُن میں بعضے منافقین بھی تھے اور ضعیف الایمان بھی تھے۔ اس واسطے خدائے تعالےٰ نے مومنین کو اپنی رضامندی سے خاص کیا اور بیعت میں شرط یہ تھی کہ جہاد دل سے نہ بھاگیں گے۔ پس اِس بیعت کے بعد جو لوگ ہوازن والوں اور خیبر والوں سے بھاگے اُنہوں نے بیعت کی شرط کو پورا نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ مومن نہ تھے اور خدا اُن سے راضی نہیں ہوا۔ اور جنگ خیبر سے شیخین کا فرار کُتبِ صحاح اہل سنت سے ثابت ہے کوئی انکار اِس فرار سے کر نہیں سکتا۔ پس ظاہر ہو گیا کہ وہ مومنین میں داخل نہ تھے اور جن سے خدا راضی ہوا ہے اور جنپر سکینہ نازل کیا ہے اِس میں شک نہیں کہ وہ لوگ وہ ہیں جنکو فتح قریب اِس بیعت کے عوض اور ثواب میں عطا فرمائے اور وہ فتح خیبر کی ہے۔ پس جو لوگ جنگ خیبر میں بھاگ گئے ہیں اُنسے خدا ہرگز راضی نہیں اور نہ وہ اِس بیعت کی فضیلت کے مستحق ہیں اور نہ اُن کے لئے سکینہ کا نزول ہو سکتا ہے اور نہ خدا کی رضامندی سے اُنکو حصہ مل سکتا ہے۔ پس جو لوگ جنگ خیبر میں بھاگے وہ بیعت الرضوان میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے۔ تفصیل اسکی کتب کلامیہ میں دیکھو۔ ۱۲ - زایر ❊ ❊

قل کفی حق نے کہا شان میں کسکی بولو
منصفو غور سے سوچو کہ وہ جرّار ہے کون

رکھا کس نے انگوٹھی ہے گدا کو بخشی
وہ شہنشاہ جہاں خلق کا مختار ہے کون

معرکہ ذات سلاسل کا ہے مارا کس نے
جس کے گھوڑے کی ہوئی مدح وہ اسوار ہے کون

کس زبردست کے ہاتھ آیا ید اللہ لقب
باعث تقویتِ ایدی مختار ہے کون

ساری امّت کے عمل سے ہوئی افزوں جو ضرب
کس نے وہ وار کیا بولو وہ جرّار ہے کون

کس کا دروازہ رہا مسجدِ احمدؐ میں کھلا
اِس فضیلت کا بتاؤ کہ سزاوار ہے کون

کسکو معراج ہوئی دوشِ رسولؐ اللہ پر
کس نے بُت توڑے ہیں کعبے کے وہ دیندار ہے کون

جسم میں مولائے جہاں مثلِ نبی کون ہوا
مسندِ احمدِؐ مختار کا حقدار ہے کون

عاملِ آیہ نجوےٰ کوئی حیدرؑ کے سوا
کُل صحابہ میں بتا دیجئے وہ یار ہے کون

وہ جواں کون ہے جسکا نہیں کوئی نظیر
جسکی تلوار ہے بے مثل وہ کرّار ہے کون

سر نہیں جس نے جُھکایا کبھی بُت کے آگے
وہ صحابہ میں سے بتلاؤ کہ سردار ہے کون

جیسے موسیٰ کیلئے بھائی تھے اُن کے ہارونؑ
ہاں محمدؐ کا کہو ویسا طرفدار ہے کون

کسکی عصمت پہ ہوئی آیۂ تطہیر گواہ
ہل اَتیٰ پڑھ کے کہو صاحبِ ایثار ہے کون

اوّل نورِ خدا کا ہے جو نصفِ آخر
وہ کہو نورِ احد مطلعِ انوار ہے کون

شہر علمِ نبوی کا کہو در کون ہوا
جو صحابہ میں سے اقضیٰ ہے وہ ہُشیار ہے کون

حکم حق نے ہے دیا جن کی معیّت کے لئے
بعد احمدؐ کہو وہ صادق و سردار ہے کون

کس کے اعدا کو نہیں فائدہ دیتی نیکی
جسکے احباب کو عصیاں بھی نہیں ضار ہے کون

آگ لکڑی کو ہے جسطرح سے کھاتی اُس طور
کسکی حُب کھاتی ہے عصیاں کو وہ سرکار ہے کون

منصفوں کو تو فضائل یہ سُنا کر زائر
پوچھ لے مسندِ احمدؐ کا سزاوار ہے کون

مؤلف اب ہم میدانِ خیبر سے میدانِ کربلا کی جانب آتے ہیں اور مومنین کو شجاعت حسینیہ کا ذکر سُناتے ہیں۔ حضرات مومنین جس طرح جناب حیدر کرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرحب کو قتل کر کے تمام یہود کو جنکی تعداد چودہ ہزار تک تھی منہزم کردیا اُسی طرح اُس جناب کے فرزند ارجمند سیّد الشہدا مظلومِ کربلا نے فوجِ کفّار و لشکرِ اشرار کو جن ولدالزناؤں کی تعداد مثل حشرات الارض کے بیحساب و بیشمار تھی بار بار ہر حملے میں پس پا اور منہزم کردیا تھا **المولفہ**

تنہا علیؑ کے شیر نے لاکھوں بھگا دئے
اور نارہا و یہ ہیں عشرہ اردوں گرا دئے

سید علی بن طاؤس ملہوف میں کہتے ہیں کہ راوی بیان کرتا ہے کہ قسم خدا کی میں نے ایسے کسی شخص کو نہیں دیکھا
کہ جسکے تمام اصحاب و اعوان و انصار و اولاد و رفقا قتل ہو چکے ہوں اور خود وہ ہزار در ہزار دشمنوں میں گھرا ہوا ہو
پھر باوجود ان سب امور کے وہ ایسا قوی القلب اور ثابت قدم اور مستقل ہو جیسا کہ حسین علیہ السلام تھے کیونکہ باوجود
اُس تنہائی اور بیکسی اور مظلومیت اور بھوک اور پیاس کے جب وہ شیر بیشۂ شیر خدا حملہ آور ہوتے تھے تو اُن کے
سامنے سے تمام وہ فوج کثیر مثل ملخ کے منتشر اور پریشان ہو جاتی تھی اور کوئی شخص تاب مقاومت کی نہ لا سکتا تھا۔
دمعہ ساکبہ میں ہے کہ بعد واقعہ کربلا کے لوگ جناب امیر المومنین کی لڑائیوں کا ذکر بھول گئے تھے جناب سید مظلوم کی شجاعت
کا ہر جگہہ پر ذکر اور چرچا ہوا کرتا تھا۔ لمولفہ

تنہا شہ مظلوم نے لاکھوں سے وغا کی	سب بھول گئے جنگ شہ عقدہ کشا کی

موافق روایت ابن شہر آشوب و محمد بن ابیطالب ایک حملہ میں حضرت نے ایک ہزار نو سو پچاس نفر اعیانِ
اشرار و سرداران فجار میں سے واصل نار کئے اور زخمیوں کی تعداد کشتوں کے علاوہ بے شمار تھی پھر مقام مستراح
پر آ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ دمعہ ساکبہ میں ہے حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے امام حسین
علیہ السلام کو دیکھا کہ ریش مقدس حضرت کی خون سے رنگین تھی یعنی حضرت زخمی تھے باوجود جراحات کثیرہ و شدت
عطش جب فوج روباہ پر حملہ کرتے تھے تو کوئی شخص سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا سب لوگ بھیڑ بکریوں کی طرح سامنے
سے اس شیر کے بھاگ جاتے تھے۔ فنعم ما قال القائل ؎

فيقال من هذا سبط محمد	في كربلا ام حيدر في خيبر
هو مظهر السر الذي في حيدر	فاذا سطا دهشت قلوب العسكر

قائل نے کیا خوب کہا ہے کہ اس حالت فرار و اضطرار میں بعض مغرورین بعض دیگر سے بھاگنے کے وقت کہتے
جاتے تھے کہ آیا یہ شیر جسکی دہشت سے جان نکلی جاتی ہے۔ اور دل تمام لشکر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں کون ہے
آیا معرکہ کربلا میں فرزند مصطفےٰ نور دیدۂ خیر الوریٰ حسینؑ سید الشہدا ہیں جو باوجود شدت گرسنگی و تشنگی کے یکہ و تنہا
ہزاروں اشقیا کو قتل کر رہے ہیں یا یہ معرکہ خیبر میں جناب حیدر صفدر ہزارہا کفار کو راہی دار البوار کر رہے ہیں۔
کتب مقاتل و مصائب سے ظاہر و آشکار ہے کہ مظلوم کربلا و شیر بیشۂ شیر خدا نے ہر ہر حملہ میں ہزاروں کفار و فجار
و اشرار کو داخل نار کیا۔ لمولفہ

توڑا صفوں کو حیدر صفدر کے شیر نے	لاکھوں کو منہزم کیا تنہا دلیر نے

وللہ در القائل ؎ امام یرد الجیش وھو کتائب + بسطوتہ یوم الوغیٰ و ھو واحد
ہمارے مولا سید مظلوم ایسے بہادر تھے کہ اس جناب نے بحالت بیکسی و تنہائی ہر ہر حملہ میں بڑے بڑے لشکروں

اور فوجوں کو بھگا دیا ہے

اذا رکع الھندی یوماً بکفہ ۔۔۔ لدی الحرب فالھامات منہ سواجدٌ

جب شمشیر ہندی نے اُس بہادر کے دست زبردست میں رکوع کیا یعنی جب شیر کی تلوار لڑائی کے لئے جھکی تو فوراً دشمنوں کے سروں نے سجدہ کیا یعنی اعدا کے سر زمین پر گر گئے۔

یلوح الردی فی شفرتیہ کانّہٗ ۔۔۔ شہابٌ ھوی لما نظرق مارد

یعنی اُس تیغِ آبدار صاعقہ بار سے گروہ اشرار و فجار کی ہلاکت ایسی طرح پر ظاہر و آشکار ہوئی جس طرح شہاب ثاقب شیاطین کو ہلاک کرتا ہے

یصول علیہم صولۃ حیدریۃ ۔۔۔ یقیم بوا الدین و اللہ عاقد

ہر بار اُن ملاعنہ و اشرار پر حملہ حیدریہ کرتے تھے اور دین برحق کے نشان و علم کو قایم اور مضبوط اور محکم کئے جاتے تھے۔ **مؤلفہٗ زائر**

آئینہ ایماں کو جلا دیتے تھے مولا ۔۔۔ ہر حملہ میں اعدا کو بھگا دیتے تھے مولا

فی الدمعۃ الساکبہ نقلاً عن المنتخب وجعل الحسین علیہ السلام یحمل علی المیمنۃ واخری علی المیسرۃ حتی قتل علی ما نقل ما یزید علی عشرۃ الاف فارس و لا یبین النقص فیھم لکثرتھم لعنھم اللہ

اسی طرح اُس بے نظیر بہادر و صابر نے چند حملے کئے۔ جب حملہ کرتے تھے وہ ملاعنہ باوجود اپنی کثرت کے تاب مقابلہ نہ لا سکتے تھے۔ سامنے سے بھاگ جاتے تھے۔ تب حضرت استراحت میں ٹھہر جاتے تھے اور فرماتے تھے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ یہانتک کہ دس ہزار سے زیادہ کفار و اشرار کو ذوالفقار صاعقہ بار سے واصلِ نار کیا۔ لیکن اولادِ زنا کی کثرت اسقدر تھی کہ انہیں پھر بھی کچھ کمی نہ محسوس ہوتی تھی خدا اُنپر لعنت کرے۔ **لمؤلفہ**

اک قہر تھی شمشیر شرربار کی بجلی ۔۔۔ فی النار کئے دیتی تھی تلوار کی بجلی
گرتی تھی وہ بجلی جو لعینوں کے سروں پر ۔۔۔ گرتی تھیں صفیں صف پہ پرے جا کے پروں پر

وفی المقتل انہ لما اراد علیہ السلام ان یصول علی الشیاۃ صولۃ اسدیۃ ویحمل علی الاعداء حملۃ علویۃ بحیث لا یشذ احد من المنافقین من سیفہ و لا ینجو نفر من الضالین من ضربتہ نودی من اللہ الجلیل یا حسین اصبر فان الصبیر جمیل۔ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ پھر جناب سید الشہدا شبل شیر خدا نے چاہا کہ ایک ایسا حملہ حیدریہ و اسدیہ کریں کہ ضربِ ذوالفقار سے کوئی متنفس اُن ملاعنہ میں سے زندہ نہ رہے۔ تب اس ارادہ پر ذوالفقار کو علم کرکے چاہا کہ حملہ کریں اُسوقت خدائے جلیل کی جانب سے آواز آئی کہ اے حسینؑ آج روزِ صبر ہے جو بہترین اعمال ہے پس صبر اختیار کرو۔ حضرت سید الصابرین فخر زمن

خاتم المرسلین نے یہ ارشاد جناب رب العالمین کی طرف سے سُنکر سرِ اقدس کو جھکا لیا اور امرِ الٰہی کو تسلیم کیا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر ذوالفقار کو میان میں کر لیا اور بکمال صبر و استقلال راہِ خداوند ذوالجلال میں آمادۂ شہادت ہوئے۔ جب اُس قوم بے دین و فرقۂ ملاعین نے جناب سید الصابرین و امام المظلومین کو آمادۂ شہادت پایا تو وہ بھاگے ہوئے ناری اطفاء نور باری کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور تیر اور پتھر اور نیزے اور تلواریں حضرت کے بدنِ اطہر پر لگانے لگے میر انیس مرحوم

فریاد ہے وہ فوج کے دَل اور اِک حسینؑ
وہ تیر جاں ستاں وہ جدل اور اِک حسینؑ
وہ بے شمار تیغوں کے پھل اور اِک حسینؑ
وہ سینکڑوں پیام اجل اور اِک حسینؑ
فوجوں میں شام کے مہ تاباں گھرا ہوا
وہ بیکسی کہ سارا زمانہ پھرا ہوا

ڈوبے ہوئے ہیں خون میں گیسو حسینؑ کے
زخمی تھے دونوں ساعد و بازو حسینؑ کے
آنکھوں پہ کٹ کے آپڑے ابرو حسینؑ کے
تیروں سے چھان ڈالے تھے پہلو حسینؑ کے
تیغیں اُوپی ہوئی جو برابر سے چل گئیں
غش آگیا قدم سے رکابیں نکل گئیں

سیّد کے مرتبہ کو نہ جانا ہزار حیف
مظلوم کا وہ برچھیاں کھانا ہزار حیف
تیروں سے صدر پاک کو چھانا ہزار حیف
شانے تھے ناوکوں کا نشانہ ہزار حیف
تیروں کا مینہہ برستا تھا اُس تشنہ کام پر
کیا وقت پڑ گیا تھا ہمارے امام پر

گرتے ہیں آپ کون سنبھالے کوئی نہیں
سب مر چکے ہیں چاہنے والے کوئی نہیں
سینہ سے کون تیر نکالے کوئی نہیں
بے جاں پڑے ہیں گود کے پالے کوئی نہیں
بیکس ہیں آپ زور سپاہِ عدو کا ہے
مُنہ جسکا دیکھتے ہیں وہ پیاسا لہو کا ہے

کیونکر کہوں کہ عرشِ خدا خاک پر گرا
سلطانِ دیں امام وری خاک پر گرا
خیر النساء کا ماہ لقا خاک پر گرا
زیں سے اُلٹ کے راہ نما خاک پر گرا
وہ دو ہزار زخم تنِ چاک چاک پر
کیا گزری ہوگی جبکہ گرے ہونگے خاک پر

بلند مرتبہ شاہے ز صدرِ زیں افتاد	اگر غلط نہ کنم عرش بر زمیں افتاد

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد میں نقل کیا ہے کہ اُسی حالت میں ایک شاہزادہ کم سن جو حدِ بلوغ کو نہ پہنچا تھا اور نام اُسکا عبد اللہ تھا اور وہ بچہ جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا فرزند تھا خیمۂ حرم محترم سے بیتابانہ باہر نکل آیا اور پیچھے پیچھے اُسکے جناب ام المصائب زینب خاتون دخترِ خاتونِ قیامت سر و پا برہنہ دوڑیں اور اُسکو گود میں اُٹھا لیا۔ اور ہر چند چاہا کہ اُس امام زادہ کو خیمہ میں واپس لیجائیں۔ لیکن وہ بچہ ایسا مچلا کہ اُس نے اپنے تئیں اُس معظمہ کی گود سے زمین پر گرا دیا اور کہا کہ اے پھپھی مجھے چھوڑ دو اور ہرگز نہ روکو میں اپنے چچا جان کو ایسی بیکسی اور تنہائی کی حالت میں تنہا نہ چھوڑوں گا۔ بلکہ میں اپنی جان حضرت پر قربان کرونگا یہ کہکر وہ بچہ مقتل کی جانب دوڑا یہانتک کہ ہزاروں پیدلوں اور سواروں کے بیچ میں سے نکلکر جناب سید الشہدا کے قریب جا پہنچا اور حضرت کے پہلو میں کھڑا ہوا اس عرصہ میں ابحر بن کعب ملعون تلوار کھینچکر حضرت کے قریب آیا اور اُس شقی نے چاہا کہ وہ تلوار جناب سید مظلوم کے بدن پر لگائے عبد اللہ بن الحسن بیتاب ہو کر آگے بڑھے اور اُس شقی سے کہا کہ اے ولد الزنا کیا تو میرے چچا جان کو قتل کرنا چاہتا ہے اور خدا اور رسولؐ کے غضب اور قہر سے نہیں ڈرتا وہ بچہ یہ کہہ رہا تھا کہ اُس شقی نے تلوار کا وار کیا شاہزادے نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دئے تا کہ اپنے عمِ محترم کو تلوار کے وار سے بچائیں اُس طفل صغیر کے نازک ہاتھوں پر تلوار پڑی دونوں ہاتھ کٹ کر زمین پر گرے بچہ نے فریاد کی اور کہا کہ اے چچا جان دیکھو اس ملعون نے مجھے قتل کیا۔ ہر چند اُسوقت جناب امام مظلوم غش کی حالت میں پڑے ہوئے تھے حضرت نے بھتیجے کی آواز سنکر آنکھیں کھولدیں اور اُسکو چھاتی سے لگالیا اور رو کر فرمایا کہ اے نورِ نظر اے پارۂ جگر مجھپر یہ امر سخت دشوار ہے کہ تو مجھ سے فریاد اور استغاثہ کرے اور میں تیری کچھ مدد نکر سکوں۔ اے فرزند اب اسوقت بجز صبر کے اور کوئی چارہ نہیں راوی کہتا ہے کہ جناب سید مظلوم اُس لختِ جگر کو چھاتی سے لگائے ہوئے کلمات صبر و تسلّی دینے کے لئے ارشاد فرما رہے تھے کہ ناگاہ حرملہ بن کاہل ملعون نے ایک تیر عبد اللہ بن الحسنؑ کے حلقومِ نازنیں پر تاک کر ایسا مارا کہ اُس تیرِ ستم کے صدمہ سے وہ بچہ اپنے چچا کی گود میں تڑپ تڑپ کر راہیٔ جنت ہوا۔ امام مظلوم یہ حال دیکھکر روئے پھر لاش اُس بچہ کی اپنے قریب زمین پر رکھدی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تیسویں مجلس دربیان فتح مکہ معظمہ پھر مصائب اہلبیتؑ کا ذکر

منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ الاطیاب دوسری تاریخ ماہ مبارک رمضان شہ ہجریہ کو بروز جمعہ بعد نماز عصر بقصد تسخیر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت مکہ کو روانہ ہوئے تمام لوگ لشکر کے روزے سے تھے جب کراع الغمیم پر پہنچے تو حضرت نے

حکم دیا کہ سب لوگ روزہ افطار کردیں بعض نے افطار کیا۔ بعض نے انکار جنہوں نے افطار نہ کیا انکا نام عاصی اور نافرمان رکھا گیا۔ وہاں سے کوچ کر کے مرالظہران میں پہنچے اسوقت تقریباً حضرت کے لشکر میں دس ہزار آدمی تھا جنمیں سے چار سو سوار باقی پیدل تھے خدا تعالیٰ نے حضرت کے اس سفر کی خبر کو قریش سے مخفی رکھا تھا جب قریب مکہ کے پہنچے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب جو کہ بمنزل ثنیۃ العقاب حضرت رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوگئے تھے اپنے نقرئی بغلہ پر سوار ہوکر لشکر سے آگے بڑھ گئے اور انکا یہ ارادہ تھا کہ اگر کوئی باشندہ مکہ کا ملے تو اسکو رؤسائے قریش کے پاس بھیجیں تاکہ وہ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر امان طلب کریں اسی خیال میں جارہے تھے کہ ابوسفیان وغیرہ جو کہ حضرت کے تجسس میں نکلے تھے سامنے آئے حضرت عباس نے ابوسفیان سے کہا کہ یہ دیکھ جناب رسول اللہ مع دس ہزار اہل اسلام کے مکہ کو فتح کرنے کے لئے آئے ہیں ابوسفیان نے کہا کہ اب کیا تدبیر کیجائے عباس نے کہا کہ آ میرے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر امان طلب کر۔ غرض عباس اسکو اپنے ہمراہ لائے جب عمر خطاب کے خیمہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے ابوسفیان کو دیکھکر کہا کہ اے دشمن خدا اب تو ہمارے ہاتھ آگیا ہے اب تجھکو زندہ نچھوڑینگے یہ کہکر وہ جناب رسول اللہ کے خیمہ کی طرف کو دوڑے اور حضرت سے جاکر عرض کیا کہ یارسول اللہ ابوسفیان آگیا ہے آپ اجازت دیں تاکہ ہم اسکو قتل کرڈالیں جناب رسالتمآبؐ نے کچھ جواب نہ دیا اس عرصہ میں عباس مع ابوسفیان پہنچے ابوسفیان باہر کھڑا رہا عباس حضرت کے خیمہ میں داخل ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ ابوسفیان حاضر ہے اور میں اسکو امان دیچکا ہوں حضرت نے فرمایا اچھا آنے دو ابوسفیان حضرت کے سامنے حاضر ہوا۔ نہایت ذلت اور خواری سے سامنے کھڑا ہوا تھا حضرت نے ارشاد فرمایا اے ابن الحرب کیا اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ تو وحدانیت خدا اور میری رسالت کی گواہی دے۔ ابوسفیان نے کہا کہ حضرت میں آپ پر قربان ہوجاؤں آپ بہت بڑے حلیم اور کریم اور صلۂ رحم بجالانیوالے ہیں۔ اگر خدا کا کوئی شریک ہوتا تو وہ ضرور بروز بدر و احد و خندق ہماری مدد کرتا مگر آپ کی رسالت میں مجھکو البتہ شک ہے عباس نے ابوسفیان سے کہا کہ اے ظالم اگر اقرار بشہادتین نہ کریگا تو ابھی قتل کیا جائیگا تب ابوسفیان نے بخوف جان مجبور اور مضطر ہوکر اشھد ان محمدا رسول اللہ کہا اور اس کلمہ کے کہنے میں آواز اسکی کانپتی تھی اور زبان لکنت کرتی تھی حضرت نے عباس سے فرمایا کہ اب اسکو اپنے خیمہ میں لیجاؤ کل صبح کو اسے حاضر کرنا۔ منقول ہے کہ جب وہ شقی، دشمنِ خدا و نبی عباس کے خیمہ میں آیا تو کہنے لگا کہ میں نہایت پشیمان ہوں میں نے اپنے آپ کو خود بلا میں ڈالا میں کیوں یہاں آیا اگر میں مکہ پہنچ جاتا تو قبائل عرب کو جمع کرتا اور مسلمانوں سے پھر لڑتا شاید ان پر غالب آجاتا یہ مضمون خرافات و کفریات مشحون اس کافر ملعون کا کہا ہوا حضرت نے براہ اعجاز معلوم کیا اور اپنے خیمہ سے بآواز بلند ارشاد فرمایا کہ اے ابوسفیان اگر تو ایسا کرتا تو بیشک مخذول و منکوب ہوتا اور خدا تعالیٰ ہمارا ناصر اور معین ہے۔ الغرض جب صبح طالع ہوئی بلال نے اذان کہی۔ ابوسفیان بے ایمان نے حضرت عباس سے پوچھا کہ اے ابوالفضل یہ کیا آواز ہے۔ عباس نے کہا کہ یہ مؤذن رسول اللہ کا ہے جو لوگوں کو نماز کے لئے طلب کرتا ہے چل تو بھی وضو کرکے جماعت میں شامل ہو۔ غرض اسکو وضو کرنا سکھایا جب رسول اللہ کے سامنے وضو کرکے آیا تو دیکھا کہ حضرت وضو کررہے ہیں اور مسلمان آب وضو کو تبرکاً لیتے ہیں ابوسفیان نے کہا کہ کبھی نہیں دیکھا کہ لوگ ملوکِ عجم و قیاصرہ روم کی بھی ایسی تعظیم

کرتے ہوں جسطرح مسلمان لوگ اپنے پیغمبر کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ الغرض جب نماز سے فارغ ہوئے تو عباس نے ابوسفیان کو حضرت کے سامنے پیش کیا۔ ابوسفیان نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھکو مکہ جانے کی اجازت دیں تاکہ میں قریش کو ڈراؤں اور انکو اسلام کی طرف دعوت کروں حضرت نے اجازت دی تب ابوسفیان نے عباس سے پوچھا کہ میں لوگوں سے کیا کہوں تاکہ وہ مطمئن ہوں انہوں نے کہا کہ جو کوئی شہادتین کا اقرار کرے اور جنگ کرنے سے بازرہے اسکو امان ہے اور نیز جو شخص کعبہ کے پاس بیٹھے اور اسکے پاس اسلحہ نہوں تو اسکو امان ہے پھر حضرت عباس نے کہا کہ یارسول اللہ ابوسفیان اپنی ناموری چاہتا ہے اور اسکی یہ درخواست ہے کہ اسکو کسی شرف کے ساتھ خاص فرمائے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو اسکو بھی امان ہے اور جو کوئی اپنے گھر میں دروازہ بند کرکے بیٹھے اسکو بھی امان ہے **مؤلف** حضرات مومنین اب اس مقام پر غور کرو ہمارے رسول کریم ورحیم کے کرم اور رحم دلی اور رافت اور عطا اور عنایت پر کہ ابوسفیان جیسے دشمن کے ساتھ باوجود قدرت انتقام کیسا برتاؤ کیا ہے اللہ اللہ رحم اور حلم اور بردباری اور عفو اسی کا نام ہے خیال کرو کہ ایسے سخت دشمن پر اسقدر شفقت فرمائی کہ یہ حکم دیدیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو اسکو بھی امان ہے۔ ہے ہے ابوسفیان نطفۂ شیطان بے ایمان کی اولاد بدنہاد کے جور وظلم سے اولاد رسول کہیں بھی امن نہ پاسکے۔ جناب سید مظلوم وخاص قیوم جو کہ امت میں رسول اللہؐ کی امانت تھی ابوسفیان کے نطفۂ حرام حاکم شام کے ہاتھ سے اپنے جد امجد کے حرم میں نہ رہ سکے۔ پھر خانہ کعبہ میں جو ہر عاکف اور بادی کے لئے جائے امن ہے فرزند سید الانس والجان قبلۂ دین وایمان کو وہاں بھی امان نہ ملی۔ الغرض ابوسفیان رخصت ہوکر مکہ کو روانہ ہوا۔ عباس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ابوسفیان بہت بڑا مکار اور شریر و بد اطوار ہے اور لشکر اسلام کو اس نے متفرق دیکھا ہی مبادا اسکے دل میں ابھی تک کچھ فریب ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ اسکو عین بر سر راہ ٹھہراؤ تاکہ سارے لشکر کو بوقت مرور دیکھے۔ چنانچہ حضرت عباس نے جاکر ابوسفیان کو بر سر راہ متوقف کیا اس عرصہ میں گروہ در گروہ فوج ظفر موج کے آنے لگے اور وہ دیکھ دیکھکر حیران اور پریشان ہوتا تھا جب دستوں کے دستے فوج کے گزر چکے تو سب سے پیچھے پرچم نصرت شیم جناب رسول اکرم کا سعد عبادہ سید الانصار کے ہاتھ میں نمودار ہوا ہمراہ اس نشان ظفر قرین ہدایت آئین کے اعیان مہاجرین و وجوہ انصار و مومنین سروں پر خودہائے آہنی رکھے ہوئے اور بدنوں پر زرہیں سجی ہوئیں مسلح و مکمل گویا از پاتا فرق دریائے آہن میں غرق چلے آرہے تھے۔ ابوسفیان نے پوچھا یہ کون ہیں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ مہاجرین و انصار ہیں جو ہمرکاب جناب احمد مختار ہیں ابوسفیان لشکر اسلام کو دیکھکر حواس باختہ تھا کہ اس اثنا میں سعد عبادہ سید الانصار ہاتھ میں علم لئے ہوئے ابوسفیان کے قریب آئے تو انہوں نے کہا کہ اے ابوسفیان آج روز جنگ ہے آج تم لوگوں سے قبیلہ اوس و خزرج اپنے کشتوں کا انتقام لینگے یہ سنکر ابوسفیان بہت ڈرا اور سخت سراسیمہ اور پریشاں ہوا اور آگے بڑھکر حضرت کی رکاب سعادت انتساب پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ سعد ایسا کہتا ہے حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ تم سعد کے ہاتھ سے علم لیلو

اور نرمی اور مدارا سے مکہ میں داخل ہو۔ الغرض ابوسفیان گھوڑا دوڑا کر مکہ میں پہلے پہنچا اور حضرت کے لشکر ظفر پیکر کی گرد پہاڑوں پر سے بلند ہو رہی تھی۔ لیکن اہلِ مکہ کو حضرت کی تشریف آوری کی مطلق اطلاع نہ تھی۔ ابوسفیان براہ معلی مکہ میں داخل ہوا بعض قریش نے اُسکا استقبال کیا اور پوچھا کہ یہ گرد کیسی ہے ابوسفیان نے اُن سے کہا کہ جناب رسولِ کردگار مع لشکر بسیار آرہے ہیں۔ پھر ابوسفیان نے باوازِ بلند کہا کہ اے آلِ غالب جو شخص اپنے گھر کے دروازہ کو بند کر کے بیٹھ رہیگا اُسکو امان ہے اور نیز جو شخص میرے گھر میں داخل ہوگا اُسکو امان ہے۔ جب ہند یعنی معاویہ کی ماں نے ابوسفیان سے یہ مضمون سُنا تو سخت ناخوش ہوئی اور لوگوں کو جنگ و جدال کی طرف اشارے کرنے لگی اور باوازِ بلند کہتی تھی اور چلاتی تھی کہ اے لوگو اس بوڑھے خبیث یعنی ابوسفیان کو قتل کرو۔ یہ بدذات کیسی بُری خبر لایا ہے خدا لعنت کرے اسپر ابوسفیان نے کہا کہ اے ہند خاموش رہ کیا بکتی ہے میں نے ایسا کچھ سامان دیکھا ہے کہ اب بادشاہانِ روم و عجم و ملوک کندہ و حمیر سب مسلمان ہو جائینگے اس میں کچھ شک نہیں کہ حق غالب ہو گیا ہے اور بلا ہم لوگوں پر آپہنچی ہے۔ ہم اب بحالتِ کفر امن نہیں پا سکتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جناب سیّد البشر مع الخیر والظفر داخلِ مکہ ہوئے اور حکم دیا کہ سب کو امان دیجائے بجز دو تین آدمیوں کے جو بحکم الٰہی واجب القتل ہو چکے تھے کوئی متنفس قتل نہ کیا جائے۔ جناب صادق علیہ السلام کی ایک حدیث میں سے ایک فقرہ یہ ہے کہ جب حضرت مکہ میں داخل ہوئے تو ابا در شیبہ سے کلید کعبہ کی طلب فرمائی بہرکیف جب کلید کعبہ حضرت کی خدمت میں لائے تو حضرت نے عمر خطاب سے خطاب فرمایا کہ تو میری تکذیب کرتا تھا اور میرے خواب کو جھوٹا جانتا تھا۔ لے دیکھ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جیسا کہ خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام الیٰ اخر الایات۔ ثقۃ الاسلام نے روایت کی ہے کہ جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت نے کچھ تصویریں دیکھیں جو قریش نے بنا رکھی تھیں۔ حضرت نے حکم دیا کہ محو کیجائیں۔ چنانچہ محو کی گئیں۔ پھر حضرت چوکھٹ کے دونوں بازو تھام کر خانہ کعبہ کے دروازہ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ۔ اسوقت تمام صنادید قریش جو حضرت کو ہمیشہ ایذائیں پہنچاتے رہے تھے سامنے حاضر تھے حضرت نے اُنکی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا کہ کیوں لوگو اب تم کیا کہتے ہو اور تمہارا کیا گمان ہے۔ قریش نے خیال کیا کہ اب ہم سب قتل کئے جائیں گے اور سارے خائف اور ترساں تھے۔ جب حضرت سے یہ فقرہ سُنا تو متفق اللفظ سب نے کہا کہ ہمکو آپ سے گمان نیکی کا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تمکو وہی مضمون اور قول کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے ایسے وقت میں کہا کہ جب وہ بدلا لینے پر قادر تھے۔ پس میں بھی اب تم سے انتقام لینے پر قادر ہوں اور وہی الفاظ تم سے کہتا ہوں کہ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ یعنی اب آج تمپر کوئی سرزنش نہیں خدا تمکو بخش دیگا کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ **مؤلف** حضراتِ مومنین اب اس رحمتِ محمدی و رافتِ احمدی و احسان مصطفوی و عفو نبوی کی طرف بنظر امعان و بغور دیکھو اور خیال کرو کہ جو لوگ بہت بڑے سخت مجرم تھے اُنکو یک لخت فوراً معاف کر دیا ہے۔ یہ فرزند مصطفےٰ

و اولادِ علی مرتضےٰ سے تو کسی قسم کا جرم بھی صادر نہ ہوا تھا انکو بلا جرم و خطا انہیں مجرموں کی اولاد نے جنکو رسول اللہ نے معافی دی تھی بڑے ظلم اور جور سے قتل کیا - جو قریش مردانِ جنگی حضرت رسول اللہ سے ہمیشہ لڑتے رہے تھے حضرت نے اُنسے باوجود قدرت و تمکن انتقام نہ لیا - بلکہ اُن مردوں کو معاف کر دیا - اُنکی عورتوں کا تو کیا ذکر ہے - اُنکی کنیزوں کو بھی کسی قسم کی ایذا پہنچانی جائز نہ سمجھی - مگر ابوسفیان کی اولادِ بدنہاد نے اس احسانِ عظیم الشان کے عوض میں رسول زادیوں کو بے پردہ کیا اور اُنکو مثلِ کفارِ ترک و دیلم کے اسیر کرکے شہر بشہر پھرایا - للہ در القائل

وعلیکِ خزیٌ یا امیۃ دایماً ۔۔۔ یبقی کما فی النار دام بقاکِ

اے امیہ و اولادِ امیہ تم جس طرح بقہرِ خدائے قہار ہمیشہ آتشِ دوزخ میں معذب رہوگے - اسی طرح ہمیشہ تمہاری ذلت خواری باقی رہے

فلقد جمعتِ من الاثام جہالۃ ۔۔۔ ما عنہ ضاق لمن دعاکِ وعاکِ

اے امیہ تو نے اپنی جہالت اور نادانی و اغوائے شیطانی و وساوسِ نفسانی سے اپنے جہنمی بننے کے واسطے ایسے گناہانِ کبیرہ جمع کر لئے ہیں کہ تجھ سے تو تیری ماں کا پیٹ جس نے تجھکو نگاہ رکھا تھا وہ بھی تنگ اور عاجز آ گیا ہو گا -

ہلا صفحتِ عن الحسین و رہطہ ۔۔۔ صفح الوصی ابیہ عن اباکِ

اے امیہ و اے اولادِ امیہ ظالموں تمسے یہ نہ ہوسکا کہ تم بھی حسین علیہ السلام اور اُن کے اقربا سے اسی طرح بروزِ کربلا پیش آتے جس طرح بروزِ فتح مکہ اُن کے والدِ بزرگوار جناب حیدرِ کرار وصیِ رسولِ مختار تمہارے آبا و اجداد سے بعفو تقصیرات پیش آئے تھے

وعففتِ یوم الطف عفۃ جدہ ۔۔۔ المبعوث یوم الفتح عن طلقاکِ

اور اے امیہ و اولادِ امیہ تمنے بروزِ کربلا امام حسین فرزندِ رسول الثقلین کے بارہ میں اُن کے جدِ امجد کی جوانمردی اور سماحت اور بخشش اور عفو اور الطاف اور مہربانی کا کچھ لحاظ اور خیال نہ کیا کہ بروزِ فتح مکہ اُس کریم اور حلیم نے تمہارے باپ دادا کے صریح جرموں کو فوراً معاف کر دیا تھا -

افہل ید سلبت امایکِ مثل ما ۔۔۔ سلبت کریمات الحسین یداکِ

کیا بروزِ فتح مکہ جناب رسول اللہ کے لشکر میں سے کسی نے تمہاری کسی کنیز کو بھی لوٹا تھا اور تمہاری کسی لونڈی کو بھی بے پردہ کیا تھا جس طرح تمنے بروزِ عاشور میدانِ کربلا میں پیغمبر کی نواسیوں اور حسینِ مظلوم کی بہنوں اور بیٹیوں کو لوٹا اور اسیر کیا

ام ہل برزن بفتح مکۃ حسراً ۔۔۔ کنسایہ یوم الطفوف نساکِ

اے امیہ و اے اولادِ امیہ کیا بروزِ فتح مکہ تمہاری عورتیں برہنہ سر اپنے گھروں سے نکلی تھیں اور اُن کے سر و

مسلمانوں نے چادریں چھین لی تھیں۔ جسطرح میدانِ کربلا میں دختران علیؑ و بتولؑ واہلبیتِ رسول کو تمنے اُن کے خیموں کو آگ سے جلا کر اُن کو بے پردہ نکالا۔

لھفی علی الخد التریب تخدہٗ	سفھا باطراف القنا سفھائک

ہائے افسوس اُن رخساروں پر جو خاک اور خون میں آلودہ تھے اور حمقا بنی امیہ اپنی حماقت سے انپر نیزوں کی نوکیں مارتے تھے

لھفی لآلک یا رسول اللہ فی	ایدی الطغاۃ نوائحا بواکی

یا رسول اللہ آپ کی آلِ اطہار و اہلبیت اخیار کے حالات مصیبت آیات پر نہایت افسوس ہے کہ وہ بزرگوار ظالموں کے ہاتھوں میں اسیر اور گرفتار ہیں۔ اور سوائے نوحہ و فریاد اور بجز گریہ وزاری اور کچھ نہیں کرسکتے اور اُنکا کچھ بس نہیں چل سکتا

مابین نادبۃ وبین مروعۃ	فی اسر کل معاند افاک

کوئی انہیں سے روتا ہے اور کوئی خوفِ اعدا سے بحالتِ اسیری ترساں و خائف ہے۔

تاللہ لا انساک زینب والعدیٰ	قسریٰ تجاذب عنک فضل رداک

اے ہماری سیدہ بنت سیدۃ النساء زینبؑ خاتون ہم آپ کے مصائب کو ہرگز نہیں بھول سکتے۔ ہے ہے ظالم آپکے سراقدس سے آپ کی ردائے مبارک کھینچ کر جبراً اُتارتا تھا۔

بالطف حاسرۃ القناع سلیبۃ	القرطین عز علی اخیک ھزاک

آپ کربلا کے جنگل میں سر برہنہ تھیں اور آپ کی بالیاں ظالموں نے آپ کے کانوں سے کھینچ کر اتار لی تھیں فی الحقیقت آپ کے برادر بزرگوار کی روحِ مقدس پر آپ کی مصیبت کا صدمہ سخت گزرا کیونکہ جناب سید مظلوم نے آپ کی بے پردگی کے برابر اور کسی مصیبت کو خیال نہیں کیا۔ اُس جناب پر اگرچہ ہزاروں مصیبتیں تھیں لیکن آپ کی بے پردگی اُس مظلوم کے قلبِ اقدس پر سخت شاق تھی۔

لم انس لا واللہ وجھک اذ ھوت	بالردن ساترۃ لہ یمناک

اے سیدہ اے دختر سیدۃ النساء ہم آپ کی اس مصیبت اور تکلیف کو کبھی نہیں بھولیں گے کہ آپ اپنے روئے مقدس کو اپنے داہنے ہاتھ کی آستین سے چھپاتی تھیں اور مُنہ ڈھانپنے کے لئے سر پر چادر نہ تھی۔

حتی اذا ھموا بسلبک صحت باسم	ابیک واستصرخت ثم اخاک

جب بنی امیہ ملاعنہ نے آپ کے سرِ انور سے چادر کے چھیننے کا قصد کیا تو آپ نے اپنے پدر بزرگوار جناب حیدر کرار اور اپنے بھائی نامدار کو چیخیں مار مار کر پکارنا شروع کیا۔

تستصرخیہ اسیٰ وعزّ علیہ ان	لستصرخیہ ولا یجیب ندائہ

آپ اُسوقت اُس پریشانی اور مصیبت کے عالم میں بکمال اندوہ وحیرانی اپنے بھائی مظلوم کو پکارتی تھیں اور اُس مظلوم وشہید وامام سعید پر یہ امر سخت شاق اور دشوار تھا کہ وہ حضرت اُس موقع پر آپ کی ندا کا جواب نہ دے سکتے تھے اور آپ کی امداد اور نصرت اور فریادرسی نہ کرسکتے تھے۔

واللہ لوان الرسول وصنوہ	یومًا بعرصۃ کربلا شہد الہٖ

قسم خدا کی اگر جناب رسولخدا اور اُن کے بھائی علی مرتضےٰ بروزِ عاشور اس حالت میں آپ کو دیکھتے تو اُن مقبولانِ الٰہی پر سخت صدمہ گزرتا۔ **مؤلف** حضراتِ مومنین اس میں کچھ شک نہیں کہ ارواحِ مقدسہ رسولخدا وعلی مرتضےٰ وفاطمہ زہرا وحسن مجتبیٰ میدانِ کربلا میں حاضر اور اپنے اہلبیتِ کرام کے اُن تمام مصائب اور آلام پر مطلع اور ناظر تھیں۔ جو صدمہ اور رنج اور الم اور دُکھ اُن ارواحِ مقدسہ طیبہ کو شجرۂ ملعونہ وخبیثہ بنی امیہ نے پہنچایا ہے۔ اُس کا اندازہ اور وزن اور مقدار سوائے اُن ارواح اطیاب واطہار کے اور بجز پروردگار عالم الخفیات والاسرار کے اور کوئی نہیں کرسکتا

عرض بیانِ غمِ اہل بیت آساں نیست	حکایتیست کہ اور البشرح پایاں نیست

اکتیسویں[۳۱] مجلس جناب رسالتمآب کا اہل مکہ سے بیعت لینا پھر معاویہ کے ظاہری واضطراری اسلام کا اور اُس کی ماں کے خواب کا ذکر

منقول ہے کہ جب جناب رسول اللہ مکہ معظمہ کو فتح کرچکے تو حضرت نے قریش کو جمع کیا اور اُن کے روبرو ایک خطبہ پڑھا۔ اُس میں فضایل خانہ کعبہ کے بیان کئے۔ پھر فرمایا کہ ایہا الناس حاضرین غایبین کو اطلاع دیں کہ نخوتِ جاہلیت وتفاخر نسب کو خداتعالےٰ نے تمسے برطرف کردیا ہے۔ تم بھی مثل اور لوگوں کے سب حضرت آدم کی اولاد ہو جو شخص محرماتِ شرعیہ سے زیادہ تر اجتناب کرے وہ خدا کے نزدیک گرامی اور بزرگ ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ جو کوئی شخص اوامر الٰہیہ واحکام ربانیہ کی زیادہ اطاعت کریگا وہی بہتر اور افضل ہے۔ جس شخص کے اعمال حسنہ کوتاہی کرینگے نسب اُسکے کام نہ آئیگی۔ جو خون ایام جاہلیت میں گرایا گیا یا جو عداوت سابقہ ہے اُسکو میں نے باطل کردیا۔ یعنی اب قیامت تک اُسکا عوض نہیں ہے اور خدمتِ کعبہ وسقایت حجاج جسکے متعلق تھی وہ بدستور سابق قایم رہے۔ دوسری روایت میں یہ فقرات زیادہ ہیں کہ پھر حضرت نے اہل مکہ کیجانب خطاب کرکے فرمایا کہ تم اپنے پیغمبر کے لئے بہت برے ہمسایہ تھے۔ کیونکہ تمنے میری تکذیب کی اور مجھے مکہ سے نکالدیا اور باوجود اس ظلم کے پھر بھی تمنے بس نہ کی یہانتک نوبت پہنچائی کہ میرے شہر اور میرے علاقہ میں تم مجھے بار بار

لڑنے کیواسطے پہنچے اور ہر دفعہ لڑائی سے بھاگے۔ لواب میں نے تمکو آزاد کردیا۔ منقول ہے کہ اُسوقت قریش اہل مکہ جو سامنے حضرت کے حاضر تھے اور یہ تقریر سُن رہے تھے عجب حالت اُنپر طاری تھی۔ سخت حیران اور پشیمان تھے گویا یہ حال تھا کہ کاٹو تو کسی کے بدن میں لہو نہ تھا۔ گویا مُردہ تھے آزاد ہونے کی خوشخبری سُنکر سب میں جان آگئی گویا دوبارہ زندگی پائی۔ نہایت ممنون اور شکر گزار ہوئے۔ اور حضرت کی بیعت کر کے شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے۔ مگر بعض اُنمیں سے بدل مسلمان ہوئے بعض نے اسلام کا اظہار مجبور ہوکر کیا۔ دل میں اُنکے کفر اور نفاق بھرا رہا۔ شیخ مفید و قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ مسجد الحرام میں تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے۔ حضرت نے ایک مٹھی سنگ ریزوں کی اُٹھائی اور اُنکی طرف پھینکی اور فرمایا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقًا۔ تمام اصنام باعجاز سید الانام مُنہ کے بھل گر پڑے۔ تب حکم دیا کہ بیرونِ مسجد پھینک دئے جائیں۔ بعض اصنام بلندی پر رکھے تھے اُن کے توڑنے اور گرانے کے واسطے جناب خیر الانام صلے اللہ علیہ وآلہ الکرام نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کو اپنے کاندھوں پر سوار کیا اور ارشاد فرمایا کہ اُن اصنام کو جو بام کعبہ پر رکھے ہیں گرادیں۔ چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت سید المرسلینؐ کے دوشِ اقدس پر سوار ہوکر اُن بتوں کو توڑا اور گرادیا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا کسرِ اصنام کیلئے دوشِ خیر الانام پر سوار ہونا کتب معتبرہ اہلِ سنت میں مرقوم ہے کسی کو حضرت کی اس فضیلتِ عظمیٰ سے انکار نہیں ہو سکتا اور یہ فضیلت خصوصیت کے ساتھ جناب امیر المومنین کے لئے ایسی بڑی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ سوائے حسنین علیہم السلام کے اور کوئی شخص اس فضیلت میں جناب امیر علیہ السلام کا سہیم اور شریک نہیں۔ **لمؤلفہ**

سبطینِ پاک راکبِ دوشِ نبیؐ ہوئے	یا اس شرف سے خاص مشرف علیؑ ہوئے

چنانچہ علماء و محدثینِ اہلِ سنت میں سے ابنِ ابی شیبہ و ابو یعلیٰ و احمد بن حنبل و ابنِ جریر و حاکم و خطیب بغدادی وغیرہ نے اپنی اپنی تصانیف میں اس روایت کا اخراج کیا ہے اور نسائی نے کتاب خصائص میں اور سیوطی نے جمع الجوامع میں اور متقی نے کنز العمال میں ان روایات کو وارد کیا ہے اور بہت سے شعراء عرب و عجم نے اپنے قصاید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کی اس فضیلت کو بیان کیا ہے۔ دیکھو حضرت امام شافعی فرماتے ہیں

یا رب بالقدم التی اوطاءتھا	من قاب قوسین المحل الاعظماء
وبحرمۃ القدم التی جعلت لھا	کتف المؤید بالرسالۃ سلماء
ثبت علی متن الصراط تکرمًا	قدمی وکن لی محسنا ومکرماء

الٰہی اُن قدموں کا صدقہ جو مقام بزرگ و محل اعظم قاب قوسین پر پہنچے اور اُن قدموں کا صدقہ جنکے لئے دوش مبارک جناب رسالتمآب کے بمنزلہ نردبان بن گئے۔ میرے قدموں کو صراط پر قایم رکھیو اور مجھپر ہمیشہ احسان اور مہربانی فرمائیو۔ خطیب خوارزمی محدثِ اہل سنت اپنے قصیدہ میں کہتے ہیں ؎

علی کاسر الاصنام لما — علی کتف النبی بلا احتجاب

امیر المومنین علی علیہ السلام نے علی الاعلان بتوں کو توڑا جبکہ وہ حضرت جناب سالتمآب کے دوشِ اقدس پر سوار ہوئے الحوالی

امیر المومنین ابو تراب	بنا الاسلام بالبیض الرقاق
غیاث محمد فی کل کرب	اذا ما الحرب قامت فوق ساق
وجاھد فی سبیل اللہ ما ان	یجاھد فی الجھاد ولا نیاق
علی کاسر الاصنام لما	رقی کتف النبی الی یساق

جناب امیر المومنین ابو تراب علیہ السلام نے بنا اسلام اپنی شمشیر آبدار سے قایم کردی۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہر معرکہ اور ہر جنگ میں اور ہر سختی اور تکلیف کے وقت میں جناب رسول اللہ کے مددگار اور ناصر اور فریاد رس تھے۔ اُس جناب نے راہ خدا میں اسطرح جہاد کیا کہ جو جہاد کرنے کا پورا حق تھا ادا کر دیا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کاسر اوثان و اصنام ہوئے جبکہ وہ حضرت جناب خیر الانام صلے اللہ علیہ و آلہ الکرام کے دوش مبارک پر سوار ہوئے علی بن ابراہیم نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بروز فتح مکہ جناب سید الانام صلے اللہ علیہ و آلہ الکرام مسجد الحرام میں رونق افروز ہوئے اور نماز عصر کے وقت تک اہل مکہ سے بیعت لیتے رہے بعد نماز عصر کے عورتیں بیعت کرنے کے واسطے حاضر ہوئیں اُس وقت جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں قولہ تعالیٰ۔ یا ایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علیٰ ان لا یشرکن باللہ شیاءً الی اخر الایات یعنی اے رسول جبوقت آئیں تیری طرف عورتیں مومنات تاکہ بیعت کریں تجھ سے اس بات پر کہ خدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی کو شریک کریں اور چوری اور زنا نہ کریں اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں (یعنی دختر کشی جیسا کہ اُس زمانہ میں بہت مروج تھی نہ کریں) اور نہ لائیں ایسا بہتان جو اُنہوں نے اپنے ہاتھوں اور پانوں سے کیا ہو یعنی فرزند دوسرے کا اپنے شوہر سے ملحق نہ کریں۔ اور جس امر کا تو حکم دے تیری نافرمانی نہ کریں۔ پس تو بیعت لے اُن سے اور طلب امرزش کر اُن کے واسطے خدا تعالیٰ سے۔ تحقیق خدائے تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ جب حضرت نے ان آیتوں کو اُن کے سامنے پڑھا تو ہند زنِ ابو سفیان مادرِ معاویہ جدہ یزید بولی کہ ہمنے تو اپنے بیٹوں کو پرورش کر کے جوان کیا مگر آپ نے اُنکو جنگِ بدر میں قتل کیا۔ عکرمہ بن ابی جہل کی عورت اُم حکیم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ معروف کیا ہے جسکا خدا نے حکم دیا کہ ہم اُسمیں معصیت نہ کریں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مصیبت میں طمانچے مُنہہ پر نہ مارو رخسار ول کو نہ چھیلو سر کے بال نہ نوچو۔ پس ان شرایط پر زنانِ مکہ نے حضرت سے اس طرح بیعت کی کہ جناب سرور کائنات نے فرمایا کہ میں تمہارے ہاتھوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ یہ فرما کر ایک جام آب طلب فرمایا اور اُسمیں دستِ مقدس کو ڈالا پھر وہ جام عورتوں کے پاس بھیجدیا تاکہ اُس پانی میں اپنے ہاتھ ڈالیں۔ اس تدبیر سے بیعت عورتوں سے لیگئی۔ منقول ہے کہ جب حضرت نے عورتوں سے فرمایا کہ شرکت کرنا تو ہند مادرِ معاویہ زنِ ابو سفیان نے کہا کہ آپ تو ہمسے ایسی شرط

مقرر کرتے ہیں کہ جسکا مردوں نے بھی ابتک اقرار نہیں کیا۔ **مؤلف** یہ تعریض ہند نے ابوسفیان پر کی تھی کیونکہ وہ بدل تو مسلمان ہوا نہ تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ چوری نہ کرنا ہند نے کہا کہ ابوسفیان کنجوس اور بخیل آدمی ہے۔ میں نے اُسکے مال میں سے بہت کچھ چرایا ہے معلوم نہیں کہ اب وہ حلال کریگا یا نہیں۔ ابوسفیان بھی اُس جلسہ میں حاضر تھا بولا کہ جو کچھ تو نے لیا ہے وہ سب تجھکو حلال ہے میں نے معاف کیا۔ حضرت اُن دونوں کی یہ تقریریں سُنکر متبسّم ہوئے اور فرمایا کہ کیا تو ہند بنتِ عتبہ ہے اُس نے کہا کہ جی ہاں میں ہند بنتِ عتبہ ہوں۔ لیکن جو کچھ کہ گزرا اب آپ معاف فرمائیے پھر حضرت نے فرمایا کہ زنا نہ کرنا۔ ہند نے کہا کبھی زنِ حُرّہ بھی زنا کرتی ہے اُسوقت ایک منافق مشہور اُس مجلس میں موجود تھا ہند کی تقریر پر ہنسا۔ کیونکہ اُس نے ایام دکفر ظاہری کی حالت میں ہند سے زنا کیا تھا اور علاوہ براں ہند ایکزمانہ میں ذوات الاعلام میں سے تھی اور فاحشہ اور مشہور کسبیوں میں سے تھی اُسکے کسبی ہونے کے زمانہ ہی میں معاویہ پیدا ہوا تھا جیسا کہ کتاب الانساب میں کلبی نے اس امر کی تصریح کی ہے۔ اور معاویہ اُن ایام میں بھی مسلمان نہیں ہوا تھا کیونکہ جناب رسُول اللہ نے اُسکا خون ہدر کردیا تھا اسلئے وہ بھاگا پھرتا تھا ۸ ہجری میں جب جناب رسول اللہ نے مکہ کو فتح کیا تب وہ یمن میں تھا۔ جب ابوسفیان جو بظاہر اُسکا باپ مشہور تھا اور اُسکی ماں ہند اور دیگر اعزہ و اقارب مجبور اور مضطر ہو کر بخوفِ جان ظاہر میں مسلمان ہوگئے اور اِس امر کی خبر اُس کو یمن میں پہنچی تو اُس نے اپنے باپ ابوسفیان کے نام ایک بڑا لمبا چوڑا خط لکھا جس میں اُس نے ظاہری اسلام پر بھی اُن کو زجر اور توبیخ کی اور بہت کچھ لعنت ملامت لکھی اور صاف صاف تحریر کیا کہ تم جو دینِ محمدی کی طرف مائل ہوگئے ہو یہ تمہاری سخت حماقت ہے یہ تمنے بہت بُرا کام کیا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد جب معاویہ نے دیکھا کہ اب بجز اظہارِ اسلام کہیں ٹھکانا نہیں ہے تب جناب سیّد کائنات کی وفات سے پانچ مہینے پہلے مدینہ میں آیا اور حضرت عباس بن عبد المطلب کو اپنا شفیع بنایا حضرت عباس نے جس طرح اُسکے باپ کی سفارش کی تھی اُسکی بھی سفارش کی حضرت رسول اللہ نے اُنکی سفارش کے سبب سے اُسکو معاف کیا۔ معاویہ بظاہر مسلمان ہوگیا۔ حضرت عباس ہی کی سفارش سے پھر حضرت کے منشیوں میں داخل ہوگیا۔ مگر صرف پانچ مہینے بظاہر حضرت کے سامنے مسلمان بنا رہا ہے۔ اصل میں اسلام کی خوشبو اس کے مشام تک ہرگز نہیں پہنچی تھی حضرت خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین کا برتاؤ باوجود اُس خُلقِ عظیم کے جسکو خدائے علیم و عظیم و حلیم نے عظیم کہا ہے۔ اِس سے اِس طرح پر تھا کہ حضرت عمر خطاب کا بیٹا عبد اللہ روایت کرتا ہے کہ میں مسجد میں جناب رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت اپنے ہمنشینوں سے فرما رہے تھے کہ ایک شخص تمہارے پاس آئیگا جو کفر کی حالت میں مریگا۔ ابھی تک حضرت کا یہ کلام معجز نظام پورا تمام نہ ہوا تھا کہ معاویہ سامنے سے آیا اور آکر مسجد میں ہمارے پاس بیٹھا۔ جناب رسول اللہ اُٹھے اور خطبہ پڑھنے لگے۔ معاویہ اُٹھکر فوراً چل دیا اور حضرت کا خطبہ نہ سُنا۔ جناب رسالتمآب نے اُسپر اور اُسکی نسل پر لعنت کی۔ اور معاویہ کی ماں ہند ملعونہ جگر خوارہ جو ایامِ جاہلیت

سلہ یعنی حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ کھانا وغیرہ امور۔ ۱۲

میں مشہور کسبیوں میں سے تھی وہ جب بظاہر مسلمان ہو گئی تو اُسکی بابت منقول ہے کہ ایک دفعہ بیوی عایشہ کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے تو اُسکی تعبیر جناب رسول اللہ سے دریافت کر کے مجھے اطلاع دینا۔ بیوی عایشہ نے کہا کہ اپنا خواب بیان کر۔ اُس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آفتاب عالمتاب نے تمام جہان کو روشن کر دیا ہے۔ اُس آفتاب سے ایک چاند پیدا ہوا اُس چاند کا نور تمام دُنیا میں پھیل گیا ہے پھر اُس چاند سے دو ستارے پیدا ہوئے کہ اُنکا نور مشرق سے مغرب تک پہنچا۔ پھر اُسی حالت میں میں نے دیکھا کہ ایک بادل سخت سیاہ چھا گیا اُس بادل میں سے ایک سانپ زہریلا کوڑیالہ پیدا ہوا وہ سانپ اُن ستاروں کی طرف بڑھا اور اُنکو نگل گیا لوگ اُن ستاروں کے غائب ہونے پر تاسف کرتے اور روتے ہیں۔ بحار الانوار میں ہے کہ جناب رسول اللہ اِس خواب کو سُنکر رنجیدہ ہوئے اور ہند سے فرمایا کہ اے دشمن خدا نکل میرے گھر سے تو نے میرے حزن اور غم کو تازہ کر دیا۔ پھر بعد میں حضرت نے فرمایا۔ خدا لعنت کرے اسپر اور اِسکی نسل پر۔ کتاب المنتخب میں ہے کہ حضرت نے اُس خواب کی تعبیر اِسطرح فرمائی کہ آفتاب میں ہوں اور چاند میری بیٹی فاطمہ زہرا ہے اور ستارے حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور سیاہ بادل معاویہ ہے اور سانپ جو اُس سے پیدا ہو گا وہ یزید شقی اُسکا بیٹا ہے جو میرے فرزندوں کو قتل کرے گا +

بتیسویں ۳۲ مجلس در ذکر جنگِ حنین وشجاعت والد السبطین الضارب بالسیفین والطاعن بالرمحین امام المشرقین والمغربین مولانا علیؑ بن ابیطالب صنو رسول الثقلینؐ وخاتمہ بر مصائب مولانا و مولی الکونین ابی عبد اللہ الحسین صلی اللہ علیہم مادام النشاتین

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی نبینا افضل الانبیاء والمرسلین سیدنا و مولانا محمد بن عبد اللہ خاتم النبین۔ واٰلہ الطیبین الطاھرین المعصومین الغرر المیامین اما بعد فقد قال اللہ الناصر المعین فی کتابہ الکریم المبین۔ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین۔ سورہ توبہ۔ یعنی جناب رب العالمین جلت نعماءہ وعظمت آلاءہ اپنی کتاب مبین میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے مومنین اللہ عزوجل نے مقاماتِ کثیرہ و مواقع وغیرہ میں تمہاری نصرت اور امداد فرمائی ہے مثل بدر و احد و خندق و خیبر۔ و فتح مکہ وغیرہ معارک و حروب میں ویوم حنین۔ یعنی بروز جنگِ حنین[1] جناب باری تعالےٰ

[1] حنین۔ ایک وادی کا نام ہے جو مابین مکہ اور طایف کے واقع ہے۔ ۱۲۔ زائر + + +

نے تمہاری امداد کی اذا عجبتکم کثرتکم۔ جسوقت تعجب میں ڈالا تمکو تمہاری کثرت نے۔ فلم تغن عنکم شیأً پس نہ دفع کیا تمہاری اُس کثرت نے تمسے دشمنوں کے دبدبے کو۔ وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین اور تنگ ہوگئی تھی تمپر زمین باوجود کشادہ ہونے کے یہانتک کہ تمکو کوئی جگہہ پناہ کی نہ ملتی تھی۔ پھر پشت پھیری تمنے دشمنوں کی طرف جسوقت ہٹنے والے تھے تم لوگ لڑائی سے اور کفار کے حملہ سے بھاگنے والے تھے و فی المناقب۔ ابن قتیبہ فی المعارف والثعلبی فی الکشف۔ الذین ثبتوا مع النبی یوم حنین بعد ھزیمۃ الناس علی والعباس والفضل ابنہ وابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب ونوفل وربیعہ اخواہ وعبد اللہ بن الزبیر بن عبد المطلب وعتبہ ومعتب ابنا ابی لھب وایمن مولی النبیؐ۔ مناقب ابن شہر آشوب میں نقل کیا ہے کہ ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں اور ثعلبی نے کشف میں لکھا ہے کہ بروز جنگ حنین مسلمانوں کے بھاگ جانے اور فرار کرنے کے بعد جو لوگ جناب رسول اللہ کے ہمراہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تھے اُنکے نام باین تفصیل ہیں۔ علی ابن ابیطالب۔ عباس ابن عبد المطلب۔ فضل بن عباس۔ ابوسفیان ابن الحارث ابن عبد المطلب و نوفل۔ ربیعہ۔ دونوں ابوسفیان متقدم الذکر کے بھائی یعنی پوتے عبد المطلب کے۔ عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب عتبہ و معتب دونوں بیٹے ابولہب کے یعنی وہ دونوں پوتے عبد المطلب کے۔ ایمن پسر ام ایمن غلام جناب رسول اللہ کا عباس بن عبد المطلب عم رسول آنحضرت کے داہنی جانب تھے اور فضل بن عباس بائیں طرف تھے۔ اور ابوسفیان حضرت عبد المطلب کے پوتے آنحضرت کے دلدل کی لگام کو تھامے ہوئے تھے۔ باقی سب گرداگرد آنحضرت کے کھڑے ہوئے تھے اور امیر المومنین حیدر کرار ذوالفقار آبدار کو لئے ہوئے جناب رسول اللہ کے سامنے کفار کا مقابلہ کر رہے تھے چنانچہ اسی باب میں حضرت عباس عم رسول نے کہا ہے

شعر

نصرنا رسول اللہ فی الحرب تسعۃ		وقد فرمن قد فرعنہ فاقشعوا

یعنی ہم نو آدمیوں نے جنگ حنین میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت و امداد کی اور باقی تمام مسلمان بھاگ گئے اور پراگندہ ہوگئے۔ مالک بن عبادالغافقی

شعر

لم یواس النبی غیر بنی ھاشم		عند السیوف یوم حنین
ھرب الناس غیر تسعۃ رھطٍ		فھم یھتفون للناس این

یعنی جنگ حنین میں تلواروں کے سامنے سوائے بنی ہاشم کے اور کسی نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمدردی اور مواسات نہ کی۔ بلکہ سوائے نو آدمیوں کے جو کلہم آنحضرت کے عزیز و اقارب تھے اور دسواں حضرت کا غلام تھا سب مسلمان لڑائی سے بھاگ گئے تھے اور یہ جاں نثار جو کہ ثابت قدم اور معرکہ کارزار میں قایم اور برقرار رہے تھے بھاگنے والوں کو پکار رہے تھے کہ اے مسلمانو تم کہاں جاتے ہو۔ خطیب منبح

اشعار

وقد ضاقت فجاج الارض جمعاً		علیھم ثم ولوا مدبرین

یعنی تحقیق تنگ ہوگئی کشادگی زمین کی مسلمانوں پر کہ وہ جنگ حنین میں پسپا ہوکر معرکہ کارزار سے بھاگ نکلے۔

ولیس مع النبیؐ سوا علی		یقارع دونہ المتخاربینا

اور جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سوائے جناب امیرالمومنین کے ایسا کوئی نہ تھا جو کفار کے حملوں کو رد کرے۔ جناب حیدر کرار اُن کفار پر بار بار حملہ کرتے تھے اور اُنکو آنحضرت کے قریب نہ آنے دیتے تھے۔

وعباس یصیح بھم اثیبو ا		لینبتھم وھم لا یثبتونا

عباس بن عبدالمطلب چونکہ جہوری الصوت تھے مسلمانوں کو باآواز بلند بھاگنے سے منع کرتے تھے اور ثابت قدم رہنے کی ترغیب دیتے تھے مگر وہ لوگ بھاگے جاتے تھے۔ منقول ہے کہ حضرت عباس نے بحکم رسول مقبول ایک ٹیلے پر چڑھکر بھاگتے ہوئے مسلمانوں کو آواز دی کہ اے مہاجرین اور اے انصار اے بیعت رضواں والو اے سورہ بقرہ والو تم کہاں بھاگے جاتے ہو تمنے جو عہد جناب رسول اللہ سے کیا ہے اسکو مت توڑو

فنادی جبریلُ الی علی فقال ھو الوفی فھل رایتم		وقد صار الثریٰ بالنقع طینا وفیاً مثلہ فی العالمینا

یعنی جبرئیل امین نے جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور اسوقت جناب حیدر کرار کی تلوار آبدار سے کفار کے خون اسقدر بہے تھے کہ زمین کی مٹی اور گرد و غبار سب کیچڑ بنگیا تھا پس اس حالت میں جبرئیل امین نے جناب امیرالمومنین کو دیکھکر کہا کہ یہ ہیں پورا وعدہ وفا کرنے والے۔ کیا تم لوگوں نے ایسا عہد کا پورا اور وعدے کا ایفا کرنے والا کوئی شخص جہان میں دیکھا ہے۔ یعنی وعدہ پورا کرنے والا مثل علیؑ کے کوئی نہیں ہے حضرات مومنین یہ لڑائی رات کے وقت واقع ہوئی تھی۔ کفار گھات کی جگہہ سے مسلمانوں پر تلوار اور نیزے اور لٹھ چلاتے تھے۔ جسوقت مسلمان بھاگنے کے بعد واپس آئے تب حضرت نے ایک مٹھی خاک اور کنکروں کی کفار کی جانب پھینکی اور فرمایا شاھت الوجوہ۔ پس کوئی کافر ایسا باقی نہ رہا جسکی آنکھ میں وہ خاک اور کنکر نہ پڑے ہوں۔ اس عرصہ میں ابوجرول جو کہ کفار کی فوج میں بہت بڑا بہادر سردار تھا اور سُرخ رنگ کے اونٹ پر سوار تھا اور بہت بڑے لمبے نیزے پر پھریرہ باندھے ہوئے لشکر کفار کا علمدار تھا۔ اہل اسلام پر حملہ آور ہوا۔ جناب حیدر کرار نے اسکا مقابلہ کیا اور جاتے ہی اسکے اونٹ کو بے کر دیا وہ گرا حضرت نے اسکے منہہ پر تلوار ماری کہ فوراً وہ واصل اسفل السافلین ہوا۔ ابوجرول کا واصل جہنم ہونا تھا کہ کافروں کے اوسان خطا ہوگئے۔ بیحواس ہوکر بھاگے جناب حیدر کرار نے اس لڑائی میں چالیس کافروں کو واصل نار کیا۔ کفار نے شکست پائی۔ فتح جناب یداللہ کے ہاتھ آئی۔

حضرات مومنین ہمارے نبی سیدالانام صلے اللہ علیہ وآلہ الکرام کے ساتھ جنگ حنین میں دس ہزار مسلمان تھے

تفسیر مجمع البیان وکشف الغمہ و نفحات الریاحین۔

جن میں سے نو آدمی جو آنحضرت کے دادا کی اولاد میں سے تھے اور ایک آنحضرت کا غلام تھا اُس جنگ کے ہمراہ میدانِ کارزار میں ثابت قدم رہے تھے باقی سب لوگ عین معرکۂ جہاد سے بھاگ گئے تھے - اور ہمارے آقا امام مظلوم سبطِ رسالت پناہ شاہ کم سپاہ کے ہمراہ بموجب ایک روایت کے پینتالیس سوار سَو پیدل تھے اور جن لوگوں نے امامِ مظلوم کے لشکر کی تعداد زیادہ سے زیادہ لکھی ہے وہ گنتی گیارہ سو سے زیادہ نہیں ہے - اور یزید عنید کے لشکر شقاوت اثر کی تعداد مثل مور و ملخ و حشرات الارض کے بیحساب تھی شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اعدائے دین مثلِ سیلاب کے جنگل میں تھے - اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ قطقطانیہ اور قادسیہ[1] سے کربلا تک لشکر ضلالت اثر پھیلا ہوا تھا اور تمام جنگل کوسوں تک سواروں اور پیدلوں سے بھرا ہوا تھا اور جناب امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں جو شخص طالبِ دُنیائے دوں تھے اُنہوں نے قبل از وقوع جدال و قتال حضرت کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور اپنی اپنی راہ لی تھی اور چلے گئے تھے - مگر اہلبیتِ حسینؑ اور خاص شیعانِ حسینؑ نے مرتے دم تک اُس خاصۂ خدا و محبوبِ حبیبِ کبریا کا ساتھ نہ چھوڑا وہ طالبِ مولا تھے اُنہوں نے لذاتِ دُنیائے فانی سے مُنہہ موڑا اور سبطِ رسول پر جانوں کو قربان کر کے بھوکے پیاسے حوضِ کوثر پر پہنچے - باوجود اسکے کہ خود جناب سید الشہدا نے اُنسے کہدیا تھا کہ میں اپنی بیعت کو تمہاری گردنوں سے اُٹھا لیتا ہوں اور تمکو اجازت دیتا ہوں کہ تم سب لوگ یہاں سے چلے جاؤ اور مجھکو اس جنگل میں تنہا چھوڑ دو اسپر بھی اُن باوفاؤں نے امامِ مظلوم کا ساتھ نہ چھوڑا - بلکہ اُس جناب سے پہلے بہشت بریں میں پہنچے فیا اخوانی قد شھد لھم بالفوز الجزیل والثناء الجمیل الرب الجلیل - پس اے بھائیو وہ بزرگوار ایسے خوش نصیب تھے کہ اُنکی ہمت اور جرأت اور بہادری اور جان نثاری کی خود خدائے تعالےٰ نے گواہی دی ہے اور تعریف اور مدح کی ہے - فقال تعالیٰ فی کتابہ المکنون الذی لا یمسہ الا المطھرون - جیسا کہ خدائے تعالےٰ اپنی کتاب مقدس میں جسکو پاک ہی لوگ مس کر سکتے ہیں فرماتا ہے - الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اُنہوں نے ہجرت کی اور راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا وہ خدا کے نزدیک بہت بڑے درجے والے ہیں اور وہ رستگار اور فائز بدرجاتِ عالیہ ہیں - ولا جھاد اعظم من جھاد انصار الامام الحسین علیہ السلام - اذن لھم فی ترک القتال ومقاسات الاھوال فابوا واختاروا الموت علی الحیوۃ فی طاعتہ واحبوا مفارقۃ الدنیا دون مفارقتہ - اسمیں کچھ شک نہیں کہ کوئی جہاد حسینِ مظلوم کے جہاد سے عظیم تر نہیں ہے باوجود اسکے کہ خود جناب امام مظلوم نے اپنے ہمراہیوں کو جنگ کے ترک کرنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ تم لوگ لڑائی کی تکلیفوں کو نہ اُٹھاؤ لیکن اُن بہادروں نے اُس

[1] قادسیہ سے کربلا ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہے - ۱۲ - زائد

جناب کی اطاعت میں اُس جہادِ عظیم سے مُنہہ نہ موڑا اُس مظلوم کو تنہا نہ چھوڑا بلکہ موت کو پسند کیا اور امام مظلوم سے مفارقت کو گوارا نہ کیا ۔

جادوا بانفسھم فی حب سیدھم	والجود بالنفس اقصی غایۃ الجود

اُن بہادروں نے اپنے سردار کی محبت میں اپنی جانیں دیں اور جان کا دینا اعلادرجہ کی سخاوت اور جوانمردی ہے۔ یُعدّ احدھم مصافحۃ الصفاح غنیمۃ باردہ + ومزاحمۃ الرماح فایدۃ زایدہ ومکافحۃ الکتایب مکرمۃ عایدہ + ومناوحۃ المقانب منقبۃ شاھدۃ ہر ایک اُنمیں سے جنگ کے ساتھ مصافحہ کرنے کو غنیمت جانتا تھا اور نیزوں کے داروں کو اپنے لئے فائدہ سمجھتا تھا اور ایک ایک اُنمیں سے لشکروں کا مقابلہ کرنے کو اپنے لئے بزرگی جانتا تھا اور جنگ کر کے مرجانے کو بہت بڑی فضیلت سمجھتا تھا۔ دیکھو اسی واسطے آجتک اُن بہادروں کے نام آسمانِ شجاعت و فتوّت و مروّت پر مثلِ مہرِ نیم روز کے درخشاں ہیں اور ہمیشہ روشن و تاباں رہیں گے ۔ میر انیس مرحوم ۔

ذکر اُن کی حرب وضرب کے ہر لب پہ جاری ہیں	کیا کیا سپاہِ شام کو تلواریں ماری ہیں

وفی تفسیر الامام الحسن العسکری علیہ السلام قال الحسین علیہ السلام لعسکرہ انتم فی حلٍ من بیعتی فالحقوا بعشایرکم وموالیکم ۔ یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں ہے کہ جناب سید الشہدا علیہ السلام نے اپنے لشکر والوں سے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی بیعت کو تمہاری گردنوں سے اٹھالیتا ہوں تم لوگ اپنے احباب و اعزہ و اقارب کے پاس چلے جاؤ۔ پھر اپنے اہلبیت کی طرف متوجّہ ہوئے ۔ وقال قد جعلتکم فی حلٍ من مفارقتی فانکم لا تطیقونھم لتضاعف اعدادھم وقوادھم وما المقصود غیری فدعونی والقوم فان اللہ عزوجل یعیننی ولا یخلنی من حسن نظرہ کعادتہ فی اسلافنا الطیبین یعنی حضرت نے اپنے اہلبیت سے فرمایا کہ تمکو بھی میں اجازت دیتا ہوں کہ تم سب مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ کیونکہ تم ان اعدائے دین کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہو اسلئے کہ وہ تمسے بہت زیادہ ہیں اور تم بہت کم ہو اور اس جماعت باغیہ کو صرف میرا قتل کرنا مقصود ہے یہ لوگ میرے سوا اور کسی کو قتل کرنا نہیں چاہتے مجھکو تنہا ان جفاکاروں کے مقابلہ میں چھوڑ کر چلے جاؤ۔ خداوند تعالیٰ میری مدد کریگا جسطرح میرے بزرگوں کی مدد کرتا رہا ہے اور وہ میری طرف بہ نظرِ عنایت و رحمت ملاحظہ فرمائیگا جس طرح میرے اسلاف کو بانظارِ عنایت و رافت و رحمت ملاحظہ فرماتا رہا ہے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں ۔ فاما عسکرہ ففارقوہ واما اھلہ الادنون من اقربائہ فابوا یعنی جو لوگ امام مظلوم کے لشکر میں صرف بخیالِ مال و جاہ شامل ہوئے تھے حضرت کی یہ تقریر سنکر وہ سب لوگ حضرت کو چھوڑ کر چلے گئے لیکن حضرت کے اقربا اور اہلبیت اور خواصِ اصحاب اور مومنین خالصین و مخلصین باقی رہ گئے اور

اُنہوں نے حضرت سے مفارقت کرنے کو گوارا نہ کیا۔ کتاب مروج الذہب میں ہے کہ اُس وقت حضرت کے لشکر میں گیارہ سو
آدمی تھے حضرت کی تقریر سُنکر وہ سب لوگ متفرق ہو گئے اور اُنہوں نے اپنی اپنی راہ لی اور چلدئے صرف بہتر جاں نثار
جو اعلا درجہ کے محبان احمد مختار و شیعان حیدر کرار تھے حضرت کے قدموں پر اپنی جانوں کو قربان کرنے کے لئے باقی
رہ گئے اور اُن بزرگواروں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ ہم ہرگز آپ سے جُدا نہ ہوں گے
آپ کے رنج کے ساتھ ہمارا رنج ہے۔ آپ کی خوشی کے ساتھ ہماری خوشی ہے۔ ہمکو خدائے تعالیٰ سے تقرب اسی صورت سے
حاصل ہو سکتا ہے کہ آپ کی خدمت میں حاضر رہکر آپ پر اپنی جانوں کو قربان کردیں۔ فقال لھم ان کنتم وطنتم
انفسکم علیٰ ما وطنت نفسی علیہ فاعلموا ان اللہ تعالیٰ انما یھب المنازل الشریفۃ لعبادہ باحتمال
المکارہ تب حضرت نے اپنی اہلبیت اور خالصین محبین کو فرمایا کہ اے میرے عزیزو اور اے میرے دوستو جبکہ تمنے
اپنے دلوں کو اس امر پر مضبوط کرکے باندھا ہے جسپر میں نے اپنے دل کو باندھ رکھا ہے تو اب تم یہ جان لو کہ منازل
شریفہ اور درجات منیفہ مقامات عالیہ و رفیعہ و مدارج متعالیہ و منیعہ خداوند متعال اپنے اُنہیں بندوں کو عطا فرماتا ہے
جو مصائب و رزیات و نوائب و مکروہات دُنیا کو برداشت کرکے صبر کرتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں
وان اللہ تعالیٰ ان کان خصنی مع من مضی من اھلی الذین انا اٰخرھم بقاءً فی الدنیا من
الکرامات بما یسھل علیّ معھا احتمال المکروھات فان لکم شطر ذٰلک من کرامات اللہ
تعالیٰ۔ یعنی تحقیق اگر خدائے تعالیٰ نے مجھکو اُن کرامات کے ساتھ مخصوص کیا میرے بزرگوں کی طرح جو مجھ سے پہلے
گزر چکے اور میں اُن میں سے اخیر کا ہوں تو اُن کرامات الٰہیہ کی وجہ سے ان تکلیفات اور مصائب کا جھیلنا
مجھ پر سہل کریگا تو بیشک اُن کرامات الٰہیہ میں سے تمکو بھی حصّہ ملیگا۔ واعلموا ان الدنیا مُرّھا وحلوھا
حُلمٌ والانتباہُ فی الاٰخرۃ والفایز من فاز فیھا والشقی من شقی فیھا۔ اور اے میرے عزیزو اے
میرے دوستو اس امر کو خوب جان لو کہ دُنیائے فانی کی مٹھائی اور تلخی یعنی خوبی اور بدی جو کچھ کہ ہے وہ مثل
اور مانند خواب کے ہے اور اصل میں بیداری اور ہمیشگی آخرت میں ہے جو شخص آخرت میں فائز اور رستگار ہوا
وہ ہمیشہ کے لئے رستگار ہے اور جو شخص آخرت میں قابل نار و شقاوت شعار ہے وہ ہمیشہ کے لئے مصیبت شدید و
عذاب مزید میں گرفتار ہے۔ ابو حمزہ ثمالی نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ قال لما کان
الیوم الذی استشھد فیہ ابی اجمع اھلہ واصحابہ فی لیلۃ ذٰلک الیوم۔ ابو حمزہ ثمالی نے
روایت کی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شب کی صبح کو میرے بابا شہید ہوئے اُس رات
حضرت نے اپنی اہلبیت اور اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ فقال لھم یا اھلی و شیعتی اتخذوا ھٰذا اللیل جملاً
لکم فانجوا بانفسکم فلیس المطلوب غیری فلو قتلونی ما فکروا فی غیری فانجوا رحمکم اللہ

فانتم فی حل وسعۃ من بیعتی وعہدی الذی عاہد تمونی - اور اُن سے فرمایا کہ اے میری اہلبیت اور اے میرے شیعو اب رات کے وقت تم اپنی سواریوں پر سوار ہو کر یہاں سے نکل جاؤ اور اپنی جانیں سلامت لیجاؤ - کیونکہ اس قوم کا مطلوب و مقصود سوائے میرے اور کوئی نہیں ہے - جب یہ لوگ مجھکو قتل کر ڈالیں گے تب اور کسی کے تجسس اور فکر میں نہیں پڑیں گے اور مجھے قتل کرنے کے بعد یہ لوگ تم میں سے کسی کو یاد بھی نہیں کرینگے - پس اب تم یہاں سے اپنے بچ جانے کی راہ لو خدائے تعالیٰ تم پر رحم کرے میں اپنی بیعت کو تم سے دُور کر لیتا ہوں اور تمنے جو مجھ سے عہد مضبوط باندھا ہوا ہے میں اُس عہد کو تم سے ساقط کرتا ہوں - جب امام مظلوم کے اقربا و رفقا و اصحاب باوفا نے جناب سید الشہدا سے یہ مضمون سُنا تب سب نے متفق اللفظ والکلمہ عرض کیا کہ اے آقا ہمارے ہمسے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو اس جنگل میں تنہا چھوڑ کر چلے جائیں - اگر ہم آپ کو تنہا چھوڑ کر اپنی جانیں بچانے کے لئے آج چلے جائیں گے تو کل کو خدا و رسول کو کیا مُنہہ دکھائیں گے اور کیا عذر کر سکیں گے - لا واللہ یہ امر ہرگز نہیں ہو سکتا - بلکہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر رہیں گے یہانتک کہ اپنی جانیں آپ پر قربان کرینگے اور درجہ شہادت پائیں گے اور ہم اس امر پر خدا کا شکر کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ہمکو آپ کی امداد اور نصرت کرنے کی بہت بڑی بزرگی عطا فرمائی ہے - جب جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے اقربا اور رفقا سے یہ تقریر سُنی - فقال جزاکم اللہ خیراً ودعا لھم بخیر فاصبح وقتل وقتلوا معہ اجمعون - تب حضرت نے اپنے اہلبیت اور اپنے صحابہ کو دُعا خیر دی اور فرمایا کہ خدا تمکو جزائے خیر عطا فرمائے الغرض صبح عاشور کو وہ جناب مع اپنے اقربا و رفقا و اصحاب کے بدرجہ عظیمہ شہادت فائز ہوئے فقال لہ القاسم بن الحسن فانا فیمن یقتل فاشفق علیہ فقال لہ یا بنیّ کیف الموت عندک قال یا عم احلی من العسل - اور اسی حدیث میں ہے کہ جب جناب امام مظلوم یہ تقریر بیان فرمارہے تھے تو اُسی اثنا میں شاہزادۂ زمن حضرت قاسم بن الحسن نے اپنے عم بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ چچا جان کیا میں بھی قتل کیا جاؤں گا - حضرت نے از راہ شفقت پوچھا کہ اے بیٹا تیرے نزدیک موت کیسی چیز ہے - قاسم علیہ السلام نے عرض کیا کہ موت میرے نزدیک شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے - فقال ای واللہ فداک عمک انک احد من یقتل من الرجال معی بعد ان تبتلی ببلاء عظیم وابنی عبد اللہ - حضرت نے فرمایا کہ ہاں اے بیٹا تجھپر تیرا چچا فدا ہو تو بھی بلاء عظیم میں مبتلا ہونے کے بعد شہید ہوگا - بلکہ میرا بچہ عبد اللہ بھی شہادت پائیگا - فقال یا عم فیصلون الی النساء حتی یقتل عبد اللہ وھو رضیع - قاسم نے پوچھا کہ اے چچا جان کیا یہ اعدائے دین اہلحرم کے خیام تک آپہنچیں گے جو عبد اللہ کی شہادت تک نوبت پہنچے گی - کیونکہ وہ تو شیرخوار بچہ ہے - فقال فداک عمک یقتل عبد اللہ اذا جفت روحہ عطشاً وصرت الی خیمنا فطلبت ماءً ولبناً فلا اجد قط اقول انا وتونی ابنی لاشربہ من فیّ فیاتونی بہ فیضعونہ علی یدی فاحملہ لادینہ من فیّ فیرمیہ فاسق

لعن اللہ بسہم فنحرہ وھو بنیا عی فیفیض دمہ فی کفی فارفعہ الی السماء فاقول اللھم صبراً واحتساباً فیک فتعجلنی الاسنۃ منھم والنار تسعر فی الخندق الذی فی ظہر الخیم فاکر علیھم فی امر اوقات فی الدنیا فیکون ما یرید اللہ فبکی وبکینا وارتفع البکا والصراخ من ذراری رسول اللہ فی الخیم

حضرت نے فرمایا کہ اے بیٹا تیرا چچا تجھپر فدا ہو عبد اللہ شیرخوار اسطرح شہید ہوگا کہ جب پیاس کی شدت سے اسکی جان خشک ہو جائیگی اور وہ پیاس کے صدمہ سے جاں بلب ہوگا تب میں اُسکے لئے پانی یا شیر بہم پہنچانے کی کوشش کرونگا مگر پانی ہرگز میسر نہ ہوگا تب میں اپنی اہلبیت سے کہونگا کہ علی اصغر کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں اسکو اپنی زبان چوساؤں جب اُسکو میرے پاس لائیں گے میں اُسکو اپنے ہاتھوں پر لونگا۔ پھر جب میں اُسکے مُنہہ کو اپنے مُنہہ تک لاؤنگا۔ اُسوقت ایک فاسق شقی اُس بچہ کے حلقوم پر تیر ماریگا۔ یہانتک کہ اُسکی گردن اور میرا ہاتھ خون سے سرشار ہو جائیں گے۔ تب میں خون کو آسمان کی طرف پھینکوں گا اور بارگاہ بے نیاز میں عرض کرونگا کہ الٰہی میں اِن مصائب پر صابر و محتسب ہوں اُسوقت یہ لشکر جفاکار تلواروں اور نیزوں کے ساتھ مجھپر حملہ کریگا۔ اور اِس خندق میں خیام کی پشت پر آگ بھڑکتی ہوگی پس اُس سختی اور تلخی کے وقت میں کہ اُس سے بڑھکر کوئی وقت مجھپر دنیا میں تلخ تر و سخت تر نہ ہوا ہوگا میں ان جفاکاروں پر حملہ کرونگا پھر جو کچھ خدا نے چاہا ہے ظہور میں آئیگا۔ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے پدر مظلوم یہ کلمات بیان فرما چکے تو باواز بلند روئے اور ہم سب حاضرین باواز بلند رونے لگے جب ہمارے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں تو تمام پردگیان عصمت و طہارت بیتاب ہو ہو کر چیخیں مارنے لگیں اور خیام اہلبیت کرام میں ایک کہرام برپا ہو گیا۔ اُسوقت زہیر بن القین اور حبیب بن المظاہر نے چاہا کہ امام زین العابدین علیہ السلام کا حال دریافت کریں۔ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زہیر بن القین اور حبیب بن المظاہر نے میرے باپ مظلوم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے آقا یہ فرمائیے کہ علی بن الحسینؑ کا کیا حال ہوگا۔ اور میری طرف اشارہ کیا حضرت نے بحالت گریہ و زاری ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ میری نسل کو دنیا میں منقطع نہ کریگا۔ یہ اعدائے دین اُسپر کیونکر قابو پاسکتے ہیں حالانکہ وہ آٹھ اماموں کا باپ ہے +

تینتسویں مجلس دربیان تفسیر آیہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ پھر مصائب اہلبیتؑ کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی لا یزال یکون حاکماً وعالماً وعلیماً ولم یزل کان ازلیاً سرمداً ابدیاً قدیماً۔ ونصلی علی سیدنا محمد الذی صلی علیہ اللہ وملائکتہ وامرنا ان نصلی علیہ صلوٰۃ ونسلم تسلیماً۔ ونسلم علی آلہ المعصومین الذی سلم علیھم اللہ رب العالمین بقولہ سلام علی آل یاسین۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ الشریف

وخطابہ المنیف ان اللہ وملایکتہ یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً فی سورۃ الاحزاب یعنی جناب حق سُبحانہ وتعالیٰ شانہ اپنے کلامِ پاک میں فرماتا ہے کہ تحقیق اللہ عزوجل اور اُسکے فرشتے صلواۃ بھیجتے ہیں نبی پر اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی درود بھیجو اُنپر اور تسلیم کرو اُن کے اوامر ونواہی کو یعنی اُنکی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے رہو۔ احادیثِ متعددہ میں وارد ہے کہ صلواۃ خدا کی طرف سے رحمت ہے اور ملائکہ کی طرف سے استغفار وتزکیہ اور مومنین کی جانب سے دُعا ہے۔ اِس مقام پر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کے شرف اور فضل اور بزرگی اور بلندی کے اظہار سے مراد ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اللّٰہم صلّ علی محمد سے یہ مقصود ہے کہ خداوندا تعظیم کر تو محمدؐ کی دُنیا میں اُن کے دین کو بلند کرنے سے اور اُنکی شریعت کو باقی رکھنے سے اور آخرت میں اُنکی شفاعت کے قبول کرنے سے اور اوّلین وآخرین پر اُنکی فضیلت اور بزرگی کے ظاہر کرنے سے اور تمام انبیاء اور مرسلین پر اُنکو مقدم کرنے سے منقول ہے کہ ایکدفعہ جناب موسیٰ بن عمران حضرت ایزدمنان سے مناجات کر رہے تھے کہ اثنائے مناجات میں جناب سیّد الاولین والآخرین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین کا ذکر آیا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابن عمران درود پڑھ محمدؐ پر کیونکہ میں اور میرے ملائکہ ہمیشہ درود پڑھتے ہیں اُنپر۔ قال السید رفع اللہ درجاتہ فی فرادیس الجنان فی تفسیرہ روایح القران قد شرف اللہ نبیہ الکریم بصلواۃ وصلوۃ ملایکتہ علیہ علیہ الصلواۃ والتسلیم۔ وافترض ذلک علی المومنین ثم اشرک آل بیتہ فی ھذا الشرف العظیم۔ فھذہ ثلاث دعاوٍ۔ جناب مفتی سیّد محمد عباس مرحوم اپنی تفسیر روایح القرآن میں اس آیہ شریفہ کے بیان میں فرماتے ہیں کہ جناب غفور الرحیم نے اپنے رسول کریم کو برحمت وصلواۃ خود وصلواۃ ملائکہ مشرف فرمایا اور بزرگی دی اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا کافّہ مومنین پر فرض کردیا۔ پھر جناب رسالتمآبؐ کے ساتھ اُنکی اہلبیتِ اطیاب کو درود میں شامل اور شریک کیا۔ پس یہ تین دعوے ہیں۔ پہلے دعوی کا ثبوت تو خود آیہ شریفہ مذکورۃ الصدر سے مبرہن اور روشن ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ خدا نے اپنے حبیب پر درود کا بھیجنا کل مومنین پر فرض کردیا ہے یہ بھی آیہ موصوفہ سے ثابت ہے کیونکہ بصیغہ امر جناب احکم الحاکمین نے کل اہلِ ایمان کو حکم دیا ہے کہ نبی پر درود بھیجو۔ اور صیغہ امر کا وجوب کے لئے ہوتا ہے اور نیز اس دعوی کا ثبوت اس سے ظاہر ہے۔ فقد روی عن النبی انہ قال رغم انف من ذکرت عندہ فلم یصل علی رواہ الترمذی وصححہ الحاکم۔ وعنہ صلی اللہ علیہ وآلہ شقی عبد ذکرت عندہ فلم یصل علی اخرجہ الطبرانی۔ وعنہ من ذکرت عندہ فلم یصل علی فدخل النار فابعدہ اللہ۔ ذکرہ فی الکشاف۔ یعنی ترمذی نے روایت کی ہے اور حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ناک رگڑی جائے اُس شخص کی جسکے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے نیز طبرانی نے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ وہ شخص بدنصیب اور کمبخت ہے جسکے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ بھیجے

عمدۃ البیان

درود نہ پڑھے۔ اور تفسیر کشاف میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جسکے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھپر درود نہ بھیجے وہ جہنم میں
جائیگا۔ پس اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ احادیث نبویہ اس امر پر دال ہیں کہ جب اُس جناب کا ذکر آئے تو حضرت پر درود
پڑھنا واجب اور فرض ہے اسواسطے کہ اگر یہ تینوں جملات خبریہ ہیں تو یہ ترک درود پر وعید مخبر صادق کی زبانی ہوئے
اور جس فعل کے ترک پر وعید ہو وہ اُس فعل کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ اگر جملات مذکورہ انشائیہ ہیں تو یہ بدعا
کے طور پر آنحضرت نے فرمایا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ جناب رسول اللہ کی دعا اور بددعا خدا کی طرف سے رد کیجائے
بیشک آنحضرت کی بددعا قبول ہوگی اور درود نہ پڑھنے والا خائب اور خاسر اور جہنمی ہوجائیگا۔ پس اس بنا پر
بھی آنحضرت کا جب ذکر ہو تب درود پڑھنا واجب ہوا اور بالخصوص وجوب صلواۃ و درود کا مقام اور محل صلوٰۃ یعنی
نماز ہے جو فی الحقیقت اہل ایمان کا معراج ہے اور انسان کیلئے خدائے تعالیٰ سے تقرب حاصل کرنے کیواسطے اعلا درجہ
کا وسیلہ ہے۔ اور اُسکی قبولیت کے واسطے مقربان بارگاہ باری کی وساطت کی بہت ضرورت ہے۔ تیسرا دعویٰ
یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آل محمد کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ کے ساتھ صلواۃ و درود میں شریک کیا ہے یہ دعویٰ
بہت سے اخبار نبویہ و احادیث مصطفویہ سے ثابت ہے یہانتک کہ علماء اہل سنت نے بھی اس امر کا اعتراف
کیا ہے۔ قال امامھم الفخر الرازی۔ ان اھلبیتہ یساوونہ فی خمسۃ اشیاءٍ۔ فی السلام۔ قال السلام
علیک ایھا النبی وقال سلام علی آل یاسین۔ وفی الصلوٰۃ علیہ وعلیھم فی التشھد
وفی الطھارۃ قال طاھا ای یا طاھر۔ وقال یطھرکم تطھیراً وتحریم الصدقۃ۔ و
فی المحبۃ قال اتبعونی یحببکم اللہ وقال قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ
یعنی تحقیق اہلبیت رسول کو جناب رسول اللہ سے عند اللہ پانچ امور میں مساوات کا درجہ حاصل ہے۔ اول سلام جیسا کہ
خدا نے فرمایا السلام علیک ایہا النبی۔ اسی طرح خدا نے فرمایا ہے سلام علی آل یاسین۔ دوم تشہد میں جس طرح
جناب رسول اللہ پر درود اور صلواۃ کا پڑھنا واجب ہے اسی طرح انکی آل اطہار پر درود و صلواۃ کا پڑھنا واجب ہے
سوم طہارۃ میں جناب احمد مختار اور انکی آل اطہار مساوی ہیں خدائے پاک نے اپنے پیغمبر سے فرمایا طاہا یعنی اے طاہر
اور اہلبیت طاہرین کی شان میں فرمایا ویطہرکم تطہیراً۔ چہارم صدقہ کا حرام ہونا جسطرح خدا نے اپنے رسول پر صدقہ
حرام کیا ہے اسی طرح انکی آل پر بھی صدقہ حرام کیا ہے۔ پنجم محبت اور مودت میں جسطرح اپنے حبیب کی محبت کے بارہ
میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ اے محمد لوگوں سے کہ تم میری اطاعت اور فرمانبرداری کرو خدا تمکو دوست رکھیگا
اسی طرح آل رسول کے بارہ میں فرمایا کہ کہہ اے محمد لوگوں سے کہ میں تمسے اجر رسالت کچھ نہیں چاہتا صرف اسقدر
چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے اہلبیت سے محبت اور دوستی رکھو۔ ان پانچ امور کو جناب مفتی صاحب مرحوم نے
تحریر کرکے ضمن امور دیگر بیان کئے ہیں جن میں آل رسول کو جناب رسول اللہ سے شراکت اور مساوات کا درجہ

حاصل ہے اور اس حقیر نے پانچ امور دیگر اُن دس امور پر اضافہ کئے جو ما تحت نمبر سات درج کر دئے ہیں۔ یعنی جنگ و صلح و لطاعت و خیر البشر ہونا۔ وعدالت۔ اوّل یہ کہ جناب سید الانس و الجان اور اُنکے اہلبیت امنا رحمان لوگوں کے لئے عذاب الٰہی سے امان ہیں۔ چنانچہ خدای تعالیٰ فرماتا ہے ما کان اللہ یعذبہم وانت فیہم یعنی ای محمدؐ تیری برکت کے سبب سے خدا لوگوں کو عذاب نہیں دیتا کیونکہ تو اُنمیں ہے۔ اور جناب رسول اللہ نے اپنے اہلبیت کے بارہ میں فرمایا ہے۔ النجوم امان لاھل السماء واھلبیتی امان لامتی۔ یعنی ستارے امان ہیں اہلِ آسمان کے لئے اور میرے اہلبیت امان ہیں میری امت کیواسطے اور دوسری روایت میں ہے کہ میرے اہلبیت امان ہیں اہل ارض کیواسطے جب ستارے باقی نہ رہیں گے تو اہل آسمان میں سے بھی کوئی باقی نہ رہیگا اور جب میرے اہلبیت میں سے کوئی دنیا میں باقی نہ رہے گا تو اہلِ ارض میں سے بھی کوئی باقی نہ رہیگا۔ دیکھو صواعقِ محرقہ۔ دوم مسجدِ نبوی میں بحالتِ جنب رہنا۔ صواعقِ محرقہ میں منقول ہے کہ جناب رسول اللہ نے امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب سے فرمایا لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک یعنی اے علیؑ میرے اور تیرے سوا اور کسی کو جائز نہیں ہے کہ بحالتِ جنب میری اس مسجد میں رہ سکے یہ مضمون بین الفریقین متواتر ہے۔ سوم باب علیہ السلام کے دروازہ کا مسجدِ نبوی میں کھلا رہنا اور دیگر جملہ اصحاب و اعمامِ رسول کے ابواب کا بحکمِ الٰہی بند اور مسدود ہونا مسجد نبوی میں صرف باب نبیؐ و باب علیؑ ہی مفتوح رہے۔ کما ہو ثابت بالاحادیث المتواترہ بین الفریقین۔ چہارم مقاتلہ بموجب قرآن شریف کے اخرج احمد والحاکم عن ابی سعید الخذری قال ان رسول اللہ قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے علیؑ سے کہ ای علیؑ تو تاویل قرآن پر جہاد کریگا جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جہاد کیا۔ پنجم اولویت جیسا کہ جناب بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ و آلہ اصحاب التطہیر نے خم غدیر میں ارشاد فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ[1] پس ثابت اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے مولا جناب رسول اللہ ہیں اُسکے مولا علیؑ ابن ابیطالب ہیں۔ و فی المودۃ الخامسۃ من کتاب مودۃ القربیٰ میر سید علی الھمدانی۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال نصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیاً

[1] یہ حدیث شریف یعنی حدیث غدیر ایسی مشہور اور متواتر ہے کہ کل فرقِ اسلامیہ میں سے کوئی شخص اسکا انکار نہیں کر سکتا جسطرح قرآن شریف کُل اہل اسلام کے نزدیک متواتر اور کلام الٰہی ہے اُسی طرح تمام اہلِ اسلام کے نزدیک یہ حدیث شریف بھی متواتر اور کلام رسالت پناہی ہے۔ ہاں بعض مولا کے معنوں میں نزاع لفظی بے فائدہ کرتے ہیں۔ مگر اس نزاع کا فیصلہ جناب آیۃ اللہ فی العالمین حجۃ الاسلام و المسلمین مولوی سید حامد حسین رفع اللہ درجاتہ نے عبقات الانوار کی مجلدات حدیث غدیر میں ایسی طرح کر دیا ہے کہ اُسکو دیکھکر پھر کوئی جھگڑا باقی نہیں رہتا۔ ۱۲ +

[2] فی الصواعق قیل لعمر انک تصنع بعلی شیاءً ما تفعلہ ببقیۃ الصحابہ۔ فقال انہ مولائی۔ دیکھو حضرات ناظرین حضرت عمر خطاب کو بھی اس امر کا اقرار اور اعتراف ہے کہ علیؑ میرے مولا ہیں۔ و قریب منہ ما رواہ ابن حجر فی المقصد الخامس من الصواعق انہ جاء یعنی عمر اعرابیان یختصمان فاذن لعلی فی القضاء بینھما فقضی فقال احدھما ھذا یقضی بیننا فوثب عمر اللہ واخذ بتلبیبہ فقال ویحک ما تدری من ھذا ھذا مولای و مولی کل مومن و من لا یکون مولاہ فلیس بمومن کیوں حضرات ناظرین دیکھتے ہو اور سنتے ہو کہ حضرت عمر کس زور و شور سے امیر المومنین علیہ السلام کی مولایت و اولویت کا اقرار کر رہے ہیں اور کس قوت اور کس شد و مد سے کہتے ہیں کہ علیؑ کو جو اپنا مولا نہ جانے وہ مومن ہی نہیں۔ ۱۲

علماً فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت شھید ی علیھم قال عمر بن الخطاب یارسول اللہ وکان فی جنبی شابٌ حسن الوجہ طیب الریح قال لی یا عمر لقد عقد رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم عقداً لایحلہ الا منافق فاخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم بیدی فقال یا عمر انہ لیس من ولد ادم لکنہ جبرائیل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ فی علی۔ سید علی ہمدانی محدث اہلِ سنت کی کتاب مودۃ القربیٰ کے مودۃ خامسہ میں منقول ہے۔ کہ حضرت عمر خطاب خلیفہ ثانی خود فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علیؑ ابن ابیطالب کو اپنے بعد اپنا خلیفہ اور نشان ہدایت مقرر فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں جسکا مولا ہوں اُسکا علیؑ مولیٰ ہے۔ الٰہی دوست رکھہ اُسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھہ اُسکو جو علیؑ کو دشمن رکھے اور مخذول کر اُسکو جو علیؑ کو مخذول کرے اور مدد کر اُسکی جو علیؑ کی مدد کرے۔ الٰہی تو میرا گواہ ہے ان تمام لوگوں پر۔ اُسوقت عمر خطاب نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب سے عرض کیا کہ یارسُول اللہ میرے پہلو کی طرف برابر میں ایک شخص جوان نہایت خوبصورت جسکے بدن سے خوشبو آرہی تھی کھڑا ہوا تھا اُس نے مجھ سے کہا کہ اے عمر تحقیق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ایک ایسا عقد باندھا ہے کہ اسکو نہیں توڑے گا مگر وہی شخص جو منافق ہوگا۔ جناب رسولِ خدا نے پھر میرا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ اے عمر وہ شخص اولادِ آدم میں سے نہ تھا بلکہ وہ جبرئیل امین تھے کہ اُنہوں نے اِس عہد کو جو میں نے باندھا ہے قایم رکھنے کی تاکید کی ہے۔

منقولہ مؤلف اے بھائیو مسلمانو اللہ عزوجل کو ایک جاننے والو محمدؐ رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے والو دیکھو حضرت عمر خطاب کے اِس ارشاد ہدایت بنیاد کو بغور وتامل سمجھو اور سوچو یہی مضمون انسان کو ہدایت پانے اور راہِ راست پر آنے کے لئے کافی ہے۔ خیال کرو کہ وہ عہد اور عقد جو دربارۂ خلافت مولائے مومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام جناب خیرالانام صلے اللہ علیہ وآلہ الکرام نے بحکم خدائے منعام ۱۸ ذیحجۃ الحرام سنہ ۹ ہجریہ کو بمقام خمِ غدیر ہزاروں آدمیوں کے سامنے باندھا تھا اور جسکے توڑنے سے جناب جبرائیل امین علیہ السلام نے حضرت عمر خطاب کو منع کیا تھا اُس عقد وعہد کو ۲۸ صفر سنہ ۱۱ ہجریہ کے بعد سقیفۂ بنی ساعدہ میں کس نے توڑا اور وہ توڑنیوالا بقول جبرئیل امین کس لفظ کا مصداق ہوا۔ وعن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال قیلتُ مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فی حجۃ الوداع فلما کان بغدیر خم نودی الصلوٰۃ جامعۃ فجلس رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم تحت شجرۃ واخذ بید علی وقال الست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی یارسول اللہ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم قال اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بن الخطاب فقال ھنیئاً لک

خامس

نیز مودۃ القربیٰ

یا علی بن ابیطالب اصبحت مولا کل مومن و مومنۃ وفیہ نزلت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الایہ مودۃ القربیٰ کے مودۃ خامسہ میں براٰ بن عازبؓ سے منقول ہے کہا اُنھوں نے کہ میں بھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا جبکہ آنحضرت حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مکہ سے مدینہ کو آرہے تھے جب وقت خم غدیر کے مقام پر پہنچے تو حضرت نے حکم دیا کہ لوگ نماز کے واسطے جمع ہوں حضرت ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے اور علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اے لوگو کیا میں تم سب مومنین کے نفسوں یعنی جانوں سے بہتر اور اولیٰ نہیں ہوں سب نے کہا بیشک آپ بہتر اور اولیٰ ہیں۔ تب آنحضرت نے فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں بس علیؑ ہے مولا اُسکا۔ الٰہی دوست رکھ اُسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ پھر اِسکے بعد علیؑ سے عمر خطاب نے ملاقات کی اور کہا کہ مبارک ہو تمکو اے علیؑ بن ابیطالب آج تمنے ایسی حالت میں صبح کی ہے کہ تم مولیٰ ہوگئے ہر مومن اور مومنہ کے اور اِسی بارہ میں نازل ہوئی آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ و فیہ۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لن تضلوا ولن تہلکوا وانتم فی موالاۃ علی وان خالفتموہ فقد ضلت بکم الطرق والاھواء فی الغی فاتقوا اللہ فان ذمۃ اللہ علی بن ابیطالب یعنی اُسی کتاب کے اُسی مودۃ میں عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہا اُنھوں نے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے لوگو تم کبھی ہرگز گمراہ نہوگے اور تم کبھی ہرگز برباد اور ہلاک نہوگے جب تک تم ماتحت حکم علیؑ رہوگے اور اگر علیؑ کی مخالفت کروگے اور اُسکا اتباع اور اُسکی پیروی نہ کروگے تو گمراہ ہوجاؤگے اور اپنے دلوں کی خواہشوں اور گمراہیوں میں بھٹکتے پھروگے۔ پس ڈرو اللہ کے قہر سے تحقیق ذمہ اللہ کا علیؑ بن ابیطالب ہے۔ مودۃ القربےٰ کی ساتویں مودۃ میں ہے سلمان رضی اللہ عنہ رفعہ اعلم امتی علیؑ بن ابیطالب یعنی فرمایا جناب رسول اللہؐ نے کہ میری اُمت میں سب سے زیادہ عالم علیؑ ابن ابیطالب ہے۔ ابوذر رفعہ علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ رافۃ عبادۃ رواہ ابونعیم الحافظ باسنادہ ابوذر کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ علیؑ میرے علم کا دروازہ ہے اور جن امور کے لئے میں پیغمبر ہوا ہوں اُن امور کا بیان کرنے والا میری اُمت کیلئے علیؑ ہے دوستی اُسکی ایمان ہے اور بغض اُسکا نفاق ہے۔ اُسکی طرف محبت سے دیکھنا عبادت ہے۔ اِس حدیث کو حافظ ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ ششم مواخاۃ۔ اخرج الترمذی عن ابن عمر قال النبی لعلی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہا ابن عمر نے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے علیؑ سے کہ تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں۔ واخرج الدیلمی عن عایشہ ان النبی قال خیر اخوتی علی وخیر اعمامی حمزہ۔ یعنی بی بی عایشہ سے دیلمی نے روایت کی ہے کہ تحقیق فرمایا جناب خیر البشر صلواۃ اللہ علیہ وآلہ نے کہ میرے سب بھائیوں میں سے بہتر اور افضل بھائی میرا علیؑ ہے اور میرے اعمام میں سے بہتر حمزہ ہیں۔ وذکر علی عبادۃ اور ذکر کرنا علیؑ کا عبادت ہے۔

ہفتم حب وبغض وایذا۔ وسب وشتم (جنگ وصلح واطاعت وعدل وخیر البشر ہونا) اخرج الطبرانی عن ام سلمۃ عن
رسول اللہ من احب علیاً فقد احبنی ومن ابغض علیاً فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ
طبرانی نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جسنے
دوست رکھا علیؑ کو اُس نے دوست رکھا مجھکو اور جس نے دشمنی کی علیؑ سے اُس نے دشمنی کی مجھ سے اور جس نے
دشمنی کی مجھ سے اُس نے دشمنی کی خدا تعالیٰ سے۔ ترمذی میں بی بی عایشہ سے منقول ہے۔ قالت کان احب
النساء الی رسول اللہ فاطمہ ومن الرجال علیؑ۔ یعنی بی بی عایشہ کہتی ہیں کہ رسولخدا کے نزدیک عورتوں میں سے
فاطمہ اور مردوں میں سے علیؑ محبوب تر تھے۔ ترمذی اور مشکوۃ میں عباس عم پیغمبر سے منقول ہے کہ انہوں نے پوچھا
کہ یارسول اللہ آپ کو اپنے اہل میں سے کون زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا فاطمہ پھر پوچھا کہ بعد فاطمہ کے فرمایا علیؑ۔ نیز ترمذی
اور مشکوۃ میں انس بن مالک سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ سے صحابہ نے پوچھا کہ آپ کو اپنے اہلبیت میں کون زیادہ تر
محبوب ہے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ جناب رسول اللہ فاطمہؑ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس لاؤ
جب وہ آتے تھے تو انکو چومتے تھے اور اپنے سینہ سے لگاتے تھے۔ نیز ترمذی اور مشکوۃ میں اوسامہ بن زید سے منقول ہے
وہ کہتے ہیں کہ ایکدن جناب رسول اللہ گھر سے باہر تشریف لائے حسنینؑ کو گود میں لئے ہوئے چادر میں لپیٹے ہوئے تھے۔
میں نے کہا کہ آپ کیا شے اُٹھائے ہوئے ہیں۔ کپڑا اوپر سے اُٹھا کر فرمایا یہ میرے فرزند ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں الٰہی
میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں پس دوست رکھ تو ان دونوں کو اور دوست رکھ اُس شخص کو جو ان دونوں کو
دوست رکھے۔ نیز ترمذی میں براء سے منقول ہے کہا انہوں نے کہ تحقیق جناب رسول اللہ نے جناب امام حسنؑ اور جناب امام
حسینؑ کو دیکھکر فرمایا الٰہی میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں پس دوست رکھ تو انکو۔ واخرج ابویعلی والبزار عن
سعد بن ابی الوقاص قال قال رسول اللہ من اذی علیاً فقد اذانی۔ یعنی ابویعلیٰ اور بزار نے سعد بن ابی
الوقاص سے روایت کی ہے کہا اُس نے کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ جس نے ایذا دی علیؑ کو اُس نے ایذا دی مجھکو صحیح مسلم
میں ہے۔ قال فانما ابنتی فاطمہ بضعۃ منی یریبنی ما ارابھا ویوذینی ما اذیھا۔ یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے کہ فاطمہؑ
میرے جگر کا ٹکڑا ہے پس رنج دیتا ہے مجھکو وہ امر جو رنج دے فاطمہؑ کو اور ایذا دیتی ہے مجھکو وہ شے جو ایذا دے فاطمہؑ کو۔ نیز
ترمذی میں یہ مضمون موجود ہے اور صحیح بخاری میں ہے۔ فاطمۃ بضعۃ منی من اغضبھا فقد اغضبنی۔ یعنی
فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اُسکو ناراض کیا اُس نے مجھکو ناراض کیا۔ واخرج احمد والحاکم وصححہ عن
ام سلمہؓ قالت سمعت رسول اللہ یقول من سب علیاً فقد سبنی۔ یعنی احمد اور حاکم نے حضرت ام سلمہ
سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ میں نے سنا رسول خدا فرماتے تھے کہ جس نے گالی دی علیؑ کو اُس نے گالی دی مجھکو
مودۃ القربیٰ کی چھٹی مودت میں ہے۔ ابوموسیٰ الحمیدی۔ قال کنت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم

وابوبکر وعثمان وعلی فالتفت الی ابی بکر فقال یا ابا بکر ھذا الذی تراہ وزیری فی السماء ووزیری
فی الارض یعنی علی بن ابیطالب فان احببت ان تلقی اللہ وھو عنک راض فارض علیاً فان
رضائہ رضاء اللہ وغضبہ غضب اللہ یعنی ابوموسیٰ حمیدی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے
ہمراہ تھا اور اُس موقع پر ابوبکر وعثمان وعلیؑ بھی موجود تھے۔ جناب رسول اللہ ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
کہ اے ابوبکر یہ جسکو تو دیکھ رہا ہے میرا وزیر ہے آسمان میں اور زمین میں یعنی علیؑ بن ابیطالب اے ابوبکر اگر تو چاہتا ہے
کہ جب تو خدائے تعالیٰ کے سامنے جائے تب خداوند تعالیٰ تجھ سے راضی ہو جائے تو اپنے آپ سے راضی کر علیؑ کو کیونکہ
تحقیق رضامند ہونا علیؑ کا رضامند ہونا خدا تعالیٰ کا ہے اور غضبناک اور ناراض ہونا علیؑ کا خدا کا غضبناک اور ناراض
ہونا ہے۔ ایضاً فیہ عمر بن الخطاب قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لما عقد الموا خاۃ
بین اصحابہ قال ھذا علی اخی فی الدنیا والاخرۃ وخلیفتی فی اھلی ووصیی فی امتی ووارث
علمی وقاضی دینی مالہ مالی ومالی منہ نفعہ نفعی وضرہ ضری من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ
فقد ابغضنی۔ نیز مودۃ القربیٰ کے مودہ سادسہ میں ہے حضرت عمر خطاب کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ نے صحابہ
میں عقد مواخاۃ باندھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ علیؑ میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں اور میرا خلیفہ ہے میرے اہل میں اور میرا
وصی ہے میری امت میں اور میرے علم کا وارث ہے اور میرے قرض کا ادا کرنیوالا ہے مال اُسکا میرا مال ہے اور میرا مال
اُسکا مال ہے اُسکا نفع میرا نفع ہے میرا نفع اُسکا نفع ہے اُسکا نقصان اور ضرر میرا نقصان اور ضرر ہے اور میرا نقصان
اور ضرر اُسکا نقصان اور ضرر ہے جس نے اُسکو دوست رکھا اُس نے مجھکو دوست رکھا اور جس نے اُس سے دشمنی کی
اُس نے مجھ سے دشمنی کی۔ ایضاً فیہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رفعہ۔ یا ابا بکر کفی وکف علی فی العدل سواء یعنی
فی العدل یعنی حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ اے ابوبکر
میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ عدد میں اور نیز فرمایا عدل میں برابر ہے۔ ایضاً فیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال
النبی وقد ارسلنی الی حاجۃ فان اردت حاجتک فاحب علیاً وذریتہ فان حبھم فرض من اللہ
عزوجل للعباد یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے مجھکو ایک کام کیلئے
بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ ابن عباس جب تو اپنی حاجت روائی اور انجاح مرام کا خواستگار ہے تو دوست رکھ علیؑ کو اور
اُسکی ذریت اور اولاد کو پس تحقیق علیؑ اور اولاد علیؑ کی دوستی اللہ جل جلالہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہے۔ ایضاً فیہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ رفعہ ان اللہ افترض طاعتی وطاعۃ اھل بیتی علی الناس خاصۃ وعلی
الخلق کافۃ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ اللہ عزوجل نے
فرض کی اطاعت میری اور اطاعت میرے اہلبیت کی کل لوگوں یعنی انسانوں پر بالخصوص اور تمام مخلوقات پر

عدل

۱۶

اطاعت

بالعموم - عن ابن عباس قال قال رسول اللہ افضل رجال العالمین فی زمانی ھذا علی و افضل نساء الاولین والاخرین فاطمۃ - ابن عباس نے کہا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اس زمانہ میں کل مردوں سے افضل علیؑ ہیں اور زنان اولین و آخرین سے افضل فاطمۃ ہیں۔ ام ہانی بنت ابیطالب رفعہ افضل البریۃ عند اللہ من نام فی قبرہ ولم یشک فی علی و ذریتہ انھم خیر البریہ از مودۃ القربیٰ مودۃ ثالثہ یعنی حضرت ام ہانی بنت ابیطالب رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فرمایا جناب خیر البریہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے - کہ افضل خلق خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جس نے اس یقین پر وفات پائی ہو اور مرتے دم تک کبھی اس امر میں شک کیا ہو کہ علیؑ اور ذریت علیؑ کی تمام خلقت سے افضل ہیں - ایضا فیہ فی المودۃ الثالثۃ - جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رفعہ علی خیر البشر من شک فیہ فقد کفر - یعنی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب خیر الانام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ علیؑ خیر البشر ہے جو اسمیں شک کرے وہ کافر ہے - حذیفۃؓ رفعہ علی خیر البشر من ابی فقد کفر - یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب خیر الوریٰ صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ علیؑ خیر البشر ہے جو اس امر کا انکار کرے وہ کافر ہے - عن ابن عمر رفعہ - خیر رجالکم علی بن ابیطالبؑ وخیر شبانکم الحسنؑ والحسینؑ وخیر نسائکم فاطمۃؑ بنت محمدؐ ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب خیر البشر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم سب مردوں میں سے افضل علیؑ ہے اور سب جوانوں میں سے افضل حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور کل نسوان میں سے افضل فاطمہ دختر محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیہم ہیں ابو لیلی الغفاری رفعہ ستکون من بعدی فتنۃ فاذا کان ذلک فالزموا علیا فانہ الفاروق بین الحق والباطل کذا فی الفردوس - نیز مودۃ القربیٰ کے مودۃ سادسہ میں ابو لیلی غفاری سے منقول ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا جناب مخبر صادق وحبیب خالق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قریب ہے کہ میرے بعد فتنے اور فساد برپا ہونگے - پس جب فساد برپا ہوں تو لازم جانو اطاعت اور پیروی علی بن ابیطالب کی - پس تحقیق وہ جدا کرنے والا ہے حق اور باطل کو - یعنی حق اور باطل میں تمیز اور فرق کرنے والا وہی ہے - اسی طرح یہ روایت فردوس الاخبار دیلمی میں وارد ہے - وفی المودۃ الثامنۃ عثمان - رفعہ خلقت انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق اللہ آدم باربعۃ الاف عام فلما خلق اللہ آدم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم نزل شئی واحد احتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الوصیۃ - عثمان خلیفہ سوم روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے کہ چار ہزار سال پہلے خلقت آدم سے میں اور علیؑ ایک نور سے مخلوق ہوئے ہیں - جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کے صلب میں رکھا - پھر ہم دونوں شئے واحد تھے یہانتک کہ صلب عبد المطلب میں پہنچکر اس نور کے دو ٹکڑے ہوئے - پس میرے لئے نبوت قرار دیگئی اور علیؑ کے لئے وصایت - عن ابن عباس قال قال رسول اللہ خلق الانبیاء من اشجار شتی وخلقنی وعلیا من شجرۃ واحدۃ انا

افضلیت

خیرالبریہ

اطاعت

خلقت

اصلہا وعلی فرعہا والحسن والحسین اثمارھا واشیاعنا اوراقہا فمن تعلق بہا نجی ومن زاغ عنہا ھوی
عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ فرمایا سیّد عالم نے کہ خدائے تعالیٰ نے انبیا کو مختلف اشجار سے پیدا کیا ہے لیکن مجھکو اور علیؑ کو
ایک درخت سے پیدا کیا ہے کہ میں اُس درخت کی جڑ ہوں اور علیؑ اُسکی فرع ہے اور حسنؑ اور حسینؑ اُسکے پھل اور شیعہ ہمارے
اُسکے پتے ہیں۔ پس جسنے اُس سے تمسک کیا نجات پائی اور جو اُس سے علیحدہ رہا وہ ہلاک ہوا۔ من المودۃ التاسعۃ
زید بن اسلم رفعہ یا علی بخ بخ من مثلک والملائکۃ تشتاق الیک والجنۃ لک فاذا کان یوم القیامۃ
ینتصب لی منبر من نور ولک منبر من نور ولابراھیم منبر من نور فتجلس علیہ واذا منادیًا
ینادی بخ بخ من وصی بین حبیب وخلیل ثم اوتی مفاتیح الجنۃ والنار فادفعہا الیک۔ زید بن اسلم کہتے ہیں
کہ فرمایا جناب شفیع المذنبین وسید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے کہ اے علیؑ مبارک ہو تمکو کون ہے
مثل تمہارا۔ ملائکہ مشتاق ہیں تمہاری زیارت کی اور بہشت تیرا آرزومند ہے بروز قیامت ایک ممبر نور کا میرے لئے
بچھایا جائیگا اور ایک ممبر نور کا تیرے لئے بچھایا جائیگا اور ایک ممبر نور کا ابراہیم خلیل اللہ کے لئے ہوگا جب تو اپنے ممبر پر بیٹھیگا
تو منادی ندا کریگا کہ مبارک ہو مبارک ہو اُس وصی کو جو درمیان میں حبیبِ خدا و خلیلِ خدا کے بیٹھا ہے۔ پھر کنجیاں بہشت
اور دوزخ کی میرے پاس لائیں گے میں اُنکو تیرے سپرد کردونگا۔ نیز سید علی ہمدانی جو حضرات اہلِ سنت کے ہاں بہت
بڑے عارفِ ربانی ومحدثِ لاثانی ہیں اپنی کتاب مودۃ القربیٰ کے تیرھویں مودۃ میں زاذان سے روایت کرتے ہیں۔
عن زاذان عن سلمان رفعہ یا سلمان من احب فاطمۃ ابنتی فھو فی الجنۃ معی ومن ابغضہا فھو فی
النار یا سلمان حب فاطمۃ ینفع فی مأیۃ من المواطن ایسر ذلک المواطن القبر والمیزان والصراط و
الحساب فمن رضیت عنہ ابنتی فاطمۃ رضیت عنہ ومن رضیت عنہ رضی اللہ عنہ ومن غضبت
علیہ ابنتی فاطمۃ غضبت علیہ ومن غضبت علیہ غضب اللہ علیہ۔ یا سلمان ویل لمن یظلمہا
ویظلم بعلہا علیًا وویل لمن یظلم ذریتہا وشیعتہا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ
فرمایا جناب رسولِ خدا نے کہ جو شخص محبت رکھے میری بیٹی فاطمہؑ سے وہ جنت میں جائیگا اور جو دشمنی رکھے فاطمہؑ سے وہ جہنم
میں جائیگا اے سلمان محبت فاطمہؑ کی اُسکے محب کو سَو مقام پر فائدہ دیگی جنمیں سے آسان تر مقام قبر اور میزان اور
صراط اور حساب کا ہی پس جس شخص سے میری فاطمہؑ رضامند ہوگی میں اُس سے رضامند ہوں گا اور میں جس سے رضامند
ہونگا اُس سے خدا رضامند ہوگا اور جس شخص سے میری بیٹی فاطمہؑ ناراض اور غضبناک ہوگی اُسپر میں غضبناک ہونگا
اور جسپر میں غضبناک ہونگا اُسپر خداوند قہار غضبناک ہوگا۔ اے سلمان افسوس اور جہنم ہے اُس شقی کے لئے جو ظلم
کریگا میری بیٹی فاطمہ زہرا پر اور ظلم کریگا اُسکے شوہر علیؑ پر اور نیز ویل اور افسوس ہے اُن لوگوں پر جو ظلم کرینگے فاطمہ زہرا
کی اولاد پر اور اُن کے شیعوں پر۔ نیز ابن حجر وغیرہ علمار اہلِ سنت نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولِ خدا نے اِنّ اللہ

یغضب بغضب فاطمۃ ویرضی برضاھا۔ یعنی خدا تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے غضبناک ہونے سے فاطمہؑ کے اور راضی ہوتا ہے راضی ہونے فاطمہؑ کے سے
اخرج الترمذی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم مرفوعًا۔ انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم
قال ذٰلک لاھل العباء۔ یعنی ترمذی وابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولِ خدا نے اپنی اہلبیت
آلِ عبا سے یعنی علیؑ اور فاطمہؑ اور حسن اور حسین علیہم السلام سے کہ میں لڑائی کرنے والا ہوں اُس سے جو تم سے لڑے اور
صلح رکھنے والا ہوں اُس سے جو تم سے صلح رکھے۔ اخرج الترمذی والحاکم عن ابن عباس مرفوعًا۔ احبوا اللہ لما
یغذوکم بہ من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی۔ یعنی ابن عباس کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے
کہ اے لوگو دوست رکھو اللہ کو کہ وہ تمکو انعام دیتا ہے۔ اور دوست رکھو مجھکو محبت الٰہی کے سبب سے اور دوست
رکھو میری اہلبیت کو میری محبت کے سبب سے۔ اخرج الترمذی وابن ماجہ عن العباس مرفوعًا ما بال
اقوام اذا جلس الیھم احدٌ من اھل بیتی قطعوا حدیثھم والذی نفسی بیدہٖ لا یدخل قلب
امرء الایمان حتی یحبھم اللہ ولقرابتی۔ یعنی ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عباس عم رسول سے روایت کی ہے
وہ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ کیا حال ہے اُن قوموں کا کہ جب میری اہلبیت میں سے کوئی اُن کے پاس
بیٹھ جاتا ہے تو وہ کلام کرتے کرتے خاموش ہو جاتے ہیں یعنی میری اہلبیت سے عداوت رکھتے ہیں قسم اُس خدائے پاک
کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ آدمی میری اہلبیت
سے خدا کے سبب سے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ رکھے۔ اخرج الدیلمی عن ابی سعید ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم قال اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی عترتی وورد انہ صلے اللہ
علیہ والہٖ وسلم قال من احب ان ینساء ای یؤخر فی اجلہ وان یتمتع بما خولہ اللہ ای اعطاہ
فلیخلفنی فی اھل بیتی خلافۃ حسنۃ فمن لم یخلفنی فیھم بتر عمرہ وورد علی یوم القیامۃ مسودًا
وجہہ۔ یعنی دیلمی نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ شدید تر ہوا غضب
اللہ عزوجل کا اُسپر جو ایذا دے مجھکو میری عترت کے بارہ میں۔ اور نیز احادیث میں وارد ہوا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے
کہ جو شخص یہ چاہے کہ عمر زیادہ پائے اور جو نعمتیں خدا نے اُسکو دیں اُن سے فائدہ اُٹھائے پس اُسکو لازم ہے کہ وہ میری
اہلبیت کے ساتھ نیک برتاؤ اور اچھا سلوک کرے اور جو شخص میری اہلبیت کے ساتھ بُرائی سے پیش آئیگا عمر اُسکی
قطع ہو جائیگی اور روزِ قیامت کو میرے سامنے وہ اِس طرح آئیگا کہ مُنہ اُسکا سیاہ ہوگا۔ وفی الصواعق عن
النبی الا من اذی قرابتی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ وفی الاخری والذی نفسی
بیدہٖ لا یؤمن عبد بی حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذوی فاقامھم مقام نفسہ۔ صواعق میں ہے
کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ خبردار ہو اے لوگو جس نے ایذا دی میری اہلبیت کو اور اقربا کو اُس نے ایذا دی مجھکو اور

جس نے ایذادی مجھکو اُس نے ایذادی خدا تعالےٰ کو۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ قسم ہے اُس خدائے پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ مجھپر ایمان نہیں لاسکتا جب تک مجھ سے محبت نہ رکھے اور مجھ سے کوئی محبت نہیں رکھہ سکتا جب تک میرے اہلبیت اور میرے اقربا سے محبت نہ رکھے۔ پس ظاہر ہے کہ اس مقام پر حضرت نے اپنے اہلبیت کو اپنے نفس شریف کے قایم مقام کیا ہے۔ **مقولۂ مؤلف** اب اس مقام پر ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ اِن احادیث کو پڑھنے کے بعد اُن لوگوں کے حالات پر غور کریں جنہوں نے بعد ارتحال جناب سید المرسلین انکی اہلبیتِ طاہرین کو ایذائیں پہنچائی ہیں۔ اور ذاکرین کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس مقام پر تفصیل اُن مضامین کی بیان کریں۔ یہ احقر الانام اس مقام پر صرف اتنا عرض کردینا کافی سمجھتا ہے کہ اے بھائیو مسلمانو اِن احادیثِ نبویہ کو جو کتبِ معتبرہ وصحاحِ اہلسنت سے نقل کی گئی ہیں پڑھکر سمجھ لو کہ جو لوگ اہلبیتِ رسول کو ایذائیں پہنچاتے رہے ہیں اور سالہاسال تک اُن کو سب وشتم سے یاد کرتے رہے ہیں وہ موذیانِ خدا و دشنام دہندگانِ مصطفےٰ آیہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرہ واعد لھم عذاباً مھینا کا مصداق ہوکر قطعی جہنمی ہیں اُنکو اچھا جاننا بالکل خدا ورسولؐ کی مخالفت کرنا ہے اور دشمنان خدا واعدائے مصطفےٰ کے دوست بنکر خدا ورسولؐ کے دشمن بننا ہے۔ واللہ درّ القایل حیث قال

یا تیم لا نعمت علیکِ سعادۃ	لکن دعاکِ الی الشقاق شقاکِ
لولاکِ ماظفرت علوج امیۃ	یوماً بعترۃ احمد لولاکِ
تاللہ ما نلتِ السعادۃ انما	اھواکِ من نار الجحیم ھواکِ
ان استقلتِ وقد عقدت لآخر	حکما فکیف صدقت فی دعواکِ
ولانت اکبر یا عدی عداوۃ	واللہ ما عضد النفاق سواکِ
لاکان یوم کنت فیہ وساعۃ	فض النفیل بھا ختام صھاکِ
وعلیکِ خزیٌ یا امیۃ دائماً	یبقی کما فی النار دام بقاکِ
فلقد جمعت من الآثام جھالۃ	ماعنہ ضاق لمن وعاک وعاکِ
ھلا صفحت عن الحسین ورھطہ	صفح الوصی ابیہ عن اباکِ
وعففتِ یوم الطف عفۃ جدہ	المبعوثِ یوم الفتح عن طلقاکِ
افھل ید سلبت اماءکِ مثل ما	سلبت کریمات الحسین یداکِ
امھل برزن بفتح مکۃ حسّراً	کنسائہ یوم الطفوف نساکِ
ماکان فی سلب ابن فاطم ملکہ	ماعنہ یوماً لو کففتِ کفاکِ

لھفی علی الجد المغادر بالعراء	شلو اتقبل حد ودصبالب
لھفی علی الخد الطریب تحرۃ	سفھاً باطراف القناء سفہاک

ہشتم سیارت۔ قال فی المواہب۔ روی البیہقی فی فضل الصحابۃ انہ ظہر علی بن ابیطالب من البعد فقال ھذا سید العرب فقالت عایشۃ الست سید العرب فقال انا سید العالمین وھذا سید العرب یعنی مواہب میں بیہقی سے منقول ہے کہ علیؑ بن ابیطالب دور سے آتے ہوئے معلوم ہوئے تو جناب سید الاولین والاخرین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے انکو دور سے دیکھکر فرمایا کہ یہ سردار عرب کا ہے۔ بی بی عایشہ نے یہ سنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ سردار عرب کے نہیں ہیں فرمایا میں سردارِ عالمین ہوں اور یہ سردار عرب کا ہے۔ یہ حدیث بطرق متعددہ صحاح اہلسنت میں منقول ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ قال صلے اللہ وآلہ یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء المومنین او سیدۃ نساء ھذہ الامۃ یعنی آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو ہے سیدہ تمام مومنات کی یا اس امت کی کل نسوان کی ہو۔ اور ترمذی و مشکوۃ میں ہے قال رسول اللہ ان ھذا ملک لم ینزل الارض قط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ ان یسلم علی و یبشرنی بان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ وان الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے حذیفہ یہ فرشتہ اس شب تک پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا تھا اب اس نے مجھکو سلام کرنے کے لئے خدائے تعالیٰ سے اذن حاصل کیا تاکہ مجھے سلام کرے اور مجھکو بشارت دے اس امر کی کہ فاطمہ تمام زنان جنت کی سردار ہے اور حسنؑ اور حسینؑ تمام جوانانِ جنت کے سردار ہیں اخرج ابن عساکر عن علی وابن عمر وابن ماجہ والحاکم عن ابن عمر والطبرانی عن قرۃ ومالک بن حویرث والحاکم ایضاً عن ابن مسعود۔ مرفوعاً ابنای ھذان الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ وابوھما خیر منھما یعنی ابن عساکر نے علی اور ابن عمر سے اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عمر سے اور طبرانی نے قرہ اور مالک بن حویرث سے اور نیز حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ دونوں بیٹے میرے حسنؑ اور حسینؑ سردار ہیں جوانانِ جنت کے اور باپ انکا اُن دونوں سے بہتر اور افضل ہے۔ نہم اصل اخرج الطبرانی عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ الناس من اشجار شتی وانا و علی من شجر واحد۔ یعنی طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ لوگ مختلف درختوں سے ہیں۔ میں اور علیؑ ایک درخت سے ہیں اور نیز حدیث خلقت انا و علی من نور واحد مشہور و متواتر بین الفریقین ہے اور نیز دیگر احادیث کثیرہ اس امر پر دال ہیں کہ جناب سید المرسلین اور انکے اہلبیتِ طاہرین ایک نور ایزدی سے پیدا ہوئے ہیں۔ احادیثِ قدسیہ ربانیہ میں بھی یہ مضمون مذکور ہے۔ دہم درجات اخرویہ مثل وسیلہ

دلوا و درجہ طوبیٰ - فی مدارج النبوۃ عن علی قال قال رسول اللہ اذا سألتم اللہ فاسلوا الوسیلہ قیل یارسول اللہ من یساکنک فیہا قال علیؑ و فاطمہؑ و الحسنؑ و الحسینؑ - مدارج النبوۃ میں علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ اے لوگو جب تم خدا سے سوال کرو تو وسیلہ کا سوال کرو لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اُس مقام پر کون کون آپ کے ہمراہ رہیگا فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ د فی الصواعق اعطیت فی علی خمساً ھن احب لی من الدنیا و ما فیہا - اما واحدۃ فھو بین یدی اللہ حتی یفرغ من الحساب و اما الثانیہ فلوا الحمد بیدہ آدم و من ولدہ تحتہ - و اما الثالثہ فواقف علی حوضی یسقی من عرف من امتی الی اخر الحدیث صواعق میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ خداوند کریم نے دربارہ علیؑ مجھکو پانچ چیزیں ایسی عنایت کی ہیں کہ وہ میرے نزدیک تمام دُنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں - اوّل یہ کہ علیؑ بوقت حساب خلایق قاضی یوم الحساب کے سامنے حاضر رہیگا - دوسرے یہ کہ لوائے حمد اُسکے ہاتھ میں ہوگا اور آدم اور تمام اولاد آدم اُسکے ماتحت ہوگی - تیسرے یہ کہ وہ میرے حوض کوثر سے جسکو میری اُمّت میں سے پہچانے گا اُسکو سیراب کریگا - کتاب مودۃ القربیٰ کے مودہ سادسہ میں ہے - محمد بن الحنفیہ عن جابر بن عبد اللہ الانصاری رفعہ ان اللہ تعالیٰ جعل علیاً قاید المسلمین الی الجنۃ بہ یدخلون الجنۃ و بہ یدخلون النار و بہ یعذبون یوم القیامہ - قلنا و کیف ذلک یارسول اللہ قال بحبہ یدخلون الجنۃ و ببغضہ یدخلون النار و یعذبون - یعنی محمد حنفیہ نے جابر انصاری سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا جناب شافع روز جزا احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ اللہ عزوجل نے علیؑ کو اس امر کے لئے مقرر فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں کو کھینچکر بہشت کی طرف لیجائے اور اُنکو داخل جنّت کرے پس علیؑ ہی کے سبب سے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور علیؑ ہی کے سبب سے لوگ جہنم میں جائینگے - جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا - کہ یا رسول اللہ یہ امر کیونکر ہے اور اسکا سبب کیا ہے - آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ کی محبت کے سبب سے اُنکے محب داخل جنّت ہونگے اور علیؑ کی دشمنی کے سبب سے اُن کے مبغض اور دشمن داخل جہنم ہونگے اور عذاب پائیں گے - **مقولہ مؤلف**

حضرات ناظرین اسی وجہ سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو قسیم الجنۃ و النار کہا جاتا ہے اور ہم غلامان علیؑ کا تو یہ حال ہے جو اس قطعہ میں احقر نے گزارش کیا ہے - **لمولفہ**

اگر ولائے علیؑ موجب جحیم بود مگرچہ خوف سقرآں غلام را باشد	مرا جحیم بہ از جنّت النعیم بود کہ بہر نار و جناں سیدش قسیم بود

واللہ در من قال - علیؑ حبہ جُنہ + قسیم النار و الجنہ + وصی مصطفی حقا + امام الانس و الجنہ

علیؑ کے دشمنوں کے واسطے خدا نے دوزخ کو پیدا کیا ہے اگر سب لوگ محبت علیؑ پر جمع ہو جاتے تو خدا دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا - دیکھو مودۃ القربیٰ کے مودۃ سادسہ میں ہے - عمر بن الخطاب رفعہ لو اجتمع الناس علی حُب

علی بن ابیطالب لما خلق اللہ النار یعنی حضرت عمر خطاب روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر تمام لوگ محبتِ علی پر جمع ہو جاتے یعنی سب محب علی کے ہوتے تو خدا تعالیٰ دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا۔

وایضاً فی المودۃ السادسۃ من کتاب مودۃ القربیٰ۔ عبد اللہ بن سلام قال قلت یا رسول اللہ اخبرنی عن لواء الحمد ما صفتہ قال علیہ السلام طولہ مسیرۃ الف عام سنانہ یاقوتۃ حمراء قبضتہ لؤلؤ بیضاء وسطہ زمردۃ خضراء لہ ثلث ذوایب ذوابۃ بالمشرق وذوابۃ بالمغرب والثالث فی الوسط مکتوب علیہا ثلاثۃ اسطر السطر الاوّل بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والسطر الثانی۔ الحمد للہ رب العالمین والسطر الثالث لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ طول کل سطر مسیرۃ الف یوم قال صدقت یا رسول اللہ فمن یحمل ذلک قال یحملہا الذی یحمل لوای فی الدنیا علیؑ بن ابیطالب ومن کتب اللہ علیہ اسمہ قبل ان یخلق السموات والارض قال صدقت یا رسول اللہ فمن یستظل تحت لوائک قال المومنون اولیاء اللہ وشیعۃ الحق وشیعتی ومحبی وشیعۃ علی ومحبوہ والنصارہ فطوبیٰ لہم وحسن مآب۔ والویل لمن کذبنی فی علی اوکذب علیاً فی اونازعہ فی مقامہ الذی اقامہ اللہ فیہ۔ عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ لوائے حمد کا کچھ حال بیان فرمائے حضرت نے فرمایا کہ طول اُسکا ہزار سال کی راہ ہوگا اُسکی چھڑ یاقوت سُرخ کی ہوگی اور قبضہ پر موتی سفید لگے ہوئے ہونگے۔ اور بیچ میں زمرد سبز جڑا ہوا ہوگا۔ اور تین پرچم اُسپر ہونگے ایک مشرقی دوسرا مغربی تیسرا وسط میں اور اُنپر تین سطریں لکھی ہوئی ہونگی۔ سطر اول بسم اللہ الرحمن الرحیم سطر دوم الحمد للہ رب العالمین۔ سطر سوم۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ طول ہر ایک سطر کا ہزاروں برس کی راہ ہوگا۔ عبد اللہ بن سلام نے سُنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیشک آپنے درست فرمایا اب یہ فرمائے کہ اس لوا کا حامل کون ہوگا حضرت نے فرمایا کہ اُس علم کا اُٹھانے والا وہی ہوگا جو دارِ دنیا میں میرا علمبردار ہے۔ یعنی علیؑ ابن ابیطالب جسکا نام اُس علم پر قبل از آفرینشِ آسمان و زمین لکھا گیا ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے عرض کیا بیشک صحیح فرمایا آپ نے یا رسول اللہ اب یہ فرمائے کہ اُس علم کے سایہ میں کون لوگ ہونگے حضرت نے فرمایا کہ تمام مومنین اور دوستان خدا اور شیعانِ حق اور میرے شیعہ اور علیؑ کے شیعہ اور اُسکے انصار اور دوست بس طوبیٰ اور حسن بازگشت اُنکے لئے ہے۔ اور ویل اور افسوس ہے اُنکے لئے جو تکذیب کریں میرے علیؑ کی بابت اور علیؑ کی تکذیب کریں میری بابت یا جو شخص جھگڑا اور نزاع کرینگے علیؑ سے اُس مقام اور منزلت اور رتبہ کے بارہ میں جو خدا تعالےٰ نے علیؑ کے واسطے معین اور مقرر فرمایا ہے۔ **مقولہ مؤلف** حضرات ناظرین اس حدیث شریف کو جو بطریق اہل سنت منقول ہے ذرا غور سے سمجھنا۔ بالخصوص فقرۂ آخر کو اگر غور سے سوچو تو اسی سے وضوح حق ممکن ہے۔ دالھمد انہ امر من للہ

جناب امام رضا علیہ الصلواۃ والسلام نے جو ماموں عباسی کی مجلس میں بمقام مرو اُس موقع پر کہ جب بہت سے علما و محدثین و فقہا سنیین عراق و خراسان کے اُسکی مجلس میں مجتمع تھے بارہ ۱۲ آیتیں قرآن شریف کی اہلبیتِ طاہرین کے فضل اور بزرگی کے بارہ میں بیان فرمائی ہیں ہم انشاء اللہ انکو بارھویں باب میں درج کرینگے۔ منجملہ اُن بارہ آیتوں کے ایک ایک یہ آیہ موصوفہ مذکورہ بالا بھی ہے۔ اِس آیت کے بارہ میں جناب امام ہمام علی ابن موسیٰ الرضا علیہما السلام نے اسطرح ارشاد فرمایا ہے۔ اما الایۃ السابعۃ فقول اللہ تبارک وتعالی۔ اِنَّ اللہ وملایکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلّموا تسلیماً۔ وقد علم المعاندون منہم انہ لما نزلت ھذہ الایۃ قیل یارسول اللہ قد عرفنا التسلیم علیک فکیف الصلواۃ علیک فقال تقولون اللھم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید فھل بینکم معاشر الناس فی ھذ اخلاف قالوا لا۔ قال المامون ھذ امما لاخلاف فیہ اصلا و علیہ اجماع الامۃ فھل عندک فی آلال شئ اوضح من ھذا فی القران فقال ابوالحسن علیہ السلام نعم اخبرونی عن قول اللہ تعالی یٰسٓ والقران الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم فمن عنی بقولہ یاسین قالت العلماء یاسین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یشک فیہ احدٌ قال ابوالحسن علیہ السلام فان اللہ تعالی اعطی محمد او آل محمد من ذلک فضلاً لا یبلغ احد کنہہ وصفہ اِلّا من عقلہ و ذلک ان اللہ عزوجل لم یسلم علی احد الّا علی الانبیاء صلواۃ اللہ علیہم فقال تبارک وتعالی سلام علی نوح فی العالمین وقال سلام علی ابراھیم۔ وقال سلام علی موسی وھارون ولم یقل سلام علی آل نوح ولم یقل سلام علی آل ابراھیم ولم یقل سلام علی آل موسی وھارون وقال سلام علی آل یاسین یعنی آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ۔ فقال المامون قد علمت ان فی معدن النبوۃ شرح ھذا وبیانہ

ترجمہ یعنی ساتویں آیت یہ ہے کہ جناب باری تعالیٰ شانہ فرماتا ہے۔ ان اللہ وملایکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلّموا تسلیما۔ تحقیق ہمارے دشمن بھی اِسکا انکار نہیں کرسکتے اور اِس امر کو خوب جانتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمنے آپ پر تسلیم کرنے کو تو جان لیا مگر ہم آپ پر صلواۃ کیونکر پڑھیں جناب رسول اللہ نے فرمایا کہو اللھم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید۔ یہ کہکر حضرت نے علما و محدثین و فقہا سنیین حاضرین کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ کیوں اے لوگو اِس امر میں کسی کو خلاف ہے سب حاضرین علما و محدثین اہلسنت نے متفق اللفظ کہا کہ ہرگز نہیں کسی شخص کو اختلاف نہیں ہے ماموں نے کہا کہ بیشک اِس امر کا کوئی مخالف اور منکر نہیں ہے بلکہ اسپر تمام امت کا اجماع ہے آپ یہ فرمائے کہ اِس سے واضح تر بھی کوئی مضمون آل محمد کی شان میں قرآن شریف میں ہے۔ حضرت امام

ازدو مری ساتویں آیت کی احوال میں بحضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام

علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں ہے۔ پھر اُس جناب نے تمام علماء و محدثین حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ لوگو یہ بتاؤ
کہ خدا تعالیٰ جو قرآن شریف میں فرماتا ہے یاسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم
تو اس آیت میں خدا تعالیٰ نے یاسین سے کون مراد رکھا ہے سب علماء نے بالاتفاق کہا کہ یاسین جناب محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام ہے اس میں کسی شخص کو شک نہیں ہے تب جناب ابوالحسن علی بن موسی الرضا صلواۃ اللہ وسلامہ
علیہ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے محمدؐ اور آلِ محمدؐ کو ایسی بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی ہے کہ اس فضیلت کی کنہہ کو سوائے
صاحبِ عقل سلیم کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا اور وہ یہ ہے دیکھو کہ جناب حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے سوائے انبیاء کے اور کسی پر
سلام نہیں بھیجا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ سلام علی نوح فی العالمین وسلام علیٰ ابراھیم وسلام علیٰ
موسی وھارون۔ خیال کرو کہ خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ سلام علیٰ آل نوح۔ یا سلام علیٰ آل ابراھیم اور یہ
نہیں فرمایا سلام علیٰ آل موسی وھارون۔ لیکن خدا نے یہ فرمایا ہے سلام علیٰ آل یاسین یعنی علیٰ آلِ محمدؐ
مامون خلیفہ عباسی نے کہا کہ بیشک ہم نے جان لیا کہ ایسے یواقیت ثمینہ و مضامین بتینہ معدن نبوت ہی سے نکل سکتے ہیں
انتہی بقدر الحاجۃ۔ شیخ سلیمان قندوزی بلخی حنفی المذہب نقشبندی المشرب نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں اس
مضمون کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ کہ اگر مراد خدائے تعالیٰ کی اس سے الیاس پیغمبر ہوتی تو خدا فرماتا سلام علی الیاس
اور اگر کوئی یہ کہے کہ خدا نے الیاس بصیغہ جمع کہا ہے تو ہم کہیں گے کہ الیاس پیغمبر ایک ہوئے ہیں صیغہ جمع کا ہو نہیں سکتا
اگر بالفرض الیاس تین تو ہوں تو معرف باللام کہنا چاہیے تھا۔ وفی ینابیع المودۃ للشیخ سلیمان الحنفی المتقدم
ذکرہ۔ قال اخرج الحافظ جمال الدین الزرندی عن ابی الطفیل وجعفر بن حبان قالا خطب الحسن
بن علی رضی اللہ عنہما بعد وفات ابیہ۔ قال ایہا الناس انا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن
السراج المنیر وانا ابن الذی ارسل رحمۃ للعالمین وانا ابن الداعی الی اللہ وانا من اھلبیت الذین
اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطہیراً وانا من اھل البیت الذین کان جبرئیل ینزل علیھم
وانا من اھل البیت الذین افترض اللہ مودتھم فقال سبحانہ وتعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا
الا المودۃ فی القربی ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا حسنا واقتراف الحسنۃ مودتنا۔ ولما نزلت
یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما فقالوا یارسول اللہ کیف الصلواۃ علیک فقال قولوا
اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد فحق علی کل مسلم ان یصلی علینا فریضۃ واجبۃ واحل اللہ خمس
الغنیمۃ لنا کما احل لہ وحرم الصدقۃ علینا کما حرم علیہ صلے اللہ علیہ والہ فاخرج جدی
صلے اللہ علیہ والہ یوم المباھلۃ من الانفس ابی ومن البنین انا واخی الحسین ومن النساء
فاطمہ امی فنحن اھلہ ولحمہ ودمہ ونحن منہ وھو منا وھو یاتینا کل یوم عند طلوع الفجر

فیقول الصلوٰۃ یرحمکم اللہ وتلی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا
وقد قال اللہ تعالیٰ افمن کان علی بیّنۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ فجدی صلی اللہ علیہ والہ
علی بینۃ من ربہ وابی الذی یتلوہ وھو شاھد منہ - وامر اللہ رسولہ ان یبلغ سورۃ البراۃ
فی موسم الحج وقال جدی صلی اللہ علیہ والہ حین قضے بینہ وبین اخیہ جعفر ومولاہ زید
فی ابنۃ عمہ حمزہ اما انت یا علی فمنی وانا منک وانت ولی کل مومن بعدی فکان ابی اولھم
ایمانا فھو سابق السابقین وفضل اللہ السابقین علی المتاخرین کذلک فضل سابق السابقین
علی السابقین وذلک انہ لم یسبقہ الی الایمان احد غیر جدتنا خدیجہ علیھا سلام اللہ جل
وعلا - وان اللہ عزوجل بمنہ وبرحمتہ فرض علیکم الفرائض لا لحاجۃ منہ الیھا بل برحمتہ
منہ لا الہ الا ھو لیمیز الخبیث من الطیب ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم
ولتسابقوا الی رحمتہ ولتعاضلوا منازلکم فی جنتہ - حافظ جمال الدین زرندی جو کہ محدثین اہل سنت سے
ہیں ابو طفیل وجعفر بن حبان سے روایت کرتے ہیں کہا اُن دونوں نے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی وفات
کے بعد جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور یوں بیان فرمایا کہ اے لوگو میں ہوں بیٹا بشیر کا میں ہوں
بیٹا نذیر کا میں ہوں بیٹا چراغ روشن کا میں ہوں بیٹا اُسکا جسکو خدا تعالیٰ نے تمام جہان پر رحمۃ للعالمین
کر کے مبعوث فرمایا ہے - میں ہوں بیٹا اُسکا جو راہِ خدا کی طرف بُلانیوالا ہے - اور میں ہوں اُس اہلبیت میں سے
جنسے خدائے پاک نے تمام رجس اور گناہوں اور ہر طرح کی بُرائیوں کو دُور کیا ہے - اور میں ہوں اُس اہلبیت میں سے
جنپر جبرئیل امین نازل ہوتے تھے - اور میں ہوں اُس اہلبیت میں سے جنکی محبت اور مودت کو جناب احکم الحاکمین
تعالیٰ شانہ نے تمام بندوں پر فرض کر دیا ہے اور فرمایا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا حسنا - یعنی کہہ اے محمدؐ لوگوں سے کہ میں تمسے پیغمبری کی اجرت کچھ نہیں مانگتا
مگر صرف اسقدر چاہتا ہوں کہ تم لوگ میری اہلبیت سے محبت اور مودت رکھو اور جو شخص نیکی کو حاصل کریگا
ہم اُسکی نیکی کو زیادہ کرینگے الخ - پس حاصل کرنا نیکی کا ہماری مودت کا اختیار کرنا ہے اور جب آیہ ان اللہ وملائکتہ
یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً نازل ہوا تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ہم آپ پر کسطرح صلوٰۃ پڑھیں حضرت نے فرمایا کہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد پس ہر مسلمان پر ہمارا یہ
حق ہے کہ ہمپر صلوٰۃ پڑھے از روئے فرض اور وجوب کے یعنی ہر مسلمان پر خدا نے واجب کر دیا ہے کہ ہمپر درود بھیجے
اور خدائے تعالیٰ نے ہمارے لئے خمس کو حلال کیا جسطرح اپنے حبیب رسول اللہ کے لئے خمس کو حلال کیا - اور ہمپر
خدا نے صدقہ حرام کیا جس طرح رسول اللہ پر صدقہ حرام کیا - اور میرے نانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروز مباہلہ

میرے باپ علیؑ ابن ابیطالب کو بمنزلہ اپنے نفسِ مبارک کے مقرر فرماکر اپنے ہمراہ لیا اور مجھکو اور میرے بھائی حسینؑ کو بیٹوں میں لیا اور میری ماں فاطمہ زہراؑ کو نساء میں سے ساتھ لیا۔ پس ہم رسول اللہ کے اہل اور اُن کے گوشت اور اُن کے خون ہیں ہم اُن سے ہیں وہ ہم سے ہیں۔ اور میرے نانا رسول اللہ ہر روز بوقتِ طلوعِ سحر ہمارے دروازہ پر تشریف لاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ الصلوٰۃ یرحمکم اللہ پھر آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اور تحقیق خدائے تعالیٰ نے فرمایا افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ۔ پس میرے نانا رسول اللہ خدا کی جانب سے بینہ پر ہیں اور میرے باپ علیؑ ابن ابیطالب اُن کے شاہد ہیں اور خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول کو حکم دیا کہ میرے باپ علیؑ ابن ابیطالب کو سورہ براۃ دیکر موسم حج میں بجانب مکہ معظمہ روانہ کریں اور وہ حضرت احکام سورہ براۃ کے پہنچائیں۔ اور میرے نانا رسول اللہ نے جب میرے باپ علیؑ اور میرے چچا جعفر اور اپنے غلام زید کے درمیان دربارہ دختر حمزہ حکم دیا تب میرے والد بزرگوار حیدر کرار سے فرمایا کہ اے علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور تو ہے ولی اور مالک ہر مومن کا میرے بعد پس میرے باپ علیؑ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں اور وہ سابق ہیں کل سابقین سے اور خدا نے سابقین کو متاخرین پر فضیلت دی ہے اور جو سب سے سابق ہے وہ دیگر سابقین سے عنداللہ افضل ہے اسلئے کہ اُنسے پہلے ایمان کی طرف ہماری نانی خدیجہ سلام اللہ علیہا کے سوا کسی نے سبقت نہیں کی۔ اصحاب سنن ابن ابی شیبہ و ترمذی و حاکم وغیرہ محدثین اہل سنت نے بکمال صحت حدیثیں اس مضمون کی روایت کی ہیں کہ جب آیہ موصوفہ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمنے آپ پر سلام کا طریقہ تو معلوم کر لیا ہے مگر ہم نماز میں آپ پر صلوٰۃ کیونکر پڑھیں فرمایا کہو اللھم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و آل ابراھیم۔ اور مواہب لدنیہ میں بھی اسی طرح ہے اور صواعق میں منقول ہے کہ فرمایا حضرت نے لا تصلوا علی الصلوٰۃ البتیرا[1] فقالوا وما الصلوٰۃ البتیرا قال یقولون اللھم صل علی محمد و تمسکون بل قولوا اللھم صل علی محمد و آل محمد انتہیٰ یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ مجھپر صلوٰۃ بتیرانہ پڑھو۔ لوگوں نے پوچھا صلوٰۃ بتیرا سے کیا مراد ہے۔ فرمایا ایسا مت کرو کہ صرف اللھم صل علی محمد کہکر چپ ہو جاؤ بلکہ کہو۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ اس سے جناب محبوب خدا محمد مصطفےٰ اور انکے اہلبیت صفیا پر

[1] حضرات ناظرین مقام غور و تامل ہے خیال کرو کہ جناب رسولخدا نے صلوٰۃ بتیرا سے منع فرمایا ہے یعنی بدون ذکر آل و ضم اہلبیت رسول رب متعال صلوٰۃ کا پڑھنا ناجائز بتایا ہے۔ مگر حضرات اہلسنت نے برخلاف حکم رسول اپنا دآب یہی مقرر کر لیا ہے کہ آل رسول کو صلوٰۃ میں شامل نہیں کرتے زبان سے کہتے ہیں اور قلم سے لکھتے ہیں آنحضرت کے نام پر صرف صلے اللہ علیہ وسلم کہیں گے اور لکھیں گے آل کا لفظ نہ انکی زبان پر نکلیگا اور نہ قلم سے اب دیکھو اور سوچو کہ اُن حضرات کی اس صلوٰۃ کے پڑھنے سے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کیونکر خوشنود اور رضامند ہونگے لیکن جو اہلسنت صاحبان انصاف ہیں وہ اس امر سے بری ہیں دیکھو شیخ سلیمان قندوزی حنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں فمن قال اللھم صل علی حمزۃ او علی علی او علی غیرھما او قال صلوٰۃ اللہ علیہ او قال صلے اللہ علیہ او سلام اللہ علیہ او علیہم السلام بالافراد او بالجمع فقد اتبع اللہ و رسولہ اتباعاً کاملاً مع ان صلے اللہ علیہ وسلم امر امتہ ان یضم آلہ عند التصلیۃ لہ فی التشھد فی الصلوٰۃ و نہاھم عن الصلوٰۃ البتیراء فمن الکمال عائدہ للنبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بضم آلہ فقد استحصل کمال رضا اللہ و رضاء رسولہ و اجزل اللہ اجرہ لان صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم منھم وھم منہ بل نیل محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ادخل نفسہ الکریمۃ المبارکۃ فی الآل۔ انتہیٰ ۱۲

درود پڑھنے کا وجوب ظاہر و ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بدون ذکر آل رسول درود پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔ اور محمد و آل محمد پر درود پڑھنے کے اجر اور ثواب بے انتہا اور بیحساب ہیں۔ منجملہ اُن کے یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے وصایا میں جناب سید الاوصیا علی مرتضے علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی جو شخص مجھپر ہر روز یا ہر شب درود بھیجے اُسکی شفاعت کرنا مجھپر واجب ہے۔ اخرج الدیلمی انہ قال الدعاء محجوب حتی یصلے علی محمد و اھل بیتہ اللھم صل علی محمد و آلہ۔ دیلمی جو علما اہل سنت میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ دُعا قبول نہیں ہوتی اور قبولیت سے محجوب اور مستور رہتی ہے جب تک محمد اور آل محمد پر دُعا کرنے والا درود نہ پڑھے۔ اسطرح کہ اللھم صل علی محمد و آلہ کتاب انیس العارفین میں واحد بن زید کی زبانی لکھا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں بیت اللہ کو جارہا تھا کہ ایک شخص میرے ہمراہ ہولیا وہ ہر حالت میں اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سونے کے وقت اور بیدار ہونے کے وقت غرض ہر حالت میں اور ہر وقت درود پڑھے جاتا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ اے شیخ سوائے درود کے تو اور بھی کوئی وظیفہ جانتا ہے یا نہیں ہمیشہ رات دن ہر وقت جو تو درود پڑھتا رہتا ہے اور سوا اسکے اور کوئی وظیفہ نہیں پڑھتا اسکا کیا سبب ہے اُس نے کہا اور بھی وظائف میں جانتا ہوں لیکن چونکہ درود کے پڑھنے سے میں ایک عظیم الشان امر کو خود دیکھ چکا ہوں اسلئے میں نے اور سب وظایف چھوڑ دئے ہیں صرف درود ہی کے پڑھنے میں مشغول رہتا ہوں میں نے اُس سے کہا کہ اُس امر عظیم سے جسکو تم خود دیکھ چکے ہو مجھکو بھی مطلع کرو اُس نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ مکہ معظمہ کو جارہا تھا کہ اثنائے سفر میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھ سے کہتا ہے کہ اے بندہ خدا اُٹھ کھڑا ہو کہ تیرا باپ مرگیا ہے اور مُنہہ اُسکا سیاہ ہوگیا ہے یہ سُنکر میں خواب سے بیدار ہوا اور چراغ روشن کیا اور اپنے باپ کے چہرہ کو دیکھا تو فی الحقیقت وہ مرگیا تھا اور مُنہہ اُسکا سیاہ ہوگیا تھا یہ حادثہ دیکھکر میں بہت رویا اور اپنے دل میں کہا کہ بڑی رسوائی اور ذلت ہوئی میں اس امر کو کیونکر پوشیدہ کروں لوگ صبح کو جب میرے باپ کو غسل دینگے تو اُسکا چہرہ دیکھکر کیا کہیں گے۔ پھر میں نے اُسکے مُنہہ پر ایک چادر ڈالدی پھر مجھپر نیند کا غلبہ ہوا میں پھر سوگیا اور خواب میں دیکھا کہ چار شخص نہایت قبیح المنظر اور بدصورت میرے باپ کے قریب گئے اور اُنہوں نے ارادہ کیا کہ اُسکو عذاب دیں اور آگ کے ہتھوڑوں سے اُسکو ماریں اس اثنا میں ایک بزرگوار نہایت حسین اور خوبصورت سبز لباس پہنے ہوئے آیا اُنکا تشریف لانا تھا کہ اُنکے چہرہ نورانی کے نور سے دور دور تک روشنی پھیل گئی اور اُن کے بدن اطہر کی خوشبو سے تمام در و دیوار معطر ہوگئے وہ بزرگوار میرے باپ کے سرھانے تشریف لیگئے اور اُسکے مُنہہ پر سے چادر اُٹھا کر اُسکے چہرہ پر دست مبارک پھیرا فوراً اُسی وقت میرے باپ کا چہرہ مثل چاند کے روشن ہوگیا وہ سیاہی بالکل کافور اور تیرگی دور ہوگئی۔ پھر اُنہوں نے میرے باپ سے فرمایا کہ اب تو کچھ رنج اور خوف نہ کر کہ ہم اپنے محبوں کو ضایع نہیں کرتے یہ فرماکر قصد مراجعت کیا میں اُن کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا کہ اے دور کرنے والے غموں اور سختیوں کے میں آپ کے اسم مبارک سے مطلع

حکایت واحد بن زید منقول از انیس العارفین از عمدۃ البیان۔

نہیں ہوں اُس جناب نے فرمایا میں خاتم الانبیاء محمد بن عبداللہ ہوں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے باپ کا چہرہ کیوں سیاہ ہوگیا تھا فرمایا کہ تیرا باپ علماء دین سے نفرت اور اعراض کیا کرتا تھا اور جب وہ کوئی امر حق اُسکے سامنے بیان کرتے تھے تو یہ اُنسے نزاع اور جھگڑا کیا کرتا تھا پس علماء و صلحاء کے ساتھ عداوت رکھنے اور حسد اور نزاع کرنے کے سبب سے اُس کو یہ سزا ملی تھی کہ مُنہہ اُسکا سیاہ ہوگیا تھا میں نے عرض کیا پھر آپ نے کسواسطے اُسکو عذاب سے نجات دی فرمایا کہ تیرا باپ ہمیشہ مجھپر اور میرے اہلبیت پر درود بھیجتا تھا اُسکی نجات کا سبب یہی ہوا ہے جب مجھکو اُسکے حال سے اطلاع ہوئی تو میں آیا اور اُسکو نجات دی اور قیامت کے دن میں اُسکی شفاعت کرونگا۔ یہ ارشاد حضرت کا سُنکر میں خواب سے بیدار ہوا اور اپنے باپ کے چہرہ پر سے چادر اُٹھاکر اُسکا مُنہہ دیکھا تو فی الحقیقت نہایت روشن اور سفید سُرخ تھا سیاہی بالکل دور ہوگئی تھی۔ درود پڑھنے کی اِس عظمت کو معلوم کر کے میں نے کُل وظائف ترک کردے صرف درود پڑھنے میں مشغول رہتا ہوں۔ انتہی۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں اور بخاری نے چھٹے جزو میں مسلم نے اپنی صحیح میں روایات لکھی ہیں جن سب کا مضمون یہ ہے کہ جب آیۂ شریفہ موصوفہ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کس طرح ہم آپ پر صلوٰۃ بھیجیں فرمایا کہو۔ اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید و بارک علیٰ محمد و آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید۔ غرض مضمون مذکور مابین الفریقین بطریق متواتر منقول و ماثور ہے کسی کو اِس سے انکار نہیں۔ اور اقل مایجزی اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد یا صلے اللہ علیٰ محمد و آل محمد اور مقصود کما صلیت سے محض تشبیہ صلوٰۃ میں ہے نہ مرتبہ میں یا یہ کہ خود آنحضرت آل ابراہیم میں ہیں تو صلوٰۃ سابقہ ذریعہ ہو صلوٰۃ لاحقہ کے لیے۔ اخبارات صحیحہ اِس امر پر دال ہیں کہ جب نام آنحضرت کا آئے تو صلوٰۃ بھیجنی ہر قایل اور سامع پر واجب ہے اور یہی تمام علما کے نزدیک احوط ہے۔ کتاب مجالس میں محمد بن علی بن الحسین نے بسند خود روایت کی ہے کہ فرمایا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود سے کہ چند ملائکہ اِس امر پر متعین ہیں کہ جو شخص میری اُمت میں سے مجھپر صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے وہ مجھ تک پہنچادیتے ہیں۔ حسن بن محمد بن حسن الطوسی نے امالی میں روایت کی ہے کہ فرمایا جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے کہ ارشاد فرمایا جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین نے کہ تمام روئے زمین میں جہاں کوئی بندہ مجھپر صلوٰۃ پڑھے ملائکہ اُسکی صلوٰۃ مجھ تک پہنچاتے ہیں اور جو کوئی میری قبر کے پاس آکر مجھپر صلوٰۃ و سلام کہے وہ میں خود سُنتا ہوں نیز دلیل عقلی جو احادیث سے استنباط کر کے وجوب صلوٰۃ پر قایم کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جناب سید کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ الھداۃ مابین خالق اور مخلوقات و تمام موجودات کے وسیلہ اور واسطہ ہیں پس جو فیض مبدءِ فیاض سے پہنچتا ہے اور ہر جو رحمت رحیم مطلق و رحمان برحق کی طرف سے نازل ہوتی ہے اوّل وہ رحمت جناب رسول اللہ

پرنازل ہوتی ہے بعد ہیں بوسیلہ جمیلہ پیغمبر رحمۃ للعالمین تمام خلقت پر وہ رحمت تقسیم ہوجاتی ہے۔ پس رسول اللہ پر صلوٰۃ
بھیجنا استدعا رحمت ہے معدن رحمت سے قابل رحمت کی طرف اور طلب فیض ہے اُسکے مقسم کی طرف سے تاکہ
تمام خلقت پر رحمت تقسیم ہو۔ پس جب ہمنے کہا اللھم صل علی محمد وآل محمد تو چونکہ ہم اس امر کی قابلیت نہیں رکھتے
کہ بلاواسطہ رحمت الٰہی کو پاسکیں اسلئے جو رحمت نازل ہوتی ہے وہ محمدؐ اور آل محمدؐ پر نازل ہوتی ہے۔ پھر انکی برکت
سے تمام مخلوقات کو رحمت باری سے حصہ ملتا ہے۔ تو جب ہم محمدؐ اور آل محمدؐ پر درود پڑھتے ہیں تو گویا اپنے واسطے طلب رحمت
کرتے ہیں۔ پس محمدؐ اور آل محمدؐ پر درود پڑھنا افضل ترین اعمال حسنہ ہے۔ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھپر ایک
دفعہ درود پڑھے میں اُسکے لئے دس دفعہ طلب آمرزش کرتا ہوں۔ غرض اسمیں کچھ شک نہیں کہ مداومت درود شریف کی
کفارہ ذنوب وسیات کے لئے حکم اکسیر کا رکھتی ہے۔ مگر ہر عمل کے لئے صحت اعتقادات شرط ہے۔ لان السلوک
علے غیر منہج الرشد لا یزید سالکہ الا بعدا۔ مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے صحت نماز کے لئے
درود پڑھنے کو شرط مانا ہے اور شافعی کے اس قول سے اُسکے اصحاب میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ بلکہ صاحب
مواہب لدنیہ کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے بھی بعض نے آل محمدؐ پر درود پڑھنے کو واجب جانا ہے اور احادیث
نبویہ واخبار مصطفویہ سے ثابت ہے کہ آخر تشہد میں آل رسول پر درود کا پڑھنا واجب ہے جیسا کہ قول شافعی کا ہے۔
حضرات مومنین فی الحقیقت یہ بہت بڑی اعلیٰ درجہ کی بزرگی محمدؐ اور آل محمدؐ کے واسطے ثابت اور متحقق ہے کیونکہ خدا تعالیٰ
نے سوائے محمدؐ اور آل محمدؐ کے اور کسی بشر یا فرشتہ کے واسطے درود کا پڑھنا واجب نہیں کیا۔ یہ بزرگی خاص محمدؐ اور
آل محمدؐ ہی کو عطا فرمائی ہے۔ حضرات مومنین بروایت صاحب جامع الاخبار یہ درود اسرار آل محمدؐ میں سے ہے۔
اللھم صل علی محمد وآل محمد فی الاولین وصل علی محمد وآل محمد فی الآخرین وصل علی محمد وآل
محمد فی الملاء الاعلیٰ وصل علی محمد وآل محمد فی المرسلین اللھم اعط محمد الوسیلۃ والشرف
والفضیلۃ والدرجۃ الکبیرۃ۔ اللھم انی امنت بمحمد وآلہ فلا تحرمنی یوم القیامۃ رویتہ
وارزقنی صحبتہ وتوفنی علی ملتہ واسقنی من حوضہ شربا رویا سایغا ھنیئا لا اظماء بعدہ
ابدا انک علی کل شیء قدیر اللھم انی امنت بمحمد ولم ارہ فعرفنی فی الجنان وجہہ اللھم
بلغ روح محمد عنی تحیۃ کثیرۃ وسلاما کثیرا۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے انہ قال رسول اللہ جاءنی
جبرئیل فقال ان ربک یقول اما یرضیک یا محمد ان لا یصلی علیک احد من امتک الا صلیت
علیہ عشرا ولا یسلم علیک احد من امتک الا سلمت علیہ عشرا۔ اس حدیث کے مضمون
کو میرے مہربان اور محسن جناب خلیفہ سید محمد محسن منین احسن اللہ الیہ نے یوں نظم کیا ہے۔ رباعی

براحمدؐ وآل او زداور صلواۃ	اک بار جو بھیجے کوئی اُنپر صلواۃ

منقول ہے اے مئتیں کہ اُسپر دس بار ۔۔۔ خود بھیجتا ہے خالقِ اکبر صلوٰۃ

ایضاً فی معالم التنزیل عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان اولی الناس فی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلوٰۃ تفسیر معالم التنزیل بغوی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ بہترین مردم بروزِ قیامت وہ لوگ ہونگے جو مجھپر درود زیادہ پڑھیں گے۔ تفسیر دُرِ منثور میں ماثور ہے کہ جب یہ روایت نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ نے تہنیت اور مبارکباد دینی شروع کی۔ اُبی بن کعب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس سے پہلے جو کچھ خدائے پاک نے قرآن میں آپ کے بارہ میں نازل کیا اُسمیں ہم لوگوں کو بھی شریک کیا لیکن یہ آیت بالخصوص آپ اور آپ کے اہلبیت کے ساتھ مخصوص ہے۔

مقولہ مؤلف۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ فضیلت اور بزرگی محمدؐ اور آل محمدؐ کے لئے خصوصیت کے ساتھ ایسی ہے کہ ایسی فضیلت تمام خاصانِ خدا و جمیع ملائکہ و انبیا میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی اس فضیلت سے تفضیل اور تکریم اور بزرگی و اشرفیت و اولویت محمدؐ اور آل محمدؐ کی کل انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین پر ظاہر و ہویدا ہے اور کوئی شخص اہلِ اسلام میں سے اُن حضرات کی اس اشرفیت باہرہ و فضیلت زاہرہ کا انکار نہیں کر سکتا۔ دیکھو شافعی امام اہلسنت نے کیا خوف واقعی مضمون کہا ہے ؎

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم ۔۔۔ فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظیم الفخر انکم ۔۔۔ من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ

یعنی اے اہلبیت رسول تمہاری محبت اور دوستی خدائے علیم نے اپنی کتاب کریم میں ہر شخص پر فرض کر دی ہے یعنی بقولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الخ تمہارے لئے یہ فخر کافی ہے کہ جو شخص نماز میں تمہارے اوپر درود نہ پڑھے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اُسکی نماز ہی مقبول نہیں ہو سکتی۔ گویا اُس نے نماز ہی نہیں پڑھی نیز شافعی امام اہلسنت جناب سید الشہدا فرزند مصطفےٰ صلوٰاۃ اللہ علیہما و ذریتہما کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

فہی کبدی من حزن آل محمد ۔۔۔ ومن زفرات مالھن طبیب

آل محمدؐ کے مصائب سے میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور اس مصیبت میں میری آہ وزاری کے کم کرنے یا دور کرنے کے لئے کوئی طبیب اور معالج نہیں۔

فمن مبلغ عنی الحسین رسالۃ ۔۔۔ وان کرھتھا انفس وقلوب

پس کون ایسا شخص ہے جو جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ اے آقا میں آپ کی محبت میں والہ اور سرگرداں اور آپ کی مصیبت میں بیمار ہوں۔ اگرچہ میرے اس پیغام کو طرفداران یزید عنید و اعوان ابن زیاد بدنہاد بُرا جانیں۔ مجھکو اُن کے بُرا جاننے کی کچھ پرواہ نہیں۔

قتیل بلا جرم کان قمیصہ
صبیغ بماء الارجوان خضیب

ظالموں نے حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ کو بلا جرم و خطا قتل کیا اور اُنکے لباس کو اُنکے خون سے ارغوانی کر دیا۔

فللسیف اعوال وللرمح رنۃ
وللخیل من بعد الصہیل نحیب

امام حسین علیہ السلام کی مصیبت ایسی مصیبت ہے کہ اسمیں تلواریں اور نیزے اور گھوڑے بھی رو رہے ہیں

تزلزلت الدنیا لآل محمد
فکادت لہا صم الجبال تذوب

آل محمدؐ کی مصیبت وہ مصیبت عظمیٰ ہے کہ جس داہیہ کبریٰ کے واقع ہونے سے تمام دُنیا متزلزل ہوگی اور قریب ہوگا کہ پہاڑ گداختہ ہو کر بہ جائیں۔

وغابت نجوم واقشعرت کواکب
وہتک استار وشق جیوب

یہ مصیبت ایسی عظیم ہے کہ اسکے سبب سے ستاروں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہ کانپ کانپ کر چھپ گئے اور اس مصیبت میں بہت سے استار کا ہتک ہوا اور بہت سے دامن اور گریبان چاک ہوئے۔

یصلی علی المہدی من آل ہاشم
ویغزی بنوہ ان ذا لعجیب

کمال تعجب کی یہ بات ہے کہ جناب محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو بحکم الٰہی درود پڑھا جائے اور اُنکی اولاد سے وہ ظالم جو امتِ محمدی میں ہونے کا دعوےٰ کرتے ہوں بسیف سنان پیش آئیں اور آلِ رسول کو بڑے ظلم اور جور سے قتل کریں۔ کتاب المنتخب میں منقول ہے کہ ایک دن جناب امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی جناب امام حسن علیہ السلام کو دیکھکر رونے لگے امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ یا اباعبداللہ کیوں روتے ہو سیدالشہداؑ نے کہا کہ میں اُس مصیبت کو یاد کر کے روتا ہوں جو آپ پر واقع ہونے والی ہے۔ جناب امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو ظالم زہر سے شہید کرینگے۔ لیکن یا حسینؑ میری شہادت کا دن ایسا نہیں ہے جیسا تمہاری شہادت کا دن مصیبت ناک ہوگا تمکو تیس ہزار آدمی گھیر لیں گے اور اُن سب ملاعنہ کو ہمارے نانا کی امت میں سے ہونیکا دعویٰ ہوگا وہ اشقیا تمہارے قتل کرنے اور تمہارے خون کے گرانے پر جمع ہوں گے اور تمہاری ہتکِ حرمت کرینگے اور تمہاری ذریت اور اہلبیت کو لوٹیں گے اور قید کرینگے خدا کی جانب سے اُن ملاعنہ پر لعنت ہوگی۔ اُسوقت آسمان سے خون برسے گا اور ہر ایک شے تمہاری مصیبت میں روئے گی یہانتک وحوش جنگلوں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں۔ **مؤلف** حضرات مومنین جن لوگوں نے مثلاً حضرت ذکریا علیہ السلام کو آرہ سے چیر دیا یا جنہوں نے یحییٰ وجرجیس کو قتل کیا وہ لوگ اُنکو پیغمبر نہ جانتے تھے اور اُنکو نبی نہ مانتے تھے بلکہ وہ لوگ کافر تھے۔ زیادہ تر افسوس اور تعجب کے قابل یہ امر ہے کہ جن لوگوں نے حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ کا مقابلہ بسیف وسناں کیا اور اُنکو بلا جرم وخطا بڑی سختی اور جفا سے قتل کیا پھر اُن کے اہل حرم کو لوٹا اور اسیر

کیا وہ لوگ اپنے گمانِ فاسد وزعم کاسد میں اپنے آپ کو اُس جناب کے جدِ امجد محمد مصطفٰے کی امت میں داخل سمجھتے تھے اور بظاہر اُن کے نانا کا کلمہ پڑھتے تھے

وصال

کافر دلاں کہ سبط نبی را بکیں کُشند
دعوئے دیں کنند و خداوندِ دیں کُشند
قرآں کنند حفظ و بطاہا کُشند تیغ
یاسیں کنند حرز و امامِ مبیں کُشند

باوجود اسکے کہ جناب سیدالشہدا حجتِ خدا نے اُن اشقیا پر کئی دفعہ حجت کو تمام کیا اور بہت کچھ وعظ اور نصیحت فرمائی لیکن وہ گمراہ راہِ راست پر نہ آئے۔ منجملہ اُن کلمات ہدایت سمات کے جو اُس ہادیٔ برحق نے اتمام حجت کے لئے فرمائے یہ ارشادات ہیں۔ اُس قومِ جفاکار کو مخاطب کر کے جناب سیدِ ابرار وسبطِ احمد مختار نے فرمایا۔ انشد کم اللہ ہل تعرفونی قالوا نعم انت ابن رسول اللہ وسبطہ۔ یعنی اے اہل کوفہ وشام میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں آیا تم مجھکو پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ اُن ملاعنہ نے کہا کہ ہاں ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ رسول اللہ کے فرزند اور اُن کے نواسہ ہیں۔ قال انشد کم اللہ ہل تعلمون ان جدی رسول اللہ قالوا اللھم نعم۔ فرمایا میں تمکو قسم دیتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ میرے نانا رسول اللہ ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ بیشک ہم اس امر کو جانتے اور مانتے ہیں۔ قال انشد کم اللہ ہل تعلمون ان امی فاطمۃ بنت محمد قالوا اللھم نعم فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ میری ماں فاطمہ زہرا بنتِ رسول خدا ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہاں ہم جانتے ہیں۔ فرمایا انشد کم اللہ ہل تعلمون انّ ابی علیؑ بن ابیطالب قالوا اللھم نعم۔ فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ میرے باپ علیؑ بن ابیطالب ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں۔ قال انشد کم باللہ ہل تعلمون ان جدتی خدیجہ بنت خویلد اول نساء ہذہ الامۃ اسلاماً قالوا اللھم نعم۔ فرمایا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ میری نانی خدیجہ بنت خویلد ہیں جو اس امت میں کل عورتوں سے پہلے ایمان بخدا ورسولؐ لائی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہاں ہم جانتے ہیں۔ قال ہل تعلمون ان سید الشہداء حمزۃ عم ابی قالوا اللھم نعم۔ فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ حمزہ سید الشہدا میرے باپ کے چچا ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہاں ہم جانتے ہیں۔ قال انشد کم اللہ ہل تعلمون ان جعفر الطیار فی الجنۃ عمی قالوا اللھم نعم۔ فرمایا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ جعفر طیار جنکو پروردگار عالم نے دو پر عنایت فرمائے کہ وہ ملائکہ کے ہمراہ جنت میں پرواز کرتے ہیں میرے چچا ہیں اُنہوں نے کہا کہ بیشک ہم جانتے ہیں قال انشد کم اللہ ہل تعلمون ان ہذا سیف رسول اللہ وانا متقلدہ قالوا اللھم نعم فرمایا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ یہ تیغ آبدار جو میرے قبضہ میں ہے جناب رسول مختار کی تلوار ہے اُنہوں نے کہا کہ ہاں ہم جانتے ہیں قال انشد کم اللہ ہل تعلمون ان ہذہ عمامۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ

انا لا لبسہا قالوا اللھم نعم فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ یہ عمامہ جو اپنے سر پر باندھے ہوئے ہوں
یہ عمامہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے اُنہوں نے کہا کہ بیشک درست ہے اور ہم جانتے ہیں۔ قال انشد
کم اللہ ھل تعلمون ان علیاً کان اولھم اسلاماً واکثرھم علماً واعظمھم حلماً وانہ ولی کل
مومن ومومنۃ قالوا اللھم نعم فرمایا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ میرے والد علی علیہ السلام سب سے
سابق الاسلام تھے اور بعد رسول اللہ کے کل خلقت سے زیادہ علم اور حلم والے تھے اور وہ جناب بحکم خدا و رسول بعد رسول اللہ
کے ہر مومن اور مومنہ کے ولی اور مولا ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ بیشک صحیح اور درست ہے اور ہم اِن تمام امور سے واقف اور
ماہر ہیں اور ان سب باتوں کو تسلیم کرتے ہیں تب حضرت سید الشہدا نے فرمایا کہ اگر تم اِن سب امور سے ماہر ہو اور سب باتوں کو
جانتے ہو اور تسلیم کرتے ہو تو پھر کس دلیل سے اور کس وجہ سے تمنے میرے قتل کرنے کو حلال خیال کیا ہے اور میرا خون گرانے
آمادہ اور تیار ہو حالانکہ میرے باپ حیدر کرار بروزِ قیامت حوض کوثر کے ساقی ہونگے وہ حضرت اپنے محبوں کو آبِ کوثر سے
سیراب کرینگے اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے ہٹائیں گے اور میرے والد ماجد کے ہاتھ میں بروزِ محشر لوائے حمد ہوگا جسکے سایہ میں
تمام مومنین امن اور پناہ پائیں گے۔ اُن اشقیا نے اسکے جواب میں کہا کہ ہم ان تمام امور سے بخوبی واقف ہیں۔ اور
ان سب باتوں کو قبول اور تسلیم کرتے ہیں لیکن ہم آپ کو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے تا اینکہ آپ پیاسے ذبح کئے جائیں۔ یہ
سنکر فرزند پیغمبر نے اپنی ریش مبارک کو اپنے دستِ اقدس سے پکڑا اور اُس دن سنِ شریف اُس جناب کا ستاون برس کا
تھا فرمایا جناب سید الشہدا نے کہ یہود پر غضب الٰہی شدید ہوا اسلئے کہ اُنہوں نے عزیر کو فرزند خدا کا قرار دیا اور نصاریٰ پر
غضب خدا شدید ہوا کہ اُنہوں نے مسیح ابن مریم کو بیٹا خدا کا خیال کیا۔ اور مجوس پر غضب خدا شدید ہوا اسلئے کہ اُنہوں نے
آگ کی پرستش کرنی شروع کردی۔ اور اِس گروہ پر غضب الٰہی اسلئے شدید ہوا ہے کہ یہ اشقیا ارادہ کرتے ہیں کہ اپنے نبی
کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کریں۔ سید علی بن طاؤس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سید الشہدا نے یہ خطبہ
پڑھا اور حضرت کی اِس تقریر کو اہلبیت عصمت و طہارت نے سُنا تو حضرت کی بیٹیوں اور بہنوں اور بیبیوں نے اپنے
سروں کو پیٹ لیا اور اپنے رخساروں پر طمانچے مارے اور بآوازِ بلند روئیں یہانتک کہ پردگیانِ عصمت و طہارت کے
رونے کی آواز حضرت کے کان تک پُہنچی جناب سید الشہدا نے حضرت عباس و جناب علی اکبر علیہما السلام سے ارشاد فرمایا
کہ تم جاکر اہلِ حرم کو فی الحال رونے سے منع کرو کیونکہ اُنکو تو میری شہادت کے بعد ہمیشہ گریہ و زاری کرنا ہے۔ یہ فرما کر پھر
حضرت نے اشقیائے کوفہ و شام کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ میں اطاعت یزید عنید کی ہرگز اختیار نہ کروں گا یہانتک
کہ میں پروردگار عالم سے ایسی حالت میں ملاقات کرونگا کہ میری ریش میرے خون سے رنگین ہوگی۔ **مؤلف**
الحق اوس رابط المجاش قوی القلب صادق الوعد موفی العہد کریم الطبع شریف النفس محسن
خلقت شافع امت سید الصابرین قایم کنندہ دین ختم المرسلین نے زبان حقایق ترجمان سے جو کچھ فرمایا دی کر دکھایا

دینِ محمدی کو محکم اور سرسبز اور راہ حق و راست کو واضح اور روشن کردیا یہانتک کہ یزیدیوں اور حسینیوں میں پورا پورا فرق آشکار و ظاہر ہوگیا اور یزید اور اسکے امثال کے کفر میں کسی کو شک اور شبہ باقی نہ رہا۔ اپنا گھر بار لٹا دیا مگر دینِ حق کو برباد اور نیست و نابود ہونے سے بچالیا **لمؤلفہ** حسینؑ آنکہ از ضرب او شد پدید + بر اہلِ جہاں کفر قوم یزید فی الحقیقت اسمیں کچھ شک نہیں

شعر

شاہ ہست حسینؑ و بادشاہ ہست حسینؑ — دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ
سر داد نداد دست در دستِ یزید — واللہ کہ بنائے لاالہ ہست حسینؑ

لمؤلفہ

کیا رسولؐ اور آلؑ پر ہے لطفِ داور رات دن — بھیجتا ہی تحفۂ صلواۃ اُنپر رات دن
دل میں ہی اپنے خیال روئے اکبر رات دن — میری آنکھوں میں ہے تصویرِ پیمبر رات دن
غور سے دیکھو تو کیا حق نے کئے ہیں انتظام — قدرتِ خالق سے ہیں دونوں مسخر رات دن
دیتی ہے ہمکو ولائے ساقیٔ کوثر مدام — مژدہ و خوشخبریٔ فردوس و کوثر رات دن

قطعہ

ہے لکھا محشور ہوگا ساتھ اُسکے ہر بشر — جسکی الفت نے کیا ہی قلب میں گھر رات دن
ہم غلامانِ علیؑ ہیں ہونگے روزِ حشر کو — کیونکہ ہے دل میں ہماری حُبِ حیدرؑ رات دن
ہے حدیثوں سے یہ ثابت جب تلک جیتے رہے — شاہ پر رویا کئے سجّادؑ مضطر رات دن

قطعہ

سایۂ شبیرؑ جب سے اُٹھ گیا سر سے ربابؑ — جیتے جی سایہ میں بیٹھی پھر نہ دم بھر رات دن
دھوپ دن کی اور شبنم رات کی پڑتی رہی — بعد قتلِ شاہ اُس بی بی کے سر پر رات دن
ماتمِ شبیرؑ میں اہلِ حرم رویا کئے — یاد میں بھائی کے تھی مشغول خواہر رات دن
رات دن کے جاگنے سے ہوگیا ضعفِ بصر — قید میں آلِ نبی سوئے نہ دم بھر رات دن
قید خانہ ہی میں روتے روتے آخر مر گئی — تھی رقیہ کو یہانتک یادِ دختر رات دن
ذبح جس دن سے ہوا ہے مصطفیٰ کا لاڈلا — روتے ہیں پیارے نواسے کو پیمبر رات دن
فاطمہؑ کو خلد میں بیٹے کا صدمہ ہے کمال — نوحہ گر ہے مادرِ غمگین و مضطر رات دن
پھر گئی ہے جب سے سوکھے حلق پر خنجر کی دھار — ہیں تڑپتے حوض پر ساقیٔ کوثر رات دن
تھا دلِ شبیرؑ جوں بلبل گلِ عباسؑ پر — یہ بھی تھے پروانۂ شمعِ پیمبر رات دن

اسکی تصدیق بہت احادیث سے ہوتی ہے منجملہ اُن کے حضرت ام کلثوم کا یہ شعر مصدق اس مضمون کا ہے۔ قولہا۔ **شعر**

افاطم لو رأیتنا سھارا — ومن سھر اللیالی قد عمینا

دن کو تھا نشرِ علوم اور شب کو تفہیم طعام	اس طرح خلقت پہ تھے الطافِ جعفر رات دن
حق نے فرمایا نہ کر اتنی مشقت اے رسولؐ	تھے عبادت اسقدر کرتے پیمبر رات دن
آرزو زائر یہی ہے جیتے جی اور بعد مرگ	سامنے ہو روضۂ مولا کے بستر رات دن

چونتیسویں مجلس درباب وصایائے جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ الاصفیا

شیخ مفید و شیخ ابو جعفر طوسی رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتمآبؐ نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور حضرت کو معلوم ہوا کہ اپنے زمانہ رحلت کا قریب ہے ہمیشہ بڑے بڑے خطبے بلیغہ ارشاد فرماتے تھے اور لوگوں کو اپنے احکام کی مخالفت سے ڈراتے تھے اور اپنے انتقال کے بعد لوگوں کو فتنہ اور فساد برپا کرنے سے منع فرماتے تھے اور وصیت کرتے تھے کہ میرے طریقہ اور سنت سے دست بردار نہونا اور دینِ خدا میں بدعتوں کو داخل نکرنا اور ہمیشہ میری عترت اور اہلبیتؑ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور نصرت اور متابعت اور حراست اور حفاظت کرتے رہنا اور اُن کے موافق رہنا۔ اُنسے مخالفت کبھی نہ کرنا ورنہ مرتد ہو جاؤ گے۔ فرماتے تھے ایہا الناس میں تمسے پہلے جاتا ہوں اور تم حوض کوثر پر میرے پاس آوگے اور میں تمسے سوال کرونگا کہ تمنے اُن دو بزرگ چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جو میں نے تم میں چھوڑی تھیں یعنی کتابِ خدا اور میرے اہلبیت و عترت پس اب تم فکر کرو اور سوچو کہ تم ان دونوں چیزوں سے کس طرح سے برتاؤ کرو گے۔ تحقیق خداوند لطیف و خبیر نے مجھکو خبر دی ہے کہ یہ دونوں چیزیں آپسمیں کبھی جدا نہوں گی یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گی۔ تحقیق اِن دونوں چیزوں کو میں تم میں چھوڑے جاتا ہوں میرے اہلبیتؑ پر سبقت نہ کرنا اور اُنسے جدا اور علیحدہ نہونا۔ انکی حقوق کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرنا ورنہ جہنمی ہو جاؤ گے۔ اور تم لوگ اُنکو تعلیم نہ کرنا کیونکہ یہ تم سب سے زیادہ عالم ہیں اور ایسا نہ ہو کہ میرے بعد میرے دین سے پھر جاؤ اور کافر ہو جاؤ اور آپسمیں ایک دوسرے پر تلوار کھینچو۔ خبردار علیؑ سے نہ لڑنا۔ ایہا الناس اِس بات کو خوب جان لو اور سمجھ لو کہ علیؑ ابن ابیطالب میرا چچا زاد بھائی اور میرا وصی ہے وہ تاویل قرآن پر قتال کرے گا جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر قتال کیا۔ سید علی ابن طاؤس رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث طولانی جناب امام کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے میں اسکے بعض فقرات کا خلاصہ عرض کرتا ہوں جناب صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب جناب سید کائناتؐ کی وفات کا وقت قریب ہوا اُسوقت انصار کو اپنے سامنے طلب فرما کر ارشاد کیا کہ اے گروہ انصار و یاوران احمد مختار تمسے میری مفارقت کا وقت نزدیک ہے حق تعالیٰ نے مجھکو اپنے جوار رحمت میں طلب فرمایا ہے اور دعوت حق کی اجابت لازم ہے تمنے میرے ساتھ نیک طریقہ اختیار کیا اور جو کچھ نصرت و مددگاری کی شرط تھی تم لوگ اسکو بجا لائے اور مہاجرین سے اپنے مال میں مضایقہ نہیں کیا اور اپنی خیر اور نیکی کو تمنے مسلمانوں پر

وسعت دی اور راہِ خدا میں تمنے اپنی جانوں سے دریغ نہیں کیا اور خدائے کریم بعوض اعمال پسندیدہ جزائے جزیل اور اجر جمیل تمکو عطا کریگا۔ اب باقی دو چیزیں رہ گئی ہیں کہ تمہارا کام اُنکے ساتھ تمام ہوگا۔ بغیر اُن کے کوئی عمل تمکو فائدہ نہ دیگا۔ اور وہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ آپسمیں کبھی جُدا نہونگی یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گی اور وہ دو چیزیں کتاب خدا اور میرے اہلبیت ہیں۔ پس قرآن سے دست بردار نہونا کیونکہ وہ حجت و برہان و گواہ عادل مسلمانوں کا ہے جنھوں نے اسپر عمل نہیں کیا وہ اُن سے بروزِ قیامت مخاصمہ کریگا۔ اور اُن کے پاؤں کو صراط سے پھسلا دیگا۔ اور اے گروہ انصار میری اعانت اور نصرت کرو میرے اہلبیت کے حق میں کہ خدا نے مجھکو خبر دی ہے کہ کتاب خدا اُنسے جُدا نہوگی جب تک کہ مجھپر حوضِ کوثر پر وارد نہوں۔ اور جاننا چاہیئے کہ اسلام مانند چھت کے ہے اور اُسکے ستون اطاعت اور متابعت امام کی ہے اے گروہ انصار ہرگز میرے اہلبیت سے کنارہ کشی نہ کرنا یہ چراغ راہ ہدایت کے اور معدن علم کے اور چشمے حکمت کے ہیں۔ انپر ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ انیں سے ایک علیؑ ابن ابیطالب ہے جو میرا وصی اور میرا امین اور میرا وارث ہے اور میرے لئے ایسا ہے جیسے کہ ہارون تھے موسیٰ کے لئے۔ اے گروہ انصار فاطمہؑ میری درگاہِ حرمت ہے اور گھر اُسکا میرا گھر ہے جس نے اُسکی حرمت کو ضایع کیا اُس نے میری حرمت کو ضایع کیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ نے مہاجرین کو جمع کیا اور اُن سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ ایہا الناس حضرت رب العزت نے مجھکو بلایا ہے اور میں بہت جلد دعوتِ حق کو قبول کرونگا اور میں مشتاق لقائے ایزد منان دارزومند ملاقات برادران یعنی پیغمبرانِ گزشتہ کا ہوں اور تمکو مثل بہایم بے سردار کے نہیں چھوڑتا ہوں۔ بلکہ تمہارے کام کو اپنے وصی علیؑ ابن ابیطالب کے سپرد کرتا ہوں اور جو کچھ تمہارے لئے ضروری امر ہیں وہ سب میں نے علیؑ سے کہدئے ہیں۔ میں نے علیؑ کو بحکم خدا و بحکم خود اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا ہے اور میرا حکم خدا کا حکم ہے میری طاعت خدا کی طاعت ہے۔ میری معصیت خدا کی معصیت ہے۔ جس نے میرے وصی علیؑ کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔ ایہا الناس میری وصیت کو سُنو۔ جو مجھپر ایمان لایا ہے اور جس نے میری رسالت کی تصدیق کی ہے میں اُسکو وصیت کرتا ہوں کہ ولایت اور اطاعت علیؑ کی قبول کرے اور اِس امر کی تصدیق کرے کہ اُسکی ولایت میری ولایت ہے اور میری ولایت میرے پروردگار کی ولایت ہے۔ مجھکو جو کچھ لازم تھا میں نے تمسے کہدیا اب تمکو لازم ہے کہ حاضر غایب کو پہنچاوے بہ تحقیق علیؑ علم عظیم ہے جو اِس سے پیچھے رہ گیا اور جس نے اُسپر سبقت کی اُسکی راہ جہنم کیطرف ہے اور جو شخص علیؑ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھٹکتا پھریگا وہ گمراہ ہوگا۔ محمد بن یعقوب کلینی و ابن بابویہ و شیخ طوسی و شیخ مفید رحمہم اللہ نے حضرت امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق صلواۃ اللہ علیہم سے اور نیز اکثر محدثین اہلسنت نے ابن عباس وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور یہ روایت باتفاق

ذریقین ثابت و متحقق ہے کہ جب جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت نے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور عباس بن عبد المطلب کو اپنے سامنے بلایا اور اسوقت حضرت کا گھر مہاجرین و انصار سے بھرا ہوا تھا۔ یعنی مہاجرین و انصار سب حاضر تھے جب جناب امیر المومنین سامنے حاضر ہوئے آنحضرت نے اپنا سر مقدس جناب امیر المومنین کے دامن میں رکھا اور عباس عم رسول سامنے کھڑے ہوکر رومال ہلانے لگے۔ حضرت نے آنکھیں کھولکر فرمایا اے عباس اے عم رسول میری وصیت کو میرے اہلبیت اور میری ازواج کے حق میں قبول کرو اور میری میراث لو اور میرا قرض ادا کرو اور میرے وعدوں کو پورا کرو اور مجھکو بری کرو عباس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں بوڑھا عیالدار ہوں اور آپ ہوائے تیز و تند و ابر بہار سے زیادہ بخشش اور سخاوت فرمانے والے ہیں اور میرا مال آپ کے وعدوں اور بخششوں کو پورا نہیں کرسکتا۔ اس سے مجھکو معاف رکھئے اور اس امر کا اس شخص کو حکم دیجئے جو مجھسے زیادہ طاقت اور استطاعت رکھتا ہو۔ حضرت نے تین دفعہ اس کلام کا اعادہ فرمایا ہر مرتبہ عباس نے یہی جواب دیا۔ تب حضرت نے فرمایا کہ میں اپنی میراث اُسے دونگا جو قبول کرے جس طرح قبول کرنے کا حق ہے اور وہ اسکے لایق ہے۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ تم میری میراث لو کہ وہ تمسے ہی مخصوص ہے اور اسمیں کسی کو تمسے نزاع نہیں ہوگا۔ میری وصیت کو قبول کرو اور میرے وعدوں کو پورا کرو اور میرے قرض کو ادا کرو یا علیؑ تم میرے خلیفہ میرے اہل میں رہو اور میری رسالات کی تبلیغ لوگوں کے سامنے میرے بعد کرتے رہو۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ حال دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سر مبارک میرے دامن میں شدت مرض کی وجہ سے کانپ رہا ہے تو میں بیتاب ہوگیا اور میری آنکھوں سے آنسو بہکر حضرت کے روئے منور پر ٹپکے اور دل میرا اتر بیٹھنے لگا اور بسبب شدت اندوہ کے میں گلوگرفتہ ہوگیا اور حضرت کے ارشاد کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ پھر حضرت نے اس تقریر کا اعادہ فرمایا تب وقت کا مجھپر سخت غلبہ اور جوش تھا بڑی مشکل اور دقت سے بصدائے ضعیف میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے قبول کیا۔ حضرت نے فرمایا مجھکو اُٹھا کر بٹھاؤ میں نے حضرت کو بٹھایا اور پشت مبارک کو اپنے سینہ سے لگایا۔ جناب رسول اللہ نے فرمایا یا علیؑ تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت میں اور تم ہی میرے وصی اور میرے خلیفہ ہو میرے اہل اور میری امت میں پھر بلال سے فرمایا۔ اے بلال جا اور میرا خود جسکا نام ذو الجبین ہے اور میری زرہ جسکا نام ذات الفضول ہے اور میرا علم جسکا نام عقاب ہے اور میری شمشیر جسکا نام ذوالفقار ہے اور میرا عمامہ جسکا نام سحاب ہے اور میرا دوسرا عمامہ جسکا نام اضحیہ ہے اور میری چادر اور میرا ابرقہ[۱] اور میرا عصائے کوچک اور میری چھڑی جسکا نام ممشوق ہے

[۱] ابرقہ۔ وہ جامہ تھا جسکو جبرئیل امین جنت سے حضرت کے لیے لائے تھے۔ ۱۲

لے آئے عباس روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُسوقت سے پہلے میں نے اُس برقعہ کو نہیں دیکھا تھا جب اُسکو قریب لائے تو اُسکی درخشانی اور چمک ایسی تھی کہ نظر کو خیرہ کرتی تھی۔ پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ یہ جامہ میرے لئے جبرئیل امین لائے تھے اور اُنہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یا محمدؐ اُسکو زرہ کے حلقوں میں داخل کرلو اور بجائے منطقہ (کمربند) کمر پر باندھو پھر حضرت نے دو جوڑی نعل منگوائے اور نیز وہ پیراہن کہ جسکو شب معراج پہنے ہوئے تھے اور نیز وہ پیراہن جسکو بروزِ جنگ زیب بدن فرمایا تھا طلب فرمائے اور تین ٹوپیاں طلب فرمائیں ایک کلاہ سفری یعنی جو سفر میں پہنتے تھے اور دوسری وہ جو عید کے دن سرِ انور پر رکھتے تھے۔ تیسری وہ ٹوپی جو اکثر اوقات پہنکر اپنے صحابہ میں رونق افروز ہوتے تھے۔ پھر بلال سے فرمایا اے بلال میرے دونوں استر شہبا اور دلدل لے آ۔ اور میرے دونوں ناقے غضبا اور صہبا اور میرے دونوں گھوڑے ذوالجناح[1] اور حیزوم[2] کو لے آ۔ اور نیز اپنا دراز گوش طلب فرمایا جسکا نام یعفور تھا۔ جب بلال نے ان سب اشیاء کو حاضر کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس کو فرمایا کہ تم بجائے علیؑ بیٹھو تاکہ میں تمسے تکیہ لگاکر بیٹھوں پھر فرمایا یا علیؑ اوٹھو اور ان سب چیزوں پر میری زندگی میں میرے سامنے قبضہ کرلو تاکہ یہ لوگ جو اس وقت یہاں حاضر ہیں سب گواہ ہو جائیں اور کوئی شخص بعد میرے تمسے نزاع نہ کرسکے جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت کا یہ ارشاد سُنکر میں اٹھا مگر میرے پاؤں میں چلنے کی طاقت نہ تھی نہایت تکلیف اور دقت سے میں چلا۔ اور اُن تمام اشیا کو لیکر اپنے گھر پہنچا اور پھر حضرت کی خدمت میں واپس آیا اور سامنے آکر کھڑا ہوا۔ جب حضرت کی نظر مجھپر پڑی تو حضرت نے اپنے دست حق پرست سے انگوٹھی نکالکر میرے ہاتھ میں پہنا دی اُسوقت سارا گھر بنی ہاشم اور دیگر مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ جناب رسول اللہؐ نے باوجود اُس ضعف اور نقاہت کے کہ سر کو ہلانا دشوار تھا سرِ اقدس کو داہنی اور بائیں جانب حرکت دیکر باوازِ بلند ارشاد فرمایا (اور کل حاضرین نے سُنا) کہ اے مسلمانو علیؑ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ میرے اہل میں اور میری امت میں ہے اور علیؑ میرا دین ادا کریگا اور میرے وعدوں کا ایفا کریگا۔ اے بنی ہاشم اے فرزندانِ عبد المطلب اے جماعت مسلمین علیؑ سے دشمنی نہ کرنا اور اُسکے حکم کی مخالفت نہ کرنا اگر علیؑ کی مخالفت کروگے تو گمراہ ہو جاؤگے اور علیؑ پر حسد نہ کرنا اور اُسکو چھوڑکر دوسری طرف نہ جانا۔ اگر علیؑ کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کرکے سوائے اُسکے اور لوگوں کی اطاعت کروگے تو تم کافر ہو جاؤگے۔ پھر آنحضرتؐ نے عباس کو فرمایا کہ تم علیؑ کی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہو۔ الغرض اُنکو اُٹھاکر علی علیہ السلام کو بٹھایا اور فرمایا کہ یا علیؑ مجھکو لٹا دو جب حضرت لیٹ گئے تو ارشاد فرمایا کہ اے بلال میرے دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو میرے پاس لاؤ حسنینؑ حاضر ہوئے

---

[1] ذوالجناح نہایت چالاک اور تیز رفتار تھا۔ اسی واسطے وہ مسجد کے دروازہ پر حاضر رہتا تھا جس کسی کو جناب رسول اللہؐ کہیں جانے کے لئے حکم دیتے اور جلد جانا منظور ہوتا تھا تو وہ شخص اُسپر سوار ہو کر جاتا تھا۔ اس اسپ وفادار کا مفصل ذکر باب دہم میں ہے ✦ [2] حیزوم وہ گھوڑا تھا جسپر جناب رسول اللہ بروزِ جنگ احد سوار تھے اور جبرئیل امین السماء والارض کہتے تھے کہ آگے چل اے حیزوم - ۱۲ - زائر ✦ ✦ ✦

حضرت نے دونوں کو سینہ سے لگایا اور اپنے اُن پھولوں کو سونگھتے تھے اور پیار کرتے تھے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے
اِس خیال سے کہ حضرت کو تکلیف ہوگی چاہا کہ حسنینؑ کو حضرت کے سینے سے علیحدہ کرلیں تب حضرت نے ارشاد فرمایا کہ
اے علیؑ رہنے دو انکو کہ میں انہیں سونگھوں اور یہ مجھکو سونگھیں اور یہ اپنا توشہ میری ملاقات سے اور میں اپنا توشہ
ان کے دیکھنے سے حاصل کروں کہ بعد میرے یہ دونوں بڑی سخت مصیبتوں میں گرفتار ہوں گے۔ خدا اُن ملاعنہ
پر لعنت کرے جو انکو ڈرائیں اور جو انپر ظلم و ستم کریں گے۔ پروردگارا میں اپنے ان دونوں فرزندوں کو اُس کے
سپرد کرتا ہوں جو کُل مومنین میں سے زیادہ تر لایق اور شایستہ ہے یعنی علیؑ ابن ابیطالب کے سپرد کرتا ہوں نیز
سید علی بن طاؤس نے جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے
کہ حضرت سید کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بوقت وفات مجھکو بُلایا اور مکان میں تخلیہ کیا صرف جبرائیل
اور میکائیل حضرت کی خدمت میں حاضر تھے میں اُنکی آوازیں سُنتا تھا حضرت نے وصیت نامہ جناب احدیت
کا جبرئیل امین سے لیا اور مجھکو دیا اور فرمایا مہر کھولکر پڑھو میں نے اوّل سے آخر تک پڑھا حضرت نے فرمایا کہ یہ
نامہ جبرئیل امین از جانب جناب رب العالمین تمہارے واسطے لائے ہیں میں نے اُس نامہ الہی کو بالکل موافق
اور مطابق وصایائے جناب رسالت پناہی کے پایا جو جو وصیتیں جناب رسول اللہ مجھکو کر چکے تھے وہی مضامین
اُسمیں مندرج تھے۔ اُسوقت حضرت میرے سینہ سے تکیہ لگائے ہوئے تھے فرمایا میرے سامنے آؤ میں اُٹھکر
سامنے آکر بیٹھا جبریل امین نے حضرت کو سینہ سے لگالیا اور میکائیل داہنی جانب بیٹھے حضرت نے فرمایا یا علیؑ
اپنی مٹھیاں بند کرلو پھر فرمایا یا علیؑ میں تمسے خدائے تعالیٰ کے دو امینوں یعنی جبرئیل اور میکائیل کے سامنے عہد
لیتا ہوں اور تمکو اِن دونوں بزرگواروں کی قسم دیتا ہوں کہ اِس وصیت نامہ کو قبول کرو اور اُسپر عمل کرنا بصبر
و شکیبائی و پرہیزگاری میری سنت اور میرے طریقہ پر نہ بطریقہ اہل بدعت اور جو کچھ خدائے تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے
اُسکو بہ نیت درست و قوت قلب قبول کرو یہ فرماکر اپنا دستِ مبارک میرے دونوں ہاتھوں میں داخل کیا
مجھکو اُسوقت ایسا معلوم ہوا کہ میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں کوئی چیز پڑی ہے حضرت نے فرمایا یا علیؑ میں نے
تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں علم اور حکمت کو ڈالدیا ہے کوئی مسئلہ اور حکم تمپر مخفی نہ رہیگا۔ جب تمہارا
وقتِ وفات آئے تم بھی اسی طرح اپنے وصی سے وصیت کرنا۔ جناب امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ابتدا اُس وصیت نامہ
کی اِسطرح تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت نامہ اور عہد و پیمان محمدؐ بن عبد اللہ کا بحکم الہی بجانب جناب وصایت مآب
علیؑ ابن ابیطالب امیر المومنین ہے اور اُس وصیت نامہ کے آخر میں یہ تھا کہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اِس
وصیت پر جو کہ محمدؐ نے علیؑ کو کی ہے گواہ ہوئے اور علیؑ نے اُس وصیت کو قبول کیا اور ضامن ہوئے کہ جو کچھ
اُسمیں لکھا ہے اُسپر عمل کرینگے جس طرح کہ ضامن ہوئے یوشع بن نون واسطے موسی بن عمران کے اور شمعون بن حمون

واسطے عیسیٰؑ ابن مریم کے اور جسطرح ضامن ہوئے اوصیاء متقدمین واسطے انبیاء ماضیین کے اور محمدؐ افضل الانبیاء
اور علیؑ افضل اوصیاء ہے اور محمدؐ نے علیؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اور عہد کیا کہ محمدؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اور
خداوند تعالیٰ ان سب پر گواہ ہے۔ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب یہ وصیتیں تمام ہو چکیں تو جناب
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ اپنا جواب تیار کرو کہ کل کو بروزِ قیامت جناب رب العالمین مالک یوم الدین کے
سامنے بیان کرنا ہوگا۔ تحقیق بروز قیامت میں تم پر حجت کرونگا حلال و حرام و محکم و متشابہ کتاب خدا سے جس طرح
میں نے احکامِ الٰہی کو پہنچایا اور جسطرح تمکو بفرائض و احکام امر کیا ہے اور نیکی کا حکم دیا ہے اور بدی سے منع کیا ہے
اقامت حدود و اور نماز اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد وغیرہ کا۔ پس یا علیؑ تم کیا جواب دو گے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے
عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں یا رسول اللہ میں اُس کرامت اور منزلت کا امیدوار ہوں جو آپ کو
خدا تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہے اور اُن نعمتوں کا جو حق تعالیٰ نے آپ کو عنایت کی ہیں کہ جو کچھ آپنے فرمایا ہے اُسکی
بجا آوری پر خدائے تعالیٰ میری مدد کریگا اور مجھکو آپ کی سنت اور آپ کے طریقہ پر ثابت قدم رکھیگا یا حضرت میں خدا کی
عنایت سے امید رکھتا ہوں کہ جب میں بروزِ قیامت آپ سے ملاقات کروں تو کوئی تقصیر اور تفریط میں نے نہ کی ہوگی
اور اثر خجالت آپ کی جبینِ مبین پر میری جانب سے ظاہر نہوگا۔ میرا منہہ اور میرے ماں باپ کا منہہ آپ پر سے فدا ہو یا
حضرت آپ مجھکو اور میرے ماں باپ کو اپنا مطیع اور اپنے طریقہ اور اپنی سنت پر پائیں گے اور نیز اسی طرح میرے
فرزندوں میں سے ہر ایک امام کو اپنے طریقہ اور اپنی سنت پر پائیں گے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
جب سلسلہ کلام کا یہانتک پہنچا تو حسرت اور اندوہ کا شعلہ میرے سینہ میں بھڑکا اور میں نے اپنے آپ کو حضرت کے سینہ پر
گرادیا اور اپنے منہہ کو حضرت کے منہہ پر رکھکر بکمال بیقراری آہ و فغاں کرنے لگا۔ اور میں نے کہا کہ ہائے وحشت اور تنہائی
بعد آپ جیسے مونس اور مددگار کے۔ ہائے وحشت اور تنہائی آپ کی دختر بزرگوار اور آپ کے فرزندانِ بیقرار کی جنکو ایک
لحظہ آپ کی زیارت کے بغیر آرام اور چین نہیں آتا۔ آہ غم جاں گداز و اندوہ دور و دراز آپ جیسے ناصر اور حامی اور دمساز
کی مفارقت پر بعد آپ کے ہمارے گھر سے اخبار آسمانی منقطع ہو جائیں گے۔ نہ جبرئیل آئیں گے نہ میکال کا ہم اثر پائیں گے
اس عرصہ میں جناب رسالتمآب بیہوش ہو گئے۔ بیبیاں اور بیٹیاں حجرۂ طاہرہ میں آئیں اور صدائے نالہ و زاری بلند
ہوئی اور مہاجرین و انصار گھر سے باہر دروازہ پر کھڑے ہوئے نالہ وامحمداہ واسیداہ بلند کر رہے تھے حضرت نے
آنکھیں کھولیں جناب امیر المومنین کو پھر اپنے سینہ سے لگالیا اور فرمایا اے برادر سمجھ خدا تجھے سمجھ دے اور تیری
توفیق کو زیادہ کرے اور تجھکو بلند آوازہ کرے جب میں دنیا سے رحلت کروں اور منافقین امت تجھ سے
غدر اور بیوفائی کریں اور میرے تجہیز و تکفین میں بھی شامل نہوں تو تو اُن کی طرف نہ جانا جب تک کہ وہ خود
تجھکو نہ بلائیں اسلئے کہ یا علیؑ تمہاری مثال کعبہ کی ہے کعبہ اپنی جگہہ پر ثابت اور قایم ہے لوگوں کو لازم ہے کہ

افتخار عالم سے کعبہ کی طرف آئیں یا علیؑ تم علم ہدایت اور روشنی زمین اور آسمان میں ہو لے برادر بحق پروردگار عالم
جس نے مجھکو براستی مبعوث برسالت کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ تیری امامت اور خلافت اور تیری اطاعت اور
متابعت کے وجوب کا حکم میں نے سب کو پہنچا دیا ہے اور سب سے اقرار اور بیعت تیرے لئے لے لی ہے اور بظاہر سب نے
اظہار فرمانبرداری اور اطاعت کا کیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ اپنے عہد پر وفا نکریں گے۔ یا علیؑ جب میں عالم بقا
کی طرف رحلت کروں اور میرے غسل اور نماز اور دفن سے تمکو فرصت ہو جائے تب قرآن شریف کو موافق اُس
ترتیب کے جس طرح خدائے عزوجل نے نازل فرمایا ہے جمع کرنا اور جو کچھ میں نے تمکو حکم کیا ہے بجا لانا اور خلق
کی ملامت سے پروا نکرنا۔ لوگوں کے ظلم و جور پر صبر کرنا یہانتک کہ میرے پاس آؤ۔ یہ فرماکر جناب فاطمہ زہراؑ اور سبطین
علیہم السلام کو اپنے قریب بُلایا اور سب کو گھر سے باہر کردیا امّ سلمہؓ کو حکم دیا کہ نزدیک دروازہ کے کھڑی رہیں اور کسی کو
نزدیک دروازہ کے نہ آنے دیں۔ پھر فرمایا یا علیؑ میرے قریب آؤ کہ وقت وداع ہے فاطمہ زہراؑ کا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا
اور اپنے دستِ مبارک سے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑا اور کچھ عرصہ تک دونوں صاحبوں کو دکھایا کئے اور اشکِ حسرت
دیدۂ مبارک سے جاری تھے۔ جب چاہتے تھے کہ کچھ کہیں رقت[۱] مانع ہوتی تھی۔ حضرت کی یہ حالت دیکھکر آلِ عبا بھی
رو رہے تھے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے اپنے رونے سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور جگر میرا جلا دیا
اور میرے سینہ پُر حسرت میں آگ بھڑکا دی اے سید پیغمبران اے افضلِ گذشتگان و آیندگان اے امین پروردگار
عالمیان اے رسولِ خداوند رحمان اے حبیبِ ایزد منّان آپکے بعد میرے فرزندوں کی کون حمایت کریگا۔ اور
منافقانِ امت جو مجھکو ایذا دینگے۔ ذلت پہنچائیں گے اُسوقت میری مدد کون کریگا۔ علیؑ جو ناصرِ دین خدا ہیں اُسکی
اعانت اور فریادرسی کون کریگا۔ آپکے بعد کون وحی خدا سُنے گا۔ اور کون لوگوں کو احکامِ الٰہی پہنچائیگا۔ یہ کہکر فاطمہ زہراؑ
اپنے پدر بزرگوار کے سینہ سے لپٹ گئیں اور اُن کے سرِ مبارک و روئے مقدس کو چومتی تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری
تھے بکمال بیقراری و اضطراب نالہ و فریاد کر رہی تھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو
گود میں لیا اور ہر ایک کو وداع کیا صدائے الوداع الوداع اور خروش الفراق الفراق زمین سے آسمان تک
بلند تھا حضرت فاطمہ زہراؑ کا ہاتھ علیؑ ابن ابیطالب کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا یا علیؑ یہ امانتِ خدا اور امانتِ رسولِ ہے
حرمتِ خدا و حرمتِ رسول کو اسکے حق میں رعایت کرنا اور میں جانتا ہوں کہ تم رعایت کروگے یا علیؑ قسم خدا کی
یہ بہترین زنانِ گزشتگان و آیندگان اہلِ بہشت ہے۔ اور بخدائے لایزال کہ مریم سے زیادہ تر خدا کے نزدیک
مکرم و معظم و بزرگ ہے۔ بخدا سوگند کہ میری جان اِس جگہہ تک نہیں پہنچی مگر یہ کہ حق تعالیٰ سے اُسکے لئے اور
تمہارے لئے میں نے سوال کیا جسمیں تمہارے واسطے نیکی اور خیر ہے اور جو کچھ میں نے مانگا وہ خدا نے عطا کیا

[۱] ظاہر ہے کہ حضرت کے اس گریہ و زاری کا باعث اُن مصائب کو یاد کرنا تھا جو اہلبیتؑ پر بعد اُس جناب کے واقع ہونے والے تھے۔ ⁘ ⁘

یا علیؑ میں نے چند امور بامرِ جبرئیل خداوند جلیل کی طرف سے فاطمہؑ کو سمجھا دئے ہیں اور وہ بہت سے کہی گی اور جو کچھ وہ کہے اُسپر عمل کرنا۔ اور واضح ہو کہ جس سے میری بیٹی فاطمہ زہراؑ راضی ہے میں اُس سے راضی ہوں اور نیز اُس سے پروردگار عالمیان و ملائکۂ زمین و آسمان خوشنود ہیں۔ جس سے فاطمہؑ خوشنود ہے یا علیؑ افسوس ہے اُسپر جو اُسپر ستم و ظلم کرے۔ اور عذاب جہنم ہے اُسکے لئے جو اُسکا حق غصب کرے اور ہلاکت ہے اُسکے لئے جو اُسکی ہتکِ حرمت کرے اور عذاب الیم ہوگا اُسپر جو اُسکے دوستوں کو اذیت پہنچائے اور اسفل درکاتِ جہنم ہے اُسکے لئے جو اُس سے نزاع کرے میں اُن لوگوں سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں۔ پھر فاطمہؑ اور حسنینؑ کو آغوش میں لیا اور کہا خداوندا میں انکا اور انکے شیعوں اور دوستوں کا دوست اور مددگار اور ضامن ہوں کہ سب کے سب داخلِ بہشت ہوں گے اور جو لوگ اُن سے دشمنی کرینگے اور اُنپر ظلم و ستم کرینگے یا اُنسے سبقت کرینگے یا اُنسے پیچھے رہجائیں گے اور اُنکی متابعت نہ کرینگے میں اُنسے دشمنی اور محاربہ کرونگا اور میں ضامن ہوں کہ وہ سب کے سب داخلِ جہنم ہوں گے۔ پھر تین مرتبہ فرمایا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں کسی سے راضی نہونگا جب تک کہ اے فاطمہؑ تو اُس سے راضی نہو گی اور میں کسی سے خوشنود نہونگا جب تک کہ تو اُس سے خوشنود نہو گی۔ الی آخر الحدیث۔ اِسی حدیث طولانی میں چند مضامین دیگر کے بعد یوں منقول ہے کہ پھر دوسری دفعہ جناب فاطمہ زہراؑ کو آغوش میں لیا اور سر کے بوسے دئے اور فرمایا اے فاطمہؑ تیرا باپ تجھپر سے فدا ہو۔ فاطمہ زہراؑ نے صدائے فریاد و زاری بلند کی اُسوقت فاطمہ زہراؑ کو آغوش میں لیکر فرمایا بخداوند لایزال جناب حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ تیرے دشمنوں سے ضرور انتقام لیگا اور تیرے غضب سے غضب فرمائیگا پس ہلاکت اور عذاب الیم و آتشِ جحیم تیرے دشمنوں اور ظالموں کے لئے آمادہ ہے۔ جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ اُسوقت جناب رسول اللہ بہت رو رہے تھے یہانتک کہ وہ چادر جو حضرت کے مُنہہ پر تھی آنسوؤں سے بھیگ گئی اور اِسقدر روئے کہ میرا جگر حضرت کے رونے پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اُسوقت سرِ مبارک حضرت کا میں اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھا۔ حضرت مجھپر تکیہ کئے ہوئے تھے اور فاطمہ زہراؑ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ اور حسنینؑ قدمہائے مبارک چوم رہے تھے اور اپنی آنکھوں سے ملتے تھے اور بصدائے بلند رو رہے تھے جبرئیل بھی اُسوقت موجود تھے اور میں اُن کے رونے کی آواز سُن رہا تھا اور فاطمہ زہراؑ کی گریہ و زاری سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زمین اور آسمان گریہ و فغاں کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے دخترِ گرامی خدا میری جانب سے تجھپر خلیفہ ہے اور خدا تیرے لئے اچھا اور نیک خلیفہ ہے۔ قسم اُس خدائے پاک کی جس نے مجھکو بحق مبعوث برسالت کیا ہے کہ جمیع آسمان و زمین اور جو کچھ اُنمیں ہے اور عرشِ اعلیٰ و ساکنانِ عالمِ بالا تیرے رونے سے رو رہے ہیں اے فاطمہؑ قسم خدا کی بہشت جمیع خلایق پر حرام ہے جب تک کہ میں اُسمیں داخل نہولوں میرے بعد تو شاد و خوشحال اور زیور جنت و جامہائے بہشت پہنے ہوئے داخلِ جنت ہوگی اے فاطمہؑ بہشت کی نعمتیں تجھکو گوارا ہوں اے فاطمہؑ قسم خدا کی تو کُل زنانِ بہشت سے بہتر اور افضل ہے تحقیق روزِ قیامت کو جہنم ایسا جوش میں آئیگا اور ایسا خروش کریگا

کہ جمیع ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین اسکے جوش سے خائف ہونگے۔ حق تعالیٰ حکم کریگا کہ اے جہنم تجھکو میری عزت کی
قسم ساکن ہو اور ٹھہر جا کہ فاطمہ زہرا دختر محمد مصطفےٰ تجھپر سے جانب بہشت گزر جائے اور غبار اور دھواں اسکے دامن
عزت تک نہ پہنچنے پائے۔ خدا کی قسم اسطرح تو داخل بہشت ہوگی کہ تیرے دہنی جانب حسنؑ اور بائیں جانب حسینؑ ہوں گے
اور رایت حمد علیؑ کے ہاتھ میں ہوگا۔ بخدائے لایزال کہ اُس روز خدائے تعالیٰ تیرے دشمنوں سے دشمنی کرے گا۔ اور
جنہوں نے تمپر ظلم کیا اور تمہاری محبت کو قطع کیا اور مجھپر تہمت دروغ کی وہ لوگ پشیمان ہوں گے اور ملائکہ انکو میری سامنے
سے جہنم کو لیجائیں گے میں کہونگا کہ یہ تو میری امت میں سے ہیں ملائکہ کہیں گے کہ انہوں نے بعد آپ صلعم کے دین کو بدل دیا
اور راہ جہنم اختیار کی۔ ومن طریق العامۃ عن ابی هارون قال اتیت اباسعید الخدری فقلت له اهل
شهدت بدراً فقال نعم فقلت ولاتحدثنی بشئ مما سمعته من رسول الله صلے الله علیه وسلم
فی علی فقال یا بنی اخبرك ان رسول الله صلے الله علیه وسلم مرض مرضه ونقهه ودخلت علیه
فاطمه تعوده وانا جالس عن یمین رسول الله صلے الله علیه وسلم فلما رات ما برسول الله صلے الله
علیه وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی بدت دموعها علی خدها فقال لها رسول الله صلے الله
علیه ما یبکیك یا فاطمهؑ قالت اخشی الضیعة بعدك یا رسول الله فقال یا فاطمه ان الله تعالی
اطلع علی اهل الارض اطلاعة فاختار منهم اباكِ ثم اطلع ثانیة فاختار منهم بعلك فاوحی
الله الی فانكحته منك واتخذته وصیاً اما علمت انك بكرامة الله ایاك زوجتك اعلمهم علماً واكثرهم
حلماً واقدمهم سلماً فضحكت فاطمه واستبشرت فاراد رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یزیدها
مزید الخیر كله الذی قسمه الله بمحمد صلی الله علیه وسلم وآل محمد صلے الله علیه وسلم فقال یا فاطمه
بعلی ثمانیة اضراس یعنی مناقب ایمان بالله ورسوله وحكمته وزوجته وسبطاه الحسنؑ والحسینؑ وامره
بالمعروف ونهیه عن المنكر یا فاطمه نحن اهل البیت اعطینا ست خصال لم یعطها احد من
الاولین ولم یدركها الاخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء وهو ابوك ووصینا خیر الاوصیاء وهو
بعلك وشهیدنا خیر الشهداء وهو حمزه عم ابیك ومنا سبطا هذه الامة وهما ابناك ومنا
مهدی الامه الذی یصلی عیسی خلفه ثم ضرب علی منكب الحسین فقال من هذا مهدی الامة
اخرجه الدار القطنی ابوہارون العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدریؓ کے پاس جاکر کہا کہ آپ جنگ بدر میں موجود تھے
وہ بولے ہاں میں حاضر تھا میں نے کہا کہ آپ مجھ سے کوئی حدیث بیان کر سکتے ہیں جو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے علیؑ کے حق میں سُنی ہے وہ کہنے لگے کہ اے بیٹے میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب مرض الموت میں بیمار ہوکر ضعیف ہوگئے تو جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام حضرت کی عیادت کے لئے تشریف لائیں بار

اُسوقت حضرت کے داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب فاطمہ علیہا السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضعف کو دیکھا تو رونے لگیں بلکہ جوشِ رقت سے گلوگرفتہ ہوگئیں اور آنسو رخساروں پر جاری ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ اے فاطمہ تم کیوں روتی ہو جناب فاطمہؑ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے بعد میں اپنی تباہی سے ڈرتی ہوں حضرت نے فرمایا اے فاطمہ جناب خالق عالم نے تمام اہلِ زمین پر اطلاع پاکر تیرے باپ کو چن لیا ہے پھر دوبارہ اطلاع پاکر تمام اہلِ زمین میں سے تیرے شوہر کو منتخب کرلیا ہے پھر خدا نے میری جانب وحی کی پس میں نے تیرا نکاح اُس سے کردیا اور اُسکو اپنا وصی بنایا۔ کیا تو نہیں جانتی خدا کی اُن مہربانیوں کو جو خاص خدا نے تیرے حق میں کی ہیں۔ میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا جو سب سے علم میں زیادہ ہے اور حلم میں سب سے بڑھکر ہے اور صلح میں سب سے مقدم ہے پس جناب فاطمہؑ یہ سنکر مسرور ہوئیں اور ہنسیں پھر حضرت نے چاہا کہ اُن عنایات اور مہربانیوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنکی آل اطہر کے نصیب کی ہیں اُنکا دل بڑھائیں۔ پس آپ نے فرمایا اے فاطمہ علیؑ کے آٹھ دانت ہیں یعنی مناقب ہیں۔ خداؐ اور اُسکے رسولؐ پر ایمان لانا اور حکمت کا حاصل کرنا اور اُسکی زوجہ مکرمہ کا پاک ہونا۔ اور حسنؑ اور حسینؑ کا اُسکی اولاد میں سے ہونا اُسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ اے فاطمہ ہم اہلبیت ہیں ہمیں چھ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ پہلے ہم سے کسی کو نہیں دی گئیں اور نہ بعد ہمارے کسی کو حاصل ہوسکیں گی۔ ہمارا نبی سب نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے۔ ہمارا وصی سب وصیوں سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تیرے باپ کا چچا ہے اور اِس امت کے سبط ہم میں سے ہیں اور وہ تیرے دونوں بیٹے ہیں حسنؑ اور حسینؑ اور اِس امت کا مہدی بھی ہمیں میں سے ہے کہ جسکے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔ پھر حضرت نے جناب امام حسین علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اِس سے اِس امت کا مہدی پیدا ہوگا **المولفہ**

نور سے اپنے کردآئے جہاں کو روشن	ڈھونڈتی ہیں تمہیں یا مہدی ہادی آنکھیں

پینتیسویں مجلس دربیان داہیۂ عظمیٰ ومصیبتِ کبریٰ یعنی ارتحال جناب سید الانبیا حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ الاصفیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فی مناقب ابن شہر آشوبؒ قال لما مرض النبی مرضہ الذی توفی فیہ وذلک یوم السبت او یوم الاحد من صفر اخذ بید علی وتبعہ جماعۃ من اصحابہ وتوجہ الی البقیع۔ ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس مرض میں بیمار ہوئے جس مرض میں حضرت نے وفات پائی اور وہ ماہ صفر میں ہفتہ کا یا اتوار کا دن تھا

حضرت نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور قبرستان بقیع کی طرف تشریف لیگئے چند صحابہ بھی پیچھے پیچھے تھے بقیع میں پہنچے تو فرمایا السلام علیکم اے اہل قبور تمکو وہ حالت گوارا ہو جس میں تمنے صبح کی ہے اور اس فتنہ و فساد سے نجات پائی ہے جو لوگوں کو درپیش ہے۔ تحقیق سیاہ اور تاریک راتوں کے ٹکڑوں کی مانند بڑے بڑے فتنے اور فساد پے درپے لوگوں کی جانب آرہے ہیں۔ پھر جناب امیر المومنینؑ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ جبرئیل ہر سال ایکدفعہ قرآن مجھپر عرض کیا کرتے تھے اور اس سال اُنہوں نے دودفعہ قرآن شریف مجھپر عرض کیا ہے اسلئے میں جانتا ہوں کہ میری وفات کا زمانہ قریب ہے۔ پھر بروزِ چہارشنبہ حضرت سر پر عمامہ باندھے ہوئے گھر سے اس طرح باہر تشریف لائے کہ داہنا ہاتھ امیر المومنین کے اور دوسرا فضل بن عباس کے کاندھے پر رکھا ہوا تھا ممبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمدِ الہی فرمایا کہ اے گروہِ اصحاب میں تمہارے لئے کیسا پیغمبر تھا آیا میں نے تمہارے لئے جہاد نہیں کیا آیا میرے آگے کے دانتوں کو کافروں نے نہیں توڑا آیا میری پیشانی خاک آلود نہیں کی گئی۔ آیا خون میرے مُنہ پر نہیں بہا۔ یہانتک کہ میری ڈاڑھی رنگین ہوگئی آیا میں نے شدتوں اور سختیوں کو برداشت نہیں کیا آیا میں نے اپنی قوم کے نادانوں اور جاہلوں سے تکلیفیں نہیں پائیں۔ آیا بھوک کے سبب سے اپنے پیٹ پر پتھر میں نے نہیں باندھا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بیشک آپ خدا کے واسطے صبر کرنیوالے اور لوگوں کو بُرائیوں سے منع کرنے والے تھے حق تعالیٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے حضرت نے فرمایا خدا تم کو بھی جزائے خیر دے۔ پھر فرمایا خدا نے حکم دیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ ظلم کسی ظالم کا اُسکے سامنے پیش نہیں جائیگا۔ پس تمکو قسم دیتا ہوں کہ جس کسی پر محمدؐ کی طرف سے مظلمہ ہو وہ اُٹھ کھڑا ہو اور مجھ سے قصاص لیلے۔ کیونکہ قصاص دُنیا کا میرے نزدیک قصاص عقبیٰ سے بہتر ہے۔ یہ سُنکر سوادہ بن قیس اُٹھا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں یارسول اللہ جبکہ آپ طائف سے تشریف لارہے تھے میں آپ کے استقبال کے لئے گیا تھا اور آپ ناقہ غضبا پر سوار تھے اور عصائے مُمشوق آپ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آپ نے عصا کو بلند کیا اور چاہا کہ ناقہ کو ماریں وہ میرے پیٹ پر لگا معلوم نہیں کہ آپنے عمداً مارا یا سہواً۔ حضرت نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں نے ایسا عمداً کیا ہو۔ اے بلال فاطمہؑ کے گھر جا اور وہی عصا لے آ۔ جب بلال مسجد سے باہر نکلے بازار مدینہ میں منادی کی کہ اے لوگو کون ایسا ہے کہ قبل از روزِ قیامت اپنے نفس سے کے لئے قصاص پر رضامند ہو جناب رسول اللہؐ قبل از قیامت قصاص پر راضی ہیں۔ جب بلال جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر پہنچے دق الباب کیا اور کہا کہ اے بنتِ رسول اللہ حضرت اپنا عصائے مُمشوق طلب فرماتے ہیں۔ جناب سیّدہؑ نے فرمایا کہ اے بلال آج عصا سے کیا کام ہے عصا کو حضرت کسواسطے طلب فرماتے ہیں بلال نے عرض کیا کہ اے بنتِ رسولؐ آپ نہیں جانتیں کہ آپ کے پدرِ بزرگوار اسوقت ممبر پر تشریف فرما ہیں اور اہل دین و اہل دُنیا کو وداع

فرماتے ہیں جب جناب سیدہ نے یہ خبر مصیبت اثر سنی فریاد کی اور کہا کہ ہائے افسوس اور غم اور اندوہ اور حسرت میری دل افگار کی اے حبیب خدا و محبوب قلوب فقرا بعد آپ کے فقیروں اور بیچاروں اور محتاجوں اور غریبوں کی کون خبر لے گا اور یہ لوگ کسکی طرف پناہ لیجائیں گے۔ غرض بلال نے عصا لیا اور حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے عصا لیکر فرمایا وہ مرد پیر سوادہ کہاں ہے اُس نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں میں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا آ اور مجھ سے قصاص لے تاکہ تو رضامند ہو جائے۔ سوادہ نے کہا کہ یا حضرت آپ اپنے شکم مبارک سے کپڑا اُٹھائیے حضرت نے کپڑا اُٹھایا تو اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اجازت دیجیے کہ میں اپنا منہہ آپکے شکم مبارک پر رکھدوں حضرت نے اجازت دی اُس نے حضرت کے شکم مقدس پر بوسہ دیا اور کہا کہ میں آتش دوزخ سے بروز قیامت پناہ مانگتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ سوادہ آیا قصاص لیتا ہے یا معاف کرتا ہے اُس نے کہا کہ میں معاف کرتا ہوں حضرت نے فرمایا الہٰی سوادہ نے تیرے پیغمبر کو معاف کیا تو بھی سوادہ کے گناہوں کو معاف کر۔ پھر حضرت ممبر پر سے اُترے اور حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف لیگئے اور فرماتے تھے کہ الہٰی میری امت کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا اور اُنپر حساب یوم الحساب کا آسان کرنا۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ میں آپکے چہرہ کو متغیر پاتی ہوں حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل امین نے مجھکو موت کی خبر دی ہے میں عنقریب دُنیا سے کوچ کرنیوالا ہوں یہ سُنکر حضرت ام سلمہ باواز بلند رونے لگیں اور کہتی تھیں کہ ہائے اس اندوہ اور غم کا کیا ٹھکانا ہے کہ جسکا میں کوئی تدارک نہیں کر سکتی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ میری نور نظر اور لخت جگر فاطمہ زہرا کو میرے پاس لاؤ۔ جب جناب سیدہ سلام اللہ علیہا آئیں اور اپنے پدر بزرگوار کو اس حالت میں دیکھا سخت گھبرائیں اور نالہ و فریاد کرنے لگیں اور کہا کہ میری جان بابا جان آپ پر قربان اور میرا منہہ آپکے مُنہہ پر سے فدا اے بابا جان میں آپ کو اس حالت میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ سفر آخرت کا قصد رکھتے ہیں اور لشکر ہائے مرگ نے آپ کو گھیرا ہے آیا اب آپ اپنی بیٹی سے ایک بات بھی نہیں کرتے۔ جناب رسولخدا نے جب فاطمہ زہرا کے رونے کی آواز سُنی آنکھیں کھولدیں اور فرمایا کہ اے دختر گرامی اب بہت جلد تمسے مفارقت کرتا ہوں اور تمکو وداع کرتا ہوں۔ جناب سیدہ بہت روئیں پھر دیر تک آپسمیں گفتگو ہوتی رہی یہانتک کہ جناب رسول اللہ پھر بیہوش ہو گئے اس اثنا میں بلال نے آواز دی الصلوۃ رحمک اللہ حضرت ہوش میں آئے اور مسجد کو تشریف لیگئے اور نماز ادا فرمائی جب فارغ ہوئے جناب امیر المومنینؑ اور اسامہ بن زید کو قریب بلایا اور کہا کہ مجھکو فاطمہؑ کے گھر لیچلو جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے اور اپنا سر مبارک جناب سیدہ کی گود میں رکھا۔ جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے اپنے نانا کا یہ حال دیکھا بیتاب ہو گئے اور سخت بیقراری سے رونے لگے اور کہتے تھے کہ ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان اور ہمارے مُنہہ آپ کے مُنہہ پر فدا ہوں یا رسول اللہ حضرت نے پیارے نواسوں کو قریب بلایا اور ہاتھ اُنکی گردنوں میں ڈالکر دونوں کو سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اسقدر نہ رو کہ

تمہارا رونا مجھپر سخت دشوار ہے۔ کتب فریقین میں باسانید صحیحہ منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ آنحضرتؐ کی بیماری کے
ایام میں ہر وقت رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے دم بھر علیحدہ نہوتے تھے ایکدن کسی سخت ضرورت کی وجہ سے
تھوڑی دیر کے لئے باہر تشریف لیگئے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے حبیب کو بلاؤ ابن عباس کہتے ہیں کہ جسکو
سامنے لاتے تھے اُس سے حضرت مُنہہ پھیر لیتے تھے یہانتک فاطمہ زہراؑ سے بیبیوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ علی
بن ابیطالب کو بلاتے ہیں تب جناب سیدہؑ جناب امیر المومنینؑ کو بُلا کر لائیں جب جناب سید الانبیاؐ نے جناب
سید الاوصیا کو دیکھا تبسم کیا اور مکرر فرمایا یا علیؑ میرے قریب آؤ یہانتک کہ حضرت نے ہاتھ جناب ید اللہ کا پکڑ کر
اپنے سرہانے بٹھایا اور پھر بیہوش ہوگئے امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے اپنے نانا کو بیہوش دیکھکر رونا اور چلانا شروع کیا
اور کہا واجداہ وا محمداہ اسی طرح روتے روتے دونوں نواسوں نے اپنے آپ کو اپنے جد امجد کے سینہ مقدس پر گرادیا
جناب امیر المومنینؑ اپنی جگہہ سے اُٹھے تاکہ حسنینؑ کو رسول اللہ کے سینہ پر سے اُٹھالیں حضرت نے ہوش میں آکر
کہا یا علیؑ چھوڑدو ان کو اور میرے سینہ سے انکو لگے رہنے دو کہ میں اپنے باغ کے ان دونوں پھولوں کو سونگھوں
اور یہ میرے رخساروں کو سونگھیں میں انکو وداع کروں اور یہ مجھکو وداع کریں تحقیق ان دونوں پر بعد میرے
بڑے بڑے ظلم ہونگے یہ میرے پیارے نواسے زہر ستم اور تیغ ظلم سے مارے جائیں گے۔ پھر تین دفعہ آنحضرتؐ
نے فرمایا خدا لعنت کرے اُنپر جو انپر ستم کریں۔ پھر ہاتھ جناب امیر المومنینؑ کی طرف بلند کیا اور اُنکو اپنے لحاف میں
لیا اور مُنہہ اپنا جناب امیر المومنینؑ کے کان پر رکھا اور دیر تک اسرار الہی و علوم غیر متناہی بیان فرماتے رہے۔
ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیر المومنینؑ سے پوچھا کہ وہ راز جو لحاف کے اندر آپ سے جناب رسالتمآبؐ نے بیان
فرمائے کیا تھے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اُسوقت آنحضرتؐ نے ہزار دروازہ علم کا مجھپر کھولدیا
کہ ہر ہر دروازے سے ہزار ہزار دروازہ علم کا مجھپر کھُل گیا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مرض کی وجہ سے بیہوش تھے کہ ناگاہ کسی نے دروازہ پر دستک دی اور حلقۂ در کو ہلایا جناب سیدہؑ
نے فرمایا کون ہے جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں مرد مسافر ہوں اور حضرت رسول اللہؐ سے ایک سوال
کرنا چاہتا ہوں اجازت ہے کہ گھر میں داخل ہوں جناب سیدہؑ نے فرمایا کہ اے شخص اسوقت واپس چلا جا حضرتؐ
بیمار ہیں تجھ سے کچھ بات نہیں کرسکیں گے وہ چلا گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ
ایک غریب رخصت چاہتا ہے کہ حضرت رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہو آیا غریبوں کو رخصت دیتے ہو۔
اُسوقت جناب رسولخداؐ ہوش میں آئے اور آنکھیں کھولکر فرمایا کہ اے فاطمہؑ تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے جناب سیدہؑ نے
کہا کہ بابا میں نہیں جانتی حضرت نے فرمایا کہ یہ جماعتوں کو پراگندہ کرنے والا اور لذتوں کو برطرف کرنے والا ہے اے
فاطمہؑ یہ ملک الموت ہے مجھ سے پہلے کسی سے رخصت گھر میں آنے کی اس نے طلب نہیں کی اور نہ بعد میرے کسی سے

رخصت طلب کریگا مجھکو جو کرامت اور بزرگی اپنے پروردگار کے نزدیک حاصل ہے اُسکے سبب سے یہ اجازت چاہتا ہے
اے فاطمہ اسکو اجازت دو تاکہ آئے۔ جناب فاطمہؑ نے اُسکو گھر میں آنے کی اجازت دی ملک الموت مثل نسیم تند گھر میں داخل
ہوا اور اہلبیت رسولؐ پر سلام کیا کہا السلام علےٰ اہلبیت رسول اللہ آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو وصیت فرمائی کہ
اشقیا کے جور و جفا پر صبر کرنا اور فاطمہؑ کی حفاظت کرنا۔ قرآن شریف موافق ترتیب کے جمع کرنا اور میرے قرض کو
ادا کرنا اور مجھکو غسل دینا اور میری قبر کے گرد دیوار بلند کر دینا اور حسنؑ اور حسینؑ کی حفاظت کرنا۔ شیخ مفید وغیرہ
علمانے بسندہاے معتبر روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دار فنا سے بعالم بقا
رحلت فرمائی تو جناب امیر المومنینؑ حسب وصیت متوجہ غسل ہوئے۔ عباس اور فضل بن عباس غسل دینے میں
جناب امیر المومنینؑ کے ہمراہ معین اور مددگار تھے۔ جب غسل سے فارغ ہوئے اور کفن پہنایا تو جناب امیر المومنین علیہ السلام
نے حضرت کا مُنہہ کھولکر کہا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زندگی میں بھی پاک اور طیب تھے
اور بعد مرنے کے بھی پاک اور طیب ہیں آپکے مرنے سے منقطع ہوگیا وہ امر جو کسی پیغمبر کے مرنے سے منقطع نہوا تھا
آپکے بعد وحی آسمانی منقطع ہوگئی آپکے ماتم کی مصیبت اسدرجہ عظیم ہے کہ اوروں کی مصیبت سے تسلی
دینے والی ہوئی اور آپکی وفات کی مصیبت ایسی عام ہوئی کہ آپکی تعزیت میں جمیع خلق صاحب مصیبت ہے
اگر آپ مجھکو صبر کا حکم نہ فرماتے اور رونے سے منع نہ کرتے تو میں ہمیشہ آپ پر روتا اور آپکی مصیبت کی ہرگز دوا
نکرتا آپکی مفارقت کے جراحت مندمل ہونے والے نہیں میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں یا رسول اللہ
مجھکو اپنے پروردگار کے سامنے یاد کرنا اور مجھکو اپنے دل سے بھلا نہ دینا۔ یہ کہکر حضرت کے روئے اقدس پر گر پڑے
اور روئے منور کے بوسے لئے اور نالے کئے پھر کپڑا حضرت کے چہرہ پر ڈالدیا۔ بصایر الدرجات میں منقول ہے
کہ جس دن جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غسل دیا اُس دن
جناب باری تعالیٰ شانہ نے خود حضرت امیر المومنین سے گفتگو کی یعنی راز کہے۔ نیز بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعالم بقا رحلت فرمائی جبرئیل امین اور دیگر ملائکہ
مقربین اور روح جو کہ شب قدر کو حضرت پر نازل ہوا کرتے تھے حاضر ہوئے اور جناب باری عز اسمہ نے جناب
امیر المومنین علیہ السلام کی آنکھوں کو ایسی طرح پر روشن کر دیا تھا اور یہ قوت بصارت میں اُسوقت عطا فرمائی تھی
کہ ملائکہ کو منتہائے آسمان سے زمین تک دیکھتے تھے اور ملائکہ حضرت کو غسل دینے میں جناب امیر علیہ السلام کی
مدد کرتے تھے اور ملائکہ نے ہی حضرت کی قبر کھودی یہانتک کہ جناب امیر المومنین قبر میں داخل ہوئے اور حضرت
رسول اللہ کو قبر میں اُتارا۔ اور جناب رسول اللہ اُسوقت ملائکہ سے گفتگو کرتے تھے اور خدائے تعالیٰ نے جناب
امیر المومنینؑ کے کانوں کو اُسوقت یہ طاقت دی تھی کہ حضرت اُن تقریروں کو سُنتے تھے جو کچھ جناب رسول اللہ

فرشتوں سے جناب امیر المومنینؑ کی سفارش کرتے تھے وہ مضمون جناب امیر المومنینؑ نے سُنا جو ملائکہ نے کہا کہ ہم علیؑ
کی خدمت اور نصرت اور امداد اور خیر خواہی میں تقصیر نہ کرینگے اور وہ ہمارے صاحب اور امام اور پیشوا بعد آپکے
ہیں اور ہمیشہ ہم اُن کے پاس آئیں گے لیکن جناب امیرؑ آج کے بغیر ہمکو نہ دیکھیں گے اور آواز ہماری سُنیں گے یہ تقریر
جناب امیر علیہ السلام نے ملائکہ سے سُنی اور جب جناب امیر المومنین علیہ السلام نے انتقال فرمایا تو جبرئیل اور ملائکہ
اور روح جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام پر نازل ہوئے اور دونوں صاحبوں نے فرشتوںکو دیکھا
اور جو کچھ جناب رسول اللہ کی وفات کے وقت واقع ہوا تھا اُسی طرح تمام امور واقع ہوئے جناب رسولؐ اللہ کو
حسنین علیہما السلام نے دیکھا کہ مع ملائکہ تشریف لائے ہیں اور جناب امیر المومنینؑ کے دفن وکفن وغسل میں
امداد فرماتے تھے۔ اور جب جناب امام حسن علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو جناب امام حسین علیہ السلام نے جبرئیل
اور ملائکہ اور روح اور جناب رسولؐ خدا اور امیر المومنین کو دیکھا کہ نازل ہوئے اور غسل وکفن ودفن میں شریک ہوئے
اور امداد فرمائی۔ اور جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے
جبرئیل اور ملائکہ اور روح اور جناب رسول اللہ وامیر المومنین وامام حسنؑ کو دیکھا کہ تشریف لائے اور جمیع امور
میں امام زین العابدین علیہ السلام کی امداد فرمائی اور جب جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے وفات پائی
تو جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب رسول اللہ وامیر المومنینؑ وامام حسن وامام حسین علیہم السلام کو دیکھا
کہ مع جبرئیل امین وملائکہ وروح تشریف لائے اور تمام امور میں امداد فرمائی۔ اور جب جناب امام محمد باقر علیہ السلام
نے انتقال کیا تو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جناب رسولؐ اللہ اور امیر المومنینؑ اور امام
حسنؑ اور امام حسینؑ اور امام زین العابدینؑ مع جبرئیل امین وملائکہ وروح غسل وکفن ودفن ونماز اور جمیع امور میں
میری مدد فرماتے تھے اور یہ حکم آخر امام تک جاری اور باقی ہے۔ جناب آخوند مجلسی علیہ الرحمہ اِس حدیث کو نقل
کرکے فرماتے ہیں کہ دیگر احادیث میں یہ جو مضمون ہے کہ جبرئیل امین نے کہا کہ میں اب پھر زمین پر نازل نہوں گا
غالباً اِس سے یہ مراد ہے کہ وحی لیکر زمین پر پھر نازل نہیں ہونگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعد حضرت رسولؐ اللہ
کے جبرئیل زمین پر نہ آئے ہوں اور بالائے ہوا یہ سب کام کرتے ہوں۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے
کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کے انتقال کے بعد جو پہلا امتحان
میرا ہوا وہ یہ تھا کہ بغیر اُس جناب کے تمام مسلمانوں میں میرا کوئی مونس اور غمخوار اور مددگار نہ تھا کہ میں اُسپر اعتماد کرتا
اور امید یاری ومددگاری کی اُس سے رکھتا۔ حضرت رسول اللہ نے مجھکو بچپن میں پالا اور میری تربیت کی
جب میں بڑا ہوا تو مجھکو اپنی پناہ میں رکھا یتیمی سے نکالا۔ اور میرے کل اخراجات کی کفالت کی مجھے ہر حالت سے
بے نیاز کیا حضرت کی برکت سے میں کسی کا محتاج نہوا اِسی طرح مجھکو جو نعمتیں دُنیا کی حضرت کی وجہ سے میسر تھیں

مگر یہ سب کچھ باوجود بہت کثرت اور زیادتی کے اُس شفقت اور مرحمت کے مقابلہ میں بہایت کم تھیں جس شفقت اور عنایت اور مرحمت سے مجھکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درجاتِ عالیہ اور کمالاتِ نفسانیہ پر فائز کیا اور علومِ ربانی مجھکو تعلیم فرمائے اور قرب وصال رب متعال کی طرف مجھکو راہ نمائی کی اور افعال و اقوال و آداب حسنہ سے مجھکو آراستہ فرمایا پس جناب سرور کائنات کی وفات سے مجھپر ایسے صدمے اور اندوہ وارد ہوئے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اگر ان مصیبتوں کو پہاڑوں پر ڈالیں تو وہ بھی برداشت نہ کرسکیں۔ پس حضرت کی مصیبت اور ماتم میں میں نے لوگوں کو مختلف حالات میں پایا۔ بعضوں کا رونا پیٹنا اس درجہ پر تھا کہ مطلق ضبط نہ کرسکتے تھے اور اُس مصیبتِ عظیم کے برداشت کرنے کی قوت بالکلیہ دور ہوگئی تھی اور اُنکو کسی طرح صبر نہیں آسکتا تھا اندوہ اور غم کی شدت نے اُن کے حواس کو پریشان و پراگندہ کر دیا تھا۔ یہ حال تو اہلبیتِ رسول اور آنحضرت کے اقربا کا تھا باقی اور لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ بعضے اُنمیں سے ماتم پرسی کرتے تھے اور کہتے تھے صبر کرو اور بعضے رونے اور پیٹنے میں بھی شریک ہوتے تھے اور رونے پیٹنے میں اہلبیت کی مددگاری کرتے تھے۔ اس اندوہ عظیم میں جو دفعتہً مجھپر ایک کوہ مصیبت ٹوٹ پڑا میں نے صبر اور شکیبائی اور خاموشی اختیار کی اور حضرت نے جو کچھ غسل اور کفن اور حنوط و نماز و دفن کی بابت اور کتاب خدا کے جمع کرنے کے بارہ میں مجھکو وصیت فرمائی تھی اُن امور کے تعمیل میں مشغول ہوا وہ امور ضروریہ جنکی بجاآوری کے لئے میں حضرت کی طرف سے مامور ہوا تھا اُن کی بجاآوری کے لئے گریہ بیتابانہ اور آہ و نالہ اور سوزشِ سینہ مجھکو مانع نہوئے۔ یہانتک کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے مجھپر لازم تھا سب میں نے ادا کیا اور اُس سخت مصیبت میں صبر کرکے رحمتِ الٰہی کا امیدوار ہو کر تمام احکام خدا و ارشاداتِ رسول کو بجا لاکر فارغ ہوا کافی میں بسند معتبر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس رات جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ نے بجانب ریاض جنت رحلت فرمائی وہ رات اہلبیتِ طاہرین پر اور راتوں کی نسبت بہت طولانی تھی۔ یعنی وہ رات اہلبیتِ رسولؐ پر بہایت سخت مصیبت کی رات تھی۔ حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک حالت اہلبیت پر طاری تھی کہ اُنکو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم آسمان کے نیچے ہیں یا زمین میں ہیں۔ اسلئے کہ جناب رسول اللہ نے خدائے عزوجل کی رضامندی کے لئے کفار اور مشرکین سے جہاد کئے اور اُنکو قتل کیا تھا پس بعد حضرت کے اہلبیتِ رسول منافقوں سے خائف اور ترساں تھے حق تعالیٰ نے اُس حالت میں اُسی شب کو ایک فرشتہ بھیجا۔ اور دوسری روایت میں لفظ جبرئیل کا وارد ہے۔ اُسکو دیکھتے نہ تھے آواز اُسکی سُنتے تھے اُس فرشتہ نے آکر کہا السلام علیکم یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تحقیق خدا ہر مصیبت میں تسلی دینے والا ہے اور ہر مہلکہ سے نجات بخشنے والا ہے اور ہر چیز فوت شدہ کا تدارک کرنے والا ہے پھر یہ آیہ پڑھا۔ کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز و

ما الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور پھر اُس فرشتہ نے کہا کہ تحقیق حق تعالیٰ نے تمکو برگزیدہ کیا ہے اور تمام لوگوں پر تمکو فضیلت دی ہے اور تمکو تمام گناہوں اور عیبوں سے پاک کیا ہے اور تمکو اپنے محبوب سید المرسلین کی اہلبیت بنایا ہے اور اپنا علم تمہارے سپرد کیا ہے اور اپنی کتاب تمکو میراث میں دی ہے اور تمکو اپنے علم کا صندوق بنایا ہے اور تمکو اپنا عصائے عزت کیا ہے اور تمکو اپنے نور سے مثال دی ہے اور تمکو معصوم گردانا ہے اور لغزش فتنہ و فساد سے تمکو بیخوف کیا ہے تم خدا تعالے کے صبر دینے پر صبر کرو تحقیق حق تعالیٰ تمسے اپنی رحمت کو دور نہیں کرتا اور اپنی نعمت تمسے زایل نہیں فرماتا قسم خدا کی تم لوگ اہل خدا ہو خدا نے تمہارے ہی سبب سے خلقت پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور پراگندہ کو مجتمع کیا ہے اور کلمات کو متفق کیا اور تم خدا کے دوست ہو جو کوئی تمہاری ولایت کو اختیار کرے وہ رستگار ہے اور جو کوئی تمپر ستم کرے اور تمہارا حق تمسے چھین لے وہ ہلاک ہوگا حق تعالیٰ نے تمہاری محبت کو اپنی کتاب میں واجب کیا ہے اور خدا جسوقت چاہے تمہاری مددگاری اور یاری پر قادر ہے اور مصلحت کو وہ خوب جانتا ہے۔ پس تم صبر کرو اور عاقبت بخیر ہونے کے منتظر رہو۔ تحقیق بازگشت جمیع امور کی خدا کی طرف ہے اور تحقیق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمکو جناب باری تعالےٰ شانہ کے سپرد کیا ہے اور خدا تعالیٰ نے قبول کیا ہے اور تمکو زمین پر اپنے دوستوں اور مومنوں کے سپرد کیا ہے جو شخص امانت خدا کو ادا کرے اور تمہاری ولایت کو اپنے اوپر لازم جانے اور تمہاری حرمت کی رعایت کرے حق تعالیٰ اُسکو جزائے راستی قیامت میں دیگا تم لوگ امانت سپرد کردہ خدا و رسول ہو اور تمہاری محبت اور اطاعت تمام خلقت پر واجب اور فرض ہے اور جناب رسالتمآب نے جوار الہی میں منتقل ہونے سے پہلے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور تمہارے واسطے راہ نجات کو واضح و روشن کر دیا ہے یہانتک کہ کسی جاہل کے لئے کوئی حجت باقی نہیں رکھی پس اگر کوئی نادانقف اور نادان ہو یا اظہار نادانی کا کرے یا کسی حق کا انکار کرے یا بھول جائے یا اظہار فراموشی کرے اُسکا حساب خدا پر ہے اور خدا تمہاری حاجتوں کو برلانے والا ہے اب تمکو خدا کے سپرد کرتا ہوں والسلام علیکم۔ راوی نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تعزیت کسکی طرف سے تھی حضرت نے فرمایا کہ یہ تعزیت جناب باری تعالیٰ شانہ کی جانب سے تھی۔ کافی میں باسناد معتبر جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کو اپنی پدر بزرگوار کی وفات کا اور نیز منافقان امت کے جور اور ظلم کا اسدرجہ حزن اور اندوہ اور صدمہ اور ملال ہوا کہ بجز حق تعالےٰ کے اور کوئی اُسکی شدت سے واقف نہ تھا۔ جناب رب العالمین جلت نعمایہ وعظمت آلایہ نے جبرئیل امین کو حضرت سیدہ نساء عالمین کے پاس بھیجا تاکہ اُنسے باتیں کریں اور شدت اندوہ و احزان میں اُنکی تسلی کریں ہر روز جبرئیل امین آتے تھے اور جناب فاطمہ زہرا کی تسلی فرماتے تھے اور دلجوئی کرتے تھے اور جناب رسول اللہ کے منازل رفیعہ و درجات منیعہ اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک اُس جناب کے قرب و منزلت کا ذکر کرتے تھے اور بعد اُسکے جو جو کچھ اُن کی ذریت اور عترت پر دشمنان دین کے ہاتھ سے ظلم اور جور ہونے والے تھے

انکا بیان کرتے تھے اور جو جو کچھ اُن کے دشمنوں کو عذاب ہوگا اُسکا ذکر کرتے تھے اور نیز جو لوگ سلطنت بحق یا بباطل پائینگے
انکا حال بیان کرتے تھے جب جناب سیدہ نے یہ حالت مشاہدہ فرمائی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کہا کہ کوئی شخص
میرے پاس آتا ہے اور اس قسم کی گفتگو کرتا ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فاطمہ جسوقت وہ شخص آئے
تو مجھکو اطلاع کرنا پس جسوقت جبرئیل آتے تھے جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا جناب امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام
کو خبر کرتی تھیں۔ جو جبرئیل امین کہتے جاتے تھے امیر المومنینؑ اسکو لکھتے جاتے تھے یہانتک کہ ایک کتاب جمع ہوگئی اسی کا
نام مصحف فاطمہ ہے اسمیں جمیع احوال آئندہ تا روز قیامت مندرج ہیں وہ کتاب جناب صاحب الزمان حلیف القرآن
خلیفۃ الرحمان قائم آل محمد صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کے پاس موجود ہے اور جناب امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب فاطمہ زہرا
بعد ارتحال سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھتر روز زندہ رہیں اور اس پچھتر دن میں ہر وقت محزون و مغموم رہیں
اور رویا کیں یہانتک کہ اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہوئیں۔ فی کشف الغمہ۔ وروی جابر بن عبد اللہ الانصاری
قال دخلت فاطمۃ علیہا السلام علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وھو فی سکرات الموت فانکبت
علیہ تبکی ففتح عینہ وافاق ثم قال یا بنیۃ انت المظلومۃ بعدی وانت المستضعفۃ بعدی فمن
اذاک فقد اذانی ومن غاظک فقد غاظنی ومن سرک فقد سرنی ومن برک فقد برنی ومن
جفاک فقد جفانی ومن وصلک فقد وصلنی ومن قطعک فقد قطعنی ومن انصفک فقد
انصفنی ومن ظلمک فقد ظلمنی لانک منی وانا منک وانت بضعۃ منی وروحی التی بین جنبی ثم
قال علیہ السلام الی اللہ اشکو ظالمیک من امتی ثم دخل الحسن والحسین علیہما السلام فانکبا
علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وھما یبکیان ویقولان انفسنا لنفسک الفدا یا رسول اللہ فذھب
علی علیہ السلام لینحیھما عنہ فرفع راسہ الیہ ثم قال یا علی دعھما یا اخی یشمانی واشمھما ویتزودان
منی واتزود منھما فانھما مقتولان بعدی ظلماً وعدواناً فلعنۃ اللہ علی من یقتلھما ثم قال یا علی
وانت المظلوم المقتول بعدی وانا خصم لمن انت خصمہ یوم القیامۃ۔ کتاب کشف الغمہ میں جابر بن عبد اللہ
الانصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ مرض وفات میں بیمار تھے جناب فاطمہ زہرا
علیہا السلام تشریف لائیں اور اپنے پدر بزرگوار کو بحالت غشی دیکھکر روتے روتے بیتاب ہوگئیں اور اپنے آپ کو آنحضرت
پر گرادیا حضرت کو جب غش سے افاقہ ہوا حضرت نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ اے بیٹی میرے بعد تجھپر بڑے بڑے
ظلم ہونگے اور تجھکو لوگ ضعیف سمجھیں گے پس جس نے تجھکو ایذا دی اُس نے مجھکو ایذا دی۔ جس نے تجھے ناراض
کیا اُس نے مجھکو ناراض کیا جس نے تجھکو خوش کیا اُس نے مجھکو خوش کیا۔ جس نے تجھ سے نیکی کی اُس نے مجھ سے
نیکی کی جس نے تجھپر جفا کی اُس نے مجھپر جفا کی جس نے تجھپر احسان کیا اُس نے مجھپر احسان کیا۔ جس نے تجھ سے

کشف الغمہ ص ۱۳۱ در احوالات سیدہ علیہا السلام

قطع کیا اُس نے مجھ سے قطع کیا جس نے تیرے باب میں انصاف کیا اُس نے میرے ساتھ انصاف کیا جس نے تجھپر ظلم کیا اُس نے مجھپر ظلم کیا اسواسطے کہ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں اسلئے کہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور تو میری روح اور جان ہے۔ پھر فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اے فاطمہؑ میں اُن لوگوں کی شکایت خدا سے کرتا ہوں جو تجھپر ظلم کرینگے۔ اس عرصہ میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ روتے ہوئے آئے اور اُنہوں نے اپنے آپ کو جناب رسول اللہؐ کے سینہ پر گرا دیا اور حسنینؑ اسوقت کہتے تھے کہ ہماری جانیں اور ہمارے نفس آپ پر فدا ہو جائیں یا رسول اللہ یہ حالت دیکھکر جناب امیر المومنینؑ اُٹھے تاکہ حسنینؑ کو حضرت کے سینہ مبارک پر سے اُٹھالیں حضرت نے سراقدس کو بلند کیا اور فرمایا کہ اے علیؑ اے بھائی اِن میرے فرزندوں کو میرے سینہ پر رہنے دو جُدا نہ کرو کہ یہ مجھکو سونگھیں اور میں اُنکو سونگھوں اور یہ مجھکو دیکھ لیں میں اُنکو دیکھ لوں یہ دونوں میرے انتقال کے بعد بڑے بڑے ظلم اور ستم سے قتل کئے جائیں گے۔ خدا لعنت کرے اِن کے قاتلوں پر۔ پھر فرمایا آنحضرتؐ نے کہ یا علیؑ تم میرے بعد مظلوم اور مقتول ہوگے۔ اور اے علیؑ میں بروزِ قیامت اُس شخص کا دشمن ہوں جسکے تم دشمن ہو یعنی جو تمہارا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے +

چھتیسویں۳۶ مجلس جناب سید الانبیا صلے اللہ علیہ و آلہ الاصفیا کے مواعظ موعظہ اُولیٰ

کتاب بحار الانوار کی مجلد ہفدہم کے باب چہارم میں مسطور اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے کہ جناب محبوب خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ صلواۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ میں تین امروں سے سخت ممانعت کرتا ہوں۔ حسد۔ حرص۔ جھوٹ یہ تین خصلتیں نہایت بد ہیں۔ یا علیؑ تین خصلتیں بہت اچھی ہیں بلکہ وہ کُل خصلتوں کی سردار ہیں اُن کے بجالانے کا میں حکم کرتا ہوں خلقت میں انصاف کرنا۔ اپنی برادران دینی سے سلوک و مواسات کرنا۔ ہر حال میں خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا۔ یا علیؑ مومن کے لئے دُنیا میں تین سرور اور فرحتیں ہیں۔ اوّل ملاقات اخوان۔ دوم روزہ افطار کرنے کے وقت جو مسرت حاصل ہوتی ہے سوم آخر شب میں نماز تہجد پڑھنے کی فرحت اور خوشی۔ یا علیؑ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جن لوگوں میں وہ نہوں اُن کے افعال اور اعمال کبھی پورے اور تمام نہیں ہوتے۔ اوّل وہ ورع اور پرہیزگاری جو آدمی کو عصیانِ الٰہی سے باز رکھے۔ دوم وہ حُسن خلق جس سے لوگوں کے ساتھ مدارا کر کے اُنکے شر و رسے محفوظ رہ سکے۔ سوم وہ حلم جس کے سبب سے جہال کی باتوں کا متحمل ہو کر امن میں رہ سکے۔ یا علیؑ تین خصلتیں حقیقت ایمان میں سے ہیں۔ اوّل فقر اور تنگ دستی کی حالت میں خیرات کرنا۔ للہ دینا راہ خدا میں خرچ کرنا۔ دوم لوگوں میں انصاف کرنا۔ سوم متعلمین پر علم کا خرچ کرنا یعنی علم پڑھانا علم دین کا

سکھانا۔ یا علیؑ تین خصلتیں مکارمِ اخلاق میں سے ہیں۔ اوّل یہ کہ تم اُسکو انعام دو اور اُسپر عطا و بخشش کرو جو تمکو محروم رکھے۔ دوم یہ کہ تم اُس سے صلۂ رحم کرو جو تمسے قطع رحم کرے۔ سوم یہ کہ تم اُسکو معافی دو جو تمپر ظلم و ستم کرے۔

سینتیسویں مجلس موعظۂ ثانیہ

نیز بحار الانوار کے اُسی باب میں ہے کہ فرمایا جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ الاطیاب نے جناب ولایتمآب صلی اللہ علیہ و اولادہ الانجاب سے کہ یا علیؑ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اُن تینوں چیزوں کے ساتھ بندہ خدائے تعالےٰ سے ملاقات کرے تو وہ تمام خلقت سے افضل ہوگا۔ اوّل یہ کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے اسپر واجب کیا ہے وہ اُسکو بجا لایا ہو تو وہ شخص عابد ترین مردم ہوگا۔ دوم وہ شخص جو محرمات سے پرہیز کرے یعنی جو کچھ خدا نے حرام کیا ہے اُن سب سے جو شخص اجتناب کرے گا وہ سب خلقت سے زیادہ تر پرہیزگار ہوگا۔ سوم وہ شخص جو قناعت کرے اُسپر جو خدا نے اُسکو دیا ہے وہ سب خلقت سے زیادہ تر غنی ہوگا۔ یا علیؑ تین چیزیں ایسی ہیں کہ یہ اُمت اُنکی تاب نہیں لاسکتی اور اُن کے تحمّل سے عاجز ہے۔ اوّل مواسات اپنے اخوان سے یعنی جو کچھ خدا نے انکو دیا ہے وہ اپنے برادرانِ دینی پر بالسّویہ تقسیم کریں۔ دوم انصاف کرنا لوگوں میں اپنے آپ کے ساتھ۔ سوم ہر حالت میں ذکرِ خدا کرنا اور ذکر خدا سے اِس مقام پر یہ مراد نہیں کہ خدا کا نام زیادہ لے یا سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ زیادہ پڑھے بلکہ اِس مقام پر ذکر خدا سے مراد یہ ہے کہ جب انسان کو کوئی ایسا کام یا ایسی چیز پیش آئے کہ وہ کام ناجائز ہو یا وہ شے خدا نے حرام کی ہو تو اُسوقت خدا سے ڈرے اور خدا کو یاد کرے اور بخوف الٰہی اُس فعل حرام سے باز رہے۔ یا علیؑ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اُنمیں انسان کو دیوانہ ہوجانے کا خوف ہے۔ اوّل مسلمانوں کی قبروں میں پاخانہ پھرنا۔ دوم ایک پاؤں میں جوتہ پہنکر چلنا۔ سوم ایک مکان میں تنہا سونا۔ یا علیؑ تین طرح کے لوگوں کے ساتھ ہم نشینی اور مجالست کرنا دل کو مُردہ اور روح کو زایل کرتا ہے۔ اوّل پاجی اور پست ہمّت اور کمینے لوگوں کے ہمراہ مجالست کرنا دوم اغنیا اور امرا کی ہمنشینی کرنا۔ سوم عورتوں کے ساتھ مجالست کرنا۔ یا علیؑ تین چیزیں قوّت حافظہ کو زیادہ اور بلغم کو کم کرتی ہیں۔ اوّل کُندر کا کھانا۔ دوم مسواک کرنا۔ سوم قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔ یا علیؑ تین چیزیں وسواس میں داخل ہیں اوّل مٹّی کھانا۔ دوم دانتوں سے ناخن کاٹنا۔ سوم اپنی ڈاڑھی کے بال مُنہہ میں لیکر دانتوں سے نوچنا یا علیؑ میں تین باتوں سے سخت ممانعت کرتا ہوں۔ اوّل حرص دوم حسد سوم تکبر۔ یا علیؑ تین چیز دل کو سخت کردیتی ہیں قساوتِ قلبی اُنسے پیدا ہوتی ہے۔ اوّل لہو و لعب کی باتیں سُننا بیہودہ اور عبث کام کرنا **مؤلف** اِسمیں ڈھول ناچ رقص سرود وغیرہ کے جلسے سب آگئے۔ دوم شکار کھیلنا یعنی جانوروں کو پکڑنا یا مارنا۔ **مؤلف** اِسمیں ہر طرح کا شکار آگیا جال۔ بندوق۔ تیر۔ باز جرہ وغیرہ۔ سوم بادشاہ کے مکان پر جانا **مؤلف** اِسمیں کُل حکام کے ہاں جانا داخل ہوگیا۔

یا علیؑ عیش تین چیزوں میں ہے۔ مکان فراخ اور وسیع ہو۔ زوجہ جمیلہ و عقیلہ و عفیفہ ہو۔ گھوڑی فراخ شکم ہو۔ فراخ شکم سے مراد بچہ دینے والی ہے۔

اڑتیسویں (۳۸) مجلس موعظہ ثالثہ

نیز اُسی کتاب میں اور اُسی باب میں مذکور اور جناب حبیب غفور سے ماثور ہے کہ فرمایا سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے سید الوصیین صلواۃ اللہ علیہ سے کہ یا علیؑ میں تجھے وصیت کرتا ہوں اُسکو یاد رکھ اُسکے یاد رکھنے میں بڑی نیکی حاصل ہوگی۔ یا علیؑ جو شخص اپنے غیظ اور غضب کو کھا جائے اور غصہ کو پی جائے ایسی حالت میں کہ وہ اپنے مغضوب کو سزا دینے پر قادر ہو اور جس سے ناراض ہوا ہے اُسپر من حیث الضرب والشتم وغیرہ اپنا حکم جاری کرسکتا ہو پھر باوجود اِس قدرت کے اُس سے اغماض نظر و چشم پوشی کرے اور اُسکو معاف کر دے تو خدا تعالیٰ بروز قیامت اُسکو امن اور ایمنی عطا فرمائیگا۔ ایسی طرح کہ اُسکو امن کا مزہ آئیگا۔ یا علیؑ جو شخص مرنے کے وقت اچھی طرح وصیت نکرے اُسکی موت میں نقصان ہوتا ہے اور وہ شفاعت کا مالک نہیں ہوسکتا۔ یا علیؑ مجاہدوں میں سے افضل اور بہتر وہ ہے جو کہ ہر روز ایسی حالت میں صبح کرے کہ بندگان خدا میں سے کسی پر ظلم کرنے کا قصد نرکھتا ہو۔ یا علیؑ جو شخص ایسا ہو کہ لوگ اُسکی زبان کے شر[۱] سے ڈرتے ہوں وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ یا علیؑ سب لوگوں میں بُرا اور بد[۲] وہ شخص ہے جسکے شر سے ڈر کر لوگ اُسکا اکرام کریں۔ یا علیؑ تمام لوگوں میں سے زیادہ تر بد وہ شخص ہے جو اپنی آخرت[۳] کو دوسروں کی دُنیا کے لئے بیچتا ہے۔ یا ظالم[۴] کو مظلوم کا پتا بتاتا ہے اور اُسکی نشان دہی کرتا ہے۔ یا مظلوم[۵] کو گرفتار کرکے ظالم کے پاس لیجاتا ہے۔ یا ظالم[۶] کی خوشامد میں مظلوم پر سختی کرتا ہے۔ یا علیؑ جو شخص عذر خواہ کی طرف سے عذر کو قبول نہ کرے چاہے وہ عذر خواہ جھوٹا ہو اور چاہے سچا مگر وہ عذر قبول نکرنے والا میری شفاعت سے دور رہیگا۔ یا علیؑ خدا اُس جھوٹ کو دوست رکھتا ہے جو لوگوں کی اصلاح اور بھلائی کے لئے بولا جائے اور خدا دشمن رکھتا ہے اُس سچ کو جو لوگوں میں فساد ڈالنے اور خرابی پیدا کرنے کے لئے بولا جائے۔ یا علیؑ ہر مسکر (مست کرنے والی شے) حرام ہے اور

۱-۲ جیسا کہ ابوالشرور فظاظت و غلاظت میں مشہور تھا۔ فقرہ اول و دوم سے اُسکا دوزخی ہونا ثابت ہوگیا۔ ۱۲ زائر۔

۳ اِس فقرہ پر ذاکر کو اختیار ہے کہ عمر سعد نحس و شقی کا ذکر کرے کہ اُس ملعون نے ابن زیاد بد نہاد و یزید عنید کی دُنیا کے واسطے اپنی آخرت فروخت کر ڈالا اور حکومت رے پھر بھی نملی۔ خسر الدنیا والاخرہ ہوگیا۔ ذاکر اِس مضمون کو مفصل بیان کرے۔ ۱۲+

۴ اِس فقرہ کے بعد بلال پسر طوعہ کا مسلم علیہ السلام کے حال سے ابن زیاد کو مطلع کرنا بیان کرکے حضرت مسلم کی شہادت کا ذکر کرے

۵ اِس فقرہ کے بعد زجر بن القیس و شمر ذی الجوشن وغیرہ ملاعنہ کا اہلبیت رسول کو اسیر کرکے یزید اور ابن زیاد کے دربار میں لیجانا بیان کرے۔ ۶ اِس فقرہ کے بعد زجر بن القیس وغیرہ ملاعنہ کا ابن زیاد و یزید نامراد کی خوشامد میں اہلبیت پر سختی کرنا بیان کرے۔ ۱۲ - زائر+

ایک گھونٹ بھی جائز نہیں حرام ہے۔ یا علیؑ کل گناہوں کو گویا ایک کوٹھے میں بند کر دیا گیا ہے اور اس کوٹھے مقفل کی تالی شراب خواری کو قرار دیا گیا ہے۔ یا علیؑ شراب خوار آدمی پر ایک ساعت ایسی بھی آتی ہے کہ وہ اپنے پروردگار کو بالکل بھول جاتا ہے اور خدا کو نہیں پہچانتا۔ یا علیؑ پہاڑوں کو انکی جگہہ سے زایل کر دینا آسان تر ہے اس امر سے کہ جس سلطنت کے زوال کا وقت ابھی نہیں آیا اسکو زایل کیا جائے۔ یا علیؑ جس شخص کی ہم نشینی سے دینی یا دنیادی فائدہ نہو اسکے پاس بیٹھنے میں کچھ خیر اور نیکی نہیں ہے۔ یا علیؑ لایق اور سزاوار ہے کہ مومن میں آٹھ خصلتیں ہوں۔ لغزشوں کے وقت میں وقور ہو۔ مصیبتوں کے وقت میں صبور ہو۔ جو کچھ خدا نے اسکو دیا ہے اسپر قانع ہو۔ بوقت فراوانی در خاشاکر ہو۔ دوستوں کو امر شاق و دشوار کی تکلیف ندے۔ اپنے دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرے۔ اسکا بدن دار دنیا میں تکلیف اٹھاتا رہے۔ لوگ اسکی جانب سے راحت میں رہیں یعنی کسی کو آزار نہ دے رنج نہ پہنچائے۔ یا علیؑ چار آدمی ایسے ہیں کہ انکی دعا رد نہیں ہوتی۔ اول امام عادل دوم باپ جو بیٹے کے حق میں دعا کرے۔ سوم وہ شخص مومن جو اپنے برادران دینی کے لئے غیبت میں دعا کرے۔ چہارم دعا مظلوم کی اس ظالم کے حق میں جس نے اسپر ظلم کیا ہو۔ کیونکہ اسکے جواب میں جناب رب الارباب منتقم حقیقی فرماتا ہے کہ قسم ہے مجھکو اپنی عزت و جلال کی میں تیری مدد ضرور کرونگا اگرچہ کچھ زمانہ گزر جائے۔ یا علیؑ آٹھ قسم کے آدمی ایسے ہیں کہ اگر انکی اہانت کیجائے تو انکو چاہیے کہ وہ خود اپنے نفس کو ملامت کریں۔ اول وہ ناخواندہ مہمان جو بے بلائے کسی کے ہاں کھانا کھانے جائے۔ دوم وہ شخص جو کسی کے گھر خود ہی جا کر اسکے معاملات میں از خود آپ ہی دخل دینا شروع کرے۔ سوم وہ شخص جو اپنے دشمنوں سے نیکی کی امید رکھے۔ چہارم وہ شخص جو بخیلوں اور کنجوسوں اور پاجیوں سے مہربانی اور انعام اور عطا کی امید رکھتا ہو۔ پنجم وہ شخص کہ جو دو آدمیوں کے اس راز میں از خود دخل ہونا چاہے جسکو وہ اس سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہوں۔ ششم وہ شخص جو بادشاہ اور حاکم وقت کی بے ادبی اور استخفاف کرے۔ ہفتم وہ شخص جو ایسی مجلس میں جا کر بیٹھے جسکا وہ لایق نہو۔ ہشتم وہ شخص جو خود بخود ایک بات کہے جائے اور جس سے بات کرتا ہے وہ اسکی طرف متوجہ ہو کر نہ سنے۔ یا علیؑ خدا تعالیٰ نے بہشت کو اس شخص پر حرام کیا ہے جو فحاش اور گالیاں دینے والا ہو جو کہ اس امر کی کچھ پروا نہیں کرتا کہ میں کیا کہتا ہوں اور لوگ مجھکو کیا کہیں گے۔ یا علیؑ وہ مزاح ناجایز ہے جس سے بیعزتی ہو اور جھوٹ ہرگز نہیں بولنا چاہیے کیونکہ اس سے انسان کا نور دور ہو جاتا ہے اور دو خصلتیں لازم ہیں ایک یہ کہ فحش نہ کہے دوسرے یہ کہ کاہلی اور سستی نہ کرے کیونکہ اگر آدمی فحش کی عادت ڈالیگا تو حق کے سننے پر صبر نہ کر سکے گا اور اگر سستی اور کاہلی کا عادی ہو جائیگا تو کوئی حق ادا نہ کر سکے گا۔ یا علیؑ ہر ایک گناہ کے لئے ایک توبہ ہے لیکن بدخلق آدمی کیلئے توبہ نہیں ہے کیونکہ ہر وقت اسکا یہ حال رہیگا کہ ایک گناہ سے نکلا دوسرے گناہ میں گرفتار ہو گیا۔ یا علیؑ

چار گناہ ایسے ہیں کہ اُنکی سزا اور عقوبت بہت جلد ملتی ہے اوّل وہ شخص جو کسی کی نیکی اور احسان کے عوض میں اس سے بدی کرے ۔ دوسرے وہ شخص کہ ایک آدمی نے اُس سے کوئی بدی نہیں کی مگر وہ اُس سے بدی کرے ۔ تیسرے وہ شخص جو ایک امر پر عہد کرے پھر اُس عہد کا ایفا نہ کرے چوتھے وہ شخص جو باوجود اسکے کہ اُسکے عزیز اُسکے ساتھ صلۂ رحم بجالاتے ہوں مگر وہ اُنسے قطع رحم کرے ۔ یا علیؑ طعام کھانے کے بارہ میں بارہ خصلتیں ہیں ہر مسلمان کو سزاوار ہے کہ اُن خصال کو جانے اور اُنپر عمل کرے چار اُنمیں سے واجب ہیں ۔ چار سنّت ہیں چار ادب ہیں ۔ چار اُنمیں سے جو واجب ہیں اوّل اُنمین سے یہ ہے کہ طعام کھانے سے پہلے اِس امر کی آگاہی حاصل کرے کہ جس غذا کو وہ کھانا چاہتا ہے وہ کیا شے ہے آیا حلال اور جائز ہے یا حرام اور ناجائز ۔ دوسرے یہ کہ بسم اللہ پڑھے ۔ تیسرے یہ کہ شکر پروردگار کا بجالائے چوتھے یہ کہ جو کچھ رازقِ مطلق نے اُسکو دیا ہے اُسپر قناعت کرے ۔ چار خصلتیں جو سنّت ہیں وہ یہ ہیں کہ طعام کھانے کے وقت پاؤں کے بھل بیٹھے ۔ تین انگلیوں سے کھائے ۔ رکابی میں اپنی طرف سے کھائے ۔ بعد کھانا کھانیکے انگلیوں کو چاٹ لے ۔ چار چیزیں جو منجملہ ادب ہیں اُنمیں اوّل یہ ہے کہ لقمہ چھوٹا لے ۔ دوسرے یہ کہ لقمہ کو خوب اچھی طرح چبائے ۔ تیسرے یہ کہ جو لوگ اُسکے ہمراہ دسترخوان پر بیٹھے ہوں اُنکی طرف نہ دیکھتا رہے ۔ چوتھے یہ کہ قبل از طعام و بعد از طعام ہاتھ اچھی طرح سے دھولے ۔ یا علیؑ جناب باری تعالیٰ شانہ نے بہشت کے محلوں کو خشتہائے طلا و نقرہ سے بنایا ہے اور اُنکی چھتیں زبرجد کی بنائی ہیں اور خاک اُسکی موتی اور زعفران اور مشک کی بنائی ہے پھر اُسکو تقریر کرنے کا حکم دیا تب بہشت بحکم خالق کون و مکان متکلم ہوا اور کہا لا الٰہ الا اللہ الحی القیوم بیشک نیک قسمت والا وہ شخص ہے جو مجھ میں داخل ہو اُس وقت جناب ربّ العزّت جل جلالہ نے خود ارشاد فرمایا کہ قسم ہے مجھکو اپنی عزّت اور جلال کی کہ تجھ میں ہرگز داخل نہوں گے وہ لوگ جو دایم الخمر اور سخن چیں اور نبّاش (کفن چور) اور قاطع الرحم اور قدری ہونگے ۔ یا علیؑ دس قسم کے آدمی اِس اُمّت میں سے کافر ہوئے ہیں ۔ قاتل ۔ ساحر ۔ دیوث ۔ واطی الدبر ۔ واطی البہایم ۔ واطی المحارم ۔ فتنہ و فساد میں سعی کرنے والا ۔ اہلِ حرب کے ہاتھ سلاح حرب بیچنے والا مانع الزکوٰۃ ۔ اور جو شخص باوجود مستطیع ہونے کے بھر حج نہ کرے ۔ یا علیؑ ولیمہ کرنا صرف پانچ مواقع میں ہے ۔ ولیمۂ عروسی ۔ ولیمۂ پیدایش فرزند ۔ ولیمۂ ختنہ ۔ ولیمۂ مکان جدید بنانے پر یا مکان کے خریدنے پر ۔ ولیمۂ حج کرکے واپس آنے پر ۔ یا علیؑ مکارمِ اخلاق تین خصلتیں ہیں ۔ ظالم کو معافی دینا یعنی جو ظلم کرے اُسکا گناہ معاف کردینا ۔ اُس شخص کے ساتھ صلۂ رحم بجالانا جو کہ قطع رحم کرے ۔ جو شخص تمہارے رتبہ سے ناواقف اور جاہل ہو اُسکے ساتھ

---

[1] اس جملہ میں سب وہ لوگ آگئے جنہوں نے اُس عہد کو توڑا تھا جو جناب بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ و آلہ نے بحکم خدائے قدیر بمقام خم غدیر دربارہ مولایت و (۱) رت و خلافت جناب امیرؑ باندھا تھا ۔ جن لوگوں نے اُس عہد کو توڑا اور اُس کا ایفا نہ کیا تو گناہ اُسکا بسبب نقضِ عہد نبوی سخت تر تھا اسلئے اُسکی سزا آخرت پر رکھی گئی ۔ زاہر + + +

بحلم و بردباری برتاؤ کرنا۔ یا علیؑ سبقت کرو چار چیزوں کی طرف قبل چار چیزوں کے۔ جوانی کی طرف قبل از پیری
بجانب صحت قبل از بیماری۔ بسوئے غنا قبل از فقر و بجانب حیات قبل از ممات **مؤلف** آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اعمالِ نیک جہانتک ہو سکیں اِن اوقات میں بجا لاؤ۔ یعنی جسقدر نیکی ہو سکے جوانی میں قبل
از پیری اور صحت و تندرستی کے ایام میں قبل از بیماری اور وقت رخا و غنا میں قبل از فقر و تنگدستی اور ایام
زندگی میں قبل از موت کر لو ۵

رو لو کہ پس از مرگ بہتر نہیں ہونا
دھو لو جو تمہیں نامۂ اعمال ہو دھونا
غافل کبھی اِس غم سے نہیں ہوتی ہیں زہرا

یوں مجلسوں میں اور یہ شبیرؑ پہ رونا
اور جاگ لو گر قبر میں ہے چین سے سونا
ان مجلسوں میں آتی ہیں اور روتی ہیں زہرا

انتالیسویں ۳۹ مجلس موعظہ رابعہ

یا علیؑ امور مفصلہ ذیل کو حق سبحانہ تعالیٰ میری امت کے لئے مکروہ اور برا جانتا ہے۔ حالتِ نماز میں لغو اور عبث
کام کرنا۔ صدقہ دیکر احسان جتانا۔ مساجد میں بحالتِ جنب جانا۔ قبرستان میں ہنسنا۔ اچانک۔ بغتۃً۔ یکایک
گھر میں داخل ہونا۔ بوقتِ مباشرت عورت کے ستر کو دیکھنا۔ مابین نماز مغرب و عشا سونا۔ بغیر لنگ باندھنے کے
زیر آسمان یا نہر یا حوض یا حمام میں نہانا۔ صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان بات چیت کرنا۔ طغیان دریا و
ہیجانِ آب کے وقت کشتی میں سوار ہونا۔ اس چھت پر سونا جسکی مڈیر نہو۔ یا گرداگرد اسکے کٹہرا نہوا۔ سونے مکان
میں تنہا سونا۔ اور اپنی زوجہ سے درحالتِ حیض مباشرت کرنا اگر کوئی ایسا کرے اور پھر بچہ پیدا ہو تو وہ برص
یا مجذوم پیدا ہوگا۔ تب اسکو چاہئے کہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔ مجذوم سے گفتگو کرنا جب تک ایک ہاتھ کا
فاصلہ بیچ میں نہو۔ حالت احتلام میں قبل از غسل اپنی حلیلہ سے مباشرت کرنا۔ اگر ایسا کریگا اور پھر بچہ بھی پیدا
ہو تو وہ مجنون پیدا ہوگا تب اسکو چاہئے کہ وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرے۔ نہر جاری کے کنارے پیشاب کرنا
میوہ دار اشجار کے نیچے پیشاب کرنا۔ پاخانے پھرنا۔ تاریک گھر میں بدون شمع و چراغ کے داخل ہونا۔ یا علیؑ
جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو کوئی خدا سے نہیں ڈرتا خدا اسکو ہر چیز سے ڈراتا ہے۔
یا علیؑ آٹھ قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اوّل وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ جائے اسکی نماز قبول
نہیں جب تک وہ واپس نہ آئے۔ دوسرے وہ عورت جو اپنے شوہر کی اطاعت نکرے اور اسکا شوہر اسکے
ناشزہ ہونے سے ناراض ہو۔ تیسرے مانع الزکوۃ جو اپنے مال کی زکوۃ نہ دے۔ چوتھے وہ جو بے وضو نماز پڑھے
پانچویں وہ لڑکی جو بالغہ ہوگئی ہو اور پھر بے مقنعہ کے نماز پڑھے۔ چھٹے وہ پیشنماز جسکو ماموین مکروہ جانتے ہوں

ساتویں وہ آدمی جو سکر اور مستی کی حالت میں نماز پڑھے۔ آٹھویں وہ شخص جسکو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو
اور وہ اُنکو روکے ہوئے نماز پڑھے۔ یا علیؑ چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جو اُن خصال سے متصف ہو خدا تعالیٰ اُسکے
لئے جنت میں گھر عطا فرماتا ہے۔ اوّل وہ شخص جو یتیم پر مہربانی اور رحم کرے۔ دوم وہ جو بوڑھے اور ضعیف و نحیف
آدمی پر مہربانی اور نوازش کرے۔ تیسرے وہ شخص جو اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کرے۔ چوتھے وہ شخص
جو اپنے غلام اور اپنی کنیز پر مہربانی کرے۔ یا علیؑ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جب متصف اُن خصال کا خداوند ذوالجلال
سے ملاقات کریگا تو وہ افضل ترین خلق ہوگا۔ اوّل وہ شخص جو اپنے فرایض کو اچھی طرح ادا کرتا ہے وہ عند اللہ
عند الناس ماجور ہوگا یعنی سب سے زیادہ عبادت کرنیوالا ہوگا۔ دوم وہ شخص جو محرمات الٰہیہ سے اجتناب کرے پس وہ
اورع الناس ہوگا یعنی پرہیزگار تر لوگوں میں سے ہوگا۔ سوم وہ جو اُسی قدر پر قناعت کرے جو کچھ خدا نے اُسکو عطا
فرمایا ہے پس وہ تمام لوگوں میں سے غنی تر ہے۔ یا علیؑ تین قسم کے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ جب تم اُن کے ساتھ
انصاف کرو تب بھی وہ ظلم کرتے ہیں۔ پاجی۔ دوسرے کا ماتحت خادم۔ یا علیؑ تین گروہ ایسے ہیں کہ تین قسم کے
آدمیوں سے تمنّا انصاف کی نہ کریں۔ اوّل آزاد غلام سے دوم عالم جاہل سے سوم قوی ضعیف سے۔ یا علیؑ سات
خصلتیں ایسی ہیں کہ جنمیں وہ ہوں تو اُس نے اپنے ایمان کو کامل کرلیا ہے۔ اور بہشت کے دروازے اُسکے لئے
کھلے ہوئے ہیں۔ اوّل وہ جو وضو کو پورا اور اچھی طرح کرے یعنی واجبات وضو کے سوا سنین و مستحباب کو بھی اچھی طرح
بجالائے۔ دوم وہ جو نماز کو دل لگا کر اچھی طرح ادا کرے۔ تیسرا وہ جو اپنے مال کی زکوٰۃ دے۔ چوتھا وہ جو اپنے غصہ اور
غضب کی برداشت کرے۔ پانچواں وہ شخص جو اپنی زبان کو عیب سے باز رکھے اور قول ناجائز و حرام اُسکی زبان سے
صادر نہو۔ چھٹا وہ آدمی جو اپنے گناہوں کی معافی خدائے غفور سے طلب کرے۔ ساتواں وہ شخص جو اپنے اہل و عیال
کو نصیحت کرتا رہے۔ یا علیؑ تین آدمیوں پر خدا نے لعنت کی ہے۔ اوّل وہ جو تنہا غذا کھائے۔ **مؤلف** غالباً
شاعر نے اسی حدیث کو دیکھکر یہ کہا ہے **شعر**

خوردہ ہماں بہ کہ نہ تنہا خوری
خاک براں خوردہ کہ تنہا خوری

دوم وہ جو بے رفیق تنہا لق و دق بیابان میں سفر کرے۔ تیسرا وہ جو ایک گھر میں تنہا سوئے۔ یا علیؑ تین مقاموں
میں جھوٹ بولنے کا مضایقہ نہیں۔ لڑائی میں (الحرب خدعۃ) زوجہ یا اپنے دیگر عیال سے جھوٹا وعدہ کرنے میں
ایک قوم کے مابین اصلاح کرنے میں۔ **مؤلف** اسی مقام پر ہے جو سعدی نے کہا ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ
از راستی فتنہ انگیز۔ یا علیؑ تین طرح کے لوگوں سے ہم نشینی کرنے سے دل مُردہ ہو جاتا ہے۔ اجلاف (کمینے)
اغنیا۔ عورت۔ یا علیؑ تین چیزیں مومن کے لئے باعث مسرت ہوتی ہیں۔ اپنے بھائیوں عزیزوں سے ملاقات
کرنا۔ روزہ داروں کے روزے افطار کرانا یعنی اُنکی دعوت کرنا۔ آخر شب میں نماز تہجد پڑھنا۔ یا علیؑ تین خصلتوں

سے میں ممانعت کرتا ہوں۔ حرص۔ حسد۔ تکبر۔ یا علیؑ چار خصلتیں شقاوت کی علامت ہیں۔ خشکی چشم۔ قساوت قلب
طول امل۔ حب بقا۔ یا علیؑ تین چیزیں درجات میں سے ہیں۔ تین چیزیں کفارات میں سے ہیں۔ تین چیزیں مہلکات
میں سے ہیں۔ تین چیزیں منجیات میں سے ہیں۔ درجات میں سے یہ ہیں۔ وضو کو آب سرد کامل کرنا۔ ایک نماز کے
بعد دوسری نماز کے وقت کا انتظار کرنا۔ رات ہو یا دن ہو نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی نیت سے راہ طے کرنا۔
کفارات میں سے یہ ہیں۔ افشار سلام یعنی سلام باواز بلند کہنا۔ اطعام طعام یعنی لوگوں کو کھانا کھلانا۔ نماز شب
(تہجد) ایسے وقت میں پڑھنا کہ لوگ سوتے ہوں۔ مہلکات یہ ہیں۔ شح مطاع یعنی انسان جو چیز دیکھے اُسکی حرص کرے
اُسکے حاصل کرنے کے درپے ہو جائے جسطرح ہوسکے بطریق جائز یا ناجائز اُسکو حاصل کرنے میں سعی کرے۔ ہوا ئے
متبع یعنی وہ حرص جسکی انسان اطاعت کرے۔ عجب و خود پسندی۔ منجیات یہ ہیں۔ اول خوف و خشیت خدای کریم
سے پوشیدہ و آشکارا۔ دوم میانہ روی بحالت غنا و فقر۔ سوم حق سے چشم پوشی اور اعراض نہ کرنا بلکہ ہر حالت میں
ہر وقت میں سچ بولنا یعنی رضامندی و ناراضی میں یکساں حالت پر رہنا غصہ کے وقت میں بھی حق کو ترک نہ کرنا
یا علیؑ ماں باپ کے ساتھ نیکی اور احسان ہر طرح کرنا لازم اور واجب ہے اگرچہ دو برس کی راہ طے کرنی پڑے اور
اپنے اعزہ و اقارب سے صلہ رحم بجالاؤ اگرچہ ایک سال کی راہ طے کرنی پڑے۔ مریض کی عیادت و مزاج پرسی کرو
اگرچہ ایک میل کی راہ طے کرنی پڑے۔ جنازہ کی مشایعت کرو اگرچہ دو میل راہ طے کرنی پڑے اور دعوت کو رد
نکرو بلکہ قبول کرو اگرچہ تین میل راستہ قطع کرنا پڑے۔ برادرِ مومن کی زیارت کرو اگرچہ چار میل مسافت طے کرنی پڑے
فریادی کی فریاد کو پہنچو اگرچہ پانچ میل راہ چلنا پڑے۔ مظلوم کی مدد کرو اگرچہ چھ میل مسافت طے کرنی پڑے۔ اور
استغفار و طلب آمرزش کو اپنا وظیفہ اور وتیرہ مقرر کرو۔ یا علیؑ مومن کے لئے تین علامتیں ہیں نماز۔ زکوۃ روزہ
تکلف کرنے والوں کی تین علامتیں ہیں۔ سامنے خوشامد اور تملق کرنا۔ پیٹھ پیچھے بُرا کہنا غیبت کرنا مصیبت کے
وقت شماتت کرنا۔ ظالم کی تین علامتیں ہیں۔ جو شخص اُس سے کم درجہ پر ہیں اُنکو اپنے غلبہ کی وجہ سے مقہور کرتا ہے
اور جو لوگ اُس سے زبردست ہیں اُنکو بوجہ معصیت مقہور و ذلیل کرتا ہے۔ حکام و ظالمین کو ظلم کرنے میں مدد
دیتا ہے۔ ریاکار کی تین علامتیں ہیں۔ جب لوگوں کے سامنے کوئی عمل خیر بجالائے تو بڑی خوشی اور توجہ سے بجالاتا ہے
اور جب تنہا ہو تو سستی اور کاہلی اور عدم توجہی سے بجالاتا ہے اور اس امر کو بہت دوست رکھتا ہے کہ ہر معاملہ میں
لوگ اُسکی بہت کچھ تعریف کریں۔ منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بولیگا تو جھوٹ بولیگا۔ جب وعدہ کریگا تب
وعدہ خلافی کریگا۔ جب اُسکے پاس امانت رکھی جائے تب خیانت کریگا۔ یا علیؑ یہ چیزیں سبب نسیان اور فراموشی کا
ہوتی ہیں۔ اول کھٹے سیب کا کھانا۔ دوسرے دھنیا کھانا۔ تیسرے چوہوں کا پس خوردہ کھانا۔ چوتھے یہ کہ جو کچھ
قبر کی لوح پر لکھا ہوا اُسکا حفظ کرنا۔ پانچویں یہ کہ دو عورتوں کے درمیان میں سے گزرنا۔ چھٹے جوں کو پکڑ کر زندہ

چھوڑ دینا۔ آب استادہ میں پیشاب کرنا الخ یا علیؑ قسم خدا کی اگر اشرار کی سلطنت میں کوئی شخص دانا ہوگا اگرچہ وہ قعر
چاہ میں قید ہو تب بھی جناب باری تعالیٰ اُسپر ہوا کو مسلط کرکے اُسکو بلند کر دیگا اور پھر اُسکو ابرار و اخیار پر مسلط کریگا
یا علیؑ جو کوئی شخص کسی مزدور کی مزدوری ندے یا اُس سے اُسکی اجرت کو روکے اور ضبط کرے تو اُس شخص پر خدا کی
لعنت ہو اور جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے یا قاتل کو پناہ دے اُسپر خدا کی لعنت ہو یا علیؑ مسلمان وہ ہے جسکو مسلمان
لوگ اپنے اموال اور خون پر امین سمجھیں اور مسلمان وہ شخص ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سالم اور بیخوف ہیں
مہاجر وہ ہے جو اپنے گناہوں سے ہجرت کرے یعنی گناہوں کا مرتکب نہو۔ یا علیؑ جو شخص اپنی زوجہ کی اطاعت کرے گا
خدا تعالیٰ اُسکو اندھا کرکے جہنم میں ڈالیگا۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس اطاعت
سے کس قسم کی اطاعت مقصود ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس اطاعت سے یہ مراد ہے کہ شوہر زوجہ کو امور مفصلہ ذیل
کی اجازت دے۔ حماموں میں جانا۔ عرسیوں یعنی بیاہوں شادیوں کے موقعوں پر جاکر شامل ہونا۔ اور کسی کے ہاں
کوئی مرگیا ہو تو وہاں جاکر رونے پیٹنے میں شامل ہونا۔ باریک تن زیب اور آب رواں وغیرہ کپڑے جنکے پہننے سے
بدن دکھائی دے اُنکے پہننے کی اجازت دینا۔ یا علیؑ جناب رب العزت نے۔ بسبب اسلام کے نخوتِ جاہلیت
و تفاخر کو دور کر دیا ہے خوب جان لینا چاہیے کہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو خالقِ عالم نے مٹی سے
پیدا کیا ہے اور خدائے عزوجل کے نزدیک وہی شخص بزرگ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ یا علیؑ قیمت
میت اور کتے اور شراب کی اور خرچی کسبی اور فاحشہ زانیہ کی اور اجرت کاہن و جادوگر وغیرہ کی اور رشوت
حاکم (یعنی مجسٹریٹ کو رشوت لینا) یہ سب کچھ مال حرام ہے۔ اے علیؑ جو شخص باین نیت و قصد علم حاصل
کرے کہ تحصیل علم کرکے احمقوں سے مخاصمت کیا کرے یا یہ کہ علما سے مجادلت کرے یا لوگوں کو اپنی طرف
بلاوے تو وہ شخص اہل جہنم میں سے ہے۔ یا علیؑ جب آدمی وفات پاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اُس شخص
نے پس ماندوں کے لئے کیا چھوڑا۔ اور ملائکہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے آج کے دن کے لئے آگے کیا بھیجا
یا علیؑ دُنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے دُنیا بہشت ہے۔ یا علیؑ مومن کے لئے مرگ
مفاجات راحت اور کافر کے لئے حسرت ہے۔ یا علیؑ خدا نے دُنیا کو یہ حکم دیا ہے کہ خدمت کر اُسکی جو تیری
خدمت کرے اور تعب اور تکلیف میں ڈال اُس شخص کو جو تیری خدمت کرے۔ یا علیؑ اگر مکھی کے پر کے
برابر بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک دُنیا کی قدر و منزلت ہوتی تو کوئی کافر دُنیا میں پانی کا ایک گھونٹ بھی
نہ پا سکتا۔ یا علیؑ کل لوگ اولین و آخرین بروز قیامت اس امر کی تمنا کرینگے کہ ہمکو دُنیا میں سوائے
مقدار خوراک اور کچھ نہ ملا ہوتا۔ یا علیؑ بدترین مردم وہ شخص ہے جو اپنے حوائج کے پورا نہ ہونے پر خدا کو
تہمت لگاتا ہے۔ یا علیؑ مومن کے نالہ کرنے کا ثواب سُبحان اللہ کہنے کے برابر ہے اور فریاد کرنا مومن کا

لا الہ الا اللہ کہنے کے برابر اجر رکھتا ہے اور مومن کا اپنے بستر پر خواب کرنا عبادت ہے اور اسکا کروٹیں لینا راہ خدا
میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ پھر اگر اُس نے مرض سے صحت پائی اور وہ پھرنے چلنے لگا تو بعد بیماری کے اُسپر کوئی
گناہ باقی نہیں رہتا۔ یا علیؑ اگر کوئی میرے پاس کچھ لیکر آئے اگرچہ ایک ٹکڑا گوشت کا ہو میں اُس ہدیہ کو قبول کرتا ہوں
اور اگر کوئی میری دعوت کرے اگرچہ اُس نے ایک ران بکری کی پکائی ہو میں دعوت کو قبول کرتا ہوں۔ یا علیؑ عورتوں
پر امور مفصلہ ذیل واجب نہیں ہیں۔ اذان۔ نماز جماعت۔ اقامت۔ عیادت مریض۔ جنازہ کی مشایعت کرنا۔ مابین
الصفا والمروہ ہرولہ کرنا۔ استلام حجر اسود کا۔ حج میں سر مونڈانا۔ مرافعہ سننا۔ جانور کو ذبح کرنا۔ مگر ضرورت کے وقت
عورت کو ذبح کرنا جانور کا جائز ہے۔ عورتوں کو تلبیہ باواز بلند کہنا اور خطبہ یا کسی کے نکاح پڑھنے میں متولی ہونا اور
گھر سے بغیر اجازت شوہر باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی عورت بدون اجازت شوہر کے گھر سے نکلے تو لعنت
کرتے ہیں اُسپر خدا اور جبرئیل اور میکائیل اور نیز عورت کو جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے مال میں سے بدون اُسکی
اجازت کے خرچ کرے۔ یا علیؑ اسلام مجرد و برہنہ ہے لباس اُسکا حیا ہے۔ زینت اُسکی وفا ہے۔ مروت اُس کی
عمل صالح ہے۔ ستون اُسکا پرہیزگاری ہے اور ہر چیز کے واسطے ایک بنیاد ہوتی ہے اسلام کی بنیاد ہم اہلبیت
کی محبت اور مودت ہے۔ **مؤلف** جن لوگوں کو محبت رسولؐ و آل رسولؐ کی حاصل ہے اُن کے اسلام کی
بنیاد قایم اور برقرار ہے اور جن بدنصیبوں کو اُنکی مودت و ولا حاصل نہیں ہے اُن کے اسلام کی بنیاد منہدم
اور مسمار ہے۔ یا علیؑ بدخلقی بہت بُری شے ہے۔ اور زوجہ کی اطاعت انسان کو سخت پشیمان کرنیوالی شے
ہے۔ یا علیؑ اگر شومی اور بدبختی کسی چیز میں تصور کیجائے تو وہ عورت کی زبان میں ہوگی۔ یا علیؑ جو شخص عمداً
مجھپر افترا کرے گا اور جھوٹ بولیگا اُسکی نشست گاہ آتش دوزخ سے مشحون ہوگی یعنی وہ ضرور جہنم میں جائیگا
مؤلف جسطرح بنی امیہ کے زمانہ میں معاویہ کے حکم سے حکام کے خوش کرنے کے لئے لوگوں نے ہزارہا جھوٹ
آنحضرت پر باندھے اور صدہا روایتیں دروغ بیفروغ بنائی ہیں۔ دیکھو کتاب شوارق النصوص فی تکذیب
فضائل اللصوص تصنیف جناب آیۃ اللہ فی العالمین اعلی اللہ مقامہ فی اعلا علیین کو۔ یا علیؑ تین چیزیں قوت
حافظہ کو زیادہ کرتی ہیں اور بلغم کو دور کرتی ہیں۔ اوّل کندر کا استعمال کرنا۔ دوم مسواک کرنا۔ سوم قرآن شریف
کی تلاوت کرنا۔ یا علیؑ مسواک کرنا میری سنت ہے اور وہ منہہ کو پاک اور صاف کرتی ہے۔ آنکھوں کو جلا دیتی ہے
خدا کی رضامندی اور خوشنودی کا سبب ہوتی ہے دانتوں کو سفید بو کو دور اشتہا اور قوت حافظہ کو زیادہ اور
حسنات کو مضاعف کرتی ہے اور اُسکے سبب سے ملائکہ خوشنود و مسرور ہوتے ہیں یا علیؑ سونا چار قسم پر ہے اوّل
خواب انبیا وہ تو سیدھے چت لیٹکر سونا ہے۔ دوم سونا مومنین کا ہے وہ داہنی کروٹ پر سونا ہے۔ سوم کفار و منافقین
کا سونا ہے اور وہ بائیں کروٹ پر سونا ہے۔ چہارم شیاطین کا سونا ہے وہ اوندھے ہو کر سونا ہے۔ یا علی خدا تعالیٰ

نے کوئی ایسا پیغمبر مبعوث نہیں کیا جسکی ذریت خود اُسکی صلب سے مقرر نہیں کی ہے لیکن میری ذریت کو تیری پشت سے مقرر کیا ہے۔ اے علیؑ اگر تو نہوتا تو میری ذریت ہی نہوتی۔ اِس کمترین مولف کتاب نے قصیدہ مولودیہ میں عرض کیا ہے۔

آج پیدا ہوا وہ نورِ خداوندِ جہاں جسکے ہونے سے ہوئی نسلِ پیمبرؐ کی عیاں
خویشِ احمدؐ شرفِ دودۂ آدمؑ حیدر جسکے فرزند ہیں سردارِ جوانانِ جناں
جسکا اللہ کے نزدیک ہی بھائی محبوب چشمِ بد دور جو ہے آپ ولیِ یزداں
جسکی شمشیر سے بہتر نہیں کوئی شمشیر جس بہادر کے برابر نہیں دُنیا میں جواں
افصحِ خلق وہ پیدا ہوا جسکا کہ کلام فوقِ مخلوق ہے اور تحتِ کلامِ رحماں
فخرِ عالم کی وصایت کی لیاقت ہے جسے جانشینیٔ نبی جسکو ہے بیشک شایاں
علم آدمؑ کا ہے اور نوحؑ کا تقویٰ جسمیں زہد عیسےٰؑ کا ہے اور طاقتِ ابنِ عمراں
علم سے اپنے کیا جس نے جہاں کو روشن پرتو افگن ہوا وہ نورِ خداوندِ جہاں
منزلت میں ہے یہ ہارونِ محمدؐ کے لئے دوست تر نزدِ خدا بعدِ رسولِ ذیشاں
حصۂ دومی از اوّل مخلوق یہ ہیں ہیں یہ وہ نور جو ہے علتِ ایجادِ جہاں
رتبۂ سیدِ کونین جو ہے پیشِ خدا ہے وہی پیشِ نبی رتبۂ شاہِ مرداں
عینِ عرفانِ خدا مظہرِ اسما صفات مظہرِ ذاتِ احد اصلِ اصولِ عرفاں
بازوئے احمدِ مختار ہوا آج قوی پردۂ غیب سے ظاہر ہوا دستِ یزداں
آج پایا ہے وصی اپنا خدا کے گھر سے شکرِ باری میں ہیں مصروف شہنشاہِ زماں
وہ شجاعِ ازلی حق کا ولی نفسِ رسولؐ باپ سبطین نبی شوہرِ خاتونِ جناں
گر نہ ہوتے وہ نہ ہوتا کوئی کفو زہرؑا وہ نہوتے تو نہ تھا آلِ محمدؐ کا نشاں
وہ نہوتے تو نہ ہوتے شہِ مظلوم حسینؑ یہ نہ ہوتے تو نہ پاتا کوئی دوزخ سے اماں
وہ نہوتے تو نہ ہوتا کبھی قایم اسلام یہ نہ ہوتے تو نہ ہوتا کبھی نشرِ ایماں
وہ نہ ہوتے تو نہ ہوتا کوئی احمدؐ کا ممد یہ نہ ہوتے تو نہ بخشش کا کوئی تھا ساماں
ذوالفقارِ علوی سے ہوا قایم اسلام حملہائے شہِ مظلوم سے اصلِ ایماں

چالیسویں مجلس موعظہ خامسہ

یا علیؑ چار چیزیں ایسی ہیں کہ آدمی کی کمر توڑ ڈالتی ہیں۔ اوّل وہ امام جو معصوم نہو اور وہ ارتکاب معاصی کرے

[1] اگرچہ یہ سارے ایک ہی حدیث ہے لیکن اسکو چند مجالس پر تقسیم کردیا گیا ہے۔ ۱۲۔ زائر ٭ ٭ ٭

اور لوگ اُسکی اطاعت کریں **مؤلف** جناب خیر الانام صلے اللہ علیہ وآلہ الکرام کے اس کلام معجز نظام سے بہ تصریح صریح ثابت ہوگیا کہ امام کا معصوم ہونا ضروری اور واجب ہے۔ فتأمل فی ھذا المقام فانہ احری بالتأمل التام واجدر بالخوض التمام دوسرے وہ عورت کہ جسکا شوہر اُسکی حفاظت کرے مگر وہ خیانت سے باز نہ آئے تیسرے وہ تنگدستی کہ جسکا علاج نہو سکے۔ چوتھے ہمسایہ بد۔ یاعلیؑ میرے دادا عبد المطلب نے پانچ امر جاری کیے بیٹوں پر اُن کے باپوں کی ازواج کو حرام قرار دیا خدا تعالیٰ نے اس طریقہ کو جاری کیا اور حکم دیا ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما سلف یعنی نکاح نہ کرو اپنے باپوں کی جوروؤں سے مگر جو پہلے ہوچکا۔ دوسرے یہ کہ حضرت عبد المطلب نے اُس خزانہ میں سے جو کسی کو ملے پانچواں حصہ راہ خدا میں دینا مقرر کیا خدا تعالیٰ نے بھی اسی طرح مقرر فرمایا اور ارشاد کیا واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ الخ یعنی جانو تم اے لوگو جس چیز میں سے غنیمت پاؤ تم تو اُسمیں سے پانچواں حصہ راہ خدا میں دو الخ۔ تیسرے یہ کہ عبد المطلب نے چاہ زمزم کو کھودا اور اُسکا نام سقایۃ الحاج رکھا خدا تعالیٰ نے اُسپر آیت نازل فرمائی۔ قولہ تعالیٰ۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام الخ چوتھے یہ کہ دیت قتل کی عبد المطلب نے سو اونٹ مقرر کیے تو شریعت میں بھی یہی دیت مقرر کی گئی۔ پانچویں یہ کہ حضرت عبد المطلب سے پہلے قریش میں طواف کے لئے عدد اشواط کچھ بھی مقرر نہ تھے حضرت عبد المطلب نے طواف کے سات شوط مقرر کئے خدا تعالےٰ نے اسلام میں بھی سات ہی شوط مقرر فرمائے۔ یاعلیؑ میرے دادا عبد المطلب استقسام ازلام نکرتے تھے جو ایک قسم کا جوا ہے اور بتوں کی مدح اور پرستش ہرگز نہ کرتے تھے بلکہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ براہیم کے دین پر ہوں۔ یاعلیؑ عجیب ترازوئے ایمان ودین وعظیم ترازوئے اذعان ویقین وہ لوگ ہونگے کہ جنہوں نے نہ مجھکو دیکھا ہوگا اور نہ امام کو دیکھا ہوگا مگر وہ صرف اُس سیاہی کو دیکھیں گے جو سفیدی پر ہوگی یعنی صرف قرآن اور احادیث و اخبار کو کاغذوں پر لکھا ہوا دیکھکر ایمان لائیں گے اور اُنپر اعتقاد رکھیں گے جو احادیث ہمسے اُنکو پہنچیں گی اُن کے سبب سے وہ ایمان بخدا لائیں گے۔ یاعلیؑ اُن جانوروں کے انڈے کھاؤ جنکے انڈے ایک طرف سے بڑے اور دوسری جانب سے چھوٹے ہوں یعنی اُن انڈوں کا کھانا حلال ہے اور مچھلیوں میں سے وہ مچھلیاں کھاؤ جو فلس دار ہوں۔ اور گوشت اُن پرندوں کا کھاؤ جو اُڑنے میں اپنے کندوں کو ہلاتے ہیں یعنی جنکے اوڑنے میں صفیف زیادہ ہے اور دفیف نہیں ہے یا اگر ہے تو بہ نسبت صفیف کے دفیف کم ہے ان طایروں کا گوشت نہ کھاؤ جو صاف اوڑتے ہیں یعنی اوڑنے میں کندوں کو نہیں ہلاتے یعنی جنکی دفیف زیادہ ہے اُنکا گوشت حرام ہے اور پانی کے پرندوں میں سے وہ طایر حلال ہے جسکے لئے قانصہ یعنی خار یا صیصہ یعنی پوٹا ہو۔ یاعلیؑ درندوں میں سے جو حیوان صاحب نیش (ڈنک) ہو یا چنگال رکھتا ہو گوشت

اُسکا حرام ہے۔ یا علیؑ اگر باپ اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو باپ بیٹے کے عوض میں قتل نہیں کیا جائیگا یعنی باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ یا علیؑ خدا تعالیٰ اُس دُعا کو قبول نہیں فرماتا جس دُعا کرنے والے کا دل ساہی (فراموش کنندہ حق) اور غافل (از ذکر الٰہی) ہو۔ یا علیؑ عالم کا سو رہنا۔ عابد یعنی عابد جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔ یا علیؑ عید الفطر و عید اضحیٰ کو روزہ رکھنا حرام ہے اور نیز صومِ وصال و صومِ سکوت و صحت حرام ہے اور جو کوئی امر ناجایز و حرام کے لئے روزہ نذر مانے وہ بھی حرام ہے۔ اور نیز صوم الدہر یعنی تمام عمر کا رکھنا حرام ہے۔ یا علیؑ زنا میں چھ خصلتیں ہیں یعنی زانی کے لئے چھ باتیں زنا کے عوض میں دیجائیں گی تین دُنیا میں اور تین آخرت میں تین دُنیا میں یہ ہونگی۔ اوّل بہار درونق اُسکے چہرہ سے زایل ہو جائیگی۔ دوسرے یہ کہ عمر اُسکی کم ہو جائیگی یعنی زانی جلد مر جائیگا تیسرے یہ کہ تنگ دستی اور بلائے فقر اُسپر نازل ہوگی۔ اور آخرت میں اوّل یہ ہے کہ قہر اور غضب پروردگار کا اُسپر ہوگا دوسرے یہ کہ حساب اُسکا بروز حساب بہت سخت اور بد ہوگا۔ تیسرے یہ ہے کہ زانی ہمیشہ ابد الآباد آتش دوزخ میں جلیگا۔ یا علیؑ ربا (سود) کے ستر جز ہیں سب جزا میں سے چھوٹی جز اُسکی مثل اسکے ہے کہ آدمی نے اپنی ماں سے خانہ کعبہ میں زنا کیا ہو۔ یا علیؑ ایک درہم ربا (بیاج) کا لینا ستر دفعہ محارم سے زنا کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے۔ یا علیؑ جو شخص بقدر ایک قیراط کے اپنے مال سے زکوٰۃ ندے تو وہ شخص مومن نہیں ہے بلکہ وہ مسلمان بھی نہیں ہے اور اُسکے لئے کرامت (بزرگی) ہرگز نہوگی۔ یا علیؑ تارکِ زکوٰۃ خدا سے تمنا کرے گا کہ اُسکو پھر دوبارہ دُنیا میں بھیجدیا جائے اور اِس قولِ خدا سے یہی مطلب ہے۔ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت یعنی اُنمیں سے جب ایک آدمی کی اجل آتی ہے تو وہ تمنا اور درخواست کرتا ہے کہ اُسکو پھر دُنیا کی طرف لوٹا دیا جائے وہ عرض کرتا ہے کہ الٰہی مجھکو پھر دُنیا میں واپس بھیجدے شاید میں پھر نیک اعمال بجالاؤں جو میں نے پہلے ترک کردئے تھے۔ یا علیؑ جو شخص باوجود مستطیع ہونے کے حج کو ترک کرتا ہے وہ کافر ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا ۰ ومن کفر فان الله غنی عن العالمین یعنی خدا کے واسطے لوگوں پر حج کرنا واجب ہے اگر مستطیع ہوں تو حج کریں اور جو کوئی کافر ہو جائے اور حج نہ کرے پس خدا تعالیٰ غنی ہے اور بے پروا ہے تمام عالم سے۔ یا علیؑ جو شخص حج کرنے میں تاخیر کرے یہانتک کہ وفات پائے خدا تعالیٰ اُسکو بروزِ قیامت یہود اور نصاریٰ میں شامل کریگا یعنی وہ گروہ مسلمین میں محشور نہوگا۔ یا علیؑ صدقہ بلا کو ضرور رد کرتا ہے۔ یا علیؑ صلہ رحم بجالانا عمر کو زیادہ کرتا ہے۔ یا علیؑ جب کھانا کھانے لگو تو ابتدا نمک سے کرو یعنی پہلے ذرا سا نمک کھالو۔ ابتدا بہ نمک کرنا ستر قسم کی بیماریوں کو دفع کرتا ہے۔ یا علیؑ جب میں مقام محمود (مقام شفاعت) پر پہنچونگا تب اپنی ماں اور اپنے باپ) آمنہ و عبد اللہ اور چچا (ابو طالب عمران) کی ضرور شفاعت کرونگا جو کہ ایام جاہلیت میں تھے۔ یا علیؑ میں دو ذبیح اللہ کا فرزند ہوں اوّل حضرت عبد اللہ ذبیح اللہ دوسرے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ۔

یاعلیؑ عقل وہ چیز ہے جسکے ذریعہ سے جنت کو پاسکتے ہیں اور جسکے وسیلہ سے خوشنودی حق تعالیٰ کی حاصل کرسکتے ہیں یاعلیؑ
اول جو چیز خدائے تعالیٰ نے پیدا کی وہ عقل تھی خدا نے اسکو خطاب فرمایا کہ میری طرف آ عقل نے فرمانبرداری کی اور حاضر
ہوئی۔ پھر حکم دیا کہ واپس جا اُس نے مراجعت کی خدا تعالیٰ نے اپنے عزت وجلال کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ تو کل مخلوق سے
مجھکو محبوب تر ہے تیرے ہی سبب سے میں لوگوں کو ثواب دونگا اور تیرے ہی سبب سے لوگوں کو سزا اور عذاب دوں گا
یاعلیؑ اُس حالت میں کسی غیر کو صدقہ دینا جایز نہیں جبکہ ایک آدمی اپنے ذوالارحام میں سے محتاج ہو۔ پس جب تک
ذورحم کی حاجت روائی نہ کیجائے تب تک غیر آدمی کو کچھ دینا جائز نہیں۔ **مؤلف** اسی ارشاد نبوی کے سبب سے یہ
مثل مشہور ہوئی ہے۔ اول خویش بعدہ درویش۔ یاعلیؑ خضاب پر ایک درہم خرچ کرنا ہزار درہم صدقہ دینے سے بہتر ہے
خضاب میں چودہ خصلتیں ہیں۔ کانوں سے ریح کو دور کرتا ہے یعنی طنین دودی کے لئے مفید ہے۔ مجلی بصر۔ مرطب
دماغ معطر۔ مقوی انسان۔ دافع وسوسہ شیطان۔ ملائکہ اسکے سبب سے خوش ہوتے ہیں۔ مومن کو خوش کرتا ہی کافروں
کو رنج دیتا ہے اور اُنکو غضبناک کرتا ہے۔ اسمیں زینت ہے۔ خوشبو ہے۔ منکر نکیر اُس شخص سے شرم کرتے ہیں۔
یاعلیؑ قول میں نیکی نہیں بدون عقل کے۔ مال میں نیکی نہیں بدون سخاوت کے۔ صدق میں نیکی نہیں بدون وفا کے
عفت میں نیکی نہیں بدون ورع کے صدقہ میں نیکی نہیں بدون نیت کے۔ زندگی میں نیکی نہیں بدون صحت کے۔
وطن میں نیکی نہیں بدون سرور وامن کے۔ یاعلیؑ جو شخص میری امت میں سے کشتی پر سوار ہو تو غرق ہونے سے
محفوظ رہنے کے واسطے یہ دعا پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم ماقدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعاً
قبضتہ یوم القیامۃ والسموات مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون بسم اللہ مجریھا ومرسٰھا
ان ربی لغفور رحیم یاعلیؑ فرزند کا حق باپ پر یہ ہے کہ اُسکا نام اچھا رکھے اور اُسکو ادب سکھائے اور اسکو
اچھے مقام پر جگہہ دے۔ اور حق باپ کا فرزند پر یہ ہے کہ اُسکا ادب کرے اُسکو نام لیکر نہ پکارے اُس سے آگے ہو کر
راہ نہ چلے اُس سے آگے ہو کر نہ بیٹھے اُسکے ہمراہ حمام میں داخل نہو۔ یاعلیؑ تین چیزیں وساوس میں سے ہیں۔ مٹی کا
کھانا۔ دانتوں سے ناخن کاٹنا۔ اپنی ڈاڑھی کو دانتوں سے چبانا۔ یاعلیؑ خدا تعالیٰ لعنت کرتا ہے اُن والدین
پر جو اپنی اولاد کو عاق ہونے پر آمادہ کریں رحمت کرتا ہے خدا اُن والدین پر جو اپنی اولاد کو بر اور احسان پر آمادہ
کریں۔ یاعلیؑ چار چیزوں پر صرف کرکے مال کو ضایع کرنا ہے۔ اول حالتِ اسیری میں طعام کھانا۔ دوسرے چاندنی
رات میں شمع روشن کرنا۔ تیسرے زمین شور میں بیج بونا۔ چوتھے کوئی صنعت ایسے شخص سے سیکھنا کہ وہ خود ہی
نہ جانتا ہو۔ یاعلیؑ جو شخص میرا نام لیکر یا سُنکر مجھپر درود نہ پڑھے تو وہ جنت کی راہ بھول گیا ہے۔ یاعلیؑ انگشتری
داہنے ہاتھ میں پہنو تحقیق انگوٹھی پہننا ایک فضیلت ہے خدا کی جانب سے مقربین کے لئے۔ امیرالمومنین علیہ السلام
نے عرض کیا کہ انگوٹھی کس نگینہ کی پہنوں حضرت نے فرمایا عقیق سُرخ کی تحقیق عقیق سرخ کے پہاڑ نے خدا تعالے

کی توحید کا اور میری نبوت کا اور تمہاری وصایت کا اور تمہاری اولاد کی امامت کا اور تمہارے محبوں کے جنتی ہونیکا اور تمہارے دشمنوں کے جہنمی ہونے کا سب پہاڑوں سے پہلے اقرار کیا ہے۔ یا علیؑ تحقیق جب خالق عالم نے تمام مخلوقات پر نظر ڈالی تو سب مخلوقات میں سے مجھکو منتخب اور پسند فرمایا پھر جب دوسری دفعہ مخلوقات کو ملاحظہ کیا تب کل مخلوقات میں سے تجھکو برگزیدہ اور منتخب کیا پھر تیسری دفعہ کل مخلوقات پر نظر ڈالی تب کل مخلوقات میں سے اُن اماموں کو پسند اور منتخب کیا جو تیری اولاد میں سے ہوں گے پھر جب چوتھی دفعہ مخلوقات کو ملاحظہ فرمایا تب فاطمہ زہراؑ کو کل زنانِ عالم میں سے برگزیدہ کیا یا علیؑ تحقیق میں نے تیرے نام کو اپنے نام کے ساتھ چار مقاموں پر مقرون دیکھا ہے اور اسکو دیکھکر میں نے الفت اور اُنس پایا۔ جب میں معراج کے واسطے گیا تو پہلی بیت المقدس میں ایک پتھر کو منصوب دیکھا اُسپر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ یعنی تائید اور نصرت کی میں نے اُسکی (یعنی محمدؐ کی) اُسکے وزیر کے ساتھ۔ میں نے جبرئیل امین سے پوچھا میرا وزیر کون ہے جبرئیل نے کہا کہ تمہارا ابن عم علی ابن ابیطالب۔ پھر جب میں وہاں سے گزرکر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا تب لکھا ہوا دیکھا کہ تحقیق میں ہوں اللہ وحدہ لاشریک کہ مثل اور شریک میرا کوئی نہیں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا پیارا اصفی تمام میری خلقت میں سے ہے میں نے تائید اُسکی اُسکے وزیر کے ساتھ کی ہے میں نے جبرئیل سے پوچھا میرا وزیر کون ہے اُنہوں نے کہا علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔ پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ سے گزرکر عرش معظم پر پہنچا تو قوایم عرش پر لکھا ہوا دیکھا انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی ومحمد حبیبی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ۔ یعنی میں اللہ ہوں کہ سوائے میرے کوئی خدا نہیں محمدؐ میرا حبیب ہے میں نے اُسکی تائید اور نصرت اُسکے وزیر سے کی ہے۔ یا علیؑ تحقیق اللہ تعالیٰ نے سات امر مجھکو عطا فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ تو سب سے پہلے میرے ہمراہ قبر سے اُٹھے گا اور تو سب سے پہلے میرے ہمراہ صراط پر کھڑا ہوگا اور تو وہ ہے کہ تو اُسوقت زندہ ہوگا جسوقت میں زندہ ہونگا یعنی کل خلقت سے پہلے۔ اور تو سب سے پہلے میرے ساتھ مقام علیین میں ساکن ہوگا۔ اور تو سب سے پہلے میرے ہمراہ رحیق مختوم نوش کرے گا۔ یا علیؑ جب تم ہلال کو دیکھو تو تین دفعہ تکبیر کہو۔ پھر یہ دُعا پڑھو الحمد للہ الذی خلقنی وخلقک وقدرک منازل وجعلک ایۃ للعالمین یا علیؑ جب آئینہ دیکھو تب یہ دُعا پڑھو۔ اللھم حسنت خلقی فحسن خلقی جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو کلمات خدا نے آدم کو سکھائے وہ کیا تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ آدم کو خدا نے بہشت سے ہندوستان میں بھیجا۔ حوا کو جدہ میں۔ سانپ کو اصفہان میں۔ شیطان کو میسان میں سانپ اور مور بہشت میں اعلیٰ درجہ کے خوبصورت جانور تھے اور سانپ کے بڑے بڑے پاؤں تھے ابلیس رجیم اُسکے شکم میں داخل ہوگیا اور آدم کو فریب دیا اسلئے خدا نے سانپ پر غضب نازل کیا کہ اُسکے پاؤں دور کر دیے

اور اُسکو خطاب کیا کہ اب میں نے مقرر کر دیا ہے کہ تو پیٹ کے بل چلے اور روزی تیری خاک ہو جو شخص تجھپر رحم کرے خدا اُسپر رحم نہ کرے اور طاؤس سے خدا تعالیٰ اسلئے ناراض ہوا کہ اُس نے ابلیس کو درختِ گندم کی جانب راہ نمائی کی تھی پس خدائے تعالیٰ نے اُسکی صورت کو مسخ کر دیا اور پاؤں اُسکے بدصورت کر دئے۔ آدم ہندوستان میں ایک سو سال رہے اور کیفیت اُنکی یہ تھی کہ ندامت اور خجالت کے سبب سے سر نہ اُٹھاتے تھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے منہہ پر رکھے ہوئے تھے اور اپنے گناہ پر رویا کرتے تھے خدائے جلیل نے جبرئیل کو اُن کے پاس بھیجا جبرئیل نے اُن سے کہا کہ اے آدم خدا تجھکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آیا میں نے تجھکو اپنے دستِ قدرت سے نہیں پیدا کیا اور اپنے حکم سے تیرے بدن میں روح نہیں ڈالی۔ آیا تجھکو میں نے مسجود ملائکہ نہیں کیا۔ آیا میں نے اپنی کنیز حوا کے ساتھ تیرا نکاح نہیں کیا۔ آیا تجھکو میں نے اپنی بہشت میں ساکن نہیں کیا تھا۔ پس یہ گریہ وزاری تیری کیوں ہے۔ اب تو اِن کلمات کو پڑھ خدا تیری توبہ قبول فرمائیگا سبحانک لا الٰہ الا انت عملت سوءً و ظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب الرحیم۔ **مؤلف** فریقین کے ہاں احادیثِ کثیرہ میں وارد ہے کہ آدم نے حضرات پنجتن پاک علیہم السلام کے اسمار مبارکہ کے واسطہ سے دُعا مانگی تب خدا نے توبہ آدم کی قبول فرمائی مگر اِس حدیث میں صرف دُعائے مذکور ماثور ہے تو جمع بین الاحادیث یوں ممکن ہے کہ دُعا تو آدم نے یہ پڑھی اور اِس دُعا کے بعد حضرات پنجتن پاک کے اسمار مبارکہ کا واسطہ دیا جسکا ذکر دیگر احادیث میں مذکور ہے یا علیؑ اگر سانپ کو اپنے گھر میں یا اپنے اسباب میں دیکھو تو اُسکو تین دفعہ چلے جانے کا حکم دو جب تین دفعہ کہنے پر بھی نہ جائے تب اُسکو قتل کرو۔ یا علیؑ اگر سانپ کو کسی راہ میں دیکھو تب اُسکو مار ڈالو۔ کیونکہ میں نے جنات سے یہ شرط کرلی ہے کہ وہ اِس طرح ظاہر نہ ہوں۔ **مؤلف** یعنی راستوں میں نہ پائے جائیں۔ یا علیؑ اگر کوئی شخص منہہ پر تعریف کرے تو اُسوقت کہو۔ اللھم اجعلنی خیراً مما یظنون واغفرلی مالا یعلمون ولا تواخذنی بما یقولون۔ یعنی یا الٰہی کر دے مجھکو بہتر اُس سے جو کہ لوگ گمان کرتے ہیں اور بخشدے مجھکو وہ جو کچھ کہ لوگ نہیں جانتے اور نہ مواخذہ کیجیو مجھ سے اُس امر کا جو لوگ کہتے ہیں۔ یا علیؑ زوجہ سے مقاربت کرنے کے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان مارزقتنی اِس دُعا پڑھنے کے بعد یہ ہوگا کہ اگر فرزند کا ہونا خدا نے مقدر کیا ہے تو شیطان اُسکو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ یا علیؑ پہلی شب اور پندرھویں ہر ماہ کی زوجہ سے مباشرت نہ کرنی چاہئے کیونکہ آیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ دیوانوں پر اول شب و نیمہ ہر ماہ میں دیوانگی شدت اور زور کرتی ہے۔ یا علیؑ میں تمکو اطلاع دوں کہ بدترین مردم کون ہے۔ امیر المومنینؑ نے عرض کیا حضور ارشاد فرمائیں فرمایا کہ بدترین مردم وہ ہے جو لوگوں کے قصور دل اور گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ پھر فرمایا اُس سے بھی زیادہ بدتر اور شریر جو شخص ہے اُسکی تمکو خبر دوں امیر المومنینؑ نے عرض کیا

ارشاد فرمائے حضرت نے فرمایا کہ جس شخص کے شر سے لوگ بےخوف نہوں۔ اور جس سے نیکی کی امید نہ رکھتے ہوں وہ شخص بد اور شریر ہے۔ یا علیؑ جھوٹ بولنا نہایت ہی بد چیز ہے کیونکہ جھوٹ انسان کے مُنہہ کو سیاہ کر دیتا ہے اور خدا کے نزدیک وہ کذابین کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ اور تحقیق سچ بولنا انسان کے مُنہہ کو سفید کرتا ہے اور وہ شخص جو سچ بولے خدا کے نزدیک سچوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے پس یہ جان لو کہ صدق و راستی مبارک ہے اور کذب شوم ہے۔ یا علیؑ کبھی قسم نہ کھانی چاہئے عام اس سے کہ سچی ہو یا جھوٹی جب تک کوئی سخت ضرورت نہو اور خدا کو اپنی قسم میں نہیں لینا چاہئے اسمیں کوئی شک نہیں کہ جو شخص خدا کی قسم جھوٹی کھاتا ہے خدا اُسپر رحم نہیں کرتا۔ یا علیؑ مسواک ہمیشہ کرو مسواک کرنے کو لازم سمجھو مسواک مُنہہ کو پاک کرتی ہے خدا کو خوشنود کرتی ہے آنکھوں کو جلا دیتی ہے۔ اور خلال کرنا تمہارا تمکو محبوب ملائکہ بناتا ہے کیونکہ ملائکہ کو اُس شخص کے مُنہہ سے ایذا ہوتی ہے جو بعد کھانا کھانے کے خلال نہ کرے۔ یا علیؑ لجاج اور منت کرنے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ ابتدا اسکی جہل و نادانی ہے اور انجام ندامت و پشیمانی ہے۔ یا علیؑ کسی پر غضبناک ہونا نہ چاہئے اگر کوئی کسی پر غضبناک ہو تو اُسکو لازم ہے کہ وہ آرام سے ذرا بیٹھے اور خدا کی قدرت میں تفکر کرے اور سوچے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بردباری اور حلم سے برتاؤ کرتا ہے پس یہ سوچکر اگر عقل صبر اور بردباری کرنے کا حکم دے تو خدا سے ڈر کر اپنے غضب کو دور کرے اور غصہ کو حلم سے بدل دے۔ یا علیؑ اپنے اخلاق کو بالخصوص اپنے اہل و عیال و اقارب و احباب و اپنے پڑوسیوں کے ساتھ بہت اچھا اور نیک بنانا چاہئے تاکہ درجات عالیہ پر فائز ہو سکیں۔ یا علیؑ جس شئے کو تم اپنے لئے مکروہ اور بُرا جانتے ہو وہ شئے غیروں کے لئے بھی مکروہ اور بُری جانو اور جو شے اپنے لئے اچھی سمجھتے ہو اُسکو اوروں کے لئے بھی اچھی سمجھو۔ تاکہ اپنے حکم میں عادل بنجاؤ اور اہل آسمان کے نزدیک محبوب ہو جاؤ اور اہل زمین بھی تمکو دوست رکھیں۔ اور میری اس وصیت کو انشاءاللہ تعالیٰ ہمیشہ یاد رکھنا

اکتالیسویں مجلس موعظہ منجملہ مواعظ جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ الاصفیا

بسم اللہ الرحیم الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ علی سیدنا المصطفیٰ وآلہ اصحاب الفضل والمجد والنہیٰ وارباب الطہارۃ والعصمۃ والنجدۃ والتقیٰ۔ امابعد واضح ہو کہ بحار الانوار کی سترھویں مجلد میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد نبوی میں داخل ہوا دیکھا کہ جناب سرور عالم و فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تنہا مسجد میں رونق افروز ہیں میں آنحضرت کے ساتھ اس تخلیہ کو غنیمت سمجھا اور آداب بجا لا کر سامنے بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا اے ابوذر مسجد کے لئے ایک تحیہ بھی ہے میں نے عرض کیا وہ کیا ہے فرمایا دو رکعت نماز میں نے عرض کیا کہ جب حضور نے نماز کا حکم دیا تو یہ فرمائیے نماز

کیا شئے ہے۔ فرمایا نماز تمام عبادتوں سے افضل ہے کوئی کم پڑھے یا زیادہ میں نے عرض کیا کہ خداتعالےٰ کو تمام اعمال میں سے کونسا عمل زیادہ تر محبوب و مرغوب ہے فرمایا خدا پر ایمان لانا اور اسکی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے عرض کیا کس مومن کا ایمان زیادہ تر کامل ہے فرمایا جسکا خلق زیادہ نیک ہو میں نے عرض کیا مومنین میں سے کون افضل ہے فرمایا جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم رہیں۔ عرض کیا ہجرت کونسی بہتر ہے۔ فرمایا گناہوں سے مہاجرت کرنا۔ عرض کیا رات میں سے کونسا وقت افضل ہے۔ فرمایا آدھی رات گزرنے کے بعد جب اندھیرا اچھا یا ہوا ہو۔ عرض کیا نمازوں میں کونسی نماز افضل ہے فرمایا جسکا قنوت دراز ہو۔ عرض کیا کس قسم کا صدقہ افضل ہے فرمایا جو تنگدست اور محتاج آدمی دوسرے محتاج کو پوشیدہ طور پر دے۔ عرض کیا کس بندہ کا آزاد کرنا بہتر ہے فرمایا جسکی قیمت زیادہ ہو اور آقا کے نزدیک افضل ہو۔ عرض کیا جہاد کس قسم کا افضل ہے۔ فرمایا جسکا گھوڑا پے ہو جائے اور خون اُسکا راہ خدا میں بہ جائے۔ عرض کیا کونسی آیت تمام آیات منزلہ میں سے افضل ہے فرمایا آیۃ الکرسی۔ اے ابوذر ساتوں آسمانوں کو کرسی سے وہ نسبت ہے جو ایک چھوٹے سے حلقہ کو میدان وسیع الفزا سے نسبت ہو اور عرش کو کرسی پر وہ عظمت ہے جو اُس میدان عظیم الشان کو اُس حلقہ صغیرہ پر حاصل ہے جو اُسمیں پڑا ہوا ہے۔ عرض کیا پیغمبر کتنے ہوئے ہیں فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ عرض کیا کتنے اُنمیں سے مرسل ہیں۔ فرمایا تین سو تیرہ۔ عرض کیا پہلے پیغمبر کون تھے۔ فرمایا آدمؑ عرض کیا وہ مرسلین میں سے تھے فرمایا ہاں اُنکو خدا نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا۔ اے ابوذر چار پیغمبر سریانی تھے آدمؑ۔ شیثؑ۔ اخنوخ یعنی ادریسؑ۔ نوحؑ۔ ادریس وہ ہیں جنہوں نے پہلے خط ایجاد کیا اور لکھنا شروع کیا۔ چار پیغمبر عربی ہوئے ہیں ہودؑ۔ صالحؑ۔ شعیبؑ۔ اور تیرا پیغمبر محمدؐ۔ بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے اوّل موسیٰؑ تھے اور آخر عیسےٰؑ اور مابین موسیٰؑ اور عیسےٰؑ کے چھ سو پیغمبر ہوئے ہیں۔ عرض کیا کتابیں کتنی خدا نے نازل فرمائی ہیں فرمایا ایک سو چار۔ پچاس کتابیں شیثؑ پر۔ تیس ابراہیمؑ پر تیس ادریسؑ پر اور چار کتابیں توریت و انجیل و زبور و قرآن ہیں۔ عرض کیا صحف ابراہیم میں کیا لکھا تھا فرمایا مثلیں مثلاً اُنمیں یہ تھا ایھا الملک المبتلی المغرور انی لم ابعثک لتجمع الدنیا بعضھا مع بعض و لکن بعثتک لترد عنی دعوۃ المظلوم فانی لا اردھا و ان کان من کافر یعنی اے بادشاہ کہ تو امتحان کے مقام میں ہے تو مجھ سے مغرور ہو گیا ہے میں نے تجھکو خلقت پر اسلئے بادشاہ نہیں بنایا کہ مالِ دُنیا کو جمع کرے بلکہ میں نے تجھکو بادشاہ اسواسطے بنایا ہے کہ تو مظلوم کی آواز کو میری طرف بددعا کے لئے بلند ہونے دے (یعنی اُسکا انصاف کر دے) تحقیق میں مظلوم کی دُعا کو رد نہیں کرتا اگرچہ وہ مظلوم کافر ہو۔ عرض کیا کہ صحف موسیٰ میں کیا تھا۔ فرمایا وہ عبری زبان تھی مثلاً اُنمیں لکھا تھا۔ کہ تعجب ہے جو شخص مرنے کا یقین رکھتا ہے وہ خوش اور مسرور کیونکر ہو سکتا ہے۔ تعجب ہے اُسپر جو دوزخ کے موجود ہونے کا یقین کرتا ہے وہ ہنستا کیونکر ہے۔ تعجب ہے اُسپر جو دُنیا کو اور اُسکے تغیرات و انقلابات کو دیکھتا ہے۔ پھر دُنیا اور امور دُنیا پر اعتماد کیونکر کرتا ہے۔ اور

تعجب ہے اُس شخص پر جو روز حساب کا یقین کرتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک دن ہمارے اعمال کا حساب ضرور ہوگا پھر وہ عمل نیک کیوں نہیں بجا لاتا۔ عرض کیا جو کچھ ہمارے پاس ہے اسمیں کچھ صحف ابراہیم و موسیٰ سے بھی ہے فرمایا اے ابوذر پڑھ اس آیت کو قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا۔ والاخرۃ خیر و ابقی ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسیٰ۔ ترجمہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص جو پاکیزہ ہوا کفر اور گناہوں سے اور یاد کیا نام اپنے رب کا زبان سے اور دل سے پس نماز پڑھی۔ اے بدبختو آخرت کے لئے مستعد نہیں ہوتے ہو بلکہ اختیار کرتے ہو دنیائے فانی کو اور آخرت بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ تحقیق یہ مضمون یعنی قد افلح سے آخر تک پہلی کتابوں میں ہے یعنی صحف ابراہیم و موسیٰ میں مذکور ہے۔ عرض کیا مجھکو آپ نصیحت فرمائے۔ فرمایا میں تجھکو خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ تقوی اور پرہیزگاری سے بسر کر تحقیق تقوی سر ہے تمام امور نیک کا عرض کیا اور فرمائے۔ فرمایا قرآن کی تلاوت کیا کر اور خدا تعالیٰ کا ذکر بکثرت کر تحقیق ذکر خدا کا تیرے لئے ذکر ہے آسمان پر نور ہے زمین پر۔ عرض کیا اور فرمائے۔ فرمایا تجھپر خاموشی لازم ہے کیونکہ خاموشی شیاطین کو دور کرتی ہے اور دین حق پر تیری اعانت کرتی ہے۔ عرض کیا اور فرمائے۔ فرمایا زیادہ ہنسنے سے ڈرتے رہو۔ تحقیق جو لوگ زیادہ ہنستے ہیں دل اُن کے مُردہ ہو جاتے ہیں۔ **لمؤلفہ**

گر یاد ہو مرنا تو ہنسی آ نہیں سکتی	دُنیا کی کوئی شے ہمیں بہلا نہیں سکتی
جب موت کی تلخی نہ کبھی دل سے بھلائیں	جینے کی حلاوت ہمیں پھر بھا نہیں سکتی
ہر وقت رہے موت اگر یاد تو ہرگز	عصیاں کی طرف طبع کبھی جا نہیں سکتی
کر لو عملِ خیر یہ فرصت ہے غنیمت	ساعت جو گزرتی ہے وہ پھر آ نہیں سکتی
صد شکر کہ ہم طالق دُنیا کے ہیں پیرو	یہ دولتِ فانی ہمیں بہکا نہیں سکتی
تدبیر کرو لاکھ مگر کوئی بھی کوشش	جو وقت کہ گزرا اُسے پھر لا نہیں سکتی
یاں پیش نظر نعمتِ دایم ہے ہمیشہ	یہ لذتِ فانی ہمیں پھسلا نہیں سکتی
انسان کو جز راہ علیؑ اور کوئی راہ	خلاقِ جہاں تک کبھی پہنچا نہیں سکتی
اغلالِ جہنم سے کوئی چیز رہائی	جز محبتِ علیؑ خلق کو دلوا نہیں سکتی
ماہیتِ باری کو تو کیا سمجھے فراست	جب کُنہ نبیؐ اور علیؑ پا نہیں سکتی
جس روز قضا آئیگی بچنا نہیں ممکن	بچنے کا جو دن ہے تو قضا آ نہیں سکتی
جب پیش نظر معرکہ حشر ہو زائر	پھر قلب میں دُنیا کی ہوا آ نہیں سکتی

پھر ابوذر نے عرض کیا اور فرمائے۔ حضرت نے فرمایا کہ مساکین کو دوست رکھ اور اُن کی ہمنشینی کو اچھا سمجھ عرض کیا

اور فرمائے۔ فرمایا سچ بول اگرچہ تلخ ہو۔ عرض کیا اور فرمائے۔ فرمایا امر حق سے چشم پوشی مت کر امر حق کے اظہار میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے کچھ خوف اور اندیشہ نکر۔ انتہی۔ **مؤلف۔**

ہے کذب اُسی طرح جہالت کی علامت	جسطرح ہے سچ بولنا عفّت کی علامت
ہنسنا بھی زیادہ ہے حماقت کی علامت	جس طرح تکبر ہے سفاہت کی علامت

بیالیسویں مجلس مواعظ جناب محبوب باری صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جوکہ اُس جناب نے حضرت ابوذر غفاری کو فرمائے

نیز کتاب بحار الانوار مجلد ہفدہم میں بسند دیگر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد نبوی میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اُسوقت سوائے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے اور کوئی شخص آنحضرت کی خدمت میں حاضر نہ تھا میں اُسوقت حضرت کے تخلیہ کو بہت غنیمت سمجھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں اور باپ آپ پر قربان ہوں مجھکو ایسی نصیحتیں فرمائے کہ جن پر عمل کرنے سے خدا تعالیٰ مجھکو فائدہ بخشے۔ فرمایا اے ابوذر تو ہم اہلبیت میں سے ہے۔ میں تجھکو وصیت جامع کرتا ہوں اسکو یاد رکھ کہ یہ وصیت طریق خیر و نجات ہے۔ اے ابوذر خدائے معبود کی عبادت اس طرح پر کر کہ گویا تو اُسکو آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہے اگرچہ تو اُسکو نہیں دیکھتا اسمیں کچھ شک نہیں کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے اوّل درجہ عبادت کا خدا تعالیٰ کو پہچاننا ہے اور اس امر کو جاننا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ قبل از تمام اشیاء کے موجود تھا اور موجودات و ممکنات میں سے کوئی شے پہلے اُسکے نہ تھی۔ پس خدائے وحدہٗ لاشریک یگانہ دیرینہ ہے اُسکا کوئی ثانی اور نظیر اور شریک نہیں اور وہ ہمیشہ باقی ہے بدون اُسکے کہ اُسکے لئے کوئی نہایت یا غایت اور حد ہو۔ اُس نے زمین اور آسمان اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے پیدا کیا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے اور ہر چیز پر قادر ہے قدیر ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کے بعد مجھپر ایمان لانا اور اس امر کا اقرار کرنا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھکو تمام خلقت کیلئے بشیر و نذیر مقرر کر کے بھیجا ہے۔ اور میں لوگوں کو خدا کی طرف بلانیوالا۔ سراج منیر یعنی چراغ روشن ہوں۔ اور مجھپر ایمان لانے کے بعد میرے اہلبیت کی ولایت اور محبت اور دوستی کا اقرار کرنا اور اُنپر ایمان لانا ہے اور میری اہلبیت وہ اہلبیت ہیں کہ جنکو خدا تعالیٰ نے کل گناہوں اور برائیوں اور ہر طرح کی بدی اور رجس سے بالکل پاکیزہ کیا ہی اے ابوذر خدا نے میری اہلبیت کو میری امت میں مثل کشتی نوح کے قرار دیا ہے کہ جو اُسپر سوار ہوا اُس نے نجات پائی اور جو اُس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق اور ہلاک ہوا۔ اور نیز میری اہلبیت مثل اُس باب حطہ کے ہیں جو بنی اسرائیل میں تھا کہ جو اُسمیں داخل ہوا وہ ایمن ہوا۔ اے ابوذر جو کچھ میں تجھکو نصیحت کروں تو اُسکو یاد رکھ تاکہ دنیا و آخرت

ہیں تو سعید ہو جائے۔ اے ابوذر دو نعمتیں ایسی ہیں کہ بہت سے لوگ انمیں خسارہ اُٹھاتے ہیں۔ صحت اور فراغت۔ اے
ابوذر پانچ چیزوں کو قبل پانچ چیزوں کے غنیمت جان۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ صحت کو بیماری سے پہلے۔
مالداری کو تنگدستی سے پہلے۔ فراغت کو شغل سے پہلے۔ حیات کو وفات سے پہلے۔ اے ابوذر تجھپر لازم ہے کہ طول
امل سے پرہیز کرے۔ جس عمل خیر کے بجالانے کا تو ارادہ آج کرتا ہی پس اُسکو بجالا اگر دوسرے دن پر اُسکو چھوڑا۔ پھر
دوسرے دن اگر تو اُسکو بجالایا تو بہتر ورنہ سوائے ندامت کے اور کچھ حاصل نہوگا۔ کیونکہ تو خیال کریگا کہ روز گذشتہ میں
میں نے کیوں تفریط کی اور طاعتِ الہٰی کو کیوں نہ بجالایا۔ اے ابوذر بہت ایسا ہوا اور ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ
اس امر کا قصد کرتے ہیں کہ فلاں عملِ نیک ہم کل کو بجالائیں گے۔ لیکن اُنکو ممکن نہوا کہ اُس کام کو کرسکیں۔ بایہ کہ وہ
دوسرے دن کو ہی نہیں پاسکے۔ اے ابوذر اگر تو اجل کو دیکھے کہ کس طرح بعض اوقات دفعتہً اور بغتتہً آجاتی ہی تو البتہ
تو طول امل کا دشمن ہو جائے اور مزرعۂ دل میں بیج طول آمال و آرزوہائے دور و دراز کا کبھی نہ بوئے اے ابوذر دنیا
میں اُس شخص کے مانند اقامت کر کہ جو ایک جگہہ پر ٹھہر جائے اور توقف اور دیر کرنے کا اُس مقام پر ارادہ نرکھتا ہو
اے ابوذر جب تو صبح کرے تو گمان مت کر کہ شام تک تو زندہ رہیگا اور جب رات ہو تو گمان نکر کہ میں صبح تک زندہ
رہونگا۔ اے ابوذر اپنی عمر پر اپنے درہم و دینار و مال و دولت سے زیادہ بخل کر یعنی ایسا نہو کہ تیری عمر بیفائدہ ضایع
ہو جائے۔ یعنی حیات دنیوی میں آخرت کے لئے توشۂ اعمال نیک جمع کر اور عمر کو بیفائدہ تلف نہ ہونے دے۔
اے ابوذر بدتر اور شریر تر لوگوں میں سے بروزِ قیامت وہ عالم ہوگا جو اپنے علم سے کچھ فائدہ حاصل نہ کریگا۔ اور جو
شخص علم کو بایں نیت حاصل کرے کہ علم کے سبب سے لوگوں کو اپنی طرف کرے اور مرجع خلائق بنجائے تو بوئے جنت
اُسکے مشام تک نہ پہنچے گی۔ اے ابوذر اگر تجھ سے کوئی سوال کرے ایسے مسئلہ کا کہ جسکو تو نہ جانتا ہو تو اُسکے جواب میں
صاف کہدے کہ میں نہیں جانتا۔ تا کہ تو جھوٹا فتوے دینے کے وبال سے نجات پائے۔ کوئی فتوے مدے جب تک
تو بخوبی اُسکا علم نرکھتا ہو۔ تا آنکہ عذاب یوم الحساب سے تجھکو رستگاری حاصل ہو۔ اے ابوذر ایک گروہ اہل جنت
کا اہلِ دوزخ کی ایک جماعت سے ملاقات کرکے اُنسے کہیگا کہ آتش دوزخ میں تمہارے داخل ہونیکا کیا سبب ہوا
حالانکہ ہماری نجات تمہاری ہی تعلیم کے سبب سے ہوئی ہے۔ جو کچھ تم کہتے تھے اُن باتوں پر ہمنے عمل کیا خدا نے اُن
اعمال کی وجہ سے ہمکو بخشدیا۔ تب وہ جماعت دوزخی کہے گی کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ لوگوں کو اعمالِ نیک بجالانے کا حکم
دیتے تھے مگر خود ہم اُن اعمالِ نیک کو بجا نہ لاتے تھے۔ اسی وجہ سے ہم آتش دوزخ میں معذب ہوئے۔ اے ابوذر
خداوند تعالے شانہ کے حقوق اسقدر عظیم و بزرگ ہیں کہ بندے اُن کو کما حقہ ادا نہیں کرسکتے اور نعمتیں جناب
منعمِ حقیقی کی اس سے زیادہ ہیں کہ اُنکا کوئی احصا و شمار کرسکے۔ لیکن تم ہمیشہ صبح اور شام ایسی حالت میں کرو
کہ تائب ہو۔ اے ابوذر تم لوگوں کی عمریں راتوں اور دنوں کے گذرنے پر گزر رہی ہیں اور اعمال تمہارے لکھے جاتے ہیں

موت یکایک ایک دن آجائیگی۔ جس نے عملِ خیر کا بیج بویا بیشک پھل نیک پائیگا اور جس نے شر اور بدی کا تخم بویا نتیجہ بد پائیگا۔ ہر بونے والے کیلئے پھل ویسا ہی ملیگا جیسا کہ وہ بیج بوئیگا۔ اے ابوذر متقین سردار اور بزرگ ہیں۔ اور فقہا دلیل اور ہادی خلق ہیں اُنکے ساتھ ہمنشینی کرنا ترقیات دینیہ کا باعث ہے۔ تحقیق مومن دیکھتا ہے اپنے گناہوں کو اس طرح کہ گویا ایک پہاڑ اُسکے سر پر معلق ہے اور قریب ہے کہ اُسکے فرق پر گر پڑے۔ اور کافر اپنے گناہوں کو مثل اُس مچھر کے دیکھتا ہے جو اُسکی ناک پر بیٹھ جائے۔ یعنی کافر ارتکاب معاصی سے کچھ پروا نہیں کرتا۔ اے ابوذر جب پروردگار عالم اپنے بندے کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسکے گناہوں کو اُسکے سامنے ممثل کرتا ہے۔ یعنی اُس بندے کو اپنے گناہ بڑے اور بھاری معلوم ہوتے ہیں اور جب کسی بندے کے ساتھ اُسکے مخالف ارادہ کرتا ہے تو اُسکے سامنے سے اُسکے گناہوں کو محو کردیتا ہے یعنی وہ اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے اور استغفار اور توبہ نہیں کرتا۔ اے ابوذر جسکا قول اُسکے فعل کے مطابق اور موافق ہے اُس نے اپنا حصّہ اور حظ حاصل کرلیا اور جسکا قول اُسکے فعل کے مخالف ہے وہ شخص ایسا ہے کہ وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرتا ہے۔ اے ابوذر بعضے وہ لوگ ہیں کہ بسبب اپنے گناہوں کے روزی سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اے ابوذر ایک جماعت کو خدائے کریم داخلِ بہشت کرے گا اور اُنپر مہربانی کریگا اور اُنکو ایسے درجات بلند عطا کرے گا کہ اُن درجات سے اُنکو ملال حاصل ہوگا یعنی وہ اپنے درجات سے اور لوگوں کو بہت بلند درجات پر دیکھیں گے تو جناب احدیت میں عرض کرینگے کہ الٰہی یہ ہمارے ہی بھائی بند ہیں اور ہمارے ساتھ ہی دُنیا میں تھے اِن کو کس عمل کی وجہ سے ہمپر ایسی فضیلت ملی کہ ہمارے درجات سے بہت بلند درجات اُنکو عطا ہوئے ہیں۔ جناب باری تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ دُنیا میں یہ لوگ بھوکے ہوتے تھے جسوقت تم سیر ہوتے تھے اور یہ پیاسے ہوتے تھے جسوقت تم سیراب ہوتے تھے اور یہ لوگ میری عبادت میں کھڑے ہوئے ہوتے تھے جسوقت تم سویا کرتے تھے یہ تکلیف اور تعب میں ہوتے تھے جب تم آرام اور چین میں بسر کرتے تھے اے ابوذر خدائے عزوجل نے میرے لئے خنکی چشم نماز میں قرار دی ہے اور نماز کو میرے واسطے اس طرح سے مرغوب و محبوب کیا ہے کہ جیسا بھوکے کے لئے روٹی اور پیاسے کے لئے پانی. بھوکا کھانا کھاکر سیر ہوجاتا ہے اور پیاسا پانی پیکر سیراب ہوجاتا ہے مگر میں نماز سے سیر نہیں ہوتا۔ اے ابوذر جو شخص رات دن میں بارہ[۱۲] رکعتیں نافلہ سوائے نافلہ یومیہ مقررہ کے بجالائے اُسکے واسطے ایک گھر کا ملنا جنت میں واجب ہوجاتا ہے۔ اے ابوذر جب تک تو نماز میں مشغول ہے تب تک تو خدا کے دروازہ کو ہلا رہا ہے اور جو شخص خدا کے دروازہ کو کھٹکھٹائی تو ضرور اُسپر دروازہ کھلجائیگا۔ اے ابوذر جو مومن نماز کے لئے کھڑا ہوا اُسکے سر پر عرش سے مہربانی اور رحمت کا بچھاور ہوتا ہے اور اُسپر فرشتہ موکل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اے نماز پڑھنے والے اگر تو اُس رتبہ سے آگاہ ہو جو نماز کے سبب سے تجھے حاصل ہوگا اور اگر تو یہ جانے کہ نماز کی حالت میں تو کس سے رازداری کی باتیں اور مناجات کر رہا ہے تو

البتہ نماز کے سوا تو اور کسی شغل میں مشغول ہی نہو۔ اے ابوذر درجات جنّت میں ایک سے دوسرے درجہ تک اسقدر فاصلہ ہوگا جسقدر آسمان اور زمین کا فاصلہ ہے۔ بعضے بندگانِ خدا میں سے جو سر بلند کرینگے اُنکو ایک نور دکھائی دیگا کہ جس سے آنکھیں اُنکی خیرہ ہونگی۔ تو یہ بندہ جسکی آنکھیں اُس نور سے خیرہ ہوجائیں گی بارگاہ باری میں عرض کریگا کہ الٰہی یہ نور کیسا ہے اور کسکا نور ہے ارشاد ہوگا کہ تیرے فلاں بھائی کا نور ہے یہ شخص عرض کریگا کہ الٰہی میں اور وہ دنیا میں اکٹھے تھے اور باہم مل جلکر تیری عبادت کرتے تھے اب اِسکا کیا سبب ہے کہ اُسکو اسقدر مجھپر فضیلت دیگئی ہے جنابِ کبریا سے ارشاد ہوگا کہ یہ بحیثیتِ اعمال تجھ سے افضل تھا۔ اے ابوذر دُنیا مومن کے لئے قیدخانہ ہے اور کافر کے واسطے بہشت ہے اور جو مومن ہوگا وہ بحالتِ حزن وغم صبح کریگا اور مومن کیوں نہ محزون و مغموم ہو کہ خدائے تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ سب جہنّم میں وارد ہونگے اور جہنّم سے خلاصی اور نجات بالکُلّیہ دینے کا وعدہ نہیں کیا۔ اور نیز یہ ہے کہ مومن پر مصائب و نوائب و امراض و اسقام و آلام وارد ہوتے ہیں اور نیز یہ ہے کہ مومن پر ظلم کیا جاتا ہی مومن مظلوم ہوتا ہے کوئی اُسکی مدد نہیں کرتا تا اینکہ وہ مستحق مثوبات اُخرویہ کا ہوجاتا ہے اسلئے مومن ہمیشہ دُنیا میں رنجیدہ اور مغموم رہیگا تا اینکہ دُنیا سے کوچ کرے۔ جب سے بجانبِ آخرت اُسکا انتقال ہوا تو وہ پہلا دن اُسکی فرحت اور مسرت اور راحت کا ہوگا۔ اے ابوذر کوئی عبادت خدا کی دُنیا میں محزون و مغموم رہنے سے بڑھکر نہیں ہے۔ **مقولہ مؤلف** دیکھو حضرات ناظرین جسقدر انبیاء مرسلین و آئمہ طاہرین معصومین گزرے ہیں ہمیشہ انواع انواع کے مصائب و احزان اور طرح طرح کے نوائب و اشجان میں مبتلا رہے ہیں۔ اپنے رتبے کے موافق دار دُنیا میں اُن ذواتِ قدسیہ نے مصیبتیں اُٹھائی ہیں تکلیفیں جھیلیں ہیں ایذائیں پائی ہیں اور اُن مصائب پر صبر کیا اور شکرِ الٰہی بجالائے۔ اصحاب مصائب و ارباب نوائب کے سید اور سردار ہمارے آقا سید مظلوم سبط رسول حی قیوم حسینؑ ابن علیؑ ہیں جنکی مصیبتیں ایسی ہیں کہ جنپر آجتک تمام ملائکہ مقربین و انبیاء مرسلین اور کُل شہداء و صالحین اور سب خاصان خدا و صدیقین اور سارے اتقیا و مومنین ہمیشہ دائماً بالخصوص محرّم میں آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں فی الحقیقت جناب سید الشہداء سبط محمد مصطفےٰ فلذہ کبد بضعۃ خیر الوریٰ کی ہر مصیبت ایسی ہے کہ اُسکے مقابل میں تمام جہان اور اہل جہان کے مصائب حقیر اور صغیر ہوگئے ہیں ۵

اللہ اکبر ما اجلّ رزیتہٗ — مضت الدھور وما مضت ایامھا

اللہ اکبر مصیبت جناب سید الشہداء اسقدر عظیم ہے کہ بہت سا زمانہ گزرچکا ہے مگر ابتک یہ مصیبت تازہ ہے اور اس مصیبتِ عظمیٰ کا زمانہ منقضی نہیں ہوا۔ **لمؤلفہ**

من للبیان بان یشرح ما مضی — یوم الطفوف علی الحسین من البلاء

کس شخص کی زبان میں یہ طاقت ہی کہ جناب سید الشہداء پر جو مصائب بروز کربلا گزرے ہیں بیان کرسکے۔

تنالیسویں ۴۳ مجلس موعظہ مع ذکر شہادت زید شہید علیہ السلام

اے ابوذر جو شخص ایسے علم سے متصف ہو کہ وہ علم اُسکو نہ رُلائے تو البتہ وہ شخص اس امر کے لایق ہے کہ اُسکو ایسا علم دیا جائے کہ جس سے کچھ فائدہ نہ پائے تحقیق خدا تعالیٰ نے علماء کا وصف فرمایا ہے اور اُنکی مدح اس طرح کی ہے۔ قولہ تعالےٰ۔ ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا تتلی علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا یعنی جو لوگ علم دئے گئے ہیں جب اُنپر علم میں سے کچھ پڑھا جائے سجدہ کرتے ہیں اور کثرت سجود سے اپنی ٹھوڑیوں کو زمین پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا خدا پاک ہے ہمارے خدا کا وعدہ سچا ہے اور وہ اپنی ٹھوڑی کے بھل سجدہ کرتے ہیں درانحالیکہ روتے ہیں اور اُنکا خوف اور ڈر بڑھتا ہے۔ اے ابوذر جو کوئی رو سکے اُسکو چاہیے کہ وہ گریہ وزاری کرے اور جو رو نہ سکے چاہیے کہ اُسکے دل کو ایک گرفت پیدا ہو اور رنج اُسکو گھیرلے اور رونیوالونکی سی صورت بنائے تحقیق جو دل سخت ہے وہ خدا کی رحمت سے دُور ہے۔ اے ابوذر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے لئے دو خوف جمع نہیں کرتا۔ پس اگر وہ دنیا میں امین رہا ہے تو بروز قیامت اُسکو خائف اور ڈرنے والا کرونگا اور اگر وہ دُنیا میں خائف رہا ہے تو میں بروزِ قیامت اُسکو امن دونگا۔ اور امین وبیخوف کرونگا۔ اے ابوذر اگر کسی آدمی کے اعمال نیک ستر پیغمبروں کے اعمال حسنہ کے برابر ہوں (یعنی بہت ہوں) تب بھی اُسکو چاہیے کہ اپنے اعمال کو حقیر سمجھے اور خدا کے غضب سے ڈرتا رہے اور اس امر کا خوف رکھے کہ شاید بروز قیامت میں رستگار نہو سکوں۔ اے ابوذر تحقیق بعض اشخاص عمل نیک کرتے ہیں اور اُس اپنے عمل نیک پر اعتماد اور بھروسہ کر کے گناہان صغار کا ارتکاب کرتے ہیں تا اینکہ اُن کو موت آدباتی ہے اسی حالت میں کہ خدا تعالےٰ اُنپر غضبناک ہوتا ہے۔ اور کوئی ایسا آدمی بھی ہے کہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور اُس گناہ کے سبب سے خائف اور ترساں رہتا ہے یہانتک کہ اُسکو موت آجاتی ہے جب وہ خدا سے بروز قیامت ملاقات کریگا تو بیخوف اور امین ہوگا۔ مؤلف یعنی خدا سے ڈرنے کے سبب سے وہ بخشا جائیگا۔ اے ابوذر بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک بندہ کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے مگر خدائے غفور گناہ مذکور کے سبب سے اُسکو بخشدیتا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ارتکاب گناہ کا موجب اور سبب دخول جنت کا ہو جائے حضرت نے فرمایا کہ وہ گناہ جو باعث دخول جنت ہوگا وہ ہے کہ ایک شخص نے اُسکا ارتکاب کیا پھر اُس سے توبہ کی اور ہمیشہ اُس گناہ کو وہ اپنے دل میں یاد رکھتا رہا اور اُسپر ندامت اور پشیمانی کا اظہار کرتا رہا۔ یہانتک کہ خدا نے اُسکی توبہ قبول کی۔ جب خدا کی طرف اُسکی بازگشت ہوئی جناب غفور الرحیم نے اُسکو بخشدیا اور داخل بہشت بریں کیا

اے ابوذر دُنیا ملعون ہے صرف اُسمیں سے وہ شے ملعون نہیں ہے کہ جسمیں خدا تعالیٰ کی رضامندی ہو اور دُنیا سے زیادہ کوئی شے خدا کے نزدیک مبغوض نہیں ہے۔ خدا نے اُسکو پیدا کیا اور اُس سے اعراض فرمایا۔ پھر اُسکی طرف نہیں دیکھا۔ اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک ایمان سے زیادہ تر کوئی شے محبوب نہیں ہے یا اُس چیز کا ترک کرنا جس سے اُس نے منع فرمایا ہے خدا کے نزدیک محبوب و مرغوب ہے۔ اے ابوذر میرے بھائی عیسیٰ کو خدائے کریم نے وحی کی تھی کہ اے عیسیٰ دُنیا سے دوستی نہ کر کیونکہ میں دُنیا کو دوست نہیں رکھتا اور آخرت کو دوست رکھ۔ اس لئے کہ آخرت دار القرار اور ہمیشہ باقی ہے۔ اے ابوذر جبرئیل امین میرے پاس دُنیا کے تمام خزاین و دفاین کو لائے اور کہا کہ اے محمدؐ ان خزاین کو آپ قبول فرمائے۔ آپکے مراتب رفیعہ و درجاتِ عُلیہ میں سے کچھ بھی خدا کے نزدیک کم نہ ہوگا۔ میں نے اُن سے کہا کہ اے میرے حبیب جبرئیل مجھکو ان دنیاوی خزاین کی کچھ حاجت نہیں میں چاہتا ہوں کہ جب میں سیر ہو جاؤں تو شکرِ خدا بجا لاؤں اور جب بھوکا رہوں تو خدا سے روزی طلب کروں۔ اے ابوذر جس وقت خدا تعالیٰ اپنے بندہ پر مہربانی کرتا ہے اور اُسپر عنایت کرنے کا اور رحم فرمانے کا ارادہ کرتا ہے تو اُسکو فقیہہ بناتا ہے اور اُسکو دُنیا سے زاہد کر دیتا ہے اور اُسکو اُسکے عیبوں سے خبر کر دیتا ہے۔ اے ابوذر جو بندہ دُنیا میں زہد کرتا ہے خدا تعالیٰ اُسکے دل میں حکمت کو ثابت و منقش کر دیتا ہے اور مضامین حکمیہ کو اُسکی زبان پر جاری فرماتا ہے اور دُنیا کے عیوب و امراض سے اُسکو آگاہ فرماتا ہے۔ اے ابوذر جب تو کسی اپنے بھائی کو دیکھے کہ اُس نے دُنیا میں زہد اختیار کیا ہے پس اُسکے کلام کو کان دھر کر سُن کیونکہ خدا تعالیٰ نے اُسکے دل میں حکمت ڈالی ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سب سے زیادہ زاہد دُنیا میں کون ہے۔ فرمایا جو قبرستان کو فراموش نہ کرے اور زینت دُنیائے دنی کی زیادتی کو ترک کرے اور اُس شے کو اختیار کرے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اُس چیز پر جو فنا پذیر ہے۔ یعنی اشیائے فانیہ کو پسند نہ کرے اور آیندہ کیلئے حریص نہ ہو اور اپنی جان کو مُردوں (اموات) میں شمار کرے۔ اے ابوذر خدا نے مجھکو یہ حکم نہیں دیا کہ مال جمع کروں بلکہ مجھکو یہ حکم دیا ہے وسبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین یعنی اے محمدؐ تسبیح کر اپنے پروردگار کی اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا اور عبادت کر اپنے پروردگار کی۔ یہانتک کہ تجھکو موت آئے۔ اے ابوذر میں سخت لباس پہنتا ہوں اور زمین پر بیٹھتا ہوں اور بعد غذا کھانیکے اپنی انگلیوں کو چاٹتا ہوں اور بدون زین کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں۔ اور بعض اوقات راہ چلنے میں اپنے پیچھے اور آدمی کو بھی اپنے ہمراہیوں میں سے سوار کر لیتا ہوں۔ پس جو شخص میرے طریقے اور سنت سے اعراض کرے اُسکو مجھ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اے ابوذر حب جاہ و مال کا ضرر انسان مسلمان کے دین و ایمان پر اُس نقصان و ضرر سے زیادہ تر ہے جو دو بھیڑئے اوّل شب سے صبح تک ایک بکریوں کے ریوڑ میں ضرر و نقصان پہنچا سکیں۔ حضرت ابوذر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو لوگ خائف و خاضع و متواضع ہیں کیا وہ سب سے پہلے

بہشت میں جائیں گے۔ فرمایا وہ نہیں بلکہ فقرائے مسلمین لوگوں کے کندھوں پر پاؤں رکھتے ہوئے فوراً داخل بہشت ہونگے۔ جنت کے دربان اور خازن کہیں گے کہ تمہارا ابھی تک حساب نہیں ہوا تم پہلے کیونکر بہشت میں داخل ہوتے ہو وہ کہیں گے کہ ہم تو کسی شے کا حساب نہیں رکھتے دار دنیا میں ہم کسی چیز کے مالک ہی نہ تھے جواب ہم اسکی جواب دہی کریں اور حساب دیں۔ ہم دنیا میں مال ہی نہیں رکھتے تھے جسکی بابت اب پوچھا جائے کہ تمنے اس مال کو کیونکر خرچ کیا۔ ہم صرف خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے یہانتک کہ قابض ارواح نے ہماری روح کو قبض کیا۔ اے ابوذر دنیا لوگوں کے دلوں اور بدنوں کو مشغول کرتی ہے۔ قاضی یوم الحساب بروز حساب حلال کی بابت سوال کریگا نہ حرام کی بابت سوال یعنی حلال کا حساب ہوگا حرام کا عذاب ہوگا۔ اے ابوذر میں نے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ رازق برحق میرے دوستوں کو رزق بقدر کفاف عطا فرمائے اور میرے دشمنوں کو مال و فرزند بہت سے عنایت کرے۔ اے ابوذر مبارکبادی ہو اُن لوگوں کو جو دنیا سے زاہد ہیں اور آخرت کی طرف راغب ہیں۔ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ زمین خدا کو اپنا بچھونا سمجھتے ہیں اور اسکی مٹی کو اپنے لئے فرش قرار دیا ہے اور کتاب الٰہی کی تلاوت کو اپنا شعار کئے ہوئے ہیں اور دعا کو اپنا لباس بنائے ہوئے ہیں۔ اے ابوذر آخرت کی زراعت عمل صالح ہے اور دنیا کی زراعت مال و اولاد ہے۔ اے ابوذر جب نور دل میں داخل ہوتا ہے تو دل میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسوقت میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وسعت قلب کیونکر پہچانی جائے فرمایا دار خلود کی طرف انابت و بازگشت کرنے سے اور دار غرور سے اعراض کرنے اور موت کے آنے سے پہلے مرنے کے لئے آمادہ اور مستعد ہونے سے۔ انشراح و توسع قلب معلوم ہوسکتا ہے اے ابوذر ہر کام میں نیت قربت کی کر تاکہ ہر کام پر تجھکو ثواب حاصل ہو۔ یہانتک کہ غذا کھانے میں اور سونے میں قربت الٰہی کی نیت کر۔ اے ابوذر خالق عالم کے پیدا کئے ہوئے بہت سے ملائکہ ایسے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہر وقت عبادت میں کھڑے رہتے ہیں اور جناب باری کے خوف سے اپنے سروں کو بلند نہیں کرتے انکا یہی حال رہیگا جب تک کہ بار دوئم صور پھونکا جائیگا اور انکا ورد اور وظیفہ یہ ہے۔ سبحانک وبحمدک ما عبدناک کما ینبغی لک ان تعبد یعنی اے خدائے کریم پاک ہی تو تیرے لئے حمد ہے ہم تیری عبادت نہیں کرسکتے جسطرح تیری عبادت کرنی چاہیے۔ اگر کسی شخص کی عبادت ستر پیغمبروں کی عبادت کے برابر ہو قیامت کے روز اُس دن کی سختی اور شدت کے سبب سے وہ بھی اپنے اعمال کو نہایت حقیر پائیگا۔ اور اگر جہنم ایک نالہ کریگا تو کوئی ملک مقرب و نبی مرسل ایسا باقی نہ رہے گا جسکی شدت ہول و خوف و اضطراب سے ہاتھ پاؤں نہ پھول جائیں اور خوف سے زانوؤں کے بل چلنے لگیں گے اور سب نفسی نفسی پکاریں گے حتی کہ ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام اسحق کو فراموش کرکے عرض کرینگے کہ الٰہی میں ہوں تیرا خلیل مجھکو اس ہولناک وقت میں فراموش مت کر۔ اے ابوذر اگر ایک حور حوران بہشت میں سے شب تاریک میں آسمان دنیا پر آکر جلوہ گر ہو تمام زمین اسکے نور سے روشن و درخشاں

ہوجائے۔ بدر کامل سے زیادہ اُسکی روشنی زمین پر پڑے اور تمام اہل زمین کے مشام اُسکی خوشبو سے معطر ہوجائیں اور اگر کوئی کپڑا لباسہائے اہل بہشت میں سے دُنیا میں لایا جائے اُسکو دیکھکر اور سونگھکر تمام اہلِ دُنیا بیہوش ہوجائیں اور جو اُس لباس کو دیکھیں تو دیکھنے کی تاب لا سکیں اَے ابوذر اگر تو کسی جنازہ کی مشایعت کرے تو اپنے دل میں خضوع و خشوع کو قرار دے اور اِس امر کا یقین کر کہ تو بھی اُس سے ملحق ہوگا یعنی تو بھی آخر ایک دن حضرِ وفات پائیگا اور زمرۂ اموات میں سے ہوجائیگا۔ اَے ابوذر جو چیز فاسد اور خراب ہوجائے اُسکا مصلح نمک ہے اور جب نمک خراب اور فاسد ہوجائے تو اُسکے لئے کوئی دوا اصلاح کنندہ نہیں ہے۔ اَے ابوذر دو رکعت نماز جو حضور قلب سے بجالائے وہ تمام شب کی عبادت سے بہتر ہے جو سنگدلی اور قساوتِ قلبی سے کیجائے۔ اَے ابوذر کوئی شخص اعلیٰ درجہ کا فقیہ نہیں ہوسکتا جب تک تمام خلقت کو خدائے تعالیٰ کے مقابلہ میں مثل بہایم اور حیوانات کے مشاہدہ نہ کرے پھر اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور اپنے نفس کو مخلوقات سے حقیر اور پست سمجھے۔ اَے ابوذر تو حقیقتِ ایمان کو نہیں پہنچ سکتا جبتک کل اہلِ دُنیا کو معاملات دینیہ میں احمق اور معاملاتِ دنیوی میں عاقل نہ سمجھے گا۔ اے ابوذر تو اپنے نفس کا خود حساب کر قبل اِسکے کہ تیرا حساب کیا جائے۔ اور اپنے نفس کو خود تول قبل اسکے کہ اُسکا وزن کیا جائے اور روزِ قیامت کیلئے اپنے آپکو آمادہ اور تیار کر تحقیق خدائے تعالیٰ علیم و خبیر ہے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی مخفی نرہے گی۔ اَے ابوذر خدا سے حیا و شرم کر۔ قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جب میں بیت الخلا میں جاتا ہوں تو اپنا سر چادر سے اچھی طرح ڈھانپ لیتا ہوں اِسلئے کہ مجھکو اُن دو فرشتوں سے شرم آتی ہے جو ہر وقت میرے نامۂ اعمال لکھنے کے لئے میرے ساتھ موجود ہیں۔ اَے ابوذر آیا تو یہ چاہتا ہے کہ بہشتِ بریں میں داخل ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں یارسُول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں۔ فرمایا حضرت نے کہ امیدہائے دور و دراز ترک کر۔ آمالِ دُنیا کا کبھی خیال بھی نہ لا۔ اور موت کو ہر وقت اپنے حاضر سمجھ اور خدائے تعالیٰ سے اِسی طرح پر شرم کر کہ جسطرح شرم کرنی اُس سے لایق اور سزاوار ہے۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسُول اللہ ہم سب لوگ خدا سے حیا کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ حیا سے یہ مراد نہیں جو تم کرتے ہو بلکہ حیا سے یہ مراد ہے کہ کبھی قبروں کو اور قبروں میں جسموں کے سڑنے اور گلجانے کو فراموش نکرو۔ جو شخص آخرت میں کرامت اور بزرگی پانا چاہے اُسکو لازم ہے کہ دُنیا کو بالکل ترک کرے۔ جب یہ صفات انسان میں پائے جائیں تو جان لو کہ وہ شخص دوستانِ خدا میں داخل ہوگیا۔ اَے ابوذر جناب خالقِ اکبر بسبب صلاحیت پدر و آبا و اجداد اُنکی اولاد و احفاد کو صلاحیت و سداد مرحمت فرماتا ہے اور اُنکی حفاظت کرتا ہے۔ اے ابوذر خداوند خالقِ کائنات تین طرح کے لوگوں کے سبب سے مباہات کرتا ہے۔ اوّل وہ شخص جو کسی جنگل میں تن تنہا ہو وہاں وہ اذان و اقامت کہکے نماز پڑھنے لگے۔ جناب باری فرماتا ہے کہ اِس میرے بندہ کی طرف (کہ ایسی حالت میں نماز پڑھتا ہے) سوائے میری اور کوئی نہیں دیکھتا۔ پس بحکم الٰہی ستر ہزار

فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور اسکے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور اسکے لئے دوسرے روز تک استغفار کرتے ہیں دوسرا وہ شخص جو رات کو بستر خواب پر سے تنہا اٹھکر نماز پڑھے۔ جب سجدہ میں جائے تو خواب اسپر غلبہ کرے اور سجدہ میں سو جائے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ملائکہ دیکھو میرے اس بندہ کو کہ روح اسکی میرے پاس ہے اور بدن اسکا سجدہ کرتا ہے تیسرا وہ شخص جو جہاد کے لئے جائے اور اسکے اصحاب و احباب و ساتھی سب مفرور ہو جائیں اور وہ اکیلا تن تنہا میدان جنگ میں باقی رہے اور اسی بیکسی اور تنہائی کی حالت میں کفار سے مقابلہ و مقاتلہ کرے یہانتک کہ شہید ہو

مؤلف۔ حضرات مومنین اس مقام پر احقر الانام کو حضرت زید شہید بن سید الساجدین علیہما السلام کی شہادت کا حال یاد آگیا کہ وہ مظلوم یکہ و تنہا ہزاروں اشقیا میں محصور ہو کر اسی طرح شہید ہوئے ہیں جسطرح جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ الہداۃ نے ارشاد فرمایا ہے۔ منقول ہے کہ جب زید شہید نے اپنے جد مظلوم سید الشہدا علیہ السلام کے خون ناحق ریختہ کا انتقام لینے کے واسطے خروج کیا اور کوفہ میں تشریف لائے تو کوفیان پُر دغا اپنی عادت قدیمی کے موافق پہلے تو انکی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس امر پر اس جناب کی بیعت کر لی کہ ان کے ساتھ ہو کر بنی امیہ سے جہاد کرینگے اور جناب امام مظلوم علیہ السلام کا بدلا لیں گے۔ جب لڑائی کا موقع پیش آیا تو ان بیوفاؤں نے انسے وہی برتاؤ کیا جو ان کے آبا اور اجداد سے کرتے رہے تھے یعنی اس مظلوم کی نصرت اور امداد سے منہہ موڑا اور غدر و خیانت کر کے بیعت کو توڑا انکو زغہ اعدا میں یکہ و تنہا چھوڑا۔ سب کے سب بھاگ گئے اعدائے دین نے اس مظلوم کو شہید کیا۔ پھر انکی لاش کو بمقام کناس سولی پر چڑھا دیا نوبت یہانتک پہنچی کہ انکی لاش چار سال تک سولی پر لٹکتی رہی اور فاختہ نے ان کے پیٹ میں آشیانہ بنا لیا اور کسی شخص نے زبان سے یا ہاتھ سے انکی مدد نہ کی بلکہ انپر جو جو ظلم اور سختیاں گذریں انکو کسی نے برا بھی نہیں سمجھا۔ جب جناب مصحف ناطق حضرت امام جعفر صادق صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ کو انکی شہادت کا حال معلوم ہوا تب وہ جناب نہایت رنجیدہ اور غمناک ہوئے اور حضرت نے شدت اندوہ و الم سے نالے کئے اور انکی روح پُر فتوح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے بہت کچھ خیرات اور صدقات کے لئے دست داد و دہش دراز کیا زید شہید رحمہ اللہ بروز دوشنبہ دوم ماہ صفر سنہ ۱۲۰ ہجری کو شہید ہوئے تھے انکی شہادت پر بنی امیہ اور ان کے اعوان و انصار نے عید کی اور بڑی خوشی منائی اور اہلبیت رسول و محبان اولاد بتول پر انکی شہادت سے بہت بڑا سخت صدمہ واقع ہوا۔ اور حکیم لعین نہایت خوش ہوا اور اس نے زید شہید کی شہادت پر عید کی اور یہ شعر پڑھے۔ **اشعار حکیم لعین**۔

صلبنا لکم زیداً علی جذع نخلۃٍ	ولم نر مہدیاً علی الجذع یصلبُ
وقستم بعثمانٍ علیاً سفاہۃً	وعثمان خیر من علیٍ و اطیب

معاذ اللہ معاذ اللہ۔ توبہ توبہ۔ کبرت کلمۃً تخرج من فیہ۔ کتنا بڑا سخت کلمہ اس شقی کے منہہ سے نکلا ہے وہ ملعون کہتا ہے ترجمہ اے آل رسول ہمنے تمہارے زید کو درخت پر سولی دیدیا۔ اور ہمنے آجتک نہیں دیکھا کہ کسی مہدی

احوال شہادت زید شہید علیہ السلام از المنتخب مجلس دوم مطبوعہ بمبئی ص ۱۰۱

کو سولی دیجائے۔ اے آلِ محمدؐ اور اے آلِ محمدؐ کو تفضیل دینے والو تمنے اپنی حماقت کے سبب سے علیؑ کو عثمان کے برابر یا مثل قیاس کرلیا ہے حالانکہ عثمان علیؑ سے بہتر اور افضل ہے جب اِن شعروں کا مضمون کذب مشحون جناب صادق علیہ السلام تک پہنچا تو حضرت سنکر نہایت رنجیدہ اور غمگین ہوئے اور شدّت اندوہ والم و فورِ غضب سے کانپتے ہوئے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرکے جناب احکم الحاکمین کی بارگاہ میں حکم لعین کے حق میں اس طرح بددعا کی۔ کہ پروردگارا حکم تیرا بندہ اگر اپنے اِس قول میں جھوٹا ہے تو اُسپر اپنے کتّوں میں سے ایک کتے کو مسلط کرکہ اُسکو کھاجائے۔ پس اُسی دن وہ شقی حاکم شام کے حکم سے کوفہ کو دمشق سے روانہ ہوا راہ میں اُسی دن اُسکو ایک شیر نے پکڑ کر چیر ڈالا اور کھالیا۔ شیر کے پیٹ کی راہ سے وہ ناری واصل جہنم ہوا۔ جسوقت اُس شقی کے اِس طرح ہلاک ہونے کی خبر جناب صادق علیہ السلام کو پہنچی تو حضرت نے درگاہ مجیب الدعوات میں اپنی دعا کے اسقدر جلد قبول ہونے پر سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا کہ شکر ہے پروردگار عالم کا جس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے دشمن کو ہلاک کیا اور قریب ہے کہ ظالم جان لیں گے کہ انکا انجام کیا ہوتا ہے۔ اِن ملاعنہ یعنی بنی امیہ کو دنیائے دنی نے غرور میں ڈال رکھا ہے قریب ہے کہ وہ ہلاک ہونگے اور جہنم میں جائیں گے اور وہاں کوئی ناصر اور مددگار نہ پائیں گے۔ **شعر**

الا یا بایع الدنیا بدینٍ	غرور لا یدوم لھا نعیم
الیٰ دیّانِ یوم الدین تمضی	وعند اللہ تجتمع الخصوم

یعنی اے دنیا کے عوض میں دین کو بیچنے والے دنیا غرور ہے اُسکی نعمتوں کو فنا ہے ہمیشہ باقی نہیں رہیں گی۔ آخر تجھکو خدا کے سامنے ایک دن جانا ضرور ہے۔ اور اُس قاضی یوم الحساب کے سامنے سب مدعی اور مدعا علیہ جمع ہونگے

چوالیسویں مجلس

اے ابوذر جس سرزمین پر اور جس قطعۂ زمین پر کوئی شخص خدا کی عبادت کریگا اور جناب الٰہی کی بارگاہ میں سجدہ کریگا وہ زمین بروزِ قیامت اُسکے لئے گواہی دیگی کہ اُس نے مجھپر خدا کی جناب میں سجدہ کیا تھا ہر منزل جہاں کہ لوگ آکر اُترتے اور ٹھہرتے ہیں وہ منزل اور وہ زمین اُن لوگوں پر رحمت بھیجتی ہے یا لعنت کرتی ہے۔ یعنی اگر وہ لوگ مقام کرنے والے اُس منزل و زمین پر نماز پڑھتے ہیں اور عبادت الٰہی بجالاتے ہیں تو وہ منزل اور زمین اُنپر رحمت بھیجتی ہے اور اگر وہ قیام کرنے والے لوگ عبادت الٰہی نہیں کرتے بلکہ معصیت خدا کرتے ہیں تو وہ منزل اُنپر لعنت کرتی ہے۔ اے ابوذر ہر صبح و شام ہر بقعہ زمین کا دوسرے قطعہ زمین کو ندا دیتا ہے کہ اے میرے ہمسایہ آیا تجھپر سے کوئی شخص آج گزرا ہے کہ جو ذکر خدا کرتا تھا یا جس نے کہ خدا تعالیٰ کو سجدہ کیا تھا بعض قطعات زمین کے کہیں گے کہ ہاں ہمپر ایسے شخص گزرے ہیں اور بعضے کہیں گے کہ ہمپر سے کوئی ایسا آدمی نہیں گزرا پس جس قطعہ

زمین پر۔ اگر خدا گزرا ہوگا وہ قطعہ زمین دوسرے قطعہ زمین پر فخر کریگا جسپر سے کوئی نمازی اور ذاکرِ خدا نہیں گزرا ہوگا
اے ابوذر جب خالق عالم جل جلالہ نے زمین کو مع اُن درختوں کے جو اُسپر ہیں پیدا کیا تو کُل درخت زمین کے انسان
کے لئے نہایت فائدہ بخش تھے۔ ہر درخت سے انسان بہت کچھ منفعت حاصل کرتے تھے۔ لیکن جب فجار بنی آدم نے
(معاذ اللہ توبہ توبہ) خدائے عزوجل کے لئے بیٹے کا ہونا قرار دیا اور یہ کلمہ کفر زبان پر جاری کیا تو زمین کو سخت زلزلہ ہوا تمام
زمین کانپنے لگی اُس دن سے درختوں کا فائدہ نہایت کم ہوگیا۔ اے ابوذر جب کوئی مومن دنیا سے انتقال کرتا ہے تو چالیس دن تک
زمین اُسپر گریہ وزاری کرتی ہے۔ اے ابوذر جب کوئی مومن کسی جنگل میں وضو کرکے یا تیمم کرکے اذان و اقامت کہکر مشغول نماز
ہوتا ہے تو جناب احدیت ملائکہ کو فرماتا ہے کہ تم اُسکا اقتدا کرو اور اُسکے پیچھے جاکر نماز پڑھو۔ چنانچہ ملائکہ اسقدر کثرت سے آکر اُسکے
پیچھے صف باندھتے ہیں کہ دونوں طرف سے صف کی انتہا نظر نہیں آسکتی جب وہ رکوع کرتا ہے تو اُسکے ساتھ رکوع کرتے ہیں اور جب وہ
سجدہ کرتا ہے تو اُسکے ہمراہ سجدہ کرتے ہیں اور جب وہ دعا مانگتا ہے تو آمین کہتے ہیں۔ اے ابوذر جو شخص اپنی جوانی میں دُنیا کو ترک
کردے اور خدا کی عبادت کرتے کرتے بوڑھا ہوجائے خدائے تعالیٰ ستر صدیقوں کے برابر ثواب اُسکو عطا فرماتا ہے
اے ابوذر جو شخص غافلوں کے درمیان میں خدا کا ذکر کرے وہ اُنمیں ایسا ہے کہ جیسا راہ خدا میں جہاد کنندہ ہو جماعت
فرارکنندہ میں۔ اے ابوذر جلیس وہمنشین پرہیزگار و صالح بہتر ہے تنہا اور اکیلے رہنے سے اور تنہائی بہتر ہے سکوت سے
اور سکوت بہتر ہے کلام فتنہ انگیز و سخن شر آمیز سے۔ اے ابوذر بات نہ کر مگر مومن سے اور کھانا سوائے پرہیزگار کے اور
کسی کو نہ کھلا اور فاسقوں کا کھانا خود بھی نہ کھا۔ اے ابوذر اسکو اپنا کھانا کھلا جو تجھکو خدا کی محبت کے سبب سے
دوست رکھتا ہو۔ اے ابوذر خدائے تعالیٰ بات کرنے والے لوگوں کی زبان کے نزدیک ہے۔ پس کلام کرنیوالوں کو
لازم ہے کہ جو کلام کریں خدا سے ڈر کر بات کریں۔ اے ابوذر جھوٹے کیواسطے جھوٹے ہونے کی یہی دلیل کافی ہے
کہ وہ جو خبر سُنے قبل اسکے کہ اُسکا صدق یا کذب معلوم ہو بیان کردے۔ اے ابوذر قید کرنیکے واسطے زبان سے زیادہ
ترلایق اور سزاوار کوئی شے نہیں ہے۔ اے ابوذر بوڑھے مسلمانوں اور حافظان کتاب رب العالمین و قاریانِ
قرآن مبین و سلاطین منصفین و عادلین کی تعظیم اور اکرام کرنا ضروری اور لازم ہے۔ اے ابوذر کلمۂ طیبہ صدقہ ہے
اور ہر ہر قدم پر جو نماز پڑھنے کیلئے جانے میں اُٹھایا جائے اُسکا اجر و ثواب صدقہ دینے کے برابر ہوگا۔ اے ابوذر جو
شخص خدا کی طرف بلانے والے کے بلانے کو قبول کرے اور مساجد الٰہی کو تعمیر اور آباد کرے خدائے کریم پر لازم ہے
کہ وہ غفور الرحیم اُس شخص کو داخل بہشت کریگا۔ ابوذر کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ مساجد خدا کیونکر تعمیر
کیجاتی ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تعمیر مساجد سے یہ مقصود ہے کہ مسجد میں جاکر صرف عبادت الٰہی و ذکر خدا اور نماز
کے ادا کرنے میں مشغول رہے کوئی لغو اور بیہودہ کام وہاں نہ کرے اور مسجد میں بیٹھکر بیع و شرا نہ شروع کرے
پس اگر تو نے میرے کہنے کے موافق نہ کیا تو بروز قیامت اپنے ہی نفس پر ملامت کیجیو۔ اے ابوذر جب تک تو

مسجد میں بیٹھا ہے تو ہر ایک دم کے لینے پر تجھکو ثواب دس نیکیوں کا حاصل ہوتا ہے اور دس گناہ تیرے محو ہوتے ہیں
اور ملائکہ تجھپر صلواۃ بھیجتے ہیں۔ اے ابوذر تو جانتا ہے کہ آیہ یاایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورا
بطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون کس بارہ میں نازل ہوا ہے۔ ابوذر کہتے ہیں کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں
باپ حضور پر قربان ہوں میں نہیں جانتا فرمایا نماز کے انتظار کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اے ابوذر
لازم ہے کہ تیرا اہتمام اور تیری کوشش زیادہ تر تقوی اور پرہیزگاری میں ہو عبادت سے بڑھکر زیادہ تر اتقا اور
پرہیزگاری حاصل کرنے میں ہو سعی کرو کیونکہ پرہیزگاروں ہی کا عمل قبول ہوتا ہے۔ پس اس شخص کا عمل کیونکر
کم سمجھا جاسکتا ہے جسکا عمل خدائے تعالیٰ قبول فرمائے جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے انما یتقبل اللہ من
المتقین یعنی سوا اسکے اور کوئی بات نہیں کہ جناب حق سبحانہ تعالیٰ عمل پرہیزگاروں اور متقیوں ہی کا قبول
فرماتا ہے۔ اے ابوذر انسان متقی نہیں ہوسکتا جب تک اپنے نفس کا حساب اس طرح سے نہ لے جس طرح ایک
شریک دوسرے شریک سے حساب لیتا ہے اور اپنے نفس کا حساب لیکر جان لے کہ اُسکا کھانے پینے اور پہننے
کا سامان کیونکر بہم پہنچا ہے۔ آیا بطریق ناجائز اور حرام طور پر بہم پہنچایا گیا ہے۔ یا بطریق حلال۔ اے ابوذر جو شخص
تحصیل مال وکسب رزق میں حرام وحلال کا کچھ خیال اور جائز اور ناجائز کی کچھ پروا نکرے تو خدائے تعالے بھی
اُسکو جہنم میں ڈالنے کیوقت کچھ پروا نکرے گا۔ اے ابوذر جو شخص اس امر پر مسرور اور خوشنود ہو کہ وہ خلقت میں مکرم
اور معظم ہے اُسکو خدا تعالیٰ سے زیادہ تر ڈرنا چاہیے۔ اے ابوذر خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ تر محبوب
اور دوست وہ ہے جو خدائے تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرے اور بزرگ تر تم میں سے خدائے تعالے کے نزدیک وہی
جو زیادہ تر متقی ہو یعنی خدا سے زیادہ ڈرے اور زیادہ تر نجات ورستگاری کا مستحق خدا کے نزدیک وہ ہے
جو خدا کے عذاب سے زیادہ تر خائف ہو۔ اے ابوذر تحقیق متقین وہ ہیں کہ جو اُن اشیا سے بھی احتراز اور پرہیز
کرتے ہیں جن سے احتراز کرنا کچھ ضروری امر نہیں ہے وہ لوگ اُن اشیا سے صرف اسواسطے پرہیز کرتے ہیں کہ مبادا
شبہات میں واقع ہوجائیں احتیاطاً اُن چیزوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ اے ابوذر جو شخص خدا کی اطاعت اور
فرمانبرداری کرے اُس نے خدا کے ذکر کو ادا کیا اگرچہ نماز وروزہ اور تلاوت قرآن زیادہ نہ کرتا ہو۔ اے ابوذر اصل
دین کی پرہیزگاری ہے اور سر اُسکا طاعت الہی ہے اے ابوذر پرہیزگاری اور ورع اختیار کرتا کہ تمام خلقت میں
تو سب سے زیادہ عابد ہوجائے اور تحقیق تمہارے دین میں ہر چیز سے بہتر پرہیزگاری اور ورع ہے۔ اے ابوذر
فضیلت علم کی عبادت کی فضیلت سے زیادہ ہے۔ اگر تم اسقدر نمازیں پڑھو کہ نماز پڑھتے پڑھتے کثرت رکوع و
سجود سے قد تمہارے منحنی اور خم ہوجائیں اور اسقدر کثرت سے روزے رکھو کہ نہایت لاغر اور کمزور ہوجاؤ۔
کچھ فائدہ نہ پاؤ گے جب تک کہ پرہیزگاری نہ اختیار کروگے۔ اے ابوذر دنیا میں متقین اور زاہدین خدا کے دوست

ہیں۔ اے ابوذر جو شخص عرصۂ محشر میں وارد ہوگا اور تین خصلتیں نرکھتا ہوگا تو وہ شخص بیشک خائب اور خاسر ہوگا
ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ تین خصلتیں کیا ہیں
فرمایا اوّل وہ ورع اور پرہیز گاری ہے جو تمکو اُس کام سے منع کرے جو خدا نے ناجائز اور حرام کیا ہے۔ دوسرے
وہ حلم اور بردباری ہے جسکے سبب سے تم جہال اور سفہا اور حمقا کی جہالت کی باتونکو برداشت کرو تیسرے وہ حسن خلق ہے
جسکے سبب سے تم لوگوں کے ساتھ بمدارا میش آؤ۔ اے ابوذر اگر تو یہ چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ غنی اور بے پروا ہو جائے
تو زیادہ اُسپر بھروسہ اور اعتماد کر جو خدا کے پاس ہے اور اُسپر اعتماد زیادہ نہ کر جو تیرے ہاتھ میں ہے۔ اے ابوذر
اگر تو چاہتا ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ قوی ہو جائے تو صرف خدا ہی پر توکل رکھ اور اگر تو یہ چاہتا ہے کہ سب لوگوں سے
زیادہ کریم ہو جائے تو اپنے سے پرہیز کر۔ اے ابوذر اگر تمام جہان کے لوگ اس آیت کو لیں اور اسکے مضمون پر عمل کریں
تو البتہ یہ آیت سب کے لئے کفایت کرے۔ قولہ تعالیٰ۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من
حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل
شیٍ قدرا۔ یعنی جو کوئی خدا سے ڈرے اور محرمات (امور ناجائز) سے پرہیز کرے خدائے تعالیٰ اُسکے لئے
جائے خروج مقرر کرتا ہے اور محل قرار دیتا ہے اور ایسی جگہہ سے اُسکو روزی دیتا ہے کہ جہاں اُسکو گمان
بھی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص خدا پر توکل اور بھروسہ کرے خدا تعالیٰ اُسکے لئے کافی ہے۔ تحقیق خدا تعالیٰ
پہنچانیوالا ہے۔ اپنے ہر امر کا اور ہر چیز کی پروردگار نے ایک مقدار معین کی ہے۔ اے ابوذر اگر ابن آدم اپنے رزق
کو اپنی موت کے موافق فرض کرے تب بھی رزق اُسکو پہنچے گا **مؤلف** یعنی اگر انسان اپنے رزق کی تلاش میں
کوشش نہ کرے جس طرح خود مرنے کیلئے کوشش نہیں کرتا تب بھی وہ روزی جو اُسکے مقدر میں ہے ضرور پائیگا
جس طرح ایک دن اُسکے مرنے کا وقت ضرور آئیگا۔ اے ابوذر آیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھکو ایسا علم تعلیم کروں اور ایسے
چند کلمات سکھلاؤں کہ جنکے سبب سے تو نفع پائے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ مجھکو ضرور وہ
علوم اور کلمات مفیدہ تعلیم فرمائیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدائے تعالیٰ کو کبھی فراموش
نکرنا اینکہ تو اپنے آگے ایک نور پائے جسکے سبب سے تو خدا کے نزدیک معروف ہو جائے فراغ دستی اور فراوانی کیوقت
اور نیز معروف ہو جائے تو نزدیک خدائے کریم کے سختی اور شدت کے وقت میں اور اے ابوذر اگر تو چاہے کہ کسی شے
کا کسی سے سوال کرے تو خدا ہی سے سوال کر اور اگر تو کسی سے مدد مانگنا چاہے تو خدا ہی سے نصرت اور مدد مانگ
تحقیق جو کچھ ہو رہا ہے یا ہوگا وہ سب کچھ قلم قدرت نے لکھا ہوا ہے۔ اگر تمام خلقت اس امر پر متفق ہو جائے اور سب
خلقت اگر اس امر میں کوشش کرے کہ تجھے وہ نفع پہنچائے جو تیرے مقدر میں لکھا ہوا نہیں ہے تو اُس فائدہ پہنچانے
پر وہ ہرگز قادر نہونگے۔ اے ابوذر جو شخص اُسقدر روزی پر قانع ہو جو اُسکو خدا نے عطا فرمائی۔ پس وہ شخص اعلیٰ درجہ کا

غنی ہے۔ اے ابوذر خدا تمہاری صورتوں اور اموال و دولت کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے قلوب و اعمال کو دیکھتا ہے۔ اے ابوذر ویل اور افسوس اُسکے لئے ہے جو جھوٹ بولے اسواسطے کہ لوگونکو ہنسائے۔ افسوس ہے اُسپر ویل و افسوس ہے اُسپر ویل و افسوس ہے اُسپر **مؤلف** بھانڈ نقال بہروپیے وغیرہ لوگ اسمیں آگئے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے بیہودہ اور مزخرفات اور واہیات افعال و اقوال و حرکات و سکنات وغیرہ بدعات اور بد و محرمات عمل میں لاتے ہیں اور لوگوں کو ہنساتے ہیں۔ افسوس ہے اُن لوگونکی حالت پر کہ جناب رسول اللہ نے چار دفعہ اُن کے لئے ویل کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ ظاہرا ویل کے معنی افسوس کے ہیں اور نیز ویل ایک کنوئیں کا نام ہے جو دوزخ میں ہے اور اسمیں بہت سخت عذاب ہوگا۔ اے ابوذر جس نے سکوت اور خاموشی کو اختیار کیا اُس نے نجات پائی پس تجھپر لازم ہے کہ ہمیشہ سچ بول کبھی کوئی کلمۂ دروغ اور جھوٹ زبان سے نہ نکال **مؤلف** لازم یہ ہے کہ صدق کو تم پیشوا کرو اور جھوٹ سے زبان نہ کبھی آشنا کرو۔ اے ابوذر تجھپر لازم اور فرض ہے کہ غیبت کرنے سے ہمیشہ اجتناب اور پرہیز کرے تحقیق غیبت کرنا ایسا گناہ ہے کہ زنا سے بھی بدتر ہے یعنی زنائے غیر محصنہ سے بھی زیادہ تر گناہ ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ مثلاً ایک شخص نے زنا کیا اُسکے بعد توبہ کی اور خدا نے اُسکی توبہ کو قبول کیا لیکن غیبت کرنے کا گناہ بخشا نہیں جاتا جب تک وہ شخص کہ جسکی غیبت کی ہے مُعاف نہ کرے۔ اے ابوذر مسلمان آدمی کو گالی دینا فسق ہے اور اُسکے ساتھ قتال و جدال کرنا کفر ہے اور اُسکا گوشت کھانا معصیت خدا ہے اور اُسکے مال کی حرمت اُسکے خون کی حرمت کے مانند ہے۔ حضرت ابوذر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ غیبت کیا چیز ہے۔ حضرت نے فرمایا ذکر کرنا ایک برادر مومن کا ایسی طرح کہ اُس ذکر کو وہ مکروہ جانتا ہو۔ ابوذر نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ مومن اُس صفت سے متصف ہو اور وہ عیب فی الحقیقت اُسمیں موجود ہو حضرت نے فرمایا کہ ہاں اُسمیں اگر وہ صفت موجود ہو تو اُسکا ذکر کرنا غیبت ہے اور اگر اُسمیں وہ عیب موجود نہیں ہے جو بیان کیا جاتا ہے تو وہ افترا اور بہتان ہے۔ اے ابوذر جو کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کی غیبت سے بھاگے یعنی غیبت نہ سنے تو خداوند تعالیٰ اُسکو آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ اے ابوذر جس شخص مسلمان کی کسی کے سامنے غیبت کیجائے اور وہ اُسکو غیبت سے منع کردے اور غیبت کرنے والے کو غیبت نہ کرنے دے تو خدا تعالیٰ اُسکی دنیا و آخرت میں مدد کریگا اور اگر وہ غیبت سُننے والا غیبت کرنیوالے کے ساتھ شریک ہوجائے باوجود اسکے کہ وہ اُسکو غیبت کرنے سے منع کرسکتا ہو اور منع نہ کرے اور نہ روکے خدا تعالےٰ اُسکو دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کرتا ہے۔ اے ابوذر نمام (چغلخور و سخن چین) کبھی بہشت میں داخل نہو سکیگا اے ابوذر چغلخور آدمی آخرت میں عذاب الہٰی سے کبھی نجات نہیں پاسکتا۔ اے ابوذر جو شخص دو زبانیں اور دو منہ رکھتا ہو یعنی منافق ہو وہ جہنم میں بھی دو زبان والا ہوگا۔ اے ابوذر ہفتہ میں دو دفعہ ملائکہ یعنی کراماً کاتبین ہر ایک شخص کے

اعمال کو بروز دوشنبہ و پنجشنبہ جناب احدیت میں پیش کرتے ہیں خداوند تعالی ہر بندہ مومن کے گناہوں کو معاف کردیتا ہے مگر اُن کے گناہوں کو معاف نہیں فرماتا جو لوگ اپنے عزیزوں اور بھائیوں سے عداوت رکھتے ہوں اُن کے گناہوں کے بابت ارشاد فرماتا ہے کہ اِن کے گناہوں کو نامۂ اعمال میں لکھا ہوا رہنے دو جب تک آپسمیں مصالحت نکریں اے ابوذر تجھپر واجب ہے کہ اپنے بھائی مسلمان سے مہاجرت اور جدائی کرنے سے بہت پرہیز کر اور کبھی اپنے بھائی مسلمان سے جُدائی اور ہجران اختیار نہ کر۔ کیونکہ جس شخص نے اپنے بھائی مسلمان سے جُدائی اختیار کی ہو اُسکے اعمال کو خدائے تعالی ہرگز کبھی قبول نہیں کرتا۔ اے ابوذر جو شخص اپنے بھائی مسلمان سے مہاجرت کرکے جُدائی کی حالت میں مرجائے تو وہ جہنم میں جائیگا **مؤلف** حضرات مومنین اس حدیث کو پڑھکر اس امر کا خیال کرنا چاہیئے کہ جب یہ مضمون حضرت رسول اللہ نے ابوذر غفاری کو بتلایا ہے تو اپنے لختِ جگر فاطمہ زہرا سے بھی پوشیدہ نرکھا ہوگا یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ یہ مضمون ابوذر غفاری کو تو معلوم ہو اور علیؑ ابن ابیطالب جو کہ اعلم صحابہ تھے اُنکو نہ معلوم ہو اور جناب فاطمہ زہرا بنتِ محمد مصطفےٰ اِس مضمون سے ناواقف ہوں۔ پس جب فاطمہ زہرا کو یہ علم حاصل تھا تو اُنہوں نے خلیفہ اوّل ابوبکر بن ابی قحافہ سے کیوں مہاجرت کی۔ اگر خلیفہ صاحب مذکور مسلمان تھے تو بنتِ رسول اللہ کو اُنسے مہاجرت کرنا جائز نہ تھا اور اگر وہ مسلمان نہ تھے تو ہمارا مطلب حاصل ہے۔ اور مہاجرت کرنا بضعۃ رسول کا خلیفہ اول سے بموجب احادیث صحاح ثابت ہے۔ دیکھو صحیح بخاری میں موجود ہے۔ کہ غضبت فاطمۃ علیٰ ابی بکر ولم تتکلم حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلاً ولم یوذن بہا ابابکر یعنی فاطمہ زہرا ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور اُنسے کلام کرنا ترک کردیا اور پھر اُنسے کلام نہ کیا یہانتک کہ وفات پائی اور زندگی کی فاطمہ زہرا نے بعد رسول اللہ کے چھ ماہ تک۔ جب فاطمہ زہرا نے وفات پائی تو دفن کیا اُنکو اُن کے شوہر علیؑ نے رات کے وقت اور ابوبکر کو جنازے پر نہ آنے دیا۔ اے ابوذر جسکے دل میں ایک ذرّہ تکبر کا ہوگا اور وہ اُسی حالت میں وفات پائے تو بہشت کی خوشبو وہ نہ سونگھ سکے گا۔ ہاں اگر مرنے سے پہلے توبہ کرے تو بخشا جاسکتا ہے۔ اے ابوذر اکثر اہل جہنم متکبرین ہونگے **مؤلف** یعنی تکبر کی وجہ سے بہت سے لوگ جہنم میں جائینگے۔ اُسوقت ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کوئی ایسا بھی ہے جو تکبر سے نجات پائے حضرت نے فرمایا کہ ہاں جو شخص اُون کے کپڑے پہنے اور گدھے پر سوار ہو اور بھیڑ بکری کو اپنے ہاتھ سے دوہے اور مساکین کے ساتھ بیٹھے وہ کبر سے ناجی ہوگا۔ اے ابوذر جو شخص بازار سے کھانے پینے پہننے کا اسباب و سامان خرید کر اپنے کاندھے پر اُٹھا کر لائے تو وہ شخص آفت کبر سے سالم رہیگا۔ اے ابوذر جو شخص دامن کو اپنے کمر سے باندھے اور اپنے جوتے کو اپنے ہاتھ سے گانٹھے اور مرمّت کرے اور خاک پر سجدہ کرے تو وہ تکبر سے بری ہوجائیگا۔ اے ابوذر اِس جماعت سے ایک جماعت میری اُمت کی پیدا ہوگی اور وہ مالدار اور دولت مند ہونگے اور طرح طرح کے طعام کھائیں گے اور قسم قسم کے شربت خوشگوار پئیں گے

اور لوگ انکی اس معاملہ میں تعریف اور مدح کرینگے وہ لوگ میری امت کے اشرار میں سے ہوں گے۔ اے ابوذر
مبارک و گوارا ہوا اسکو جو شخص خدا تعالے کی خوشی کیواسطے لوگوں سے بہ تواضع و فروتنی پیش آئے بدون منقصت
کے اور اپنے نفس کو ذلیل کرے بدون مسکنت اور ناداری کے اور وہ دولت و مال جو اُس نے بطریق حلال کمایا ہو
اسکو خرچ کرے بدون طریقہ معصیت کے اور اہل ذلت اور صاحبانِ مسکنت پر رحم کرے اور اہل فقہ و اصحاب
حکمت میں محشور ہو اور مبارک اور گوارا ہوا اسکو جو اپنے باطن کو درست کرے اور نیز اپنے ظاہر کو آراستہ کرے اور
اپنے شر کو لوگوں سے روکے اور مبارکبادی ہو اور گوارا ہوا اسکو جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور اپنے مال کی اُس زیادتی
میں سے جو اُسکے کام سے بچے راہ خیر میں خرچ کرے اور اپنے کلام کی زیادتی کو نگاہ رکھے اور ظاہر نہ کرے یعنی صرف
حرفِ مطلب پر اکتفا کرے زیادہ کلام کرنے سے احتراز و اجتناب کرے اے ابوذر زمانہ آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ
وہ اون کے کپڑے گرمی اور سردی کے ایام میں پہنیں گے اور اس وجہ سے اپنے آپ کو لوگوں سے افضل گمان کرینگے
پس وہ جماعت ایسی ہوگی کہ ملائکہ زمین و آسمان اُنپر لعنت کرینگے۔ **مقولہ مؤلف** غالباً اس جماعت سے مراد
جماعتِ صوفیہ ہیں جو محض خرقہ تصوف بننے سے اپنے آپ کو خدا کے پاس پہنچے ہوئے گمان کرتے ہیں۔

پینتالیسویں مجلس موعظہ منجملہ مواعظ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین الطاہرین از بحار الانوار مجلد ہفدہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ کما یحب و یرضی والصلوٰۃ علی سیدنا خیر الوری واشرف
الانبیاء وعترتہ الاصفیاء والہ الاتقیا ما دامت الارض والسماء اما بعد واضح ہو کہ عبد اللہ ابن مسعود
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مع اپنے پانچ قبیلوں کے لوگوں کے ہمراہ جناب
رسالت پناہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن ایام میں ہمنے بھوک و پیاس کی سخت تکلیفیں برداشت کی تھیں
چار مہینے کا عرصہ ہوا تھا کہ ہم لوگوں نے سوائے پانی اور دودھ اور درختوں کے پتوں کے اور کوئی شئے کھانے اور پینے
کی نہ پائی تھی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کب تک ہم اس سختی اور تکلیف کی حالت میں رہیں گے حضرت رسول اللہ
نے فرمایا کہ تم خدا کا شکر کرو قسم خدا کی اُس کتاب میں جو مجھپر نازل ہوئی اور نیز اُن کتابوں میں جو مرسلین سابقین پر نازل
ہوئی ہیں سب میں میں نے یہی پڑھا ہے کہ بجز صابرین کے کوئی شخص بہشت میں داخل نہوگا۔ اے ابن مسعود
جناب خدائے علیم اپنی کتاب کریم میں فرماتا ہے۔ **آیت** انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب
اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا والی جزیتہم الیوم بما صبروا انہم ہم الفائزون یعنی
یہی ہے اور سوا اسکے نہیں ہے کہ صابر لوگ اپنے اجر اور جزا کو پائیں گے بدون حساب کے۔ صابر وہ لوگ ہیں جنکو

اُن کے صبر کے بدلے میں غرفہائے جنت دئے جائینگے تحقیق میں جزا دیتا ہوں اُنکو بسبب اسکے کہ انہوں نے صبر کیا تحقیق وہ فائز ہیں۔ اے ابن مسعود خداوند عالم اپنی کتاب پاک میں اور جگہہ فرماتا ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون یعنی البتہ ضرور آزمائیں گے تمکو کچھ خوف اور بھوک سے اور اموال اور جانوں کے نقصان سے اور پھلوں یعنی اولاد کے نقصان سے اور بشارت دے اے محمدؐ ان صبر کرنے والوں کو جنہیں مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ لوگ ایسے ہیں کہ اُنپر ہے میری طرف درود اور رحمت اور وہ لوگ ہیں ہدایت پائے ہوئے ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صابرین کون لوگ ہیں فرمایا صابرین وہ ہیں جو طاعت الٰہی اور اُسکی مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور نیز وہ لوگ صابرین ہیں جو حلال طور پر کما کر بعدل وانصاف اپنی کمائی کو خرچ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا اے ابن مسعود صابرین وہ ہیں جو صفت خضوع وخشوع اور وقار وسکینہ رکھتے ہیں اور اپنے امور دینیہ میں تفکر کرتے ہیں اور لوگوں سے ملائمیت اور نرمی کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں منجملہ انکی صفات کے عدل اور بصیرت اور جاہلوں سے تعلیم کا طریقہ برتنا اور تدبیر اور تقوےٰ اور احسان اور دوستی براہ رضائے الٰہی کرنا اور دشمنان خدا سے دشمنی رکھنا ہے نیز اُنکی صفات میں سے ہے کہ امانت کا ادا کرنا اور سچ اور حق حکم دینا اور سچی گواہی کا بیان کرنا اور صاحبانِ حق کی نصرت واعانت کرنا اور جو کوئی اُنپر ظلم کرے اُسکو معاف کردینا ہے۔ اے ابن مسعود صابرین اگر کسی بلا میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو صبر کرتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ اُن کو کوئی نعمت کرامت فرماتا ہے تو وہ اسکا شکر بجالاتے ہیں اور جب کوئی حکم کرتے ہیں تو انصاف کرتے ہیں جب کوئی بات کرتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور جب کسی سے کوئی عہد وپیمان کرتے ہیں تو اُسکو پورا کرتے ہیں۔ اور جب کوئی اُن سے خطا سرزد ہوتی ہے تو استغفار کرتے۔ اگر کوئی امر خیر اُن سے ظہور میں آتا ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اگر جاہل لوگ اُن سے کلام کرتے ہیں تو وہ اُن کو سلام کرتے ہیں اگر وہ کسی ایسی جماعت کے قریب سے گذرتے ہیں جو لہو ولعب میں مشغول ہوتی ہے تو کمال سکینہ ووقار وہاں سے گزر جاتے ہیں اور صابرین وہ لوگ ہیں کہ جو رکوع اور سجود اور قیام وقعود میں رات کو دن اور دن کو رات کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کے لئے سوائے کلمۃ الخیر کے اور کچھ نہیں کہتے۔ اے ابن مسعود جب دل میں نور واقع ہوتا ہے تو سینہ کھلجاتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ سینہ کے کھلجانیکی کیا علامت ہے۔ فرمایا ہاں علامت اُسکی یہ ہے کہ جس کا سینہ کھلجائیگا وہ دار غرور سے نفرت اور پہلو تہی کریگا اور دار خلود کی طرف اپنی بازگشت اور انابت کریگا اور موت کے آنے سے پہلے مرنے کے لئے مستعد اور آمادہ رہیگا

جو کوئی دُنیا میں زہد اختیار کرے اُسکی آمال اور امیدیں اور آرزوئیں دُنیاوی کوتاہ ہوجاتی ہیں اے ابن مسعود جناب باری نے فرمایا ہے لیبلوکم ایکم احسن عملا یعنی خدا تعالیٰ تمہارا امتحان کرتا ہے کہ کون تم میں سے دار دُنیا میں زیادہ تر زاہد ہے۔ تحقیق دُنیا دار غرور ہے اور دُنیا اُسکا گھر ہے جو کہ اصل میں گھر نہیں رکھتا اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ طالب دُنیا سخت احمق ہے۔ دیکھو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ واعلموا انما الحیوٰۃ الدنیا لھو ولعب وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاٰخرۃ عذاب شدید۔ ظاہر مفاد اس آیت شریف کا یہ ہے کہ اے گروہ بندگان اس امر کو جانو کہ تحقیق دُنیا لہو ولعب ہے اور اُس میں تمہارا تزئین وتفاخر کرنا اور زیادتی مالداری اور دولت اور اولاد کی مثل اُس بارش باران کے ہے جس سے گھاس اور روئید گی پیدا ہو اور کفار اُس سے تعجب کریں اور خوش ہوں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ گھاس وغیرہ خشک ہوجائے اور آخرت میں کافروں کے لئے عذاب شدید ہے۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرکے فرمایا کہ اے موسیٰ زینت کرنیوالوں کے لئے کوئی زینت زہد سے بہتر اور افضل نہیں ہے اے موسیٰ جب تو اپنی طرف فقر اور تنگدستی کو آتے ہوئے دیکھے تو کہہ کہ مرحبا تو شعار اور صفت صالحین کی ہے اور جب تو اپنی طرف غنا اور دولتمندی کو اور مالداری کو آتے ہوئے دیکھے تو کہہ کہ یہ وہ گناہ ہے جسکے عذاب میں جلدی اور جسکی عقوبت میں تعجیل کیگئی ہے۔ اے ابن مسعود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون ولبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکؤن وزخرفا وان کل ذٰلک لما متاع الدنیا والاٰخرۃ عند ربک للمتقین ظاہر مفاد آیہ شریفہ یہ ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی یعنی اگر تمام لوگ امت واحدہ ہوتے تو ہم کفار کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور بڑے بڑے بالاخانے اُنکے لئے بناتے اور اُن کے گھروں کے لئے دروازے اور تخت بناتے کہ اُن تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھتے تحقیق جو کچھ بیان ہوا ہے وہ متاع دُنیا ہے اور تیرے پروردگار کے نزدیک آخرت متقین کے لئے ہے۔ اور پھر جناب باری تعالیٰ اور مقام پر فرماتا ہے من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم یصلیٰھا مذموما مدحورا ومن اراد الاٰخرۃ وسعیٰ لھا سعیھا وھو مومن فاولٰئک کان سعیھم مشکورا۔ یعنی جس شخص نے آخرت سے چشم پوشی اور اعراض کرکے صرف دُنیا ہی کے کمانے کا ارادہ کیا ہے ہمنے بھی اُسکی خواہش کے سبب سے جلدی کی اور دیا اُسکو جو کچھ کہ ہمنے چاہا پھر ہمنے اُسکے لئے مقام جہنم قرار دیا کہ وہ آتش دوزخ میں بحالت ذلت وخواری داخل کیا جائے اور جس کسی نے تحصیل آخرت کا ارادہ کیا اور اُسکے حاصل کرنے کیلئے کوشش کی بندگی اور عبادت کرنے سے اور وہ مومن ہے پس اُسکی سعی مشکور اور اُسکی کوشش کو ہم پسند کرینگے۔ اے ابن مسعود جو بہشت کا مشتاق ہوا اُس نے

امورِ خیر کے بجا لانے میں جلدی کی اور جو کہ جہنم سے ڈرا اُس نے مقامات مشتبہ سے بھی پرہیز کیا جو موت کا منتظر ہوا۔
اُس نے لذاتِ دنیویہ سے اپنے نفس کو باز رکھا اور جس نے دُنیا میں زہد اختیار کیا اُسپر تمام سختیاں اور مصیبتیں آسان
ہو گئیں۔ اَے ابنِ مسعود جب خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی لاغری اور فلاکت اور تنگدستی مشاہدہ کی اور دیکھا
کہ گھاس اور درختوں کے پتوں کی سبزی اُنکے شکم مبارک میں دکھائی دیتی ہے جو وہ کھاتے تھے تب اُنکو اپنے ساتھ
خدا تعالیٰ نے ہمکلام ہونیکی وقعت اور عزت بخشی اور اس امر کے لئے اُنکو منتخب اور برگزیدہ کیا اور بلا واسطہ خدائے
خود اُنسے بوقتِ مناجات گفتگو کی۔ اور ابنِ مسعود نوح علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ نوسو پچاس سال کی اُنکی عمر ہوئی
اور اس تمام مدت میں جب وہ صبح کرتے تھے تو اُن کو رات تک زندہ رہنے کا گمان نہ ہوتا تھا اور جب رات آجاتی
تھی تو وہ صبح تک اپنی زندگی کی امید نہ رکھتے تھے اور لباس اُنکا اُون کے کپڑے ہوتے اور غذا اونکی نان جو ہوتی۔
اور داؤد علیہ السلام جو روئے زمین پر خلیفۂ الٰہی تھے اُنکا یہ حال تھا کہ رات کو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی گردن میں
مانند طوق کے ڈالتے تھے اور صبح تک کھڑے نماز پڑھتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کا لباس
اُون کا اور خوراک جو تھی اور یحییٰ علیہ السلام کا لباس کھجوروں کے پتوں سے اور خوراک اُن کے درختوں کے پتے
تھے۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میری روٹی بھوک ہے اور درد دی میری جناب بالعزت سے
خائف اور ترساں رہنا ہے اور کپڑے میرے اُون کے ہیں اور مرکب میرا میرے دونوں پاؤں ہیں اور شمع میری
چاند ہے اور جاڑوں میں آگ ور اندھن تاپنے کیواسطے میرے لئے آفتاب ہے۔ اور میوہ اور خوشبودار پھول میرے
لئے زمین کی گھاس ہے جسکو حیوانات کھتے ہیں میں ایسی حالت میں رات کرتا ہوں اور میرے پاس کوئی شئے نہیں
ہے اور صبح بھی میں ایسی حالت میں کرتا ہوں کہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور با وجود اِن امور کے جو میں نے
بیان کئے تمام روئے زمین میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ غنی اور بے نیاز نہیں ہے۔ اَے ابنِ مسعود جہنم اُسکے لئے
ہے جو مرتکب محرمات کا ہو اور بہشت اُسکے لئے ہے جو اکل حلال کا عادی اور پابند ہو پس تجھپر لازم ہے کہ دُنیا میں
زہد اختیار کر۔ پس زہد ایسی چیز ہے کہ اُسکے سبب سے یعنی تیرے زہد سے خدا تعالیٰ ملائکہ پر فخر و مباہات کرتا ہے اور
نیز دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور تجھپر صلوات اور درود بھیجتا ہے۔ اَے ابن مسعود بہت جلد میرے بعد ایک جماعت
ہوگی کہ طعامہائے لذیذ رنگارنگ کی غذائیں کھائیگی اور بڑے بڑے عمدہ اور تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہوگی۔ اور
اپنے آپ کو زیوروں اور تمام زینت ہائے دُنیا سے آراستہ کرے گی اور لباسہائے نفیس مثل عروس پہنکر نکلے گی۔
اور اُنکی عورتیں عمدہ عمدہ زیور و لباس سے آراستہ ہو کر مثل بادشاہوں کے اپنے پردوں سے باہر نکلا کریں گی۔
یہ جماعت میری اُمت سے منافقوں کی ہوگی۔ قہوہ بہت پئیں گے نماز جماعت کو ترک کرینگے اور بر وقت نماز عشا
بد دمن نماز پڑھنے کے سو رہینگے۔ جیساکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فخلف من بعد ھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ و

اتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیّا۔ یعنی بعد اُن کے خلیفہ اور جانشین ایسے لوگ ہوئے کہ جنہوں نے نماز کو ضایع کیا اور نفوس کی خواہشوں کی اطاعت اور متابعت کی۔ پس عنقریب وہ لوگ گمراہی اور ضلالت کو پائیں گے اَے ابنِ مسعود اُن لوگوں کی مثال اُس گھاس کے مانند ہے جو ظاہر میں تراوت اور نزاہت رکھتی ہو اور ہری بھری ہو لیکن چکھنے میں مزہ اُسکا تلخ ہو۔ اقوال اُن کے ظاہر میں عقلمندی اور حکمت کے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اعمال اور اشغال و افعال اُن کے ایسے امراض واسقام ہیں کہ وہ ہرگز علاج پذیر نہیں ہوسکتے۔ کیا وہ قرآن شریف کے مضامین کو نہیں سوچتے آیا اُن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ اَے ابن مسعود اُنکی شرافت اُنکی مالداری درہم و دینار سے ہے وہ لوگ کُل اشرار سے زیادہ شریر ہیں۔ اُنسے فتنے اُٹھتے ہیں اور اُنہیں کی طرف عود کرتے ہیں اُنکے بدن کبھی سیر نہیں ہوتے اُن کے دلو نمیں کبھی نرمی اور رقت اور خشوع پیدا نہیں ہوتا۔ اَے ابن مسعود ابتدا میں اسلام غریب تھا اور اخیر میں پھر غریب ہو جائیگا پس گوارا ہو اُن غربا کو یعنی وہ لوگ جو اسلام کی غربت کے زمانہ میں زندگی بسر کرینگے۔ پس جو شخص تمہاری اولاد میں سے اُس زمانہ کو پائے پس اُسپر لازم ہے کہ وہ اُن کے جنازوں کی مشایعت اور اُن کے بیماروں کی عیادت نکرے اور اُنکی منادی کا جواب دے کیونکہ اظہار تو اس امر کا کرینگے کہ ہم تمہارے دین میں داخل ہیں لیکن اُنکے افعال تمہارے دین کے برخلاف ہوں گے اور تمہاری ملّت پر وفات نہیں پائینگے۔ اِس قسم کی جماعت کو مجھ سے کچھ تعلق نہیں ہے اور نہ مجھکو کچھ واسطہ و تعلّق ہے۔ میں اُن سے بیزار ہوں اور تم سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرو۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم چاہے کہیں رہو موت تمکو ضرور پائے گی اگرچہ تم بڑے بڑے مضبوط اور مستحکم قلعوں اور برجوں میں رہو۔ اَے ابن مسعود اس جماعت مذکورہ پر لعنت خدا کی اور میری اور تمام انبیاء مرسلین و ملائکہ مقربین کی ہے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ بنی اسرائیل میں سے کافر ہوئے ہیں وہ ملعون ہیں[۱] +

چھیالیسویں[۴۶] مجلس

اَے ابنِ مسعود اِس جماعت ملعونہ طاغیہ سے حرص فاحش اور حسد ظاہر آشکار ہوگا۔ یہ لوگ قاطع الرحم اور تمام خیرات و مبرات سے روگردانی کرنے والے ہیں۔ اِن کے بارہ میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولٓئک لھم اللعنۃ ولھم سوٓء الدار۔ یعنی جو لوگ عہد خدا کو توڑتے ہیں بعد عہد و میثاق کے جو اُنسے لیا گیا تھا اور اُسکو قطع کرتے ہیں جسکے ملانے اور وصل کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور روئے زمین پر فساد برپا کرتے ہیں اُس جماعت پر لعنت ہے

[۱] اِس مقام پر جو حدیث منقول از امام حسن عسکری در باب تفسیر و اذا خذنا ۔۔۔ از کتاب المنتخب صفحہ ۔۔۔ در ذکر قیامت مندرج باب پنجم ذریعۃ النجاۃ اگر ذاکر بیان کرے تو مناسب ہے نمبر ۱ +

اور اُن کے لئے بدی ہے دار آخرت کی۔ اَے ابنِ مسعود جو شخص دُنیا اور اُسکی زینت کو اختیار کرتا ہے اور صرف
دُنیا ہی حاصل کرنے کے لئے علم پڑھتا ہے وہ شخص مستوجب غضب الٰہی کا ہو جاتا ہے۔ اُسکا مقام اسفل جہنم ہوگا
ہمراہ اُن لوگوں کے جنہوں نے کتاب خدا میں یعنی توریت و انجیل میں تحریف کی ہے اور خالقِ متعال نے اُن کے
حال کی خبر دی ہے جیسا کہ فرمایا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی القوم الکافرین اَے
ابنِ مسعود جو شخص علم حاصل کرے مگر اُسپر عمل نکرے خدا تعالیٰ بروزِ قیامت اُسکو کور یعنی نابینا محشور کریگا اور
جو شخص علم کو از روئے ریا حاصل کرے گا اور اُسکو تحصیل علم سے صرف دُنیا ہی کا حاصل کرنا مقصود ہوگا تو خدا تعالے
اُس سے برکت علم کی سلب کرے گا اور اُسکے امور کو اُسی کے سپرد کر دیگا یعنی اُس سے اپنی توفیق کو سلب کریگا
اور جس سے خدا اپنی عنایت اور توفیق کو سلب کرتا ہے وہ جلد تر ہلاک اور برباد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے
من یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا یعنی جو شخص امید رکھے اپنے پروردگار
سے ملاقات کرنے کی اُسکو لازم ہے کہ وہ عمل نیک خالی از ریا بجالائے خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے
اَے ابنِ مسعود ضرور ہے کہ تیرے ہمنشین ابرار ہوں اور تیرے بھائی زاہد اور اتقیا ہوں اسلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے
الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقون یعنی روزِ قیامت کو بعض دوست اور آشنا
دشمن ہوجائینگے مگر سوا اُن لوگوں کے جو پرہیزگار اور متقی ہونگے۔ اَے ابنِ مسعود تجھ پر لازم ہے کہ خدا سے ہمیشہ ڈرتا رہ
اور اپنے فرائض اور واجبات کو ادا کرتا رہ۔ اَے ابنِ مسعود چھوڑ دے اُس شے کو جو تجھے کچھ فائدہ نہ دے اور اُس
چیز کو بجالا جو تجھکو فائدہ بخشے۔ کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہے لکل امرء یومئذ شان یغنیہ یعنی ہر ایک آدمی کے لئے
قیامت کے دن ایسی حالت اور شان ہوگی جو اُسکو بے نیاز کر دے گی۔ اَے ابنِ مسعود تجھ پر لازم ہے کہ تو ترک طاعت
وارتکاب معصیت سے ہمیشہ حذر کرتا رہ اپنے اہل و اولاد پر شفقت اور مہربانی کے سبب تحقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے
یا ایھا الناس اتقوا ربکم واخشوا یوماً لا یجزی والد عن ولدہ ولا مولود ھو جاز عن والدہ شیئاً
ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور یعنی اے لوگو ڈرو اپنے رب سے
اور ڈرو اُس دن سے کہ جس دن جزا اور بدلا نہ دیا جائیگا باپ بیٹے کی طرف سے اور بیٹا باپ کی طرف سے یعنی ہر ایک شخص
آبا اور ابنا میں سے اپنے اپنے اعمال کی جزا اور سزا پائیں گے اور تحقیق وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے ایسا نہو کہ تمکو زندگانی
دنیا مغرور کر دے۔ اَے ابن مسعود حذر کر اور ڈر دنیا سے اور اُسکی لذتوں اور خواہشوں اور زینتوں سے اور مالِ حرام
کے کھانے سے پرہیز کر اور پرہیز کرتا رہ زر و سیم و مال و مویشی و دواب و اہل و اولاد و زراعت و قنطارہائے مملو از زر
و نقرہ سے جو متاع حیات دنیویہ میں سے ہیں اور حسن مآب در حقیقت بازگشت خداوند وہاب کے نزدیک ہے آیا
خبردار کروں میں تجھکو اُس چیز سے جو ان سب اشیائے مذکورہ سے بہتر ہے۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی

قل اؤنبئکم بخیر من ذٰلکم للذین اتقوا عند ربہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا وازواج مطہرۃ ورضوان من اللہ واللہ بصیر بالعباد۔ یعنی اے پیغمبر اُن لوگوں سے کہہ کہ آیا خبر دوں میں تمکو اُس چیز سے جو متاع دُنیا سے متقین کے لئے بہتر ہے خدا کے پاس محل اور قصر بہشت بریں کے کہ جن قصور کے پایئں باغ نہریں جاری ہیں اور وہ لوگ ہمیشہ اُن قصور میں رہیں گے اور اُن کے لئے ہونگی ازواج پاکیزہ اور اُنکے واسطے خوشنودی اور رضامندی خدا تعالیٰ کی حاصل ہوگی اور جناب باری تعالیٰ شانہ اپنے بندوں کے حالات کو دیکھنے والا اور باخبر ہے اے ابنِ مسعود کسی گناہ کو حقیر اور چھوٹا نہ سمجھ اور کبایر کا ارتکاب کر کیونکہ انسان بروزِ قیامت جب اپنے گناہوں کو دیکھے گا تو روئے گا اور آرزو کریگا کہ کاش مجھ میں اور میرے گناہوں میں بعد بعید و مدید ہوتا۔ اے ابن مسعود تطویل آمال نکر جب تو صبح کو جاگے تو یہ امید مت رکھ کہ تو شام تک زندہ رہیگا اور جب رات ہو جائے تو یہ توقع نہ رکھ کہ تو بحالت حیات شب کو بسر کر کے صبح کرے گا۔ دُنیائے فانی کے چھوڑنے کا اور اِس دار ناپایدار سے مُنہہ موڑنے کا عازم اور لقائے الٰہی کا طالب اور خواہاں بقصد جازم رہ ملاقاتِ خدا سے کبھی کارہ نہو خدا تعالیٰ اُس شخص کو دوست رکھتا ہے جو اُسکو دوست رکھے اور بُرا جانتا ہے اُس شخص کو جو اُسکی ملاقات سے کارہ ہو اے ابنِ مسعود نہ درخت لگا نہ نہریں جاری کر اور نہ مکانات پر طلاکاری کر اور نہ باغ اور بستان لگا۔ تحقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الہٰکم التکاثر یعنی ایسا نہو کہ تمکو کثرتِ اموال و دولت دُنیا خدائے تعالےٰ کے ذکر سے غافل کردے۔ اے ابنِ مسعود قسم ہے اُس خدای کریم کی جس نے مجھکو بحق مبعوث برسالت کیا ہے کہ بہت جلد ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ لوگ[1] شراب کو حلال خیال کرینگے اور اُس ام الخبایث کا نام نبیذ رکھ لیں گے اُنپر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہو میں اُن شراب خوار لوگوں سے بیزار ہوں اور اُنکو مجھ سے کچھ تعلّق نہوگا اے ابن مسعود جو شخص اپنی ماں سے زنا کرے تو یہ امر خدا کے نزدیک سود اور بیاج لینے سے کم ہے بیاج لینا اُس سے سخت تر ہے اور شراب کا پینا چاہے ذراسی ہو خدا کے نزدیک سخت تر ہے سود خواری سے تحقیق شراب پینا تمام بُرائیوں اور گناہوں کی کنجی ہے یہ شراب خوار لوگ ابرار پر ظلم کرتے ہیں اور فجّار کی تصدیق کرتے ہیں حق اُن کے نزدیک باطل ہے اور باطل اُن کے نزدیک حق ہے حالانکہ وہ اپنے آپ کو خود باطل پر جانتے ہیں لیکن ابلیس رجیم نے اُن کے عمل ذمیم کو اُن کے روبرو زینت دے رکھی ہے اور راہ حق سے اُنکو منع کر رکھا ہے اس جماعت کو کبھی ہدایت نہوگی اور یہ لوگ محض حیاتِ دنیا پر راضی ہیں اور اُنہوں نے زندگانی دُنیا پر اعتماد کیا ہوا ہے اور آیات الاہیہ سے یہ لوگ بالکل غافل ہیں اور اُنکا مقام جہنم ہے بہ سبب اُن اعمال و افعال کے جو وہ دُنیا میں بجالاتے

[1] یہ پیشین گوئی حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یزید عنید اور اُسکے اتباع مرید و دیگر جملہ بنی امیہ کے و بنی عباس کے فراعنہ پر پوری صادق آئی کما ہو ظاہر من حالاتہم التاریخیۃ جیسا کہ لکھا ہے کہ یزید نے کہا کہ حسینؑ کا سر محفل شراب میں لاؤ تاکہ اُنکی ذلت ہو اسلئے کہ اُن کے نانا شراب کو حرام کہتے تھے بس اس سے ظاہر ہوا کہ یزید شراب کو حلال سمجھکر پیتا تھا اور نیز وہ شقی کہتا تھا کہ ان کانت حراما علی دین احمد فخذہا علی دین عیسے ابن مریم غرض بنی امیہ و بنی عباس کی شراب خواری مشہور و جمیع کتب میں مذکور ہے ۱۲۔ زایر + + +

اے ابن مسعود خوف کر اور ڈر گناہوں کی مستی سے کیونکہ گناہوں کی مستی شراب کی مستی سے بھی شدید تر ہے خدا تعالےٰ اس بارہ میں فرماتا ہے۔ صم بکم عمی فهم لا یرجعون یعنی جو لوگ ارتکاب معاصی کا کرتے ہیں وہ بہرے اور گونگے اور اندھے ہیں۔ بسبب اسکے کہ جس دل کی آنکھیں بینا ہونگی وہ خدا کی نافرمانی کا مرتکب کیونکر ہوسکتا ہے جو اسکے لئے باعث دخول نار ہوجائے۔ اے ابن مسعود دنیا ملعون ہے اور طالب دنیا ملعون ہے اور جو دنیا کو دوست رکھے وہ ملعون ہے۔ شاید اس امر پر قول خدا ہے جو اس نے اپنی کتاب کریم میں فرمایا ہے۔ کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام۔ یعنی جو کچھ دنیا میں ہے سب فنا ہوجائیگا سوائے تیرے رب کے جو صاحب جلال واکرام ہے کوئی باقی نرہیگا۔ اور نیز خدا فرماتا ہے کل شیٔ هالك الا وجهه یعنی سوائے وجہ رب تعالےٰ ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے اے ابن مسعود ترک کر اور بالکل چھوڑ دے دنیا کی نعمتوں اور اسکی مٹھائیوں کو ترک کر دنیا کی تمام گرم وسرد ونرم وتر وتازہ اشیا کو اور جس شے کی طرف نفس مایل ہو اور خواہش کرے اسکے ترک کرنے پر صبر کر تحقیق خدائے عزوجل فرماتا ہے ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم۔ یعنی زندگانی دنیا کے بعد تم سے دنیا کی نعمتوں کے بارہ میں سوال کیا جائیگا۔ پس ایسا نہو کہ دنیا اور اسکی خواہشیں تجھکو اپنی طرف مشغول کرلیں تحقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثاً وانکم الینا لا ترجعون۔ یعنی آیا تم گمان کرتے ہو کہ ہمنے تمکو عبث اور بیفایدہ پیدا کیا ہے اور تمہاری بازگشت ہماری طرف نہوگی۔ اے ابن مسعود جب لوگ تیری مدح اور تعریف ایسی صفات سے کریں کہ جو فی الحقیقت تجھ میں موجود نہوں مثلاً لوگ تیری نسبت کہیں کہ تو صایم النہار اور قایم اللیل ہے اور تو فی الواقع اس صفت سے متصف نہو تب تو اپنی اس مدح کو سنکر مسرور اور خوش نہو کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب ولهم عذاب الیم۔ یعنی گمان مت کرو اُن لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں اس شے پر جو دئے گئے ہیں اور دوست رکھتے ہیں اس امر کو کہ اُن صفات پر اُنکی مدح کیجائے جو صفات اُنمیں پائی نہیں جاتیں اور اُن کاموں پر اُنکی تعریف کیجائے جو کام وہ خود نہیں کرتے اور نہ انہوں نے کئے ہیں پس ایسے لوگوں کے بارہ میں یہ گمان مت کرو کہ وہ آتش دوزخ سے نجات پاسکیں گے بلکہ اُن کے لئے عذاب دردناک ہے۔ اے ابن مسعود عمل صالح بجالانے اور نیکی اور احسان اور خیرات کرنے میں بہت زیادتی کر کیونکہ بروز قیامت محسن اور گناہگار دونوں نادم اور پشیمان ہونگے محسن اور نیکوکار آدمی اسلئے پشیمان اور نادم ہوگا کہ وہ کہے گا کہ ہائے میں نے نیکیان اور احسان زیادہ کیوں نکئے کاش میں خیرات ومبرات اس سے بھی زیادہ کرتا۔ اور گناہگار کہے گا کہ ہائے افسوس میں خیرات ومبرات واعمال صالحہ وکارہائے نیک کیوں نہ بجالایا۔ اے ابن مسعود گناہ کرنے میں تعجیل اور توبہ کرنے میں تاخیر نہ کر اور خبردار ایسا نہو کہ تو کسی بدعت کا احداث کرے ایسا نہو کہ تو کوئی بدعت پیدا کرکے لوگوں میں چھوڑ جائے تحقیق جو کوئی

شخص کسی بدعت[1] کو احداث و ایجاد کرکے لوگوں میں جاری کرجائے تو لوگ اُس بدعت پر عمل کرینگے اُسکا وزر ہمیشہ موجد کی گردن پر رہیگا جیساکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ینبؤا الانسان یومئذ بما قدم واخر یعنی قیامت کے دن انسان اپنے اُن اعمال سے اطلاع پائیگا جو اُس نے دار دُنیا میں خود پیش پہنچائے تھے یعنی خود کئے تھے اور نیز اطلاع پائیگا اُن اعمال سے جو اُس نے بعد مرنے کے اپنے پیچھے چھوڑے یعنی اُس سے سیکھکر بعد میں اور لوگ اُس گناہ کا ارتکاب کرتے رہے ہیں۔ اے ابن مسعود گناہ کو ترک کر نہ ظاہر میں گناہ کر اور نہ پوشیدہ طور پر اور گناہ صغیرہ کر اور نہ گناہ کبیرہ کر کیونکہ تو جہاں ہوگا خدا تعالیٰ وہیں تجھکو دیکھ رہا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھکر کسی گناہ کا مرتکب ہو۔ اے ابن مسعود خدا تعالیٰ سے ظاہر میں باطن میں رات میں دن میں خشکی میں تری میں ہر وقت میں ہر حالت میں ڈرتا رہ۔ تحقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے مایکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم اینما کانوا۔ یعنی کوئی ایسا تخلیہ اور پوشیدہ بات تین آدمیوں میں نہیں مگر یہ ہے کہ خدای تعالیٰ اُنمیں چوتھا ہوگا۔ اور نہ کوئی تخلیہ اور مشورہ پانچ آدمیوں میں ایسا ہوگا کہ جسمیں چھٹا خدائے کریم نہو اور کوئی امر اس سے کم یا زیادہ ایسا نہیں ہے کہ جسمیں اُن لوگوں کے ہمراہ خدا تعالیٰ نہو۔ خدا تعالیٰ ہر جگہہ پر سب کے ساتھ ہے اے ابن مسعود شیطان کو اپنا دشمن سمجھو اور اُس سے پرہیز کرو اور اُسکے دھوکہ دہی اور مکاری سے بچو۔ دیکھو خدائے تعالیٰ شیطان رجیم کے کلام سے خبر دیتا ہے۔ لاتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ولا تجد اکثرھم شاکرین۔ یعنی فرزند آدم کی طرف میں آونگا سامنے سے اور عقب سے اور اُسکے داہنی جانب سے اور بائیں طرف سے طرح طرح کے داموں اور مکروں اور فریبوں سے اُنکو گمراہ کردوں گا۔ اور راہ راست سے اُنکو نکال دونگا۔ یہانتک تو اکثر لوگوں کو اپنا شکر گزار نہ پائیگا۔ اے ابن مسعود مال حرام و زن حرام کے نزدیک مت جا۔ تحقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان یعنی جو ڈرے اپنے رب سے اُسکے لئے دو جنت ہیں۔ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں۔ اے ابن مسعود جو کسی نے تیرے پاس مال رکھا ہو یا امانت تیرے سپرد کی ہو اُسمیں ہرگز خیانت نکر۔ تحقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا۔ یعنی خدا تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اُن کے صاحبوں کی طرف ادا کرو اور اُن کے سپرد کرو۔ اے ابن مسعود اپنے لئے تحصیل رزق میں بہت سی کوشش مت کر تحقیق خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا

[1] بدعت دین میں ایک امر جدید کے احداث اور ایجاد کرلینے کو کہتے ہیں یعنی ایک امر جدید خود ایجاد کرکے اُسکو امر شرعی فرض کرلیں اور اُسکو ثواب سمجھکر عمل میں لائیں جیساکہ نماز تراویح کی ہے جو منجملہ بدعات خلیفہ دوم ہے کما قال العمر البدعۃ ھذہ اور اسمیں تعزیہ بنانا شامل نہیں اسلئے کہ اُسکو امر شرعی سمجھکر کوئی نہیں بناتا محض ایک رسم ہے اسیطرح مثلاً حقہ پینا چھاپا ہوا کھانا توی پر روٹی لپکانا وغیرہ وغیرہ امور بدعت نہیں کیونکہ انکو امور شرعیہ نہیں سمجھا جاتا۔ ۱۲۔ زائر ۲۲

یعنی جو کوئی زمین پر چلنے والا ہے خدا تعالیٰ رازق مطلق اُن سب کے رزق کا کفیل ہے اور پھر اور مقام پر فرماتا ہے
وفی السماء رزقکم وما توعدون یعنی رزق تمہارا اور جو کچھ تم وعدہ دئے گئے ہو آسمان میں ہے۔ اے ابن مسعود
قسم ہے اُس خالقِ معبود کی جس نے مجھکو بحق وراستی مبعوث برسالت کیا ہے کہ جو شخص دُنیا کو ترک کرے اور دُنیا
سے اعراض کر کے تجارتِ آخرت کی طرف متوجّہ ہو تو خدائے کریم اُسکی تجارت میں فائدہ دیتا ہے۔ چنانچہ اس باب میں
فرماتا ہے رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یوماً
تتقلب فیہ القلوب والابصار یعنی وہ مرد جنکو تجارت اور بیع وشراء دنیوی ذکرِ خدا سے غافل نہیں کرتے اور نماز
اور زکوٰۃ کے ادا کرنے سے اُنکو غفلت نہیں ہوتی وہ لوگ اُس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس دن دل اور آنکھیں منقلب
ہو جائینگی۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھکو گنج آخرت یعنی منفعت عقبیٰ کیونکر حاصل ہو
فرمایا حضرت نے کہ ذکرِ خدا سے اپنی زبان کو باز نہ رکھ۔ بلکہ کہہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ یہ وہ تجارت
آخرت ہے جو اپنے صاحب کو ضرور فائدہ پہنچائیگی۔ چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ اُسکے بابت ارشاد فرماتا ہے۔ تجارۃ لن
تبور لیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ۔ یعنی وہ تجارت جسکا فائدہ کبھی ضایع نہو گا اسلئے کہ خدائے
کریم اُسکی مزدوری اور اجرت پوری عطا فرمائیگا بلکہ اپنی مہربانی اور فضل سے اُسکا اجر اُسکے عمل سے زیادہ تر عنایت
کریگا۔ اے ابن مسعود صلحا و اتقیا کو دوست رکھ تحقیق آدمی اُسی کے ساتھ محشور ہو گا جسکو دارِ دُنیا میں دوست
رکھتا ہو گا پس اگر تو اعمالِ حسنہ کو بجا نہیں لا سکتا تو علما سے محبت رکھ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے من یطع اللّٰہ و
رسول فاولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین
وحسن اولئک رفیقا۔ یعنی جو لوگ اطاعت خدا کی اور اطاعت رسول اللہ کی کرتے ہیں پس وہ لوگ اُن کے
ہمراہ ہونگے جنپر خدا تعالیٰ نے اپنا انعام کیا ہے انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین میں اور یہ رفیق بہت
اچھے ہیں۔ اے ابن مسعود حذر کر اور ڈر تارہ خدا وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے۔ خبردار خدا کے
ساتھ کسی کو طرفۃ العین بھی شریک نہ کر اگرچہ تجھکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اگرچہ تجھکو سولی پر چڑھاویں اگرچہ تجھکو آگ
میں جلاویں۔ اے ابن مسعود صبر کر اُن لوگوں کے ہمراہ جو خدا کا ذکر کرتے ہیں اور تسبیح اور تہلیل اور تحمید خدائے مجید
میں مشغول رہتے ہیں اور طاعتِ الٰہی بجا لاتے ہیں اور صبح و شام بذکر رب منعام مصروف رہتے ہیں تحقیق خدا تعالیٰ
فرماتا ہے واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ الخ اے ابن مسعود
خدا کے ذکر سے زیادہ کسی شے کو پسند نہ کر تحقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولذکر اللّٰہ اکبر یعنی بیشک ذکرِ خدا کا بزرگتر
ہے ہر چیز سے اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے اذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون۔ یعنی مجھکو یاد کرو میں
بھی تمکو سختیوں اور تکلیفوں کے وقت میں یاد کرونگا۔ اور میری نعمتوں کے مقابلہ میں میرا شکر کرو اور نا سپاسی

اور ناشکری مت کرو۔ اور خباب ایزد وہاب اور مقام پر فرماتا ہے۔ و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یعنی اے محمدؐ جب تجھ سے میرے بندے میری بابت سوال کریں تو میں قریب ہوں جو کوئی مجھکو پکارے اور بلاوے میں اسکا جواب دیتا ہوں۔ پھر اور مقام پر خباب مجیب الدعوات فرماتا ہے۔ ادعونی استجب لکم یعنی مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں اے ابن مسعود تو اُن لوگوں میں سے نہ بن جو اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں اور نیک اعمال بجالانے کا حکم دیتے ہیں مگر خود نیک اعمال بجا نہیں لاتے بلکہ خود اُن اعمال کے بجالانے سے غفلت کرتے ہیں اُنکی بابت خدا تعالیٰ فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم یعنی آیا لوگوں کو تم عمل خیر بجالانے کا حکم کرتے ہو مگر اپنے نفسوں کے لئے اُس حکم کو بھول جاتے ہو یعنی اپنے نفسوں کو اعمالِ حسنہ کے بجالانے کا حکم نہیں کرتے ہو اے ابنِ مسعود اُس دن سے ڈر جس دن نامۂ اعمال منتشر ہوں گے جنہوں نے دارِ دنیا میں برائیاں کی ہونگی وہ رسوا اور ذلیل ہوں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئاً یعنی بروز قیامت ہم ترازو عدل اور انصاف کی رکھیں گے ہر شخص اُس دن مکافات اپنے عمل کی پائیگا اور کسی پر ظلم نہ کیا جائیگا۔ اے ابن مسعود تجھپر لازم ہے کہ تو اپنی زبان کی محافظت کر اور اُسکو نگاہ رکھ تحقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے الیوم نختم علی افواھھم و تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون۔ یعنی روزِ قیامت وہ دن ہے کہ اُس دن ہم لوگوں کے مونھوں پر مہر لگا دینگے کہ زبانیں اُنکی بات کرنے پر قدرت نہ پائیں گی۔ اور اُن کے ہاتھوں اور پاؤں کو بات کرنے کی ہم طاقت دینگے تا اینکہ ہاتھ اور پاؤں اُن کے اُن امور کی گواہی دینگے جو کچھ اُنہوں نے دارِ دنیا میں کیا ہوگا۔

سینتالیسویں مجلس درباب ولادت جناب سیدۃ نساء عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا وعلیٰ ذریتہا الطیبین واولادہا الطاہرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الذی جعلنا بربوبیتہ موقنین و الٰہ علی ما انعم علینا شاکرین و بکلما انزلہ فی کتابہ المبین مومنین وصیرنا من المتبعین لنبیہ خاتم المرسلین واشرف الاولین والاخرین وجعلنا من الموالین بولیہ امیر المومنین والمستنیرین بنور مشکات ام الایمۃ المیامین والمحبین لامتہ سیدۃ نساء العالمین والمطیعین لامنائہ البررۃ الکرام الطاہرین واولیائہ العظام الطیبین وخلفایہ المعصومین صلوٰۃ اللہ وسلامہ ورحمتہ وبرکاتہ علیہ وعلیہم اجمعین الی یوم الدین۔ اما بعد فقد قال اللہ الرحیم الغفور فی کتابہ الکریم المنور اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ

الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء فی سورۃ النور قال السید رفع اللہ درجاتہ فی تفسیرہ روائح القرآن روی العلامۃ الحلی رض عن الحسن البصری انہ قال المشکوٰۃ فاطمۃ والمصباح الحسن والحسین والزجاجۃ کانہا کوکب دری قال کانت فاطمۃ کوکبا دریا بین نساء العالمین توقد من شجرۃ مبارکۃ قال الشجرۃ المبارکۃ ابراہیم لا شرقیۃ ولا غربیۃ لا یہودیۃ ولا نصرانیۃ یکاد زیتہا قال یکاد العلم ینطق منہا ولو لم تمسسہ نار نور علی نور قال فیہا امام بعد امام یہدی اللہ لنورہ من یشاء قال یہدی اللہ لولایتہم من یشاء یعنی علامہ حلی علیہ الرحمۃ نے حسن بصری سے جو کہ علماء اہل سنت میں سے ہیں روایت کی ہے کہا اُنہوں نے کہ مشکوٰۃ فاطمہ زہراؑ ہیں اور مصباح حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور کوکب دری سے بھی مقصود فاطمہ زہراؑ ہیں کیونکہ فاطمہ زہراؑ تمام زنان عالم میں مثل ستارہ روشن کے ہیں شجرہ مبارکہ سے مراد ابراہیم خلیل اللہ ہیں جنکی نسل سے جناب حبیب خدا محمد مصطفےٰ اور اُن کے اہلبیت اصفیا پیدا ہوئے لاشرقیۃ ولا غربیۃ سے مقصود یہ ہے کہ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے یکاد زیتہا یعنی قریب ہے کہ علوم محمدؐ اور آل محمدؐ سے ظاہر ہوں نور علی نور سے مراد یہ ہے کہ اس شجرہ مبارکہ سے امام بعد از امام ہونگے۔ یہدی اللہ لنورہ من یشاء یعنی ہدایت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُن آئمہ طاہرین کی ولایت اور محبت کی طرف جسکو چاہتا ہے کافی میں بسند صحیح جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ولادت باسعادت جناب خاتون قیامت بنت سید المرسلین صلے اللہ علیہما وعلی ذریتہما الطیبین کے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال بعد واقع ہوئی اور بوقت ارتحال جناب معصومہؑ کا سن شریف اٹھارہ سال پچھتر دن کا تھا اور اکثر محققین وعلماء نے لکھا ہے کہ ولادت اُس گوہر عصمت وطہارت کی بیسویں جمادی الآخری کو بروز جمعہ واقع ہوئی ہے جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب سیدہ سلام اللہ علیہا پیدا ہوئیں تو ایک روز میں اسقدر بڑھتی تھیں کہ جسقدر اور بچے سات روز میں بڑھتے ہیں اور ایک ہفتہ میں بقدر ایک مہینہ کے اور ہر مہینہ میں بقدر ایک سال کے نشو ونما پاتی تھیں اور جب حضرت رسول اللہؐ نے مکہ سے ہجرت کی اور مدینہ میں تشریف لائے تو آنحضرت نے ام سلمہ سے عقد کیا اور جناب سیدہ کو حضرت ام سلمہ کے سپرد کیا تاکہ جناب سیدہ کی خدمت اور تربیت کریں۔ حضرت ام سلمہ رض کہتی ہیں کہ قسم خدا کی میں جناب سیدہؑ سے اداب سیکھتی تھی اور اونکو آداب کے سیکھنے کی حاجت نہ تھی بلکہ سب چیزوں کو مجھ سے اور سب سے بہتر جانتی تھیں۔ فی معانی الاخبار روی باسنادہ الی سدیر الصیرفی عن الصادق جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ خلق نور فاطمہ قبل ان یخلق الارض والسماء فقال بعض الناس یا نبی اللہ فلیست ھی انسیۃ فقال فاطمہ حوراء انسیۃ قال یا نبی اللہ

وکیف ھی حوراء انسیۃ قال خلقھا اللہ من نورہ قبل ان یخلق آدم اذ کانت الارواح فلما خلق اللہ
عزوجل آدم عرضت علی آدم قیل یا نبی اللہ واین کانت فاطمۃ قال کانت فی حقۃ تحت ساق العرش
قالوا یا نبی اللہ فما کان طعامھا قال التسبیح والتہلیل والتحمید فلما خلق اللہ آدم واخرجنی من
صلبہ احب اللہ ان یخرجھا من صلبی جعلھا تفاحۃ فی الجنۃ واتانی بھا جبرئیل وقال لی السلام
علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا محمد ان ربک یقرئک علیک السلام قلت منہ السلام والیہ
یعود السلام قال یا محمد ان ھذہ تفاحۃ اھداھا اللہ عزوجل الیک من الجنۃ فاخذتھا
وضممتھا الی صدری وقال یا محمد یقول اللہ عزوجل کلھا ففلقتھا فرائیت نوراً ساطعاً وفزعت
منہ فقال یا محمد مالک لا تاکل کلھا ولا تخف فان ذلک النور المنصورۃ فی السماء وھی فی
الارض فاطمۃ قلت حبیبی جبرئیل لم سمیت فی السماء المنصورۃ وفی الارض فاطمۃ قال سمیت فی
الارض فاطمۃ لانھا فطمت شیعتھا من النار وفطم اعدائھا عن حبھا وھی فی السماء
المنصورۃ وذلک قول اللہ عزوجل یومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ ینصر من یشاء یعنی بنصر
فاطمۃ لمحبیھا معانی الاخبار میں ہے جناب صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین کے سلسلہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا جناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ الہداۃ نے کہ خالق عالم نے قبل از آفرینش آسمان وزمین فاطمہ زہرا کے
نور کو پیدا کیا تھا بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا فاطمہ داخل انس نہیں ہیں فرمایا کہ فاطمہ باطن میں حوریہ اور ظاہر
میں انسیہ ہیں لوگوں نے کہا کہ یا حضرت آپ اس کلام کی حقیقت بیان فرمائیں آنحضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فاطمہ
کو قبل از پیدائش آدم اپنے نور سے پیدا کیا تھا جبکہ ارواح خلایق کو پیدا کیا تھا پھر جب خدا نے آدم کو پیدا کیا فاطمہ کا
نور اُنپر عرض کیا گیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا حضرت قبل از پیدائش آدم فاطمہ کا نور کہاں تھا فرمایا ایک شیشہ کی ڈبیا
میں ساق عرش کے نیچے تھا صحابہ نے عرض کیا کہ خوراک اُنکی کیا تھی فرمایا خوراک اُسکی تسبیح اور تہلیل وتجید وتحمید
حق تعالےٰ کی تھی۔ جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور مجھکو اُن کے صلب سے ظاہر کیا تو چاہا کہ فاطمہ کو میری پشت
سے ظاہر کرے تب فاطمہ کے نور کو بہشت بریں میں ایک سیب بنا دیا اور جبرئیل اُس سیب کو میرے پاس لائے اور کہا
السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے محمد تمہارے پروردگار نے تمہیں سلام کہا ہے میں نے کہا کہ اُسی سے سلامتی ہے
اور اُسی کی طرف سلام اور تحیت رجوع کرتا ہے جبرئیل نے کہا اے محمد یہ سیب حق تعالیٰ نے تمہارے لئے بہشت سے
ہدیہ بھیجا ہے میں نے وہ سیب لیا اور اپنے سینہ سے لگا لیا جبرئیل نے کہا یا محمد خدا نے فرمایا ہے کہ اس سیب کو کھالو
جب اُسکو توڑا تو ایک نور اُس سے ساطع ہوا ایسا کہ مجھکو خوف آیا جبرئیل نے کہا آپ کچھ خوف کریں بلکہ اِسکو نوش فرمائیں
تحقیق یہ نور اُسی کا ہے جسکا نام آسمان پر منصورہ ہے اور زمین پر فاطمہ ہے میں نے کہا اُسکو آسمان پر منصورہ اور

زمین پر فاطمہ کیوں کہا گیا ہے جبرئیل نے کہا کہ اسکو زمین پر فاطمہ اسلئے کہا گیا ہے کہ اُس نے اپنے شیعوں اور محبوں کو آتش دوزخ سے چھوڑا لیا ہے اور اپنے دشمنوں کو اپنی محبت سے قطع کر دیا ہے۔ اور آسمان پر منصورہ اِس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے شیعوں اور محبوں کی نصرت اور مددگاری کرینگی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ ینصر من یشاء یعنی بہ نصرت فاطمہؑ۔ **ایضاً** فی معانی الاخبار عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ علیہم السلام قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ذات یوم جالساً وعندہ علیؑ و فاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ علیہم السلام فقال والذی بعثنی بالحق بشیراً ما علی وجہ الارض خلق احب الی اللہ عزوجل ولا اکرم علیہ منا ان اللہ تبارک و تعالے شق لی اسماً من اسمائہ فھو محمود و انا محمد وشق لک یا علی اسماً من اسمائہ فھو العلی الاعلی و انت علی وشق لک یا حسن اسماً من اسمائہ فھو المحسن وانت حسن وشق لک یا حسین اسماً من اسمائہ فھو ذو الاحسان وانت حسین وشق لک یا فاطمہ اسماً من اسمائہ فھو الفاطر وانت فاطمہ ثم قال علیہ السلام اللھم انی اشھدک انی سلم لمن سالمھم وحرب لمن حاربھم ومحب لمن احبھم ومبغض لمن ابغضھم وعدو لمن عاداھم وولی لمن والاھم لانھم منی وانا منھم نیز معانی الاخبار میں ہے جناب صادق آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم نے بسلسلہ طیبہ خود اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ ایکدن جناب سرور عالم وفخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور اُس جناب کی خدمت فیضدرجت میں جناب امیر المومنینؑ وسیدۃ نساء عالمین وسیدین شباب جنت سبطین رسول الثقلینؑ رونق افروز تھے۔ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے کہ قسم ہے مجھکو اُس معبود برحق کی جس نے مجھکو بحق وراستی مبعوث برسالت وبشارت کیا ہے کہ تمام روئے زمین پر خدائے کریم کے نزدیک ہمسے زیادہ کوئی شخص محبوب و مکرم نہیں ہے۔ تحقیق خدائے تعالیٰ نے میرا نام اپنے اسمار مقدسہ سے مشتق کیا وہ محمود ہے میں محمدؐ ہوں اور اے علیؑ تمہارا نام حق تعالیٰ نے اپنے اسمار مبارکہ سے مشتق کیا ہے وہ علی اعلی ہے اور تم علیؑ ہو اور اے حسنؑ تمہارا نام جناب باری عزاسمہ نے اپنے اسمار مقدسہ سے مشتق کیا ہے وہ محسن ہے تم حسنؑ ہو۔ اور اے حسینؑ تمہارا نام جناب ایزد متعال نے اپنے اسمار شریفہ سے مشتق کیا ہے وہ صاحب احسان ہے تم حسینؑ ہو اور اے فاطمہ تمہارا نام جناب خالق عالم نے اپنے اسمار مکرمہ سے مشتق کیا ہے وہ فاطر ہے تم فاطمہؑ ہو۔ پھر فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوندا تو گواہ رہیو کہ میں صلح رکھنے والا ہوں اُس شخص سے جو اُن سے صلح رکھے اور لڑائی کرنے والا ہوں اُس شخص سے جو اُن سے لڑائی کرے اور دوستی اور محبت رکھنے والا ہوں اُس سے جو اُنسے محبت رکھے اور دشمنی کرنیوالا ہوں اُس شخص سے جو اُنسے دشمنی کرے اور دشمن ہوں میں اُسکا جو اُنکا دشمن ہے

اور دوست ہوں اُسکا جو انکا دوست ہے۔ اسواسطے کہ یہ میرے اہلبیت مجھ سے ہیں اور میں اُنسے ہوں (روی فی
الامالی باسنادہ الی مفضل بن عمر قال قلت لابی عبد اللہ الصادق علیہ السلام کیف کان ولادۃ
فاطمہ۔ فقال نعم ان خدیجہ لما تزوج بہا رسول اللہ ھجرتہا نسوۃ مکہ فکن لا یدخلن
علیہا ولا یسلمن علیہا ولا یترکن امراۃ تدخل علیہا فاستوحشت خدیجہ لذلک وکان
جزعہا وغمہا حذرا علیہ۔ فلما حملت بفاطمۃ کانت فاطمہ تحدثہا من بطنہا وتصبرہا
وکانت تکتم ذلک من رسول اللہ فدخل رسول اللہ یوماً فسمع خدیجہ تحدث فاطمۃ فقال
لہا یا خدیجہ ممن تحدثین قالت الجنین الذی فی بطنی یحدثنی ویونسنی قال یا خدیجہ
ھذا جبرئیل یبشرلی انہا انثی وانہا النسمۃ الطاہرۃ المیمونہ وان اللہ تبارک وتعالی
سیجعل نسلی منہا وسیجعل من نسلہا ایمۃً ویجعلہم خلفائہ فی ارضہ بعد انقضاء وحیہ
فلم تزل خدیجہ علی ذلک الی ان حضرت ولادتہا فوجہت الی نساء قریش وبنی ہاشم ان
تعالین فارسلن الیہا انت عصیتنا ولم تقبلی قولنا وتزوجت محمد اً یتیم ابی طالب فقیراً
لامال لہ فلسنا نجئی ولا نلی من امرک شیاً فاغتمت خدیجہ لذلک فبینما ھی کذلک اذ
دخل علیہا اربع نسوۃ سمر طوال کانہن من نساء بنی ہاشم ففزعت منہن لما راتہن فقالت
احدا یہن لا تحزنی یا خدیجہ فانا رسل ربک ونحن اخواتک انا سارہ وھذہ آسیہ بنت
مزاحم وھی رفیقتک فی الجنۃ وھذہ مریم بنت عمران وھذہ کلثوم اخت موسیٰ بن
عمران بعثنا اللہ الیک لنلی منک ماتلی النساء من النساء فجلست واحدۃ عن یمینہا
واخری عن یسارہا والثالثۃ بین یدیہا والرابعۃ من خلفہا فوضعت فاطمۃ طاہرۃ
مطہرۃ فلما سقطت الی الارض اشرق منہا النور حتی دخل بیوتات مکہ ولم یبق
فی شرق الارض وغربہا موضع الّا اشرق فیہ ذلک النور ودخل عشر من الحور العین
کل واحدۃ منہن معہا طشت من الجنۃ وابریق من الجنۃ وفی الابریق ماء من
الکوثر فتناولتہا المرئۃ التی کانت بین یدیہا فغسلتہا بماء الکوثر واخرجت خرقتین
بیضاوتین اشد بیاضاً من اللبن واطیب ریحاً من المسک والعنبر فلفتہا بواحدۃ
وقنعتہا بالثانیہ ثم نطقت فاطمۃ وقالت اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد ابی
رسول اللہ سید الانبیاء وان بعلی سید الاوصیاء وولدی سادۃ الاسباط ثم سلمت
علیہن وسمت کل واحدۃ منہن باسمہا فاقبلن یضحکن الیہا وتباشرت الحور العین

وقالت النسوۃ خذیہا یا خدیجہ طاہرۃ مطہرۃ زکیۃ میمونۃ بورک فیہا وفی نسلہا فتناولتہا فرحۃ مستبشرۃ وکانت فاطمہ تنمی فی الیوم کما ینمی الصبی فی الشہر وتنمی فی الشہر کما ینمی الصبی فی السنۃ - انتہی - جناب شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے امالی میں بسند خود مفضل سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ میں نے ایک روز جناب صادق علیہ السلام کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ اے آقا جناب سیدہ نساء عالمیان صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کی ولادت کا کچھ حال بیان فرمائے حضرت نے فرمایا کہ جب جناب خدیجۃ الکبریٰ کا عقد جناب سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ زنانِ مکہ کو یہ امر سخت ناگوار گزرا چونکہ اُن کو جناب رسول اللہ سے سخت عداوت تھی اسلئے وہ حضرت خدیجہ سے ناراض ہوگئیں - اور اُن سے ملاقات اور میل جول وآمد ورفت قطعاً موقوف کردی اور اُنسے سلام کلام بھی ترک کردیا - بلکہ عورات قریش کسی عورت کو بھی حضرت خدیجہ کے ہاں نہ جانے دیتی تھیں اس وجہ سے حضرت ام المومنین خدیجہ سلام اللہ علیہا کو وحشت عظیم عارض ہوئی زیادہ تر رنج اور ملال اُنکا اس سبب سے تھا کہ مبادا ایسا نہ ہو کہ شدت عداوت کے سبب سے کوئی صدمہ اور تکلیف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو پہنچائیں جب جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا اُن کے شکم مقدس میں بحکم خالق عالم رونق افروز ہوئیں تو جناب سیدہ اُن کے شکم میں اُنسے باتیں کیا کرتی تھیں اور اُنکو صبر اور تسلی دیا کرتی تھیں حضرت خدیجہ اس حالت کو حضرت رسول مقبول سے پوشیدہ رکھتی تھیں یہانتک ایک دن حضرت رسول اللہ گھر میں تشریف لائے اور سُنا کہ خدیجہ باتیں کررہی ہیں باوجود اسکے کہ اُن کے پاس اور کوئی شخص نہیں ہے - حضرت نے فرمایا کہ اے خدیجہ تم کس سے باتیں کرتی ہو خدیجہؑ نے کہا کہ یہ بچہ جو میرے شکم میں ہے مجھ سے باتیں کیا کرتا ہے اور میرا مونس ہے اور مجھے تسلی دیا کرتا ہے - حضرت نے فرمایا کہ اسوقت مجھکو جبرئیل امین نے خبر دی ہے کہ یہ بچہ بیٹی ہے اور نسل پاکیزہ اور طاہرہ ہے اور یہ بیٹی بڑی بابرکت ہے حق تعالیٰ میری نسل کو اُس سے ظاہر اور پیدا کریگا - اور اُسکی نسل میں سے پیشوا اور ائمہ دین ہدیٰ پیدا ہوں گے اور خدا تعالیٰ بعد انقضائے وحی انکو اپنا خلیفہ زمین پر مقرر کریگا - پس خدیجہ سلام اللہ علیہا اِسی حالت میں تھیں یہانتک کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کا وقت قریب آیا - جب درد زہ محسوس ہوا تو زنانِ قریش کو بلایا اُنہوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تمنے ہمارا کہنا نہیں مانا اور ہمارے قول کو قبول نہیں کیا اور ابوطالب کے یتیم سے تمنے نکاح کرلیا کہ جو مفلس ہے اور کچھ مال اور دولت نہیں رکھتا ہم اس وجہ سے تمہارے گھر نہ آئیں گی اور تمہارے کاموں کی طرف توجہ نہ کرینگی خدیجہ سلام اللہ علیہا اس پیغام کو سُنکر غمناک اور اندوہگین ہوئیں ناگاہ کیا دیکھتی ہیں کہ چار عورتیں طویل القامت آئیں جو زنانِ بنی ہاشم سے مشابہ تھیں حضرت خدیجہؑ اُنسے ڈریں ایک عورت نے اُنمیں سے کہا کہ اے خدیجہ ہمسے خوف نہ کرو ہم تمہارے پاس بحکم الٰہی آئی ہیں اور ہم

تمہاری بہنیں ہیں میں سارہ زوجہ ابراہیم خلیل اللہ ہوں اور یہ دوسری آسیہ دختر مزاحم ہے جو بہشت میں تمہاری رفیق ہوگی۔ تیسری مریم بنت عمران ہے۔ چوتھی کلثوم خواہر موسیٰ بن عمران ہے۔ جناب باری تعالیٰ شانہ نے ہمکو تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ بوقت ولادت تمہارے پاس رہیں اور اس حالت میں تمہاری اعانت کریں یہ کہکر ایک اُنمیں سے حضرت خدیجہ کے داہنی جانب دوسری بائیں طرف تیسری سامنے اور چوتھی پس پشت بیٹھ گئی۔ جناب سیدہ نساء عالمیان مخدومۂ دوجہان صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا پاک و پاکیزہ پیدا ہوئیں جب زمین پر تشریف لائیں تو اُس نورِ الہٰی سے اسقدر نور ساطع ہوا کہ تمام مکہ کے گھر روشن اور منور ہوگئے بلکہ تمام مشرق و مغرب میں کوئی گھر ایسا باقی نرہا جو اُس نور سے منور اور روشن نہ ہوا ہو اُسوقت بحکم الہٰی دس حوریں جناب خدیجہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ابریق اور طشت بہشت کا تھا اور وہ آفتابے آب کوثر سے بھرے ہوئے تھے پس جو بی بی حضرت خدیجہ کے سامنے بیٹھی تھی اُس نے حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کو اُٹھایا اور آب کوثر سے غسل دیا اور دو جامے سفید نکالے جو دودھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار تھے پس ایک جامہ میں جناب سیدہ کو لپیٹا اور دوسرے جامہ کا مقنعہ کیا اُسوقت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے گفتگو کی اور فرمایا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان ابی رسول اللہ سید الانبیاء وان بعلی سید الاوصیاء وولدی سادۃ الاسباط۔ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ پروردگار خالق عالم وحدہٗ لاشریک ہے اور میرے بابا رسول اللہ سید الانبیا ہیں اور میرا شوہر علی ابن ابیطالب سید الاوصیا ہے اور میرے فرزند تمام پیغمبرانِ گزشتہ کے فرزندوں سے برتر اور بہتر ہیں۔ پھر اُن چار خواتین معظمات میں سے ہر ایک کو جناب سیدہؑ نے ہر ایک کا نام لیکر سلام کیا وہ خواتین معظمات بہت خوش ہوئیں حوران بہشت ہنسنے لگیں ساکنانِ فلک اور حورانِ جنت نے ایک دوسرے کو بشارت دی۔ آسمان پر ایک نور روشن ہویدا ہوا کہ پہلے ایسا نور نہ دیکھا گیا تھا۔ تب اُن خواتین معظمات نے حضرت ام المومنین خدیجہ خاتون سے خطاب کر کے کہا کہ لو اس بیٹی کو جو طاہرہ اور مطہرہ اور پاک اور پاکیزہ اور بابرکت ہے جناب خالق عالم جل جلالہ نے اسکو اور اسکی نسل طاہر کو برکت دی ہے۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے بکمال فرحت و مسرت خوشی خوشی جناب سیدہ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کو گود میں لیا اور دودھ پلانا شروع کیا۔ جناب فاطمہ زہرا ایک روز میں اسقدر بڑھتی تھیں کہ جسقدر اور بچے ایک مہینہ میں بڑھتے ہیں اور ایک مہینہ میں اتنا نشوونما پاتی تھیں کہ جسقدر اور بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں +

اڑتالیسویں مجلس مولود جناب صدیقۂ کبریٰ سیدۃ النساء بضعۂ سیّد الانبیاء صلے اللہ علیٰ ابیہا و علیہا و علیٰ بعلہا و بنیہا مصنفہ کمترین زائر مؤلف کتاب

لختِ جگرِ احمدِ مختار ہے زہرا — نورِ احدی مطلعِ انوار ہے زہرا
ہم مرتبۂ حیدرِ کرار ہے زہرا — خود پاک ہے اور مادرِ اطہار ہے زہرا
صدیقہ ہے اور بضعۂ محبوبِ احد ہے — مخدومۂ نسوان ز ازل تا با بد ہے

طاہر ہے ہر اک رجس سے اور پاک ہی زہرا — جان و دلِ شاہنشہِ لولاک ہے زہرا
تنویر کا باعث ہے افلاک ہی زہرا — ملعون ہے وہ جس پر کہ غضبناک ہی زہرا
زہرا کے محبوں کے لئے باغ جناں ہے — اور دشمنوں پر قہر خداوند جہاں ہے

خود فاطمہؑ تو حوّا و مریم کا شرف ہے — اور باپ وہ ہے باپ جو عالم کا شرف ہے
شوہر ہے وہ جو عیسیٰ و آدم کا شرف ہے — ہر ایک پسر عرشِ معظم کا شرف ہے
اللہ کے محبوب ہیں پیارے ہیں ولی ہیں — لاریب یہ مقبول جنابِ احدی ہیں

مردوں میں محمدؐ کے برابر نہیں کوئی — نسوان میں زہرا کی بھی ہمسر نہیں کوئی
گو بعد نبی ثانیِ حیدر نہیں کوئی — خاتون پہ چوں بنتِ پیمبر نہیں کوئی
مردوں میں جو رتبہ ہی رسول دوسرا کا — نسوان میں رتبہ ہے وہی خیر نسا کا

جس طرح محمدؐ شرف کون و مکاں ہیں — اُس طرح یہ مخدومہ بھی فخرِ دو جہاں ہیں
مردوں میں شرف جیسے کہ احمدؐ کے عیاں ہیں — پس فاطمہؑ بھی سیّدۂ جملہ زناں ہیں
واللہ نبی افضلِ کُل خلقِ خدا ہیں — اور بنتِ نبی سیّدۂ جملہ نسا ہیں

مخدومۂ کونین کے رتبوں پہ میں قرباں — حورانِ جناں خادمہ تھیں مثلِ کنیزاں
اللہ رے ملائک در زہرا پہ تھے درباں — اُس بی بی کے فرزندوں کا خیاط تھا رضواں
جب سوئے تو میکائیل انہیں دیتے رہے لوری — جبریل ہلایا کئے گہوارہ کی ڈوری

کیا حق نے شرف پنجتنِ پاک کو بخشا — دو نور کے دریا جو ملے حیدرؑ و زہرا[1]
اور بیچ میں فاصل تھے شہ یثرب و بطحا — تب اُس سے یہ دُر اور یہ مرجاں ہوئے پیدا

[1] مرج البحرین یلتقیان الی اخرہ الایہ ۔ دیکھو اس آیہ مبارکہ کی تفسیر کو ۔ ۱۲

سوتی تو جناب حسنؑ سبز قبا ہیں
مرجان سے مقصود شہ کرب و بلا ہیں

کیا مرتبہ پایا ہے بتولِ عذرا نے
تعظیم ہمیشہ کی رسولِ دوسرا نے
ہم مرتبہ حیدر کا کیا اُن کو خدا نے
دی چادر تطہیر خداوند علا نے

جو مرتبہ اللہ نے زہراؑ کو دیا ہی
یہ مرتبہ یہ فضل بھلا کسکو ملا ہے

جب ۱ آتی تھیں تسلیم کو مخدومۂ اطہر
اور چومتے تھے پیار سے ہاتھوں کو مقرر
تعظیم بجا لاتے تھے بیٹی کی پیمبر
بٹھلاتے تھے صدیقہ کو پھر اپنی جگہ پر

اللہ کی اس ۲ قدرت و تقدیر کے صدقے
مخدومۂ کونین کی توقیر کے صدقے

جو شخص ہے قرآن و احادیث سے ماہر
یعنی کہ یہ مخدومۂ کونین ہے طاہر
ہے اُسپہ یہ چوں شمس ضحیٰ واضح و ظاہر
مظلومہ و معصومہ ہے با حجتِ باہر

خالق ۳ کی محبت سے سراپا وہ بھری ہے
ہر عیب ۴ سے ہر رجس سے لاریب بری ہے

خالق کی محبت سے دلِ فاطمہؑ پر ہے
یکتا صدفِ بحر رسالت کی وہ دُر ہے
اسواسطے ۵ ہر اُن کا محب نار سے حُر ہے
حق کہتا ہوں گو جھوٹوں کے نزدیک یہ مُر ہے

جو شیعۂ زہراؑ ہے وہ ۶ محبوبِ احد ہی
جو دشمن زہرا ہے وہ مغضوبِ صمد ہی

جو شخص کہ دشمن ۷ ہے بتولِ عذرا کا
جو دشمن احمدؐ ہے وہ دشمن ہے خدا کا
لاریب وہ دشمن ہے رسولِ دوسرا کا
اللہ کا دشمن ہے سزاوار سزا کا

۱ فی مناقب ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہ ورد عن عایشہ ان فاطمہ کانت اذا دخلت علی رسول اللہ قام لہا من مجلسہ وقبل راسہا واجلسہا مجلسہ واذا جاء الیہا لقیتہ وقبل کل واحد منہما صاحبہ وجلسا معاً یعنی بیوی عایشہ سے حضرات اہلسنت نے روایت کی ہے کہ جب فاطمہ زہراؑ جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تب جناب رسالتمآب تعظیم کیلئے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور اُنکے سر کو چومتے تھے اور اپنی جگہہ پر اُنکو بٹھاتے تھے اور جب جناب رسول اللہ جناب سیدہ کے گھر میں تشریف لاتے تھے تو جناب سیدہ استقبال اور تعظیم کرتی تھیں اور آپسمیں ایکدوسرے کے ہاتھوں کو چومتے تھے اور تشریف رکھتے تھے اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ جناب سیدہ جناب رسول اللہ کی خدمت میں جاتی تھیں تو جناب رسول اللہ سیدہ کونین کے ہاتھوں کو چومتے تھے اور اپنی جگہہ پر اُنکو بٹھاتے تھے ۔ ۱۲ ۔ زایر +

۲ ظاہر ہے کہ باپ بیٹے بیٹی کی تعظیم نہیں کیا کرتے مگر جناب رسول اللہ جو اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کی کھڑے ہو کر تعظیم کرتے تھے تو اسمیں کچھ شک نہیں کہ آنحضرت کے تمام افعال و اقوال بحکم الٰہی ہیں تو واضح ہوا کہ آنحضرتؐ فاطمہؑ کی تعظیم بحکم الٰہی کرتے تھے ۔ ۱۲ +

۳ حدیث میں آیا ہے جناب رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے میری بیٹی فاطمہ زہراؑ کے دل اور جمیع اعضا کو ایمان اور یقین سے بھر دیا ہے ۔ ۱۲ ۔ زایر

۴ اسپر آیہ تطہیر شاہد ہے ۔

۵ قال رسول اللہ انما سمیت فاطمہ لان اللہ فطم من احبہا عن النار ۔ وفی فردوس الاخبار بشیرویہ دیلمی عن جابر الانصاری قال النبی انما سمیت ابنتی فاطمہ لان اللہ فطمہا وفطم محبیہا عن النار ۔ ۱۲ ۔ زایر ۔

۶ یہ مضمون صداقت مشحون احادیث متواترہ سے ثابت و محقق ہے دیکھو اسی کتاب میں اسکے مویدات وارد ہیں ۔ ۱۲ ۔ زایر ۔

۷ یہ مضمون احادیث کثیرہ متواترہ و اخبار وغیرہ متکاثرہ سے ثابت ہے یہانتک کہ کوئی مسلمان جو قایل کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہو اس مضمون سے انکار نہیں کر سکتا ۔ اہل اسلام میں ہر فرد بشر اس مضمون کا معترف ہے کوئی منکر نہیں ہے ۔ ۱۲ ۔ زایر + + +

اس شکل بدیہی نے نتیجہ یہ دیا ہے — جو دشمن زہرا ہے وہ مردود خدا ہے

کس شخص کا رتبہ ہے یہ جز سیدۂ پاک — ناراض[۱] ہو وہ جس سے ہو رب اُسپہ غضبناک
اور جس سے کہ خوشنود ہو بنت شہ لولاک — خوشنود ہوا اُس شخص سے بس خالق افلاک

کیا خاطر زہرا ہے خداوند علا کو — ہر طرح مقدم ہے کیا اُنکی رضا کو

جس شخص[۲] نے ایذا دی بتول عذرا کو — اُس شخص نے ایذا دی رسول دوسرا کو
اور جس نے کہ آزار دیا خیر ورےٰ کو — لاریب کہ پہنچائے ہے ایذا وہ خدا کو

جو موذی حق موذی سلطان ورےٰ ہے — دارین میں ملعون وہ بارشاد خدا ہے

کیا مرتبہ سیدۂ کون و مکاں ہے — قرآن میں مداح خداوند جہاں ہے
مصحف میں جہاں نور کی آیت کا بیاں ہے — اس نور الٰہی کا شرف اُس سے عیاں ہے

مشکوۃ رہ ایزد متعال ہے زہرا — اور تابع تقدیر بہر حال ہے زہرا

مریم کو شرف اپنے زمانہ میں ملا ہے — یہ سیدہ پر سیدۂ جملہ نسا ہے
اسواسطے مریم سے بھی رتبہ میں سوا ہے — اللہ نے خاتون جناں اُنکو کیا ہے

نسوان میں جوں بنت پیمبر نہیں کوئی — اس طرح کی مقبولۂ داور نہیں کوئی

مخلوق میں واللہ کسی نے نہیں پایا — خالق نے ہے اِن دونوں کو جو مرتبہ بخشا
مردوں میں نبی عورتوں میں فاطمہ زہرا — بے مثل ہیں کچھ شک نہیں اس امر میں اصلا

واللہ کہ جوں ذات خدا فرد ہیں دونوں — یہ گلشن قدرت کے گل ورد ہیں دونوں

جو سیدہ کو حق نے دیا رتبۂ عالی — نسواں میں نہیں کوئی بھی اس مرتبہ والی
بنت شہ عالی ہے ہر اک عیب سے خالی — آزاد جہنم سے ہیں سب اُن کے موالی

مختار شفاعت انہیں خالق نے کیا ہے — کیا مرتبہ اللہ نے زہرا کو دیا ہے

معصومہ و مظلومہ و مغصوبہ املاک — ہر عیب سے ہر رجس سے احمدؐ کی طرح پاک

۱؎ عامہ و خاصہ نے بطریق متعددہ روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا فاطمہ ان اللہ لیغضب بغضبک و یرضی لرضاک - نیز یہ حدیث اسطرح وارد ہوئی ہے ان اللہ یغضب بغضب فاطمۃ و یرضی برضاھا - اور بخاری میں یوں ہے قال انما فاطمۃ بضعۃ منی من اغضبھا فقد اغضبنی - ۱۲ + ۲؎ و فی روایۃ عن جابر الانصاری انہ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ - و قال اللہ سبحانہ تعالی فی کتابہ المجید - ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا - یعنی تحقیق جو لوگ خدا اور رسول کو ایذا دیتے ہیں خدا نے انپر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور آمادہ کیا ہے اُن کے لئے عذاب خوار و ذلیل کنندہ ہے - اور جناب فاطمہ زہرا کے ایذا کا دنیا و آخرت میں ملعون ہونا ظاہر و باہر ہے - کما لا یخفی علی من لہ عقل سلیم و ذہن مستقیم - ۱۲ - ذاکر +

نام اُنکا ہوا عرش زمیں زینتِ افلاک
حورانِ جناں خادمہ خدام تھے املاک[1]

ہر رجس سے طاہر ہے کیا انکو خدا نے
واللہ بڑا رتبہ دیا اُن کو خدا نے

کھانا نہ کئی روز میسر اُنہیں آنا
جز شکر نہ پر حرف زبان پر کوئی لانا
بچوں کو تو بہلا کے یونہی بھوکے سُلانا
فاقوں میں مساکیں کو پر کھانا کھلانا

کیا زہد تھا کیا فقر تھا اِس فقر کے صدقے
کیا ضبط تھا کیا صبر تھا اِس صبر کے صدقے

مقصود تھی خوشنودی خالق انہیں دن رات
تھیں سیدہ ہر وقت میں مصروف عبادات
روزوں میں نمازوں میں بسر ہوتی تھی اوقات
خالق کو بھی کیا حال پہ اُن کے تھی عنایات

قرآن[2] میں مشکوری کوشش کی سند ہے
اطعام مساکیں میں ہر طرح مدد دی

ہے بیسویں تاریخ جمادی دوم کی
تاریخ تولد ہے یہ اُس اصل کرم کی
دختر ہے جو احمدؐ سے اولوالعزم و ہمم کی
ہم رتبہ ہے حیدرؑ سے شہنشاہ امم کی

وہ نور ہے یہ نور جو رحمت خدا کی
جس نور نے افلاک کو تنویر عطا کی

ہے جشن کا دن عید مبارک اُسے سمجھیں
لازم ہے کہ بی بی کی ولادت کی خوشی میں
ہر ایک غلام آپ کا اور ساری کنیزیں
محظوظ ہوں خورسند ہوں مسرور وہ ہوویں

اے مومنو زہراؑ کی ولادت کی خوشی ہے
وہ نورِ خدا آج کے دن خلق ہوئی ہے

وہ نورِ خدا آج تولد جو ہوئی ہے
نور رخ زہراؑ سے ضیا پھیل رہی ہے
حوروں میں عجب طرح کی اک دھوم مچی ہے
بی بی کی ولادت کی کنیزو تمہیں خوشی ہے

اِک شور ملایک میں تو ہے صل علیٰ کا
اور قلب ہے مسرور رسولِ دوسرا کا

رضوان نے ہے گلشنِ جنت کو سنوارا
حورانِ جناں کرتی ہیں غرفوں سے نظارا
اِسوقت جہاں نور سے معمور ہے سارا
ہر ذرہ بیاباں کا چمک میں ہے ستارا

دُنیا میں ہے عیش و طرب و شور کا عالم
ہے عرش سے تا فرش ہوا نور کا عالم

کُل دہر میں شادی کی فرشتوں نے ندا دی
پیدا ہوئی جو سارے جہاں کی ہے خوزادی
لُم ہوئیگی اِس امر پہ جتنی کریں شادی
یعنی کہ خدا نے ہمیں زہراؑ کی ولادی

صد شکر ہمیں حق نے بڑا فخر دیا ہے
اِس بی بی کے شیعوں میں ہمیں خلق کیا ہے

[1] املاک بھی ملک کی جمع آئی ہے اگرچہ مشہور نہیں اور غالباً اکثر لوگ اِس سے ناواقف ہوں گے۔ زایر ❖ ❖ ❖

[2] قولہ تعالیٰ۔ اِنّ ھذا کان لکم جزاءً وکان سعیکم مشکوراً۔ سورہ دہر۔ ❖ ❖ ❖

اب فاطمۂ زہرا کی ولادت کا بیاں ہے | معصومۂ احمد شرفِ کون و مکاں ہے
یہ نور بھی اک نورِ خداوندِ جہاں ہے | اس نور کی والدہ عجب عزت و شاں ہے
اس نور سے ظاہر ہوئے اسرارِ الٰہی | اس نور سے پیدا ہوئے انوارِ الٰہی

یہ نور وہ ہے نور جو ہے خاصۂ قیوم | اس نور سے مخلوق ہوئیں زینبؑ و کلثومؑ
اس نور سے پیدا ہیں ہوئے سیدِ مسموم | اس نور سے ظاہر ہوا نورِ شہِ مظلومؑ
اس نور نے کیا صبر کیا کرب و بلا میں | اس نور نے سر اپنا دیا راہ خدا میں

خلاق گر اس نور کو مخلوق نہ کرتا | ہوتا نہ کوئی بخششِ عصیاں کا وسیلہ
اس نور کو اللہ نے کیا مرتبہ بخشا | اس سے ہوا جو کام کسی سے نہ ہوا تھا
اس نور نے بس جرأت و صبر اپنا دکھا کر | ظاہر کیا حق کفر کے نقشہ کو مٹا کر

یہ نور ہوا منبعِ الطافِ الٰہی | اس نور کو دی خالقِ کونین نے شاہی
سمجھا نہیں اسکو بھی کوئی شخص کماہی | اس نور کی بھی کنہہ کسی نے نہیں پائی
کیا جانے کوئی بھید ہے یہ ربِ علا کا | عارف ہے خدا اسکا یہ عارف ہے خدا کا

اس نور کو خالق نے دیا تاجِ کرامت | اس نور کے پردہ میں عیاں اپنی کی رحمت
خالق نے کیا اسکو ہی مختارِ شفاعت | بخشائی ہے اس نور سے اللہ نے خلقت
یہ نور ہوا باعثِ رضوانِ الٰہی | یہ نور ہوا موجبِ غفرانِ الٰہی

اک روز یہ پیشِ شہِ دیں صادقِ عترت | کہتے ہیں مفضل کہ میں تھا حاضرِ خدمت
کی عرض یہ میں نے کہ بیاں کیجئے حضرت | کس طرح سے خاتونِ جناں کی ہے ولادت
ہم چاہتے ہیں ہم پہ یہ مضمون عیاں ہو | صدیقۂ کبریٰ کی ولادت کا بیاں ہو

تب حضرتِ صادق ہوئے اسطرح سے گویا | جس وقت خدیجہ سے ہوا عقد نبیؐ کا
سب مکہ کی عورات نے منہ انسے تھا موڑا | ہر اک نے سلام اور ملاقات کو چھوڑا
کفار میں ہر شخص مخالف ہوا انکا | کوئی نہ زن و مرد موالف ہوا انکا

تھی عورتوں کو ان سے یہی وجہ عداوت | کی آپ نے کیوں احمدِ مختار سے وصلت
لوگوں کی عداوت سے جو تھا خوف اذیت | رہتی تھی خدیجہ کو پریشانی و وحشت
تھی فکر یہی مامِ بتولِ عذرا کو | صدمہ کوئی پہنچائے نہ محبوبِ خدا کو

جسوقت خدیجہ ہوئیں اس نور کی حامل[1] | اسوقت بہت انکو مسرت ہوئی حاصل

[1] حاملہ زن باردار کو کہنا جیسا کہ مشہور ہے بموجب قواعد نحویہ عربیہ و قوانین ادبیہ غلط ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس حائضہ کہنا بھی غلط ہے حامل اور حائض کہنا چاہیے۔ کما فی درۃ الغواص فی اغلاط الخواص للحریری صاحب المقامات۔ ۱۲۔ زائر ۞ ۞

سب درد و غم و رنج و الم ہو گئے زائل | اور اُنپہ ہوا لطفِ خدا اور یہ شامل

صدیقہ تھیں جسوقت خدیجہؑ کے شکم میں | دیتی تھیں تسلّی اُنھیں ہر رنج و الم میں

باتیں جو خدیجہؑ سے کیا کرتی تھیں زہرؑا | اُن باتوں کو ظاہر نہیں ماں کرتی تھی اصلا

اِک روز جو داخل ہوئے گھر میں شہ والا | دیکھا کہ ہیں واں مادرِ زہرا تن تنہا

گو شخص کوئی دوسرا اُس جا پہ نہیں ہے | پر باتوں میں مصروف وہ زوجِ شہ دیں ہے

فرمانے لگے اُن سے یہ تب سرورِ عالم | کس شخص سے تم کرتی تھیں تقریر یہ پیہم

کی عرض خدیجہؑ نے کہ اے مفخرِ آدم | بچہ یہ شکم میں ہے مرا مونس و ہمدم

دیتا ہے تسلّی یہ مجھے رنج و الم میں | ہر روز ہوا کرتی ہیں تقریریں یہ ہم میں

فرمایا پیمبرؐ نے کہ جبریلؑ نے آکر | اب مجھکو خبر دی کہ یہ فرزند ہے دختر

اِس بیٹی سے پھیلے گی مری نسل مقرر | اور ہوئے گی وہ نسل بھی پاکیزہ و اطہر

پاکیزہ و طیب ہے کیا اُسکو خدا نے | اولاد بھی دی پاک اسے ربِ علیٰ نے

اِس بچے کو حق نے کیا خاتونِ قیامت | اس بیٹی کی اولاد میں ہوئے گی امامت

ہوئے گی مرے بعد وہ اللہ کی حجت | جس طرح میں ہوں رحمتِ حق وہ بھی ہیں رحمت

اِس بیٹی کو اللہ نے کیا رتبہ دیا ہے | مختارِ شفاعت اسے خالق نے کیا ہے

آتی نہ تھی قرشیہ کوئی نزد خدیجہؑ | ہنگام ولادت کا جو صدیقہ کے آیا

اُسوقت زنانِ قرشیہ کو بُلایا | ہر ایک نے تب آپ سے کہلا کے یہ بھیجا

ہرگز نہیں ہم آئیں گی غصہ یہ بڑا ہے | کس واسطے عقد آپ نے مفلس سے کیا ہے

محزون خدیجہؑ ہوئیں پیغام یہ سُنکر | بیٹھی تھیں اسی حالت اندوہ میں مضطر

تھی یاس مگر دیدۂ حق بیں تھی سوئے در | چار عورتیں دیکھیں کہ ہیں جوں سرو صنوبر

بیساختہ داخل ہوئیں وہ اُنکے گھر میں | ہمشکل زنانِ بنی ہاشم تھیں نظر میں

یہ دیکھ کے خاتون یکایک ہوئیں ترساں | تب ایک نے اُنہیں سے کہا ہو نہ ہراساں

میں زوجہ ہوں اُسکی ہے جسے خلّت رحمان | یہ مادرِ عیسےٰ ہے جو ہے دخترِ عمراں

یہ تیسری ہے آسیہ اور چوتھی ہے کلثوم | ہم آپ کی بہنیں ہیں نہ بس ہو جیئے مغموم

ہم حکمِ الٰہی سے ہوئیں حاضر خدمت | اس حال میں تا آپ کی ہو ہم سے اعانت

تنہائی سے ہے آپ کو جو رنج و ملالت | ہم اُنس و محبت سے کریں دور وہ وحشت

جو حکم کریں آپ وہی لاتی ہیں لیجے — ہم حاضرِ خدمت ہیں ذرا خوف نہ کیجے

پس چاروں طرف بیٹھیں خواتینِ معظم — اور مادرِ زہراؑ کی ہوئیں مونس و ہمدم
اس عرصہ میں پیدا ہوئیں بنتِ شہِ اکرم — پاکیزہ و نورانی بل نورِ مجسم
اک نور جو ساطع ہوا اُس نورِ خدا سے — تب مشرق و مغرب ہوے پُر نورِ ضیا سے

تعظیم کو اُٹھو کہ وہ تشریف لے آئی — جس بی بی کے بچّی ہوئی خالق کی خدائی
جو اُمِّ ابیہا سے مخاطب ہے وہ آئی — نورِ احدی احمدِ مختار کی جائی
توقیر عجب دی اسے ہے جسے ربِ علا نے — تعظیم کی جس بیٹی کی محبوبِ خدا نے

لو مومنو خاتونِ جناں آئی مبارک — شاہنشہِ مظلوم کی ماں آئی مبارک
معصومہ بصد عزّت و شاں آئی مبارک — ہاں نورِ خداوندِ جہاں آئی مبارک
اس نور سے ہی نور تھا افلاک نے پایا — ان قدموں سے اب مرتبہ اس خاک نے پایا

اے مومنو یہ بخت کی ہے اپنے رسائی — کس درجہ محبّوں پہ ہوا فضلِ الٰہی
صد شکر کہ ہے رحمتِ حق جوش پر آئی — بخشائے گی جو حشر میں تشریف وہ لائی
آج آئی ہے وہ کل کو جو امداد کرے گی — شیعوں کو جہنّم سے جو آزاد کرے گی

کیا بارگہِ حق میں خدیجہؑ کی تھی خاطر — ارشادِ خدا سے کہ جو ہے ناصر و قادر
اس عرصہ میں دس حوریں ہوئیں غیب سے ظاہر — خدمت میں خدیجہؑ کے ہوئیں آن کے حاضر
اللہ رے کیا بخشش و الطاف ہیں رب کے — ابریق تھے اور طشت بھی تھے ہاتھوں میں سب کے

بیٹھی تھی جو خاتونِ مقابل میں مودّب — استادہ ہوئی دیکھ کے اُن کو پئے مطلب
کوثر کے تھے پانی سے وہ ابریق ملبّب — اُس پانی سے اُس طاہرہ کو غسل دیا تب
اک کپڑے کا مقنعہ کیا اور ایک ردا کی — تقریر سُنی سب نے بتولِ عذرا کی

فرمایا یہ زہراؑ نے کہ دیتی ہوں گواہی — رب ایک ہے جز اُسکے نہیں کوئی الٰہی
پا سکتا نہیں کُنہہ کوئی اُسکی کماہی — دی حق نے مرے باپ کو کونین کی شاہی
شوہر مرا سردار وصیانِ رسل ہے — اولاد مری افضلِ اسباط اول ہے

پھر چاروں خواتین کو زہراؑ نے کی تسلیم — اور نام لئے اُن کے بصد عزّت و تکریم
ان چاروں نے کی شفقت و اعزاز سے تکریم — اک دوسری پر کرتی تھیں وہ پیار میں تقدیم
مسرور جمالِ رخِ زہراؑ سے ہوئیں وہ — اُس نور کو دیکھا تو مسرت سے ہنسیں وہ

وہ نور منور کہ جو تھا مطلع انوار　　جس نور سے انوار آئمہ کا ہے اظہار
حوریں بھی ہنسیں دیکھ کے اُس نور کا دیدار　　خاتونوں نے کی مادر زہرؑا سے یہ گفتار
لو طاہرہ با عصمت و عفت ہے یہ دختر　　واللہ کہ اللہ کی رحمت ہے یہ دختر

یہ سُنکے نہایت ہوئیں مسرور خدیجہؑ　　صدیقہ کو جھٹ گود میں تب اپنے اُٹھایا
اور پیار کیا بیٹی کو چھاتی سے لگایا　　کس چاؤ سے اور پیار سے دودھ اُنکو پلایا
آرام تھا زہرؑا ہی کی راحت سے پدر کو　　پتلی کی طرح رکھتی تھی ماں نور نظر کو

اِک دن میں یہ نشو و نما پاتی تھیں زہرؑا　　جیسا کہ کوئی بڑھتا ہے اِک ماہ میں بچّا
اِک ماہ میں بڑھنے کا یہ تھا آپکے نقشہ　　بڑھتی تھیں ہے جتنا کوئی اک سال میں بڑھتا
آرام خدیجہؑ کا بھی اور چین نبی کا　　زہرؑا ہی کے آرام سے وابستہ ہوا تھا

اے سیّدہؑ ہے دل سے غلام آپ کا زائر　　ہے ظاہر و باطن مرا سب آپ پہ ظاہر
یا فاطمہؑ اِس امر سے بھی آپ ہیں ماہر　　یعنی کہ میں ہوں آپ کے فرزند کا ذاکر
تن ہند میں محبوس و گرفتارِ بلا ہے　　جاں شایق دیدار شہ کرب و بلا ہے

یا فاطمہؑ زہرا مری امداد کو آؤ　　مجھکو غم و اندوہ و مصیبت سے چھڑاؤ
روضہ مجھے اب سبطِ پیمبر کا دکھاؤ　　جو جو ہیں مراداتِ دلی مجھکو دلاؤ
ہو آپ کے صدقہ سے یہ تاثیر دُعا میں　　جا پہنچوں بہت جلد میں اک کرب و بلا میں

دُنیا کی بھی یہ منزل خونخوار کڑی ہے　　یہ جھاڑ کے پنجوں کو عجب پیچھے پڑی ہے
برتاؤ کروں اُس سے تو مشکل یہ بڑی ہے　　ڈر اسکے ہر ایک مکر سے ہر ایک گھڑی ہے
یاں پاؤں پھسل جانیکا ہر وقت میں ڈر ہے　　اِس دہر بد اطوار سے دشوار مفر ہے

بندہ یہ زیارت سے مشرف جو ہوا تھا　　ہے یاد مدینہ میں جو حضرت نے کہا تھا
مسرور ہوں اُس وعدہ پہ جو مجھ سے کیا تھا　　خود آپ نے مژدہ مجھے جنت کا دیا تھا
اب یاں بھی تو بندہ کی اعانت کرو دادی　　ہر طرح سے امداد و حمایت کرو دادی

جو آپ کے فرزند کے ماتم میں ہیں روتے　　میں جانتا ہوں آپ رضامند ہیں اُن سے
لاریب بہت ملتے ہیں اُن لوگوں کو رتبے　　پس میں بھی عزادار ہوں بیٹے کا تمہارے
اور آپ کا زائر ہوں غلام آلِ نبی کا　　یا سیّدہؑ ذاکر ہوں حسینؑ ابن علیؑ کا
گو مذنب و خاطی ہوں سزاوار سزا ہوں　　پر پنجتن پاک کے در کا میں گدا ہوں

مداحِ علیؑ ذاکرِ شاہِ شہدا ہوں | اسواسطے ہیں قابلِ الطاف و عطا ہوں
مطلوب جو ہیں میرے عطا کیجئے حضرت | امداد مری بہرِ خدا کیجئے حضرت
اُستاد[1] مری جو کہ تھے حکمت میں ارسطو | اور فرخ[2] مرحوم تھے بھائی مرے خوشخو
تھے فضل و کمالات میں بہلو بہ بہلو | اور آلِ نبیؐ سے بڑا عشق تھا اُن کو
عاشق تھے دل و جان سے سبطینِ نبیؐ کے | مداح تھے یہ دونوں حسینؑ ابن علیؑ کے
یا سیدہ دن حشر کے صدقہ سے تمہارے | رتبے انہیں فردوس میں حاصل ہوں وہ سارے
ہرگز نہ سُنے ہوویں وہ کانوں نے ہمارے | آنکھوں نے کئے ہوں نہ کبھی جنکے نظارے
استبرق و سندس کے لباس انکو عطا ہوں | اور داخلِ خدامِ شہِ کرب و بلا ہوں
تھے آپکے بچوں پہ فدا والدِ مبرور[3] | دل والدہ کا آپ کے الفت سے تھا معمور
ماں باپ مرے آپکے صدقہ سے ہوں مغفور | بس دونوں غلام اور کنیز و نہیں ہوں محشور
والد رہیں دربارِ شہِ عقدہ کشا میں | ماں میری کنیزانِ بتولِ عذرا میں
قاسم[4] کے جو نانا تھے محب تھے وہ علیؑ کے | اخلاق میں پیرو تھے رسولِ عربی کے
در پے تھے ہر اک شخص کی درماں طلبی کے | باکی تھے عزادار تھے وہ سبطِ نبی کے
محفوظ رہیں بس وہ سرورِ ابدی میں | داخل ہوں غلامانِ حسینؑ ابن علیؑ میں
اور رستم[5] سیدانِ دلا والدِ کرار | تھے جنسے کہ خلقِ احمدِ مرسل کے نمودار
وہ مومنِ کامل تھے عجب عابد و دیندار | ہوں آپ کے صدقہ سے وہ محشور با برار
باکی تھے بہت وہ بھی عزائے شہِ دیں میں | درجے دے بلند انکو خدا خلدِ بریں میں

ایضاً لمؤلفہ

راحتِ جانِ رسولِ انس و جاں پیدا ہوئی | ہر دو ریحانِ نبی کی آج ماں پیدا ہوئی
جو ازل سے تا ابد مخدومۂ نسوان ہے | آج حکمِ حق سے وہ شاہِ زماں پیدا ہوئی
جسکی خود تعظیم کو اٹھتے تھے محبوبِ خدا | مومنوں ہے آج وہ ذیقدر و شاں پیدا ہوئی

[1] یعنی جناب قبلہ و کعبہ ارسطو جاہ مولانا مولوی سید رجب علیخان بہادر اعلی اللہ مقامہ اجزل علیہ اکرامہ ۱۲ — [2] یعنی جناب قبلہ و کعبہ مولانا مولوی سید فرزند علیخاں صاحب فرخ علیہ رحمۃ الرضوان — [3] یعنی مؤلف کے والد ماجد جناب قبلہ و کعبہ حضرت سید شیر علیخاں صاحب مرحوم جاگیردار موضع بچھاکلہ دربیمی و بیاہی تحصیل و ضلع لودیانہ — [4] یعنی بھائی سید حسن صاحب و سید حسین صاحب سلمہما اللہ کے والد ماجد حضرت قبلہ کعبہ سید محبت علیخاں صاحب مرحوم — [5] یعنی بھائی سید کرار حسین خانصاحب کے والد ماجد جناب قبلہ و کعبہ حضرت سید رستم علیخاں صاحب مرحوم ۔

جز شہ مرداں نہیں ہرگز کوئی جسکا نظیر
آج دنیا میں وہ سردار زناں پیدا ہوئی

جسکی چکی پیسنے کا قدسیوں کو فخر تھا
آج ہے وہ بنت فخر مرسلاں پیدا ہوئی

آسماں روشن کئے خالق نے جسکے نور سے
آج وہ نور خداوند جہاں پیدا ہوئی

مادر شبیرؑ و شبرؑ بنت شاہ انبیاءؐ
زوجۂ پاک امیر مومناں پیدا ہوئی

جس سے آتی تھی نبی کو بوئے تفاح جناں
آج دنیا میں وہ خاتون جناں پیدا ہوئی

راحت جاں میوۂ دل قرۃ العین رسول
مام سبطین نبی الانس و جاں پیدا ہوئی

نور حق کے صلب سے اور نور حق کے بطن سے
فاطمہؑ نور خداوند جہاں پیدا ہوئی

روز محشر کی شفاعت کے لئے اے مومنو
ہو مبارک آج خاتون جناں پیدا ہوئی

سیدہ زہرا و عذرا اور زکیہ راضیہ
ہیں لقب جسکے وہ مولاۃ جہاں پیدا ہوئی

حرہ و حورا و مرضیہ و صدیقہ بتول
فاطمہ بنت نبی انس و جاں پیدا ہوئی

کنیتیں جسکی کہ ہیں ام الحسنؑ ام الحسینؑ
آج وہ گیارہ اماموں کی ہے ماں پیدا ہوئی

لٹ گئی جسکی کمائی بر سر نہر فرات
آج وہ مام شہ تشنہ دہاں پیدا ہوئی

دیگا محشر میں جسے حق اختیار نار و خلد
آج وہ بہر نجات شیعاں پیدا ہوئی

قہر حق جسکا غضب ہے مہر حق جسکی رضا
آج وہ بنت رسول الانس و جاں پیدا ہوئی

جسکی شفقت اپنے شیعوں پر زیادہ ماں سے ہی
مومنوں مژدہ کہ اب وہ مہرباں پیدا ہوئی

گرچہ عاصی ہوں پہ زائر ہے امید مغفرت
بنت احمدؐ ہے شفیع عاصیاں پیدا ہوئی

نیز درباب ولادت جناب صدیقۂ کبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا۔ لمؤلفہ

ہے ولادت آج بنت سید ابرار کی
ہو گئی شیعوں پہ رحمت ایزد غفار کی

وجہ تسمیہ یہی ہے فاطمہؑ کے نام کی
یعنی شیعہ اسکے دیکھیں گے نہ صورت نار کی

اور لقب زہرا دیا حق نے کہ انکے نور سے
ہو گئی کافور ظلمت گنبد دوار کی

بضعۃ منی جسے فرماتے تھے دنیا میں آج
آئی ہے لخت جگر وہ احمد مختار کی

پیٹ میں ماں سے ہمیشہ باتیں کرتی تھیں بتولؑ
کرتی تھیں تسکین اکثر ام خوش اطوار کی

ہوتی تھی انکی تسلی رنج ہو جاتی تھی دور
سنتی تھی ماں جبکہ باتیں دختر غمخوار کی

خلق ہوتے ہی کیا اقرار توحید خدا
دی رسالت پر گواہی احمد مختار کی

اور کہا شوہر ہے میرا پیشوائے اوصیا — سب پہ ظاہر کی بزرگی حیدرِ کرّار کی
پھر کہا اولاد میں میری آئمہ ہوئیں گے — اپنے بچوں کی شرافت آپ نے اظہار کی
فاطمہ زہراؑ کے چہرہ سے عیاں ہے نورِ حق — کیوں نہ ہو ماں ہے یہ گیارہ نجم بانوار کی
نورِ زہرا دیکھکر ماں ہوگئی ہے باغ باغ — کھل گئیں باچھیں خوشی سے احمدِ مختار کی
جس طرح رحمتِ حق ہے وجودِ مصطفٰے — ویسے ہی زہراؑ ہے رحمت ایزدِ غفار کی
روز روزہ یا کہ فاقہ رات کو شب بھر نماز — تھی یہ حالت دائماً بنتِ شہِ ابرار کی
رات دن تسبیح اور تہلیل میں مشغول تھیں — اسکو کہتے ہیں عبادت ایزدِ غفار کی
تھا حسینؑ ابنِ علیؑ میں خلقِ احمدؐ سر بسر — صبرِ زہراؑ اور شجاعت حیدرِ کرّار کی
زائرِ احمدؐ کی زیارت غیب سے امداد ہو — حل مشکل جلد ہو اِس مضطر و ناچار کی
قابلِ رحمت ہے اب پردیس میں حالت مری — ہو عنایت جلد مجھپر داور دادار کی

قصیدہ مؤلف در مدح علیا جناب بنتِ بشیر و نذیر مصداق آیہ تطہیر سیّدۃ النساء صلواۃ اللہ علیہا

بحرِ ولائے بتولؑ سینہ میں ہے موج زن — بہرِ نثار اب حصول ہوگئے دُرِ عدن
آمدِ زہراؑ سے اب کون و مکاں عام سب — خاص دیارِ عرب ہوگیا رشکِ چمن
ہوگیا سارا جہاں رشکِ دہ صد جناں — نور سے پُر ہے زماں سور سے مملو زمن
آج وہ پیدا ہوئی جس سے کہ نسلِ نبی — خلق میں پھولی پھلی مثلِ نسیمِ چمن
تم بھی ادب سے اُٹھو خلق ہوئی مومنو — اُٹھتے تھے تعظیم کو جسکی رسولِ زمن
اوّلِ جملہ نساء ثانی مشکل کشاء — ثالثِ اہلِ کساء آں یکے از پنجتن
افضلِ جملہ بنات اشرفِ کلِ امہات — بنتِ شہِ کائنات مامِ حسینؑ و حسنؑ
خاص کنیز خدا سیدہ ماسوا — دخترِ خیرالورٰی زوجۂ خیبر شکن
لختِ دلِ مصطفٰےؐ زاہدہ و پارسا — حامیِ روزِ جزا مالکِ نہرِ لبن
آئینۂ حق نما طاہرہ از اِمّا — صائمہ ہل اتی رحمتِ فی والفضلِ المن
از حجج باہرہ سیدہ و طاہرہ — شاکرہ و صابرہ بر ہمہ رنج و محن
آپ کے سر پر سدا رہتی تھی کہنہ ردا — چادرِ تطہیر کا حق نے دیا پیرہن

تھا یہی حکمِ صمد جو ستے تھے اُن کے ید
کرتے تھے تعظیم خود اُٹھکے رسولِ زمن

حورِ انسیہ تھی مثلِ نبیؐ و علیؑ
محرمِ رازِ خفی واقفِ سر و علن

باپ وہ حق نے دیا کل کا جو ہے مقتدا
زوج ہے شیرِ خدا شبل حسینؑ و حسنؑ

بعد نبی کوہِ غم ٹوٹ پڑے یک قلم
سخت تھے بے انتہا جو جو کہ گزرے شجن

ظلم سہے بر ملا پر کیا شکرِ خدا
صبر ہر اک پر کیا جو جو کہ گزرے محن

سخت ہوئے جب تعب باپ کے روضہ پہ تب
آئی وہ مقبولِ رب آہ کناں خستہ تن

پہلو پہ در تھا گرا بچہ شکم میں موا
ہاتھ تھا زخمی ہوا تھے بہ الم اور محن

لب پہ فغاں چشمِ تر آئی جو وہ نوحہ گر
مسجد خیر البشر کانپی بصد یوہن

جسم تھا زار و نزار چشم تر و اشکبار
کانپتی تھی بار بار بنتِ رسولِ زمن

عورتوں نے بڑھکے واں پردہ کیا درمیاں
تاکہ ہو زہرا نہاں جمع تھی سب انجمن

خطبہ[1] مفصل پڑھا جسکا کہ ہر فقرہ تھا
تیغ شہ لافتی بہر ہر اک اہرمن

پڑھتی تھی جبکہ متبول دل تھا نہایت ملول
صوت تھی صوتِ رسول لہجہ خیبر شکن

صابرہ تھا اُنکا نام صبر اُن ہی کا تھا کام
کشتی امت کی تھام آپ سہے سو محن

آپ خدا و رسول کرتے ہیں مدحِ بتولؑ
بس نہ دے زائر تو طول ختم کر اب یہ سخن

تو جو ہے اُنکا غلام زائر احمد مدام
بھیج درود اور سلام از پئے آن پنجتن

انچاسویں مجلس جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی ایک اعلیٰ درجہ کی فضیلت کا ذکر پھر مصائب کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ العلی الاعلیٰ خالق الارض والسماء وفالق الحب والنوی وداحی الغبراء وسامک السماء ذی الفضل والعطا الذی قھر عبادہ بالموت والفناء عز اسمہ وعلا۔ والصلوٰۃ علی سیدنا افضل الرسل وخاتم الانبیاء الشافع المشفع فی یوم الجزاء حبیب الکبریاء محمد المصطفیٰ وعترتہ الاصفیاء وآلہ النجباء وذریتہ الاتقیاء لاسیما علی الزھرۃ الزھراء والغرۃ الغراء قرۃ عین ابیھا وقرار قلب امھا الحالیۃ بجواھر علاھا

[1] یہ خطبہ جناب سیدہ کا کتب کلامیہ میں مندرج ہے۔ اس خطبہ میں اُس علیا جناب نے کوئی بات باقی نہیں چھوڑی اپنے مخالفوں کا کفر و ارتداد پورا ثابت کر دیا ہے۔ ۱۲۔ زائر ⁂

العاطلۃ من زخرف دنیاھا امۃ اللہ سیدۃ النساء جمال الاباء شرف الابناء العالیۃ المحل الحالیۃ فی زینۃ العلاء السامیۃ المکانۃ المکینۃ فی عالم السماء المصفیۃ النور المنیرۃ الضیاء الکثیرۃ البھاء الوفیرۃ السناء سلیلۃ النبوۃ ورضیعۃ درّ الکرم والابوۃ ودُرّۃ صدف الفخار۔ وغرۃ شمس النھار۔ ذبالۃ مشکاۃ الانوار۔ بضعۃ سیّد الابرار۔ بنتِ احمد المختار۔ ام الایمۃ الاطھار وزوجۃ حیدر الکرّار۔ وصفوۃ الشرف والجود۔ وواسطۃ قلادۃ الوجود نقطۃ دایرۃ المفاخر وقمر ھالۃ الماثر یفخر آدم بمکانھا۔ ویبوح نوح برفعت شانھا ویسمو ابراھیم بکونھا من نسلہ ویفتخر اسماعیل علی اخوتہ اذ ھی فرع اصلہ۔ **لمؤلفہ**

افضل جملہ بنات اشرفِ کل امہات		بنتِ شہ کائنات مام حسینؑ وحسنؑ

صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیھا وعلی ابیھا وبعلھا وبنیھا وامھا واخیھا وذریتھا وموالیھا باطنا وجھاراً لیلاً ونھاراً **امّا بعد** واضح ہو کہ احمد حنبل امام اہلسنّت نے اپنی مسند میں بیوی عایشہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیماری کے ایّام میں ایک دن جناب فاطمہ زہراؑ سے بطور راز کے ایک مضمون بیان فرمایا جناب سیدہ اُسکو سُنکر رنجیدہ ہوئیں اور رونے لگیں پھر آنحضرت نے ان سے ایک اور مضمون بیان فرمایا اُسکو سُنکر جناب فاطمہ نہایت مسرور اور شاد ہوئیں اور ہنسنے لگیں بیوی عایشہ کہتی ہیں کہ میں نے جناب سیدہؑ سے اُن کے رونے اور پھر فوراً خوش ہوکر ہنسنے کا سبب دریافت کیا تب جناب معصومہ نے فرمایا کہ میرے بابا نے پہلے مجھکو اپنی وفات کی خبر دی اسلیئے میں روئی۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اے فاطمہ میری اہلبیت میں سے پہلے تو مجھ سے ملحق ہوگی۔ پس اپنے جلد مرنے کی بشارت سُنکر مجھکو مسرت اور خوشی حاصل ہوئی اسلیئے میں خوش ہوکر ہنسی **مؤلف** اے حضرات مومنین ناظرین وسامعین اب اِس مقام میں غور کرو کہ موت ایسی شئے ہے کہ اِس سے ہر متنفس ہر جاندار خائف وترساں ہے اور ہر شخص موت کو اپنے لئے مکروہ اور بُرا جانتا ہے حتیٰ کہ ابنیاء باوجود اِسکے کہ اُن کے واسطے آخرت میں درجات عظیمہ مہیّا اور آمادہ ہیں مگر موت کو اُنہوں نے بھی پسند نہیں کیا بلکہ موت کو سب مکروہ اور بُرا جانتے رہے ہیں دیکھو آدم علیہ السلام نے باوجود اِسکے کہ بہت بڑی عمر پائی مگر جب اُنکی اجل آئی تو جزع وفزع کرنے لگے اور ملک الموت سے کہنے لگے کہ میری عمر میں سے جو مجھکو خدائے تعالیٰ نے بتائی ہوئی ہے ابھی چالیس برس باقی ہیں ملک الموت نے کہا کہ آپ کو شاید یاد نہیں رہا کہ آپنے چالیس برس اپنی عمر میں سے اپنے فرزند داؤد کو بخشدئے تھے حضرت آدم نے اِس امر سے بالکل انکار کر دیا۔ اور نوح علیہ السلام کُل پیغمبروں میں زیادہ تر طویل العمر ہوئے ہیں جب اُنکی موت آئی تب اُن سے ملک الموت نے پوچھا کہ آپ نے دُنیا کو کیسا دیکھا حضرت نوحؑ نے فرمایا

کہ میں نے دُنیا کو صرف اِسقدر دیکھا کہ گویا میں ایک دروازہ سے اُسمیں داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے نکل گیا۔ پس اِس تقریر سے معلوم ہوا کہ باوجود اِس مدتِ مدید کے جسقدر عرصہ وہ دُنیا میں رہے تھے اُس زمانہ کو کم سمجھتے تھے اور دُنیا میں اُس سے زیادہ عرصہ تک اور رہنا چاہتے تھے اور اپنے مرنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے خدائے کریم سے سؤال کیا ہوا تھا کہ جب تک میں خود مرنے کی درخواست نہ کروں تب تک مجھکو موت نہ آئے پس جب اُنکی زندگی کے ایام جسقدر مقدر کیے گئے تھے پورے ہو چکے تب ابراہیم علیہ السلام نے ایک فرشتہ کو شیخ فانی و خرف کی صورت میں دیکھا کہ وہ ایسا فرتوت ہے کہ بوڑھاپے کے سبب سے حرکت بھی نہیں کرسکتا اور لعاب دہن مُنہہ سے نکلکر ڈاڑھی پر جاری ہے۔ حضرت ابراہیم نے اُس سے پوچھا کہ اے شیخ تمہاری کیا عمر ہے اُس نے حضرت ابراہیم کی عمر سے ایک سال زیادہ اپنی عمر بتائی تب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل میں سوچا کہ ایک سال کے بعد میں بھی ایسا ہی خرف اور شیخ فانی و فرتوت ہو جاؤنگا یہ سوچکر اُنہوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے مرنے کی درخواست کی۔ پس اب جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ کی عظمت اور بزرگواری اور رفعت اور علو شان کو ملاحظہ کرنا چاہیے باوجود اِسکے کہ جناب رسول اللہ کی وفات کے زمانہ میں سن شریف اُس مخدومۂ کونین کا اٹھارہ سال کا تھا اور بچے حسنؑ و حسینؑ و زینبؑ و امّ کلثومؑ نہایت صغیر السن تھے اور شوہر اعلیٰ درجہ کا کریم اور مہربان تھا۔ اِن ساری باتوں پر عین عنفوانِ شباب میں اپنے اطفال صغار و شوہر نامدار کی مفارقت پر بدل و جان رضامند اور اپنے جلد مر جانے پر نہایت مسرور اور خورسند ہوئیں۔ پس یہ فضیلت جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کی اعلیٰ درجہ کے فضایل میں سے ہے اور نیز اِس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جناب سیدہ نساء عالمین بضعۂ سید المرسلینؐ سوائے اپنے پدر بزرگوار جناب احمدِ مختار اور اپنے شوہر عالی وقار جناب حیدر کرارؑ کے کل انبیاء سابقین سے بلکہ کل مخلوقات سے عند اللہ افضل و اعلیٰ ہیں۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ حضرات مومنین جسطرح بنتِ سید لولاک کے فضائل و فواصل و مناقب و مراتب بے حساب اور اعلیٰ درجہ کے ہیں اُسی طرح اُس مظلومہ و مغصوبۂ املاک کے مصائب بھی بیشمار اور سخت و شدید ہیں۔ خود فرماتی ہیں ؎

صُبّت علیّ مصایبٌ لو انّھا ۔۔۔ صبّت علی الایام صرن لیالیا

یعنی مجھپر وہ مصیبتیں پڑیں کہ اگر ویسی مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں ہو جاتیں۔ للمؤلف

وہ دس شبیں کہ جنکی قسم کھاتا ہی خدا ۔۔۔ ہیں وہ یہی شبیں نہیں کچھ اسمیں شک ذرا

جنمیں وقوع واقعۂ کربلا ہوا ۔۔۔ اُنکی طرف اشارہ ہی زہرا نے بھی کیا

صبّت علیّ مصایب لو انّھا ۔۔۔ صبّت علی الایام صرن لیالیا

والفجر سے مراد ہے عاشور کی سحر — جس دن بتولؑ پاک کا لوٹا گیا ہے گھر
جس دن کہ نکلے قبر سے احمدؐ برہنہ سر — اور خواب میں یہ مادر سلمہ کو دی خبر
صورت بگڑ گئی مرے آرام و چین کی — آیا ہوں کھود کر میں لحد کو حسینؑ کی

جس دن یتیم ہو گئے بچے حسینؑ کے — جس دن لٹے خیام شہ مشرقین کے
قیدی ہوئے حرم شہ بدر و حنین کے — ذلت میں پیارے تھے نبی خافقین کے
پامال ظلم ہو گئی کھیتی بتولؑ کی — تھی ازدحام عام میں عترت رسولؐ کی

دی تھی خبر جو مخبر صادق نے بار بار — یہ معرکہ تھا فاطمہ زہراؑ پہ آشکار
یعنی شہید ہونگی احمدؐ کے یادگار — پانی نہ دیگا کوئی پیاسوں کو زینہار
عباسؑ شائے نہر پہ پیاسے کٹائیں گے — کوثر پہ تشنہ لب شہ مظلوم جائیں گے

حضرات مومنین چونکہ جناب سیدہ نساء العالمین کو اُن تمام حادثات و مصائب و حالات سے اطلاع تھی جو اُنکی اولاد امجاد پر واقع ہونے والے تھے اسلئے ہمیشہ وہ جناب اپنی ذریت کے مصائب پر رویا کرتی تھیں۔ جناب فاطمہؑ اس خبر وحشت اثر کو اپنے باپ سید المرسلین سے سُن چکی تھیں اور نیز اپنے مصحف میں دیکھ چکی تھیں کہ میرا فرزند حسینؑ تین دن کا بھوکا پیاسا لب فرات مثل گوسفند قربانی ذبح کیا جائیگا اور میری بیٹیاں زینبؑ و ام کلثومؑ سر برہنہ بازاروں کوفہ و شام میں پھرائی جائیں گی اور اُنکو بحالتِ اسیری بے مقنعہ و چادر بکمال ذلت و رسوائی یزید و عبید کے دربار میں لیجائیں گے۔ اور حسینؑ مظلوم کا سرِ انور اُن کے ساتھ ساتھ ہوگا **لمؤلفہ**

فرقِ معصوم کہاں طشتِ طلا خوار (شراب) کہاں — لبِ مظلوم کہاں چوبِ ستمگار کہاں

اور وہ جناب جانتی تھیں کہ میرا پوتا زین العابدین و سید الساجدین بحالتِ بیماری غل و زنجیر پہنے ہوئے مع اپنی بہنوں پھپھیوں کے ہمراہ قید میں ہوگا۔ اعدائے دین کے دستِ ظلم و تعدی سے کوڑوں کے صدمے اُٹھائیگا۔ قربان ہو جائیں جائیں ہم شیعوں کی ذریتِ فاطمہؑ پر کہ اُن بزرگواروں نے راہ خدا میں ہماری نجات کے لئے کیا کیا دُکھ پائے اذیتیں اُٹھائیں مصیبتیں جھیلیں **لمؤلفہ**

زینبِ زار کہاں شام کا بازار کہاں — بنتِ ایمانؑ کہاں کفر کا دربار کہاں
حلقِ بیمار کہاں طوقِ گراں بار کہاں — وہ تنِ زار کہاں دُرّوں کا آزار کہاں

اور خود جناب معصومہ مظلومہ کی ذاتِ اقدس و اعلیٰ پر جو جو ظلم و جور منافقین امت کے ہاتھ سے بعد وفات سرورِ کائنات واقع ہوئے وہ مشہور و السنۂ خواص و عوام ہر کور ہیں۔ نوبت ذلت کی یہاں تک پہنچی کہ فدک کے وثیقہ کو ایک سرکش نے اُن کے ہاتھ سے چھین کر اُس وثیقہ پر تھوک کا پھاڑ کر دیا۔ آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ پسلیاں ٹوٹ گئیں نیل پڑ گئے۔ پہلو شکستہ ہوا وہ بچہ جسکا نام جناب خیر الانام نے اپنی حیات میں محسن رکھا تھا جناب معصومہ کے شکم مبارک میں شہید ہوا اور بعد لگنے پر۔ غایمقدار اسقدر جسقدر عرصہ زندہ رہیں سخت مصیبتیں اٹھائیں اور دن رات اپنے پدر بزرگوار کی مفارقت کے الم میں رویا کیں یہاں تک کہ چھتر دن کے بعد اپنے باپ سے ملحق ہوئیں۔ صلے اللہ علیہا وعلی ذریتہا الطیبین الطاہرین +++

پچاسویں مجلس دربیان تزویج سیدہ نساء عالمین با سید الوصیین صلوٰۃ اللہ علیہما و علیٰ ذریتہما الطیبین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الحمید المحمود فی افعالہ کلہا العلی الاعلاء فاطر الارضین السفلیٰ و سامک السموات العلاء المحسن المجمل ذی الاحسان والعطاء حمداً کما یحب ربنا و یرضیٰ والصلوٰۃ علیٰ خیر الوریٰ اشرف الرسل و افضل الانبیاء الشفیع المشفع فی یوم الجزاء سیدنا و سید الکونین محمدن المصطفیٰ و عترتہ النجباء و آل الاتقیاء و ذریتہ الاصفیاء لاسیما علیٰ مولانا و مقتدانا و ہادینا و امامنا سید الاوصیاء و امیر الامراء و امین الامناء علی المرتضیٰ المزوج فی السماء بسیدۃ النساء المخصوصۃ بالثناء المویدۃ بعنایۃ رب السماء الصدیقۃ الکبریٰ فاطمۃ الزہراء ام ابیہا صلی اللہ علیہ و علیہا و علیٰ بعلہا و بنیہا فانہا زادتہ شرفاً الیٰ شرفہ القدیم و کستہ حلۃ مجد فخیم و حبت لہ مزیۃ التقدیم و رفعت لہ منار سودد ظاہر الترحیب و التعظیم و کانت ہٰذہٖ الکریمۃ صالحۃ لذٰلک الکریم۔ اما بعد واضح ہو کہ کشف الغمہ مطبوعہ ایران کے صفحہ ۱۰۲ میں احمد بن موفق خوارزمی محدث اہل سنت کی کتاب المناقب سے نقل کیا ہے۔ کہ جب جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سیدہ نساء عالمین کے خطبہؑ کے لئے جناب سید المرسلینؐ کے پاس گئے تو اسوقت آنحضرتؐ ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے جناب امیرؑ نے دروازہ کی زنجیر ہلائی ام سلمہؓ نے کہا من بالباب۔ دروازہ پر کون ہے۔ قبل اسکے کہ جناب امیر المومنین کچھ بولیں جواب دیں اپنا نام بتائیں۔ جناب اپنا نام بتائیں۔ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا اے ام سلمہ اٹھ اور دروازہ کھولدے اور کہہ کہ اندر چلے آؤ اے ام سلمہ یہ وہ شخص ہے جسکو اللہ اور رسول دوست رکھتے ہیں۔ ام سلمہ نے کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ یہ کون ہے جسکی آپ اسقدر تعریف کرتے ہیں حضرت نے فرمایا چپ رہ اے ام سلمہؓ یہ شخص کوئی بیہودہ اور لغو آدمی نہیں ہے بلکہ یہ بہت بڑا مستقل مزاج ہے یہ میرا بھائی اور ابن عم ہے جو تمام خلقت سے زیادہ مجھکو پیارا ہے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ یہ مدح اور تعریف سنکر میں اسقدر جلد اٹھی کہ قریب تھا کہ اپنی چادر میں الجھکر گر پڑوں میں نے دروازہ کھولدیا دیکھا علی بن ابیطالب ہیں۔ جب تک میں دروازہ سے ہٹکر اوٹ میں نہ ہو گئی وہ باہر کھڑے رہے اندر داخل نہوئے۔ جب میں ایک طرف کو ہو گئی تب حجرہ میں آئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضرت نے فرمایا و علیک السلام یا ابا الحسن آؤ بیٹھو ام سلمہ کہتی ہیں کہ علیؑ بیٹھ گئے اور زمین کیطرف دیکھنے لگے گویا کچھ حاجت لاتے ہیں مگر شرم کے سبب سے کہہ نہیں سکتے دیر تک اسی طرح سر جھکائے نیچی نگاہ

کیے ہوئے بیٹھے رہے ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ علیؑ کے دل کا حال جان گئے فرمایا یا علیؑ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کچھ حاجت لیکر آئے ہو پس اپنا مطلب بیان کرو جو حاجت تمہاری مجھسے ہو اُسکے پورا ہونے میں کچھ تامل نہیں ہے میں تمہارے کام کے اتمام و انجام دینے کے لئے موجود اور مستعد ہوں۔ امیر المومنین علیہ السلام کہتے ہیں کہ اُسوقت میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ نے میری طفولیت کے زمانہ میں مجھکو اپنے چچا ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد سے لیلیا تھا اُن ایام میں میں بچہ اور بہت کم سن تھا اور کچھ عقل اور سمجھ نہیں رکھتا تھا آپ نے مجھکو پرورش کیا اپنے ساتھ مجھکو کھانا کھلاتے رہے اپنے طریقے اور آداب مجھکو سکھاتے رہے اور آپ مجھپر میرے باپ ابو طالب اور میری ماں فاطمہ بنت اسد سے زیادہ تر مہربان اور شفقت فرمانے والے رہے اور حضور کی بدولت مجھکو خدا تعالےٰ نے ہدایت دی اور آپ نے مجھکو اُس حیرت اور شرک و کفر سے نکال لیا جسمیں ہمارا خاندان مبتلا تھا۔ قسم خدا کی یا رسول اللہ دنیا و آخرت میں میرا وسیلہ آپ ہیں اور مجھکو آپ کی ذات پر بہت بڑا بھروسہ ہے اور یا رسول اللہ اگرچہ آپکے طفیل سے مجھے ہر طرح کی تقویت حاصل ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے لئے ایک وجہ ہو جس سے میرا گھر آباد ہو پس میں آپکے پاس فاطمہ زہرؑا سے عقد کی درخواست کرنے کو آیا ہوں۔ پس کیا آپ میرا عقد فاطمہ زہراؑ سے کردیں گے؟ ام سلمہ کہتی ہیں کہ اُسوقت میں جناب رسول اللہ کے چہرہ کو دیکھ رہی تھی کہ حضرت کا رُدئے انور جناب امیرؑ کی یہ تقریر سنکر ذوق و مسرت سے مثل چاند کے چمکنے لگا۔ اور متبسم ہو کر فرمایا کہ اے علیؑ پھر تمہارے پاس کچھ ہے بھی کہ جسپر تمہارا عقد ہم فاطمہؑ سے کردیں۔ جناب امیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا حال آپ پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے میرے پاس ایک تلوار اور ایک آب کشی کا اونٹ اور ایک زرہ ہے۔ حضرت نے فرمایا تلوار کی تمکو بہت ضرورت رہتی ہے کہ اُس سے تم راہ خدا میں جہاد کرتے ہو اور آب کشی کا اونٹ بھی تمہارے کام کا ہے اُسپر تم پانی لاتے ہو اور سفر میں اُسپر اسباب لادتے ہو ہاں زرہ کی تمہیں کچھ ضرورت نہیں پس زرہ پر ہم تمہارا نکاح فاطمہؑ سے کردینگے۔ یہ کہکر پھر حضرت نے فرمایا کہ اے ابو الحسن میں تجھکو ایک بشارت دوں جناب امیر نے عرض کیا فداک امی و ابی یا رسول اللہ بشارت بیان فرمائے آپ ہمیشہ خوشخبریاں دینے والے اور راہِ نیک کی جانب ہدایت کرنے والے ہیں حضرت نے فرمایا اے ابو الحسن بشارت ہو تجھکو کہ خدائے عزوجل نے آسمان پر تیرا نکاح فاطمہ زہراؑ سے کردیا ہے قبل اسکے کہ ہم تیرا نکاح فاطمہؑ سے زمین پر کریں۔ ابھی تمہارے آنے سے پہلے جبکہ میں اسی حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا میرے پاس ایک فرشتہ آسمان سے آیا جسکے مُنہہ اور بازو متعدد تھے۔ ویسا فرشتہ میں نے پہلے اس سے کبھی نہیں دیکھا تھا اُس نے آکر مجھکو کہا السلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ بشارت ہو تمکو اے محمدؐ کہ پریشانی دُور ہوئی اور پاکیزہ نسل قایم ہوئی میں نے کہا اے ملک مبشر یہ کیا بات ہے اُس نے کہا یا محمدؐ میرا نام سبطائیل ہے میں قوایم عرش کے

موکلین میں سے ہوں میں نے بارگاہِ باری میں عرض کیا تھا کہ مجھکو اجازت ملے تاکہ یہ بشارت لیکر آپکے پاس حاضر ہوں اور میرے پیچھے پیچھے ابھی جبرئیل امیں بشارت از جانب رب العالمین لیکر آپکے پاس آتے ہیں وہ آپکو مفصل خوشخبری دینگے۔ یا علیؑ وہ فرشتہ ابھی یہ تقریر کرہی رہا تھا کہ اتنے میں جبرئیل امین نازل ہوئے اور اُنہوں نے مجھکو سلام کیا پھر ایک قطعہ سفید حریر جنت کا میرے سامنے رکھدیا اُسمیں دو سطریں لکھی ہوئی تھیں میں نے پوچھا یہ ٹکڑا حریر کا کیسا ہے اور اسمیں کیا تحریر ہے۔ جبرئیل نے کہا کہ یا محمدؐ اللہ عزوجل نے ایکدفعہ دُنیا کی طرف نظر کی تو تمکو تمام خلقت میں سے برگزیدہ اور منتخب کرکے تمہیں اپنا رسول مقرر کیا۔ پھر دوبارہ جو تمام خلقت پر نظر ڈالی تو تمہارے بھائی اور وزیر اور مصاحب اور داماد کو تمام خلقت میں سے منتخب اور پسندیدہ کیا اور اسکو تمہاری بیٹی فاطمہ زہراؑ کا زوج (جوڑا) بنایا میں نے کہا اے میرے دوست جبرئیل وہ کون شخص ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے محمدؐ وہ دُنیا میں تمہارا دینی بھائی اور نسب میں تمہارا چچازاد بھائی علی بن ابیطالبؑ ہے پھر جبرئیلؑ نے کہا یا محمد خدا تعالےٰ نے جنت کو مزین اور آراستہ ہونے کا حکم دیا پس بہشت نے زیبایش اور آراستگی پائی اور طوبی کو حکم دیا کہ زیوروں اور حلوں سے بارور ہو اور حوریں سنگار کریں اور ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ چوتھے آسمان پر بیت المعمور کے سامنے سب جمع ہوں پس بمجرد حکم وہ ملائکہ جو اُس مقام سے نیچے تھے اُنہوں نے اوپر کو صعود کیا اور جو اوپر تھے وہ نیچے اُترے پھر رضوان خازنِ جنان کو حکم دیا کہ ممبر کرامت و نور کو بیت المعمور کے دروازہ پر رکھے چنانچہ حسب الحکم وہ ممبرِ نورانی جسپر آدم نے بیٹھکر ملائکہ کے سامنے خدا تعالےٰ کے تعلیم کیے ہوئے اسمار بیان کیے تھے بیت المعمور کے دروازہ پر نصب کیا گیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے راحیل فرشتہ کو جو ملائکہ حجب میں سے ہے اور اُسکے برابر کوئی فرشتہ خوش آواز و خوش گفتار نہیں ہے حکم دیا کہ ممبر پر جاکر حمد و ثنار الٰہی جس حمد کا کہ خدا تعالیٰ سزاوار ہے بیان کرے اور خطبہ پڑھے چنانچہ راحیل نے بموجب حکم خداوند جلیل خطبہ پڑھا اور حمد و ثنار الٰہی بجالایا۔ اے محمدؐ اُسوقت اس شادی کی خوشی اور مسرت و فرحت تمام آسمانوں میں پھیل گئی سب مسرور اور شاد ہوئے جب احیل خطبہ پڑھ چکا اُسوقت مجھکو جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل اب تو علیؑ اور فاطمہؑ کا نکاح پڑھ کیونکہ میں نے اپنے حبیب محمدؐ مصطفےٰ کی بیٹی اپنی کنیز فاطمہ زہراؑ کا اپنے بندے علی بن ابیطالب سے نکاح کردیا ہے۔ پس بموجب حکم الٰہی میں نے فاطمہؑ کا نکاح علیؑ سے پڑھا اور اُسپر تمام ملائکہ گواہ ہوئے اور اُنکی شہادتیں اُس حریر پر لکھی گئی ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا کہ اُس حریر کو آپ کے سامنے پیش کروں۔ پھر اسپر مشک کی مہر لگاکر رضوانِ خازن جناں کے سپرد کردوں۔ جب نکاح فاطمہؑ و علیؑ کا آسمانِ چہارم پر پڑھا جاچکا اور اُسپر ملائکہ کی گواہیاں ہوچکیں تب خدا تعالیٰ نے طوبی کو حکم دیا اُس نے زیور اور لباس نچھاور کیا فرشتوں اور حوروں نے اُس بکھیر کو لوٹا پس حوریں اُنکو بطور تحائف آپسمیں

ایک دوسری کو دیتی ہیں اور اُسپر فخر اور ناز کرتی ہیں اور قیامت تک نازاں رہیں گی اور آپسمیں کہتی ہیں کہ یہ جناب خیر النسا صدیقہ کبریٰ کا صدقہ ہے۔ پس یا محمدؐ مجھکو خدا نے حکم دیا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آپ کو پہنچاتا ہوں کہ اب آپ فاطمہ زہرا کا عقد علیؑ سے زمین پر کردیں اور اُن دونوں کو اس امر کی منجانب اللہ بشارت دیں کہ خالق عالم اب ان دونوں سے دو فرزند ارجمند طیب و طاہر و شریف و نیک دنیا و آخرت میں اعلیٰ درجہ کی بزرگی اور رتبے والے پیدا کریگا۔ جبرئیل امینؑ کی یہ ساری تقریر بیان کرکے جناب رسول اللہؐ نے امیر المومنین سے کہا کہ اے ابو الحسنؑ جبرئیل یہ سارا مضمون مجھ سے بیان کرکے ابھی آسمان کی جانب گئے ہی تھے کہ تمنے آکر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور یہ درخواست لیکر میرے پاس آئے۔ اب میں تمہارے بارہ میں جو کچھ خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُسکو جاری کرتا ہوں تم مسجد کو چلو میں تمہارے پیچھے ابھی آتا ہوں اور وہاں آکر علی رؤس الاشہاد سب لوگوں کے سامنے تمہارا عقد فاطمہؑ سے کرتا ہوں اور تمہارے فضائل کو بیان کرونگا یہانتک کہ تمہارے محبوں کی دُنیا و آخرت میں آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ جناب امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں یہ مژدہ پاکر بڑی خوشی سے بہت جلد مسجد میں پہنچا اس عرصہ میں جناب رسول اللہ بھی تشریف لائے اور حضرت کا روئے مُنور بسبب فرحت و مسرت کے چاند کی طرح روشن تھا حضرت نے بلال سے فرمایا کہ کل مہاجرین و انصار کو جمع کرکے ہمارے پاس لاؤ چنانچہ بلال گیا اور سب کو بُلا لایا جناب رسول اللہ ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اے گروہ مسلمین ابھی میرے پاس جبرئیل امین یہ خبر فرحت اثر لیکر آئے کہ خدا تعالیٰ نے تمام ملائکہ کو بیت المعمور کے پاس آسمانِ چہارم پر جمع کیا اور اپنی کنیز فاطمہ بنت رسول اللہ کا اپنے بندے علی بن ابیطالبؑ سے عقد کردیا ہے اور تمام اُن ملائکہ کو اُسپر گواہ بنایا ہے اور مجھکو جبرئیلؑ نے خداوند جلیل کی طرف سے حکم دیا ہے کہ میں زمین پر فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کردوں اور تم سب کو اُسپر گواہ بناؤں یہ کہکر جناب رسول اللہ بیٹھ گئے اور علیؑ سے فرمایا کہ اے ابو الحسنؑ اب تو اپنے لیے خطبہ پڑھ امیر المومنینؑ اُٹھکر کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی و نعت رسالت پناہی بجالائے اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کا مجھ سے عقد کردیا ہے اور میری زرہ کو مہر مقرر فرمایا ہے اب تم لوگ حضرت سے دریافت کرلو اور گواہ بنجاؤ مسلمانوں نے حضرت سے پوچھا کہ یا حضرت آپ نے فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کردیا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں کردیا ہے۔ سب نے مبارکباد کہا اور کہا بارک اللہ لھما و علیھما وجمع شملھما یعنی خدا تعالیٰ دولہ دولہن دونوں کو یہ بیاہ مبارک اور سزاوار کرے۔ جب یہ عقدِ ارضی بحکم ربانی بعد عقد آسمانی توقیر و عظمت کی نشانی کے بمہر پانچ سو درہم یا زرہ جو قیمتاً پانچ سو درہم کی تھی منعقد ہوچکا تو اب اس موقع پر ملا معین جو علمار سنین میں سے ہیں اپنی کتاب معارج النبوۃ میں روایت لکھی ہے کہ جناب سیدۃ النساء نے جناب رسولِ خدا سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اور لوگوں کی بیٹیوں کا تو مہر درہم و دینار

ہوتا ہے مگر آپ نے میرا مہر بھی درہم و دینار ہی مقرر کیا میرا مہر ایسی خسیس اور ناچیز شے کیوں مقرر فرمائی۔ آپ
خدا تعالےٰ سے درخواست کریں کہ میرا مہر آپ کی امت کی مغفرت کو خدا تعالےٰ مقرر فرمائے جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسی وقت خدا تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کی فوراً بدرجہ قبولیت پہنچی اور جبرئیل امین
مہر نامہ لکھا ہوا لائے مضمون اُسکا یہ تھا کہ خدا تعالےٰ نے مہر فاطمہ زہرا کا اُسکے پدر بزرگوار کی امت عاصی
کی مغفرت کو مقرر فرمایا ہے جناب فاطمہ زہرا اُس مہر نامہ کو لیکر بہت خوش ہوئیں اور اُسکو بڑی حفاظت سے
اپنے پاس متبرک کی طرح رکھتی تھیں جب اُس جناب کی وفات کا وقت قریب آیا تب فرمایا کہ اس مکتوب الٰہی
کو میرے ساتھ قبر میں رکھدینا تاکہ جب میں عرصۂ محشر میں جاؤں تب یہ سند میرے پاس ہو اور میں اپنے باپ
کی امتِ عاصی کو بخشواؤں **مؤلف** کہتا ہے حضرات مومنین سامعین و ناظرین جب خاتونِ معظمہ کی شفقت
اور رافت اور مرحمت امتِ عاصی پر اسقدر ہو کہ وہ اپنا مہر خدا اور رسول سے درخواست کرکے امتِ عاصی
کی مغفرت کو مقرر کرائے اُسکے احسان کا بدلہ اور عوض یہ ہونا چاہیے تھا جو اِس امتِ جفاکار کے منافقین و
اشرار نے خود اُس معظمہ معصومہ مغصوبہ املاک پر اور اُن کے فرزندوں پر ظلم اور جور کیے ہیں۔ ہے ہے اس امت
بداطوار کے منافقین اور اشرار نے اُس معظمہ کی اولاد و ذریت کی بیخ کنی اور استیصال میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نہیں کیا۔ جہاں جہاں اولادِ فاطمہ کو پایا کسی کو زہر دیا کسی کو ذبح کیا کسی کو سولی دیا کسی کو قید کیا کسی کو زندہ
زمین میں گاڑ دیا کسی کو کھڑا کرکے گرداگرد خشت پختہ کا ستون بنوا دیا۔ غرض اسی طرح اسّی برس سلطنت
بنی امیہ میں اور پانچسو سینتیس سال سلطنت بنی عباس میں وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے تھے اور فاطمہ زہرا کے
والد بزرگوار کے کلمہ گو اپنے آپ کو اپنے زعم فاسد و گمان کاسد میں سمجھتے تھے وہ لوگ بنی فاطمہ کے قتل و قمع
میں بڑی سرگرمی اور کوشش سے مصروف و مشغول رہے۔ پس اُن فراعنہ و ملاعنہ کو شفاعتِ رسول و علی
و بتول کب نصیب و حصول ہو سکتی ہے کیونکہ بروزِ قیامت جو شفیعانِ روزِ حشر ہیں وہی اُنکے دشمن ہونگے
پھر سوائے نار سعیر کے کہاں اُنکی مصیر اور کہاں اُنکا مقام اور بجز اسفل سافلین کہاں اُنکا ٹھکانا اور قیام ہو سکتا ہے
نیز کتاب فردوس الاخبار میں شیرویہ دیلمی محدّث اہلِ سنّت نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا
نے علی مرتضےٰ سے فرمایا کہ خدا نے فاطمہ کا تمسے عقد کیا اور زمین اُسکے مہر میں عطا کی پس جو کوئی زمین پر چلے
اور تمہارا دشمن ہو وہ زمین پر حرام راہ چلا۔ اور نیز جناب سیدہ کے مہر کے بارہ میں مناقب ابن شہر اشوب
میں کتاب الشفا والجلا سے نقل کیا ہے ایک حدیث طولانی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ خدا تعالےٰ نے اپنے حبیب کو حکم بھیجا کہ اے محمد ہمنے فاطمہ زہرا کا مہر علی کی طرف سے خمس دنیا و ثلث جنت
کو مقرر کیا اور دنیا میں چار نہریں فاطمہ کے مہر میں اُسکو عطا کیں۔ فرات۔ نیل مصر۔ نہروان۔ نہر بلخ۔ اور تو

اے محمدؐ پانسو درہم کے مہر پر علیؑ کا نکاح فاطمہؑ سے کردے تاکہ یہ مقدار مہر کی تیری امت میں سنت مقرر ہو جائے نیز کتاب المناقب میں ہے کہ ربع دنیا و جنت و نار کو خدا نے جناب فاطمہؑ کے مہر میں مقرر کیا تاکہ وہ علیا جناب اپنے اور اپنی ذریت کے محبوں کو داخلِ جنت کریں اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں۔

العبدی

وزوّج فی السماء بامرِ ربّی	بفاطمۃ المہذبۃ الطہورِ
وصیر مہرہا خمسا بارض	لما تحویہ من کرم وخیرِ
فذا خیر الرجال وتلک خیر	النساء ومہرہا خیر المہورِ

والضالہ

وزوجہ بفاطمہ ذو المعالی	علی الارغام من اہل النفاقِ
وخمس الارض کان لہا صداقاً	الا للہ ذلک من صداقِ
صدیقہ خلقت لصدیق شریف فی المناسب ول	اختارہ واختارہا طہرین من ونس المعایب
اسماہما قرنا علی سطر بظل العرش راتب	کان الالہ ولیہا وامینہ جبریل خاطب
والمہر خمس الارض موہبۃ تعالت فی المواہب	ونثارہا من حمل طوبی طیبت تلک المناہب

مؤلف

جو نہر کہ تھی مہرِ بتولِ عذرا میں	اُس نہر پہ زہراؑ کا پسر تشنہ دہن تھا

جوہری

آں فراتے را کہ مہرِ دخترِ پیغمبر است	آں فراتے را کہ ارث خسرو بے لشکر است
کے روا باشد ز جور فرقۂ اہلِ ضلال	بہرِ شاہ دیں حرام و بہرِ دیو و دد حلال
در زمینِ کربلا از جور کفار اے دریغ	تشنہ لب غلطید ہفتاد و دو تن در زیرِ تیغ
کودکے ہر لحظہ از سوزِ عطش میکرد غش	دیگرے در نالہ کہ بابِ گرامی العطش

زائر مؤلف

دریا میں پھوٹ پھوٹ کے روئیں کیوں حباب	کیوں شیعانِ فاطمہؑ کے دل ہوں کباب
دُنیائے بے ثبات کا دیکھو یہ انقلاب	افسوس ماں کے مہر سے بیٹا نہ پائے آب
یہ سختیاں ہوں فاطمہؑ کے نورِ عین پر	آبِ فرات بند ہو ہے ہے حسینؑ پر

مؤلف حضرات مومنین اب تفصیل جہیز سیدہ نساء العالمین سن لیجئے۔ جب جناب امیر المومنینؑ حسب الحکم سید المرسلین اپنی زرہ بیچ کر پانچ سو درہم آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے تو اُس جناب نے تریسٹھ یا چھیاسٹھ درہم انہیں سے ابوبکر کو دئے[۱] اور حضرت سلمان فارسی و مقداد و عمار اصحاب خاص و با اعتبار کو انکے ہمراہ

[۱] [illegible]

کردیا تاکہ بازار سے جہیز کا سامان خرید کر لائیں اور تاکید فرمائی کہ خوشبو زیادہ لائیں۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں
کہ مجھکو جو حضرت نے درہم دئے وہ تریسٹھ تھے میں بازار میں گیا میں نے ایک توشک مصری کی بنی ہوئی جس میں
اُون بجائے روئی کے بھری ہوئی تھی اور ایک فرش چمڑے کا اور ایک تکیہ چمڑہ کا جس میں کھجوروں کے
پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک عبا خبری اور ایک مشک پانی کے واسطے کچھ آبخورے مٹی کے اور ٹھلیاں
اور ایک لوٹہ مٹی کا اور ایک باریک سا پردہ بالوں کا بُنا ہوا یہ چیزیں لاکر سامنے حضرت کے رکھدیں۔ اور حضرت
مقداد ایک چکی ایک چمڑے کا تکیہ اور ایک بوریا قطری خرید کر لائے۔ دوسری روایت میں جہیز کا سامان
واسباب یہ لکھا ہے۔ ایک کرتہ سات درہم کا۔ ایک مقنعہ سیاہ خبری۔ ایک کھٹولہ کھجور کے بان کا بُنا ہوا۔
دو فرش مصری کھجور کی چھال کے۔ چار تکیے طائف کی ادھوڑی کے جنمیں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی
ایک پردہ کمبل کا۔ ایک چکی آٹا پیسنے کے لئے۔ ایک لگن مسی۔ ایک مشکیزہ چمڑے کا۔ ایک پیالہ لکڑی کا دودھ
کے لئے۔ ایک مشک پُرانی پانی بھرنے کیواسطے۔ ایک لوٹہ مٹی کا جسپر روغن پھرا ہوا تھا۔ ایک گھڑا سبز روغنی
مٹی کا۔ دو آبخورے مٹی کے۔ غرض یہ سامان جہیز حضرت کے سامنے لاکر رکھا گیا۔ جناب رسول اللہؐ نے اس
اسباب کو دیکھا تو رو پڑے اور آنسو نکل آئے اور آسمان کی طرف سرِ اقدس بلند کرکے کہا کہ الہٰی برکت دے انکو
جنکے کل برتن مٹی کے ہوں۔ پھر اپنے دستِ مبارک سے ہر شے کو اُٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ خداوندا یہ
اسباب مبارک کر میری اہلبیتؑ کو مؤلف حضرات مومنین سُنا آپنے علیا جناب سیّدہ پاک بنتِ شہنشاہ
لولاک کے جہیز کی فہرست کو۔ اصل حقیقت یہ ہی کہ دُنیا و مال دنیا آل محمدؐ کے لئے نہیں ہے ہاں جو کچھ مدارج
و مراتب و منازل و اختیارات عقبیٰ میں جناب باری تعالےٰ شانہ نے اِن بزرگواروں کو عطا فرمائے ہیں
وہ دُنیا و مافیہا سے ہزار ہا بلکہ لکھو کھا درجہ زیادہ اور افضل و اشرف و اعلیٰ ہیں۔ اگرچہ بظاہر دار دُنیا میں
جناب معصومہؑ کا جہیز نہایت قلیل ہے لیکن اس عقدِ مبارک کے بعد جناب خالق عالم جلت نعمائہ نے سوائے
اُن جناتِ عالیہ کے جو علیؑ و فاطمہؑ کے واسطے پہلے سے معین اور مقرر کر رکھی تھی ایک باغ بہشتِ جدید خاص
علیؑ و فاطمہؑ کے واسطے پیدا کرکے اپنے اُن پیاروں کو تحفۂ مرحمت فرمایا ہے۔ جیسا کہ جناب مخبر صادق حبیب
خالق صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس مضمون بشارت مشحون کی خبر دی ہے اور اس خبر فرحت اثر کو
ابو صالح مؤذن محدث اہلِ سنّت نے اپنی کتاب اربعین میں روایت کیا ہے۔ پس بنابراں ہم کہسکتے ہیں

زائر ؎ وہ خلدِ نو جہیز میں زہرا کے آیا ہے + اور شیر کبریا نے سلامی میں پایا ہے +

کتاب کشف الغمہ ص ۱۰۹ میں وزیر نحریر علی بن عیسیٰ صاحب کتاب موصوف اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں
کہ جلال الدین بن عبدالحمید بن فخار موسوی نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی کہ اسما بنت عمیسؓ روایت

کرتی ہیں کہ جب خدیجہ علیہا السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگیں میں نے خدیجہ خاتون سے کہا
کہ تم کیوں روتی ہو حالانکہ تم سیدہ نساء عالمین ہو اور تم زوجہ مکرمہ سید المرسلین ہو اور تم مبشرہ بجنات النعیم
و اعلائے علیین ہو حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ میں اپنے مرنے پر نہیں روتی بلکہ میں اس لئے
روتی ہوں کہ میری فاطمہؑ ابھی کم سن ہے۔ جب یہ جوان ہو گی اور اسکا بیاہ ہو گا تو میں اُسوقت دار دُنیا
میں زندہ نہوں گی اور یہ قاعدہ ہے کہ جب لڑکی کا عقد کیا جاتا ہے اور وہ اپنے سسرال میں جاتی ہے
تو سسرال والوں سے اُسکو شرم آتی ہے۔ پس اُسوقت میں کوئی اُسکے کام کار کے لئے عورت اُس کے
عزیزوں میں سے اُسکی رازدار اور مددگار کا ہمراہ ہونا ضروری ہے پس اُسوقت میری فاطمہؑ کے پاس
کون ہو گی اور کون اُسکی کفالت اور مددگاری کرے گی۔ اسمار کہتی ہیں کہ اُسوقت میں نے عرض کیا کہ
اے سیدہ ہماری تو نہ رو اور کچھ غم نہ کر میں عہد کرتی ہوں کہ اگر میں اُسوقت تک زندہ رہی تو میں تمہارے
قایم مقام ہو کر اُس موقع میں فاطمہ زہراؑ کی خدمت گزاری کروں گی۔ پس جب فاطمہ زہراؑ باپ کے گھر سے
رخصت اور وداع ہو کر شوہر کے گھر آئیں تب اُس رات جناب رسول اللہ نے اُن سب عورتوں کو جو جناب
فاطمہؑ کے ہمراہ گئی تھیں فرمایا کہ اب تم سب اپنے اپنے گھروں کو چلی جاؤ چنانچہ سب عورتیں اپنے گھروں کو
واپس گئیں لیکن میں جناب سیدہ کے پاس رہی جب جناب رسول اللہ اپنے گھر کو جانے لگے تب مجھکو دیکھا
کہ میں وہاں موجود ہوں فرمایا کیا ہمنے نہیں کہا تھا کہ اب سب یہاں سے علیحدہ ہو جاؤ میں نے عرض کیا
کہ بیشک آپنے فرمایا تھا یہ کہکر میں نے سارا حال حضرت خدیجہ کی گریہ وزاری اور اپنا عہد خدمت گزاری
کا سُنایا حضرت نے فرمایا کہ تو اسی نیت سے یہاں ٹھہری رہی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں میں
ان ایّام میں فاطمہؑ کی خدمت گزاری کروں گی۔ حضرت نے خوش ہو کر مجھکو دُعا دی۔ پس اسمار ایک ہفتہ
تک شب و روز فاطمہ زہراؑ کی خدمتگزاری میں حاضر رہی۔ نیز اُسی کتاب میں ہے کہ پھر صبح کو دوسرے
دن جناب رسول اللہ تشریف لائے تو فاطمہ زہراؑ سے پوچھا بیٹی کیا حال ہے تیرا شوہر کیسا ہے۔ فاطمہؑ نے
عرض کیا کہ بہتر اور نہایت نیک ہے مگر بابا جان مجھپر بعض زنانِ قریش طعن کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ تجھکو تیرے
باپ نے ایک فقیر اور محتاج سے بیاہ دیا ہے جو بالکل مفلس ہے اور اُسکے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت نے

؎ حاشیہ صفحہ ۳۴۲۔ سبط ابن الجوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں اس روایت کو لکھکر کہا ہے کہ اسمار بنت عمیس بوقت نکاح سیدہ النسار بلاد حبش
میں اپنے شوہر جعفر طیار کے ہمراہ تھی مدینہ میں نہ تھی لہذا راوی کو نام میں دھوکا ہوا ہے۔ اس روایت میں سلمیٰ بنت عمیس ہے جو کہ
اسمار بنت عمیس کی بہن اور حضرت امیر حمزہ کی زوجہ تھی۔ مؤلف کتاب عرض کرتا ہے کہ نام کے تغیر سے اصل روایت کی صحت میں
کچھ خلل واقع نہیں ہو سکتا اسمار بنت عمیس زوجہ جعفر طیار ہوں یا سلمیٰ بنت عمیس زوجہ امیر حمزہ ہوں مضمون واحد ہے اور ہم یہ بھی
کہتے ہیں کہ اور بہت سی احادیث میں اسمار بنت عمیس کا بوقت نکاح سیدۃ النسار مدینہ میں موجود ہونا پایا جاتا ہے لہذا ممکن ہے کہ اسمار بنت عمیس اپنے
شوہر جعفر طیار سے پہلے مدینہ میں ملک حبش سے آگئی ہوں اور بوقت نکاح سیدۃ النسار مدینہ میں حاضر اور موجود ہوں۔ ۱۲۔ زاہر ؂ ؂ ؂

فرمایا کہ اے فاطمہؑ تیرا باپ اور تیرا شوہر فقیر اور محتاج نہیں ہیں اسواسطے کہ خدائتعالی نے تمام روے زمین کے خزانے میرے سامنے پیش کئے ہیں نے انکو قبول نہ کیا اے فاطمہ جو کچھ کہ تیرا باپ جانتا ہی اگر تو ویسا جانے تو تمام دُنیا اور زینتِ دُنیا تیری آنکھوں میں بالکل حقیر اور ناچیز معلوم ہو میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے کہ اسلام اُسکا سب سے سابق ہے اور علم اُسکا سب سے زیادہ اور فایق ہے اور خود خدائتعالی نے تیرا نکاح آسمان پر علیؑ سے کیا ہے۔ پھر میں نے خدا کے حکم سے تیرا نکاح زمین پر علیؑ سے کیا ہے۔ اے بیٹی جب خدائتعالی نے تمام مخلوقات پر نظر ڈالی تو کل مصنوعات میں سے دو آدمیوں کو پسند کیا ہے ایک تیرا باپ اور دوسرا تیرا شوہر ہے۔ پس اے فاطمہ اُسکی نافرمانی ہرگز نہ کرنا پھر آنحضرت نے دُعا کی کہ خداوندا انکو نعمت دے اور انکی اولاد کو جنت النعیم کا وارث اور مالک کر اور انکو اولاد طیب و طاہر و مبارک عطا کر اور اُنکی اولاد میں برکت دے اور اُنکو امام بنا کہ وہ ہدایت کریں تیرے حکم سے تیری طاعت کی طرف اور حکم دیں اُس کام کا جسمیں تیری رضامندی ہو۔ پھر آنحضرت نے جناب امیر المومنین سے فرمایا کہ یا علیؑ زوجہ تیری نیک زوجہ ہے اور حوران جنت میں سے ہے بہشت کے میوہ سے پیدا ہوئی ہے اور یہ میری لختِ جگر ہے اسکو ناخوش نہ کرنا جس کسی نے اسکو ایذا دی اُس نے مجھکو ایذا دی جس نے اسکو شاد کیا اُس نے مجھکو شاد کیا اسکے غضبناک ہونے سے خدائتعالے غضبناک ہوجاتا ہے اور اسکی رضامندی سے خدا رضامند ہوتا ہے جناب امیر المومنین فرماتے ہیں کہ جب تک فاطمہؑ زندہ رہیں نہیں اُنکو کبھی غصہ میں لایا اور نہ وہ مجھکو کبھی غصہ میں لائیں یہانتک کہ اُنھوں نے دُنیا سے رحلت کی۔ نیز کشف الغمہ میں اسمار بنتِ عمیس سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جناب فاطمہ زہراؑ سے میں نے سُنا وہ فرماتی تھیں کہ جس شب علیؑ بن ابیطالب میرے پاس آئے میں نے سُنا کہ زمین اُنسے باتیں کرتی تھی اسوجہ سے میں خائف اور ترساں ہوئی جب صبح کو میرے والد بزرگوار میرے دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور مجھے خوفناک حالت میں پایا تو سببِ خوف کا دریافت فرمایا میں نے قصہ رات کا یعنی زمین کا علیؑ سے باتیں کرنا کہہ سُنایا جناب رسول اللہ سجدہ شکر بجا لائے پھر جب سجدہ سے سر اُٹھایا تب مجھ سے فرمایا کہ اے فاطمہ تمکو فرزندانِ نیک و طیب و طاہر کی بشارت ہو تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت دی ہے اور زمیں کو حکم دیا ہے کہ مشرق سے مغرب تک جو کچھ اُسپر گزرے سب علیؑ بن ابیطالب سے بیان کرے۔ نیز کشف الغمہ و مناقب ابنِ شہر آشوب وغیرہ کتبِ احادیث میں منقول ہے کہ جناب سیدہؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا کہ اے بابا مجھے طاقت خانہ داری کی نہیں ہے کوئی خادمہ عنایت ہو تاکہ وہ میری خدمت کیا کرے اور امور خانہ داری میں میری مدد کرے۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ تمکو وہ چیز منظور نہیں جو خادمہ سے بہتر ہو۔ امیر المومنینؑ نے کہا کہ

کہدو منظور ہے۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کیا جی ہاں منظور ہے۔ فرمایا ہر روز تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو۔ یہ زبان پر تو ایک سو تسبیح ہے اور میزان میں ثواب اسکا ایک ہزار کے برابر ہے اے فاطمہ اگر ہر صبح کو یہ تسبیح پڑھوگی تو خدا تعالیٰ تمہارے تمام امور دُنیا و آخرت کے کفایت و کفالت کریگا۔ جلاء العیون میں ہے کہ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ حق تعالیٰ نے مجھ میں اور علیؑ میں اخوت قایم کی اور آسمان پر میری بیٹی فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کیا اور ملائکہ مقربین کو اُسکے نکاح پر گواہ کیا اور علیؑ کو میرا وصی اور خلیفہ مقرر فرمایا پس علیؑ مجھ سے ہے میں علیؑ سے ہوں اُسکا دوست میرا دوست ہے اور اُسکا دشمن میرا دشمن ہے تحقیق ملائکہ علیؑ بن ابیطالب کی محبت اور دوستی کے سبب سے جناب باری تعالیٰ سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔ عمدۃ البیان صفحہ ۱۶۱ مجلد دوم میں ہے کہ جناب رسول اللہ سیدہؑ کے گھر تشریف لائے تو اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوئے فاطمہؑ نے عرض کیا کہ اے بابا جس رات مجھکو یہاں لائے تھے اُس رات میں نے یہاں اپنے ہمراہ کچھ عورتوں کو دیکھا کہ اُنکی صورتیں دُنیا کی عورتوں کے موافق نہ تھیں عجیب قسم کا حُسن اور جمال اُنکا تھا حضرت نے فرمایا اے فاطمہ وہ حوران جنت تھیں تیرے باپ اور تیرے شوہر کی فضیلت اور کرامت کی وجہ سے اُنکو خدا تعالیٰ نے تیری شادی میں بھیجا تھا نیز عمدۃ البیان و جلاء العیون و مناقب ابن شہر اشوب و دیگر کتب احادیث میں منقول ہے کہ جبرئیل امین بحکم رب العالمین ایک حلّہ جنت جناب فاطمہ زہراؑ کے واسطے لائے جسکی قیمت تمام دُنیا کے برابر تھی جب جناب فاطمہ نے وہ لباس جنت زیب بدن اطہر فرمایا تب زنان قریش حیران اور متعجب ہوئیں اسلئے کہ ویسا لباس کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا سب نے حیران ہو کر جناب سیدہؑ سے پوچھا کہ یہ پوشاک کہاں سے آئی ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے عنایت فرمائی ہے **مؤلف** حضرات مومنین ایک دن تو وہ تھا کہ جناب فاطمہ زہراؑ کے لئے خدا تعالیٰ نے وہ حلّہ جنت عطا فرمایا تھا کہ جسکی قیمت سارے جہان کے برابر تھی اور ایک دن وہ تھا کہ اُسی مخدومہ کونین حلّہ ہائے جنت پہننے والی کے فرزند مظلوم کی لاش کربلا کے بن میں جلتی ہوئی ریت پر عریاں پڑی ہوئی تھی اور اُسی خاتون معظمہ کی بیٹیاں زینبؑ و ام کلثومؑ بلوہ عام میں سر برہنہ تھیں۔ **زائر**

کربلا میں تھا تنِ سبطِ پیمبر عُریاں
اور کوفہ میں سرِ زینبِؑ مضطر عُریاں

آہ آہ مظلومِ کربلا فرزند فاطمہ زہراؑ کا بدن چاک چاک آغشتہ بخون و خاک عریاں تھا۔ **زائر**

لاش شبیرؑ کی آغشتہ بخوں خاک پہ تھی
ایک چادر بھی نہ ہے ہے تنِ صد چاک پہ تھی

حضرات مومنین منقول ہے کہ جب حضرت امیر حمزہ شہید ہوئے اور جناب رسول اللہ اپنے چچا کی لاش پر آئے اُنکی لاش کو دیکھکر حضرت کو سخت صدمہ ہوا اور امیر حمزہ کی لاش کو برہنہ نہ دیکھ سکے اپنی چادر اُنکی لاش

پڑا لدی امیر حمزہ کا قد لمبا تھا چادر چھوٹی تھی آخر کار پاؤں اُن کے اذخر سے ڈھکے گئے کیوں مومنین خیال کرو کہ اپنے پیارے نواسے حسینؑ مظلوم کے بدن پاش پاش کو زمین کربلا پر عریاں دیکھکر جناب رسول اللہ کی روح اقدس پر کیسا کچھ صدمہ گزرا ہوگا خدا اور رسول ہی اُس صدمہ کی مقدار کو جانتے ہیں ہم اُسکا اندازہ نہیں کرسکتے۔ ہے ہے ہمارے آقا مظلوم کربلا شہید تشنہ دہن غریب الوطن کو کفن بھی میسر نہوا۔ زائر

جس بی بی کے ملبوس جنان بے بدن تھا	بیٹا اُسی خاتون کا محتاج کفن تھا

اکاونویں مجلس دربیان تزویج جناب سیّدۃ النساء با جناب سیّد الاوصیاء صلوٰۃ اللہ علیہما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب المشرقین والمغربین والصلوٰۃ علی مولانا محمد بن عبد اللہ سید الکونین ونبی الخافقین وآلہ المصطفین لاسیما علی النیرین السعدین الذین بقرانھما ظھر نسل رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وعلیھم مادام الثقلین اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالی فی کتابہ الشریف وخطابہ المنیف۔ وھو الذی[1] خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصھراً۔ فی سورۃ الفرقان۔ قبل نصف الجزء قال السید فی روائح القرآن نقل العلامۃ عن ابن سرین انھا نزلت فی النبی وعلی حین تزویج فاطمۃ علیھا۔ جناب مفتی صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے ابن سرین[2] سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت دربارہ نبیؐ وعلیؑ اُسوقت نازل ہوئی ہے جبکہ سید الوصیین وسیدہ نساء عالمین کا نکاح ہوا اور سدّی جو کہ مفسرین اہل سنت میں سے ہے وہ روایت کرتا ہے کہ یہ آیت جناب حبیب خدا محمد مصطفےٰ و ولی کبریا علیؑ مرتضےٰ کی شان میں نازل ہوئی ہے دربارہ نکاح علیؑ وفاطمہؑ۔ وفی مناقب ابن شھر اشوب لما خطب علی قال سمعتک یا رسول اللہ تقول کل سبب ونسب منقطع الا سببی ونسبی فقال النبی اما السبب فقد سبب اللہ واما النسب فقد قربک اللہ وھش وبش فی وجھہ وقال لک شیء ازوجک منھا قال لا یخفی علیک حالی ان لی فرساً وبغلاً وسیفاً ودرعاً فقال بع الدرع۔ کتاب المناقب میں ہے کہ جب سیّد الوصیین نے سیّدہ نساء عالمین کا خطبہ کیا

---

[1] ترجمہ آیت۔ خدائے تعالیٰ وہ ہی جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا ہی پس کر دیا اُسکو ناتا و سسرال۔ الصھر بالکسر القرابۃ وحرمۃ الختونۃ کذا فی القاموس وفی مجمع البحرین تحت الآیۃ الصھر قرابۃ النکاح قسم سبحانہ البشر قسمین ذوی نسب ذکوراً ینسب الیھم وصھراً اناثاً یصاھر بھن۔

[2] محمد بن سرین۔ تابعین میں سے اور اہل سنت کے علماء و محدثین میں سے ہے دیکھو کتب رجال کو۔ ۱۲۔ زائر

توجناب سید المرسلینؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے آپ سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر سبب اور ہر نسب بروز قیامت منقطع ہونگے مگر میرا سبب اور میری نسب منقطع نہوگی جناب رسول اللہؐ نے فرمایا یا علیؑ سبب تو اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور تجھ میں پہلے سے بنایا ہوا ہے اور نسب اب عنقریب بنانیوالا ہے یہ فرماکر آنحضرت کا چہرہ خوشی سے ہشاش وبشاش ہوا اور شاد وفرحاں ہوئے پھر فرمایا کہ یا علیؑ تم یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کچھ ہے بھی جس سے میں تمہارا نکاح فاطمہؑ سے کردوں امیر المومنین نے عرض کیا کہ حضور پر میرا حال ظاہر ہے میرے پاس ایک گھوڑا ہے ایک خچر ہے ایک تلوار ہے ایک زرہ ہے حضرت نے فرمایا زرہ کو فروخت کردو عمدۃ البیان میں ماتحت آیہ موصوفہ کے ہے کہ امیر المومنین نے وہ زرہ ایک اعرابی کے ہاتھ پانچسو درہم کو فروخت کی اور وہ درہم مہر جناب سیدہؑ کا ہوئے جسوقت امیر المومنین وہ پانچسو درہم رسول اللہؐ کے پاس لیکر آئے حضرت نے پوچھا کہ اے علیؑ زرہ کسکے ہاتھ فروخت کی عرض کیا کہ ایک اعرابی کے ہاتھ فروخت کی ہے فرمایا تم اُس اعرابی کو پہچانتے ہو کہا نہیں فرمایا کہ جو شخص تمسے زرہ لیگیا اور تمکو پانچسو درہم دیگیا وہ اعرابی نہ تھا بلکہ وہ جبرئیل امین تھے وہ تمہارے آنے سے پہلے مجھکو تمہاری زرہ دیگئے ہیں یہ لو اپنی زرہ سنبھال لو۔ اور نیز جبرئیل نے مجھکو بشارت دی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ملائکہ مقربین کو حکم دیا ہے کہ فاطمہؑ کا علیؑ سے نکاح کردو پس اے علیؑ شاد اور خوش ہو کہ خدا تعالیٰ نے فاطمہؑ کا نکاح تجھ سے آسمان پر کردیا ہے قبل اسکے کہ میں تمہارا نکاح زمین پر کروں۔ وفی مناقب ابن شہر اشوب۔ روی انہ اتی سلمان الیہ وقال اجب رسول اللہ فلما دخل علیہ قال ابشرک یا علی فان اللہ قد زوجک بہا فی السماء قبل ان ازوجکہا فی الارض و لقد اتانی ملک وقال ابشرک یا محمد باجتماع الشمل وطہارۃ النسل قلت وما اسمک قال نسطائیل من موکلی قوائم العرش سئلت اللہ ہذہ البشارۃ وجبریل علی اثری۔ مناقب ابن شہر اشوب میں ہے کہ سلمان فارسی جناب امیر المومنین کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو جناب رسول اللہ طلب فرماتے ہیں امیر المومنین بخدمت سید المرسلین حاضر ہوئے آنحضرت نے فرمایا یا علیؑ بشارت اور خوشخبری ہو تمکو کہ تحقیق خدا تعالیٰ نے تمہارا نکاح فاطمہ زہراؑ سے آسمان پر کردیا ہے قبل اسکے کہ میں تمہارا نکاح اُس سے زمین پر کردوں اب اسوقت میرے پاس ایک فرشتہ آیا اُس نے مجھ سے کہا کہ اے محمدؐ بشارت ہو تمکو اجتماع شمل اور طہارت نسل کی میں نے اُس سے کہا تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے کہا میرا نام نسطائیل ہے میں قوایم عرش کے موکلین میں سے ہوں میں نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ مجھے حکم ہو کہ یہ بشارت رسول اللہ کے پاس لیکر میں جاؤں خدا تعالےٰ نے مجھے حکم دیا تب میں حاضر ہوا اور جبرئیل امین ابھی میرے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔ نیز کتاب المناقب میں مسطور ہے جناب صادق علیہ السلام سے ایک حدیث طولانی میں مذکور ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

علی علیہ السلام سے کہ یا علیؑ میں جو بحکم الہٰی چاہتا تھا کہ تمہارا نکاح فاطمہؑ سے کروں تو خدا تعالیٰ نے پہلے ہی
تمہارا نکاح فاطمہؑ سے کر دیا ہے تمکو مبارک ہو اب میرے پاس جبرئیل امین قرنفل اور سنبل جنت سے لیکر آئے
میں نے انکو سونگھا اور سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے تمام ملائکہ جنت کو حکم دیا کہ
بہشتوں کو آراستہ کریں اور زینت دیں اور اُسکے تمام درختوں اور پودوں اور پھلوں اور محلوں کی درستی
اور آرائش کماحقہ کردیں اور ہوائے جنت کو حکم دیا کہ طرح طرح کی خوشبو پھیلائے اور حوروں کو حکم دیا کہ طرح
طرح کے زیور اور لباس وجواہر آبدار سے اپنے آپ کو مزین کریں اور یٰسین وطواسین وحمعسق کی تلاوت
کریں۔ پھر زیر عرش سے منادی نے ندا دی کہ آج روز ولیمہ علیؑ ابن ابیطالب ہے خبردار ہوائے میرے ملائکہ
کہ میں نے بکمال رضامندی وخوشنودی فاطمہؑ کا علیؑ سے نکاح کر دیا۔ پھر خدا نے طوبیٰ کو حکم دیا اُسنے زیور
اور حلّے نثار کئے۔ پھر حکم دیا سفید ابر کو کہ اُس نے موتی اور زبرجد اور یاقوت برسائے اور ملائکہ نے قرنفل و
سنبل کو نچھاور کیا۔ اسی حدیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے پھر حکم دیا کہ ابر نے طومار نثار کئے اور اُنپر مشک
کی مہریں لگی ہوئی تھیں ملائکہ نے اُس نثار کو لیا تو خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا
کہ یہ شیعانِ علیؑ وفاطمہؑ کی امانتیں ہیں کہ قیامت تک تمہارے پاس رہیں بروز قیامت تم صراط پر کھڑے ہو
جو شخص ایسا ہو کہ بقدر ایک جو بھی محبت علیؑ وفاطمہؑ اور انکے فرزندوں کی دل میں رکھتا ہو تم اُسکو یہ طومار
دو کہ اسمیں دوزخ سے آزادی لکھی ہوئی ہے اور یہ لکھا ہوا ہے کہ محبانِ علیؑ وفاطمہؑ وشیعانِ اولاد فاطمہؑ
بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں اور یہ حکم میں نے جہان کے پیدا کرنے سے پہلے دے رکھا ہے پھر جبرئیل امین
نے کہا کہ یا رسول اللہ بروز قیامت میں صراط پر کھڑا ہونگا اور وہ ملائکہ میرے ہمراہ ہونگے میں اُن طوماروں کو
لیکر اپنے ہاتھ میں رکھوں گا جو شخص محب علیؑ وشیعہ فاطمہؑ واولاد فاطمہؑ آئیگا میں طومار اُسکے دست راست میں
دونگا اور اُس طومار کے عنوان پر لکھا ہوگا کہ یہ خط آزادی ہے دوزخ سے علیؑ وفاطمہؑ اور انکی اولاد کے
محبوں کے واسطے تب اُن شیعانِ علیؑ وفاطمہؑ کے لئے ملائکہ سواریاں نور کی لائیں گے کہ جنکے زین یاقوت
سُرخ کے ہونگے اور زین پوش سبز ریشمی ہونگے اور ملائکہ اُن کے جلو میں چلیں گے اور بڑے تزک و
احتشام اور اعلیٰ درجہ کی عزت وبزرگی اور دھوم دھام سے وہ بہشتِ بریں کے دروازہ پر پہنچیں گے
پھر وہ اپنے طوماروں کو کھولیں گے اور لوگوں سے کہیں گے کہ اے لوگو آؤ دیکھو خدا تعالیٰ کے انعاموں
اور احسانوں اور مہربانیوں کو اور اِن طوماروں کے مضموں مراحم مشحون کو پڑھو تب رضوان داروغہ
جنان اُنسے کہے گا کہ اے دوستانِ خدا تم سلامتی اور امن وامان سے جنت میں داخل ہو یہ کہکر
رضوان انکے لئے دروازہ بہشت کا کھولدیگا اور انکو بدرجہ اعلا علیین پہنچائیں گے یعنی اے محمدؐ اُن شیعان

عمدۃ البیان

علیؑ کو تمہاری اور علیؑ و اولادِ علیؑ کے درجہ بلند میں داخل کرینگے اور وہ تمہاری رفاقت میں رہیں گے۔ اور نیز
اسی حدیث میں ہے کہ جبرئیل امین نے کہا کہ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آسمان چہارم پر سب
جمع ہوں پھر بیت المعمور کے قریب وہ ممبر بچھایا گیا جسپر آدم نے بعد تعلم اسما بیٹھکر خطبہ پڑھا تھا اُس ممبر پر بیٹھکر
راحیل فرشتہ نے بحکمِ الٰہی علیؑ و فاطمہؑ کے نکاح کا خطبہ پڑھا اور ملائکہ گواہ ہوئے اور اُس ریشمی کپڑے پر گواہی
فرشتوں کی مرقوم ہوئی ہیں بحکم خدا اُس کپڑے پر مشک کی مہر کرکے آپکے ملاحظہ کے لئے لایا ہوں۔ اور مناقب
ابنِ شہر اشوب میں ہے و فی الخبر انہ کان الخطیب ملکا اسمہ راحیل وقد جاء فی بعض الکتب انہ
خطب راحیل فی البیت المعمور فی جمع من اھل السموات السبع اور حدیث میں ہے کہ جناب سیّد الاوصیا
و سیدۃ النساء کے نکاح کا خطبہ پڑھنے والا ایک فرشتہ تھا جس کا نام راحیل ہے اور بعض کتب میں یوں لکھا ہے
کہ راحیل فرشتہ نے بحکمِ خدا بیت المعمور میں سامنے جماعت ملائکہ ہفت آسمان کے یہ خطبہ پڑھا بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم۔ الحمد للہ الاول اولیۃ الاولین الباقی بعد فناء العالمین نحمدہ اذ جعلنا ملائکۃ روحانین و
بربوبیتہ مذعنین ولہ علیٰ ما انعم علینا شاکرین حجبنا من الذنوب و سترنا من العیوب اسکننا فی
السموات و قربنا الی السرادقات و حجب عنا النھم للشھوات و جعل نھمتنا و شھوتنا فی تقدیسہ
و تسبیحہ الباسط رحمتہ الواھب نعمتہ جل عن الحاد اھل الارض من المشرکین و تعالیٰ بعظمتہ
عن افک الملحدین انتھیٰ۔ ثم قال بعد کلام۔ یعنی راحیل نے یہ خطبہ پڑھکر تقریر کی پھر کہا۔ اختار الملک
الجبار صفوۃ کرمہ و عبد عظمتہ لامتہ سیدۃ النساء بنت خیر النبیین و سید المرسلین فوصل حبلہ
بحبل رجل من اھلہ و صاحبہ المصدق دعوتہ المبادر الیٰ کلمتہ علی الوصول بفاطمۃ البتول
ابنۃ الرسول۔ یعنی جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے برگزیدہ اور اپنے عظمت و بزرگی کے بندے
یعنی (علیؑ) کو اپنی کنیز سیدۃ النساء دختر خیر النبیین و سید المرسلین کے لئے پسند کیا اور اپنے رسول کی حبل متین
(رسیِ محکم) کو اُس شخص (علیؑ) کی حبل متین (رسن محکم) سے ملا دیا ہے جو اُسکے اہل میں سے اُسکا دوست ہے
اور اُسکی دعوت کو تصدیق کرنیوالا اور اُسکے کلمہ کو سب سے پہلے قبول کرنیوالا ہے یعنی علیؑ۔ اور ان ہر دو رسنہائے
محکم کو برائے وصول فاطمہ بتولؑ بنتِ رسول خدائے کریم نے ملا دیا ہے۔ نیز کتاب المناقب میں ہے کہ جب راحیل
فرشتہ نے یہ خطبہ پڑھا اور اپنا کلام تمام کیا جبرئیل امین روایت کرتے ہیں کہ اُسوقت خود جناب حق سبحانہ تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ ردائی والعظمۃ کبریائی والخلق کلھم عبیدی و امائی زوجت فاطمۃ
امتی من علی صفوتی اشھدوا ملائکتی۔ یعنی الحمد للہ میری ردا ہے عظمت میری بزرگی ہے کل خلقت
میرے غلام اور کنیز ہیں۔ میں نے اپنی کنیز فاطمہؑ کا اپنے برگزیدہ بندے علیؑ سے نکاح کر دیا اے ملائکہ تم سب گواہ رہو۔ تقابیل

خطبۂ راحیل

چو آمد شب سور خیر النساء — ندا آمد از حضرت کبریا
بجبرئیل رو سوئے باب رسول — بپا کن بساط نشاط بتول
بگو تا ہمہ انبیا و رسل — بفرحت بکوشند از جزو کل
بگو از پئے سور شاہ نجف — بچرخ چہارم ملک صف بصف
گزر کن سوئے جنت بے قصور — جناں را بیارائے چوں روئے حور
بنہ غازہ بر روئے اہل جناں — بکش سرمہ بر چشم خوش منظراں
شود کد خدا کد خدائے زمیں — علیؑ مرشد جبرئیل امیں
خود ایں سور سور عزیز من است — بلے آں غلام ایں کنیز من است

اور کتاب المناقب میں ہے وکان بین تزویج امیر المومنین وفاطمہ علیہما السلام فی السماء الی تزویجہما فی الارض اربعین یوماً یعنی سید الاوصیا اور سیدۃ النساء کا نکاح جو بحکم خدا آسمان پر ہوا اس کے چالیس روز بعد جناب رسولخدا نے ان دونوں بزرگواروں کا نکاح زمین پر کیا۔ نکاح ارضی کی تاریخ بعض نے پہلی ذیحجہ لکھی ہے۔ بعض نے چھٹی ذیحجہ تحریر کی ہے۔ الغرض جب یہ نکاح آسمانی دولھا اور دلھن کے لئے انتہی درجہ کی عزت وعظمت ووقعت ورفعت وفضلت کی نشانی بکمال فرحت ومسرت وشادمانی عرش یا آسمان چہارم پر بحکم ربانی منعقد ہو چکا اور جناب رسول اللہ اس مژدۂ فرحت افزا کو بتوسط اسمٰعیل و محمود و جبرئیل کی زبانی جناب احدیت کی طرف سے پا چکے تو زمین پر بھی اس تزویج بہیج کے منعقد کرنے کیلئے منجانب اللہ مامور ہوئے تب حضرت نے مسجد میں آکر مجمع اصحاب میں خطبہ پڑھا۔ وفی المناقب لابن شہر اشوب وخطب رسول اللہ علی المنبر فی تزویج فاطمہ خطبۃ رواہا یحییٰ بن معین فی امالیہ وابن بطہ فی الابانہ باسنادہما عن انس بن مالک مرفوعاً۔ وروینا عن الرضاء علیہ السلام کتاب المناقب میں ہے کہ جناب سید المرسلینؐ نے سیدۃ نساء عالمین کے نکاح کا جو خطبہ ممبر پر بیٹھکر پڑھا اُسکو محدثین اہل سنت میں سے یحیٰی بن معین نے اپنی امالی میں اور ابن بطہ نے ابانہ میں باسناد خود انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور علماء امامیہ اید ہم اللہ فی البریہ نے جناب امام رضا علیہ التحیۃ والثنا سے روایت کیا ہے۔ اور وہ اس طرح پر ہے۔ کہ جناب رسالت مآب ممبر پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ المحمود بنعمۃ المعبود بقدرتہ المطاع فی سلطانہ المرغوب الیہ فیما عندہ المرہوب من عذابہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہ الذی خلق الخلق بقدرتہ ومیزہم باحکامہ واعزہم بدینہ واکرمہم بنبیہ محمد ان اللہ تعالیٰ جعل المصاہرۃ نسباً

خطبۂ سید المرسلین در وقت تزویج سیدۃ نساء العالمین با سید الوصیین

لاحقا وامرا مفترضا وشج بہا الارحام والزمہا الانام قال اللہ تعالیٰ وھو الذی خلق من الماء
بشرا فجعلہ نسبا وصہرا ثم ان اللہ تعالیٰ امرنی ان ازوج فاطمہ من علی وقد زوجتہا ایاہ علی اربعۃ مایۃ
مثقال فضۃ ان رضیت یا علی۔ فقال رضیتُ یارسُول اللہ۔ یعنی بعد اس خطبہ کے حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ
نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کردوں پس میں نے فاطمہؑ کا نکاح علیؑ سے بمہر چار سو مثقال چاندی کے
کردیا ہے۔ اگر اے علیؑ تم راضی ہو۔ امیر المومنینؑ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں راضی ہوں۔ ابن مردویہ نے روایت
کی ہے کہ پھر جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ اے علیؑ اب تو خود اپنے لئے آپ خطبہ پڑھ۔ تب امیر المومنینؑ نے بحکم سید المرسلین
اسطرح خطبہ پڑھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی قرب من حامدیہ ودنیٰ من سائلیہ ووعد
الجنۃ من یتقیہ وانذر بالنار من یعصیہ نحمدہ علی قدیم احسانہ وآیادیہ حمد من یعلم انہ خالقہ وبارئہ
ومُمیتہ ومحییہ ومسائلہ عن مساویہ ونستعینہ ونستھدیہ ونؤمنُ بہ ونستکفیہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ
لاشریکَ لہ شہادۃ تبلغہ وترضیہ وان محمدا عبدہ ورسولہ صلوۃ تزلفہ وتحظیہ وترفعہٗ و
تصطفیہ والنکاح مما امر اللہ بہ ویرضیہ واجتماعنا مما قدرہ اللہ واذن فیہ وھذا رسول اللہ زوجنی
ابنتہ فاطمہ علیٰ خمسمایۃ درھما وقال وجعل صداقھا درعی ھذا وقد رضیت بذلک فاسئلوہ و
اشہدوا یعنی جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس خطبہ میں بعد حمد وثناء الٰہی ونعت رسالت پناہی بیان فرمایا کہ
نکاح وہ چیز ہے کہ جسکا خدا نے حکم دیا اور اُسکو پسند فرمایا ہے اور یہ مجلس بحکم الٰہی منعقد ہوئی ہے۔ تحقیق جناب
رسول اللہ نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کا عقد مجھ سے کردیا ہے اور مہر انکا پانچسو درہم۔ یا فرمایا کہ اس میری زرہ کو قرار
دیا ہے۔ پس تم لوگ جناب رسول اللہؐ سے دریافت کرلو اور گواہ رہو۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ آپنے اپنی
بیٹی فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کردیا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں کردیا ہے تمام مسلمانوں نے دُعا کی کہ خدا انکو برکت
دے اور انکی پریشانی دُور کرے اور انکا اجتماع قایم رکھے۔ جب جناب سیدۃ النساء وسید الاوصیا کے نکاح
آسمانی کے بعد وقوع عقد ارضی پر تیس روز یا بروایت دیگر اونتیس دن گزر چکے تو حضرت عقیل یا بروایت
دیگر حضرت جعفر طیار وعقیل دونوں جناب امیر المومنین کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے بھائی ہمکو آجتک ایسی
فرحت اور خوشی کسی امر سے حاصل نہیں ہوئی جیسی کہ مسرت اور خوشی اس امر سے حاصل ہوئی ہے
کہ تمہارا نکاح فاطمہ زہراؑ سیدہ نساء عالمین سے ہوگیا ہے مگر اب تم رخصت کے بارہ میں حضرت کی خدمت
میں کیوں نہیں عرض کرتے امیر المومنین نے کہا کہ مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے عقیل وجعفر طیار نے کہا
کہ تم ہمارے ساتھ چلو دیکھو ہم کہیں گے یہ مشورہ کرکے وہاں سے اُٹھے۔ راہ میں امّ ایمن کنیز رسولؐ و بتولؑ
ملی اُس سے ذکر تذکرہ کیا۔ اُس نے کہا کہ تم مت کہو بلکہ اس امر کو ہمپر چھوڑ دو ہم کہہ سن لیں گے۔ اس قسم کے

کتاب المناقب ابن المغازلی شافعی

خطبہ جناب امیر المومنینؑ

معاملات عورتیں اچھی طرح کر سکتی ہیں۔ یہ کہکر ام ایمن حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس پہنچی اور اُنسے تذکرہ کیا۔ پس حضرت ام سلمہ و دیگر ازواج رسول مع ام ایمن جناب رسول اللہ کی خدمت میں پہنچیں۔ ام ایمن نے آگے بڑھکر کہا کہ یا رسول اللہ اگر آج خدیجۃ الکبریٰ زندہ ہوتیں تو فاطمہؑ کی شادی سے انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ یا خدیجہ کا نام جناب سیّد الانام کے سامنے لیا فوراً رونے لگے اور فرمایا کہ خدیجہ کے برابر کون ہو سکتا ہے۔ خدیجہ نے اُسوقت میری تصدیق کی جبکہ سب لوگ میری تکذیب کرتے تھے اُس نے امور دینیہ میں میری مدد کی اور اپنا مال راہِ خدا میں بیدریغ خرچ کر دیا۔ جسکے صلہ میں خدا تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا کہ میں خدیجہ کو بشارت دوں کہ خدا نے تمہارے لئے بہشت بریں میں ایسا قصر جواہر نگار زمرد کا بنایا ہے جسمیں ہر طرح کا آرام اور چین ہوگا۔ ام سلمہ نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ حضرت خدیجہ کا ایسا ہی مرتبہ ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں خدا اُنکو یہ نعمتیں مبارک اور گوارا کرے اور ہمکو بھی اُنکے پاس پہنچائے۔ یا رسول اللہ اسوقت ہم یہ عرض کرنے کیلئے حاضر ہوئی ہیں کہ اب علیؑ بن ابیطالب چاہتا ہے کہ آپ اُسکی دلھن کو رخصت کر دیں تاکہ اُسکی پریشانی دور ہو اور دولھا دولھن آرام سے اپنے گھر بسیں رہیں اور اُنکو آرام اور چین میں دیکھکر ہماری بھی آنکھیں ٹھنڈی ہوں حضرت نے فرمایا ہمسے اُس نے درخواست نہیں کی وہ خود کیوں نہیں درخواست کرتا۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ اُسکو کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ام ایمن کہتی ہیں کہ اُسوقت حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ جا تو علیؑ کو یہاں بلا لا یہ حکم سُنکر میں باہر نکلی آگے علیؑ میرے منتظر کھڑے ہوئے تھے مجھے دیکھکر پوچھا کیوں کیا خبر لائی ہے۔ میں نے کہا چلئے آپ کو حضرت بلاتے ہیں امیر المومنین کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سر جھکا کر سامنے بیٹھ گیا۔ فرمایا یا علیؑ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم فاطمہؑ کو تمہارے گھر بھیجدیں۔ میں نے سر جھکائے ہوئے عرض کیا جی ہاں آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ۔ فرمایا اچھا ہمکو منظور ہے۔ آج شب کو یا کل ہم فاطمہؑ کو رخصت کر دینگے انشاءاللہ تعالیٰ جب فاطمہ زہرا کو وداع کرنے کی تجویز ٹھہر گئی تو صحابہ ہدایا اور تحف جناب رسول اللہؐ کے پاس لائے جناب رسول اللہ نے آٹا پسوانے کا حکم دیا تاکہ روٹیاں پکوائی جائیں اور امیر المومنین کو حکم دیا کہ بکرے وغیرہ ذبح کرائیں۔ حضرت اپنے دستِ مبارک سے بوٹیاں کاٹتے تھے اور خون کا دھبہ ہاتھ کو نہ لگتا تھا۔ جب گوشت اور روٹیاں پک کر تیار ہو گئیں تب حضرت نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ سب لوگ جناب رسول اللہؐ کے ہاں طعام ولیمہ کھانے کیلئے حاضر ہوں مسجد میں فرش بچھایا گیا اور کل اہلِ شہر و اہل بادیہ (کسان) جمع ہوئے سوائے عورتوں کے چار ہزار سے زیادہ مرد کھانا کھانے والے تھے اور کل شہر کی عورتیں مردوں سے علیحدہ جمع تھیں جناب امیر المومنین فرماتے ہیں کہ مجھے اندیشہ یہ تھا کہ طعام بہت کم ہے اور کھانے والے بہت

زیادہ اور کثرت سے ہیں۔ حضرت نے میرے دل کی بات کو سمجھکر مجھ سے فرمایا کہ اے علیؑ اس امر کا خیال نکرو میں
خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ اس طعامِ قلیل میں اسقدر برکت دے کہ سب سیر ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت نے دُعا کی
خدا تعالیٰ نے اُس طعامِ قلیل میں اسقدر برکت دی کہ کل حاضرین مرد و زن سب نے وہ طعام کھایا مگر اُسکی مقدار
میں ذرا بھی فرق نہ آیا جسقدر پکایا تھا اُسی قدر موجود تھا باوجود اسکے کہ کھانے والوں نے جسقدر چاہا کھایا
اور جسقدر چاہا اپنے ہمراہ اُٹھا کر اپنے گھروں کو لے گئے مگر کھانے میں ذرا کمی نہ آئی یہانتک کہ دوسرے دن
پھر وہی کھانا کھایا حضرت نے اپنی ازواج کے گھروں میں بھیجا پھر ایک پیالہ میں گوشت ڈالا اور اُسکے اوپر
روٹیاں رکھیں اور فرمایا کہ یہ فاطمہؑ اور اُسکے شوہر کے واسطے ہے۔ پھر فاطمہ زہراؑ کو اپنے پاس بلایا اور انکا ہاتھ
پکڑ کر جنابِ علیؑ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا یا علیؑ خدا تعالیٰ تجھکو دخترِ رسول مبارک کرے ای علیؑ فاطمہؑ اعلیٰ درجہ
کی بی بی ہے پھر فاطمہ زہراؑ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے فاطمہؑ علیؑ اعلیٰ درجہ کا شوہر ہے پھر حضرت نے
اپنی ازواج کو حکم دیا کہ فاطمہؑ کو دولھن بنائیں زینت کریں خوشبو لگائیں۔ غرض حضرت ام سلمہ اس کام کیلئے
مقرر ہوئیں تب ام سلمہ نے جناب سیدہ سے پوچھا کہ بیٹی تمہارے پاس کچھ خوشبو ہے اُنھوں نے کہا کہ ہاں ہے
پس فاطمہ ایک شیشی لائیں اور اُسمیں سے کچھ ام سلمہؓ کی ہتیلی پر ڈالا ام سلمہ اُسکی خوشبو سے حیران ہوئیں
پوچھا یہ کیا چیز ہے فاطمہؑ نے فرمایا کہ جب دحیہ کلبی میرے باپ کے پاس آتے ہیں تو بابا مجھ سے فرمایا کرتے ہیں کہ
لاؤ مسند اپنے چچا کے لئے بچھا دو میں مسند بچھا دیتی ہوں وہ اُسپر بیٹھتے ہیں۔ پھر جب اُٹھکر جانے لگتے ہیں
تو اُن کے پروں سے کچھ جھڑا کرتا ہے میں اپنے بابا کے حکم سے اُسکو جمع کر لیا کرتی ہوں۔ جب جنابِ رسول اللہ
سے اس مضمون کو دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ وہ عنبر ہے جو جبرئیل امین کے پروں سے گرا ہے۔ پھر
جناب سیدہ ایک شیشہ گلاب کا لائیں ام سلمہؓ نے پوچھا یہ کیا ہے جناب فاطمہؑ نے فرمایا یہ پسینہ ہے میرے بابا
رسول اللہ کا ہے جب میرے بابا قیلولہ فرماتے ہیں تب اُس جناب کو بوقت خواب جو پسینہ آتا ہے میں اُسکو
جمع کر لیا کرتی ہوں۔ پس یہ خوشبو گلاب کی نہیں بلکہ جناب رسالتمآبؐ کی پیشانی نورانی کا عرق و پسینہ ہے
عطر و خوشبو تو یہ دو قسم کی موجود تھی مگر لباس بھی زینت کرنے کیلئے اعلیٰ درجہ کا مطلوب تھا لہذا جبرئیل امیر
بحکم رب العالمین سیدہ نساء العالمین کے واسطے ایک جوڑہ پوشاک کا جنت سے لائے وہ حلہ جنان جسکی قیمت
تمام جہان کے برابر تھی بنتِ سیدالانس والجان نے زیب بدن اطہر فرمایا **مؤلف** آہ آہ حضرات مومنین
اس مقام پر مجکو دختران فاطمہؑ کی بے پردگی یاد آگئی ہے ہے ایک تو وہ دن تھا کہ فاطمہ زہرا دخترِ محبوبِ خدا
حلہ جنت پہنے ہوئے تھیں اور ایک دن وہ تھا کہ اُسی مخدومہ کونین کی بیٹیاں اور پوتیاں کربلا کے جنگل
میں ازدحام عام میں برہنہ سر تھیں۔ **زائر**

حضرات مومنین کروں کس طرح بیاں
بھیجا تھا خود خدا نے جسے حُلّۂ جناں
کس حال میں تھی عترتِ پیغمبر زماں
سر ننگے اژدہام میں تھیں اُسکی بیٹیاں

دسویں کی شام کو یہ قیامت بپا ہوئی
بے سر ہوئے حسینؑ بہن بے ردا ہوئی

عریاں تھا خاک و خون میں لاشہ حسینؑ کا
پوتا اسیر تھا شہ بدر و حنین کا
نیزہ پہ سر تھا فاطمہؑ کے نور عین کا
کنبہ تباہ تھا نبیؐ خافقین کا

بلوہ تھا اژدہام تھا چھپنے کی جا نہ تھی
زہرا کی بیٹیوں کے سروں پر ردا نہ تھی

عُریاں پدر کا جسم زمیں پر تھا سامنے
قاتل پدر کا شمرِ ستمگر تھا سامنے
نوکِ سناں پہ فرقِ منور تھا سامنے
کنبہ تمام قید کھُلے سر تھا سامنے

گردن میں طوق پاؤں میں بیڑی علیل کے
قربان جائیں صبر امامِ جلیل کے

کتابِ مناقبِ ابنِ شہر اشوب و کشف الغمہ وغیرہ کتب احادیث میں منقول ہے کہ جب سلطان سریر قاب قوسین نبی خافقین صلے اللہ علیہ و الہ المصطفین نے چاہا کہ اپنی لختِ جگر قرۃ العین فاطمہ اطہر کو جناب فاتح بدر و حنین کے گھر پہنچائیں تب جناب رب العالمین نے ملائکہ مقربین یعنی میکائیل و جبرئیل امین کو حکم دیا کہ دونوں مع ستر ستر ہزار ملائکہ کے نازل اور بضعۃ الرسول کی سواری کے ہمراہ شامل ہوں چنانچہ کتاب المناقب میں ہے کہ ابن مردویہ و ابنِ موذن و شرویہ دیلمی محدثین اہل سُنّت نے باسناد خود ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا کی سواری کے ساتھ جناب رسول اللہ آگے آگے تھے اور جبرئیل امین مع ستر ہزار ملائکہ مقربین داہنی جانب تھے اور میکائیل مع ستر ہزار کروبین بائیں طرف تھے اور یہ کل ملائکہ تسبیح و تکبیر کہتے جاتے تھے تا اینکہ اُس شب کو صبح تک ملائکہ تسبیح و تکبیر و تقدیس میں مشغول رہے۔ اور کشف الغمہ صفحہ ۱۱۱ میں ہے کہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل مع بہت سے ملائکہ مقربین کے بحکم احکم الحاکمین سیدہ نساء العالمین کو بخانہ سید الوصیین پہنچانے کیواسطے آئے اور سواری کے ہمراہ ہوئے پہلے جبرئیل نے پھر میکائیل نے پھر اسرافیل نے پھر دیگر ملائکہ نے پھر جناب رسول اللہ نے پھر سلمان فارسی نے تکبیر کہی۔ اُس دن سے عروسی میں تکبیر کا کہنا سُنّت ہوا **مؤلف**

اللہ رے سواریٔ زہرا کا احتشام
تھا حکم جب سوار ہو زہرائے نیک نام
میکائیل و جبرئیل یمین و یسار تھے
آئے ملک بحکمِ خدا بہرِ اہتمام
تسبیح خواں ملک ہوں سواری کے ساتھ ساتھ
اور اُن کے ساتھ اور ملک بے شمار تھے

غرض بنتِ خیر الانام کی وداع اور رخصت کا انتظام بکمال تزک و احتشام بڑے اہتمام سے کیا گیا دلدل شہبا

پر عماری ڈالکر اُسمیں علیا جناب بنت رسالتمآب کو سوار کیا اور اس شان و شکوہ سے سواری روانہ کی ذائر

جس سمت کو سواری خیر النسا چلی
کوچے تمام شہر کے عنبر سرشت تھے
ابواب خلد وا تھے سوئے شہر مصطفےٰ
رستے تمام شہر کے جنت کے باغ تھے

اُس سمت کو جناں کی معطر ہوا چلی
بازار کل نمونۂ باغِ بہشت تھے
پیہم نزول رحمت پروردگار تھا
خوشبو سے ساتھیوں کے معطر دماغ تھے

اور جناب رسول اللہؐ نے حکم دیا تھا کہ دختران عبد المطلبؑ و دیگر جمیع عورات مہاجرین و انصار فاطمہ عالی تبار کی سواری کے ہمراہ چلیں اور شاد و مسرور ہوں اور تکبیر و تحمید میں مشغول ہوں اور دلدل کی باگ پکڑنیکا فخر اور عہدہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا اور خود جناب سید عالم و فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیچھے ردا کا دامن تھامے ہوئے تھے اور حضرت امیر حمزہ و جعفر و عقیل و عباس بن عبد المطلب وغیرہ تمام مردانِ اہلبیت تیغیں ہاتھوں میں لئے ہوئے اُس علیا جناب کی سواری کے پیچھے پیچھے تھے اور تمام امہات المومنین یعنی ازواج سید المرسلین سیدہ نساء عالمین کی سواری کے آگے آگے اشعارِ آبدار مشتمل بر حمد پروردگار و نعت احمد مختار و مدح زہرائے عالی تبار و منقبت حیدرِ کرار پڑھتی جاتی تھیں اور گرداگرد محافہ کے غول کے غول حوران جناں کے تھے۔ **مؤلف**

جاتی ہے یوں سواری زوج شہ عرب
حوران خلد پیچھے ہیں باز نیت و طرب

آگے تو ہیں زنانِ جنابِ رسولِ رب
اور دائیں بائیں فوجِ ملایک بصد ادب

زیر عماری دلدل گردوں وقار ہے
اوپر نزول رحمتِ پروردگار ہے

سلمان کو ہی باگ پکڑنے کا افتخار
تیغیں لئے ہیں جعفر و حمزہ بصد وقار

دامن ردا کا تھامے ہیں محبوب کردگار
مسرور ہیں علیؑ ولی شاہ ذو الفقار

نعرے مکبروں کے فلک تک بلند ہیں
اور وہ مکبرین خدا کو پسند ہیں

فردوس کی نسیم ہے عنبر لئے ہوئے
جبرئیل ساتھ مہر کا محضر لئے ہوئے

طوبیٰ جھکا ہوا ہے نچھاور لئے ہوئے
حوریں ہیں عود خلد کے مجمر لئے ہوئے

اس شان سے رواں ہے سواری بتولؑ کی
کس درجہ حق کو پیاری ہے پیاری رسولؐ کی

زیرِ عماری دلدل گردوں رکاب

مؤلف حضرات مومنین سُنا آپ نے تزک و احتشام بنت سید الانام کی سواری کا ایک دن تو یہ تھا اور آہ آہ ایک دن وہ تھا کہ اسی خاتون معظمہ کی بیٹیاں اور پوتیاں بلوۂ عام میں سگان کوفہ و شام کے اژدہام میں گرفتار تھیں اور سر برہنہ بکمال ذلت و خواری شترانِ بے کجاوہ و عماری پر سوار تھیں فاطمہ زہرا

کی سواری کے ساتھ جلو میں ملائکہ رحمان تسبیح خوان و تکبیر کناں تھے زینب خاتون وام کلثوم و دیگر اہلبیت سید مظلوم کے ہمراہ اشرار امت و منافقین و دشمنان دین عترت سید المرسلین کو دشنام دیتے جاتے اور فرزند بتول و سبط رسول کے قتل کرنے پر خوش ہو ہو کر تکبیریں کہتے تھے حالانکہ امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین کے قتل کرنے سے ان ملاعنہ نے خود تکبیر و تسبیح و تہلیل کو قتل کر ڈالا تھا ؎

ویکبرون بان قتلت فانما	قتلوا بك التكبير والتهليا

باونویں مجلس دربیان تزویج سیدۃ النساء با سید الاوصیا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما

فی البحار عن الرضاء عن آبائه عليه وعليهم السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اتانی ملك فقال يا محمد ان الله يقرء عليك السلام ويقول زوجت فاطمة من علی فزوجها منه و قد امرت شجرة طوبى ان تحمل الدر والياقوت والمرجان وان اهل السماء قد فرحوا لذلك وسيولد منهما ولدان سيدا شباب اهل الجنة وبهما يزين اهل الجنة فابشر يا محمد فانك خير الاولين والآخرين

بحار الانوار کی دسویں جلد میں ہے جناب امام رضا علیہ التحیہ والثنا نے اپنے آبائے طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کے سلسلہ طیبہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب سید المرسلین و خیر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ اے محمد خدائے تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے فاطمہ زہرا کا نکاح علی مرتضیٰ سے کر دیا ہے اب تم بھی فاطمہ کا نکاح علیؑ سے کر دو اور شجرہ طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ وہ موتی اور یاقوت اور مرجان سے بار ور ہو اور اس شادی سر اپا آبادی میں تمام اہل آسمان کو مسرت و فرحت حاصل ہوئی ہے اور عنقریب فاطمہ زہرا اور علیؑ سے اہل جنت کے دو سردار پیدا ہوں گے اور ان دونوں سے اہل جنت کو زینت دی جائیگی اور شاد و فرحاں ہو تو اے محمدؐ کہ تو ہے بہترین اولین و آخرین۔ نیز بحار الانوار جلد عاشر میں شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ کی امالی سے نقل کیا ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار و جد عالی مقدار کے سلسلہ سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے جناب فاطمہ علیہا السلام کا عقد جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کیا تو قریش میں سے کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ نے فاطمہ زہرا کا علی مرتضیٰ سے عقد مہر قلیل پر کر دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں نے انکا عقد نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے انکا عقد کیا ہے جس رات میں شب معراج میں مقام سدرۃ المنتہیٰ

پہنچا تب خدا تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ کو وحی کی کہ جو کچھ تیرے پاس ہے تو نچھاور کر اس نے موتی اور جواہر اور مرجان کو نچھاور کیا اور حوروں نے لپک لپک کر اس نثار کو لیا اور وہ ہمیشہ آپس میں ایک دوسری کو بطور ہدیہ دیتی ہیں اور فخریہ کہتی ہیں کہ یہ نثار ہے فاطمہؑ بنت محمدؐ کا۔ پھر جب شب زفاف ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی بغلہ شہبا پر فاطمہ زہرا کو سوار کیا اور سلمان فارسی کو حکم دیا کہ اسکی باگ پکڑ کر چلیں اور پیچھے پیچھے خود آنحضرت ہانکتے تھے راہ میں ہی حضرت نے وحی کی آواز سنی ناگاہ دیکھا حضرت نے کہ میکائیل و جبرئیل ہمراہ ستر ہزار ملائکہ مقربین کے آئے ہیں حضرت نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ تم کس لئے اسوقت زمین پر آئے ہو انہوں نے کہا کہ ہم سب فاطمہؑ کو علیؑ کے گھر پہنچانے کے واسطے آئے ہیں تب جبرئیل نے تکبیر کہی اور تمام ملائکہ نے تکبیر کہی پس اسوقت سے عرایس پر تکبیر کا کہنا جاری ہوا۔ نیز بحار الانوار میں ایک حدیث طولانی میں یہ فقرہ ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کہ عقد نکاح کیا علیؑ اور فاطمہؑ کا جبرئیل اور میکائیل نے جبرئیل علیؑ کی طرف سے متکلم تھے اور میکائیل میری جانب سے جواب دینے والے تھے۔ نیز اسی کتاب میں حباب بن الارث والی حدیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا جبرئیل امین کو کہ تزویج کر نور کو نور سے اور ولی نکاح خود خدا تعالیٰ شانہ تھا۔ نیز اسی کتاب میں ابن عباس سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کہ تحقیق خدائے تعالیٰ نے مجھ میں اور علیؑ میں مواخات کی اور علیؑ کا میری بیٹی فاطمہ زہرا سے خود ساتویں آسمان پر عقد کیا اور اس عقد پر اپنے ملائکہ مقربین کو گواہ کیا۔ نیز اسی کتاب میں تاریخ بغداد سے نقل کیا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ جب فاطمہ زہراؑ کو علی علیہ السلام کے گھر پہنچانے کیواسطے لیکر چلے تب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ واٰلہ الاطیاب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے آگے آگے تھے اور جبرئیل اس معظمہ کے داہنی جانب تھے اور میکائیل بائیں طرف تھے اور ستر ہزار ملائکہ اس مخدومہ کونین کے پیچھے پیچھے تسبیح اور تقدیس کرتے تھے تاآنکہ صبح طالع ہوئی۔ نیز اسی کتاب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جناب فاطمہ زہرا سے کہ اے فاطمہؑ میں نے تیرا عقد اس سے کیا ہے کہ جو سردار ہے دنیا میں اور صالحین میں ہے بروز قیامت جبکہ خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ تیرا نکاح علیؑ سے کرے تو جبرئیل امین کو حکم دیا پس وہ چوتھے آسمان پر کھڑے ہوئے اور تمام ملائکہ نے صفیں باندھ لیں۔ پھر خطبہ پڑھا اور تیرا عقد علیؑ سے کیا پھر خدا تعالےٰ نے درخت جنت کو حکم دیا وہ زیورہائے بہشت و لباسہائے جنت سے بارور ہوا۔ پھر بحکم خدا اس درخت نے زیور اور حلہائے جنت ملائکہ پر نچھاور کئے۔ پس جس جس نے اس نثار میں سے زیادہ حصہ لیلیا ہے وہ دوسرے پر قیامت تک فخر کریگا۔ شہاب الدین احمد بن حجر المکی محدث اہلسنت اپنی کتاب صواعق محرقہ میں کہتے ہیں اخرج

ابوبکر الخوارزمی ان صلی اللہ علیہ وسلم خرج علیھم ووجہ مشرق کدایرۃ القمر فسالہ عبد الرحمٰن بن العوف فقال اتتنی من ربی فی اخی وابن عمی وابنتی بان اللہ زوج علیاً من فاطمۃ وامر رضوان خازن الجنان فھز شجرۃ طوبٰی فحملت رقاقاً یعنی صکاکا بعدد محبی اھل البیت وانشاء تحتھا ملایکۃ من نور و دفع الی کل ملک صکا فاذا استوت القیامۃ نادت الملائکۃ فی الخلایق فلا یبقی محب لاھل البیت الا دفعت الیہ صکا فیہ فکاکہ من النار فصار اخی وابن عمی وابنتی فکاک رجال ونساء من امتی من النار اور کمال الدین بن فخر الدین جہرمی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ میں اسکا ترجمہ فارسی میں یوں کیا ہے۔ ابوبکر خوارزمی روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے بیروں آمد روئے مبارک آنحضرت نورانی بود مثل دائرہ قمر یعنی مستبشر و خوشحال بود آنگاہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ از سبب این پرسید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ بشارتے بمن رسید از جانب پروردگار من در باب برادر و ابن عم من و در باب دختر من کہ خدائے عزوجل تزویج نمود علیؑ را بفاطمہ رضی اللہ عنہا و رضوان خازن جنان را امر فرمود تا درخت طوبٰی را جنبانند آنگاہ آن درخت نوشتہ چند بار آورد بعدد دوستان اہلبیت و در زیر آں درخت فرشتہا از نور آفرید و بدست ہر فرشتہ یکے از اں نوشتہا داد پس چوں قیامت قائم شود آں فرشتہا درمیان خلایق منادی کنند و ہیچ کس از دوستان اہلبیت نماند مگر آنکہ نامہ آزادی او از آتش دوزخ بدست وے دہند۔ پس برادر و ابن عم و دختر من باعث خلاصی بسیارے از مردمان و زنان امت من خواہند بود از آتش دوزخ انتہٰی۔ نیز بحار الانوار میں ایک حدیث قدسی طولانی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے جس میں ہے کہ فرمایا جناب باری تعالیٰ شانہ نے وجعلت نحلتھا من علی خمس الدنیا وثلث الجنۃ وجعلت لھا فی الارض اربعۃ انھار الفرات ونیل مصر ونھروان ونھر بلخ فزوجھا انت یا محمد بخمسمائۃ درھم تکون سنۃ لامتک۔ یعنی خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے علیؑ کی طرف سے فاطمہ کو خمس دنیا عطا فرمایا ہے اور ثلث جنت اسکو بخشا ہے اور زمین پر چار نہریں فاطمہؑ کے مہر میں مقرر کی ہیں۔ فرات۔ دریائے نیل دریائے نہروان۔ دریائے بلخ۔ پس اے محمدؐ تو فاطمہؑ کا عقد پانچسو درہم پر علیؑ سے کردے تاکہ یہ مقدار مہر کی تیری امت میں سنت ہوجائے۔ نیز چند احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ خدائے کریم نے جناب فاطمہ زہراؑ کے مہر میں جنت اور نار کو مقرر کیا ہے تاکہ وہ علیا جناب اپنے محبوں کو جنت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں۔ نیز کتاب مصباح الانوار و فردوس الاخبار میں ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ تحقیق جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے نکاح فاطمہ زہراؑ سے کیا اور اسکا مہر زمین کو مقرر فرمایا پس جو شخص فاطمہ زہراؑ اور انکی اولاد کا دشمن ہوگا اسکو زمین پر چلنا حرام ہے۔ مرزا دبیر مرحوم

شعر

جو دشمن بتول علیہا السلام ہے ۔۔۔ اُسکو زمیں پہ راستہ چلنا حرام ہے

جناب سید نعمۃ اللہ الجزایری رحمۃ اللہ کتاب انوار نعمانیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ روی فی کثیر من الاخبار انّ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جعل مھر فاطمہ علیہا السلام جمیع الاراضی والمیاہ ومن ھذا قال الصادق علیہ السلام ان فاطمہ علیہا السلام لم تحلل احداً فی حل من الارض بالمساکن وغیرھا ولا بالانتفاع من الماء الا لشیعتھا ومحبیھا وکفانا بھذا مفخراً حین نفتخر یعنی احادیث کثیرہ میں وارد ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مہر جناب صدیقہ کبریٰ سیدۃ النساء صلواۃ اللہ علیہا کا کل روئے زمین اور تمام جہان کے پانی کو مقرر فرمایا ہے اسیوجہ سے جناب صادق علیہ السلام نے ارشاد کیا ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے زمین پر مکانات کا بنانا اور اُن میں رہنا اور دُنیا میں پانی پینا سوائے اپنے شیعوں اور محبوں کے اور کسی پر حلال اور جایز نہیں کیا اور کافی ہے ہمکو یہ فخر جبکہ ہم فخر کریں۔ **لمؤلفہ**

دیکھو عطا و فضل جہاں آفرین کو ۔۔۔ مہر بتولؑ کردیا ساری زمین کو
جتنے جہاں میں راکد و جاری میاہ ہیں ۔۔۔ وہ سب بمہر بنت رسالتؐ پناہ ہیں

آہ آہ حضرات مومنین باوجود اسکے کہ کل دنیا کا پانی بالخصوص نہر فرات کا پانی ہمارے آقا سید العطشان کی مادر گرامی صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کے مہر میں خدائے تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا مگر حسینؑ مظلوم دُنیا میں اپنی ماں کے مہر سے بھی محروم رہے اور اس امتِ جفاکار کے منافقین و اشرار نے فرزند رسول و فلذۂ کبد علیؑ و بتولؑ کو بہتی ہوئی نہر کے کنارہ پر بحالتِ تشنگی و گرسنگی ذبح کیا اور ایک قطرہ پانی کا نہ دیا **لمؤلفہ** شہ مظلوم کو پانی کی اِک بوند + ندی گو سامنے ندی بہا کی۔ **لقایل**

یا امۃ قتلت حسینا عنوۃ ۔۔۔ لم ترع حق اللہ فیہ فتھتدی

اے گروہِ اشرار و قوم فجار تمنے حسینؑ فرزند احمدِ مختار کو بلا جرم و قصور جبراً و ظلماً قتل کیا اور تمنے اُن کے بارہ میں خدا اور رسول کی ذرا رعایت نہ کی خدا لعنت کرے تمپر اور تمہارے عذاب دردناک کو ہمیشہ زیادہ کرے۔

قتلوہ یوم الطف طعناً بالقنا ۔۔۔ وبکل ابیض صارم ومھند

ہے ہے اُس گروہ جفاکار نے حسینؑ فرزند رسول مختار کو میدانِ کربلا میں نیزوں اور تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے قتل کیا۔

ولطال ما ناداھم بکلامہ ۔۔۔ جدی النبیّ خصیمکم فی المشھد

وہ ملاعنہ و فراعنہ اُس بھوکے پیاسے رسول کے نواسے کو قتل کرنے سے باز نہ آئے باوجود اسکے کہ اُس بیکس نے اُن ملاعنہ کو ہر چند سمجھایا اور کہا کہ اے قوم جفاکار تم بلا وجہ و قصور مجھکو آج قتل کرتے ہو کل کو بروز قیامت

میرے جدِ امجد جناب احمد مختار شفیع روزِ شمار تمہارے دشمن ہوں گے اور تمکو داخلِ نار کرینگے اور یہ یاد رکھو اور خوب سمجھ لو کہ میرا قتل کرنا تمکو کسی طرح جائز نہیں ہے میرے نانا حبیب کبریا محمد مصطفےٰ ہیں اور میرے بابا ولی خدا علی مرتضےٰ ہیں اور میری مادر گرامی جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا ہیں ؎

یا قوم ان الماء یشرب بہ الوریٰ   ولقد ظمئت وقل منہ تجلدی

اے قومِ جفاکار اے گروہ ستمگار خیال کرو کہ اس نہر کا پانی سب چرند و پرند و حیوانات و بہایم والفار و انسان پیتے ہیں کسی کو اس آبِ مباح و جاری میں سے پینے کی ممانعت نہیں ہے۔ سوائے میرے اور میرے اطفال خورد سال کے کہ ہمپر تمنے براہ ظلم و جفا یہ آب جاری بند کر رکھا ہے اور ہم شدتِ تشنگی سے سخت تکلیف اُٹھا رہے ہیں ؎

قد شفنی عطشی واقلقنی الذی   القاہ من ثقل الحدید المؤید

اے ظالموں پیاس کی شدت سے میرا جگر پھنکا جاتا ہے اور اسلحہ کی گرانی نے علاوہ ازاں سخت تکلیف دے رکھی ہے مجھکو پانی پینے سے مت روکو نہر کا راستہ چھوڑ دو کہ میں جاکر پانی پیوں ؎

قالوا لہ ھذا علیک محرم   حتیٰ تبایع للغبی الاسود

اس گروہِ جہول و ظلوم نے ہمارے آقا مظلوم کے جواب میں کہا کہ یہ پانی تمپر ہمنے حرام کر رکھا ہے اگر پانی پینا چاہتے ہو تو یزید رو سیاہ کی بیعت اختیار کرو ؎

فاتاہ سھم من ید مشؤمۃ   من قوس ملعون خبیث المولد

ہے ہے جناب سید الشہدا مظلوم کربلا یکہ و تنہا نرغہ اعدا میں سخت پیاس کی حالت میں ہونٹوں پر سو… ہوئی زبان کو پھیر رہے تھے کہ اس اثنا میں ایک ولد الزنا نے تین بھال کا تیر حضرت کے قلبِ اقدس پر مارا کہ جسکے صدمہ سے راکبِ دوشِ رسول گھوڑے پر سنبھل نہ سکے ؎

بلند مرتبہ شاہے ز صدر زین افتاد   اگر غلط نہ کنم عرش بر زمیں افتاد

روحی وارواح العالمین لہ الفدا وقلبی وقلوب المومنین لہ الوقاء لمؤلفہ

مولا کی تشنگی کا اسی پر کرو قیاس   جسدم سکینہ پہنچی تھی لاش پدر کے پاس
شیعوں سے کہہ رہے تھے یہ شبیر حق شناس   پانی پیو تو یاد کرو تم ہماری پیاس

ہی ہی وہ کیسی پیاس تھی قربان جائیے   رو رو کے اسکی یاد پہ دریا بہائیے

تڑپا یا خلد میں نبیٔ خافقین کو   غش آیا حوض پر شہ بدر و حنین کو
پیاسا کیا شہید جناب حسینؑ کو   پانی دیا نہ فاطمہؑ کے نور عین کو

مظلوم ذبح ہوگیا محروم نہر سے
بیٹے نے پایا پانی نہ مادر کے مہر سے

بعد از شہید ہونے کے ہی یہ حال تھا
اصغرؑ کے تیر کھانے کا دلپر ملال تھا
صد چاک جسم خاک پہ زہراؑ کا لال تھا
اور اُسکے پیاسے مرنے کا صدمہ کمال تھا

کہتے تھے شیعو دیکھئے عشرہ کو تم مجھے
کیونکر میں اپنے بچے کو ہاتھوں پہ تھا لئے

فوجِ عدو سے کہتے تھے آتا باضطرار
کھاتا ہے پیچ و تاب تڑپتا ہے بار بار
اے ظالموں یہ دیکھ لو بچہ ہے بیقرار
شدت سے تشنگی کے ہی مرتا یہ شیرخوار

بچہ کی جاں لبوں پہ ہے حالت تباہ ہی
پانی پلاؤ اسکو کہ یہ بے گناہ ہے

یہ کہکے پھر بلند کیا اُس صغیر
لائے نہ رحم بھولے خدائے قدیر کو
دکھلائیں تاکہ بچہ وہ فوجِ شریر کو
جوڑا کماں میں حرملہ ملعون نے تیر کو

تیرِ ستم سے نحر وہ تشنہ دہن ہوا
ہچکی لی اور راہی نہرِ لبن ہوا

حضرات مومنین اسمیں کچھ شک نہیں کہ صبر و شکر و یقین و استقلال و جرأت و تسلیم و رضا بلکہ جمیع مراتبِ اولیاء و اصفیا و مدارجِ خاصانِ خدا ہمارے مولا سید الشہدا پر علی وجہ الکمال ختم ہوگئے ہیں زائر

دودھ پیتا ہوا بچہ ہدفِ تیر ہوا
مضطرب تب بھی نہ قلبِ شہ دلگیر ہوا

ہمارے مولا سید الشہدا نے جو کچھ کیا ویسا تو کہاں اُسکا عشر عشیر نہ سابقین سے ہوسکا نہ لاحقین سے اور نہ متاخرین سے ہوسکتا ہے۔ شیرخوار بچہ کو فوجِ اہلِ ضلال کے سامنے لیجانا اور اُسکے لئے پانی کا سوال کرنا اتمامِ حجت کے لئے تھا تاکہ ایسا نہو کہ بوقتِ مطالبہ و مخاصمہ فوجِ منافقین و اشرار یا دیگر اُن کے حامی و انصار بالکل انکار کردیں اور کہیں کہ بچے کمسن تو حسین علیہ السلام کے ساتھ ہی نہ تھے یا اگر تھے تو پیاسے نہ تھے یا اگر پیاسے تھے تو ہمکو اُنکی پیاسے ہونے کی اطلاع نہیں دی گئی تھی ورنہ ہم معصوم بچوں بیگناہوں پر کیوں پانی بند کرتے امام مظلوم نے علی اصغر شیرخوار کو پیاس سے جاں بلب دکھا کر اپنے مخالفوں پر حجت تمام کردی اور اُنکے لئے کوئی محل انکار اور کسی طرح مجالِ فرار باقی نہیں رکھا۔ قربان ہوں جانیں ہماری اُس جانِ جہاں پر جس نے اپنی جان بلکہ اپنے نوجوانوں اور کمسن بچوں کی جانیں راہِ خدا میں ہمکو دوزخ سے نجات دلانے کے لئے قربان کردیں۔ روحی و روح العالمین لک الفدا یا اباعبداللہ لعن اللہ قوماً قتلوک ومن شرب الماء منعوک

ترپنوین مجلس جناب سید الوصیین وجناب سیدۂ نساء عالمین صلوٰۃ اللہ علیہما وذریتہما الطیبین کے نکاح مبارک کے بارہ میں ان دونوں بزرگوار اللہ اور رسول کے پیاروں کی اکاؤن فضیلتوں کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ خالق البریات الذی فضّل حبیبہ محمد اُمین الکائنات واھل بیتہ الھداۃ علی سایر المخلوقات تفضیلاً وشرّفھم تشریفاً جمیلاً وعظّمھم تعظیماً واجلالاً جلیلاً وکرمھم تکریماً عظیماً وجزیلاً حتی لم یخلق من مخلوقاتہ لھم نِدّاً وعدیلاً ولم یجعل لھم من مصنوعاتہ نظیراً ومثیلاً صلی اللہ علیہ وعلیھم اجمعین مادامت السموات والارضون بکرۃً واصیلاً۔ امّا بعد واضح ہو کہ جناب رب العالمین جلّت نعمایہ وعظمت آلایہ نے آسمان پر اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے زمین پر جو علیا جناب سیدۂ نساء عالمین کا عقد وپیوند عالی جناب مولی المومنین سید الوصیین سے کیا تو اُس تزویج بہیج سے ایسی فضیلتیں ان دونوں بزرگواروں اللہ اور رسولؐ کے پیاروں کی ثابت وآشکار ہوئی ہیں کہ ویسی فضیلتیں اور کسی فرد بشر کے لئے حاصل نہیں ہوئیں اگرچہ استیعاب اُن فضایل ظاہرہ وفواضل باہرہ کا دشوار ہے مگر یہ خاکسار اُنمیں سے اکاون فضیلتوں کا شمار اور اظہار کرتا ہے تاکہ اُنکو دیکھکر مومنین کی آنکھوں میں نور کا وفور اور منکر دلوں میں سرور وحبور کا ظہور ہو۔ اوّل یہ ہے کہ جناب حق سبحانہ تعالے نے اپنے کلامِ پاک میں اپنے اِن دونوں پیاروں کے ملاپ کا کنایۃً یوں ذکر کیا ہے کہ سورہ رحمٰن میں فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان نقل العلامہ رح عن الجمھور عن ابن عباس ان البحرین یلتقیان علی وفاطمہ بینھما برزخ لا یبغیان النبی۔ یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان الحسنؑ والحسینؑ قال ولم یحصل بغیرہ من الصحابہ ھذہ الفضیلۃ۔ **لمؤلفہ**

علیؑ وفاطمہؑ دو بحر آپسمیں ملاقی ہیں	سمجھ لو احمدؐ مختار اُن میں حدِ فاصل کو
حسنؑ ہیں لولو رخشاں حسینؑ بن علی مرجاں	ثنائے پنجتن مقصود ہے داور عادل کو

نیز حافظ ابن مردویہ محدثِ اہلسنّت نے بروایت انس بن مالک اِس مضمون فضیلت مشحون کو لکھا ہے۔ اور شیخ عزّ الدین عبد السلام المقدسی الشافعی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ فلما التقی البحران بحر النبوۃ من فاطمہؑ وبحر الفتوۃ من علی ھناک مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ التقوی لا یبغی علیؑ علی فاطمہؑ بدعوی ولا فاطمہؑ

(۱) صحیح القرآن آیت ۱۹ و ۲۰ ص ۵۵

علی علی اشکوی یخرج منہما اللؤلؤ و المرجان اللؤلؤ الحسنؑ و المرجان الحسینؑ۔ فجاء سبطان سیدین شہیدین حبیبین الی سید الکونین فہما روحاہ و ریحانتاہ کلما راح علیہما و ارتاح الیہما یقول ھذان ریحانتای من الدنیا و کلما اشتاق الیہما یقول ولدای ھذان سیدا شباب اھل الجنۃ۔ و ابوہما خیر منہما۔ و فاطمۃؑ بضعۃ منی یریبنی ما رابہا و یوذینی ما یوذیہا و لیسرنی ما یسرھا۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ انتہیٰ۔

دوم یہ ہے کہ جناب ایزد منان تعالیٰ شانہ و عظیم برہانہ نے قرآن میں سورۂ فرقان میں اپنے حبیب اور ولی کی شان میں اسی عقد مبارک کے بیان میں آیۂ کریمۂ ھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و صھرا۔ ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ یہ حقیر مجلس سابق میں بحیز تحریر لایا ہے۔ فانظر ثمہ۔ سوم یہ ہے کہ اس نکاح بابرکت میں خود جناب رب العزت جل جلالہ فاطمہ بتولؑ بضعۃ الرسولؐ کی جانب سے ولی نکاح ہوا۔ **مؤلف** اللہ اکبر۔ اللہ اکبر یہ عظمت و بزرگی سوائے علیؑ و فاطمہؑ کے اور کس کے لئے حاصل ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ عزت اور وقعت اور رفعت اور منزلت و عظمت اور کیا ہوسکتی ہے اللہم صل علی محمد و آل محمدؐ۔ چہارم یہ کہ جب اس عقد مبارک کے واقع کرنیکا مشیت ایزدی نے اقتضا کیا تب جناب احدیت کی بارگاہ سے تمام بہشتوں کو حکم ہوا کہ مزین اور آراستہ ہو جاؤ تمام جنت مزین و آراستہ ہوئے اور حوروں کو حکم ملا کہ زینت کریں انہوں نے سنگار کیا۔ ملائکہ کو حکم ہوا کہ آسمان چہارم پر سب جمع ہوں چنانچہ سب ملائکہ جمع ہوئے اور انکو فرمایا کہ ممبر کرامت کو نزدیک بیت المعمور کے نصب کریں چنانچہ وہ ممبر پرنور محاذی بیت المعمور کے نصب کیا گیا۔ پنجم یہ کہ آسمان چہارم محاذی بیت المعمور محل نکاح خوانی قرار دیا گیا ششم یہ کہ اُس ممبر نورانی پر بیٹھکر خطبۂ نکاح پڑھا گیا جس پر آدم علیہ السلام نے بیٹھکر ملائکہ کے سامنے وہ اسماء بیان کئے تھے جو انکو خداوند علیم نے سکھائے تھے۔ ہفتم یہ کہ راحیل جیسا ملک مقرب خوش تقریر شیریں کلام خوش آواز خطبۂ نکاح پڑھنے کے لئے متعین ہوا۔ ہشتم یہ کہ سید الملائکہ جبرئیل امین از جانب امیر المومنینؑ و میکائیل از جانب سیدۃ نساء عالمین وکیل ہوئے اور جبرئیل و میکائیل نے نکاح پڑھا۔ نہم یہ کہ اسرافیل دعا گو یعنی مبارکباد دینے والے اور عزرائیل نچھاور کرنیوالے مقرر ہوئے۔ دہم یہ کہ دیگر ملائکہ زمین و آسمان اس عقد مبارک پر گواہ ہوئے۔ یازدہم یہ کہ بعد وقوع عقد آسمانی بحکم ربانی زیر عرش سے منادی نے ندا دی کہ اے میرے فرشتو اے میری جنت کے رہنے والو مبارکباد دو علی بن ابیطالب حبیب محمدؐ کو اور فاطمہ دختر محمدؐ کو کہ میں نے خود انکو برکت دی ہے اور میں نے تزویج کردیا اپنی پیاری اور عزیز عورت کو اپنے پیارے اور دوست مرد سے۔ جو ابنیاء کے بعد میری حجت ہے خلقت پر۔ **لمؤلفہ**

حیدرؑ غلام خاص ہیں زہراؑ کنیز ہیں
دونوں بزرگوار خدا کو عزیز ہیں

دوازدہم یہ کہ جب راحیل نے رب جلیل سے پوچھا کہ الٰہی وہ برکتیں جو تونے ان بزرگواروں کو کرامت فرمائی ہیں اس سے زیادہ جو ہمنے آج مشاہدہ کیں اور کیا ہونگی۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے راحیل انپر میری کرامت

یہ ہو گی کہ میں اُن کے دلوں کو الفت نیک پر جمع کرونگا اور اُنکو اپنی مخلوقات پر اپنی حجت قرار دونگا میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ میں علیؑ اور فاطمہؑ سے ایسی اولاد و ذریت پیدا کروں گا کہ وہ زمین پر میرے خزانہ دار اور میرے علم کے معدن ہونگے اور وہ خلقت کو میرے دین کی طرف دعوت کرینگے میں انکے ذریعہ سے بعد انبیاء و مرسلین کے خلقت پر اپنی حجت کو تمام کروں گا۔ سیزدہم یہ کہ بوقتِ عقدِ آسمانی نسیم جنت کو حکم ہوا کہ انواع انواع کی خوشبو پھیلائے۔ چہاردہم یہ کہ حوروں کو حکم ہوا کہ طٰہٰ و طٰسٓ و یٰسین و حمعسق کی تلاوت کریں پانزدہم یہ کہ منادی نے بحکم الٰہی عرش کے نیچے سے ندا دی کہ آج علیؑ ابن ابیطالبؑ کا ولیمہ ہے۔ شانزدہم یہ کہ نیز حکم الٰہی صادر ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے علیؑ کو فاطمہؑ کے لئے اور فاطمہؑ کو علیؑ کیلئے پسند فرمایا ہے۔ ہفدہم یہ کہ جناب باری تعالیٰ نے سفید ابر کو حکم دیا اُس نے مروارید اور زبرجد اور یاقوت برسائے۔ ہژدہم یہ کہ ملائکہ نے بحکم الٰہی سنبل الطیب اور قرنفل نچھاور کئے۔ نوزدہم۔ نیز بعد وقوع عقد آسمانی بحکم رحمانی طوبیٰ نے زیور اور لباس نچھاور کیا۔ جو ملائکہ اور حوروں نے لوٹا اور آپسمیں اُس نثار کو حوریں تحفۃً ایک دوسری کو دیتی ہیں اور اُسپر فخر و ناز کرتی ہیں اور ہمیشہ قیامت تک فخر اور ناز کرتی رہیں گی اور وہ آپسمیں خوش ہو ہو کر کہتی ہیں کہ یہ صدقہ ہے جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کا۔ بستم۔ پھر طوبیٰ نے موتی اور مونگے اور زمرد اور لعل اور ہیرے و جواہر آبدار نثار کئے جو حوروں نے دوڑ دوڑ کر لوٹے۔ الخ۔ بست و یکم یہ ہے کہ کتاب مناقب ابن شہر اشوب جلد چہارم ص ۱۶ میں تاریخ بغداد سے باسناد بلال بن حمامہ نقل کیا ہے۔ اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں ابو بکر خوارزمی محدث اہلسنت کی کتاب المناقب سے نقل کیا ہے کہ ایک دن جناب خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الشرف سے اس طرح پر برآمد ہوئے کہ آنحضرتؐ کا چہرہ نورانی مثل دایرہ قمر کے روشن و تاباں تھا اور نہایت شاد و مسرور و بشاش تھے عبد الرحمٰن بن عوف نے سبب مسرت دریافت کیا تب حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس دربارۂ علیؑ و فاطمہؑ خدائے تعالیٰ کی طرف سے بشارت آئی ہے کہ جناب باری تعالیٰ نے علیؑ کا فاطمہؑ سے نکاح کر دیا ہے۔ اور رضوان خازن جناں کو حکم دیا ہے کہ درخت طوبیٰ کو حرکت دے اور درخت طوبیٰ میرے اہلبیت کے محبوں کی تعداد کے مطابق پروانے لکھے ہوئے پھل لائے اور نیز خدا نے حکم دیا ہے کہ زیر درخت طوبیٰ اُتنے ہی ملائکہ نور سے پیدا کئے جائیں۔ چنانچہ وہ پرچے جو کہ طوبیٰ موافق تعداد محبان اہلبیت بار لایا۔ ملائکہ مذکورین پر تقسیم کئے گئے یعنی ایک ایک پرچہ سب کو دیا گیا۔ پس جب قیامت قایم ہوگی تب وہ ملائکہ تمام خلقت میں منادی کرینگے اور میرے اہلبیت کے ہر محب کے ہاتھ ایک ایک پروانہ آتش دوزخ سے آزادی کا دینگے۔ پس میرا بھائی علیؑ بن ابی طالب اور میری بیٹی فاطمہ زہراؑ میری امت میں سے بہت سے زن و مرد کی رستگاری اور نجات کا باعث اور سبب ہونگے

مناقب ابن شہر آشوب والی روایت میں آخر کو یہ فقرہ بھی ہے کہ اُن توقیعات ربانیہ و فرامین سبحانیہ کی عبارت یہ ہوگی
براۃ من العلی الجبار لشیعۃ علیؑ و فاطمہؑ من النار۔ بست و دوم کتاب المناقب صفحہ میں ہے۔ ابوبکر مردویہ
فی کتابہ بالاسناد عن سنان الاوسی قال النبی حدثنی جبرئیل ان اللہ لما زوج فاطمہ علیاً امر
رضوان فامر شجرۃ طوبی فحملت رقاعاً لمحبی آل بیت محمد ثم امطرھا ملائکۃ من نور بعدد تلک
الرقاع فاخذ تلک الملائکۃ الرقاع فاذا کان یوم القیامۃ واستوت باھلھا اھبط اللہ الملائکۃ
بتلک الرقاع فاذا لقی ملک من تلک الملائکۃ رجلا من محبی اھل بیت محمد دفع الیہ رقعۃ
براۃ من النار۔ ابن مردویہ محدث اہل سنت نے اپنی کتاب میں باسناد خود سنان اوسی سے روایت کی ہے
کہا اُنہوں نے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ بیان کیا مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہ
خدا تعالے نے جب فاطمہ زہراؑ کا عقد علی مرتضےؑ سے کیا تب رضوان خازن جنان کو حکم دیا کہ درخت طوبی
کو حکم پہنچائے کہ وہ پروانے (چھٹیاں) موافق تعداد محبان اہلبیت امجاد بار لائے چنانچہ طوبی حسب الارشاد
وہی پھل لایا پھر اُسی تعداد و مقدار و شمار کے موافق ملائکہ نور سے پیدا کئے گئے اُن ملائکہ نے اون
پروانوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ پس جب قیامت قایم ہوگی تب خدا تعالیٰ اُن ملائکہ کو نازل کرے گا
جو فرشتہ جس محب اہلبیت سے ملاقات کرے گا وہ اُس پروانے کو جو آتش دوزخ سے آزادی کا حکمنامہ
ہوگا اُس مومن محب اہلبیت کے ہاتھ میں دیگا پس اُس فرمان کے بموجب ہر محب اہلبیت علیہم السلام
دوزخ سے نجات پائیگا۔ بست و سوم جناب حبیب کبریا نے ولی خدا سے فرمایا کہ اے علیؑ تمکو بشارت ہو
کہ جناب باری تعالیٰ شانہ نے تمکو وہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ ویسی کرامت اور کسی شخص کو اپنی خلقت
میں سے خدا نے عطا نہیں فرمائی۔ بست و چہارم فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
علی علیہ السلام سے قد زوجت ابنتی فاطمہؑ علیؑ ما زوجک الرحمن وقد رضیت بما رضی اللہ۔ یعنی
اے علیؑ میں نے تزویج کیا اپنی بیٹی فاطمہؑ کو تجھ سے جس طرح پر خدا تعالیٰ نے اُسکا نکاح تجھ سے کیا ہے اور
میں رضامند و خوشنود ہوا اُس امر پر جس پر خدا تعالیٰ خوشنود و رضامند ہوا ہے۔ پس اے علیؑ یہ تیری
زوجہ ہے تو اُسکا مالک ہے۔ بست و پنجم فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ اے علیؑ مجھکو
جبرئیلؑ نے خبر دی کہ بہشت بریں علیؑ اور فاطمہؑ کا بہت مشتاق ہے اے علیؑ اگر خدا تعالیٰ نے یہ امر
مقدر نہ کیا ہوتا کہ وہ تم دونوں کی نسل سے اماموں کو پیدا کرے تو البتہ بہت جلد بہشت اور اہل
بہشت کی دعا تمہارے بارے میں قبول کرتا یعنی تم دونوں کو بہت جلد بہشت بریں میں پہنچاتا۔
بست و ششم فرمایا جناب سرور عالم و فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے کہ اے

جلاء العیون

علیؑ تو میرا بہت اچھا بھائی ہے۔ اور تو میرا بہت اچھا داماد ہے اور تو میرا بہت اچھا مصاحب ہے یا علیؑ کافی ہے تیری بزرگی کیواسطے یہ امر کہ خدا تعالےٰ تجھ سے راضی ہے۔ بست و ہفتم۔ جناب امیر المومنینؑ نے حضرت سید المرسلینؐ سے استفسار کیا کہ یارسول اللہ میرا ذکر بہشت میں ہوتا ہے اور میرا نکاح خود خدا تعالےٰ نے روبرو ملائکہ کے کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ جب خدا تعالیٰ اپنے ولی اور اپنے دوست کی توقیر کرتا ہے اور پیار کرتا ہے تو اُسکی عزت اور توقیر اس طرح بڑھاتا ہے کہ نہ کسی کے کان نے وہ مضمون سُنا ہو اور نہ کسی کی آنکھ نے وہ نعمت دیکھی ہو۔ یا علیؑ یہ کرامتیں اور فضیلتیں اور نعمتیں خدا نے تمکو عطا فرمائی ہیں۔ یہ سُنکر جناب امیر المومنینؑ نے بارگاہ رب العالمین میں عرض کیا۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحاً ترضاہ واصلح لی فی ذریتی۔ یعنی اے خداوند ڈالدے میرے دل میں یہ بات کہ میں تیری نعمتوں کا شکر کروں جو تو نے مجھکو اور میرے ماں باپ کو دی ہیں اور مجھکو توفیق دے کہ میں وہ نیک کام کروں جنکو تو پسند کرے اور تو صلاحیت دے میری اولاد کو اور داخل کر مجھکو اپنے نیک بندوں میں اپنی رحمت سے اس دُعا پر جناب سید المرسلینؐ نے فرمایا آمین یارب العالمین ویا خیر الناصرین بست و ہشتم فریقین کے ہاں بتواتر منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر علیؑ نہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو اور ہمسر نہوتا بست و نہم۔ جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے نسل اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے ولی علیؑ مرتضےٰ صلواۃ اللہ علیہ کی پشتِ اطہر سے پیدا کی۔ چنانچہ فریقین کے ہاں یہ مضمون حدیث میں آیا ہے۔ جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی نسل خدا تعالےٰ نے اُسکی پشت سے کی ہے مگر میری نسل علیؑ کی پشت سے مقرر فرمائی ہے سیم۔ اس تزویج بہیج کے ایام فرحت انضمام میں جناب خیر الانام مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ الکرام نے اس امر کی شہادت دی ہے کہ علی علیہ السلام صالحین میں سے ہیں۔ یعنی انبیاء و مرسلین کے گروہ ذی شکوہ میں شامل ہیں جیسا کہ حضرت سلیمانؑ پیغمبر نے اپنے واسطے صالحین میں داخل ہونے کی دُعا کی تھی اور خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اُسکی خبر دی ہے۔ بقولہ تعالےٰ۔ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین۔ سی و یکم۔ جناب سیدہ نساء عالمین سے جناب سید المرسلینؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ قسم ہے مجھکو اُسکی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے تیرا نکاح اُس بزرگوار شخص سے کیا ہے جو سردار ہے دُنیا میں اور نیکو کار ہے آخرت میں۔ سی و دوم یہ کہ شب عروسی کی صبح کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بڑا پیالہ دودھ کا لائے اور جناب سیدہ سے فرمایا کہ اے فاطمہؑ تیرا باپ تجھپر قربان ہو اس دودھ کو نوش کر فاطمہ زہراؑ نے اس میں سے دودھ پیا۔ پھر آنحضرت نے جناب امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ تیرا ابنِ عم تجھپر قربان ہو اس دودھ کو نوش کر تب جناب امیر المومنینؑ نے وہ دودھ نوش فرمایا

تینتسویں یہ کہ کتاب مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم صنا میں ہے۔ ابو صالح المؤذن فی
فی الاربعین بالاسناد عن شعبہ عن عمرو بن مرہ عن ابراھیم عن مسروق عن
ابن مسعود قال سمعت رسول اللہ یقول انّ اللہ لما امرنی ان ازوّج فاطمۃ من
علی ففعلت فقال لی جبرئیل ان اللہ تعالی بنیٰ جنۃ من لولوۃ بین کل قصبۃ لولوۃ
من یاقوت مشدّدۃ بالذھب وجعل سقوفہا زبرجداً اخضر وجعل فیہا طاقات
من لولوۃ مکللۃ بالیواقیت ثم جعل غرفاً لبنۃً من ذھب ولبنۃ من فضۃ ولبنۃ
من دُرٍّ ولبنۃً من یاقوت ولبنۃً من زبرجدٍ وجعل فیہا عیوناً تنبع من نواحیہا
وحف بالانہار وجعل علی الانہار قباباً من دُرٍّ قد شعبت بسلاسل الذھب
وحفت بانواع الشجر وبنی فی کل غصن قبۃ وجعل فی کل قبۃ اریکۃ من دُرٍّ بیضا
غشاؤھا السندس والاستبرق وفرش ارضہا بالزعفران وفتق بالمسک والعنبر
وجعل فی کل قبۃ حورا والقبۃ لہا مایۃ باب علی کل باب جاریتان وشجرتان فی کل
قبۃ مفرش وکتاب مکتوب حول القباب ایۃ الکرسی۔ فقلت یا جبریل لمن بنیٰ اللہ
ھذہ الجنۃ قال بناھا لعلی بن ابیطالب وفاطمۃ ابنتک سوی جنانہما تحفۃ اتحفہما اللہ و
لتقرء ھذلک عینیک یارسول۔ ابو صالح موذن محدث اہلسنّت اپنی کتاب اربعین میں باسناد مذکورۃ
المتن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ جب مجھکو خدا تعالےٰ نے حکم دیا کہ فاطمہؑ سے علیؑ کا عقد
کروں تب میں نے بحکم الہیٰ فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کیا بعد اس عقد مبارک کے جبرئیل امین نے مجھ سے بیان کیا کہ جناب
خالق عالم جلت نعمایہ وعظمت آلائہ نے ایک بہشت جدید خاص اور خالص موتی کا بنایا اور پیدا کیا ہے جسکے ایک قصبہ (بانس) سے
دوسرے قصبہ تک ایک موتی ہے جو سونے کی تاروں میں یاقوت کے ساتھ پرویا ہوا ہے اور اسکی چھت زبرجد سبز کی ہے اور اسمیں
موتی کے محل اور قصر ہیں جو ہیروں سے جڑاؤ کیے ہوئے ہیں اور انمیں دریچے ایسے ہیں جنمیں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی
کی ایک اینٹ موتی کی ایک لعل کی ایک زمرد کی لگی ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس بہشت میں چشمے اور نہریں بنائی ہیں
جو چاروں طرف جاری ہیں اور بہت سی نہریں ہیں کہ انپر موتی کے قبے بنے ہیں جو سونے کی زنجیروں سے ملائے گئے ہیں اور
اس جنّت میں طرح طرح کے درخت اور پودے اور بہت سے غرفے ہیں اور ہر ہر غرفہ میں چند قبّے ہیں ہر قبہ میں سفید موتیوں کے
تخت بچھے ہوئے ہیں جنپر سندس او استبرق کے فرش ہیں وہاں کی زمین پر زعفران بچھی ہوئی ہے اور عنبر اور مشک اسپر چھڑکا ہوا ہے
ہر قبہ میں ایک حور ہے اور ہر قبہ کے سو سو دروازے ہیں ہر دروازہ پر دو دو کنیزیں ہیں اور دو دو درخت ہیں۔

اور ہر ایک قبہ میں ایک ایک صندلی ہے اور ایک ایک کتاب لکھی ہوئی ہے اور گرداگرد اُن قبوں کے آیۃ الکرسی لکھی ہوئی ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ بہشت جدید خداتعالیٰ نے کسکے لئے بنایا ہے۔ جبرئیل امین نے کہا کہ یہ بہشت جناب باری تعالیٰ نے علیؑ اور فاطمہؑ کے لئے علاوہ اُن جنتوں کے جو اُنکے لئے پہلے سے معین اور مقرر تھے اب نیا بنایا ہے اور یہ بہشت خداتعالیٰ نے علیؑ و فاطمہؑ کو بطور تحفہ کے عطا فرمایا ہے تاکہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ **مؤلف** یہ نیا باغ بہشت جو بعد اس عقد مبارک کے خالق عالم نے پیدا کر کے سوائے جنات سابقہ کے جو اُن دونوں بزرگواروں اللہ اور رسولؐ کے پیاروں کے لئے پہلے سے آمادہ اور معین تھے خداتعالےٰ نے علیؑ اور فاطمہؑ کو عطا فرمایا ہے۔ تو اس مقام پر ممکن ہے کہ یہ کہا جا سکے کہ یہ باغ بہشت جدید خدا نے فاطمہ کو جہیز یا رونمائی میں اور علیؑ کو سلامی میں مرحمت فرمایا ہے۔ **زائر**

کیا کیا شرف ملے ہیں علیؑ و بتولؑ کو	کیا فضل حق نے بخشے ہیں آل رسولؐ کو
کیا کچھ علیؑ و فاطمہؑ پیارے خدا کے ہیں	کیونکر نہوں یہ راحت جاں مصطفےٰ کے ہیں
یہ خلد نو جہیز میں زہراؑ کے آیا ہے	اور شیر کبریا نے سلامی میں پایا ہے

سی و چہارم یہ کہ جب نکاح زمینی بعد عقد آسمانی کے ہو چکا تب جبرئیل امین بحکم رب العالمین علیؑ و فاطمہؑ کے واسطے تحفہ جنت لیکر آئے جناب رسول اللہؐ نے وہ پٹاری جسمیں میوہ جنت تھا کھولی تو کیلے کی پھلی اور کشمش اور بہی تھی حضرت نے وہ میوہ جنت علیؑ و فاطمہؑ کو نصفا نصف خود اپنے دست مبارک سے کھلایا اور فرمایا کہ یہ تمہارے لئے جنت سے تحفہ آیا ہے۔ سی و پنجم یہ کہ جناب باری تعالیٰ شانہ نے علیؑ و فاطمہؑ کا آسمان پر نکاح کرنے کے بعد اپنے حبیب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ اصحاب التعظیم والتکریم کو حکم دیا کہ اب تم فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے زمین پر کر دو میں عنقریب ان دونوں سے دو فرزند ارجمند دنیا و آخرت میں اعلیٰ درجہ کی فضیلت والے طیب و طاہر پیدا کروں گا۔ **لمؤلفہ زائر**

نسبت رسول پاکؐ سے کس درجہ خوش نصیب	شوہر ہے خانہ زاد خدا باپ ہے حبیب
بیٹے ہیں دونو عرش الٰہی کے زیب و زین	سردار اہل خلد بریں ہیں حسنؑ حسینؑ

سی و ششم۔ یہ کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے وہ اپنی زرہ جو جناب سیدہؑ کا مہر ادا کرنے کیلئے بازار میں لیجا کر فروخت کی تھی وہ بحکم رب العالمین جبرئیل امین نے خرید کی اور پانچسو درہم اُسکی قیمت جناب احدیت کی جانب سے عطا ہوئی پھر وہ زرہ بھی واپس عنایت کی گئی۔ جیسا کہ ہم سابق میں لکھ چکے ہیں۔ سی و ہفتم۔ یہ کہ پس از نکاح ارضی جناب رسول اللہؐ نے جناب سیدہ کا ہاتھ جناب ید اللہ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ یا علیؑ تجھکو خداتعالیٰ نبی کی بیٹی مبارک کرے۔ سی و ہشتم۔ یہ کہ جناب رسول اللہ نے اُن دونوں بزرگواروں

کے لئے بعد از وقوع عقد یہ دُعا کی۔ اللھم بارک لھما وبارک علیھما وبارک شبلیھما۔ الٰہی برکت نازل کر انپر اور مبارک کر انکو اور انکی اولاد میں برکت دے۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ خدا تمسے ہر گناہ اور بدی کو دُور کرے اور تمکو پاک کر دے اعلیٰ درجہ کا پاک کرنا۔ سی و نہم یہ کہ بعد اس عقد مبارک کے حضرت رسول اللہؐ نے علیؑ کو فاطمہؑ کے پاس بٹھلا کر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے معبود میرے۔ یہ دونوں تمام خلقت سے زیادہ مجھکو پیارے ہیں تو بھی انکو پیار کر اور انکو محبوب رکھ اور انکو برکت دے انکی ذریت میں برکت دے اور اپنی طرف سے انپر نگہبان مقرر کر اور میں نے انکو اور انکی اولاد کو تیری پناہ میں دیا شیطان رجیم سے۔ ز ائر۔

اللہ اور رسول کے پیارے ہیں مرتضیٰ
شکرِ خدا امام ہمارے ہیں مرتضیٰ

چہلم۔ یہ کہ جناب محبوبِ کبریا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن دونوں بزرگواروں کے بارہ میں بعد از وقوع عقد جناب حدیث سے یہ دُعا کی کہ الٰہی جسطرح تو نے مجھکو گناہوں سے پاک کیا ہے اُسی طرح اِن دونوں کو گناہوں سے پاک کر۔ **مؤلف** اس دُعائے نبوی سے اِن دونوں بزرگواروں اللہ اور رسول کے پیاروں کی عصمت بخوبی ثابت و متحقق ہوگئی۔ چہل و یکم یہ کہ جناب رسول اللہ نے بعد از وقوع عقد مبارک اُن کے لئے یہ بھی دُعا کی بارک اللہ لکما فی سرکما وجمع شملکما والف علی الایمان قلوبکما۔ چہل و دوم یہ کہ جب جناب رسول اللہؐ نے علیؑ و فاطمہؑ کو اُن کے حجرہ میں چھوڑا اور خود باہر تشریف لانے لگے اُسوقت فرمایا مرج البحرین یلتقیان و نجمان یقتربان۔ یعنی کیا خوب دو دریا آپسمیں ملتے ہیں اور دو ستاروں کا آپسمیں قران ہوتا ہے

ہیں شیرِ ذو الجلال تو خورشید لازوال
پیدا ہوئے ہیں اُنسے جو دو کوکبِ منیر
زہرا وہ بدر ہیں جو نہ ہووے کبھی ہلال
وہ ہیں حسنؑ حسینؑ دو نجمیں بمثال

پھر حضرت نے دروازہ سے نکلتے ہوئے فرمایا طھرکما اللہ وطھر نسلکما انا سلم لمن سالمکم و حرب لمن حاربکم واستودعکم اللہ واستخلف علیکم۔ چہل و سوم یہ کہ اس عقدِ مبارک کے ولیمہ میں اسقدر برکت ہوئی کہ طعامِ قلیل سے بموجب ایک روایت کے سات سو آدمی سیر ہوئے اور موافق دوسری روایت کے طعام کھانے والے سوائے عورتوں کے چار ہزار مرد تھے سب سیر ہوئے اور اکثر لوگ اپنے اپنے گھروں کو بھی طعام لے گئے مگر اُس طعامِ قلیل میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہوئی۔ چہل و چہارم یہ کہ کتاب المناقب ص۲ میں ہے ابو عبد اللہ قال حرم اللہ النساء علی علیؑ مادامت فاطمۃ حیۃ الخ۔ یعنی جناب صادق علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جب تک فاطمہ زہرا زندہ رہیں اُسوقت تک جناب امیر المومنین پر خدا تعالیٰ نے اور نکاح کرنا حرام کیا ہوا تھا۔ **مؤلف** اللہ اکبر کسقدر اعزاز و اکرام فاطمہ زہرا علیہا السلام کا خداوند کریم کو منظور نظر ہے۔ حضرات دیکھو خیال کرو سورہ ہل اتی جو عترت مصطفےٰ کی مدح اور شان میں ہے اُس ساری سورہ میں بلحاظ فاطمہ زہراؑ

خداتعالیٰ نے اور اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے حوروں کا ذکر مطلق نہیں کیا **زائر**

ہے لحاظِ فاطمہ کس درجہ منظورِ خدا ۔۔۔ ہل اتیٰ میں ذکر حوروں کا نہیں ہرگز کیا

چہل و پنجم یہ کہ کتاب المناقب ص۳ میں ہے ابوہاشم العسکری سئلت صاحب العسکر لم سمیت فاطمہ الزہرا فقال کان وجہہا یزہر لامیر المومنین من اول النہار کالشمس الضاحیۃ وعند الزوال کالقمر وعند الغروب کالکوکب الدری ۔ ابوہاشم عسکری کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا کہ جناب فاطمہ کا نام زہرا کیوں ہوا فرمایا اس جناب کے کہ جناب فاطمہ کو زہرا اسلئے کہتے ہیں کہ روئے انور انکا امیر المومنینؑ کے سامنے صبح کو مثل آفتاب کے اور بوقت زوال مثل چاند کے اور بوقت غروب مثل ستارہ درخشاں کے روشن ہوتا تھا۔ **مؤلف**

زہراؑ ہیں چاند اور علیؑ آفتاب ہیں ۔۔۔ سبطینؑ کوکبین بصد آب وتاب ہیں

جیسا کہ خود جناب سیدالشہدا علیہ السلام نے رجز میں بروز عاشور ارشاد فرمایا ہے **ع**

والدی شمس و امی قمر ۔۔۔ وانا الکوکب بین القمرین

چہل و ششم یہ کہ جناب رسول مقبولؐ نے جناب بتولؑ سے پوچھا کہ بیٹی تیرا شوہر کیسا ہے عرض کیا نہایت نیک ہے مگر زنانِ قریش مجھکو بطریق طعن کہتی ہیں کہ تیرے باپ نے تجھکو مفلس سے بیاہ دیا ہے جو نہایت تنگدست ہے اور مالِ دنیا اسکے پاس بالکل نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ اے بیٹی جب خداتعالیٰ نے تمام مخلوقات کو ملاحظہ فرمایا تو تیرے باپ اور تیرے شوہر کو کل مخلوقات میں سے منتخب اور برگزیدہ کیا ہے اے فاطمہ علیؑ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا۔ اے بیٹی تیرا باپ اور تیرا شوہر مفلس نہیں ہیں اسواسطے کہ خداتعالیٰ نے تمام روئے زمین کے خزاین میرے سامنے پیش کئے مگر میں نے اُن خزاین کو خود قبول نہیں کیا اے بیٹی میں نے تیرا نکاح اُس سے کیا ہے جسکا اسلام سب سے سابق ہے اور جسکا علم سب سے زیادہ اور فایق ہے اور خود جناب باری تعالیٰ نے تیرا نکاح آسمان پر علیؑ سے کیا ہے۔ پھر خدا کے حکم سے تیرا نکاح میں نے علیؑ سے کیا ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ پھر آنحضرت نے اس طرح اُن بزرگواروں کے لئے دُعا کی کہ خداوندا انکو نعمت دے اور انکی اولاد کو جنت النعیم کا وارث اور مالک بنا اور انکو اولاد طیب و طاہر و مبارک عطا کر اور انکی اولاد میں برکت دے اور اُن کو خلقت کے امام بنا کہ وہ ہدایت کریں تیرے حکم سے تیری اطاعت کی طرف اور حکم دیں اُس کام کا جس میں تیری رضامندی ہو۔ نیز اُسی حدیث میں ہے کہ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ زوجہ تیری نیک زوجہ ہے اور یہ حوران جنت میں سے ہے بہشت کے میوہ سے پیدا ہوئی ہے اور یہ میری لختِ جگر ہے اسکو ناراض نہ کرنا جس کسی نے اسکو ناراض کیا اور اسکو ایذا دی اُس نے مجھکو

ناراض کیا اور مجھے ایذا دی جس نے اسکو شاد کیا اُس نے مجھکو شاد کیا اسکے غضبناک ہونے سے خدا تعالیٰ غضبناک ہوجاتا ہے اور اسکی رضامندی سے خدا تعالیٰ رضامند ہوتا ہے۔ جناب امیر المومنین فرماتے ہیں کہ جب تک فاطمہ زندہ رہیں نہ میں انکو کبھی غصہ میں لایا اور نہ وہ مجھکو کبھی غصہ میں لائیں یہانتک کہ اُنہوں نے دُنیا سے رحلت کی۔ چہل وہفتم یہ ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ نے مجھ میں اور علیؑ میں اخوت قایم کی اور آسمان پر میری بیٹی فاطمہ کا عقد علیؑ سے کیا اور ملائکہ مقربین کو اُسکے نکاح پر گواہ بنایا اور علیؑ کو میرا وصی اور خلیفہ مقرر فرمایا پس علیؑ مجھ سے ہے میں علیؑ سے ہوں اُسکا دوست میرا دوست ہے اور اُسکا دشمن میرا دشمن ہے۔ تحقیق ملائکہ علی ابن ابیطالب کی محبت اور دوستی کے سبب سے جناب باری تعالےٰ سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔ چہل وہشتم یہ کہ پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ تمہاری زوجہ کیسی ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ بہت معین اور مددگار ہے طاعت خدا پر۔ چہل ونہم یہ کہ کتاب المناقب ص ۱۶ میں ہے کہ جناب قادر منان جلت آلایہ نے حلہ جنان جناب سیدہ عالمیان بنت سید الانس والجان کے واسطے بدست جبریل امین ارسال فرمایا جسکو اُس مخدومہ کونین نے بوقت رخصت زیب بدن اطہر فرمایا اور زنان قریش اُس لباس منور وذیشان کو دیکھکر متعجب وحیران ہوگئیں اور اُسکی قیمت کل دُنیا کے برابر تھی۔ **لمؤلفہ**

اللہ رے شان دختر سردار انس وجاں	ہی زیب تن وہ خلعت زیبا بغروشاں
بھیجا خدائے پاک نے جو حلۂ جناں	قیمت ہی جس لباس منور کی کل جہاں
جوڑا یہ ہے جہیز میں حق نے عطا کیا	اور مہر مرتضےٰ کی طرف سے ادا کیا

پنجاہم یہ کہ اگرچہ بظاہر اُمت محمدی میں سنت ہونے کے لئے مہر جناب سیدہ کا پانچسو درہم مقرر ہوا۔ مگر اصل میں فی الحقیقت جناب رب العالمین جلت نعمانہ وعظمت آلائہ نے جناب امیر المومنین کی طرف سے مہر میں جناب سیدہ نساء عالمین کو تمام روئے زمین عطا فرمادی۔ اور نیز کل روئے زمین کا پانی مرحمت فرمایا بالخصوص نہر نیل ونہر بلخ ونہر نہروان وفرات جناب سیدہؑ کے مہر میں حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔ اور نیز یہ ہے کہ جناب باری تعالیٰ نے فاطمہ زہرا کے مہر میں خمس دُنیا وثلث جنت کو مقرر کیا اور بعض روایات میں ہے کہ ربع دنیا وجنت ونار کو خدا نے اُس جناب کے مہر میں مقرر فرمایا تاکہ وہ علیا جناب اپنے اور اپنی اولاد کے محبوں کو داخل جنت کریں اور اپنے اعدا کو داخل نار کریں۔ نیز جناب سیدہؑ کی درخواست پر خدا تعالیٰ نے اُس علیا جناب کے مہر میں یہ اضافہ فرمایا کہ کل اُمت عاصی کی مغفرت کا اقرار نامہ مہر سیدہ میں لکھکر معرفت جبریل کے بھیجا جس اقرار نامہ الہٰی کو جناب سیدہؑ نے ہمیشہ اپنے پاس بحفاظت رکھا پھر بوقت وفات اپنے کفن میں

اسکو رکھ دینے کی وصیت کی تھی۔ پنجاہ و یکم یہ کہ جب جناب فاطمہ زہرا اپنے پدر بزرگوار کے گھر سے رخصت ہو کر شوہر نامدار کے گھر تشریف لانیکے واسطے دلدل شہبا کی عماری میں سوار ہوئیں تو اسوقت تمام امہات المومنین یعنی ازواج سید المرسلین و دیگر نسوان مہاجرات و انصاریات و خواتین ہاشمیات اُس علیا جناب کی سواری کے آگے آگے تھیں اور ازواج رسول اشعار رجزیہ پڑھتی جاتی تھیں۔ اور یمین و یسار جبرئیل و میکائیل مع ستر ستر ہزار ملائکہ کے جلو میں تکبیریں کہتے ہوئے جا رہے تھے۔ اور حوران جنت بکمال آرایش و زینت عماری کے پیچھے پیچھے تھیں۔ اور خود جناب سرور عالم و فخر بنی آدم مع تمام جوانان بنی ہاشم سواری کے ہمراہ تھے۔

چوّنویں مجلس در بیان معجزہ جناب سیّدہ صلواۃ اللہ علیہا۔ پھر اُس علیا جناب کا مع اپنی مادر گرامی خدیجہ خاتون کے شمر شقی کے گھر تشریف لیجا کر سیّد مظلوم کے سر انور پر گریہ و زاری کرنا اور زوجہ شمر ملعون کو بعوض بکا جنت میں لیجانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین و الصلواۃ و السلام علیٰ سیدنا محمد و آلہ الطیبین۔ اما بعد واضح ہو کہ جماعت یہود جو مغضوب رب ودود تھی وہ لوگ ہمیشہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سخت عناد رکھتے تھے اور دایما اس تاک میں رہتے تھے کہ کسی طرح اُس جناب کو اور آنحضرت کی آل اطیاب کو زک دیں اور نادم کریں اور یہ ظاہر ہے کہ دُنیا محمد اور آل محمد کے لیے خدا نے نہیں مقرر کی چنانچہ جناب رسول اللہ فرماتے ہیں کہ دُنیا محمد اور آل محمد کے لیے نہیں ہے۔ اگر خدا کے نزدیک دُنیا کی قدر و منزلت ایک پشہ کے برابر بھی ہوتی تو دُنیا میں کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ ملتا۔ بنا بران اُن خاصان خدا پر ہمیشہ فاقہ رہتا تھا۔ اور یہود جو مغضوب الٰہی تھے دُنیا میں صاحب مال و دولت و جاہ تھے۔ اور محمد و آل محمد کے فقر اور فاقہ سے آگاہ تھے۔ جلاء العیون میں ہے کہ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ گروہ یہود میں شادی تھی وہ لوگ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ الاطیاب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ پر ہمارا حق ہمسائیگی ہے ہمارے ہاں شادی ہے لہذا ہم لوگ آپ سے ملتمس ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا کو ہمارے ہاں شادی کے موقع میں بھیجدیجے کیونکہ یہ امر ہمارے لئے موجب فخر اور عزت ہوگا اور اس معاملہ میں یہودیوں نے بے انتہا مبالغہ کیا جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ علی ابن ابیطالب کی زوجہ ہے اسلئے اُن کے حکم میں ہے۔ یہودیوں نے عرض کیا کہ آپ علی سے

ہماری سفارش کیجے اور رخصت دلا دیجے۔ غرض یہودیوں کی یہ تھی کہ اُنکی عورتوں نے خوب بناؤ سنگار کیا تھا اور عمدہ عمدہ زیور اور اعلیٰ درجہ کے لباسہائے فاخرہ پہنے تھے اور جناب فاطمہؑ کو اسلئے بُلاتے تھے کہ فاطمہ بنت رسول بہ فقر وفاقہ مبتلا ہے زیور اور اچھا لباس اُنکو میسّر نہیں پھٹے پُرانے کپڑوں سے جو خانہ عروسی میں آئینگی تو اُنکی اور خود جناب رسول اللہ کی ذلت ہوگی۔ پس منقول ہے کہ اُسی وقت جبرئیل امین بحکم جناب رب العالمین زیور اور جامہ ہائے بہشت بریں جناب سیدہ نساء عالمین کے واسطے لیکر آئے پس جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا وہ زیور اور لباس جنت پہنکر یہودیوں کے ہاں شادی میں تشریف لے گئیں جب زنانِ یہود نے جناب فاطمہ زہرا کو وہ عجیب و غریب زیور اور وہ لباس نفیس و اطہر پہنے ہوئے دیکھا اور نور اور ضیا و درخشانی و بہا کو مشاہدہ کیا حیران اور متعجب ہوگئیں اور سب کی سب جناب سیّدہ نساء عالمین کی خدمت میں حاضر ہوکر زمین پر گرگر کر حضرت کے پاؤں چومنے لگیں۔ حتّیٰ کہ اُنمیں سے بہت سی عورتیں بہ برکتِ قدوم میمنت لزوم جناب مخدومہ کونین شرف اسلام سے مشرف ہوئیں۔ **مؤلف زائر** کہوں حضرات مومنین سامعین وناظرین سُنا اور دیکھا آپنے کہ کس شان وشکوہ اور جاہ وجلال سے جناب مخدومہ کونین دختر سید الخافقین بہشت بریں کا لباس اور زیور زیب بدن فرماکر یہودیات کی عروسی میں تشریف لے گئیں اور اُنکو اپنے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے مشرف باسلام کیا۔ ایکدن تو وہ تھا کہ اس شان وشکوہ وتزک و احتشام سے خانہ عروسی میں تشریف لے گئی تھیں اور ایکدن وہ تھا کہ اپنے فرزند مظلوم پر رونے کے لئے شمر ملعون کے گھر مع اپنی والدہ ماجدہ کے بہشتِ بریں سے نالاں وگریاں تشریف لیگئی تھیں اور وہاں پہنچکر اپنے فرزند مظلوم کے سرِ انور کو چوم چوم کر روئیں اور زوجہ شمر ملعون کو اپنے فرزند مظلوم کی مصیبت میں رونے اور گریہ وزاری کرنے کے سبب سے جنت میں لے گئیں۔ دمعہ ساکبہ میں کتاب البحر المذاب سے منقول ہے کہ واقدی نے لکھا ہے کہ جب شمر شقی جناب سیّد الشہدا کے سرِ انور کو توبرہ میں رکھکر اپنے گھر لیگیا تو اُس ملعون نے اُس سرِ مقدّس کو زمین پر رکھدیا اور اُسکے گرداگرد مٹی کا ایک حلقہ بناکر اُس سرِ انور کو خاک میں چھپادیا اتفاقاً اُسکی زوجہ گھر کے صحن میں آئی تو اُس نے دیکھا کہ جس مقام پر سرِ منوّر پوشیدہ کیا ہے وہاں سے ایک نور ساطع ہورہا ہے اور بسوئے آسمان وہ نور درخشان طالع ہے زوجہ شمر یہ دیکھکر اُس مٹی کے حلقہ کے قریب آئی تو وہاں سے ایک آواز دردناک سُنائی دی حیران ہوئی کہ یہ کیا شے ہے۔ شمر ملعون کے پاس جاکر بیان کیا کہ باہر صحن میں فلاں مقام پر عجیب نور اور ضیا ہے اور وہاں سے ایک آہ اور نالہ کی صدا آرہی ہے اُس مقام پر کیا چیز ہے اُس ملعون نے کہا کہ ایک خارجی کا سر ہے جسکو میں نے قتل کیا ہے اور اب میں اس سر کو یزید کے پاس لیجاؤں گا اور اُس سے بہت سا انعام پاؤں گا۔ اُسکی زوجہ نے

پوچھا کہ وہ خارجی کون تھا شمر نے کہا کہ حسینؑ ابن علی علیہما السلام۔ جناب سید الشہدا فرزند مصطفےٰ کا نام مبارک
سُنتے ہی زوجہ شمر چیخیں مار مار کر رونے لگی یہانتک روئے کہ روتے روتے بیہوش ہو کر گر پڑی جب ہوش
آیا تو اُس نے شمر شقی سے کہا کہ اے بدترین گبر و یہود تو خدا کے غضب سے کچھ نہ ڈرا کہ ایسے فعل بد کا مرتکب
ہوا جسکی پاداش میں تو دُنیا اور آخرت میں عذاب شدید و عقاب مزید کا مستحق ہوگیا۔ یہ کہکر روتی ہوئی
اُسکے پاس سے نکلی اور صحن میں آکر جناب امام مظلوم کا سر انور اُس گڑھے میں سے نکالا اور اپنی گود میں رکھ لیا
اور چیخیں مار مار کر روئی اور محلہ کی عورتوں کو فرزند فاطمہؑ کی مصیبت میں گریہ و زاری کرنے کے لئے طلب
کیا پس زوجہ شمر مع دیگر عورات محلہ رو رو کر کہتی تھیں۔ خدا لعنت کرے اُن ملاعنہ پر جنہوں نے فرزند رسول
و جگر بند علیؑ و بتول کو قتل کیا اسی طرح ایک عرصہ دراز تک روتی رہی جب روتے روتے رات زیادہ گزر گئی تو
اُسپر خواب غالب ہوئی جناب امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو چھاتی سے لگائی ہوئے اُسی حالت میں
سوگئی۔ خواب میں اُس نے دیکھا کہ گویا دیوار اُسکے گھر کی پھٹ گئی ہے اور آسمان پر ایک بادل چھا گیا ہے
اُس بادل میں سے دو خاتون معظمہ نکلیں اور بہت سے فرشتے دکھائی دئے اُن بیبیوں نے آکر اُس سر منور
کو اُٹھا لیا۔ زوجہ شمر کہتی ہے کہ میں نے پوچھا کہ یہ خواتین معظمہ کون ہیں تو جواب ملا کہ خدیجہ اُمّ المومنین
اور فاطمہؑ سیدہ نساء عالمین ہیں۔ پھر میں نے بہت سے مرد دیکھے ایک مرد بزرگوار اُن میں ایسا ہے کہ
جیسا چاند ہو ستاروں میں میں نے پوچھا یہ کون ہیں تو مجھکو یہ جواب ملا کہ یہ محمدؐ رسول اللہ ہیں اور اُن کے
ہمراہ حمزہ اور جعفر اور دیگر اُن کے صحابہ ہیں پھر میں نے دیکھا کہ وہ سب صاحب آئے اُس سر مبارک کو
چومتے تھے اور روتے تھے۔ پھر جناب خدیجہ اور جناب فاطمہؑ میری طرف ملتفت ہوئیں اور فرمایا کہ ہمپر تو نے
احسان کیا ہے ہم تیرے ممنون اور شکر گزار ہیں کہ تو نے ہمارے فرزند مظلوم پر گریہ و زاری کی ہے
اب تو اپنی خواہش بیان کر تا کہ جس شے کی تجھے خواہش ہو وہی شے ہم تجھکو دیں اگر تو ہماری ساتھ جنت
میں رہنا چاہے تو تو اپنی تیاری کر ہم تیرے منتظر ہیں۔ یہ سُنکر زوجہ شمر خواب سے بیدار ہوئی اور اُس وقت
سر منور جناب سبط پیغمبر کا اُسکی گود میں تھا اِس عرصہ میں صبح ہوگئی تھی شمر ملعون آیا اور اُس نے جناب
امام مظلوم کا فرق مبارک اُس سے طلب کیا زوجہ شمر نے کہا کہ اے ملعون اشقی الاولین والآخرین
تو مجھکو طلاق دے کیونکہ تو یہود اور مجوس سے بھی بڑھکر کافر بلکہ اکفر ہوگیا ہے میں تیرے ساتھ ہرگز
نہیں رہوں گی۔ شمر شقی نے اُسکو طلاق دی اور پھر حضرت کا سر مبارک و منور اُس سے طلب کیا اُس نے
کہا کہ میں اپنے آقا کا سر تجھکو ہرگز نہ دونگی اگرچہ تو مجھے قتل کر ڈالے میں نہ ڈروں گی یہ سُنکر شمر ملعون نے
ایک تلوار اُس سعیدہ کے سر پر ماری کہ وہ شہید ہوئی اور جنت کو سدھاری۔ **مؤلف** حضرات مومنین

اب خیال کرنا چاہیے کہ جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کی مصیبت میں رونا مقبولانِ بارگاہ خدا کی بارگاہ میں کسقدر پسندیدہ اور مقبول ہے دیکھو جناب اُمّ المومنین خدیجہ کبریٰ اور جناب سیدہ نساء عالمین فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما نے شمر ملعون کی زوجہ سے اس عمل خیر کی وجہ سے فرمایا کہ ہم پر تیرا احسان ہے کہ تو ہمارے فرزند مظلوم کی مصیبت میں روئی ہے اب اس گریہ وزاری کی قبولیت اور عظمت پر غور کرنا چاہیے۔ **لمؤلفہ**

احسان ہو جس فعل سے خاصانِ خدا پر
اس سے عمل خیر نہ ہوگا کوئی بہتر
واللہ وہ ہے افضلِ اعمال مقرر
حقا کہ وہ ہے موجبِ خوشنودئ داور
ہاں مومنو روتے ہو جو تم سبطِ نبیؐ پر
احسان ہے یہ احمدؐ و زہراؑ و علیؑ پر

محسن ہو پیمبر کے خوشا حال تمہارے
یہ اشک نہیں بلکہ وہ موتی ہیں پیاری
جو حیدر و زہرا و پیمبر کو ہیں پیارے
یہ اشک نہیں شافع محشر ہیں ہمارے
کیا رتبہ و رفعت میں بھلا کم ہیں یہ آنسو
زخمِ تنِ شبیرؑ کے مرہم ہیں یہ آنسو

یہ اشک ہیں یا گوہر بے مثل ہیں سارے
یہ اشک ہیں یا عرش معظم کے ستارے
لیجائیں گے باکی کو یہ کوثر کے کنارے
بخشش کا وسیلہ یہی آنسو ہیں ہمارے
رضوانِ خداوند جہاں انکا صلا ہے
موتی وہ ہیں یہ خلد بریں جنکا بہا ہے

اس رونے سے خوش ہوتے ہیں خاصانِ الٰہی
توفیق بکا ہمیہ ہے احسانِ الٰہی
یہ اشک ہوئے باعثِ غفرانِ الٰہی
یہ اشک ہوئے موجبِ رضوانِ الٰہی
تم روتے ہو لو تمکو دعا دیتے ہیں قدسی
گرتا ہے جو آنسو وہ اُٹھا لیتے ہیں قدسی

فرماتے ہیں خود سرورِ دیں سبطِ پیمبر
گریاں کی وزایر کو یہ ہو علم میسّر
کیا اجر کے اُسکے لیے حق نے مقرر
تو رونے سے البتہ سرور اُسکا ہو بڑھکر
باکی مرا جو وقت اُٹھے بزمِ عزا سے
پاکیزہ ہے ہر جرم سے آزاد سزا سے

پچپنویں مجلس درباب تفسیر آیۂ تطہیر و مصائبِ اہلبیتؑ کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمد اللہ کما ھو اھلہ حمداً عزیزاً۔ ونشکرہ شکراً وفیراً ونذکرہ ذکراً کثیراً ونسبحہ تسبیحاً صباحاً وعشیاً وظھیرۃ ونکبرہ تکبیراً ونھللہ تھلیلاً ونوحدہ توحیداً مافیہ شرک ولا نکیراً۔ ونصلی علی سیدنا ونبینا وشفیعنا محمد المحمود الذی بعثہ اللہ بشیراً ونذیراً وجعلہ سراجاً منیراً وآلہ الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطہیراً۔ اما بعد

فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ الکریم الطاہر الذی لایمسہ الا المطہرون۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھلبیت ویطہرکم تطہیراً۔ فی سورۃ الاحزاب یعنی جناب باری تعالیٰ شانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ سوا اسکے کوئی بات نہیں کہ ارادہ باری ومشیت ایزدی کا اقتضا اسی امر سے ہے کہ اے اہلبیت تمسے خدا تعالیٰ ہر ایک گناہ اور ناپاکی اور بُری بات کو دور کردے اور پاک کردے تمکو تمام گناہوں سے بالکل پاک کرنا پس اے حضرات ناظرین وسامعین اسمیں کچھ شک نہیں کہ اس آیہ وافی ہدایہ سے عصمت اہلبیت اطہار کی کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت وظاہر وآشکار ہے اگر غور اور انصاف اور تامل سے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر کو ملاحظہ کریں تو اُن منکرین عصمت کو جو قرآن شریف کو منزل من اللہ مانتے ہیں نہ جائے انکار ہے نہ محل فرار ہے۔ اور امام ونائب خیر الانام کا مثل اپنے منیب نبی معتام کے معصوم ہونا از روے عقل ونقل فرض اور لازم اور ضروری ہے کما ھو ثابت فی محلہ ومقامہ من الکتب الکلامیۃ بالدلائل القطعیۃ پس نائب وخلیفہ رسول غیر معصوم نہیں ہوسکتا اور عامہ نے جو خلفاء رسول کے بموجب اجماع ناقص کے خود بنائے ہیں وہ معصوم نہیں ہیں لہذا خلافت انکی باطل اور حلیہ صحت سے عاطل ہے **لمؤلفہ**

معصوم اہل بیت بحکم خدا ہوئے　　ہر اک گنہ سے پاک ہیں آل عبا ہوئی

قرآن میں ہے آیہ تطہیر دیکھ لو　　پھر خوب غور وفکر سے تفسیر دیکھ لو

طاہر ہر ایک رجس سے اہل کسا ہوئے　　معصوم ہر گنہ سے بہ نص خدا ہوئے

اس آیہ سے ثبوت ہے عصمت کا شک نہیں　　پس بعد مصطفےٰ کے ہیں حیدرؑ امام دیں

معصوم مرتضےٰؑ ہیں پس از سید الانام　　معصوم جو کہ ہو وہی ہوسکتا ہے امام

اور بعد مرتضےٰؑ کے حسنؑ پھر امام ہیں　　بعد از حسنؑ امام شہ تشنہ کام ہیں

پھر بعد میں بہ نص شہنشاہ تشنہ کام　　مثل حسینؑ سید سجادؑ ہیں امام

پھر باقرؑ العلوم ہیں سردار خاص وعام　　جابر نبی کا لائے ہیں جنکے لئے سلام

پھر ہیں جناب صادقؑ اولاد مصطفےٰ　　جس شاہ نے کہ علم کا دریا بہا دیا

پھر اُن کے بعد موسیٰؑ کاظم امام ہیں　　پھر شاہ دیں رضاؑ وتقیؑ لا کلام ہیں

بعد ان کے ہیں نقیؑ وحسن عسکریؑ امام　　اب صاحبؑ الزمان ہیں ہادی پئے انام

شیخ سلیمان قندوزی بلخی حنفی المذہب نقشبندی المشرب اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں۔

الباب الثالث والثلاثون فی تفسیر ایۃ التطہیر وحدیث الکساء فی صحیح مسلم عن عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن

فادخلہ ثم جاء الحسین فادخلہ ثم جاءت فاطمہ فادخلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ ایضاً اخرج الحاکم ھذا الحدیث عن عایشہ یعنی تینتیسواں باب آیہ تطہیر کی تفسیر اور حدیث کسا کے بیان میں ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت بیوی عایشہ امّ المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسولِ خدا صبح کے وقت گھر سے نکلے اور مخطط یعنی لکیروں والی سیاہ بالوں یعنی سیاہ اُون کی بنی ہوئی عبا یا کمبل یا چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ پس آنحضرت کی خدمت میں امام حسنؑ آئے اُنکو آنحضرتؐ نے اُس چادر میں لیا پھر امام حسینؑ آئے اُنپر بھی وہ چادر اوڑھا دی پھر فاطمہ آئیں اُنکو بھی اُسی عبا میں داخل کیا۔ پھر علیؑ آئے اُنکو بھی اُسی عبا میں داخل کیا پھر اِس آیہ مبارکہ کی تلاوت فرمائی اِس حدیث کو حاکم نے بھی بیوی عایشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وفی سنن الترمذی فی مناقب اھل البیت۔ حدثنا قتیبہ بن سعید قال حدثنا محمد بن سلیمان الاصبہانی عن یحیی بن عبید عن عطا عن عمر بن ابی سلمہ ربیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً فی بیت ام سلمہ فدعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وفاطمہ وحسناً وحسیناً فجللھم بکساءٍ وعلی خلف ظھرہ فجللہ بکساءٍ ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً قالت ام سلمہ انا معھم یا نبی اللہ قال انت علی مکانک وانت الی خیرٍ۔ وفی الباب عن ام سلمہ ومعقل بن یسار وابی الحمراء وانس بن مالک اور سنن ترمذی میں درباب مناقب اہلبیت علیہم السلام بسند مذکورۃ المتن عمر بن ابی سلمہ ربیب النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہا اُنہوں نے کہ آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہلبیت ویطہرکم تطہیرا حضرت ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی پس بُلایا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو اور اُنپر چادر ڈالی۔ علیؑ رسول اللہ کے پسِ پشت تھے سب پر چادر ڈالدی پھر فرمایا کہ الٰہی یہ ہیں میرے اہلبیت پس انسے دُور کر رجس اور گناہ کو اور پاک کردے اُنکو پورا پاک کرنا حضرت امّ المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ سُنکر عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں بھی اِن کے ساتھ ہوں حضرت نے فرمایا کہ تو اپنی جگہہ پر ہے اور تیری بازگشت نیکی کی طرف ہے۔ یعنی تو میرے اہلبیت میں داخل نہیں مگر نیک ہے۔ اور اِسی باب میں حضرت امّ سلمہ

تفسیر معالم التنزیل جسکا مصنف سخت متعصب ہے کیونکہ جہانتک اُس سے ممکن ہوتا ہے وہ آلِ رسول کے فضایل کو پوشیدہ کرنے میں کوشش کرتا ہے اُسنے اِس آیت کے ماتحت لکھدیا۔ قال زید بن ارقم اہلبیتہ من حرم الصدقہ علیہ بعدہ آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس رضی اللہ عنہم۔ پس بموجب اِس قول کے ازواج رسول اِس آیت میں ہرگز داخل نہوئیں اسلئے کہ اُنپر صدقہ حرام نہ تھا اور نیز اِس معا کیلئے کہ ازواج رسول اِس آیت میں ہرگز داخل نہیں ہیں یہ بہت اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے کہ اِس آیت سے عصمت اہلبیت کی ثابت ہوتی ہے اور ازواج رسول کی عصمت کا کوئی فرقہ اہل اسلام میں سے قایل نہیں ہے

ومعقل بن یسار وابی الحمراء وانس بن مالک سے روایات موجود ہیں۔ وفی سنن الترمذی بعد ذکر مناقب
الاصحاب عن ام سلمہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل علی الحسن والحسین وعلی وفاطمہ کساءً ثم قال اللھم
ھولاء اھل بیتی وخاصتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً فقالت ام سلمہ انا معھم یا رسول اللہ فقال
فقفی فی مکانات انات الی خیر۔ ھذا حدیث حسن صحیح وھو احسن شیٔ روی فی ھذا الباب وفی الباب
عن انس وعمر بن ابی سلمہ وابی الحمراء یعنی نیز سنن ترمذی میں بعد ذکر مناقب اصحاب حضرت ام سلمہ زوجۂ
محترمہ سرور کائنات سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے
حسنؑ اور حسینؑ اور علیؑ اور فاطمہؑ پر ایک چادر ڈالدی پھر فرمایا کہ الٰہی یہ ہیں میرے اہلبیت اور میرے خاص لوگ
انسے ہر طرح کے رجس اور گناہ و معصیت کو دُور کر دے۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
کیا میں بھی اِن کے ساتھ ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تو جہاں کھڑی ہے وہیں کھڑی رہ یعنی تو انمیں شامل
نہیں ہے۔ لیکن رجوع تیرا نیکی کی طرف ہے۔ ترمذی محدث اہل سنت کہتا ہے کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے
اور اِس باب میں جسقدر احادیث وارد ہیں اُن سب میں سے یہ حدیث بہتر اور افضل ہے اور اِس باب
میں انس اور عمر بن ابی سلمہ اور ابی الحمراء سے بھی احادیث منقول ہیں وفی شرح الکبریت الاحمر للشیخ علاء الدولہ
السمنانی قدس سرہ اخرج البیھقی والحاکم وصححہ نحو حدیث الترمذی عن ام سلمہؓ یعنی شیخ علاء الدولہ
سمنانی جو مشایخ و محدثین اہل سنت میں سے بڑے نامی گرامی محدث ہیں اُنہوں نے اپنی کتاب شرح کبریت احمر
میں اِس حدیث کو وارد کیا ہے اور لکھا ہے کہ اِس حدیث کو بیہقی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اسکو نہایت
صحیح لکھا ہے بعینہ مانند حدیث ترمذی کے جو سابق میں بیان ہو چکی اُنہوں نے نقل کیا ہے۔ واخرج الطبرانی
وابن جریر وابن المنذر عن ام سلمہ رضی اللہ عنھا قالت فی بیتی نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ فجاءت فاطمہ ببرمۃ فیھا ثرید فقال صلی اللہ علیہ وسلم
لھا ادعی زوجک وحسناً وحسیناً فدعتھم فبینما ھم یاکلون اذ نزلت ھذہ الآیۃ فغشاھم بکساء
خیبری کان علیہ فقال اللھم ھولاء اھل بیتی وخاصتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً
ثلاث مرات۔ یعنی طبرانی اور ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کی ہے فرمایا اُنہوں نے کہ میرے گھر میں نازل ہوئی آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیراً۔ فاطمہ زہرا ایک مٹی کی ہانڈی جسمیں شوربا تھا لائیں۔ جناب رسول اللہ نے اُن سے فرمایا
کہ تو اپنے شوہر کو اور حسنؑ اور حسینؑ کو میرے پاس لے آ وہ اُنکو بلا لائیں تب جناب رسول اللہ مع اُن چاروں بزرگواروں
کے اُس طعام کو کھانے لگے۔ کھانا کھا رہے تھے کہ اِسی اثنا میں آیت شریفہ موصوفہ نازل ہوئی اُسوقت جناب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ چادر خیبری جو خود اوڑھے ہوئے تھے اِن چاروں بزرگواروں پر ڈالدی اور
اُس چادر سے اُنکو چھپالیا اور بارگاہ باری میں عرض کیا کہ پروردگارا یہ ہیں میری اہلبیت اور یہ ہیں میرے عزیز پس
دُور کردے اِنسے ہر گناہ کو اور پاک کردے اُنکو پاک کردینا۔ یہ فقرہ حضرت نے تین دفعہ فرمایا۔ واخرج ابن سعد عن
الحسن بن علی رضی اللہ عنہما قال فی خطبۃٍ نحن اهل البیت الذین قال اللہ سبحانہ فینا انما یرید
اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیراً یعنی ابن سعد نے جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
سے سُنا کہ اُس جناب نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ہم وہ اہلبیت ہیں جنکی شان میں جناب رب العالمین جل جلالہ ارشاد
فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهلبیت ویطهرکم تطهیراً۔ واخرج احمد بن حنبل وابن ابی
شیبہ عن انس بن مالک قال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ اذا خرج الی
صلوٰۃ الفجر یقول الصلواۃ یا اهل البیت یرحمکم اللہ ثلاثاً منذ ستۃ اشهر انتهی شرح الکبریت الاحمر
یعنی امام احمد حنبل (جو کہ حضرات اہل سنّت کے چار اماموں میں سے ایک امام ہیں) اور ابن ابی شیبہ (محدث اہلسنت)
انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ بعد نزول آیہ تطہیر کے صبح کی نماز کے وقت فاطمہ زہرا کے دروازہ
پر ہر روز تشریف لیجایا کرتے تھے اور تین دفعہ فرمایا کرتے تھے الصلواۃ یا اهل البیت یرحمکم اللہ چھ مہینے
تک حضرت کا یہی معمول رہا۔ واخرج احمد۔ فی المناقب وابن جریر والطبرانی عن ابی سعید الخدری
رضی اللہ عنہ قال نزلت هذه الایۃ فی خمسۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وعلی وفاطمۃ والحسن
والحسین رضی اللہ عنهم یعنی احمد بن حنبل وابن جریر وطبرانی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آیہ تطہیر پانچ بزرگواروں کی تعریف ومدح وطہارت وپاکی وعصمت کے بارہ میں
نازل ہوئی ہے۔ محمد مصطفےٰ۔ علی مرتضےٰ فاطمہ زہرا حسن مجتبیٰ حسین سید الشہدا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین
وفی روایۃ ام سلمۃ قال اللهم هولاء آل محمد فاجعل صلواتک وبرکاتک علی محمد وآل محمد کما جعلتها
علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں یہ فقرہ
بھی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ الٰہی یہ ہیں آل محمد پس انپر صلواۃ اور برکات اپنی بھیج
جسطرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر صلواۃ اور برکات نازل فرمائی ہے۔ بتحقیق تو ہے حمید اور مجید۔ دوسری
روایت میں اِسطرح وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت نے اللهم انهم منی وانا منهم فاجعل صلواتک وبرکاتک

لہ حضرات مومنین خیال کرو کہ یہ مضمون جو جناب رسول خدا چھ ماہ تک ہر روز صبح کو فاطمہ زہرا کے دروازہ پر ارشاد فرماتے رہے آخر اسکا کیا سبب تھا
اگر سوچو تو صاف ظاہر ہے کہ اِس فعل سے حضرت کا مقصود یہ تھا کہ تمام لوگوں پر خوب اچھی طرح ظاہر وآشکار کردیں کہ اہل بیت سے مراد صرف یہی
چاروں بزرگوار ہیں اور جنکو خدا تعالیٰ نے تمام گناہوں سے پاک اور پاکیزہ اور معصوم کیا ہے وہ صرف علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں اِن کے
سوا اور کوئی نہیں۔ اگر ازواج پیغمبر اِس آیت میں داخل ہوتیں تو حضرت اُن کے دروازوں پر بھی یہ کلمات ارشاد فرماتے۔ ۱۲۔ مقرب علی

ورحمتك وغفرانك ورضوانك علی وعليهم یعنی الٰہی یہ ہیں مجھ سے اور میں انسے ہوں پس اپنی رحمت اور برکت اور مغفرت اور رضامندی میرے لئے اور اُن کے لئے مقرر فرما۔ تیسری روایت یوں ہے کہ آنحضرت نے تین دفعہ فرمایا اللھم ھؤلاء اھلبیتی حقا فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً۔ یعنی خداوندا فی الحقیقت یہی ہیں میری اہلبیت پس انسے دور کردے ہر رجس اور گناہ اور ہر بُری بات کو اور پاک کردے اُنکو بالکل پاک کرنا چوتھی روایت میں یہ ہے کہ اس کلام کے بعد جناب سید الانام نے اپنی اہلبیت کرام سے مخاطب ہوکر فرمایا انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم۔ یعنی میری لڑائی اور جنگ ہے اُس سے جس سے تم جنگ کرو اور میری صلح ہے اُس سے جس سے تم صلح رکھو۔ وفی روایۃ عن زینب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما رأی الرحمۃ ھابطۃ من السماء قال من یدعو لی علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً قالت زینب انا یا رسول اللہ فدعتھم فجعلھم فی کسائہ فنزل جبرئیل بھذہ الایۃ ودخل معھم فی الکساء زینب ام المؤمنین زوجۂ محترمہ جناب سید المرسلین روایت کرتی ہیں کہ جسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ آسمان سے رحمت نازل ہورہی ہے تو فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ جو اسوقت علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو میرے پاس بُلاکر لائے زینب کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اُنکو لاتی ہوں یہ کہکر میں گئی اور اُنکو بُلاکر لائی جناب رسول اللہ نے اُنپر اپنی چادر اوڑھائی تب جبرئیل یہ آیت تطہیر لیکر آئے اور اُن کے ہمراہ اُس چادر میں داخل ہوئے۔ وفی روایۃ الحافظ جمال الدین الزرندی عن الحافظ ابن مردویہ عن ام سلمۃ رضی اللہ عنھا قالت کان جبرئیل فی الکساء معھم کما قال الحسین رضی اللہ عنہ یوم الطف۔ نحن وجبرئیل عند اسادسنا۔ ولنا الکعبۃ ثم الحرمین یعنی حافظ جمال الدین زرندی نے حافظ ابن مردویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جبرئیل امین بھی اُس چادر میں حضرات پنجتن پاک صلوٰۃ اللہ علیہم کے ہمراہ تھے۔ جیساکہ جناب امام حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں بروز عاشور روبرو اعدائے دین کے رجز میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہم وہ آل عبا اور پاک و بری ہر گناہ وخطا سے ہیں کہ چھٹے اُس عبائے پاک میں ہمارے ساتھ جبرئیل امین تھے اور ہم ہیں کعبہ کے لئے باعث فخر وافتخار اور حرمین کے واسطے موجب عزت ووقار قال المحب الطبری ان ھذا الفعل منہ صلی اللہ علیہ وسلم مکرر مرۃ فی بیت ام سلمۃ ومرۃ فی بیت فاطمۃ رضی اللہ عنھما کما جاء فی الحدیث عن واثلۃ بن الاسقع محب طبری محدث اہل سنت

واضح ہو کہ اس آیہ مبارکہ کے بارہ میں جو متعدد روایات وارد ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ یہ آیت محکمہ وشریفہ مجالس متعددہ واوقات مختلفہ میں متعدد مرتبہ نازل ہوئی ہے چنانچہ علماء ومحدثین اہلسنت نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے کہ یہ آیت کئی دفعہ نازل ہوئی ہے۔ پس ہر دفعہ کی حالت علیحدہ ہے اور ہر مرتبہ کے بابت روایات جدا جدا ہیں۔ ۱۲۔ مقرب علی زائر ؎ ؎

کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے کئی دفعہ ایسا ہی کیا ہے یعنی آیہ تطہیر کئی دفعہ نازل ہوئی ہے اور کئی مرتبہ جناب رسول اللہ نے دعائیں مانگی ہیں اور فقرات وجملات مذکورہ بالا ارشاد فرمائے ہیں اور اوقات متعددہ ومجالس مختلفہ میں یہ واقعات گزرے ہیں چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی اور خود جناب فاطمہ زہراؑ کے گھر میں اس آیت کا نزول احادیث سے ثابت ہے۔ قال الشریف السمهودی کلمۃ انما للحصر تدل علی ان ارادتہ تعالی منحصرۃ علی تطہیرھم وتاکیدہ

بیشک انما کلمہ حصر کا ہے جناب پروردگار جل جلالہ نے بکمال تاکید وتشدید مزید آل رسول مختار واہلبیت اطہار کی پاکیزگی وطہارت وعصمت کو ظاہر وآشکار فرمایا ہے۔ اب بھی اگر کوئی متعصب عنید اُن حضرات کی طہارت وعصمت میں شک کرے تو وہ منکر قرآن ہے۔
الحق یعلو ولا یعلی اسی کو کہتے ہیں۔ دیکھو سمہودی شافعی صاحب کی زبان پر کس طرح کلمہ حق جاری ہوا ہے۔ نیز واضح ہو کہ آیۂ شریفہ مندرجہ میں لفظ اہل بیت کا ہے۔ اس بیت سے مراد بیت نبوت وخانۂ رسالت ہے نہ ازواج رسولؐ کے گھر اور دیکھو کہ خود جناب رسول اللہ نے اہلبیت کا لفظ ان چاروں بزرگوں کے لئے معین فرمادیا اور بصراحت تمام بیان کر دیا کہ اہلبیت صرف علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں ان کے سوائے اہلبیت میں کوئی داخل نہیں ہے۔ لہذا ازواج رسول اس آیت میں ہرگز شامل نہیں ہوسکتیں۔ اور رجس سے مراد ناپاکی گناہوں کی ہے جیساکہ فخر رازی نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دور کرے تمسے گناہوں کو اور پاک کرے تمکو یعنی پہنائے خلعت کرامت کا۔ اور تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ یہاں استعارہ کیا ہے واسطے گناہوں کے ناپاکی کو اور واسطے تقوی کے تطہیر کو۔ اور کتاب لغت مسمی مجمل میں لکھا ہے کہ تطہیر کے معنی پاک کرنا ہر گناہ اور بدی سے ہیں۔ اور راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ تطہیر جسموں میں بھی ہوتی ہے اور اخلاق و افعال میں بھی ہوتی ہے۔ جیساکہ خدا فرماتا ہے۔ وثیابک فطہر یعنی اپنے لباس کو میل وغیرہ نجاسات سے پاک کر اور نیز خدا تعالی فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یہاں کپڑے اور بدن کے پاک کرنیکا ذکر نہیں بلکہ یہاں پاک کرنا نفس کا مقصود ہے جسکے سبب سے سزاوار مدح اور تعریف کے ہوں۔ منتہی الارب فی لغات العرب میں ہے تطہیر پاک کردن وشستن طہرہ الماء۔ وپاک کردن از معصیت انتہی لے صاحبان انصاف اب انصاف سے سوچو اور خیال کرو کہ جب خداوند پاک نے ان بزرگواروں کو ہر خطا اور گناہ سے پاک کردیا اور انکو معصوم بنایا اور گناہوں سے منزہ اور پاک بتایا ہے تو بعد نبی معصوم کے یہی امام انام اور خلفاء سید الانام ہونے چاہئیں۔ کیونکہ بعد جناب رسول اللہ کے ان چاروں بزرگواروں کے سوائے تمام روئے زمین پر کوئی انسان معصوم اور گناہوں سے پاک موجود نہ تھا۔ پس بعد نبی معصوم کے انکا نائب ووصی اور خلیفہ غیر معصوم کس عقل اور تدین اور دلیل سے صحیح مانا جاتا ہے لاواللہ ہرگز کسی صاحب فہم کی عقل اس امر کا اقتضا نہ کریگی کہ معصوم کے بعد اسکا نائب اور خلیفہ غیر معصوم اور جایز الخطا ہوسکے۔ نیز یہ امر قانون الہی کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ ہمیشہ انبیاء سابقین کے اوصیا معصوم ہوتے رہے ہیں تو پھر کیا سبب ہے کہ ہمارے پیغمبر سید المرسلین وافضل الاولین والآخرین کے خلفا غیر معصوم ہوں یہ امر کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا بیشک ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفا بھی معصوم ہونے چاہئیں۔ اور خلیفہ معصوم بعد رسول اللہ کے سوائے علیؑ کے اور کوئی نہیں ہے۔ پس ظاہر ہوگیا کہ علیؑ ہی بعد رسول اللہ کے خلیفہ بلافصل ہیں۔ ذا یہ ہیں نائب رسول بحکم خدا علیؑ + مولائے مومنین پس از مصطفی علیؑ + اور اہلبیت میں ازواج رسول اسواسطے داخل نہیں ہیں کہ اس آیت سے عصمت اہلبیت کی ثابت ہوتی ہے۔ اور ازواج رسول کی عصمت کا کوئی فرقہ اہل اسلام میں سے قایل نہیں ہے۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں مجمع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز اپنی ماں کے ہمراہ بیوی عائشہ کے گھر گیا اور انسے کہا کہ دیکھو تمنے بروز جنگ جمل امام زمان پر خروج کیا اور خدائے تعالے کی نافرمانی کی کیونکہ تم بیبیوں کو خدائے تعالے فرماتا ہے وقرن فی بیوتکن۔ یعنی تم اپنے گھروں میں بیٹھی رہو تمکو اپنے گھر سے نکلنے کا حکم نہ تھا عائشہ نے کہا کہ وہ امر قضا وقدر الہی سے واقع ہوا۔ پھر میں نے عائشہ سے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا کہ تو مجھسے ایسے شخص کا حال پوچھتا ہے جسکو جناب رسول اللہ تمام لوگوں سے زیادہ تر دوست رکھتے تھے اور تو اُس خاتون معظمہ کے شوہر کا حال دریافت کرتا ہے جس خاتون کو جناب سرور کائنات ہم سب سے زیادہ تر دوست رکھتے تھے۔ قسم خدا کی میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو اپنی چادر میں لیا اور اُس چادر کو ان کے سروں پر ڈالا۔ پھر فرمایا خداوندا یہ ہیں میری اہل بیت اور میری عترت ان سے ہر طرح کی ناپاکی کو دور کر اور ان کو پاک کردے ہر معصیت کی آلودگی سے بیوی عائشہ کہتی ہیں کہ اُس وقت میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا میں آپ کی اہلبیت میں سے ہوں۔ حضرت نے فرمایا ہٹ تو میری اہلبیت میں سے نہیں ہے۔ صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ صحیح مسلم میں منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے لوگو میں اپنی اہلبیت کے بارہ میں تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ ہمنے زید بن ارقم سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ کی اہلبیت کون ہیں آیا ازواج رسول اہلبیت میں شامل ہیں زید بن ارقم نے کہا کہ قسم خدا کی تحقیق عورت مرد کے ہمراہ ہوتی ہے ایک زمانہ تک پھر جب مرد اسکو طلاق دیتا ہے تو وہ عورت اپنے ماں باپ اور اپنے قوم وقبیلہ میں چلی جاتی ہے اور پیغمبر کی اہلبیت سے یہاں مراد وہ اقربا اُس جناب کے ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ ۱۲ ابو القاسم زاہر ٭٭٭

المفعول المطلق دلیل علی ان طہارتہم طہارۃ کاملۃ فی اعلام مراتب الطہارۃ۔ سید نور الدین سمہودی شافعی نے
لکھا ہے کہ انما کلمہ حصر کے لئے ہے اور اس امر پر پوری دلالت کرتا ہے کہ ارادہ الٰہی منحصر ہے اہلبیت علیہم السلام
کے پاک کرنے پر اور اخیر میں مفعول مطلق لاکر جو تاکید کی ہے یہ دلیل اس امر پر ہے کہ طہارت و عصمت و پاکیزگی
اہلبیت طاہرین کی طہارت کاملہ ہے یہ طہارت اعلیٰ درجہ کے مراتب پر واقع ہے۔ عن سلمان الفارسی
رضی اللہ عنہ۔ قال دخلت علی رسول اللہ فی مرضہ الذی قبض فیہ فجلست بین یدیہ وسالتہ عما یجد و
قمت لاخرج فقال لی اجلس یا سلمان فیشہدک اللہ عز وجل امراً انہ لمن خیر الامور فجلست فبینما
انا کذلک اذ دخل رجال من اہل بیتہ و رجال من اصحابہ ودخلت فاطمۃ ابنتہ فیمن دخل فلما رات
ما برسول اللہ من الضعف خنقتہا العبرۃ حتی فاض دمعہا علی خدہا فابصر ذلک رسول اللہ فقال
ما یبکیک یا بنیۃ اقر اللہ عینک ولا ابکاہا قالت وکیف لا ابکی وانا اری ما بک من الضعف قال لہا
یا فاطمۃ توکلی علی اللہ واصبری کما صبر آباوک من الانبیاء وامہاتک ازواجہم الا ابشرک یا فاطمۃ
قالت بلی یا نبی اللہ او قالت یا ابت۔ قال ما علمت ان اللہ تعالیٰ اختار اباک فجعلہ نبیا وبعثہ الی
کافۃ الخلق رسولاً ثم اختار علیاً فزوجتک ایاہ واتخذتہ بامر ربی وزیراً ووصیاً یا فاطمۃ ان علیاً اعظم
المسلمین علی المسلمین بعدی حقاً واقدمہم سلماً واعلمہم علماً واحلمہم حلماً واثبتہم فی المیزان قدراً
فاستبشرت فاقبل علیہا رسول اللہ فقال ہل سررتک یا فاطمۃ قالت نعم یا ابت قال فلا ازیدک فی
بعلک من مزید الخیر و فواضلہ قالت بلی یا نبی اللہ قال ان علیاً اول من امن باللہ عز وجل ورسولہ من
ہذہ الامۃ ہو وخدیجۃ امک واول من وازرنی علی ما جئت بہ یا فاطمۃ ان علیاً اخی وصفیی
وابو ولدی وان علیاً اعطی خصالاً من الخیر لم یعطہا احد قبلہ ولا یعطہا احد بعدہ فاحسنی عزاک
واعلمی ان اباک لاحق باللہ عز وجل قالت یا ابت قد سررتنی واحزنتنی قال کذلک یا بنیۃ امور
الدنیا یشوب سرورہا حزنہا وصفوہا کدرہا افلا ازیدک یا بنیۃ۔ قالت بلی یا رسول اللہ قال ان اللہ
خلق الخلق فجعلہم قسمین وجعلنی وعلیاً فی خیرہما قسماً وذلک قول اللہ عز وجل اصحاب الیمین
وما اصحاب الیمین۔ ثم جعل القسمین قبایل فجعلنا فی خیرہا قبیلۃ وذلک قول اللہ عز وجل وجعلنا
کم شعوبا وقبایل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ثم جعل القبایل بیوتاً فجعلنا فی خیرہا بیتاً فی قولہ
سبحانہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً۔ ثم ان اللہ اختارنی
من اہل بیتی واختار علیاً والحسن والحسین واختارک فانا سید ولد ادم وعلی سید العرب وانت
سیدۃ النساء والحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ ومن ذریتک المہدی یملاء اللہ عز وجل بہ

الارض عدلا کما ملئت من قبل جوراً۔ (از دمعہ ساکبہ) کتاب دمعہ ساکبہ میں ہے کہ جناب شیخ ابوجعفر طوسی نے
بسند معتبر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جس مرض میں جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال کیا اُس مرض کے ایام میں ایک دن میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور
سامنے بیٹھکر احوال اور کیفیت مزاج کی پوچھنے لگا پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے اُٹھنے کا قصد کیا حضرت نے فرمایا
اے سلمان بیٹھے رہو اور گواہ ہو اس امر پر جو بہت اچھا امر ہے میں حسب الارشاد بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد
چند صحابہ اور حضرت رسول اللہ کی اہلبیت کے لوگ حاضر ہوئے اور جناب فاطمہ زہرا بھی تشریف لائیں اور اپنے
پدر بزرگوار جناب احمد مختار کو ضعف و ناتوانی میں دیکھکر رونے لگیں یہانتک کہ آنسو جناب سیدہ کی آنکھوں سے
جاری ہوئے حضرتؐ نے اپنی لختِ جگر فاطمہ اطہر کو روتے ہوئے دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے دختر کیوں روتی ہے
خدای کریم تیری آنکھوں کو روشن رکھے اور تجھے کبھی نہ رلائے فاطمہ زہرا نے عرض کیا کہ اے بابا جب میں آپ کو اس
حالت میں دیکھوں تو کیونکر نہ روؤں حضرت نے فرمایا اے فاطمہ خدا پر توکل کر اور صبر کر جسطرح پیغمبروں نے صبر کیا وہ
تیرے باپ تھے اور جسطرح پیغمبروں کی ازواج نے صبر کیا وہ تیری مائیں تھیں۔ اے فاطمہ آیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھے بشارت
دوں فاطمہؑ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا کیا تجھے نہیں معلوم کہ اللہ عزوجل نے تمام خلقت میں سے
تیرے باپ کو منتخب اور پسندیدہ کیا ہے اور تیرے باپ کو اللہ نے کل جہان پر نبی مقرر کیا پھر میرے بعد خدا تعالے
نے علی کو تمام مخلوقات میں سے منتخب اور برگزیدہ کیا اور مجھکو حکم دیا کہ تیرا نکاح اُسکے ساتھ کروں۔ اور میں نے بحکم
الہی علیؑ کو اپنا وزیر اور وصی کیا اے فاطمہ حق علیؑ کا تمام مسلمانوں پر سب کے حقوق سے زیادہ تر عظیم ہے اور اسلام علیؑ
کا سب سے اوّل اور قدیم ہے اور علم اُسکا کل علما سے زیادہ اور حلم اُسکا سب سے افزوں اور میزان قدرت میں منزلت
اور مرتبہ اسکا سب سے گراں تر ہے۔ یہ سُنکر فاطمہ زہرا خوش ہوئیں حضرت نے فرمایا اے فاطمہ میں نے تجھے خوش کیا
جناب سیدہ نے عرض کیا کہ ہاں اے بابا مجھے آپ نے مسرور کیا حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ اور زیادہ تیرے شوہر کی
فضیلت بیان کروں جناب فاطمہؑ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ بیان فرمائے فرمایا حضرت نے کہ اے فاطمہ علیؑ تمہارا
شوہر اور خدیجہ تمہاری ماں کل اُمت سے پہلے خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور سب سے پہلے جس نے پیغمبری
میں میری نصرت اور امداد کی وہ علیؑ ہے اے فاطمہ بتحقیق علی میرا بھائی ہے اور میرا برگزیدہ ہے اور میرے
فرزندوں کا باپ ہے تحقیق حق تعالیٰ نے علیؑ کو چند خصلتیں ایسی عطا کی ہیں کہ کسی کو اُس سے پہلے نہ عنایت
فرمائی تھیں اور نہ اسکے بعد عطا کریگا۔ اے فاطمہ صبر کر اور معلوم کر کہ اب تیرا باپ جلد حق تعالے سے ملحق ہوگا۔
جناب سیدہؑ نے کہا کہ اے بابا پہلے آپ نے مجھکو خوش کیا اور آخر میں رنجیدہ اور غمگین کیا حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ
دُنیا کے امور اسی طرح پر ہیں شادی اور غم دُنیا میں ملا ہوا ہے اور صفائی دُنیا کی کدورت سے مخلوط ہے۔ اے فاطمہؑ

آیا چاہتی ہے کہ تیری خوشی کو زیادہ کروں جناب سیدہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے جو خلقت کو پیدا کیا تو اُن کے دو حصے کیے۔ مجھکو اور علیؑ کو اعلیٰ درجہ کے اچھے حصہ میں قرار دیا جو کہ اصحاب الیمین ہیں پھر اُن دونوں حصوں کے قبیلے بنائے مجھکو اور علیؑ کو سب سے افضل قبیلہ میں قرار دیا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ پھر اُن قبیلوں میں سے گھر آباد کیے۔ مجھکو اور علیؑ کو اُن سب گھر والوں سے بہتر اور برتر قرار دیا چنانچہ فرماتا ہے۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ حق تعالےٰ نے مجھکو اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو اور تجھکو پسندیدہ اور منتخب کیا میں بہترین فرزندان آدم ہوں اور علیؑ بہترین عرب ہے اور تو بہترین زنانِ عالمیان ہے اور حسنؑ اور حسینؑ بہترین جوانان اہل بہشت ہیں اور تیری ذریت میں سے مہدیؑ ہے حق تعالےٰ اُسکی برکت سے زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دیگا۔ جیسا کہ اُس سے پہلے جور اور ظلم سے بھری ہوئی ہوگی

ابن قولویہ رضی اللہ عنہ نے بسند معتبر زایدہ بن قدامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز جناب سید الساجدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اے زایدہ میں نے سُنا ہے کہ تم میرے پدر مظلوم سید الشہدا علیہ السلام کی قبر منور کی زیارت کے لئے جایا کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں یا ابن رسول اللہ میں اُس جناب کی زیارت کے لئے اکثر جاتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا تم ایسا کیونکر کر سکتے ہو۔ تمکو تو خلیفہ وقت سے بہت کچھ قرب اور منزلت حاصل ہے اور ظاہر ہے کہ سلطان وقت ہرگز اس بات پر راضی نہیں ہے۔ کہ کوئی شخص ہمکو دوست رکھے اور دوسروں پر ہم اہلبیت کو فضیلت دے یا ہمارے فضایل کو یاد کرے یا ہمارے حقوق کا لوگوں کے سامنے ذکر کرے۔ زایدہ نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ میں جناب امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو خدا اور رسول کی خوشی کے لئے بجالاتا ہوں اور ناراض ہونے والوں کی ناخوشی سے میں نہیں ڈرتا اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ اگر اس عمل خیر کے بجالانے میں مجھے آزار بھی پہنچے تو مجھے گوارا ہے۔ جناب سید الساجدین نے تین مرتبہ فرمایا۔ واللہ اسی طرح ہے۔ پھر فرمایا اے زایدہ میں تجھکو بشارت دیتا ہوں اور ایسی خبر سُناتا ہوں جو میرے نزدیک اخبار منتخبہ و مخزونہ میں سے ہے اے زایدہ دشت کربلا میں جو مصیبت ہمپر واقع ہوئی وہ مشہور اور معلوم ہے میرے باپ مظلوم شہید ہوئے اور اُن کے ہمراہ اُس جناب کے بھائی اور بیٹے اور بھتیجے اور بھانجے اور مصاحب اور انصار و اعوان سب شہید ہوئے جس طرح تمنے سُنا ہے میرے باپ مظلوم کی شہادت کے بعد ظالموں نے ہمکو لوٹا اور اسیر کیا اہل حرم کو اونٹوں پر سوار کرکے کوفہ کیجانب لے چلے جب میں مقتل میں پہنچا اور میں نے لاشہائے شہدا کو دیکھا کہ بے دفن و کفن خاک و خون میں غلطاں پڑے ہوئے ہیں اُسوقت ایسا سخت صدمہ میرے دل پر گزرا کہ نزدیک تھا کہ میری جان میرے بدن سے

مفارقت کرے جب میری پھپھی جناب زینب خاتون نے میری یہ حالت دیکھی تو سخت مضطرب ہوئیں اور مجھ سے فرمایا کہ اے فرزند تمہاری یہ کیا حالت ہے جو میں تمہارے چہرہ پر مشاہدہ کرتی ہوں اے یادگار جد و پدر اے فرزند برادر قریب ہے کہ تم اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو میں نے کہا کہ اے پھپھی میں کسطرح جزع اور فزع نہ کروں جبکہ میں اپنے باپ اور چچاؤں اور بھائیوں اور اپنے باپ کے مصاحبوں اور جاں نثاروں کے لاشے خاک و خوں میں غلطاں اور جلتی ہوئی ریتی پر عریاں دیکھتا ہوں کہ اُن کو کوئی دفن نہیں کرتا اور کوئی شخص اُن کے دفن و کفن کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ معاذ اللہ گویا انکو کافر سمجھتے ہیں جناب زینب خاتون نے فرمایا کہ اے فرزند برادر جزع مت کر اس معاملہ میں جناب رسولخدا نے تمہارے دادا اور تمہارے چچا اور باپ کو خبر دی ہے کہ حق تعالےٰ نے اس امت کے ایک گروہ سے عہد لیا ہے اور اس زمانہ کے فراعنہ انکو نہیں پہچانتے اہل آسمان کے نزدیک وہ لوگ معروف ہیں پس وہ گروہ آئیگا اور ان اعضائے پارہ پارہ کو جمع کرکے دفن کریگا اور تمہارے باپ سید الشہدا کی قبر پر ایک نشان بناوینگے کہ وہ کبھی محو نہو گا۔ اگرچہ دشمنان دین اُسکے مٹانے میں بہت کچھ کوشش کرینگے لیکن مٹا نہ سکیں گے جسقدر وہ ملاعنہ اُن آثار کے مٹانے میں زیادہ سعی کرینگے اُسی قدر بزرگی تمہارے باپ کے روضہ انور کی زیادہ تر روشن و آشکار ہوگی جسقدر مخالفین محو آثار و اخفار انوار میں کوشش کرینگے اُسی قدر جلالت و نبالت و عظمت و شان و شوکت جناب سید الشہدا کی ظاہر و عیاں ہوگی اے فرزند برادر مجھکو ام ایمن نے خبر دی ہے کہ ایک روز جناب رسولخدا اپنی دختر فاطمہ اطہر کے دیکھنے کو اُن کے گھر میں تشریف لائے جناب فاطمہ زہرا نے اپنے پدر بزرگوار جناب احمد مختار کے لئے حریرہ تیار کیا اور حضرت کے سامنے لائیں جناب امیر المومنین ایک طبق خرما کا لائے ام ایمن نے مجھ سے کہا کہ میں اُس موقع پر ایک پیالہ دودھ کا لائی جسمیں کسی قدر مسکہ پڑا ہوا تھا۔ جناب رسول اللہ و جناب علیؑ ولی اللہ و جناب فاطمہؑ و حسنینؑ نے وہ حریرہ کھایا اور دودھ اور خرمے مسکہ کے ساتھ کھائے جب کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تب جناب امیر المومنین ایک ابریق اور طشت لائے اور جناب رسولخدا کے ہاتھ دھلائے۔ جب حضرت ہاتھ دھو چکے اپنا ہاتھ روئے مبارک پر پھیرا اُسوقت علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ پر نظر کی اور آثار خوشی اور سرور کے حضرت کے چہرہ انور پر ظاہر ہوئے پھر آنحضرت عرصہ تک آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر قبلہ رو ہو کر دعا کیلئے ہاتھ بلند کئے اور دیر تک دعا مانگتے رہے پھر سجدہ کیا اور حالت سجود میں باواز بلند رونے لگے اور آنسو زمین پر جاری ہوئے ایک عرصہ تک رونے کے بعد جب سر انور کو سجدہ سے اُٹھایا تو ایک ساعت سر کو جھکائے ہوئے بیٹھے رہے اور آنکھوں سے متصل آنسو جاری تھے جب اہلبیت نے آنحضرت کا یہ حال دیکھا تو سب پریشان اور غمگین ہوئے اور میں بھی اُن کے حزن و غم سے محزون و مغموم تھی اور یہ جرات نہ تھی کہ حضرت سے کوئی سبب گریہ دریافت کرے آخر کار جب اس حالت کو بہت عرصہ گزر گیا۔ تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ خدا تعالےٰ آپکی آنکھوں کو

ہرگز گریاں نہ کرے اسوقت آپکے رونے کا کیا سبب ہے آپ کی یہ حالت دیکھکر ہم سبکے دل زخمی ہو گئے۔ جناب رسولِ خدا
جناب امیر المومنینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے میرے بھائی اے میرے حبیب میں نے تم سب کو اپنے
پاس جمع دیکھا تمہارے مشاہدہ سے مجھکو سرور اور خوشی حاصل ہوئی میں تمہاری طرف دیکھتا تھا اور شکر خدا بجالاتا تھا
کہ خداوند کریم نے ایسی کرامتیں مجھکو عطا فرمائی ہیں میں اسی حالت میں تھا کہ ناگاہ جبرئیل امین آئے اور خدا تعالیٰ
کی طرف سے یہ پیغام لائے کہ اے محمدؐ جو امر تمہارے جی میں اسوقت پیدا ہوا اور جس طرح تم اپنے بھائی علیؑ کو اور
اپنی بیٹی فاطمہؑ کو اور اپنے ہر دو فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو دیکھکر خوش ہوئے یہ حالت خدا تعالےٰ نے معلوم کی پس
آپکے لئے نعمت کو تمام کیا اور آپ کو یہ عطیہ گوارا کیا اور آپ کی اہلبیت کو آپکی اہلبیت کے دوستوں اور شیعوں
کو بہشت میں آپ کے ہمراہ کیا اور آپ کے اور اُن کے درمیان جدائی نہ ڈالیگا اور آخرت میں جو کچھ آپ کو
عطا کیا اُنکو بھی ویسا ہی عطا کریگا۔ جو کچھ آپ کو بخشتا ہے اُنکو بھی بخشے گا۔ یہانتک کے آپ خوش ہو جائیں گے
آپ کی خواہش سے بھی زیادہ تر اُن کے لئے بزرگی و کرامت عطا ہوگی اسلئے کہ دُنیا میں بلائیں اور مصیبتیں اُنکو
بہت سخت پہنچیں گی اور اُن لوگوں کی طرف سے مکروہات اور مصائب اور تکلیفیں اُنکو پہنچیں گی جو لوگ
بظاہر اپنے آپ کو مسلمان سمجھیں گے اور آپ کی اُمّت میں سے ہونے کا ادعا کرینگے حالانکہ خدا سے اور آپ سے
اُنکو کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ کے اہل و عیال کو بڑے ظلم اور ستم سے قتل کرینگے اور اُنکو مختلف مقامات پر
شہید کرینگے۔ اُنکی قبریں علیحدہ علیحدہ اور دُور دُور ہونگی اور خدا تعالےٰ نے آپکے لئے اور اُن کے لئے اس حالت
کو پسند کیا ہے اور اُنکو اس سعادت سے خصوصیت کے ساتھ بہرہ مند کیا ہے۔ پس جو کچھ خدا نے آپ کے لئے
پسند کیا اُسپر شکر خدا بجالائے اور بقضائے الٰہی راضی ہو جئے۔ پھر جبرئیل نے کہا کہ اے محمدؐ آپ کا بھائی علیؑ بن
ابیطالب آپکے بعد مظلوم ہوگا اسپر منافقین امت غالب ہو جائیں گے اور اُس سے خلافت کو غصب کریں گے
اور آپ کے دشمنوں کی طرف سے اسکو بہت تکلیفیں پہنچیں گی۔ آخر کار بدترین خلایق و بدبخت ترین اولین
و آخرین پے کنندہ ناقہ صالحؑ کے نظیر کے ہاتھ سے اُس شہر میں جہاں کہ یہ ہجرت کر کے چلا جائیگا شہید ہوگا۔ انکی
شہادت کے بعد آپکے فرزندوں پر زیادہ تر ظلم ہوگا۔ اور آپکا فرزند حسینؑ بڑے ظلم و ستم سے شہید کیا جائے گا
ایک گروہ آپکی اہلبیت اور ذریت میں سے اور ایک گروہ آپ کی امت کے نیک لوگوں کا حسینؑ کے ہمراہ
ہونگے اور نہر فرات کے کنارے اُس زمین پر جسکو کربلا کہتے ہیں پیاسے شہید ہوں گے اور اُنکی شہادت کے
سبب سے آپکے دشمنوں اور آپ کی ذریت کے دشمنوں پر کرب و بلا اور مصیبت اور عنا اُس دن نہایت
سخت ہوگی جسدن کی سختی اور مصیبت کبھی منقضی نہیں ہو سکتی اور جسدن کی حسرت کبھی انجام کو نہیں
پہنچ سکتی اور زمین کربلا کل زمینوں سے بہتر اور افضل ہے وہ زمین بہشت بریں کا ایک قطعہ ہے جسدن

آپ کے فرزند اور اہل و عیال اُس زمین پر شہید ہوں گے اور لشکر ملعون و عساکر کفر انکو گھیر لیں گے اُسوقت اقطار عالم میں زلزلہ پڑجائیگا تمام زمین کانپنے لگے گی اور پہاڑوں میں آگ لگجائے گی پہاڑ خود بخود چلنے لگیں گے اور دریاؤں کی موجیں بلند ہونگی آسمان اور اہل آسمان متحرک اور مضطرب ہونگے۔ اور ان سب میں سے ہر ایک آپ کے اور آپ کی ذریت کے دشمنوں سے بدلا اور انتقام لینے کی خدا تعالےٰ سے اجازت چاہیگا اور عرض کریگا کہ اہلبیتِ رسول کو منافقانِ امت نے ضعیف اور مظلوم کیا ہے حالانکہ یہ بعد رسول اللہ کے تمام خلقت پر حجتِ خدا ہیں تب خدا تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کو اور جو کچھ کہ انمیں ہے سب کو وحی کریگا کہ میں وہ سلطانِ قادر ہوں کہ کوئی بھاگنے والا مجھ سے بھاگ نہیں سکتا اور کوئی منع کرنیوالا مجھکو عاجز نہیں کرسکتا۔ میں جسوقت چاہوں گا اور جسوقت مصلحت جانوں گا انتقام لینے پر قادر ہوں میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے میرے پیمبر اور برگزیدہ کے دل کو دردمند کیا ہے جس نے میرے پیغمبر کی اہلبیت پر ظلم اور ستم کیا ہے اور جس نے میرے پیغمبر کی ہتک حرمت کی ہے اور جس نے اسکی عترت کو قتل کیا ہے اور جس نے اُسکے عہد و پیمان کو توڑا ہے اور جس نے میرے پیغمبر کی اہلبیت پر ستم اور ظلم کو جایز رکھا ہے میں اُسکو ایسا عذاب دونگا کہ تمام مخلوقات میں سے کسی کو ویسا عذاب ندیا ہوگا۔ اُسوقت جمیع آسمان و زمین وغیرہ اشیا اُن ظالموں پر لعنت کرینگے جنہوں نے آپ کی عترت پر ظلم کیا ہوگا اور خدا تعالےٰ اپنے دستِ قدرت سے اُن شہیدوں کی ارواحِ طیبہ و مقدسہ کو قبض کرے گا۔ پھر ملائکہ آسمانِ ہفتم ظروفِ یاقوت و زمرد کے جوآبِ حیاتِ جنت سے بھرے ہوئے ہونگے صحرائے کربلا میں لیکر حاضر ہونگے اور اُس آبِ بہشت سے شہدائے کربلا کو غسل دینگے اور حلہائے جنت انکو پہنائیں گے اور خوشبوہائے جنت سے انکو حنوط کرینگے اور ملائکہ صف بصف اُنپر نماز پڑھیں گے۔ اُسوقت آپکی امت میں سے ایک گروہ کو خدا بھیجے گا جو کہ شہیدانِ کربلا کے خون میں بگفتار و رفتار و نیت و عزم و کردار شریک نہوئے ہونگے وہ لوگ شہدائے کربلا کے اجسامِ طاہرہ کو آکر دفن کرینگے اور جناب سید الشہدا حسینؑ ابن علیؑ کی قبر منور پر ایک علامت اور نشان قایم کردینگے جو ہمیشہ ابدالاباد اہلِ حق کے لئے باعثِ رستگاری و نجات اور مومنین کے واسطے اخذِ ثواب کا وسیلہ ہوگا اور ہر روز اور ہر شب ہر آسمان سے سو ہزار فرشتے انکی ضریح مقدس کے گرداگرد آکر حاضر ہوا کرینگے اور جناب سید الشہدا پر درود بھیجیں گے اور تسبیح اور تقدیس حق تعالےٰ کی کرینگے اور جناب سید الشہدا کے زایروں کے واسطے خدا سے طلب آمرزش کیا کرینگے اور آپ کی امت میں سے جو لوگ آپکے فرزند حسینؑ کی زیارت کیلئے جایا کرینگے اُن کے نام لکھا کرینگے اور نیز اُن زایروں کے ابا اور اقربا اور اعزہ کے نام اور انکی شہروں کے نام لکھا کرینگے اور نیز یہ ہے کہ زایروں کے چہروں پر عرش الٰہی کے نور کی مہریں کردیا کرینگے۔ اُس مہر میں یہ کندہ ہوگا کہ یہ شخص زیارت کرنیوالا ہے بہترین شہدا فرزند بہترین انبیاء کی قبر منور کا۔ جب قیامت

قایم ہو گی تو اُن زایروں کے چہروں پر مقام مُہر سے ایسا نور ساطع ہو گا کہ اُس نور سے آنکھیں اہلِ محشر کی خیرہ ہو جائینگی
اور اُس نور کی وجہ سے زایر سید الشہدا کے اہلِ محشر میں پہچانے جامیں گے۔ اے محمدؐ گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں
کہ آپ صحرائے محشر میں تشریف لائے ہیں اور میں اور میکائیل آپ کے یمین و یسار کی جانب ہیں اور علیؑ ہمارے
آگے آگے ہیں اور دیگر ملائکہ ہمارے ہمراہ اسقدر ہیں کہ انکا شمار نہیں ہو سکتا اسوقت آپ اور ہم اہلِ محشر کو دیکھتے ہوئے
پھریں گے اور لوگوں کے چہروں پر نظر کرینگے جسکے مُنہہ پر اُس مہر کا اثر پاہیں گے اسکو ہول و خوفِ محشر سے نجات
دینگے۔ اور اے محمدؐ یہ حکم خدا و عطائے کبریا اُن لوگوں کے لئے ہے جو آپ کی زیارت اور آپ کے بھائی علیؑ کی
زیارت اور آپ کے دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کی قبور کی زیارت بخلوص نیت خالصاً لوجہ اللہ بجا لائینگے
اور اے محمدؐ ایک گروہ اشقیائے امت میں سے بہت کچھ سعی اور کوشش اس امر میں کریگا کہ اُن قبور متبرکہ کو مٹادیں
مگر خدائے تعالےٰ اُنکو نہ مٹانے دیگا۔ اور اُن اشقیا پر خدا تعالیٰ کی جانب سے لعنت اور غضب واجب ہوا ہے
پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ میرے گریہ و زاری اور اندوہ اور بیقراری کا
سبب یہی مضمون تھا جو جبرئیل امین نے اسوقت مجھ سے بیان کیا۔ جناب زینب خاتون سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں
کہ جب ابن ملجم ملعون نے میرے پدر بزرگوار جناب حیدرِ کرار کے فرقِ مقدس پر تلوار ماری اور آثارِ موت اُس
جناب کے چہرۂ اقدس پر نمایاں ہوئے اُسوقت میں نے اپنے پدرِ عالی مقدار سے عرض کیا کہ ام ایمن نے یہ حدیث
اسطرح پر مجھ سے بیان کی تھی۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ کی زبانِ مبارک سے سُنوں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے
فرمایا کہ اے بیٹی فی الواقع یہ حدیث اسی طرح پر ہے جس طرح تُمسے ام ایمن نے بیان کی ہے اور اے بیٹی زینبؑ
گویا میں دیکھتا ہوں کہ تمکو اور میری اہلبیت کی دیگر بیبیوں کو ظالم اسیر کر کے اس شہر میں بڑی ذلت اور خواری سے
لائے ہیں اور اُسوقت تم اپنے دشمنوں سے سخت خائف اور ترساں ہوئے بیٹی اسوقت صبر کرنا قسم اُس خالقِ عالم کی
جس نے دانوں کو شگافتہ کیا ہے اور خلقت کو پیدا کیا ہے۔ اُسوقت روئے زمین پر سوائے تمہارے اور سوا
تمہارے دوستوں اور شیعوں کے اور کوئی دوست خدا کا نہ ہو گا۔ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
اس حدیث کو ہمارے سامنے بیان فرمایا تھا اُس دن شیطانِ رجیم بہت خوش ہوا تھا اور اُس ملعون نے اُس دن
اپنے شیاطین کو جمع کر کے کہا تھا کہ فرزندانِ آدم کے بارہ میں جو کچھ میرا مقصود اور مطلب تھا وہ پورا ہو گیا۔ اور انکو
ہلاک اور جہنمی کر دینے میں میری انتہا درجہ کی آرزو پوری ہو گئی ہے۔ میں نے سب کو مستحق جہنم کر دیا ہاں ایک جماعت
قلیل باقی رہ گئی جنہوں نے دامانِ اہلبیت رسالت کا پکڑا ہوا ہے۔ جہانتک ہو سکے کوشش کرو اور لوگوں کو
آلِ رسول سے منحرف اور برگشتہ کر دو اور اہلبیت رسول کی عداوت پر لوگوں کو آمادہ کرو اور آلِ رسول و دوستانِ
آلِ رسولؐ کی ضرر رسانی پر لوگوں کو ترغیب دو۔ تحریص کرو تا کہ کفر و ضلالت خلقت میں مستحکم ہو جاوے۔ اور

انھیں سے کوئی نجات نہ پائے۔ اور شیطان ملعون نے اپنے گمان کو اکثر لوگوں کے حق میں سچا کر دیا اسلئے کہ تمہاری عداوت پر کوئی عمل صالح فائدہ نہیں بخشتا اور تمہاری محبت اور دوستی کی وجہ سے کوئی گناہ بغیر کبایر کے ضرر نہیں پہنچاتا۔ انتہی۔ زایدہ نے کہا کہ جب یہ حدیث جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھ سے بیان فرمائی تو بعد اسکے ارشاد کیا کہ اے زایدہ اس حدیث کو خوب یاد رکھو اور اسکو غنیمت جانو یہ حدیث ایسی ہے کہ اسکی تلاش اور تحقیق میں اگر سال بھر تک سفر کی تکلیفیں اور مشقتیں اٹھاؤ تم تو بھی کم ہیں **مقولہ مؤلف** اسمیں کچھ شک نہیں کہ اس حدیث شریف کے پڑھنے اور سننے اور سمجھنے سے اور اسپر اعتقاد لانے سے انسان کا ایمان کامل اور درست ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث شریف سے جو جبرئیل امین نے جناب رب العالمین کی طرف سے جناب سید المرسلینؐ کے سامنے بیان کی ہے کما حقہ ثابت اور منکشف ہو گیا ہے کہ محمدؐ اور آل محمدؐ کی مودت اور محبت اور انکی پیروی اور انہیں کا اتباع بروز عرصات باعث رستگاری اور نجات ہے اور انکی نافرمانی اور اُن کے طریقہ سے انحراف کرنا یا اُن سے عداوت رکھنا یا اُن کے دوستوں اور شیعوں سے دشمنی رکھنا موجب دخول اسفل درکات نار ہے۔ اور یہی عقیدہ صحیح اور درست ہے جو اس عقیدہ پر جازم ہے اسکا بیڑا پار ہے۔ کیونکہ وہ کشتی نجات پر سوار ہے۔ جو اس کشتی نجات سے متخلف اور درکنار ہے وہ بدنصیب فی النار ہے +

چھپنویں ۵۶ مجلس درباب تفسیر آیہ تطہیر پھر مصایب کا بیان

روی ان فاطمۃ الزہرا قالت دخل علیّ ابی رسول اللہ فی بعض الایام فقال لی یا فاطمۃ انی لاجد فی بدنی ضعفا فقالت فاطمۃ اعیذک باللہ یا ابت من الضعف فقال یا فاطمۃ ایتینی بالکساء الیمانی وغطینی بہ قالت فاطمۃ فغطیتہ بہا وصرت انظر الیہ واذا وجہہ یتلألأ کانہ البدر فی لیلۃ تمامہ فما کانت الا ساعۃ واذا بولدی الحسن قد اقبل وقال السلام علیک یا اماہ فقلت وعلیک السلام یا قرۃ عینی وثمرۃ فوادی فقال لی یا اماہ انی اشم رائحۃ طیبۃ کانہا رائحۃ جدی رسول اللہ فقلت ان جدک نایم تحت الکساء فاقبل الحسن نحو الکساء وقال السلام علیک یا رسول اللہ اتاذن لی ان ادخل تحت ھذا الکساء فقال لہ قد اذنت لک فدخل معہ فما کان الا ساعۃ واذا بالحسین الشہید قد اقبل وقال السلام علیک یا اماہ انی اشم عندک رائحۃ طیبۃ کانہا رائحۃ جدی رسول اللہ فقلت نعم یا بنی ان جدک واخاک تحت الکساء فدنی الحسین وقال السلام علیک یا جداہ السلام علیک یا من اختارہ اللہ

اتاذن لی ان اکون معک تحت الکساء فقال لہ رسول اللہ بابی انت وامی یا حسین اذنت لک فدخل
معہ فاقبل عند ذلک ابو الحسن علی بن ابیطالب قال السلام علیک یا بنت رسول اللہ فقلت و
علیک السلام فقال کانی اشم رائحۃ اخی وابن عمی رسول اللہ فقلت نعم ھا ھو مع ولدیک تحت
الکساء فاقبل نحو الکساء وقال السلام علیک یا رسول اللہ اتاذن لی ان اکون معکم تحت ھذا الکساء
قال نعم قد اذنت لک فدخل علی تحت الکساء ثم اتیت وقلت السلام علیک یا اباہ السلام علیک
یا رسول اللہ اتاذن لی ان ادخل معکم قال نعم قد اذنت لک فدخلت معھم فلما اکتملوا تحت الکساء
قال اللہ عز وجل یا ملائکتی وسکان سمواتی انی ما خلقت سماءً ولا ارضاً ولا قمراً ولا شمساً ولا
بحراً ولا براً الا فی محبۃ ھؤلاء الخمسۃ الذین ھم تحت الکساء فقال الامین جبرئیل یا رب و
من تحت الکساء فقال اھلبیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ وھم فاطمہ وابوھا وبعلھا وبنوھا فقال
جبرئیل یا رب اتاذن لی ان اھبط الی الارض لاکون معھم سادساً فقال اللہ عز وجل قد اذنت
لک فھبط الامین جبرئیل وقال السلام علیک یا رسول اللہ العلی الاعلا یقرءُ علیک السلام
ویخصک بالتحیۃ والاکرام ویقول لک وعزتی وجلالی ما خلقت سماءً ولا ارضاً ولا قمراً ولا
شمساً ولا بحراً ولا براً الا لاجلکم وقد اذن لی ان ادخل معکم تحت ھذا الکساء فھل تاذن
لی انت یا رسول اللہ فقال قد اذنت لک فدخل جبرئیل معھم تحت الکساء وقال لھم ان اللہ
عز وجل قد اوحی الیکم یقول انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھلبیت ویطھرکم تطھیراً۔
فقال علی ابن ابیطالب یا رسول اللہ اخبرنی ما لجلوسنا ھذا تحت الکساء من الفضل عند اللہ فقال
النبی والذی بعثنی بالحق نبیاً واصطفانی بالرسالۃ نجیاً ما ذکر خبرنا ھذا فی محفل من المحافل
اھل الارض وفیہ جمع من شیعتنا ومحبینا الا ونزلت علیھم الرحمۃ وحفت بھم الملائکۃ واستغفرت
لھم الی ان یتفرقوا فقال علی اذاً واللہ فزنا وفازت شیعتنا ورب الکعبۃ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم ما ذکر خبرنا فی محفل من محافل اھل الارض وفیہ جمع من شیعتنا وفیھم مھموم الا وفرج
اللہ ھمہ ولا مغموم الا وکشف اللہ غمہ ولا طالب حاجۃ الا وقضی اللہ حاجتہ فقال علی علیہ السلام
اذاً واللہ فزنا وسعدنا وکذلک شیعتنا فازوا وسعدوا فی الدنیا والآخرۃ۔ کتاب المنتخب میں منقول ہے
جناب فاطمہ زہرا البضعۃ محبوبۂ خدا صلواۃ اللہ علیہا وذریتہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے والد بزرگوار جناب
احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہ الاطہار میرے گھر میں رونق افروز ہوئے اور اکرار شاد فرمایا کہ اے فاطمہ اسوقت
میں اپنے بدن میں کچھ ضعف اور نقاہت پاتا ہوں اسلئے میں یہاں لیٹتا ہوں تو مجھ پر وہ عبائے یمانی

ڈالدے فاطمہ زہراؑ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ بابا میں خدا سے اس بارہ میں پناہ مانگتی ہوں کہ آپ کے جسمِ مبارک میں ضعف ہو یہ کہکر میں نے حضرت پر عبائے یمانی ڈالدی اُسوقت میں اپنے پدرِ عالی وقار کا چہرہ نورانی دیکھتی تھی کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن اور نمایاں تھا اس عرصہ میں تھوڑی سی دیر ہوئی تھی کہ میرا فرزند حسنؑ مجتبیٰ آیا اور اُس نے مجھکو سلام کیا میں نے اُس سے کہا علیک السلام اے خنکی چشم و میوہ دل حسنؑ نے مجھ سے کہا کہ میں پاکیزہ خوشبو پاتا ہوں گویا کہ یہ خوشبو میرے نانا کی ہے میں نے کہا کہ ہاں بیشک تمہارے نانا عبا اوڑھے ہوئے سو رہے ہیں۔ یہ سُنکر حسنؑ اپنے جدِ امجد کی طرف بڑھا اور قریب جاکر عرض کیا السلام علیک یارسول اللہ آیا مجھکو آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ اس عبا میں داخل ہوں حضرت نے فرمایا ہاں بیٹا تمکو اجازت ہے۔ حسنؑ عبا میں داخل ہوئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حسینؑ شہید آیا اور مجھ سے کہا السلام علیک یا اماہ اے اماں جان تمپر میرا سلام ہوجیو پھر کہا کہ اے مادرِ گرامی میں یہاں نہایت خوشبو پاتا ہوں گویا کہ یہ خوشبو میرے نانا رسول اللہ کی ہے میں نے کہا کہ بیشک یہ تمہارے نانا کی خوشبو ہے تمہارے نانا تمہارے بھائی کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے اُس عبا کے نیچے سو رہے ہیں یہ سُنکر حسین اپنے نانا کی طرف بڑھے اور نزدیک پُہنچکر عرض کیا السلام علیک یا جداہ السلام علیک یا من اختارہ اللہ۔ یعنی سلام ہو تمپر اے نانا جان سلام ہو تمپر کہ تم برگزیدہ اور پسندیدہ خدا کے ہو۔ آیا مجھکو بھی آپ اذن دیتے ہیں کہ میں آپ کی اس عبا میں داخل ہوں۔ حضرت نے اجازت دی۔ ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھپر قرباں ہوں اے حسینؑ تو اس عبا میں داخل ہو۔ یہ ارشاد حضرت کا سُنکر حسینؑ داخلِ عبا ہوئے پھر اسپر تھوڑی سی دیر گزری کہ جناب سید الوصیین ابو الحسن علیہ السلام تشریف لائے اور مجھ سے کہا السلام علیک یا بنتِ رسول اللہ اے دخترِ رسول تمپر سلام ہوجیو میں نے اُن کے سلام کا جواب دیا اُنہوں نے فرمایا کہ میں یہاں اپنے بھائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو پاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ہاں میرے بابا رسول اللہؐ مع تمہارے دونوں بیٹوں کے عبائے یمانی اوڑھے ہوئے سو رہے ہیں یہ سُنکر امیر المومنینؑ آگے بڑھے اور قریب جاکر کہا السلام علیک یارسول اللہ آیا مجھکو آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ہمراہ اس عبا میں داخل ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں بھائی تم داخل ہو جناب فاطمہ زہراؑ فرماتی ہیں کہ جب علیؑ بھی اُس عبا میں داخل ہو چکے تو میں بھی قریب گئی اور عرض کیا السلام علیک یا اباہ السلام علیک یا رسول اللہ آیا مجھکو اجازت ہے کہ میں آپ کے ہمراہ اس عبا میں داخل ہوں حضرت نے فرمایا کہ ہاں اے فاطمہ داخل ہو۔ پس فاطمہ زہرا بھی تحتِ عبا داخل ہوئیں جب پانچوں بزرگوار برگزیدگانِ پروردگار اُس عبا کے نیچے داخل ہو چکے تو اُسوقت جناب رب العزت جل جلالہ نے ملائکہ و ساکنانِ سموات کو وحی کی کہ اے ملائکہ میں نے آسمان اور زمین اور چاند اور سورج اور دریا اور جنگل اور جو کچھ

کہ پیدا کیا ہے صرف ان پانچوں بزرگواروں کی محبت کے سبب سے پیدا کیا ہے جو کہ اسوقت اس عبائے یمانی کے
تحت میں داخل ہیں۔ جبرئیل امین نے عرض کیا کہ الٰہی یہ کون ہیں جو عبا کے تحت میں داخل ہیں خدا تعالےٰ
نے فرمایا کہ یہ اہلِ نبوت اور معادن رسالت ہیں اور وہ فاطمہؑ ہے اور اسکا باپ ہے اور اسکا شوہر اور اسکے دونوں
بیٹے ہیں جبرئیل امین نے عرض کیا کہ الٰہی مجھکو تو اجازت دیتا ہے کہ میں ان کے ساتھ جاکر شامل ہو کر انمیں چھٹا
ہو جاؤں خدا تعالےٰ نے اجازت دی جبرئیل امین آئے اور عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ جناب علی اعلےٰ
آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ قسم ہے مجھکو اپنی عزت اور جلال کی کہ میں نے آسمان اور زمین اور چاند
اور سورج اور خشک و تر بحر و بر جو کچھ پیدا کیا ہے وہ سب کچھ تمہاری محبت میں پیدا کیا ہے اور یا رسول اللہ
مجھکو خدا نے اجازت دی ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ اس عبا میں داخل ہوں پس آیا آپ بھی مجھکو اجازت
دیتے ہیں کہ میں بھی ماتحت اس عبا کے داخل ہو جاؤں حضرت نے فرمایا کہ تمکو اجازت ہے چھٹے جبرئیل امین داخل
ہوئے۔ چنانچہ جناب سید الشہدا علیہ السلام نے میدانِ کربلا میں اعدائے دین کے سامنے جو ارشاد فرمایا تھا
وسادسنا جبرئیل تو اس فقرہ کا یہی مطلب تھا کہ ہم وہ برگزیدگانِ خدا ہیں کہ چھٹے ہمارے ساتھ جبرئیل امین ہیں
اور جبرئیل امین نے اس عبائے پاک میں داخل ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جناب حق سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً۔ اسوقت جناب امیر المومنین علیہ السلام
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس عبا پاک کے ماتحت ہمارے اسوقت بیٹھنے کی خدا تعالےٰ کے نزدیک کیا فضیلت
ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے مجھکو اس خدائے وحدہ لاشریک کی جس نے مجھکو بحق و
راستی اپنا نبی مقرر کیا اور مجھکو رسالت کے لئے برگزیدہ اور منتخب فرمایا ہے جو لوگ ہمارے شیعہ اور محب اہل زمین
میں سے جمع ہو کر اپنی مجالس و محافل میں اس حدیث کو بیان کرینگے انپر جناب غفور الرحیم کی رحمت نازل ہوگی
اور ملائکہ اس مجلس میں حاضر ہونگے اور اہل مجلس کے لئے استغفار کرینگے تا اینکہ وہ لوگ اس مجلس سے اٹھکر متفرق
ہو جائیں۔ جناب امیر المومنینؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اور ہمارے شیعہ فایز اور رستگار ہوئے۔ فرمایا
سردرِ کائنات نے کہ قسم ہے مجھکو اس خدائے پاک کی جس نے مجھکو رسالت پر مبعوث کیا۔ کہ جو لوگ اہل
زمین میں سے کسی مجلس میں جمع ہو کر اس حدیث کو بیان کریں گے اس مجلس میں جو شخص ہمارے شیعوں
میں سے مہموم اور مغموم ہوگا جناب باری تعالیٰ اسکے ہم اور غم کو دور کرے گا اور جو کوئی مومن اس مجلس میں
طالبِ حاجت ہوگا جناب قاضی الحاجات اسکی حاجت روا کریگا۔ اور اسکی دعا کو قبول فرمائیگا۔ جناب امیر المومنین
علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پس کسی طرح کا شک اور شبہ نہیں کہ ہم اور ہمارے محب اور ہمارے
شیعہ فائز اور رستگار ہوئے اور بہت کچھ سعادت ہمنے اور ہمارے محبوں اور شیعوں نے پائی۔

مقولہ مؤلف الحمد للہ الذی من علینا بمحبت الرسول المختار و ولایت اهل بیتہ الاطہار صلی اللہ علیہ و علیہم ما دام اللیل والنہار۔ حضرات مومنین جس طرح ان پانچ بزرگواروں کے مرتبے اور درجے عند اللہ نہایت ہی عظیم الشان ہیں اُسی طرح ان کے مصائب بھی کُل خاصانِ خدا کے مصائب سے زیادہ تر ہیں۔

فی مجالس الصدوق علیہ الرحمہ باسنادہ عن ابن عباسؓ قال ان رسول اللہ کان جالساً ذات یوم اذ اقبل الحسن علیہ السلام فلما راٰہ بکی ثم قال الیّ یا بنی فما زال یدنیہ حتی اجلسہ علی فخذہ الیمنیٰ۔ ثم اقبل الحسین علیہ السلام فلما راٰہ بکی ثم قال الیّ یا بُنی فما زال یدنیہ حتی اجلسہ علی فخذہ الیسریٰ۔ ثم اقبلت فاطمہ علیہا السلام فلما راٰہا بکی ثم قال الیّ یا بنیۃ فاجلسہا بین یدیہ ثم اقبل امیر المومنین علیہ السلام فلما راٰہ بکی ثم قال الیّ یا اخی فما زال یدنیہ حتی اجلسہ الی جنبہ الایمن۔ فقال لہ اصحابہ یا رسول اللہ ما تری من واحد من ہؤلاء الا بکیت او ما فیہم من تسر برؤیتہ۔ فقال صلی اللہ علیہ و الہ والذی بعثنی بالنبوۃ واصطفانی علی جمیع البریۃ انی وایاہم اکرم الخلق علی اللہ عز وجل وما علی وجہ الارض نسمۃ احب الیّ منہم۔ اما علی بن ابی طالب فانہ اخی و شقیقی و صاحب الامر بعدی و صاحب لوائی فی الدنیا والاخرہ و صاحب حوضی و شفاعتی وہو مولی کل مسلم و امام کل مومن و قائد کل تقی وہو وصیی و خلیفتی فی اہلی و امتی فی حیوتی و بعد مماتی محبہ محبی و مبغضہ مبغضی و بولایتہ صارت امتی مرحومہ و بعداوتہ صارت المخالفۃ لہ منہا ملعونہ وانی بکیت حین اقبل لانی ذکرت غدر الامۃ بہ بعدی حتی انہ لیزال عن مقامی وقد جعلہ اللہ لہ بعدی ثم لا یزال الامر بہ حتی یضرب علی قرنہ ضربۃ تخضب منہا لحیتہ فی افضل الشہور رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بینات من الہدی والفرقان۔ واما ابنتی فاطمہ علیہا السلام فانہا سیدۃ نساء العالمین من الاولین والاخرین وہی بضعۃ منی وہی نور عینی وہی ثمرۃ فؤادی وہی روحی التی بین جنبی وہی الحوراء الانسیۃ متی قامت فی محرابہا بین یدی ربہا جل جلالہ زہر نورہا لملائکۃ السماء کما یزہر الکواکب لاہل الارض ویقول اللہ عز وجل لملائکتہ یا ملائکتی انظروا الی امتی فاطمہ سیدۃ امائی قائمۃ بین یدی ترتعد فرائصہا من خیفتی وقد اقبلت بقلبہا علی عبادتی وانی اشہدکم انی قد امنت شیعتہا من النار۔ وانی لما رایتہا ذکرت ما یصنع بہا بعدی کانی بہا وقد دخل الذل بیتہا وانتہک حرمتہا و غصبت حقہا و منعت ارثہا وکسر جنبہا واسقطت جنینہا وہی تنادی یا محمداہ فلا تجاب و تستغیث فلا تغاث فلا تزال بعدی محزونۃ مکروبۃ باکیۃ فتذکر انقطاع الوحی عن بیتہا مرۃ وتذکر فراقی اخریٰ وتستوحش اذا جنہا اللیل لفقد صوتی الذی کانت تستمع الیہ اذا

تتجدد یا احزان ثم تری نفسها ذلیلۃ بعد ان کانت فی ایام ابیھا عزیزۃ فعند ذلک یونسھا اللہ
تعالیٰ ذکرہ بالملائکۃ فنادتھا بما نادت بہ مریم بنت عمران فتقول یا فاطمہ ان اللہ اصطفاک وطھرک
واصطفاک علی نساء العالمین یا فاطمہ اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین ثم یبدی بھا
الوجع فتمرض فیبعث اللہ الیھا مریم ابنۃ عمران تمرضھا وتونسھا فی علتھا فتقول عند ذلک یا رب
انی قد سئمت من الحیوۃ وتبرمت من اھل الدنیا فالحقنی بابی فیلحقھا اللہ تعالیٰ بی فتکون اول من
یلحقنی من اھل بیتی فتقدم علی محزونۃ مکروبۃ مغمومۃ مغصوبۃ مقتولۃ فاقول عند ذلک اللھم العن
من ظلمھا وعاقب من غصبھا وذلل من اذلھا وخلد فی نارک من ضرب جنبھا حتی القت ولدھا
فتقول الملائکۃ عند ذلک آمین۔ واما الحسن علیہ السلام فانہ ابنی وولدی وقرۃ عینی وضیاء قلبی و
ثمرۃ فوادی وھو سید شباب اھل الجنۃ وحجۃ اللہ علی الامۃ امرہ امری وقولہ قولی من تبعہ فانہ منی و
من عصاہ فلیس منی فانی لما نظرت الیہ تذکرت ما یجری علیہ من الذل بعدی فلا یزال الامر بہ
حتی یقتل بالسم ظلماً وعدواناً فعند ذلک تبکی الملائکۃ والسبع الشداد لموتہ ویبکیہ کل شیٔ حتی الطیر
فی جو السماء والحیتان فی جوف الماء ومن بکاہ لم تعم عینیہ یوم تعمی العیون ومن حزن علیہ لم یحزن
قلبہ یوم تحزن القلوب ومن زارہ فی بقیعتہ ثبتت قدمہ علی الصراط یوم تزل فیہ الاقدام۔ واما
الحسین علیہ السلام فانہ منی وھو ابنی وولدی وخیر الخلق بعد اخیہ وھو امام المسلمین ومولی المومنین
وخلیفۃ رب العالمین وغیاث المستغیثین وکھف المستجیرین وحجۃ اللہ علی خلقہ اجمعین وھو سید
شباب اھل الجنۃ وباب نجاۃ الامۃ امرہ امری وطاعتہ طاعتی من تبعہ فانہ منی ومن عصاہ
فلیس منی وانی لما رایتہ تذکرت ما یصنع بہ بعدی کانی بہ وقد استجار بحرمی وقبری ولا یجار فاضم
فی منامی الی صدری وامرہ بالرحلۃ عن دار ھجرتی وابشرہ بالشھادۃ فیرتحل عنھا الی ارض مقتلہ و
موضع مصرعہ ارض کربلا وقتل وفنا تنصرہ عصابۃ من المسلمین اولئک من سادۃ شھداء امتی یوم
القیامۃ کانی انظر الیہ وقد رمی بسھم فخر عن فرسہ صریعاً ثم یذبح کما یذبح الکبش مظلوماً ثم بکی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وبکی من حولہ وارتفعت اصواتھم بالضجیج ثم قام علیہ السلام وھو
یقول اللھم انی اشکو الیک ما یلقی اھل بیتی بعدی ثم دخل منزلہ کتاب دمعہ ساکبہ میں منقول ہے
کہ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب مجالس میں بسند خود عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں
کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے
کہ ناگاہ جناب امام حسن علیہ السلام تشریف لائے آنحضرتؐ انکو دیکھکر روئے پھر فرمایا کہ اے بیٹا میری طرف آ انکو

اپنے قریب بُلایا اور اپنے داہنے زانو پر بٹھلایا اس عرصہ میں جناب سید الشہدا مظلوم کربلا حسینؑ ابن علیؑ تشریف لائے اُس جناب کو دیکھکر پھر جناب رسالتمآب روئے اور فرمایا کہ بیٹا میرے قریب آؤ انکو پاس بُلاکر اپنے بائیں زانو پر بٹھایا۔ پھر جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہراؑ تشریف لائیں اُنکو دیکھکر آنحضرت روئے اور فرمایا اے بیٹی میری طرف آؤ اُنکو اپنے قریب بلاکر اپنے سامنے بٹھلایا بعد اُن کے جناب سید الوصیین امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے انکو دیکھکر پھر حضرت رسول اللہ روئے اور فرمایا کہ اے بھائی میرے قریب آؤ اُن کو اپنے قریب بلاکر اپنے داہنی جانب بٹھلایا۔ تب بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اِن چاروں بزرگواروں کو دیکھکر گریہ وزاری کی۔ کیا انمیں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ اُسکو دیکھکر آپ خوش ہوں۔ جناب خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ الکرام نے فرمایا کہ قسم ہے مجھکو اُس پاک پروردگار کی کہ جس نے مجھکو رسالت پر مبعوث کیا ہے اور تمام مخلوقات میں سے مجھکو منتخب اور برگزیدہ کیا ہے میں اور یہ چاروں خدائے تعالیٰ کے نزدیک کُل مخلوقات سے افضل اور اکرم اور برتر ہیں۔ اِن چاروں بزرگواروں سے زیادہ تر تمام روئے زمین میں مجھکو کوئی شخص محبوب نہیں ہے۔ اب سنو کہ علیؑ بن ابیطالب میرا بھائی اور میرا ہم مثل ہے اور میرے بعد میری امت کا حاکم اور صاحب الامر ہے اور علیؑ میرا علمدار ہے دُنیا اور آخرت میں علیؑ میرے حوض کا ساقی اور مالک اور میری شفاعت کا مختار ہے اور علیؑ مولیٰ ہے ہر مسلمان کا اور امام ہے ہر مومن کا اور جنت کی طرف لیجانے والا ہے ہر نیک آدمی کو اور علیؑ میرا وصی اور خلیفہ ہے میرے اہل وعیال اور میری امت پر میری زندگی میں اور نیز میری وفات کے بعد علیؑ کا دوست میرا دوست ہے اور علیؑ کا دشمن میرا دشمن ہے۔ علیؑ کی ولایت اور محبت کی وجہ سے میری امت کو امت مرحومہ کہا گیا ہے۔ اور علیؑ کی دشمنی اور مخالفت کے سبب سے میری امت کے لوگ رحمتِ الٰہی سے دُور رہوں گے اور انکو دیکھکر میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ جب میں نے علیؑ کو دیکھا تو مجھکو یاد آیا اس امت کا غدر اور مکر اور فریب جو میرے بعد علیؑ سے کرینگے یہانتک کہ اُسکو میری خلافت اور وصایت کے مقام سے (جو فی الحقیقت اُسی کے لئے خدا تعالےٰ نے مقرر اور معین فرمایا ہے) بظاہر دُور کرینگے اور ہمیشہ اُسکے ساتھ برائی سے پیش آئینگے۔ تا اینکہ اُسکے سر پر تلوار مارینگے۔ افضل شہور یعنی رمضان شریف میں جسمیں کہ قرآن مجید نازل ہوا ہے اُس ماہ میں اُسکی ریشِ مقدس کو اُسکے سرِ منور کے خون سے رنگین کرینگے۔ اور میری بیٹی فاطمہ زہراؑ پس یہ کل زنان اولین وآخرین کی سیدہ ہے اور میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور میری آنکھوں کا نور ہے اور میرے دل کا میوہ ہے اور یہی میری جان اور روح ہے اور یہ انسانوں میں حور ہے۔ جب یہ محرابِ عبادت میں اپنے معبود کے سامنے کھڑی ہوتی ہے تب ملائکہ کی آنکھوں میں اِسکا نور اِسطرح چمکتا ہے جسطرح اہل زمین کی آنکھوں میں ستارے روشن اور جلوہ گر

ہوتے ہیں۔ اور جناب باری تعالیٰ ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو دیکھو میری کنیز فاطمہ زہرا کی طرف جو کہ تمام میری کنیزوں کی سردار ہے میرے سامنے میری عبادت کے لئے کھڑی ہوئی ہے اور میرے خوف سے اُسکے تمام اعضا کانپ رہے ہیں اور تحقیق وہ بڑی خضوع اور خشوع اور اعلیٰ درجہ کے حضور قلب سے میری عبادت کرتی ہے میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ زہرا کے تمام محبوں اور شیعوں کو آتش دوزخ سے آزاد کردیا۔ اور میں نے اسوقت جو فاطمہ زہرا کو دیکھا تو یاد آگئے مجھکو وہ ظلم اور جور جو اسپر میرے بعد کئے جائینگے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ اسکے گھر کو ذلیل کرینگے اور اسکی ہتک حرمت کرینگے اور اسکے حق کو اس سے چھین لینگے اور اسکے میراث کو غصب کرینگے اور اسکے پہلو پر ایسا صدمہ پہنچائیں گے کہ اسکی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی اور اسکے شکم سے بچہ ساقط ہو جائیگا۔ اُسوقت یہ روئے گی اور فریاد کرے گی اور مجھکو پکارے گی اور کہے گی وا محمداہ مگر کوئی جواب دیگا۔ یہ استغاثہ کرے گی لیکن کوئی اسکی فریاد نہ سُنے گا۔ اسی طرح میرے بعد یہ محزون اور غمناک اور اندوہگیں رہے گی اور رویا کرے گی کبھی یہ خیال کرے گی کہ میرے باپ کا مرنے سے میرے گھر سے وحی کا آنا منقطع ہوگیا۔ اور کبھی میری مفارقت پر گریہ وزاری کرے گی۔ اور اندھیری رات میں کبھی اسکو وحشت اور پریشانی ہوا کرے گی۔ جب یہ میری آواز کو نہ سُنے گی جسطرح اب میری آواز تہجد کے وقت سُنتی ہے۔ جب میں قرآن پڑھتا ہوں اور فاطمہ زہرا اُن دنوں میں اپنے آپ کو نہایت ذلت کیحالت میں دیکھے گی۔ بعد اس عزت اور وقار کے جو اسکو میری زندگی میں حاصل ہے۔ تب خداوند کریم اسکو تسلّی دیگا اور ملائکہ کو حکم کرے گا کہ تم جاکر فاطمہؑ سے وہی تقریر کرو جو مریم بنت عمران سے تقریر کی تھی۔ پس بموجب حکم الٰہی ملائکہ آکر کہیں گے کہ اے فاطمہ بتحقیق اللہ عزوجل نے تجھکو برگزیدہ اور پسندیدہ کیا ہے اور تجھکو معصومہ اور طاہرہ کیا ہے اور تجھکو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت اور سیادت دی ہے اے فاطمہ خدا کو سجدہ کرو اور راکعین کے ساتھ رکوع کرو۔ پھر فاطمہ زہراؑ کے پہلوے شکستہ میں درد پیدا ہو جائیگا اور صاحب فراش ہو جائیگی تب جناب غفور الرحیم تعالے شانہ مریم بنت عمران کو اُسکی تسلّی اور بیمارداری کے واسطے بھیجیگا۔ مریم بنت عمران آکر اُسکو تسلّی دیگی اور اسکی بیمارداری اور غمخواری کرے گی۔ اُس حالت میں فاطمہؑ کہے گی کہ الٰہی اب میں زندگی سے سیر ہوگئی ہوں اہل دُنیا سے قطع تعلق کرنا چاہتی ہوں اب مجھے دار دُنیا میں زندہ رہنا منظور نہیں مجھکو میرے باپ سے ملادے جناب باری تعالیٰ فاطمہ کی التماس کو قبول فرمائیگا اور اُسکو میرے ساتھ ملحق کردے گا۔ پس فاطمہ زہرا میری اہلبیت میں سے پہلے سب سے میرے پاس آجائے گی۔ اور مجھ سے ایسی حالت میں آکر ملاقات کریگی کہ نہایت مغموم اور محزون ہوگی۔ حق اُسکا لوگوں نے چھین لیا ہوگا اور اُسکو بلا جرم دخطا قتل کیا ہوگا۔ جب میں فاطمہؑ کو اس حالت میں دیکھوں گا تب میں کہونگا کہ الٰہی لعنت کر اُسپر جس نے

ظلم کیا ہے فاطمہؑ پر الٰہی اپنے عذاب سخت میں مبتلا کر اُسکو جس نے غصب کیا ہے حق اُسکا اور ذلیل کر اُسکو جس نے بے عزتی اور بیحرمتی کی ہے فاطمہؑ کی اور خالداً و مخلداً دایماً و سرمداً آتشِ دوزخ کا عذاب دردناک دے اُسکو جس نے اُسکے پہلو پر ایسی ضرب پہنچائی جسکے صدمہ سے اُسکے شکم سے بچہ ساقط ہوگیا ہے۔ اُسوقت میری اس دعا پر ملائکہ آمین کہیں گے اور حسنؑ میرا بیٹا اور فرزند ہے اور یہ مجھ سے ہے اور میری آنکھوں کی خنکی اور میرے دل کی روشنی اور قلب کا ثمرہ ہے اور یہ سردار ہے جوانانِ جنت کا اور حجت ہے اللہ عزوجل کی امت پر اسکا حکم میرا حکم ہے اسکا قول میرا قول ہے جس نے اسکی متابعت کی اُس نے میری متابعت کی جس نے اسکی نافرمانی کی اُسکو مجھ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اب جو میں نے اُسکو دیکھا تو یاد آگئیں مجھکو وہ ذلتیں اور مصیبتیں جو میرے بعد ظالموں کے ظلم سے اسپر گزریں گی یہانتک کہ اسکو ظالم زہر سے بکمال ظلم وعدوان شہید کریں گے اسکے شہید ہونے پر اسکی مصیبت میں ملائکہ ہفت آسمان بلکہ ہر شئے حتیٰ کہ طیور ہوا میں اور مچھلیاں دریا میں گریہ وزاری کرینگے۔ پس جو شخص میرے فرزند حسنؑ کے ماتم میں روئیگا نہیں کور ہوں گی آنکھیں اُسکی اُس روز کہ جس دن تمام آنکھیں کور ہو جائیں گی۔ اور جو محزون ہوگا اُسکی مصیبت میں نہ محزون ہوگا دل اُسکا اُس روز کہ جس دن تمام دل محزون ہوں گے اور جو اُسکی قبر منوّر کا زایر ہوگا وہ صراط پر ثابت قدم رہے گا جسدن لوگوں کے قدم صراط پر پھسل جائیں گے اور حسینؑ مجھ سے ہے اور میرا فرزند اور بیٹا ہے اور اپنے بھائی کے بعد تمام خلقت سے افضل اور برتر ہے اور حسینؑ امام ہے مسلمانوں کا اور آقا ہے مومنوں کا اور خلیفہ ہے جناب رب العالمین کا اور فریاد رس ہے داد خواہوں اور فریادیوں کا اور پشت و پناہ ہے پناہ مانگنے والوں کیلئے اور حسینؑ کل خلقت پر اللہ عزوجل کی حجّت ہے۔ اور سردار ہے جوانان اہل جنّت کا اور میری امت کیلئے حسینؑ دروازہ ہے نجات کا اُسکا حکم میرا حکم ہے اُسکا قول میرا قول ہے۔ اسکی فرمانبرداری میری فرمانبرداری ہے جس نے اسکی متابعت کی اُس نے میری متابعت کی جس نے اُسکی نافرمانی کی اُسکو مجھ سے ہرگز تعلّق نہیں ہے۔ اب جو حسینؑ کو میں نے دیکھا تو یاد آگئے مجھکو وہ ظلم اور ستم ظالموں کے جو میرے بعد میرے فرزند حسین پر واقع ہوں گے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ظالموں نے میرے فرزند حسینؑ پر ایسی سختی کی ہے کہ اُسکو میرے حرم میں رہنا دشوار ہوگیا ہے آخرکار یہ میری قبر کی طرف پناہ لایا ہے اُسکو ظالم ایسا مضطر اور مجبور کریں گے کہ کوئی اسکو پناہ نہ دیگا۔ جب میری قبر پر آئیگا تو میں خواب میں اسکو اپنی چھاتی سے لگا کر پیار کرونگا اور اُسکو حکم دونگا کہ میرے دار الہجرت سے کوچ کرے اور میں اُسکو شہادت کے درجات عالیہ پر فایز ہونیکی بشارت دونگا تب حسین مجبور اور مضطر ہوکر اپنے مقتل کی طرف کوچ کرے گا اور اُس سرزمین میں پہنچے گا جو ارض کرب و بلا اور زمین قتل و فنا ہے۔ ایک گروہ مسلمانوں کا حسینؑ کی امداد اور نصرت کرے گا۔ اُس گروہ

کے لوگ قیامت کے دن کل شہدا کے سردار ہوں گے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ظالموں نے میرے فرزند حسینؑ کے بدن پر تیر مارے ہیں اور میرا فرزند گھوڑے سے زمین پر گرا ہے حبیبِ مظلوم زخموں سے چور ہو کر گھوڑے سے زمیں پر گرے گا تب ظالم اُسکو اسطرح ذبح کرینگے جسطرح گوسفند کو ذبح کرتے ہیں یہ فقرہ فرماکر جناب رسول اللہ روتے روتے بیتاب ہو گئے اور بڑے کرب و بیقراری سے باواز بلند رونے لگے پھر تو تمام صحابہ جو مسجد میں حاضر تھے سب کے سب چیخیں مار مار کر باآواز بلند روئے جب خوب گریہ و زاری ہو چکی تب جناب رسول اللہ اُٹھے اور پروردگار عالم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ الٰہی میں تیری جناب میں اُن ظلموں کی شکایت کرتا ہوں جو میری اہلبیت پر میرے بعد واقع ہونگے۔ یہ فرماکر حضرت روتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے۔ لموٴلفہ

ایسے نہیں ہیں ظلم کسی پر کبھی ہوئے
گزرے ہیں جو کہ فاطمہؑ کے نورِ عین پر
ثابت ہے یہ حدیثوں سے مضموں کہ دایما
رویا کیے ہیں احمدِ مرسلؐ حسینؑ پر

پس اب جو لوگ امام حسینؑ علیہ السلام کی مصیبت پر رونے کو بدعت قرار دیتے ہیں وہ سنت رسول کو بدعت گمان کرتے ہیں۔

ستانویں مجلس مرثیہ مصنفہ مؤلف دربیان تفسیر آیہ تطہیر

آلِ عبا کی مدح پہ ناطق کتاب ہے
اُنکی صفت میں چار کتب ایک باب ہے
فضل اُنکا علمِ حق کی طرح بیحساب ہے
اُنکی ثنا لکھوں میں کہاں مجھ میں تاب ہے
پر جیسے حصر مدحتِ آلِ عبا نہیں
مداح کے بھی اجر کی کچھ انتہا نہیں

حقا بمدح مادحِ ساداتِ روزگار
وارد ہیں اہلبیت سے اخبار بے شمار
ہر بیت کے صلہ میں ہے خلدِ بریں کا دار
تائیدِ جبرئیل امین لطفِ کردگار
خوشنود اُس سے شیرِ خدا اور بتولؑ ہیں
روزِ جزا شفیع جنابِ رسولؐ ہیں

مطلق نہیں ہے دخل مجھے بابِ شعر میں
معدود میں نہیں ہوں کچھ اربابِ شعر میں
داخل نہیں ہیں زمرۂ اصحابِ شعر میں
مجھکو شعور ہی نہیں آدابِ شعر میں
شاعر نہیں پہ مادحِ آلِ عبا ہوں میں
قربانِ خاندانِ رسولِ خدا ہوں میں

اشعار ان کے وصف میں ملحوں ہوں یا ملیح
تعقید ہوئے یا کہ ہوں سب بندشیں فصیح
مبہم ہوں لفظ یا کہ دلالت کریں صریح
انکی ثنا و مدح ہے ہر طرح سے صحیح
مداح اہلبیت کے رتبے بلند ہیں
مولا کو اپنے مرثیہ گو سب پسند ہیں

پس اے محبو مرتبے اپنے عظیم ہیں
رہبر ہیں وہ جو ہادی راہ قویم ہیں
مداح جنکے ہم ہیں وہ بیشک کریم ہیں
فردوس و نار کے مرے مولا قسیم ہیں
آل عبا کے دامن دولت میں ہاتھ ہے
حاصل غلام کے لئے آقا کا ساتھ ہے

لکھتا ہوں اُس حدیث کا مضموں لاجواب
کھل جائیں جسکے پڑھنے سے خلد بریں کے باب
حاصل ہو جس سے روح کو فرحت بدن کو تاب
سننے سے مومنوں کی دُعائیں ہوں مستجاب
آنکھوں کو نور اور دل و جاں کو سرور ہو
بزم عزا میں حجت حق کا ظہور ہو

تفسیر میں ہے آیہ تطہیر کی لکھا
تشریف لائے گھر مرے اکدن جو مصطفےٰ
فرماتی ہیں یہ بنت شہنشاہ انبیا
بابا نے میرے مجھ سے تب ارشاد یوں کیا
آثار ضعف پاتا ہوں بستر بچھاؤ تم
اور مجھکو وہ عبائے یمانی اوڑھاؤ تم

میں نے عبا وہ نور الٰہی پہ ڈالدی
دیکھا کہ مثل بدر ہے روشن رخ نبی
اور بعد اسکے چہرہ پہ اُنکے نگاہ کی
خوشبو ہے جسم پاک کی گھر میں مہک رہی
گزری تھی تھوڑی دیر کہ آیا حسنؑ مرا
اُس بوئے خوش سے خوش وہ ہوا گلبدن مرا

مجھکو سلام کرکے پکارا کہ اماں جاں
میں نے کہا وہ لیٹے ہیں سردار انس و جاں
خوشبو مہک رہی مرے نانا کی ہے کہاں
جا کر کہا حسنؑ نے قریب شہ زماں
نانا رسول آپ پہ میرا سلام ہو
کیوں اس عبائے پاک میں داخل غلام ہو

فرمایا مصطفےٰ نے اجازت ہے اے پسر
ناگہ مرا حسینؑ شہید آیا کھیل کر
داخل ہوا یہ سُنکے عبا میں وہ خوش سیر
مجھکو کیا سلام ادب سے جھکا کے سر
گودی میں بیٹھکر کہا مجھ دل ملول کی
خوشبو کہاں سے آتی ہے نانا رسول کی

میں نے کہا حسینؑ سے اے پارۂ جگر
بڑھکر کہا حسینؑ نے یا سید البشر
آغوش میں حسنؑ کو لئے سوتے ہیں پدر
نانا سلام پہنچے نواسہ کا آپ پر
آغوش میں حضور جگہہ دیجئے مجھے
بھائی کی طرح ساتھ لٹا لیجئے مجھے

فرمایا مصطفےٰ نے کہ آ اے حسینؑ آ
یہ سُنکے دوڑ کر وہ ہوا داخل عبا
قربان تجھپہ میں مرے ماں باپ ہاں فدا
نانا سے پیار کرکے نواسہ لپٹ گیا
اس عرصہ میں ورود امیر نجف ہوا
اور آفتاب داخل بیت الشرف ہوا

مجھکو سلام والد سبطینؑ نے کیا
فرمایا پھر یہ مجھ سے کہ اے بنت مصطفےٰ

خوشبو سے سب مکاں ہے معطر جو ہو رہا
کیا گھر میں آج آئے ہیں محبوب کبریا
دیکر جواب میں نے علیؑ کے سلام کا
انکو پتہ بتا دیا خیر الانام کا

آئے قریب احمد مختارؐ جب امام
کی عرض السلام علیک اے شہ انام
میرا بھی اس مقام مطہر میں ہو قیام
خوش ہو کے تب یہ بولے رسول فلک مقام
بسم اللہ ساتھ بھائی کے شامل ہو یا اخی
اور اس عبائے پاک میں داخل ہو یا اخی

فرماتی ہیں یہ دختر محبوب ایزدی
داخل ہوئے عبائے پیمبر میں جب علیؑ
میں بھی گئی وہاں کہ جہاں لیٹے تھے نبی
بعد از سلام عرض کیا میں نے یا ابی
گر حکم دیجئے تو سعادت حصول ہو
داخل عبا میں آکے تمہاری بتول ہو

داخل ہوئیں بتولؑ تو خوش مصطفے ہوئے
اک جا پہ جمع پانچ یہ نور خدا ہوئے
آل عبا کے اور بھی رتبے سوا ہوئے
محو جمال قدسئی ارض و سما ہوئے
اسدم حجاب غیب سے پیدا ندا ہوئی
سکان آسماں کو یہ وحی خدا ہوئی

انسان و جن و حور و ملک گلشن جناں
کرسی و عرش و فرش و زمیں راہ کہکشاں
خورشید و ماہ و انجم و افلاک فرقداں
دریا و راغ و باغ و جبل اور دو جہاں
پیدا کئے ہیں میں نے تمام انکے واسطے
ہے رحمت و درود و سلام انکے واسطے

سنکر یہ جبرئیل نے فرمان کردگار
پوچھا ہیں کون کون عبا میں بزرگوار
فرمایا حق نے ہیں یہی سادات روزگار
ہے فاطمہ اور اسکا پدر آسماں وقار
شوہر ہے اسکا اور ہیں بیٹے بتولؑ کے
دونوں حسنؑ حسینؑ نواسے رسولؐ کے

لیکر حضور حق سے اجازت امین رب
جوں رحمت خدا ہوئے نازل نبی پہ تب
استادہ ہو کے پیش جناب شہ عرب
بڑھکر درود عرض کیا پھر بصد ادب
تمپر ہمیشہ رحمت حق کا نزول ہو
داخل عبا میں ہوں جو اجازت حصول ہو

حضرت سے اذن لیتے ہی داخل ہوئے امیں
کی عرض مصطفے سے کہ اے شاہ مرسلیںؐ
فرماتا ہے یہ تمکو خداوند عالمیں
جز اسکے اور کوئی ارادہ مرا نہیں
کردوں ہر ایک رجس کو اہل عبا سے دور
طاہر کروں گناہوں سے اور خطا سے دور

اے مومنو یہ مرتبے آل عبا کے ہیں
مقبول کبریا یہی بندے خدا کے ہیں
واللہ پردہ پوش یہ اہل خطا کے ہیں
باعث یہ آفرینش ارض و سما کے ہیں

اِنکی مصیبتوں کی بھی پر انتہا نہیں
وہ کونسا ہے ظلم جو اُنپر ہوا نہیں

کیا کیا مصیبتوں میں رہے ہیں رسولِ رب
اُس عقلِ کل کو کہتے تھے مجنون ہے غضب
ایذا قریش دیتے تھے حضرت کو روز و شب
سحر اُن کے معجزوں کو بتاتے تھے بے ادب

گہہ ڈالتے تھے خار رہِ دیں پناہ میں
ایذائیں سب یہ سہتے تھے خالق کی راہ میں

اُس ماہِ آسمانِ رسالت پہ بیشتر
لکھا ہے اِک لعین نے کماں ماری فرق پر
کوٹھوں سے خاک ڈالتے تھے آہ بد گہر
جس سے ہوا فگار سرِ سیّدؐ البشر

کفّار دشمنی سے نہیں باز آتے تھے
سردار کائنات کو از بس ستاتے تھے

بھڑکی حسد کی آگ جو اصحابِ نار میں
اوّل چھپا وہ نورِ خدا جا کے غار میں
رہنے دیا نبیؐ کو نہ تب اُس دیار میں
آخر وطن کو ترک کیا اضطرار میں

مجبور ہو کے مکہ سے یثرب کی راہ لی
اُس دیں پناہ کو نہ ملی جا پناہ کی

جنگِ احد کا آہ کہوں کیا میں حادثہ
پتھر اُٹھا کے مارا سوئے نورِ کبریا
اِک سنگ دل شقی نے بڑا ظلم یہ کیا
جس سے ہوئے شہید دو دندانِ مصطفٰےؐ

در پے ہمیشہ قتلِ نبیؐ کے لعیں رہے
مصروف صبر و شکر رضا شاہ دیں رہے

اعدائے دیں نے بعد رسالت پناہ کے
شق ہے زبانِ خامہ وہ تفصیل کیا لکھے
جو جو کہ رنج فاطمہؑ زہرا کو ہیں دیے
ماتم میں باپ کے اُنہیں رونے نہ دیتے تھے

محتاج قوت بنتِ شہ انبیاء ہوئی
کیا بضعۃ الرسول پہ ہے ہے جفا ہوئی

زہراؑ تھیں جاں بلب تو حسینؑ و حسنؑ اداس
جینے سے بنتِ احمدِؐ مرسل کے تھی جو یاس
تھیں گرد ماں کے زینبؑ و کلثومؑ بیحواس
مجبور و مضطرب تھے امیرؑ فلک اساس

زہراؑ کے اضطراب سے سب دردمند تھے
تا عرش اہلبیتؑ کے نالے بلند تھے

خار

بابا کے سوگ میں جو وہ عرش اقتدار ہے
اور ظلمِ اہلِ جور سے سینہ فگار ہے
آرام رات کو ہے نہ دن کو قرار ہے
بازو پہ تازیانہ کا نیل آشکار ہے

اغضاب جس لعین نے کیا اُس جناب کا
دشمن ہے وہ جنابِ رسالتؐ مآب کا

خاص

ناری جو آیا آگ لئے در پہ ناگہاں
اِس گھر کو تو جلائے گا بولا لعیں کہ ہاں
اُسدم کہا کسی نے کہ ہے فاطمہؑ یہاں
ہیں خانۂ بتول جلا دوں گا بے گماں

یہ ظلم و جور بنتِ شہِ مرسلین پر
قہرِ خدا مدام بڑھے اُس لعین پر

خاص

آخر ہوئیں شہید اسی درد سے بتولؑ — دنیا سے رنج اٹھا کے گئی دخترِ رسولؐ
حیدرؑ نے شب کو دفن کیا با دلِ ملول — آئے نہ تا جنازہ پہ وہ ظالمِ جہول
کس ظلم سے وفات ہوئی آہ آپ کی — زہراؑ نے ہائے پائی نہ میراث باپ کی

حیدرؑ پہ ظلم و جور ہمیشہ ہوا کئے — دشنام اُس جناب کو اعدا دیا کئے
خطبوں میں ہجو آپ کی دشمن پڑھا کئے — آثار اُن کے محو شقی گو کیا کئے
لکھا ہوا خدا کا کسی سے مٹا نہیں — بجھتا کبھی بجھانے سے نورِ خدا نہیں

احساں ہمیشہ کرتے تھے قاتل پہ شاہِ دیں — دیتے تھے مال و زر اُسے سلطانِ مومنیں
باز آیا پر ارادۂ بد سے نہ وہ لعیں — آخر کیا شہید علیؑ کو زراہِ کیں
سجدہ میں قتل نائبِ خیر الورٰیؐ ہوئے — مصروفِ گریہ قدسی ارض و سما ہوئے

کیا کیا نہ ظلم سیدِ مسموم پر کیا — اعدائے دیں نے زہر دیا اُنکو بارہا
غربت میں مدتوں رہا وہ کُل کا مقتدا — رہتے تھے فکرِ قتل میں درزاتِ اشقیا
آرام تھا سفر میں نہ راحت حضر میں تھی — غربت میں شہ کو رنج تھا تکلیف گھر میں تھی

مضطر تھے جورِ دشمنِ دیں سے شہِ زمن — آخر شہید زہرِ جفا سے ہوئے حسنؑ
ہے ہے جگر کے ٹکڑوں سے سب بھر گیا لگن — لاشہ پہ تیر مارے مشبک کیا بدن
مجبور اہلِ ظلم نے ایسا کیا اُنہیں — نانا کے پاس دفن نہونے دیا اُنہیں

شبیرؑ کے تو صدموں کی کچھ انتہا نہیں — ایسا جہاں میں ظلم کسی پر ہُوا نہیں
غربت میں ہیں وطن میں بھی رہنے کی جا نہیں — کوئی مقامِ امن بجز کربلا نہیں
چھوڑا مدینہ کرب و بلا کے بسانے کو — آئے حسینؑ مومنوں کے بخشوانے کو

کس پر یہ ظلم و جور میانِ جہاں ہوا — ہفتم سے بند آب پہ آبِ رواں ہوا
محصور ظالموں میں علیؑ کا نشاں ہوا — محبوس جور بادشہِ انس و جاں ہوا
کانٹے پڑے تھے پیاس کے مارے زبان پر — صدمے ہزار طرح کے تھے ایک جان پر

اک دن میں باغِ فاطمہؑ تاراج ہوا — لشکر خدا کا راہیٔ مُلکِ عدم ہوا
ٹھنڈا جنابِ سبطِ نبیؐ کا علم ہوا — تڑپے علیؑ رسولؐ خدا کو الم ہوا
زہراؑ کو بھی بہشت میں ہے ہے نکل پڑی — سر ننگے بنتِ احمدِ مرسلؐ نکل پڑی

درد اکہ ہمشبیہ پیمبرؐ ہوئے شہید — سب بھانجے بھتیجے برادر ہوئے شہید

اک دوپہر میں آہ بہتّر ہوئے شہید
ہاتھوں پہ باپ کے علی اصغرؑ ہوئے شہید
بے جاں پڑا جو سامنے بانو کا ماہ تھا
اُس نورِ حق کی آنکھوں میں عالم سیاہ تھا

کنبہ کی گہ اسیری کا شہ کو خیال تھا
بیٹی کی گہ یتیمی کا دل کو ملال تھا
زینبؑ کی بے ردائی کا صدمہ کمال تھا
سو دُکھ تھے ایک فاطمہؑ زہرا کا لال تھا
کیا کیا نہ درد و رنج و الم شہ نے پائے ہیں
صدمے بہت ہی سبطِ نبی نے اُٹھائے ہیں

سبطِ نبی یہ صدمے اُٹھائے ہزار حیف
بیکس پہ کوئی رحم نہ کھائے ہزار حیف
اصغرؑ کو اپنے ہاتھوں پہ لائے ہزار حیف
وہ تیر کھائے پانی نہ پائے ہزار حیف
مخلوق جنکے واسطے دریا خدا کرے
بند اُنپہ آبِ جاری کو فوجِ جفا کرے

اُس تشنہ لب پہ تھی یہ اذیت کہ الاماں
تپنا زمیں کا اور وہ حرارت کہ الاماں
وہ گرم دن وہ پیاس کی شدت کہ الاماں
وہ لوں وہ آفتاب کی حدت کہ الاماں
ضرب المثل ہے سختی میں مارو عرب کی دھوپ
زہرؑا کا لال تشنہ دہن اور غضب کی دھوپ

میوے جسے جناں کے کھلاتے تھے جبرئیل
جھولے میں جسکو آکے جھلاتے تھے جبرئیل
دے دے کے لوری جسکو سلاتے تھے جبرئیل
لا لا کے حلّے جسکو پنہاتے تھے جبرئیل
اسطرح بے کفن وہ شہیدِ جفا رہے
بے گور اُسکا یوں تنِ عریاں پڑا رہے

سرتاجِ انس و جاں سرِ املاک تھا جو سر
عزت زمیں کی زینتِ افلاک تھا جو سر
زیبِ کنارِ سیدہؑ پاک تھا جو سر
ثانی فرقِ سیدِ لولاک تھا جو سر
کفار نے وہ مصحفِ ناطق مٹا دیا
بے دینوں نے وہ کعبۂ ایماں گرا دیا

قندیلِ عرش نورِ خدا مصحفِ جلیل
جانِ بتول گوہرِ بے مثل و بے عدیل
راسِ زماں رئیسِ جہاں حشر کا کفیل
مصباحِ راہِ راست سرِ سرورِ قتیل
تنور میں کبھی کبھی نوکِ سناں پہ ہو
صد حیف ایسے دہر پہ خاکِ اس جہاں پہ ہو

جسکے لئے کہ چادرِ تطہیر آئی ہو
بلوہ میں ننگے سر اُسی بی بی کی جائی ہو
سبطِ رسول کے سر و تن میں جدائی ہو
برباد کربلا میں علیؑ کی کمائی ہو
کیا انقلابِ دہر ہے شاداں یزید ہو
مختارِ سلسبیل کا پیاسا شہید ہو

بے اذن تھا گزر نہ جہاں جبرئیل کا
اُس گھر میں آئی فوجِ شقی وا مصیبتا
دردا کہ بعد قتلِ شہنشاہِ کربلا
اور ناریوں نے خیمۂ اطہر جلا دیا

پھر لوٹا دختران علیؑ و بتولؑ کو
تڑپا دیا لحد میں جنابِ رسولؐ کو

شبیرؑ کو شہید جفا تشنہ لب کیا
اور قید سب عشیرۂ محبوبِؐ رب کیا
ہے ہے میں کس زباں سے کہوں کیا غضب کیا
چھینی ردائیں سر سے نہ پاسِ ادب کیا

امت کے پردہ پوشو نکے سر پر ردا نہ تھی
دشتِ بلا میں چھپنے کی بھی کوئی جا نہ تھی

بیمار کربلا کی مصیبت کہوں میں کیا
ملتا نہیں تھا پانی دوا اور غذا کجا
کروٹ بدلنا ضعف سے جنکو محال تھا
مقتل سے تا بشام گئے وہ پیادہ پا

گردن میں طوق پاؤں میں بیڑی علیل کے
میں جاں نثار صبرِ امامؑ جلیل کے

بس اب دعا کا وقت ہے اے زایر رسولؐ
بزمِ عزا میں رحمتِ خالق کا ہے نزول
یارب ہماری ساری دعاؤں کو کر قبول
آلِ عبا کے صدقہ سے مؤمن نہوں ملول

غم دور اور حصول مسرت قریب ہو
مہدیؑ دیں کی ہمکو زیارت نصیب ہو

اٹھانویں مجلس در فضایل جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا پھر مصایب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ سید الانبیاء ومن موالی سید الاوصیاء ومن محبی سیدۃ النساء وشیعتہ اولادھم الاتقیاء وذریتھم النجباء وعترتھم الاصفیا صلواۃ اللہ و سلامہ علیھم اجمعین من یومنا ھذا الی یوم الجزاء - اما بعد فقد قال اللہ عزوجل فی القرآن - مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان - واضح ہو کہ ابو اسحاق ثعلبی اور علی بن احمد طائی - اور ابو محمد الحسن بن علویہ القطان نے اپنی تفسیروں میں سعید بن جبیر اور سفیان ثوری سے اور ابو نعیم اصفہانی نے انس بن مالک و ابن عباس سے اور دیگر محدثین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ مرج البحرین یلتقیان سے مراد علی اور فاطمہؑ ہیں یعنی علیؑ اور فاطمہؑ دو بحر عمیق ہیں کہ ایک اُنمیں سے دوسرے پر غلبہ اور زیادتی نہیں کر سکتا اور نیز روایت میں وارد ہے کہ بینہما برزخ سے مراد جناب رسول اللہ ہیں یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان سے مقصود حسنؑ اور حسینؑ ہیں - اعمش نے ابو صالح سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایکدن جناب فاطمہ زہرا اپنی اور اپنے بچوں کی گرسنگی اور برہنگی سے رنجیدہ خاطر ہوئیں - جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ اے فاطمہ اس نعمتِ عظمیٰ پر قناعت کر کہ تیرا شوہر واللہ سردار ہے دُنیا اور آخرت میں اسوقت حق سبحانہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس سے مطلب یہ ہے کہ میں رسول اللہ میں نے

از مناقب ابن شہر آشوب

دو دریا دُنیا میں ارسال کئے ہیں علیؑ بن ابیطالب بحر العلم اور فاطمہؑ بحر النبوۃ۔ یلتقیان یعنی متصل ہوئے
اللہ نے ان دونوں دریاؤں میں اتصال بخشا۔ پھر فرمایا بینھما برزخ یعنی ان دونوں کے درمیان میں مانع
ہیں رسول اللہ یعنی علیؑ کو اس امر سے منع کرتے ہیں اور باز رکھتے ہیں کہ دُنیا کے لئے محزون ہوں اور فاطمہؑ
کو اس سے منع کرتے ہیں کہ وہ دُنیا کی وجہ سے اپنے شوہر سے مخاصمت کریں۔ فبایّ الاءِ ربکما تکذبان
یعنی اے گروہ جن و انس امیر المومنینؑ کی ولایت اور فاطمہؑ کی محبّت کی کیوں تکذیب کرتے ہو۔ لولو حسنؑ
ہیں اور مرجان حسینؑ ہیں علیؑ اور فاطمہؑ کو بہ سبب عظمت اور بزرگی اور کثرت خیر و برکت کے دریا کہا گیا ہے
اور آیہ مباہلہ میں جو خدا تعالےٰ نے نسائنا و نسائکم فرمایا ہے بموجب تفسیر ابن عباس و قتادہ و مجاہد و ابن جبیر
و کلبی و حسن و ابو صالح و قزوینی و مغربی و والبی و صحیح مسلم و شرف خرکوشی و اعتقاد اثنیٰ و اجماع ائمہ طاہرین
صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اس آیت میں نسائنا سے مراد اور مقصود صرف جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا علیہا الصلوٰۃ
والسلام علیہا ہیں۔ قولہ تعالیٰ فاستجاب لھم ربّھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ اس
آیت میں مرد سے مراد علیؑ ہیں اور انثیٰ سے مقصود فاطمہؑ ہیں جیسا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہے۔ بارہ عورتوں کا قرآن شریف میں کنایۃً ذکر کیا گیا ہے۔ اسکن انت و زوجک الجنۃ حوا
ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا۔ نوح اور لوط کی بیبیاں۔ اذ قالت ربّ ابن لی بیتاً فی الجنۃ۔ زن فرعون
و امراتہ قائمۃ زوجہ ابراہیمؑ۔ و اصلحنا لہ زوجہ زوجہ زکریا۔ الاٰن حصحص الحق زلیخا۔ و اتیناہ اھلہ یعنی زوجہ
ایوب۔ انی وجدت امراۃ تملکھم بلقیس انی ارید ان انکحک یعنی زوجہ موسیٰ۔ و اذ اسرّ النبی الیٰ بعض
ازواجہ حدیثاً۔ یعنی عائشہ و حفصہ و وجدک عائلاً خدیجہؑ مرج البحرین فاطمہؑ۔ پھر خدا تعالےٰ نے ان سب کی
خصلتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ توبہ حوا کی جانب سے قالا ربنا ظلمنا الخ۔ شوق آسیہ کی طرف سے۔ ربّ ابن لی
عندک بیتاً۔ اور ضیافت از جانب سارہ و امراتہ قائمۃ۔ عقل از طرف بلقیس۔ ان الملوک اذا دخلوا
قریۃ۔ حیا از زوجہ موسیٰ فجاءتہ احدیٰھما تمشی الایہ۔ احسان از جانب خدیجہ و وجدک عائلاً
اور نصیحت عائشہ اور حفصہ کو یا نساء النبی لستن کاحدٍ۔ تا قول خدا تعالےٰ و اطعن اللہ و رسولہ
اور عصمت اور طہارت فاطمہ زہراؑ کے لئے قولہ تعالیٰ و نسائنا و نسائکم الخ۔ اجابت دُعا دس بزرگوار وں
کے لئے ہوئی ہے۔ قولہ تعالیٰ لقد نادٰنا نوح فلنعم المجیبون نوحؑ فاستجاب لہ ربّہ فصرف عنہ کیدھن
یوسف قولہ تعالیٰ اجیبت دعوتکما۔ موسیٰ و ہارون فاستجبنا لہ۔ یونسؑ فاستجبنا لہ فکشفنا ما بہ من ضرّ
ایوبؑ فاستجبنا لہ و وھبنا لہ یحییٰ۔ زکریا۔ ادعونی استجب لکم۔ مخلصین۔ ام من یجیب المضطر
مضطرین۔ و اذا سالک عبادی دُعا مانگنے والوں کے لئے۔ فاستجاب لھم ربّھم۔ جناب فاطمہ زہرا

اور اُن کے شوہر علی مرتضےٰ کے لئے۔ دس چیزیں دس عورتوں کو خدا تعالےٰ نے عطا فرمائی ہیں۔
توبہ حوّا کو۔ جمال سارہ کو۔ حفاظت رحیمہ زوجہ ایوبؑ کو۔ حرمت آسیہ زن فرعون کو۔ حکمت زلیخا کو۔ عقل
بلقیس زوجہ سلیمان کو۔ صبر برجانہ مادر موسیٰ کو۔ صفوۃ مریم مادر عیسےٰ کو۔ رضا خدیجہ رضی ام المومنین زوجہ
سیّد المرسلین کو۔ علم فاطمہ زہرا کو مؤلف علم جامع جمیع صفات کمال ہے۔ پس فاطمہ زہرا علیہا السلام افضل ہوئیں
جناب رسالتمآب کو دس باتوں کا رنج تھا۔ جناب باری تعالےٰ نے اُن دس امور میں اپنے رسول مقبول کو
مطمئن کیا اور اُن امور کے حاصل ہونے کی بشارت دی۔ اوّل فراقِ وطن۔ فرمایا خدا نے انّ الّذی
فرض علیک القران الخ۔ دوم اس امر کا خوف تھا کہ جس طرح کتب سابقہ منزلہ من اللہ کو لوگوں نے
بدل ڈالا ہے اور تحریفیں کی ہیں اُسی طرح بعد آنحضرتؐ کے قرآن کو نہ کریں۔ خدا نے فرمایا انّا نحن نزّلنا
الذّکر و انالہ لحافظون۔ سوم یہ چاہتے تھے کہ امت کو عذاب نہ ہو حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وما کان
اللہ لیعذّبھم و انت فیھم۔ چہارم یہ کہ دین اسلام کا غالب ہونا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
لیظہرہ علی الدّین کلّہ۔ پنجم یہ کہ مؤمنین کا ایمان پر ثابت قدم رہنا چاہتے تھے۔ اسکے بارہ میں خدا تعالےٰ
نے فرمایا۔ یثبّت اللہ الّذین امنوا بالقول الثّابت فی الحیوۃ الدّنیا و فی الاخرۃ۔ ششم اپنے خصماء سے
خائف تھے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا یوم لا یخزی اللہ النّبی والّذین امنوا۔ ہفتم یہ کہ درجہ شفاعت چاہتے تھے
اس باب میں خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ ولسوف یعطیک ربّک فترضیٰ۔ ہشتم یہ کہ آنحضرت اُس فتنہ اور
فساد سے خائف تھے جو بعد اُس جناب کے علی علیہ السلام کی خلافت اور وصایت کی بابت کرینگے۔ پس اس
باب میں جناب باری تعالےٰ نے فرمایا۔ و امّا نذھبنّ بک فانّا منھم منتقمون۔ یعنی بعلیٍّ علیہ السلام
نہم یہ کہ جناب رسول اللہ چاہتے تھے کہ خلافت اُس جناب کی اولاد میں ہو۔ پس اس بارہ میں خدا نے فرمایا
لیستخلفنھم فی الارض الایہ۔ دہم یہ کہ اپنی لخت جگر جناب فاطمہ اطہر کے لئے بحالت ہجرت خائف تھے
اس بارہ میں خدا نے فرمایا۔ الّذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً الایات۔ چار خواتین معظمات صیانحات
دشمنانِ دین سے خائف و ترساں ہوئی ہیں۔ اوّل آسیہ زن فرعون۔ فرعون شقی کے ظلم سے طرح طرح
کے عذاب اور عقاب میں گرفتار ہوئیں انہوں نے بارگاہ باری میں عرض کیا۔ ربّ ابن لی عندک بیتا
فی الجنّۃ۔ دوسری مریم مادر عیسیٰ نے لوگوں سے خوف کیا اور بھاگ گئیں انکو حکم الٰہی ہوا۔ لا تحزنی
رنجیدہ نہو۔ تیسری حضرت اُمّ المؤمنین خدیجہؓ خاتون جنسے تمام مکہ کی عورتیں مخالف ہو گئیں اور جناب
رسول اللہ کے سبب سے اُن سے عداوت کرنے لگیں۔ خدا تعالےٰ نے اُنکی خدمت میں بوقت ولادت
فاطمہ زہرا۔ سارہ و آسیہ و مریم و کلثوم کو بھیجا اور دس حوریں بحکم الٰہی اُنکی خدمت گزاری کے لئے حاضر ہوئیں

چہارم جناب فاطمہ زہرا بعد ارتحال جناب سرور کائنات ظالموں کے ظلم سے خائف اور ترساں ہوئیں اور فرمایا اما کان ابی رسول اللہ الا یحفظ فی ولدہ سرع ما احدثتم و اعجل ما انکصتم۔ بنا بران جبرئیل امین ہر روز آکر انکو تسلی دیتے تھے اور اخبار آیندہ انکو سناتے تھے۔ کما ہو المذکور فی محلہ۔ کل رونے والوں کے سردار آٹھ ہیں۔ آدمؑ۔ نوحؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ شعیبؑ۔ داؤدؑ۔ فاطمہ زہرا۔ زین العابدینؑ۔ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا اپنے پدر بزرگوار کی مفارقت میں اسقدر روئیں کہ تمام اہل مدینہ تنگ اور مجبور ہو گئے اور انہوں نے عرض کیا کہ یا سیدۃ النساء آپ کے رونے سے ہم ایذا پاتے ہیں یا تو آپ صرف رات کو یا دن کو روئیں۔ پس جناب فاطمہ دن کو مقابر شہدا پر تشریف لیجا کر دن بھر رویا کرتی تھیں۔ اور رات کو گھر میں آکر روتی تھیں یہی حال رہا یہانتک کہ اپنے پدر عالیمقدار سے ملحق ہوئیں۔ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا و علیٰ ذریتہما الطیبین حافظ ابو نعیم کتاب الحلیہ میں اور ابن البیع نے مسند میں خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن بطہ نے ابانہ میں اور احمد سمعانی نے فضائل میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور سلامی نے تاریخ خراسان میں اور ابو صالح موذن نے اربعین میں اپنی اپنی سندوں سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہترین زنان عالم چار ہیں مریم بنت عمران و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد و آسیہ زن فرعون۔ اور مقاتل و ضحاک و ابن عباس والی روایتوں میں ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہے کہ انہیں سے افضل فاطمہ زہرا ہیں بیوی عایشہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یا فاطمۃ البشریٰ فان اللہ اصطفاک علیٰ نساء العالمین و علیٰ نساء الاسلام وھو خیر دین۔ یعنی اے فاطمہ تمکو خوشخبری اور مبارکبادی ہو کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے تمکو جہان کی عورتوں میں سے برگزیدہ کیا ہے اور نیز تم کل زنان اسلام میں سے بہ نزد خدا برگزیدہ ہو اور اسلام تمام ادیان سے بہتر اور افضل ہے۔ بطرق اہلسنت بیوی عایشہ اور اسامہ و بریدہ وغیرہ سے منقول ہے کہ جناب محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کل عورتوں سے فاطمہ زہرا اور کل مردوں سے اُن کے شوہر علی ابن ابیطالب محبوب تھے۔ عامر الشعبی و حسن بصری و سفیان ثوری و مجاہد و ابن جبیر و جابر انصاری و جناب امام محمد باقرؑ و جناب امام جعفر صادقؑ نے جناب رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے انما فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسکو غضبناک کیا اُس نے مجھکو غضبناک کیا۔ نیز صحیح بخاری میں یہ حدیث وارد ہے اور جابر بن عبد اللہ انصاری والی روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے فمن اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ۔ یعنی جس نے ایذا دی فاطمہ کو اُس نے ایذا دی مجھکو اور جس نے ایذا دی مجھکو اُس نے ایذا دی خداوند تبارک و تعالیٰ کو۔ اور صحیح مسلم اور حلیۃ الاولیا میں منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے انما فاطمۃ ابنتی بضعۃ منی یریبنی ما ارابہا و یوذینی ما اذاھا۔ سوا اسکے نہیں کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے تکلیف دیتی ہے مجھکو وہ شے جو تکلیف دے فاطمہ کو اور

اور ایذا دیتی ہے مجھکو وہ چیز جو ایذا دیتی ہے فاطمہؑ کو۔ سعد ابن ابی وقاص سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے جناب رسول اللہ سے کہ آنحضرت فرماتے تھے فاطمہ بضعۃ منی من سرھا فقد سرنی ومن ساءھا فقد ساءنی فاطمۃ اعز البریۃ علیّ۔ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اُسکو مسرور کیا اُس نے مجھکو مسرور کیا اور جس نے اُسکو ناخوش اور ناراض کیا اُس نے مجھکو ناراض کیا فاطمہ تمام خلقت میں سے مجھکو عزیز تر ہے۔ سہل بن عبد اللہ نے عمر بن عبد العزیز سے (جو خلفاء بنی امیہ میں تھا) کہا کہ تمہاری قوم کو تمسے یہ شکایت ہے کہ تم اولادِ فاطمہ کو اُنسے زیادہ عزیز رکھتے ہو عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ میں نے ثقات و معتمدین سے سُنا ہے کہ جناب رسول اللہ فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہ میری لختِ جگر ہے رضامند کرتی ہے مجھکو وہ شئے جو رضامند کرے فاطمہ کو اور ناراض کرتی ہے مجھکو وہ چیز جو ناراض کرے فاطمہؑ کو پس بناءً علیہ مجھکو ضرور لازم ہے کہ میں رسول اللہ کی رضامندی کو طلب کروں اور جناب رسول اللہ کی رضامندی فاطمہ زہراؑ کی رضامندی حاصل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے اور فاطمہ زہرا کی رضامندی اُنکی اولاد کو رضامند اور خوشنود کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص فاطمہؑ کو صدمہ اور آزار میری زندگی میں پہنچائے وہ ایسا ہے کہ اُس نے میری وفات کے بعد آزار پہنچایا اور جو فاطمہؑ کو میری وفات کے بعد آزار اور صدمہ پہنچائے تو گویا اُس نے میری حیات میں آزار دیا اور جس نے اُسکو ایذا دی اُس نے مجھکو ایذا دی اور جس نے مجھکو ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی اور حق تعالےٰ نے درباب ایذائے جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ یہ آیت نازل فرمائی ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ یعنی تحقیق جو لوگ خدا اور رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں خدا نے اُنپر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور اُن کے لئے عذاب خوار کنندہ مہیا کیا ہے۔ اور کتب اہلسنت میں بطریق متعددہ ثابت و متحقق ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اللہ لیغضب لغضب فاطمۃ ویرضی برضاھا۔ کہ تحقیق خداوند قہار غضبناک ہوتا ہے غضبناک ہونے سے فاطمہؑ کے اور رضامند ہوتا ہے رضامند ہونے سے فاطمہؑ کے۔ **مؤلف**۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اِن احادیث صحیحہ اور مضامینِ واقعیہ قطعیہ و حتمیہ سے عصمت جناب صدیقۂ کبریٰ کی بکمال وضوح ظاہر و ہویدا ہے جس صورت میں جناب رب العالمین جل جلالہ سیدہ نساء عالمین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہوتا ہے اور اُن کے رضامند ہونے سے رضامند ہوتا ہے۔ کما صرح بہ المخبر الصادق الامین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین۔ تو ہر ایک عامی و عارف بلکہ جاہل سے جاہل بھی سمجھ سکتا ہے کہ جناب معصومہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کا غضبناک ہونا بشریت کی جہت سے ناجائز طور پر ناممکن اور محال ہے جیساکہ بعض متعصبین نے خلیفہ اوّل پر جناب معصومہ کے غضبناک ہونے کو بشریت پر محمول کر کے ناجائز ٹھرایا ہے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ خیال کرنا چاہیے

کہ اگر جناب فاطمہ زہرا ابوبکر بن ابی قحافہ پر بطریق ناجایز غضبناک ہوئیں تو کیا خداوند تعالیٰ عالم الغیب و الشہادہ بھی ناجایز طور پر غضبناک ہو گیا۔ نعوذ باللہ من ذلک انتہی۔ بسند معتبر ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن جناب امیر المومنین اور جناب سیدہ نساء عالمین اور سبطین سید المرسلین جناب رسول مقبول کی خدمت میں حاضر تھے جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ یہ ہیں میرے اہلبیت اور یہ میرے نزدیک تمام خلقت سے گرامی اور محبوب ہیں۔ پس جو شخص انکو دوست رکھے تو اسکو دوست رکھ اور جو انکو دشمن رکھے تو اسکو دشمن رکھ اور جو انکے ساتھ دوستی رکھے تو اسکے ساتھ دوستی رکھ اور جو انکے ساتھ دشمنی کرے تو اسکے ساتھ دشمنی کر اور جو انکی اعانت کرے تو اسکی اعانت کر اور انکو ہر شک اور شبہ سے مطہر اور ہر گناہ سے معصوم کر اور انکی تقویت روح القدس سے اور اپنی جانب سے فرما پھر حضرت نے فرمایا یا علیؑ تم میری امت کے پیشوا ہو اور میری امت میں میرے بعد میرے خلیفہ ہو اور تم ہی مومنوں کو جنت کی جانب کھینچ کر لیجانے والے ہو۔ اور گویا میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ صحرائے محشر میں ایک ناقہ نور پر سوار ہو کر آئی ہے اور چاروں طرف اسکے ستر ستر ہزار فرشتے ہیں۔ میری امت کی عورتوں کو فاطمہؑ اپنے پیچھے پیچھے بہشت میں لیجائیگی۔ جو عورت دن میں پانچ نمازیں ادا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اور اپنے مال کی زکوۃ دے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور بعد میرے علیؑ کو میرا خلیفہ اور اپنا امام اور پیشوا سمجھے وہ عورت میری بیٹی فاطمہ زہراؑ کی شفاعت سے داخل بہشت ہو گی۔ میری بیٹی فاطمہ سردار ہے زنان عالمیان کی حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا حضرت آیا فاطمہؑ اپنے زمانہ میں بہترین زنان ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ مریم بنت عمران ہے جو اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر تھی۔ لیکن میری بیٹی فاطمہ کل زنان اولین و آخرین سے بہتر اور افضل ہے۔ جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو ستر ہزار ملائکہ مقربین اسکو سلام کرتے ہیں اور وہ فرشتے کہتے ہیں یا فاطمہ اِنَّ اللّٰہَ اصطفاکِ وطہرکِ واصطفاکِ علیٰ نساء العالمین۔ یعنی اے فاطمہ بتحقیق اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ اور مطہر اور پاکیزہ کیا تجھکو اور پسندیدہ اور منتخب کیا تجھکو تمام زنان عالم سے پھر آنحضرت جناب امیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یا علیؑ فاطمہؑ میرے بدن کا ٹکڑا ہے اور میری آنکھوں کا نور اور میرے دل کا میوہ ہے جو اسے آزردہ کرے اس نے مجھے آزردہ کیا اور جو اسکو شاد کرے اس نے مجھکو شاد کیا اور سب سے اول میرے اہلبیت میں سے فاطمہ مجھ سے ملحق ہو گی۔ پس میرے بعد اس سے نیک سلوک کرنا اور حسنینؑ میرے فرزند ہیں اور میرے باغ کے دو پھول ہیں اور سردار ہیں جوانان بہشت کے انکو مثل کان اور آنکھ کے گرامی اور عزیز رکھنا۔ پھر آنحضرت نے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کئے اور فرمایا خداوندا میں تجھکو گواہ کرتا ہوں کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں جو انکو دوست رکھے اور میں اس شخص کو دشمن رکھتا ہوں جو انکو دشمن رکھے۔ اور جو انسے صلح رکھے میں اس سے صلح رکھتا ہوں اور جو انسے جنگ کرے میں اس سے جنگ کرتا ہوں اور جو انکا دشمن ہے

میں اُسکا دشمن ہوں اور جو اِنکا دوست ہے میں اُسکا دوست ہوں۔ ابنِ بابویہؒ نے باسناد معتبرہ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے وصیت میں فرمایا کہ یا علیؑ جناب باری تعالیٰ شانہ کے علمِ کامل نے تمام مخلوقات پر احاطہ فرمایا تمام مردانِ عالم میں سے مجھکو منتخب اور برگزیدہ کیا میرے بعد پھر تمکو اور تمہارے فرزندوں کو جو امام ہونگے تمام مردانِ عالم میں سے منتخب اور برگزیدہ کیا ہے اور فاطمہؑ کو تمام زنانِ عالم میں سے برگزیدہ فرمایا ہے۔ نیز بسند معتبر منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فاطمہؑ مجھ سے ایک شاخ ہے جو کوئی اُسے ایذا دیتا ہے وہ مجھے ایذا دیتا ہے اور جو کوئی اُسے شاد کرتا ہے وہ مجھے شاد کرتا ہے تحقیق حق تعالیٰ فاطمہؑ کے غضب سے غضب کرتا ہے اور خوشنودی فاطمہؑ سے خوشنود ہوتا ہے۔ جناب صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت ام المومنین خدیجہ خاتون سلام اللہ علیہا نے دارِ فنا سے بعالم بقا رحلت فرمائی تو جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار جناب احمدِ مختار سے بار بار پوچھتی تھیں کہ میری اماں کہاں ہیں حضرت کچھ جواب دیسکتے تھے جناب سیدہ اکثر از وفات تمام گھر والوں سے اور نیز خود جناب رسول اللہ سے یہی دریافت کرتی تھیں کہ میری اماں کہاں ہیں جناب رسولخدا کچھ نہ کہہ سکتے تھے آخر کار جبرئیل بحکم خداوندِ جلیل نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ پروردگار عالم نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارا سلام فاطمہ زہراؑ کو کہو اور یہ پیغام اُسکو ہماری طرف سے دو کہ تمہاری ماں جنت میں ایک قصر رفیع الشان میں ہے جو قصب سے بنایا گیا ہے اور قصب کو سونے میں نصب کیا گیا ہے اور اُسکے ستون یاقوت سُرخ کے ہیں اور اُس قصر میں آسیہ زنِ فرعون اور مریم دخترِ عمران بھی تمہاری ماں کے پاس ہیں یہ پیغام اور سلام جناب رسول اللہ نے فاطمہ زہراؑ کو خدا کی طرف سے پہنچایا تو جناب سیدہؑ نے عرض کیا کہ حق تعالے جل جلالہٗ تمام عیبوں اور نقصانوں سے سالم ہے اور سلامتی اُسی سے ہے اور سب سلام اُسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ نیز منقول ہے کہ جب جناب سیدہؑ نساء عالمیان نے اس جہان گزران سے بجانب روضۂ رضوان انتقال فرمایا۔ تو اُس جناب کی خادمہ اُمِّ ایمن نے عہد کیا کہ مدینہ میں نرہوں گی کیونکہ وہ جناب صدیقہ کبریٰ کی جگہہ کو خالی نہ دیکھ سکتی تھی۔ بنابران مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئی اثنائے راہ میں ایک مقام پر تشنگی نے اُسپر غلبہ کیا پانی کہیں نہ ملا جب پانی سے مایوس ہوئی تو ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھائے اور بارگاہِ باری میں عرض کیا کہ خداوندا میں جناب فاطمہ زہراؑ کی خادمہ ہوں آیا مجھکو تو تشنگی سے ہلاک کردیگا۔ پس ببرکت جناب سیدہؑ فوراً ایک ڈول پانی کا آسمان سے اُسکے لئے زمین پر آیا۔ اُس نے پانی پیا یہانتک کہ پھر اُسکو سات سال تک پانی پینے کی ضرورت نہ ہوئی (از دمعہ ساکبہ ص ۶۰) **مولف** حضرات مومنین مقام غور ہے کہ جس خاتونِ معظمہ کی شان اور عظمت عند اللہ ایسی تھی کہ خدائے علیم اپنے رسول کریم کی معرفت اُسکو سلام اور پیغام بھیجتا تھا اور وہ خاتونِ معظمہ جسکا غضب بقول رسول غضب خدا کا تھا اور جسکا خوشنود ہونا خدا کا خوشنود ہونا تھا۔ اُس مخدومہ کونین د

بضعۃ رسول الثقلین پر ظالموں نے کیا کیا ظلم کئے تفصیل اُن ظلموں کی مشہور و معروف بین الخواص والعوام ہے بلکہ طشت از بام ہے کیا کیا کچھ اور کہانتک عرض کیا جائے خلاصہ یہ ہے کہ نوبت یہانتک پہنچی کہ اُس مظلومہ معصومہ مغصوبہ الملاک لخت جگر شہنشاہ لولاک کے شکم مقدس و مبارک پر وہ صدمہ پہنچایا گیا کہ بچہ جسکا نام اپنی حیات میں جناب سرور کائنات نے محسن رکھا تھا شکم میں شہید ہوا اور بازو پر اثر تازیانہ کا اوبھر آیا پہلو شکستہ ہوا پسلیاں ٹوٹ گئیں اِن ظلموں کو برداشت کرکے اُس مخدومہ کونین نے دُنیا سے کوچ کیا اور وصیت کی کہ ظالم میرے جنازہ پر نہ آئیں۔ چنانچہ وصیت کے موافق جناب امیر المومنینؑ نے انکو بوقت شب دفن کیا اور کسی کو جنازہ پر نہ آنے دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور حضرات مومنین خیال کرو کہ وہ خاتونِ معظمہ جسکی عزت اور عظمت خدائے پاک کے نزدیک اسقدر عظیم الشان تھی کہ اُنکی برکت سے امِ ایمن اُنکی خادمہ جنگل میں جہاں کوسوں پانی نہ تھا بحکمِ الٰہی سیراب کی گئی۔ ہے ہے اُس خاتونِ معظمہ و مکرمہ کا لختِ جگر حسینؑ مظلوم اِس دُنیائے دنی میں پانی کے ایک گھونٹ کو ترستا رہا اور اُس پیاسے نبی کے نواسے نے دمِ واپسین تک ایک قطرہ پانی کا ایسے مقام میں نہ پایا جہاں آبِ شیریں کی نہر جاری تھی۔ شعر جناب زینبؑ خاتون فرماتی ہیں ؎

آیبخل فی الفرات علی الحسین	وقد اضحی مباحاً للکلاب

مجلس انسٹھویں ۵۹ در فضایل جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا پھر مصایب اہلبیتؑ

دمعہ ساکبہ میں بحار الانوار سے اور اُسمیں کتاب بشارۃ المصطفیٰ سے بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ ایکدن جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر پڑھکر محراب میں بیٹھ گئے اور اصحاب جمع تھے ناگاہ ایک مردِ کہن سال مہاجرانِ عرب میں سے جامہ ہائے کہنہ پہنے ہوئے حاضر ہوا۔ حضرت اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور اُسکا حال پوچھا اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دیجئے اور میں برہنہ ہوں کپڑا عنایت کیجئے اور محتاج اور فقیر ہوں بے نیاز کیجئے۔ حضرت نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں لیکن خیر کا بتانے والا مثل خیر کرنے والے کے ہے۔ اُس شخص کے گھر جا جو کہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا کی رضامندی کو اپنی جان تک پر ترجیح دیتا ہے۔ مراد اس سے علیؑ و فاطمہؑ کا مکان تھا اور یہ مکان جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے مردانہ مکان سے ملا ہوا تھا۔ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے بلال کو حکم دیا کہ اِس مرد پیر کو فاطمہ زہراؑ کے گھر لیجاؤ۔ جب وہ بوڑھا جناب فاطمہ زہراؑ کے دروازہ پر پہنچا تو بآواز بلند ندا کی

السلام علیکم یا اھلبیت النبوۃ و مختلف الملائکۃ و مھبط جبرئیل الروح الامین بالتنزیل من عند رب العالمین
یعنی تم پر سلام اے اہلبیت پیغمبر و مقام آمد و رفت ملائکہ و محل نزول جبرئیل روح الامین با قرآن مبین از جانب
رب العالمین جناب فاطمہؑ نے فرمایا تجھ پر سلام ہو تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں ایک بوڑھا آدمی عرب ہوں دُور دراز سے تمہارے والد بزرگوار کے پاس ہجرت کر کے آیا ہوں اے پیغمبر کی بیٹی میں برہنہ اور بھوکا ہوں اپنے مال سے میری دستگیری کرو خدا تم پر رحم فرمائے۔ حالت اُسوقت آلِ محمدؐ کی یہ تھی کہ تیسرا فاقہ تھا جناب رسول اللہؐ وجناب امیر المومنینؑ وجناب سیدہؑ نساء عالمین نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اور جناب رسول اللہؐ اپنے اہلبیت کی گرسنگی سے آگاہ تھے۔ جناب فاطمہؑ کے گھر میں ایک بکری کی کھال تھی جسپر حسنینؑ سویا کرتے تھے جناب فاطمہؑ نے وہ چمڑہ اُس سایل کو دیا اور فرمایا کہ اسکو لے شاید خدا اس سے بہتر تجھکو عطا فرمائے اعرابی نے عرض کیا کہ اے دختر پیغمبر مجھے بھوک کی شکایت ہے آپ مجھکو بکری کی کھال دیتی ہیں اسکو میں کیا کروں گا میں تو بھوکا ہوں۔ یہ سُنکر جناب سیدہؑ نے اپنی گردنِ مبارک سے وہ گلوبند نکالا جو دختر حمزہ نے اُس جناب کو بطور ہدیہ دیا تھا) اور اعرابی کو دیدیا اور فرمایا اس گلوبند کو لے اور فروخت کر شاید حق تعالےٰ اسکے عوض میں تجھکو اس سے بہتر عطا فرمائے۔ اعرابی اُس گلوبند کو لیکر مسجد میں جناب رسول اللہ کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ فاطمہ زہراؑ نے یہ گلوبند مجھکو عطا فرمایا ہے اور یہ کہا ہے کہ اسکو فروخت کر شاید خدا اسکا عوض تجھکو بہتر عطا کرے حضرت رونے لگے اور فرمایا حق تعالےٰ اس سے بہتر تیرے لئے کیوں نہ میسر کریگا کیونکہ یہ گلوبند تجھکو فاطمہؑ بنتِ محمدؐ سیدہ زنانِ عالم نے دیا ہے۔ اُسوقت عمار یاسر اُٹھکر کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس گردن بند کو خرید لوں حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں خرید لو۔ تحقیق اگر تمام جن و انس اس گردن بند کے خریدنے میں شریک ہوں گے تو حق تعالےٰ انکو آتش دوزخ سے عذاب نکرے گا۔ عمار نے اعرابی سے کہا کہ یہ گردن بند کتنے کو بیچتے ہو اعرابی نے کہا کہ اسقدر گوشت اور روٹی جس سے میں سیر ہو جاؤں اور ایک چادر یمنی جس سے میں اپنا بدن چھپاؤں اور اس سے اپنے پروردگار کی نماز پڑھوں اور ایک دینار طلا جو راہ میں خرچ کروں یہانتک کہ اپنے اہل و عیال تک پہنچ جاؤں۔ اُسوقت عمار رضی اللہ عنہ نے اپنا حصہ خیبر کی غنیمت کا فروخت کیا تھا۔ اُنہوں نے اعرابی سے کہا کہ میں اس گردن بند کو مفصلہ ذیل قیمت کے عوض میں تجھ سے لیتا ہوں۔ بیس دینار طلا۔ دو سو درہم اور ایک چادر یمنی اور ایک اونٹ جو میرے پاس ہے اسلئے کہ تجھکو تیرے عیال تک پہنچا دے اور اسقدر گیہوں کی روٹی اور گوشت کہ جس سے تو سیر ہو جائے۔ اعرابی نے کہا کہ اے شخص تو اپنے مال پر کسقدر جواں مرد ہے۔ عمار اُس اعرابی کو اپنے ہمراہ لیگئے اور جو کچھ کہا تھا سب کچھ اسکو دیا اعرابی حضرت رسول مقبولؐ کی خدمت میں واپس آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اے اعرابی تو سیر ہوا اور تو نے کپڑا پہنا

اُس نے کہا کہ ہاں حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں مستغنی اور بے نیاز ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ فاطمہ کو دُعا دے کہ اُس نے تیرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ اعرابی نے کہا کہ خداوندا تو ہے وہ پروردگار کہ میں تجھکو حادث نہیں جانتا ہوں بلکہ تو ہمیشہ سے ہے اور تو وہ خدا ہے کہ دوسرا کوئی معبود تیرے سوا نہیں ہے۔ اور تو ہی مجھے ہر حال میں روزی دینے والا ہے خداوندا فاطمہ زہرا کو وہ کچھ عطا کر کہ جو کسی کی آنکھ نے نہ دیکھا ہو اور کسی کے کان نے سُنا ہو۔ جناب رسول اللہ نے اعرابی کی دُعا پر آمین کہی پھر اصحاب کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے دُنیا میں فاطمہ کو وہ کچھ عطا کیا ہے جو اعرابی نے آخرت میں اُسکے لئے طلب کیا اسلئے کہ میں اُسکا باپ ہوں اور جمیع عالم میں کوئی مثل میرا نہیں ہے۔ اور علیؑ اُسکا شوہر ہے۔ اگر علیؑ نہ ہوتا تو فاطمہؑ کا مثل اور مانند اور ہمسر کوئی نہ تھا اور خدا تعالےٰ نے حسنینؑ جیسے فرزند فاطمہؑ کو عطا فرمائے کہ تمام عالم میں کسی کو خدا نے ایسے فرزند نہیں دئے۔ حسنینؑ تمام پیغمبران عالم کے فرزندوں سے بہتر ہیں اور یہ سردار ہیں جوانانِ جنت کے۔ اُسوقت حضرت کی خدمت میں سلمان و مقداد و عمار بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا آیا تم چاہتے ہو کہ اور کچھ بیان کروں اُنھوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ بیان فرمائے۔ حضرت نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھکو خبر دی ہے کہ جب فاطمہ زہرا کا دُنیا سے انتقال ہوگا اور علیؑ اُنکو دفن کر چکیں گے تو دو فرشتے اُنکی قبر میں آئیں گے اور سوال کرینگے کہ تمہارا پروردگار کون ہے جواب دینگی کہ خداوند عالم میرا پروردگار ہے۔ پھر وہ کہیں گے پیغمبر تمہارا کون ہے جواب دینگی میرا باپ میرا پیغمبر ہے۔ پھر وہ کہیں گے ولی اور امام تمہارا کون ہے جواب دینگی کہ یہ مرد جو قبر کے کنارہ کھڑا ہے یعنی علیؑ ابن ابیطالب۔ پھر فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ حق تعالیٰ نے بہت سے فرشتے فاطمہؑ کے سامنے اور بجانب پشت اور یمین و یسار مقرر کئے ہیں کہ وہ حالتِ حیات میں اُسکی حفاظت کرتے ہیں اور بعد وفاتِ فاطمہ اُسکی قبر کے قریب ہیں گے اور درود بکثرت اُسپر اور اُسکے باپ اور اُسکے شوہر اور اُسکے فرزندوں پر پڑھیں گے پس جو کوئی اُسکی زیارت میری وفات کے بعد کرے وہ ایسا ہے کہ گویا اُس نے میری زیارت میری زندگی میں کی ہے اور جس نے فاطمہؑ کی زیارت کی اُس نے میری زیارت کی اور جس نے علیؑ کی زیارت کی اُس نے فاطمہؑ کی زیارت کی اور جس نے حسنینؑ کی زیارت کی تو اُس نے گویا علیؑ کی زیارت کی اور جس نے اُن کے فرزندوں اماموں کی زیارت کی گویا اُس نے اُنکی زیارت کی۔ پھر حضرت عمار نے اُس گردن بند کو مشک سے معطر کیا اور ایک چادر یمنی میں باندھکر اپنے غلام کو دیا جسکا نام سہم تھا اور اُس سے کہا کہ جناب رسول اللہ کی خدمتِ مبارک میں لیجا اور تجھکو بھی میں نے حضرت رسول اللہ کو بخشا جب وہ غلام جناب سید الانام کی خدمت میں آیا اور عمار کی طرف سے مضمون مذکور عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ گردن بند فاطمہؑ کے پاس لیجا اور میں نے تجھے فاطمہ زہرا کو بخشا جب غلام مذکور جناب سیدہ نساء عالمیان کے دروازہ پر حاضر ہوا تو وہ گردن بند اُس جناب کے حوالہ کیا اور جناب رسول کا ارشاد

اور پیغام بیان کیا تو جناب سیدہؑ نے وہ گلوبند لیلیا اور غلام کو آزاد کر دیا غلام ہنسنے لگا اُسکی آواز سنکر جناب سیدہؑ
نے پوچھا کہ تو کیوں ہنستا ہے اُس نے کہا کہ میں اِس گلوبند کی برکت سے تعجب کرتا ہوں کہ بھوکے کو کھانا کھلایا۔
برہنہ کو لباس پہنایا۔ فقیر کو غنی کیا غلام کو آزاد کیا پھر اپنے مالک کے پاس واپس آگیا۔ بسند معتبر حضرت سلمان فارسی
رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایکدن میں جناب صدیقۂ کبریٰ فاطمہ زہرؑا کے گھر گیا تو میں نے دیکھا
کہ جناب فاطمہؑ چکی کے پاس بیٹھی ہوئی اپنے عیال کے لئے جو پیس رہی ہیں اور دستِ مبارک زخمی ہو گیا ہے اور خون
چوب آسیہ پر جاری ہے اور امام حسینؑ ایک گوشہ میں بھوک سے رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے مخدومہ کونین
اے دختر سید الخافقین آپکے ہاتھ چکی سے زخمی اور مجروح ہو گئے ہیں اور یہ آپ کی کنیز فضہ بھی حاضر ہے یہ خدمت
آپ اِس سے کیوں نہیں لیتیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ اے سلمان میرے پدر بزرگوار نے مجھکو وصیت فرمائی ہے
کہ گھر کا کام ایکدن فضہ کرے اور ایکدن میں کروں کل فضہ کی باری تھی آج میری باری ہے میں نے عرض کیا
میں آپ کا غلام آزاد کردہ ہوں مجھے حکم دیجے کہ میں امام حسینؑ کو بہلاؤں یا چکی پیسوں جناب سیدہؑ نے فرمایا میں حسینؑ
کو اچھی طرح بہلا سکتی ہوں تم چکی پیسو حسب الارشاد میں چکی پیسنے لگا تھوڑے سے جو پیسے تھے کہ اِس عرصہ میں آواز
اقامت نماز کی سُنکر میں مسجد میں گیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ واقعہ جناب امیرؑ سے بیان کیا۔ جناب امیر المومنینؑ
یہ قصہ سنکر گریاں ہوئے اور گھر کو تشریف لیگئے۔ پھر ہنستے ہوئے مسجد میں تشریف لائے جناب رسول اللہ نے اُنسے سبب
تبسم دریافت کیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا کہ جب میں گھر گیا تو دیکھا کہ فاطمہ زہرا لیٹی ہوئی سو رہی ہیں اور حسینؑ اُن کے
سینہ پر سو رہے ہیں اور چکی بغیر اِسکے کہ ہاتھ کسی کا دکھائی دے چل رہی ہے اور جو پس رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ
نے فرمایا کہ یا علیؑ چند فرشتے خدا کے ایسے ہیں کہ وہ زمین پر آتے ہیں اور محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں اور اِسطرح
تا روزِ قیامت کرتے رہیں گے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایکدن
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو جناب امیر علیہ السلام کے گھر بھیجا کہ علیؑ کو بُلا لاؤ جب میں گھر میں گیا
اور آواز دی مجھکو کسی نے جواب دیا میں نے دیکھا کہ چکی خود بخود پھرتی ہے اور کوئی متنفس چکی کے پاس موجود نہیں میں
نہایت متعجب ہوا۔ جناب امیر علیہ السلام کو آواز دی اور اُنکو اپنے ہمراہ جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں لایا حضرت سے
جناب امیرؑ نے کوئی بات ایسی کی کہ میں نہ سمجھا میں نے جناب رسول اللہ سے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے جناب امیرؑ
علیہ السلام کے گھر میں دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی ہے اور اُسکے پاس کوئی شخص نہیں ہے اِسوجہ سے میں کمال حیران
اور متعجب ہوں حضرت نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے دل اور جمیع اعضا میری بیٹی فاطمہ زہراؑ کے ایمان اور یقین سے بھر دئے ہیں
اور حق تعالےٰ اُسکے ضعف سے واقف ہے اِسلئے اُسکی مدد فرماتا ہے اور اُسکے امور و مہمات کی کفایت کرتا ہے۔ مگر
اے ابوذر تمہیں نہیں معلوم کہ حق تعالےٰ کے چند فرشتے ایسے ہیں کہ وہ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی مدد کرتے ہیں نیز منقول ہے

کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جناب فاطمہ زہراؑ مشغولِ عبادت ہوتی تھیں اور کوئی بچہ جناب سیدہؑ کا جھولے میں روتا تھا تو جناب باری تعالیٰ شانہ کے حکم سے ملائکہ آکر جھولا ہلاتے تھے یہانتک کہ جناب فاطمہؑ نماز سے فارغ ہوتی تھیں۔ **ایضاً** بطریق اہلسنّت منقول ہے بیوی عایشہ فرماتی ہیں کہ کل عورتوں میں سے زیادہ تر جناب رسول اللہ کو فاطمہ زہرا پیاری تھیں اور کل مردوں میں سے اُن کے شوہر علیؑ محبوب تھے۔ نیز بیوی عایشہ کہتی ہیں کہ میں نے کسی کو فاطمہ زہراؑ سے زیادہ سچا اور صادق البیان نہیں دیکھا سوائے اُن کے پدرِ بزرگوار جناب احمدِ مختار صلے اللہ علیہ وآلہ الاطہار کے۔ نیز بطریق اہلسنّت منقول ہے بیوی عایشہ روایت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ اے فاطمہ تجھکو بشارت ہو کہ خدا نے تجھکو تمام زنانِ عالم سے برگزیدہ کیا ہے۔ نیز منقول ہے کہ جب جناب رسول اللہ کہیں سفر کو تشریف لیجانا چاہتے تھے تو سب سے آخر میں جناب فاطمہؑ سے رخصت ہوتے تھے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے جناب فاطمہ زہراؑ سے آکر ملاقات کرتے تھے۔ نیز بطریق اہلسنّت بیوی عایشہ سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رفتار و گفتار میں جناب فاطمہ زہراؑ سے زیادہ مشابہ جناب رسول اللہ سے اور کسی کو نہیں دیکھا۔ جب فاطمہ زہراؑ جناب رسول اللہ کی خدمت میں آتی تھیں تو جناب رسول اللہ حضرت فاطمہؑ کو مرحبا کہتے تھے اور تعظیم کرتے تھے اور جناب سیدہؑ کے ہاتھ چومتے تھے اور اپنی جگہہ اُنکو بٹھاتے تھے اور جب جناب رسول مقبول فاطمہؑ کے گھر جاتے تھے تو جناب فاطمہ اُٹھکر کھڑی ہوتی تھیں اور حضرت کا استقبال کرتی تھیں اور مرحبا کہتی تھیں اور حضرت رسول اللہ کے ہاتھ چومتی تھیں۔ جب رسول اللہ کی مرضِ وفات میں آنحضرتؐ کے پاس آئیں حضرت نے اُنسے کچھ راز کہے جناب سیدہؑ رونے لگیں پھر کچھ اور راز حضرت نے اُنسے کہا کہ جناب سیدہؑ خوش ہوگئیں۔ بیوی عایشہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں فاطمہ زہراؑ کو تمام عورتوں سے بہتر جانتی تھی اب معلوم ہوا کہ مثل اور عورتوں کے ہیں کہ اثنائے گریہ میں ہنستی ہیں تب میں نے فاطمہ زہراؑ سے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا جناب فاطمہؑ نے فرمایا میں افشائے راز نکرونگی جب جناب رسولؐ نے دُنیا سے رحلت فرمائی تب میں نے پھر جناب فاطمہؑ سے اُس راز کو پوچھا جناب سیدہؑ نے فرمایا کہ اول مرتبہ حضرت نے مجھکو اپنے انتقال کی خبر دی تو میں رونے لگی بعد اسکے فرمایا کہ میری اہلبیت میں سے اول تم مجھ سے ملحق ہوگی۔ اس خبر کو سنکر میں خوش ہوئی۔ کتبِ معتبرہ اہلسنّت میں بطرق متعددہ متواتر طور پر منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبول نے کہ تمام عالم اور کل جہان کی عورتوں میں سے چار عورتیں بہتر اور افضل ہیں۔ مریم بنتِ عمران۔ خدیجہ بنتِ خویلد۔ آسیہ بنتِ مزاحم زن فرعون۔ فاطمہ بنتِ محمدؐ۔ اور اِن سب سے بہتر اور افضل فاطمہؑ ہے اور بہت سی سندوں سے اسطرح بھی منقول ہے کہ بہترینِ زنانِ بہشت یہ چاروں خواتین معظمہ ہیں۔ اور روایاتِ متواترہ میں بطرق امامیہ و سنیہ منقول ہے کہ فاطمہ زہراؑ بہترینِ زنان اولین و آخرین ہیں۔ کتاب کشف الغمہ میں بسند معتبر جناب امام حسن عسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ جب خالقِ عالم نے آدمؑ اور حواؑ کو پیدا کیا تو

اُنہوں نے جنت میں فخر کیا آدم نے حوا سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے کوئی مخلوق ہم سے بہتر نہیں پیدا کیا اُسوقت خدا تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ آدم اور حوا کو فردوس اعلیٰ میں لیجا جب آدمؑ اور حوا فردوسِ اعلیٰ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک لڑکی تخت پر تشریف فرما اور رونق افروز ہے اور تاجِ نور اُسکے سر پر رکھا ہے اور دونوں کانوں میں دو گوشوارے نور کے ہیں اور تمام بہشت بریں اُن کے روئے انور سے منور ہو رہا ہے۔ آدم نے کہا کہ اے جبرئیل یہ لڑکی کون ہے کہ تمام فردوس اعلیٰ اُسکے رُخِ انور سے روشن ہے جبرئیل امین نے کہا کہ یہ فاطمہؑ دختر محمدؐ ہے اور وہ تمہاری اولاد میں سے پیغمبر آخر الزمان ہونگے آدمؑ نے کہا کہ یہ تاج جو اِن کے سر پر ہے یہ کیسا ہے کہا کہ تاج اِس خاتون کے شوہر علیؑ ابن ابیطالب ہیں آدم نے پوچھا یہ دو گوشوارے جو اِن کے کانوں میں ہیں یہ کیا ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ اِس خاتون کے فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں آدم نے کہا کہ آیا مجھ سے پہلے پیدا ہوئی ہیں۔ جبرئیل نے کہا کہ یہ علم الٰہی میں چار ہزار سال قبل آپ کی پیدائش کے موجود تھی۔ سیّد علی ابن طاوس رضی اللہ عنہ نے بسند معتبر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بادشاہ حبشہ نے جناب رسول اللہ کے واسطے ایک چادر زرتار بطریق ہدیہ ارسال کی حضرت نے فرمایا کہ میں اِس چادر کو اُس شخص کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہیں۔ جب صحابہ نے یہ سُنا سب نے گردنیں بلند کیں اور سب نے خواہش اور آرزو کی کہ شاید ہمکو ملجائے حضرت نے فرمایا کہ کہاں ہیں علیؑ ابن ابیطالب عمار نے جب یہ سنا جناب امیرؑ کے گھر کو دوڑے ہوئے گئے اور اُنکو بُلا کر لائے جناب رسول کریم نے وہ چادر جناب سیّد الوصیینؑ کو عطا کی اور کہا کہ یا علیؑ اِس چادر کے سزاوار تمہیں ہو۔ پس جناب امیرؑ اُس چادر کو لیکر سوق اللیل کی جانب روانہ ہوئے وہاں پہنچکر اُسکا سونا جدا کیا اور مہاجرین و انصار پر تقسیم کر دیا۔ اور خالی ہاتھ گھر میں آئے اُس چادر میں سے کوئی چیز ہمراہ نہ لائے۔ جب دوسرا دن ہوا تو جناب رسول اللہؐ نے فرمایا یا علیؑ کل تمکو تین ہزار مثقال طلا ملا ہے لہٰذا میں اور تمام مہاجرین و انصار کل کو تمہارے ہاں دعوت کھائیں گے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا کہ اچھا ایسا ہی ہوگا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ جناب رسول مع تمام مہاجرین و انصار امیر المومنینؑ کے گھر میں تشریف لائے جناب امیر علیہ السلام حیا سے عرق عرق ہوگئے۔ کیونکہ گھر میں کھانے کو کوئی چیز موجود نہ تھی۔ جناب سیّد ابرار مع مہاجرین و انصار دعوت کھانے کیلئے گھر میں آکر بیٹھے جناب امیر المومنینؑ متردد اور حیران ہوکر جناب فاطمہؑ کے پاس پہنچے ناگاہ ایک کاسہ کلاں نظر پڑا کہ روٹیوں سے بھرا ہوا ہے اور اوپر اُسکے ایک ٹکڑا گوشت کا رکھا ہے۔ اُس سے بوئے مشک آرہی ہے۔ جناب امیر المومنینؑ نے چاہا کہ اُس کاسہ کو اُٹھائیں مگر بوجہ گرانی نہ اُٹھ سکا۔ جناب سیّدہ نے ایک طرف سے اُٹھایا۔ یہانتک کہ جناب امیر اور جناب سیّدہؑ اُس کاسہ کو اُٹھا کر جناب رسالتمآبؐ کے سامنے لائے۔ حضرت نے جب وہ کھانا مشاہدہ فرمایا جناب فاطمہؑ سے دریافت کیا کہ اے بیٹی یہ کھانا کہاں سے لائی ہو۔ جناب سیّدہ نے عرض کیا

کہ اے باباجان خدا تعالےٰ نے بھیجا ہے جناب رسول اللہ خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور فرمایا کہ الحمد للہ خدا نے مجھکو دنیا سے نہیں اُٹھایا یہانتک کہ میں نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کے لئے وہ کچھ دیکھا جو زکریا نے مریم بنتِ عمران میں دیکھا تھا

ابنِ بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فاطمہ زہراؑ کو اسلئے محدثہ کہتے ہیں کہ ملائکہ آسمان سے آتے تھے اور اُنکو ندا کرتے تھے جیسا کہ مریم دختر عمران کو ندا کی تھی یعنی فرشتے کہتے تھے کہ اے فاطمہؑ تحقیق خدا تعالےٰ نے تمکو برگزیدہ اور مطہر اور معصوم کیا ہے اور تمکو تمام زنانِ عالم میں سے منتخب کیا ہے اے فاطمہؑ عبادت کر اور اپنے پروردگار کے لئے خضوع اور رکوع اور سجود بجالاؤ رکوع کرنے والوں کے ہمراہ۔ پس جناب سیّدہ ملائکہ سے باتیں کرتی تھیں اور ملائکہ جناب فاطمہؑ سے باتیں کرتے تھے ایک رات جناب فاطمہؑ نے ملائکہ سے کہا کہ آیا مریم بنت عمران برگزیدہ زنانِ عالمیان نہیں ہے فرشتوں نے کہا کہ مریم اپنے زمانہ کی عورتوں میں برگزیدہ تھیں اور حق تعالےٰ نے آپ کو زنانِ اولین و آخرین میں سے برگزیدہ کیا ہے۔ آپ کل خواتین معظمات سے بہتر اور افضل ہیں۔

اشعارِ مؤلف در مدح صدیقہ کبرےٰ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا

قطعہ

عظیم الشان ہے شانِ جناب فاطمہ زہراؑ — کہ کل مخلوق سے افضل ہیں بابِ فاطمہ زہراؑ
ملاذِ اہل ایماں ہے جنابِ فاطمہؑ زہرا — بسوئے رحمتِ حق ہے مآبِ فاطمہ زہراؑ
عطا کی آیہ تطہیر سے عصمت جو خالق نے — خدا کے فضل سے ہے وہ نقابِ فاطمہ زہراؑ
کٹی دن رات روزوں میں نمازوں میں عبادت میں — ہمیشہ زندگی بھر تھا یہ دابِ فاطمہؑ زہرا
علیؑ سا زوج اور شبیرؑ و شبرؑ سے پسر ہوئیں — حبیب حق تعالےٰ ہو جو بابِ فاطمہ زہراؑ
کوئی خاتون پھر دُنیا میں اُنکی مثل کیونکر ہو — شرافت میں ہیں بس یکتا جنابِ فاطمہؑ زہرا
ہمیشہ خود کئے فاقے دیا کھانا فقیروں کو — براہِ حق یہ تھا ایثار دابِ فاطمہؑ زہرا
ہمیشہ اُٹھکے کی تعظیم خود محبوبِ باری نے — پئے تسلیم جب آئیں جنابِ فاطمہؑ زہرا
عروسی میں یہود آیات لائیں دیکھکر ایماں — جو رضواں لایا جنت سے ثیابِ فاطمہؑ زہرا
رضا اُن کی رضائے حق بارشادِ پیمبرؐ ہے — عتابِ رب بلاشک ہے عتابِ فاطمہؑ زہرا
رسول اللہ فرماتے تھے جسکو بضعۃ منّی — وہ ہیں مقبولہ داور جنابِ فاطمہؑ زہرا

[1] فی مناقب ابن شہر اشوب انہ قراء ابن عباس وما ارسلنا قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث۔ سلیم قال سمعت محمد بن ابی بکر قراء وما ارسلنا قبلک من رسولٍ ولا نبیٍ ولا محدثٍ قلت وھل تحدث الملایکۃ الا الانبیاء قال مریم ولم تکن نبیۃ وام موسیٰ ولم تکن نبیۃ وکانت محدثۃ وسارہ وقد عاینت الملایکۃ فبشروھا باسحاق ومن وراء اسحاق یعقوب ولم تکن نبیۃ وفاطمۃ کانت محدثۃ ولم تکن نبیۃ۔

وفیہ۔ المحدث الذی یسمع الصوت ولا یری الصورۃ۔ ۱۲۔ زاير ٭٭٭

اگر آب دُنیا مہر تھا اُن کا پر امت نے
کیا اولاد پر مسدود آبِ فاطمہؑ زہرا

فراقِ باپ میں رونے سے روکا شہر والوں نے
بڑھا دن رات یا نتک انتحابِ فاطمہؑ زہرا

الٰہی روضۂ پُر نور احمدؐ پر مجھے پہنچا
دِکھا دے پھر مجھے قبرِ جنابِ فاطمہؑ زہرا

خدا مقبول کرتا ہے دُعائیں اُنکے صدقے سے
نہ کیوں بابُ الحوائج ہوئے بابِ فاطمہؑ زہرا

یقیں ہے مجھکو اے زائر کہ تجھکو قصرِ جنت میں
دلائیں گی بعون اللہ جنابِ فاطمہؑ زہرا

ابنِ شہر اشوب اور قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب امیر المومنین علیہ السلام کو قرض لینے کی ضرورت ہوئی تو اُس جناب نے حضرت سیدۃ نساء عالمیان کی چادر ایک یہودی کے پاس گرو کی اور ابن شہر آشوب والی روایت میں یہ ہے کہ خود جناب سیدہؑ نے ایک یہودیہ عورت کے پاس اپنی چادر رہن رکھی اور زنِ یہودیہ کے شوہر کا نام زید تھا اور وہ چادر رہن رکھکر تھوڑے سے جو قرض لئے اور وہ چادر اُون کی تھی۔ یہودی نے یا اُسکی عورت نے بہر کیف وہ چادر لیکر ایک کوٹھڑی میں رکھدی جب رات ہوگئی اور یہودی کی زوجہ اُس کوٹھڑی میں داخل ہوئی تو اُس چادر سے ایک نور چمکتا ہوا دیکھا اور معلوم کیا کہ تمام وہ کوٹھڑی چادر کے نور سے روشن ہو رہی ہے اُس نے اپنے شوہر کو اِس امر سے اطلاع دی یہودی نہایت متعجب ہوا اور دوڑ کر آیا اور کوٹھری میں داخل ہوا۔ اور وہ اُس چادر کو کوٹھڑی میں رکھنا بھول گیا تھا آکر دیکھا کہ اُس چادرِ منوّر سے مثل خورشید جہاں تاب شعاعیں نکل رہی ہیں اور تمام حجرہ منوّر اور درخشاں ہو رہا ہے۔ یہودی اور اُسکی زوجہ اِس امر سے نہایت متعجب ہوئے پھر وہ دونوں اپنے اعزہ و اقارب کے گھروں میں گئے اور اُن لوگوں کو اِس معجزہ باہرہ سے مطلع کیا یہانتک کہ اَسّی آدمی زن و مرد یہودی اُسکے گھر میں جمع ہوئے اور سبنے نور و درخشانی اُس چادرِ نورانی کی دیکھی اور باعجاز جناب سیدۃ النسا اور اُنکی چادرِ منوّر کی برکت سے سب کے دل بہ نورِ اسلام منوّر ہو گئے۔ اُسی وقت وہ اَسّی آدمی یہودی بشرف اسلام مشرف ہوئے **مؤلف** حضرات مومنین مقام غور ہے کہ جناب خاتونِ قیامت ماہ برج شرافت و عصمت و آفتاب فلکِ جلالت و نبالت کی عظمت اور وقعت اور منزلت اور عزّت جناب ربّ العزّت کے نزدیک کسقدر بلند اور رفیع الشان ہے کہ جسکی چادرِ پُر نور کی برکت سے ایک جماعت یہود بشرف اسلام مشرّف ہوئی۔ ہے ہے ایک دن وہ تھا کہ اِسی خاتونِ معظمہ کی بیٹیاں اور پوتیاں اشرار کوفہ و شام کے ظلم اور جور سے برہنہ سر سراسیمہ و مضطر ہو کر جلتے ہوئے خیام سے باہر نکل پڑیں۔ اُن بیکسوں اور بیوارثوں کے سروں سے ظالموں نے چادریں اُتاری تھیں اور زیور اُنکا جبراً چھین لیا تھا بلکہ بعض مخدرات عصمت و طہارت کے کانوں سے بالیاں اِسطرح کھینچکر اُتاری تھیں کہ اُن کے کانوں کی لویں پھٹ گئی تھیں **لمؤلفہ**

بلوہ عام میں بے مقنعہ و چادر نکلیں
بیٹیاں فاطمہؑ زہرا کی کھُلے سر نکلیں

دمعہ ساکبہ و کتاب المنتخب وغیرہ میں منقول ہے کہ خود جناب زینب خاتونؑ دختر خاتون قیامت فرماتی ہیں کہ جب اعدائے
دین ہمکو لوٹنے کے لئے آئے تو میں خیمہ میں کھڑی ہوئی تھی ناگاہ ایک شخص ازرق العینین (کبود چشم) داخل ہوا۔ اور
اُس نے لوٹنا شروع کیا جو کچھ خیمہ میں پایا لوٹ لیا پھر اُس نے علی ابن الحسینؑ کی طرف دیکھا وہ اُسوقت ایک چمڑے کے
فرش پر بحالت بیماری لیٹے ہوئے تھے اُس شقی نے اُن کے نیچے سے وہ فرش کھینچ لیا اور بیمار کربلا کو زمین پر گرادیا۔ پھر
وہ ملعون میری طرف متوجہ ہوا اور میری چادر اُتار لی اور میرے سر سے مقنع کھینچ لیا اور کانوں میں سے گوشوارے
کھینچکر اُتار لئے۔ اور ساتھ ہی وہ ملعون روتا بھی جاتا تھا میں نے اُس سے پوچھا کہ تو روتا کیوں ہے اُس نے کہا کہ
میں تم اہلبیتِ رسولؐ کی مصیبت میں روتا ہوں میں نے کہا کہ خدا تیرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو
قطع کرے اور تجھکو قبل از نارِ آخرت دُنیا میں بھی آگ سے جلائے۔ ابو مخنف نے لکھا ہے کہ جب مختار نے اہلبیت
سید ابرار کا بدلا لینے کے واسطے خروج کیا تو وہ ملعون خولیٰ ابن یزید الاصبحی مختار کے ہاتھ لگا۔ مختار نے اُس سے
پوچھا کہ تو نے بروزِ عاشور میدانِ کربلا میں کیا کیا۔ اُس نے کہا کہ میں نے کربلا میں علی ابن الحسینؑ کو زمین پر گرادیا
اور اُن کے نیچے سے اُنکا فرش کھینچ لیا اور زینب خاتونؑ دختر فاطمہ زہراؑ کے سر سے چادر اور مقنع اوتار لیا اور اُنکے
کانوں سے گوشوارے کھینچ لئے۔ مختار نے پوچھا اُسوقت جناب زینب خاتونؑ نے تجھ سے کیا کہا اُس نے کہا کہ
میں نے یہ سُنا تھا کہ اُنہوں نے میری نسبت فرمایا تھا کہ خدا تیرے ہاتھوں اور پاؤں کو قطع کرے اور قبل از عذاب
آخرت تجھکو دُنیا میں بھی آگ سے جلائے۔ مختار نے کہا کہ بیشک اُس طاہرہ مظلومہ کی دُعا کی قبولیت کیواسطے
میں تجھ سے ایسا ہی برتاؤ کرونگا۔ چنانچہ مختار نے اُسی وقت اُس ملعون کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا کر آگ میں جلا دیا

ساٹھویں مجلس دربیان فضیلت فضہ کنیز جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ پھر مصائب سید الشہداؑ

قال العالم الربانی محمد بن علی بن شہراشوب المازندرانی رحمہ اللہ فی کتاب المناقب ابو القاسم
القشیری فی کتابہ قال بعضہم انقطعت فی البادیۃ عن القافلۃ فوجدت امرأۃ فقلت لہا من انت
کتاب المناقب میں منقول ہے کہ ابو القاسم قشیری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا
کہ ایک دفعہ مکہ کو جاتے ہوئے میں قافلہ سے علیحدہ ہوگیا تھا تب میں نے جنگل میں ایک عورت کو دیکھا اُس سے
پوچھا تو کون ہے فقالت وقل سلام فسوف تعلمون۔ اُس نے کہا کہ پہلے سلام کہہ پھر تجھے معلوم ہو جائیگا
فسلمت علیہا میں نے اُسکو سلام کیا۔ فقلت ما تصنعین ھاھنا میں نے کہا تو یہاں کیا کرتی ہے۔
قالت من یہدی اللہ فلا مضل لہ۔ اُس نے کہا جسکو خدا ہدایت کرے اُسکو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا فقلت

آمن الجن انت ام من الانس - میں نے کہا تو جنات میں سے ہے یا انسانوں میں سے قالت یا بنی آدم
خذوا زینتکم اے اولاد آدم اپنے آپ کو مزین کرو - فقلت من این اقبلت میں نے کہا کہ تو کہاں سے آئی ہے
قالت ینادون من مکان بعید - اُس نے کہا پکارتے ہیں مکان بعید سے فقلت این تقصدین میں نے کہا
تیرا ارادہ کہاں جانیکا ہے - قالت وللہ علی الناس حج البیت اُس نے کہا اللہ کے حکم سے لوگوں پر حج بیت اللہ
کا فرض ہے - فقلت متی انقطعتِ - میں نے اُس سے پوچھا کہ تو قافلہ سے کب جُدا ہوئی قالت ولقد خلقنا
السموات والارض فی ستۃ ایام - اُس نے کہا کہ تحقیق پیدا کیا ہمنے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں - فقلت
اتشتھین طعاماً - میں نے کہا کہ تم طعام کھانا چاہتی ہو - فقالت ما جعلناھم جسداً لا یاکلون الطعام
یعنی ہر مجسم چیز کھانے کی طرف محتاج ہے - فاطعمتھا - تب میں نے اُسکو کھانا کھلایا - ثم قلت ھرولی
پھر میں نے اُس سے کہا کہ دوڑ کر چلو - قالت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا - اُس نے کہا کہ خدا تعالے
تکلیف مالا یطاق نہیں دیتا اُس نے اُسی مقدار پر آدمی کو مکلف کیا ہے جسکی وہ طاقت رکھتا ہے - فقلت اردفک
میں نے کہا تجھے میں اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے سوار کرلوں - فقالت لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا - اُس نے
کہا کہ اگر زمین و آسمان میں دو خدا ہوتے تو البتہ انتظام خراب ہوجاتا - فنزلتُ فارکبتھا - یہ سُنکر میں اپنی سواری
سے اُترا اور اُسکو سوار کیا - اُس نے سوار ہوکر کہا سبحان الذی سخر لنا ھذا پاک ہے وہ پروردگار جس نے
ایسے مرکوبات کو ہمارے تابع و منقاد کیا ہے فلما ادرکنا القافلۃ قلت الک احد فیھا - جب ہم قافلہ کے
قرب پہنچے تب میں نے اُس سے پوچھا کہ آیا اس قافلہ میں تیرا کوئی عزیز ہے قالت یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ
فی الارض - وما محمد الا رسول یا یحیی خذ الکتاب - یا موسیٰ انی انا اللہ - یعنی اِن چار آیتوں کو پڑھ کر
اُس نے اِن چار پیغمبروں کے ناموں سے اپنے اولاد کے نام بتائے ہیں فصحت بھذہ الاسماء میں نے یہی
چار نام لیکر اُنکو پکارا - فاذا انا باربعۃ شباب متوجھین نحوھا - فقلت من ھولاء منکِ - پس ناگاہ
چار جوان آئے میں نے اُس سے پوچھا یہ تیرے کون ہیں - اُس نے کہا المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا
یعنی مال اور اولاد زینت ہیں زندگانی دُنیا میں - فلما اتوھا قالت یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت
القوی الامین یعنی اپنے بیٹوں سے اُس نے کہا کہ اس شخص کو انعام دو - فکافونی باشیاء - اُنہوں نے
کئی چیزیں مجھکو میرے اُس احسان کے بدلے میں دیں جو میں نے اُس ضعیفہ پر کیا تھا - فقالت واللہ
یضاعف لمن یشاء - پھر اُس نے کہا کہ خدا تعالے جسکو چاہتا ہے مضاعف عطا کرتا ہے - پھر اُسپر اُن
جوانوں نے مجھکو اور زیادہ تر انعام دیا فسئلتھم عنھا - میں نے اُن جوانوں سے اُس بزرگوار ضعیفہ کے بارہ
میں پوچھا کہ یہ کون ہے فقالوا ھذہ امنا فضۃ جاریۃ الزھرا علیھا السلام ما تکلمت منذ عشرین

سنۃ الا بالقران۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہماری ماں فضہ کنیز جناب فاطمہ زہرا کی ہے۔ اس نے بیس سال سے سوائے آیات قرآنیہ کے کلام نہیں کیا۔ جب کوئی بات کرتی ہیں قرآن شریف کی آیت پڑھ دیتی ہیں **مؤلف** حضرات ناظرین و سامعین جس خاتون معظمہ کی کنیز کا یہ حال تھا کہ سوائے قرآن کے بات نکرتی تھیں تو اس خاتون معظمہ کے علم اور فضل و شرف و بزرگی و کرامت و عفت و عصمت و علو منزلت و سمو مرتبت کو اسی پر قیاس کر لینا چاہئے جناب ایزد قہار ذلیل و خوار و معذب بعذاب نار و عقاب شدید و بسیار کرے ان منافقین و اشرار و اقوام ذلیل و بداطوار کو جنہوں نے اس خاتون عالی مقدار برگزیدہ پروردگار پر اور انکی ذریت اطہار و فرزندان ابرار و اولاد اخیار و دختران بزرگوار پر طرح طرح کے ظلم اور ستم اور جور کئے۔ مقتل ابی مخنف میں مرقوم ہے کہ جب جناب سیدالشہدا مظلوم کربلا پیاسے اور بھوکے ذبح ہو چکے اور قاتل اس مظلوم و خاصۂ قیوم کے اپنے دین اور ایمان کو کھو چکے۔ عمر نحس شقی نے اپنے لشکر شقاوت اثر سے کہا کہ کون تم میں سے ایسا ہے جو حسین مظلوم کے جسم اطہر کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کرے۔ یہ سنکر دس ولد الزنا آگے بڑھے ان ملاعنہ نے امام مظلوم کے سینہ اور پشت کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل ڈالا۔ **مؤلف** کتب احادیث و مقاتل کے دیکھنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بیشک اس گروہ اکفر نے جسم اطہر فرزند پیغمبر کا پامال سم اسپان کیا تھا۔ فدالک روحی یا حسین عترتی وانت عفیر فی التراب جدیل + یا حسین مظلوم ہماری جان اور ہمارا کل خاندان آپ پر قربان ہو جائے مولا آپ کا جسم مقدس آغشتہ بخاک و خون زمین پر پڑا ہوا ہے۔ وجسمک عریان طریح علی الثری + علیک خیول الظالمین تجول ہے ہے آپ کا جسم اطہر و اقدس برہنہ زمین پر پڑا ہے اور آپ کے جسد شریف پر ظالموں کے گھوڑے دوڑ رہے ہیں۔ مگر اے حضرات مومنین جب دوبارہ اعدائے دین نے جسم فرزند خیر المرسلین کا پامال کرنا چاہا۔ تب انکو دوبارہ یہ امر میسر نہیں ہوا۔ جیسا کہ کافی میں منقول ہے ان الاعداء لعنہم اللہ ارادوا ایذائہ لکن لم یتیسر لہم لانہ لما بلغ ذلک لزینب بنت امیر المومنین علیہ السلام اضطربت وبکت بکاء شدیدا۔ یعنی اعدائے دین نے فرزند سید المرسلین کے جسم اطہر کو پامال کرنا چاہا لیکن یہ امر انکو میسر نہیں ہوا کیونکہ انکے اس ارادہ فاسدہ کی جب خبر جناب زینب خاتون دختر المومنین کو پہنچی تو وہ علیا جناب نہایت مضطرب اور بیقرار ہوئیں اور بآواز بلند رونے لگیں۔ اور چاہتی تھیں کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ لاش فرزند فاطمہ کی پامال ہونے سے بچ جائے مگر کوئی تدبیر خیال میں نہ آتی تھی۔ فقالت فضۃ امۃ الزھرا علیھا السلام یا سیدتی ان سفینۃ مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ قد انکسرت سفینۃ فی البحر فخرج الی جزیرۃ فاذا ھو بالاسد فنادی یا ابا الحارث انا مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ فضہ کنیز فاطمہ زہرا نے جب اپنی خوزادی کو نہایت مضطرب اور پریشان دیکھا تو کہا کہ اے میری خوزادی مجھکو خوب یاد ہے کہ آپ کے

جدِ امجد کا غلام مسمیٰ سفینہ تھا اُسکی کشتی دریائے شور میں تباہ اور شکستہ ہوگئی تھی اور خود سفینہ غرق ہونے سے
بچ گیا تھا وہ ایک جزیرہ میں پہنچا ناگاہ ایک شیر جنگلی اُسکے سامنے آیا شیر نے اُسکو ہلاک کرنے کا قصد کیا اُس نے
ڈر کر شیر کو آواز دی کہ اے شیر تو اس امر سے آگاہ نہیں کہ میں غلام آزاد کردہ جناب رسالتمآب ہوں میرے قتل
سے باز آ میں راہ سے آگاہ نہیں ہوں مجھے راہ سے آگاہ کر فہمھم بین یدیہ۔ مشیراً الیہ براسہ۔ حتی وقفہ
علی الطریق۔ جب اُس شیر نے معلوم کیا کہ وہ جناب رسول اللہ کا غلام آزاد کردہ ہے تو اُسکے سامنے سر جھکا لیا
اور اشارہ کیا اور اُسکو راہ پر لایا اور دیر تک اُسکی ہمراہ رہا۔ فیا سیدتی انّ الاسد فی ھذہ الناحیۃ دالفضہ
فدعنی حتی امضے الیہ۔ واُعلّمہ ماھم صانعون بجسد اخیک الحسینؑ یعنی فضہ نے جناب زینبؑ سے کہا
کہ اے میری سیدہ میں جانتی ہوں کہ اس جنگل میں بھی ایک شیر رہتا ہے پس آپ مجھے اجازت دیں تو میں
ابھی اُس شیر کے پاس جاتی ہوں اور اُسکو اِن اعدا کے ارادہ فاسدہ سے آگاہ کرتی ہوں وہ فوراً میری ہمراہ
چلا آئیگا اور فرزند شیر خدا کے جسمِ اطہر کی محافظت کریگا۔ قالت زینبؑ یا فضہ اسرعی الیہ واخبریہ بذلک
جزاک اللّٰہ خیراً جناب زینبؑ خاتون نے فرمایا کہ اے فضہ بہت جلد جا اور اُس شیر کو اِس واقعہ ہولناک کی
خبر دے فمضت فضۃ الی تلک الناحیۃ ونادت یا ابا الحارث اتدری ما فعل القوم بابن رسول اللّٰہ
صلے اللّٰہ علیہ وآلہ بل قتلوہ وھم یریدون ان یواطوا بالخیل ظاہرہ۔ فضہ جناب زینبؑ خاتون کے حکم سے
بسرعت تمام کچھار کی طرف روانہ ہوئی وہاں پہنچکر شیر کو آواز دی اور کہا کہ اے ابو الحارث کیا تو نہیں جانتا
کہ اعدائے دین وگروہ منافقین فرزند رسولؐ سے کیونکر پیش آیا حسینؑ سبط رسول الثقلین کو اشرار امت نے
قتل کردیا ہے اور اب اُن ملاعنہ کا ارادہ ہے کہ اُس جناب کی پشتِ مبارک کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے
کچل ڈالیں پس تجھکو لازم ہے کہ جلد چل اور فرزندِ پیغمبرؐ کے بدنِ اطہر کی محافظت کر۔ فلما سمع الاسد ذلک
بکی ومشو اتی الی المقتل وجلس عند جسد الحسین علیہ السلام رافعاً یدیہ علیہ وعیناہ تھملان
بالدموع۔ جبکہ شیر نے فضہ کی آواز سُنی روتا ہوا نعرے مارتا ہوا فضہ کے ہمراہ ہولیا یہانتک کہ مقتل میں
پہنچکر جناب سید الشہدا کے جسمِ اطہر کے قریب آکر بیٹھ گیا اِس طرح پر کہ دونوں ہاتھ اپنے حضرت کے جسدِ اطہر پر
رکھدیے اور آنکھوں سے متصل اشک جاری تھے۔ جب اعدائے دین ولشکر یزید لعین نے یہ معجزہ جناب سید الشہدا
کا دیکھا سب متعجب اور حیران ہوئے اور حضرت کے جسمِ اطہر کے قریب جانے کی پھر کسی کو جرأت نہوئی۔ عمر سعد
شقی بھی سخت خائف وترساں ہوا اور اُس ملعون نے اپنے لشکر کے ملاعنہ کو منع کیا کہ دیکھو یہ فتنہ عظیم ہے
اسکے قریب مت جاؤ اگر اِس شیر کو تمنے چھیڑ لیا تو کسی کو باقی نہ چھوڑے گا یہ سنکر وہ سب ملاعنہ وہاں سے
ہٹ گئے اور وہ شیر فرزند شیر خدا کی لاش پر روتا رہا ❊

اکسٹھویں مجلس ۶۱ سفینہ نوح علیہ السلام کی ایک لاکھ اُنتیس ہزار میخوں میں سے پنجتن پاک کے اسمائے منورہ کی میخوں کا درخشاں و تاباں ہونا اور امام حسینؑ کے نام کی میخ کا بعد چمکنے کے رونا پھر امام مظلوم کی مصیبت کی عظمت اور اس مصیبت میں گریہ وزاری کے لازم اور ضروری ہونے کا ثبوت از کتبِ اہل سنّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سیدنا محمدؐ وآلہ الطیبین اما بعد واضح ہو کہ بحار الانوار کی جلد ہفتم میں کتاب امان الاخطار سے نقل کیا ہے اور اسمیں بطریق اہلسنّت تاریخ خطیب کی تذئیل سے نقل کیا ہے۔ عن انس بن مالک عن النبی انہ قال لما اراد اللہ عزّوجلّ ان یھلک قوم نوح اوحی اللہ الیہ ان شقّ الواح السّاج فلمّا شقھا لم یدر ما یصنع بھا فھبط جبرئیل فاراہ ھیئۃ السفینۃ ومعہ تابوتٌ فیہ مایۃ الف مسمار وتسعۃ وعشرون الف مسمار فسمّر بالمسامیر کلھا السفینۃ الی ان بقیت خمسۃ مسامیر فضرب بیدہ الی مسمار منھا فاشرق فی یدہ واضی کما یضیٔ الکوکب الدّرّی فی افق السماء فتحیر من ذلک نوح فانطلق اللہ ذلک المسمار بلسان طلق ذلق فقال یاجبرئیل ماھذا المسمار الذی ما رایت مثلہ قال ھذا باسم خیر الاولین والاخرین محمد بن عبد اللہ اسمرہ فی اولھا علی جانب السفینۃ الیمین ثم ضرب بیدہ علی مسمار ثانٍ فاشرق وانار فقال نوح وما ھذا المسمار فقال مسمار اخیہ وابن عمہ علیؑ بن ابیطالبؑ فاسمرہ علی جانب السفینۃ الیسار فی اولھا۔ ثم ضرب بیدہ الی مسمار ثالث فزھر واشرق وانار فقال ھذا مسمار فاطمہؑ فاسمرہ الی جانب مسمار ابیھا ثم ضرب بیدہ الی مسمار رابع فزھر وانار فقال ھذا مسمار الحسنؑ فاسمرہ الی جانب مسمار ابیہ۔ ثم ضرب بیدہ الی مسمار خامس فاشرق وانار وبکا فقال یاجبرئیل ماھذہ النداوۃ فقال ھذا مسمار الحسینؑ بن علیؑ سید الشھداء فاسمرہ الی جانب مسمار اخیہ۔ ثم قال النبیؐ وحملناہ علی ذات الواح ودُسر۔ قال النبی الالواح خشب السفینۃ ونحن الدُسر لولانا ما سارت السفینۃ باھلھا۔ انس بن مالک سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جب خدا تعالےٰ نے قوم نوحؑ کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ساج کے تختے بناؤ جب اُنہوں نے لکڑی کو چیر چیر کر تختے بنائے تب اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ اب اِن تختوں سے کیا کام لیا جائے

اور اُنکا کیا بنایا جائے۔ جبرئیل امین بحکم رب العالمین نازل ہوئے اور اُنکو ہیئت اور شکل کشتی کی بنا کر دکھلائی اور جبرئیل ایک صندوق ساتھ اپنے لائے کہ اُس صندوق میں ایک لاکھ اونتیس ہزار میخیں تھیں اُن میخوں کو کشتی میں جڑ دیا یہانتک کہ پانچ میخیں باقی رہ گئیں۔ نوح علیہ السلام نے جب اُن میں سے ایک میخ اُٹھانیکے واسطے ہاتھ بڑھایا تو وہ میخ اُن کے ہاتھ میں چمکی اور ایسی روشن و درخشاں ہوئی جیسا کہ آسمان پر ستارہ روشن و نمایاں ہوتا ہے نوح علیہ السلام حیران اور متعجب ہوئے خدا نے اُس میخ کو گویا کیا وہ بفصاحت بیان و طلاقتِ لسان گویا ہوئی نوح نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیسی میخ ہے کہ مثل اسکے کبھی کوئی میخ دیکھنے میں نہیں آئی۔ جبرئیل امین نے کہا کہ یہ میخ جناب خیر الاولین والآخرین محمد بن عبداللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ اقدس کی میخ ہے اسکو کشتی کے آگے کی طرف بجانب راست نصب کردو۔ پھر نوح علیہ السلام نے دوسری میخ کو جو اٹھایا تو وہ بھی اُن کے ہاتھ میں روشن ہوئی اور چمکی نوح علیہ السلام نے پوچھا یہ کیسی میخ ہے جبرئیل امین نے کہا کہ یہ میخ آنحضرتؐ کے ابنِ عم جناب علیؑ بن ابیطالبؑ کے نام کی ہے اسکو کشتی کے آگے کی جانب بائیں طرف نصب کردو۔ پھر انہوں نے تیسری میخ کو اُٹھایا تو وہ بھی اُنکے ہاتھ میں روشن و درخشان ہوئی اُسکا حال پوچھا تو جبرئیل نے کہا یہ مسمار بنام فاطمہ زہراؑ ہے۔ اسکو اُس علیا جناب کے پدر بزرگوار کی میخ کے برابر لگادو۔ پھر چوتھی میخ پر ہاتھ ڈالا تو وہ بھی چمکی اور روشن ہوئی جبرئیل نے کہا کہ یہ میخ حسنؑ بن علیؑ کی جانب منسوب ہے اسکو اُن کے باپ کی میخ کے برابر لگادو۔ پھر پانچویں میخ پر جو ہاتھ ڈالا تو وہ روشن و منور ہو کر باواز بلند گریہ و بکا کرنے لگی تب نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے جبرئیل یہ رونے کی آواز کیسی ہے اور اسمیں آنسوؤں کی نداوت (تری) کیوں ہے۔ تب جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ میخ حسینؑ بن علیؑ سید الشہداء کے نام کی ہے اسکو اِن کے بھائی کی میخ کے برابر لگادو۔ پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وحملناہ علی ذات الواح ودُسر۔ یعنی ہمنے اُٹھایا اُسکو کشتی پر جو تختوں اور میخوں والی تھی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ الواح تو اُس کشتی کے تختے ہیں اور ہم میخیں ہیں اگر ہم سب نہوتے تو کشتی نوح اہل کشتی کو لیکر چل نہ سکتی[1]۔ **مؤلف**۔ حضرات مومنین ناظرین و سامعین اسمیں کچھ شک نہیں

[1] حضرات ناظرین یہ حدیث اس حقیر نے بحار الانوار مجلد سابع سے نقل کر کے ترجمہ کیا تھا مگر بعد میں جب رسالہ الکحل الناظرین تصنیف علامۃ الوریٰ مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ جونپوری دام ظلہ العالی کا میری نظر سے بماہ محرم ۱۳۳۲ھ گزرا تو اسمیں حقیر نے اس حدیث کو بھی پایا اس حدیث کے وارد کرنیکے بعد جناب مصنف موصوف نے لکھا ہے اعلام جناب علامہ محمد ہاشم علیہ الرحمہ کتاب غایۃ المرام کے صفحہ (۳۴۸) میں اسی کتاب سے نقل کرتے ہیں عنوان انکی عبارت کا یہ ہے فائدہ جلیلہ اس باب میں کہ باعث نجات سفینہ نوح سید المرسلین امیر المومنین و فاطمہ زہرا و حسن مجتبیٰ و حسینؑ سید الشہداء صلوٰۃ اللہ علیہم ہیں۔ پھر انہوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ پھر امان الاخطار کی عبارت لکھی ہے کہ کہتا ہے ابو القاسم علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن طاؤس مصنف اس کتاب (یعنی امان الاخطار) کا۔ اور انکی عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ ہمنے اس حدیث کو اسلئے وارد کیا ہے کہ اس حدیث شریف کو محمد بن نجار نے روایت کیا ہے اور محمد بن نجار مذاہب اربعہ اہلسنت کے نزدیک ثقہ ہے اور جو کچھ فضایل و مناقب اہلبیت علیہم السلام کی احادیث کو وہ روایت کرتا ہے انمیں متہم نہیں ہے۔ یعنی پورا اور یکا سنی ہے پس جبکہ سفینہ نوح کی نجات کا سبب اور باعث حضرات پنجتن پاک علیہم السلام ہیں تو چاہیے کہ جو شخص کشتی پر سوار ہو انکے مراتب کا معترف ہو کر شکر گزار ہو اور ایسے ہی جو کشتی پر سوار ہو اور غرق و ہلاک ہونیکا خوف کرے تو اسکو چاہیے کہ ان حضرات کے نام کاغذ پر لکھکر ان حضرات سے توسل کرے جہاں نوح علیہ السلام نے ان حضرات سے

کہ اہلبیت سید کائنات محبین موالین کے واسطے ذریعہ نجات مثل سفینہ نوح کے ہیں جیسا کہ خود سرورِ عالم نے فرمایا ہے مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ ومن تخلف عنھا غرق وھویٰ یعنی میری اہلبیت کی مثال مانند کشتی نوحؑ کے ہے جو اسپر سوار ہوا اُس نے نجات پائی جو بدنصیب اِس سے متخلف رہا غرق اور ہلاک ہوا۔ یعنی جسنے بعد سید المرسلین کے اُنکی اہلبیتِ طاہرین سے تمسک کیا اور اُن ہی کی پیروی کی اُسنے نجاتِ اخروی حاصل کر لی اور جو شخص اور لوگوں کے پیچھے بھٹکتا پھرا اور آلِ رسولؐ کے دامن دولت سے متمسک نہوا اور اُنکی پیروی نہ کی تو وہ غرق اور ہلاک ہوا یعنی جہنمی ہو گیا۔ یہ حدیث شریف بین الفریقین منجملہ متواترات ہے۔ کوئی شخص فرقِ اسلامیہ میں سے اسکا انکار نہیں کر سکتا۔ **لمؤلفہ**

شک نہیں اسمیں یہ ہے قولِ رسولِ مختار	کشتی نوحؑ کی مانند ہے آلِ اطہار
ہے وہ ناجی بخدا اسپہ ہوا جو کہ سوار	متخلف جو رہا اُس سے وہ ہے داخلِ نار
پس اگر آلِ نبیؐ تک ہے رسائی حاصل	تب ہے اغلالِ جہنمؔ سے رہائی حاصل

اور نیز یہ امر ثابت و متحقق ہے کہ ہمارے آقا مظلومِ کربلا کی مصیبت نے ہر شے میں اثر کیا ہے دیکھو وہ میخ آہنی نوح علیہ السلام کے سفینہ کی جو جناب سید الشہدا کے نام کی تھی جب اُسکو حضرت نوحؑ نے لگانے کیواسطے اٹھایا تو وہ بعد چمکنے اور روشن ہونے کے امام مظلوم کے مصائب کو یاد کر کے روئی اور اُسمیں آنسوؤں کی تراوت پائی گئی جیسا کہ حدیث مذکور میں مزبور ہے۔ اور صرف اُس میخ پر کیا منحصر ہے امام مظلوم کے ماتم میں ہر شے روئی ہے مخلوقاتِ باری میں سے آسمان ایک عظیم الشان چیز ہے امام مظلوم کی مصیبت میں وہ بھی خون رویا ہے جیسا کہ جناب رب العالمین اصدق الصادقین جل جلالہ نے اپنے کلام پاک میں اِس امر کی جانب آیہ فما بکت[1] علیھم السماء والارض میں اشارہ فرمایا ہے۔ ففی صحیح مسلم فی تفسیر قولہ تعالیٰ فما بکت علیھم السماء والارض قال لما قتل الحسینؑ بن علی بکت السماء وبکاءھا حمرتھا۔ یعنی صحیح مسلم میں درباب تفسیر آیہ موصوفہ لکھا ہے کہ جب امام حسینؑ بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تب آسمان رویا اور آسمان کا رونا اُسکا سُرخ ہو جانا تھا۔ وفی الصواعق المحرقہ روی الملاءان علیاً مرّ بقبر الحسین فقال ھاھنا مناخ رکابھم وھاھنا موضع رحالھم وھاھنا مھراق دمائھم فتیۃ من آل محمد یقتلون بھذہ العرصۃ تبکی علیھم السماء۔ کتاب صواعق محرقہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام اُس مقام کے پاس سے گزرے جس جگہہ پر امام حسین علیہ السلام کی قبر کا ہونا خدا تعالیٰ نے مقدر کیا ہوا تھا اُس جگہہ کو دیکھکر جناب امیر المومنینؑ نے اُن تمام مقامات کے نشانات بتائے اور فرمایا کہ اِس جگہہ پر اُن کے اونٹ بٹھائے جائیں گے اور اِس مقام پر اُنکا اسباب و سامان اور اونٹوں کے پالان وغیرہ

[1] آیۂ سورۂ دخان میں پ ۲۵ ع ۱۴

تفسیر [illegible]

رکھے جائیں گے اور اس مقام پر انکا خون بہایا جائیگا۔ آلِ محمد میں سے ایک گروہ اس میدان میں قتل
کیا جائیگا اور اُن کے ماتم میں آسمان روئے گا۔ وذکر ابو نعیم الحافظ فی کتاب دلایل النبوۃ عن نضرۃ
الازدیہ انہا قالت لما قتل الحسین بن علیؑ امطرت السماء دمًا فاصبحنا وجبابنا وجرارنا مملوۃ دمًا۔
حافظ ابو نعیم محدث اہلسنت نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں مسماۃ نضرہ ازدیہ سے نقل کیا ہے وہ کہتی ہے
کہ جب حسین ابن علیؑ شہید ہوئے تو آسمان سے خون کا مینہہ برسا۔ جب صبح کو اٹھکر دیکھا تو تمام گھڑے اور
مشکے ہمارے خون سے بھرے ہوئے تھے۔ وقال ابن حجر مما ظہر یوم قتلہ من الآیات ان السماء اسودت
اسودادًا عظیما حتی رایت النجوم نہارًا ولم یرفع حجر الا وجد تحتہ دم عبیط۔ ابن حجر جو علماء مشہورین
ومعتمدین سنیہ میں سے ہے کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن منجملہ آیاتِ غضب
الٰہی جو ظاہر ہوا یہ تھا کہ تمام آسمان سخت سیاہ ہو گیا یہانتک کہ دن کو ستارے نظر آنے لگے اور کوئی
پتھر نہ اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اُسکے نیچے خون تازہ پایا جاتا تھا۔ حکی عن ابن عیینہ عن جدتہ ان جمالا
ممن انقلب ورسہ رمادًا اخبرہا بذلک ونحروا ناقۃً فی عسکرہم وکان فی لحمہا مثل النیران
فطبخوہا فصارت مثل العلقم وان السماء احمرت لقتلہ وانکسفت الشمس حتی بدت الکواکب
نصف النہار وظن الناس ان القیامۃ قد قامت ولم یرفع حجر فی الشام الا رائی تحتہ دم عبیط
ابن عیینہ اپنی دادی سے نقل کرتا ہے کہ ایک جمال جو فوج اہلِ ضلال میں تھا بیان کرتا ہے کہ اُنکے پاس
ورس یعنی زرد رنگ کی بوٹی تھی وہ راکھ ہو گئی اور نیز اُس نے بیان کیا کہ عمر سعد کے لشکر میں ایک
اونٹنی نحر کی گئی اُسکا گوشت غبار آلودہ ہو گیا جب پکایا گیا تو مثلِ درخت علقم کے تلخ اور بے مزہ تھا
نیز ابن عیینہ کی دادی بیان کرتی ہے کہ امام مظلوم کی شہادت پر آسمان سارا سُرخ ہو گیا سورج گہن
لگ گیا یہانتک کہ دوپہر کو تارے نظر آنے لگے اور لوگوں نے گمان کیا کہ قیامت آگئی ہے اور شام
میں جو پتھر اُٹھایا جاتا تھا اُسکے نیچے سے خون تازہ نکلتا تھا۔ اخرج عثمان بن ابی شیبہ ان السماء
مکثت سبعۃ ایام تری علی الحیطان کانہا ملاحف معصفرۃ من شدۃ حمرتہا وضربت
الکواکب بعضہا بعضًا۔ عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے اور نیز جلال الدین سیوطی نے
یہ مضمون تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ جناب سید الشہدا کی شہادت کے بعد سات روز تک آسمان
اس درجہ سُرخ رہا کہ دیواروں پر شدت سے اُسکی سرخی نمودار تھی رات کو ستارے آپس میں ٹکراتے
تھے۔ نقل ابن الجوزی ان الدنیا اظلمت ثلاثۃ ایام ثم ظہرت الحمرۃ فی السماء۔ ابن جوزی
نے نقل کیا ہے کہ امام مظلوم کی شہادت کے بعد تین دن تک تمام دُنیا میں اندھیرا چھایا رہا پھر آسمان

پر سرخی ظاہر ہوئی۔ قال ابوسعید مارفع حجر من الدنیا الا وتحتہ دم عبیط ولقد مطرت السماء دما بقی اثرہ فی الثیاب مدۃ حتی تقطعت ابوسعید کہتا ہے تمام دُنیا میں جہاں سے کوئی پتھر اُٹھاتا تھا وہیں سے خون تازہ نکلتا تھا اور آسمان سے خون برسا یہانتک کہ لوگوں کے کپڑوں پر ایک مدت تک اُس خون کا اثر اور نشان باقی رہا جب تک وہ کپڑے پھٹکر ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوگئے خون کے دھبے اُنپر موجود تھے۔ وفی روایۃ انہ مطر کالدم علی البیوت والجدر بخراسان والشام والکوفۃ۔ وانہ لما جئی براس الحسین الی دار زیاد سالت حیطانہا دما۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خراسان اور شام اور کوفہ میں گھروں اور دیواروں پر مانند خون کے مینہ برسا اور جب سرِ انور جنابِ سبطِ پیغمبر کا ابنِ زیاد بدنہاد کے گھر کی طرف لیگئے تو اُسکے مکان کی دیواروں سے خون جاری ہوا۔ واخرج الثعلبی ان السماء بکت وبکاءہا حمرتہا۔ اور ثعلبی مفسرِ اہلِ سنت نے لکھا ہے کہ جناب سید الشہدا کی شہادت پر آسمان رویا اور اُسکا رونا اُسکی سُرخی تھا۔ وقال غیرہ احمرت آفاق السماء ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لا زالت الحمرۃ تری بعد ذلک۔ اور سوائے ثعلبی کے اوروں نے بھی لکھا ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جناب سید الشہدا کی شہادت کے بعد تمام آفاق آسمان چھ مہینے تک سرخ رہا۔ پھر اُسکے بعد یہ شفق کی سرخی ہمیشہ نظر آنے لگی وان ابن سیرین قال اخبرنا ان الحمرۃ التی مع الشفق لم تکن حتی قتل الحسینؑ ابن سیرین جو ثقات محدثین وعلمار سنیین میں سے ہے روایت کرتا ہے کہ امام مظلوم علیہ السلام کی شہادت سے پہلے آسمان پر سرخی شفق کی نہ تھی۔ وذکر ابن سعد ان ہذہ الحمرۃ لم تر فی السماء قبل قتلہ ابن سعد کہتا ہے کہ سرخی شفق کی امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی گئی قال ابن الجوزی وحکمتہ ان غضبنا یؤثر حمرۃ الوجہ والحق تعالی منزہ عن الجسمیۃ فاظہر تاثیر غضبہ علی من قتل الحسین بحمرۃ الافق اظہاراً لعظم الجنایۃ۔ ابن جوزی جو علماء مقبولین اہلسنت میں سے ہے کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جو سرخی شفق کی ظاہر ہوئی ہے اسمیں حکمت یہ ہے کہ تحقیق ہمارا غصہ اور غضب تو چہرہ کی سرخی سے ظاہر

ؔلہ نئی روشنی والے جو فی الحقیقت کتب دینیہ سے بہت کم واقف ہوتے ہیں اگر اس مقام پر اعتراض کریں اور کہیں کہ سرخی شفق کی ایک نیچری امر ہے اور ہمیشہ سے اسکا مادہ موجود ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ قبل از شہادت حسینؑ موجود نہو بلکہ بعد میں پیدا ہوئی ہو۔ ہم اسکا جواب بطور معارضہ کے اسطرح دینگے کہ اے نئی روشنی والو غالباً آپ انجیل کو تو مانو گے دیکھو انجیل میں موجود ہے کہ طوفانِ نوح سے پہلے قوس قزح نہ تھی بعد واقع ہونے طوفان کے رحمت پروردگار کے اظہار کیواسطے قوس قزح ظاہر و آشکار ہوئی ہے۔ اُسی طرح یہ سرخی شفق کے بعد شہادت سید الشہدا کے اُن کے قاتلوں پر خدائے قہار کے غضب کو ظاہر کرنے کیلئے اگر ہو تو اسمیں کیا مضایقہ ہوسکتا ہے ۱۲۰ منہ ایدہ ∴ ∴

ہو جاتا ہے لیکن خدائے قہار جسمیت سے پاک و منزہ ہے اسلئے خدا نے امام حسینؑ کے قاتلوں اور دشمنوں
پر اپنے غصہ اور غضب کو ظاہر کرنے کے واسطے افق کی سرخی کو ظاہر کیا ہے تاکہ لوگ بھی جان لیں کہ اُن ملاعنہ
کے اِس گناہ عظیم کی وجہ سے خدا اُنپر سخت غضبناک ہے وقال انین العباس منع النبی النوم فکیف بانین
الحسین اور نیز ابن الجوزی کہتا ہے کہ جب عباس عم خیر الناس صلی اللہ علیہ وآلہ مشرکین قریش کے ہمراہ
جنگ بدر میں قید ہوئے تو اُنکے نالہ وزاری کی آواز کے سبب سے تمام شب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو نیند نہ آئی باوجودیکہ وہ بحالتِ کفر مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہوئے تھے اب غور کرنا چاہیے کہ کیا حال ہوا ہوگا
جناب سرورِ کائنات کا جب اُن کے جگر کا ٹکڑا اور اُن کے چمن کا پھول یعنی سبطِ رسولؐ فرزندِ بتولؑ حسینؑ بن علیؑ
اپنے فرزند نوجوان علیؑ اکبر ہمشکل پیغمبر کی نعش پر یا اپنے شیر خوار علیؑ اصغر کی نعش کو ہاتھوں پر اُٹھائے ہوئے نالہ و
زاری کرتے ہونگے۔ وقال لما اسلم وحشی قاتل حمزہ قال لہ النبی غیب وجھک عنی فانی لا احب
ان اری من قتل الاحبۃ قال ھذا الاسلام یجب ما قبل فکیف یقبلہ ان یری من ذبح الحسین
وامر بقتلہ وحمل اھلہ باقتاب الجمال۔ نیز ابنِ جوزی کہتا ہے کہ جب وحشی حضرت امیر حمزہ علیہ السلام کا
قاتل مسلمان ہوگیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو کبھی میرے سامنے نہ آنا میں نہیں چاہتا کہ اپنے دوستوں کے قاتل
کو دیکھوں۔ **مؤلف** ہے ہے امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے باپ کے قاتلوں کے ساتھ از کربلا
تا کوفہ واز کوفہ تا شام منزلیں طے کیں۔ اپنے باپ اور بھائیوں واعزہ واعمام کے قاتلوں کو دیکھکر اُس جناب کے
دل اقدس پر کیسا صدمہ گزرتا ہوگا۔ قربان ہو جائیں جانیں ہم شیعوں کی اُس امام عالی وقار کے صبر و تحمل پر
پھر ابنِ الجوزی کہتا ہے کہ جب وحشی نے حضرت امیر حمزہ کو قتل کیا تھا تب وہ غلام حبشی یعنی وحشی کافر تھا۔ پھر
اُسکے مسلمان ہونے پر بھی جناب شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے اُسکا مُنہہ دیکھنا نہ چاہا۔ اب
سوچنا چاہیے کہ جن اشقیا نے باوجودیکہ دعوی مسلمان ہونے کا کرتے تھے فرزندِ رسولؐ وقرۃ العین علیؑ و
بتولؑ کو بحالت تشنگی وگرسنگی بکمال ظلم وعدوان ذبح کیا اور اُن کے قتل کا حکم دیا اور اُنکی اہلبیتؑ کو اسیر کیا
اُن ملاعنہ کا مُنہہ جناب رسول اللہ کیونکر دیکھیں گے اور اُنسے کیا کیا کچھ کہیں گے۔ وفی الصواعق اخرج
ابن سعد عن الشعبی قال مر علیؑ بکربلاء عند مسیرہ الی صفین وحاذی بنینوی قریۃ علی الشط
فوقف وسأل عن اسم ھذہ الارض فقیل لہ کربلاء فبکی حتی بل الارض من دموعہ قال دخلت
علی رسول اللہ وھو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل آنفاً واخبرنی ان ولدی
الحسینؑ یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال لہ کربلاء ثم قبض جبرئیل قبضۃ من ترابٍ شمنی ایاہا
فلم املک عینی ان فاضتا۔ کتاب صواعق میں مذکور ہے ابن سعد نے شعبی سے روایت کی ہے کہ

امیر المومنین علیہ السلام صفین کو جاتے ہوئے کربلا سے گزرے۔ نینوے جو ایک گانوں ساحل فرات پر ہی اُسکے محاذی آپنے توقف فرمایا اور اُس زمین کا نام دریافت کیا لوگوں نے عرض کیا کہ اس زمین کو کربلا کہتے ہیں پس کربلا کا نام سنتے ہی امیر المومنین علیہ السلام بآواز بلند رونے لگے اور اسقدر شدت سے روئے کہ آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آنحضرت رو رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکے رونے کا کیا سبب ہے فرمایا ابھی جبرئیل امین میرے پاس تھے اُنہوں نے مجھکو خبر دی ہے کہ میرا فرزند حسین فرات کے کنارے ایک مقام پر جسکا نام کربلا ہے قتل کیا جائیگا۔ پھر جبرئیل نے ایک مٹھی خاک کربلا کی لاکر مجھے سُنگھائی جسکے سونگھنے سے میں بے اختیار رونے لگا واخرج الترمذی عن ام سلمۃؓ رایت النبی باکیا وبراسہ ولحیتہ التراب فسالتہ فقال قُتِل الحسین آنفا۔ ترمذی محدث اہلسنت نے روایت کی ہے کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ روتے تھے اور آنحضرت کے سر مبارک وریش اقدس پر خاک پڑی ہوئی تھی ام سلمہ کہتی ہیں کہ یہ کیفیت دیکھکر میں نے حضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کا یہ حال کیوں ہے فرمایا کہ میرا حسین ابھی شہید ہوا ہے۔ **مؤلف** کیوں صاحبان انصاف و تارکان تعصب و اعتساف خوب غور کرو اور سوچو کہ جب ہمارے ہادی برحق و نبی مطلق محمد رسول اللہ اشرف الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیارے نواسے کے ماتم میں روئیں اور اپنے سر مقدس و ریش مبارک پہ خاک ڈال لیں تو اب بتاؤ کہ کیا ہمکو اپنے اُس ہادی برحق کی پیروی نہیں کرنی چاہئے۔ کیا ہمکو اُس مصیبت عظمیٰ میں رونا پیٹنا اور سر پر خاک ڈالنا جناب رسول مقبول نہیں کرنا چاہئے بیشک ہم اُن کے محب اور پیرو جب ہی کہلا سکتے ہیں کہ جب ہمکو اُنکی خوشی سے خوشی اور اُن کے غم سے غم ہو ورنہ ہرگز ممکن نہیں ہے۔ ہے ہے جناب رسول اللہ تو اپنے پیارے نواسہ کا ماتم کریں اور ہم اُنکا ساتھ ندیں تو کیونکر اُنکی پیرو کہلا سکتے ہیں۔ پس اس سے ثابت اور مبرہن ہو گیا کہ جو لوگ امام حسین علیہ السلام کا ماتم نہیں کرتے اُنکو جناب رسول اللہ سے ہرگز کچھ تعلق نہیں نہ وہ لوگ آنحضرت کی امت مرحومہ میں داخل نہ شفاعت رسول مقبول میں شامل ہوں گے۔ نہ آب خوشگوار کوثر سے حصہ پائیں گے بلکہ حمیم جہنم کے مزے چکھیں گے عقبات نار کے صدمات اسفل درکات میں اُٹھائیں گے۔ فوج سفر موج یزید میں سے شمار کیجائیں ولکن الک راہ ابن عباس نصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم ملتقط فسالہ فقال دم الحسین واصحابہ لم ازل تتبعہ منذ الیوم فنظر وافوجد وافد قُتل ذلک الیوم۔ اور نیز ابن عباس نے دوپہر کے وقت جناب رسول اللہ کو بروز عاشور خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کا چہرہ مبارک

غبار آلودہ تھا اور ہاتھ میں آنحضرت کے ایک شیشہ تھا اُس شیشہ میں خون تھا ابنِ عباس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ حسینؑ کا اور اُسکے اصحاب کا خون ہے جو میں آج سارا دن اِس شیشہ میں جمع کرتا رہا ہوں جب بعد میں حساب کیا گیا تو جس دن عبد اللہ بن عباس نے آنحضرت کو خواب میں اِس طرح پر دیکھا تھا اُسی دن جناب سید الشہدا شہید ہوئے تھے۔ یعنی وہ دن روز عاشور تھا۔ **مؤلف** اے حضرات مومنین بہت سی احادیث و روایات میں اِس قسم کے مضامین وارد ہیں جنسے عظمت اِس مصیبت کی ثابت ہوتی ہے اور نیز جناب سید المرسلین وجمیع انبیا سابقین وملائکہ مقربین کا اِس مصیبتِ عظمیٰ میں گریہ و زاری کرنا ظاہر و متحقق ہوتا ہے۔ پس بنا برانِ جناب امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں نہ رونا یا اِس پر زاری اور ماتم کو ناجایز بنانا اور اُسپر اعتراض کرنا جناب رسول اللہؐ کے فعل کو ناجایز کہنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کرنا ہے ؎

یا قاسی الفواد ویا مانع الملاء	ان یذکر ومصاب شہید بکربلاء
لم تمنع السماء اذا ما بکت دما	والوحش والطیور من النوح فی الفلا

اے وہ سنگدل جو لوگوں کو شہید کربلا کے مصائب کے سُننے اور ذکر کرنے سے منع کرتا ہے۔ تو نے آسمان کو کیوں نہ منع کیا جب وہ اِس مصیبت میں خون رویا اور تو نے وحوش اور طیور کو صحرا میں رونے سے منع کیوں نہ کیا اُنکو بھی تو منع کر ؎ احجارھم تجود بدمع وھم عدوا اقسی من الحجارۃ قلبا وانجلا جناب امام مظلوم کی مصیبت وہ مصیبتِ عظمیٰ ہے کہ جسپر پتھر بھی روئے اور اُن کے نیچے سے خون تازہ برآمد ہوا مگر مانعین بکا کے قلوب پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں ؎

ھمبنی ترکت ذکر حبیبی تقیۃ	اما الفواد فھو عن الفکر ما خلا

میں نے فرض کیا قبول کیا کہ اپنے پیارے آقا و امام مظلوم کا ذکر مانعین سے ڈر کر اپنی زبان سے نہ کردں لیکن میرا دل تو اُس جناب کے ذکر سے خالی نہیں ہو سکتا۔

فی الصدر والحشا لھب من ولائہ	من ھاھنا تری زفرات علی الولاء

امام مظلوم کے مصایب کی آگ ہمارے سینہ اور انتڑیوں میں مشتعل ہے دیکھو ہمارے نالوں اور ہماری

ا؎ یخفی ان ما نعۃ النصاب من البکاء والاکتیاب سنۃ عمر بنیہ احدثھا فی زمن خیر البریۃ ففی المشکوۃ عن ابی ھریرۃ قال مات میت من آل رسول اللہ فاجتمع النساء یبکین علیہ فقام عمر ینھاھن ویطردھن فقال رسول اللہ دعھن فان العین دامعۃ والقلب مصاب والعھد قریب ۱ھ احمد النسائی عن ابن عباس قال لما تت بنت رسول اللہ فبکت النساء فجعل عمر یضربھن بسوط فاخرہ رسول اللہ بیدہ وقال مھلا یا عمر الخبر ومن ھاھنا ظھر ان الجید الذی ورث القسوۃ من عمر فقد کان اقسی من حجر حیث منع من البکاء وقد انزل اللہ فی کتابہ من السماء ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھار وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء ۱۲۔ حاشیہ ردائح القرآن ص ۵۰۲ +

ردائح القرآن

آہوں سے یہ امر ظاہر و آشکار ہے ھل تستحق تعزیۃ او ملامۃ + من کان بالمصیبۃ والحزن مبتلی
اے مالغین ایکا خیال کرو کہ جو شخص حزن و مصیبت میں مبتلا ہو اُسکو تسلی دیا کرتے ہیں اُسکو ملامت نہیں کیا کرتے
تم ہمکو ملامت کیوں کرتے ہو۔ اے ناظرین و سامعین اسمیں کچھ شک نہیں کہ جو مصیبت فرزند رسول و جگر بند
علیؑ و بتولؑ پر واقع ہوئی ہے اگر ایسی مصیبت کسی ادنی مسلمان پر پڑے۔ نہیں نہیں اگر ایسی مصیبت کسی کافر
پر بھی واقع ہو تو اُسکے لئے بھی آنکھیں روئیں گے اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گا۔ پس اب خیال کرنا چاہیے کہ حسینؑ
مظلوم پر کیونکر گریہ و زاری نہ کیجائے حسین علیہ السلام کی اس مصیبتِ عظمیٰ سے تو ارکانِ اسلام منہدم ہوگئے
ظالموں نے فاطمہ زہرؑا کے گھر کو برباد کردیا۔

جب دورِ یزید ستم ایجاد ہوا	محبوب خدا کا باغ برباد ہوا
لکھا ہے کہ کربلا میں گھر زہرؑا کا	ایسا اُجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

ہمارے آقا سید الشہداؑ پر جو مصائب گزرے ایسے مصائب مجتمعہ نہ کسی نبی اور ولی پر پہلے گزری
اور نہ آیندہ کو ہو سکتے ہیں۔ اسلئے جسقدر گریہ و زاری اس ماتم شدید و مصیبت مزید میں کیجائے
کم ہے۔ ہے ہے کیوں نہ روئیں ہم اُن اجسام طاہرہ و اجساد طیبہ پر جو خون آلودہ ریگ گرم پر ڈالے گئے
اور کوئی شخص اُن کے غسل و کفن و دفن کی طرف متوجہ نہوتا تھا۔ ہے ہے کیوں نہ روئیں ہم اُس
غریب الوطن مظلوم کی مصیبت پر جسکی مصیبت میں ہم رو کر خدا کی جناب سے بالقطع والیقین ثواب
عظیم و جنت النعیم حاصل کرسکتے ہیں۔ جیساکہ امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ فرمایا
جناب مخبرِ صادق و حبیب خالق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ من دمعت عیناہ لقتل الحسین دمعۃ
او قطرت قطرۃ بواہ اللہ عزوجل الجنۃ۔ یعنی جس شخص کی آنکھوں میں امام حسین علیہ السلام
کی شہادت کا ذکر پڑھکر یا سنکر آنسو بھر آئیں یا کوئی قطرۂ اشک کا ٹپکے تو خدا تعالےٰ اُسکے عوض میں
اُس رونے والے کو بہشت بریں عطا فرمائیگا۔ اور کیوں نہ روئیں ہم اُس مظلوم کی مصیبت پر جسکی مصیبت
میں رونا خود جناب سید المرسلین و شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین پر احسان کرنا ہے جیساکہ
کتاب المنتخب میں منقول ہے کہ ایکدن جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کے گرداگرد
علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے میرے اہلبیت کیا حالت ہوگی
میری اُسدن کہ جب تم بڑے ظلم اور جور سے شہید کئے جاؤگے اور قبریں تمہاری جُدا جُدا مختلف
مقامات میں ہونگی۔ مظلوم کربلا نے عرض کیا کہ اے ناناجان کیا ہم قتل کئے جائیں گے حضرت نے
فرمایا کہ ہاں تم بڑے ظلم اور عدوان اور جور و طغیان سے قتل کئے جاؤگے اور تمہاری اولاد و

و ذریت تمام روئے زمین میں مشرق سے مغرب تک متشتت و پریشان ہوجائیگی جناب سید الشہداء نے عرض کیا کہ اے نانا جان ہمکو کون قتل کریگا فرمایا اشرار و فجار تمکو قتل کرینگے جناب امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے نانا جان ہمارے قتل ہونے کے بعد لوگ آپ کی امت کے لوگ ہماری قبور کی زیارت کرینگے حضرت نے فرمایا کہ ہاں ایک گروہ تمہاری قبروں کی زیارت کرے گی اور تمہارے مصائب پر روئیں گے اور وہ لوگ تمہارے قبور کی زیارت کرنے سے اور تمہارے مصائب پر گریہ و زاری کرنے سے مجھپر احسان کریں گے ہیں بروزِ قیامت انکی شفاعت کرونگا اور روزِ محشر کے شدائد و تکالیف سے انکو رہا کروں گا۔ **مؤلف**

اس عملِ خیر کا بجالانا جبکہ رسول کریم پر احسان ہے تو اس سے زیادہ اور کونسا عملِ نیک ہوسکتا ہے پس بنابران ہمکو لازم و واجب ہے کہ ہم ہمیشہ اس عملِ خیر کو باہتمام تمام انجام دیتے رہیں۔ اور کیوں نہ روئیں ہم اپنے اُس محسن و مہربان آقا پر جس نے ہمکو دوزخ سے بچانے کے لئے بڑی بڑی مصیبتیں جھیلیں سختیاں اُٹھائیں یہانتک کہ بہت بڑی جرات اور بہادری اور استقلال اور صبر سے راہِ خدا میں جان قربان کردی نہ صرف اپنی جان بلکہ سارا گھر بار براہِ رضائے پروردگار لٹادیا چھوٹے چھوٹے بچوں کو راہِ باری میں فدا کردیا۔ اُس محسن نے جو احسان ہمپر کئے ہیں انکا کچھ حساب نہیں اور نہ اور کسی سے ایسے ہوسکتے ہیں۔ پس کمال افسوس ہے کہ ہم اپنے ایسے محسن کی مصیبت پر جسکے حقوق کا ایک شمہ بھی ادا نہیں کرسکتے۔ چند آنسو بھی نہ نکالیں۔ اور کیوں نہ روئیں ہم اُس بیکس پر جو بکہ و تنہا بے مونس و مددگار بعد قتل اعوان و اخوان و اولاد و اصحاب و انصار ہزار در ہزار کفار و اشرار کے نرغہ میں گرفتار تھا۔ **زایر**

در واکہ اکیلا شہ مرداں کا خلف تھا	اور نرغۂ افواج لعیں چار طرف تھا

اور کیوں نہ روئیں ہم اُس پیاسے نبی کے نواسے کی پیاس کو یاد کرکے جو ذبح ہونے کے وقت تک نہر جاری کے کنارے پر ایک قطرہ پانی کا نہ پاسکا حالانکہ تمام روئے زمین کے پانی کو بالخصوص دریائے فرات کو اُس پیاسے کی مادر گرامی کے مہر میں خدا تعالےٰ نے مقرر فرمایا تھا **زایر**

مینہہ تیروں کا پڑتا تھا تنِ سبطِ نبی پر	اور آبِ رواں بند تھا فرزند علیؑ پر

حالانکہ حق تعالےٰ نے حوضِ کوثر اُن کے جدِ امجد محمد مصطفےٰ کو عطا فرمایا ہے اور اُس حوضِ محمدی کے ساقی علیؑ مرتضےٰ ہیں وہ اپنے محبوں کو اُس آبِ خوشگوار سے سیراب کرینگے اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے ہٹاکر ذلیل و معذب بعذابِ شدید و بحساب کرینگے **جناب مفتی سید محمد عباس مرحوم**

کیف یرجو ماء حوض الکوثر	من لهذا عینه لم تقطر

جو شخص فرزند ساقی کوثر کے ماتم میں نہ روئے وہ حوض کوثر سے سیراب ہونیکی امید کیونکر کرسکتا ہے

کیف لا نبکی جسوماً زاکیہ ۔۔۔ لم علیھا من عیون باکیہ

اُن اجسامِ طاہرہ پر ہم کیوں نہ روئیں جنپر تمام انبیاء سابقین بالخصوص ہمارے نبی سید المرسلین و ملائکہ مقربین و جمیع اولیا و صالحین و شہدا و صدیقین اور آفتاب اور چاند اور ستارے آسمان زمین جنات وحوش طیور و جمیع ما یری و ما لا یری روئے اور ہمیشہ روتے ہیں ۱۰

کیف لا نبکی عطاشاً جوعاً ۔۔۔ لم یزالوا سُجّداً او رکعاً

اُن بھوکے پیاسے بزرگواروں خدا کے پیاروں کے مصائب پر ہم کیوں نہ روئیں جو ہمیشہ دن رات خدا تعالے کی عبادت اور سجدوں اور رکوعوں اور نمازوں میں بسر کرتے تھے۔ اور کیوں نہ روئیں ہم اُس مظلوم پر جسکے بدنِ اقدس پر ظالموں نے ایک ہزار نو سو پچاس زخم لگانے کے بعد پھر اُسکو ذبح کیا اور اُس مظلوم کا سر کاٹکر تکبیریں کہیں جیسا کہ معاویہ اور اُسکے اہلِ دربار نے امام حسنؑ کی شہادت کے بعد خوش ہوکر تکبیریں کہی تھیں۔ پھر سرِ انور اُس مظلوم کا نیزہ پر نصب کیا اور بدنِ اطہر پر گھوڑوں کو دوڑا دوڑا کر تمام گوشت و پوست ہڈیاں پسلیاں اُس مظلوم کی چور چور کردیں۔ اور کیوں نہ روئیں ہم اپنے مولا مظلوم پر جسکا جسم چاک چاک بر روئے خاک کئی روز تک عریاں پڑا رہا اور اُسپر کوئی رونے والا نہ تھا کیونکہ اُس مظلوم کے رونیوالوں کو کوفیانِ لیام و شامیانِ بدانجام قید کرکے بسوئے کوفہ و شام لے گئے تھے۔ اور کیوں نہ روئیں ہم اُس غریب و مسافر آوارہ وطن پر جسکی لاش کو کوئی غسل دینے والا اور کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کرنے والا نہ تھا۔ اور کیوں نہ روئیں ہم اُس مظلوم پر جسکا سرِ انور کبھی نوکِ سنان پر مثل بدر تاباں کے درخشاں تھا۔ اور کبھی نیزہ پر سورہ کہف کی تلاوت میں مشغول تھا۔ کبھی تنور کی راکھ میں گڑا ہوا تھا۔ کبھی شمر ملعون کے گھر کے صحن میں رکھا ہوا تھا۔ کبھی دروازہ دمشق پر جو اب تک باب الساعات کے نام سے مشہور ہے گھنٹوں تک لٹکتا رہا۔ کبھی بازار شام میں ایک ملعونہ خبیثہ کریہ المنظر بوڑھیا کے برآمدے کے محاذی پہنچکر اُس ملعونہ کے ہاتھ سے پتھر کھا کر نیزے کی بلندی سے زمین پر گرا۔ کبھی سونے کے طشت میں رکھکر دربار شراب خوار میں ہدیتہً پہنچایا گیا اور زیر تخت اکفر عباد رکھدیا گیا۔ اور کبھی وہ فرق جو بلا فرق فرقِ رسول کریم تھا اُسکے لب و دندان جنکو ہمیشہ رسول اللہ چوما کرتے تھے چوب لعین و زنیم سے آزار دی گئی اور کیوں نہ روئیں ہم اُس مظلوم پر جسکے اہلبیت و ذریت و عیال و اطفال خورد سال بدست اہلِ ضلال گرفتار ہوکر تمام مدن و امصار میں بحالت ذلت و خواری اُس برگزیدہ باری کے سرِ انور کے ساتھ ساتھ تشہیر کیے گئی اور کیوں نہ روئیں ہم اُس کشتہ گریہ و بکا کے لیے جو اشکِ ہر مومن تھا یعنی جو باعث گریہ ہر مومن تھا جیسا کہ اُن کے پدر بزرگوار جناب حیدرِ کرار اُنکو بایں لقب ملقب فرماتے تھے اور کہتے تھے یا عبرۃ کل مومن یعنی اے اشک ہر مومن کے۔ اور کیوں نہ روئیں ہم اُس مظلوم پر جسکی مظلومیت پر تمام انبیا و مرسلین از آدم

تا خاتم سب روئے ہیں بالخصوص ہمارے نبی سید المرسلینؐ کے رونے کا تو یہ حال تھا کہ پھرنا چلنا بیٹھنا اُٹھنا آنا جانا سونا جاگنا کھانا پینا کپڑے بدلنا غرض ہر امر حسینؑ مظلوم کا اُنکے جد امجد جناب رسول اللہؐ کے واسطے باعث گریہ وبکا ہوتا تھا بعض اوقات جناب امیر المومنینؑ سے فرماتے تھے کہ تم میرے اِس فرزند کو تھامے رہو وہ اُنکو تھام لیتے تھے اور رسول اللہ اپنے پیارے نواسے کے کبھی تو قلبِ مبارک پر بوسہ دیتے تھے اور کبھی حلقوم انور کو چومتے تھے کبھی جبینِ مبین کے بوسے لیتے تھے اور رو رو کر فرمایا کرتے تھے یا حسینؑ اقبل منک موضع السیوف وابکی یعنی اے حسینؑ میں تیرے اُن اعضا کو چومتا ہوں جہاں تلواریں لگیں گی اور روتا ہوں اور کیوں[١٦] نہ روئیں ہم اُس مظلوم کی مصیبت پر جسکی مصیبت پر رونے کے لئے ہمکو خالقِ عالم نے پیدا کیا ہے کما ورد فی الخبر عن سید البشر ذکرناہ فی المجلد الاول من ھذا الکتاب عن ابن عباس فانظر ثمہ اور کیوں[١٧] نہ روئیں ہم اپنے آقا کی مصیبت پر کہ اِس مصیبت میں رونے کا ہمکو ہمارے ہادی سید المرسلینؐ اور ہمارے پیشوایانِ دین آئمہ طاہرینؑ نے حکم دیا ہے اور یہ رونا ہمپر فرض کیا ہے **لمؤلفہ**

شیعوں کے اشک مرہم زخم حسینؑ ہیں
آنسو نکالنے یہ ہمیں فرض عین ہیں

اور کیوں[١٨] نہ روئیں ہم اُس مظلوم کی مصیبت میں جسکے ماتم میں رونا بموجب ارشاد جناب صادقؑ علیہ السلام کے امداد اور مساعدت ہے جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کی پس ہم جناب فاطمہ زہرا شفیعہ روزِ جزا کی امداد ومساعدت میں کیوں کوتاہی کریں خوب پھوٹ پھوٹ کر دل کھولکر باوازِ بلند کیوں نہ روئیں۔ اور کیوں[١٩] نہ روئیں ہم اُس مظلوم کی مصیبت پر جسکی مصیبت کل مصائب سے عظیم تر ہے۔ حضرات مومنین یہ امر ظاہر و آشکار ہے کسی کو نہ اسمیں تامل ہے نہ انکار ہے کہ حضرات پنجتن پاک جناب باری کے ایسے پیارے اور برگزیدہ ومنتخب وپسندیدہ ہیں کہ تمام مخلوقات سے مدارج ومراتب اُنکے افضل واعلیٰ ہیں اِن پانچوں بزرگواروں اللہ کے پیاروں کا نظیر وعدیل کل مخلوقات میں سے کوئی نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ پس جب جناب سرورِ عالم وفخرِ بنی آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو اُسوقت چار بزرگوار اِن پانچوں میں سے دُنیا میں موجود تھے پس جناب رسول ربِ متعال کے ارتحال پُرملال پر اِن چاروں کے وجود باکمال سے تسلّی ہو سکتی تھی۔ پھر جب جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا نے وفات پائی تب تین بزرگوار پنجتن پاک میں سے دُنیا میں موجود تھے جو اہل ایمان کے لئے باعث تسلّی واطمینان ہو سکتے تھے۔ پھر جب جناب امیر المومنینؑ شہید ہوئے تب حسنین علیہما السلام اُن کی یادگار موجود تھے پھر جب امام حسنؑ نے شہادت پائی تب وجود ذی جود جناب سید الشہداؑ کا مومنین کے لئے موجب تسلّی تھا مگر جب امام مظلوم سید الشہداؑ بکمال ظلم وجفا شہید ہوئے تو اُس دن گویا پنجتن پاک دُنیا سے اُٹھ گئے اور اُنمیں سے کوئی باقی نہ رہا جو باعث تسلّی مومنین ہو سکے اِسلئے جناب امام حسین علیہ السلام

کی شہادت اعظم ترین مصائب ہے پس اس مصیبت میں ہم کیوں نہ روئیں جسکے برابر دنیا میں کوئی مصیبت ہو نہیں سکتی کل مصائب دنیا کے اس مصیبت عظمیٰ کے سامنے ہیچ اور حقیر ہیں۔ **لقایل**

اللہ اکبر یا لہ من حادثٍ	اضحی لہ المجد الرفیع مھدما
اللہ اکبر یا لہ من حادثٍ	ابکی المشاعر والمقام وزمزما
اللہ اکبر یا لہ من حادثٍ	ابکی علیا والنبی وفاطما
اللہ اکبر یا لہ من حادثٍ	حتی القیامۃ قد اقام الماتما

زبند بند چرا ہم چونے نوا نہ کنم	وصال فغاں بحال غریبان نینوا نہ کنم
فتادہ سبط نبی در کنار شط فرات	چرا ز دیدہ رہ سیل اشک دا نہ کنم
کشیدہ کار شہ بے سپاہ چوں بقتال	چرا حمایت او از رہ وفا نہ کنم
چرا سیاہ نہ پوشم چرا بسر نہ زنم	چرا بنوحہ نہ کوشم چرا بکا نہ کنم
مگر نہ مرہم زخمش ز آب دیدہ ماست	چرا بزخم تن خستہ اش دوا نہ کنم
مگر نہ شبل علیؑ درمیان گرگان ست	چرا بشیر خدا شرح ماجرا نہ کنم
مگر نہ سبط نبی دستگیر امت اوست	چگونہ شکوہ بہ پیغمبر خدا نہ کنم
چرا بہمرہی قدسیاں دریں ماتم	خروش و نالہ بہر تعزیت سرا نہ کنم
چرا بہ پیروی انبیا آہ بسر نہ زنم	ز نوحہ گنبد افلاک پرصدا نہ کنم

مؤلف۔ بعض لوگ جو قرآن و حدیث سے واقفیت نہ رکھنے کے سبب سے جناب سید الشہدا فلذۂ کبد مصطفےٰ کے رتبہ اعلیٰ سے ماہر نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ شریعت میں تین دن تک سوگ رکھنے کا حکم ہے لہذا جناب امام حسین علیہ السلام کا سوگ بھی تین دن تک ہونا چاہیئے۔ محرم کے دس دن یا یکم محرم سے چہلم تک پچاس دن کیوں سوگ کیا جاتا ہے۔ جواب اسکا بالاختصار یہ ہے کہ اے بھائیو امام حسین علیہ السلام کے سوگ کو عام مردوں کے سوگ پر قیاس نہیں کرسکتے کیونکہ اس بے نظیر مظلوم کی مصیبت وہ مصیبت ہے جسمیں آدم سے جناب خاتم صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعیں سب روئے ہیں برخلاف دیگر اموات کے انپر پیغمبر نہیں روئے ہمارے آقا مظلوم کی مصیبت وہ مصیبت عظمیٰ ہے کہ جسمیں بموجب احادیث مذکورہ بالا آسمان کا رونا ثابت ہے۔ پس اب خیال کرنا چاہیے کہ جس مصیبت میں آسمان جیسے عظیم الشان شے مخلوق الہٰی میں سے روئی ہو

لہ ترجمہ۔ اللہ اکبر کسقدر عظیم ہے یہ مصیبت کہ جسکے سبب سے دین اسلام کی وقعت اور عزت خاک میں مل گئی۔ اللہ اکبر کسقدر عظیم ہے یہ مصیبت جس نے مشاعر عظام و زمزم و مقام کو رولا دیا۔ اللہ اکبر کسقدر عظیم ہے یہ مصیبت کہ جس نے علی مرتضےٰ و محمد مصطفےٰ و فاطمۂ زہرا کو رولایا اللہ اکبر کسقدر عظیم ہے یہ مصیبت کہ جسپر تا روز قیامت ماتم قایم ہوگیا۔

اور جس مظلوم کے دشمنوں پر آثار غضب خدائے قہار کے بطریق شفق آسمان پر اتبک نمودار ہوں تو بنا برآں اُس مظلوم کی مصیبت پر اگر ہم لوگ ہمیشہ دن رات رویا کریں تب بھی کم ہوگا۔ کیا آسمان کا تین روز یا سات روز یا چھ ماہ تک سرخ رہنا اور آسمان سے خون کا برسنا اس مصیبت کی عظمت کو ثابت نہیں کرتا؟ لو اب ہم کہتے ہیں کہ جو لوگ جناب امام مظلوم علیہ السلام کے سوگ کو بالکل ناجایز یا تین دن سے زیادہ کو ناجایز تبلاتے ہیں وہ پہلے اس شفق کو جو صدہا سال سے اتبک خدا تعالےٰ کے غضب اور غصّہ کی علامت بموجب قول سبط ابن الجوزی کے ہے موقوف کرادیں تو ہم امام مظلوم کا سوگ موقوف کر دینگے امام مظلوم کے سوگ اور ماتم کو ناجایز بتانیوالو پہلے تم خدا سے کہو کہ یہانتک غصّہ کیا ضرور ہے اتنی مدت گزر گئی پھر بھی وہی غضب اور غصّہ چلا جاتا ہے کم نہیں ہوتا۔ اے منکرو یاد رکھو کہ جب جہان میں کوئی شخص دشمن جناب امام حسین علیہ السلام کا باقی نرہیگا اور اُس مظلوم کے خون کا بدلا اچھی طرح لیا جائیگا تب یہ سوگ اُتارا جائیگا

دشمن رہے نہ ایک بھی مشرقین کا	اُس روز شیعہ سوگ اتارینگے حسینؑ کا

اے منکرین ومانعین یاد رکھو کہ یہ ماتم اور سوگ امام مظلوم کا جو سال بسال کیا جاتا ہے یہ یاد دہانی اور شکر گذاری کے طور پر ہے اس امر کے لئے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر کٹوا کر گھر لٹوا کر دین اپنے جد امجد کا قایم اور مستحکم کر دیا تا کہ خراب و برباد کنندہ دین یعنی یزید لعین سے اہل ایمان نفرت کریں اور اُسپر نفرین کریں اور قایم کنندہ دین یعنی فرزند سید المرسلینؐ پر درود بھیجیں اور اُنسے محبت رکھیں اور اُنکی شکر گذاری کریں اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ ماتم اور گریہ وزاری محبت کی نشانی ہے اور اسمیں بھی کچھ شک نہیں کہ جو لوگ امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں رونے سے منع کرتے ہیں وہ در پردہ یزید و امثال یزید کے حامی ہیں کیونکہ وہ یزید و اضراب یزید کے عیوب و کفر و شقاوت کو چھپانا چاہتے ہیں۔ اور جس طرح وہ لوگ یزید کے حامی ہیں اُسی طرح جناب امام حسین فرزند رسول الثقلینؐ کے دشمن ہیں اسلئے کہ اُس مظلوم کے فضایل اور منازل و مراتب و مناقب کو پوشیدہ کرنا چاہتے ہیں۔ ولیس المشتکی الا الی اللہ رب العالمین وھو احکم الحاکمین۔ اب آخر میں ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ حشر غلامان حسینؑ با حسینؑ و حشر غلامان یزید با یزید باد

باسٹھویں ۶۲ مجلس در بیان تفسیر آیہ فی بیوت اذن اللہ الخ پھر ذکر تاراجی خیام امام تشنہ کام علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الکریم المفضال کثیر النوال و فیر الافضال والصلوٰۃ علیٰ سید محمد حبیب الرب المتعال وآلہ خیر آل۔ اما بعد فقد قال اللہ جل جلالہ فی سورت

اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یُسبح لہ فیھا بالغدو والاصال رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار لیجزیھم اللہ احسن ما عملوا ویزیدھم من فضلہ واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ سورہ نور

لفظ فی بیوت متعلق توقد کے ہے یعنی روشن ہوتے ہیں چراغ اُن گھروں میں یا یہ کہ نورِ خدا کا جو مانند مشکوٰۃ کے ہے اذن اللہ ان ترفع یعنی حکم دیا ہے جناب احکم الحاکمین جل جلالہ نے کہ بلند کئے جائیں وہ گھر یعنی اُنکا مرتبہ بلند اور بزرگ سمجھا جائے اور اُنکی تعظیم کیجائے اور ذکر کیا جائے اُنمیں نام خدا کا اور اُس کے لئے تسبیح کیجائے صبح اور شام وہ لوگ ہیں کہ ذکر خدا و ادائے نماز و زکوٰۃ سے اُنکو تجارت اور خرید فروخت مشغول نہیں کرسکتی یعنی لہو و لعب میں نہیں ڈال سکتی وہ لوگ ڈرتے ہیں اُس دن سے کہ جس دن پھیری جائینگی دل اور آنکھیں تاکہ جزا دے اُنکو اللہ نیک تر جزا اُنکے اعمال کی اور زیادہ دیگا اُنکو اپنے فضل سے اور خدا تعالےٰ روزی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بےحساب اِس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار کی جلد ہفتم میں کنز جامع الفوائد سے نقل کرتے ہیں۔ محمد بن عباس عن المنذر بن محمد القابوسی عن ابیہ عن عمہ عن ابیہ عن ابان بن تغلب عن نضع بن الحرث عن انس بن مالکؓ وعن بریدہ قال قرء رسول اللہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یُسبح لہ فیھا بالغدو والاصال فقام الیہ رجل فقال ای بیوت ھذہ یا رسول اللہ فقال بیوت الانبیاء فقام الیہ ابوبکر فقال یا رسول اللہ ھذا البیت منھا واشار الی بیت علیؑ و فاطمہ علیہما السلام فقال نعم من افاضلھا باسناد مذکورۃ المتن انس بن مالکؓ بریدہ سے منقول ہے کہا اُنہوں نے کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے آیہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع الخ کو پڑھا تو ایک شخص نے اُٹھکر عرض کیا کہ یا حضرت اِن گھروں سے کونسے گھر مراد ہیں۔ یعنی خدا تعالےٰ نے کن گھروں کی یہ تعریف کی ہے حضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد انبیا کے گھر ہیں یہ سُنکر حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ اُٹھکر کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ گھر بھی اُن گھروں میں شامل ہے اور اشارہ کیا علیؑ و فاطمہؑ کے گھر کی طرف حضرت نے فرمایا کہ ہاں یہ گھر یعنی خانہ علیؑ و فاطمہؑ بزرگ تر اُن گھروں میں سے ہے

حضرات مومنین اس حقیر نے اس حدیث کو جلال الدین سیوطی مفسر اہلسنت کی تفسیر دُرِ منثور سے نقل کرکے ۱۳۰۹ ہجریہ میں اسطرح نظم کیا تھا۔ **لمؤلفہ**

فی بیوت اذن اللہ جو احمدؐ نے پڑھا	اُٹھکے اِک شخص نے حضرت سے یہ اُسدم پوچھا
کونسے گھر ہیں وہ کی جنکی یہ خالق نے ثنا	سُنکے تب سرورِ عالم نے یہ ارشاد کیا

انبیاء کے ہیں وہ گھر جنکی ثنا آئی ہے	اُن مکانات نے توقیر بڑی پائی ہے
پھر ابوبکر نے کی عرض کہ اے حق کے رسول	آیا نزدیکِ خدا اسکو بھی ہے انسے شمول
خانۂ بابِ علومِ نبوی بیت بتولؑ	آیا اس گھر کو بھی ویسی ہی فضیلت ہے حصول
بولے احمدؐ کہ یہ ہے برتر و افضل انہیں	اس میں کچھ شک نہیں ہے برتر و اکمل انہیں
سُننے والے جو نہ مانے میرے کہنے پہ فقط	اور کہے کوئی تعصب سے یہ مضموں ہے غلط
اسکی تصحیح میں کردوں گا بہر نہج و نمط	درِ منثور جو دیکھو تو ہے جھگڑا القط
دُرِ منثور سیوطی کی یہ تحریر میں ہے	فی بیوتِ اذن اللہ کی تفسیر میں ہے

نیز بحار الانوار جلد ہفتم میں کتاب الروضہ سے نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس قال کنت فی مسجد رسول اللّٰہ وقد قرء القاری فی بیوت اذن اللّٰہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ الایۃ فقلت یا رسول اللّٰہ ما البیوت فقال بیوت الانبیاء داومی بیدہ الی منزل فاطمہ علیہا السلام۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں مسجدِ رسول میں تھا کہ ایک پڑھنے والے نے آیہ فی بیوت اذن اللّٰہ کو پڑھا میں نے عرض کیا یا رسول خدا یہ کونسے گھر ہیں حضرت نے فرمایا بیوتِ انبیاء اور ساتھ ہی اسکے دستِ مبارک سے بجانب خانہ فاطمہ زہرا اشارہ کیا۔ نیز بحار میں کنز جامع الفواید سے نقل کیا ہے کہ جناب امام موسی بن جعفر علیہما السلام اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیہ مبارکہ میں بیوت کے لفظ سے بیوتِ آل محمدؐ کے مقصود ہیں یعنی خانہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و جعفر و حمزہ علیہم السلام۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ بالغدو والاصال سے کیا مراد ہے فرمایا نماز عین ٹھیک اُسکے اوقاتِ مقررہ پر پڑھنا۔ پھر خدا تعالےٰ نے اُن صاحبان بیوت کے اوصاف بیان فرمائے ہیں جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔ رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار۔ یعنی اُن گھروں والے ایسے ہیں کہ اُنکو دُنیاوی کام کار تجارت خرید فروخت ذکر خدا و اقامہ نماز و ادائے زکوٰۃ سے اپنی جانب مشغول نہیں کرسکتی قال ہم الرجال لم یخلط اللّٰہ معہم غیرہم فرمایا امام علیہ السلام نے کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ جنکے ساتھ خدا نے غیروں کو مخلوط نہیں کیا ثم قال لیجزیہم اللّٰہ احسن ما عملوا ویزیدہم من فضلہ قال ما اختصہم بہ من المودۃ والطاعۃ وصیرہا ویہم الجنۃ۔ واللّٰہ یرزق من یشاء بغیر حساب فرمایا امام علیہ السلام نے اُن کے اعمال حسنہ کی جزائے نیک یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے انکو اس امر کے ساتھ خصوصیت دی ہے کہ انکی محبت و مودت و اطاعت کو تمام خلقت پر لازم اور واجب کردیا ہے۔ اور مقام و مسکن اُنکا فردوس اعلیٰ کیا ہے اور خدا جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے روزی بیحساب عطا فرماتا ہے

عرض یہ ہے کہ اس آیہ شریفہ میں بیوت معنویہ یعنی حضرات انبیاء کرام و ائمہ علیہم السلام کی انساب کریمہ و شریفہ و احساب عظیمہ و منیفہ بھی مراد ہو سکتے ہیں اور بیوت صوریہ ظاہریہ بھی مقصود ہیں جیسا کہ انبیا و ائمہ علیہم السلام کی زندگی میں اُن کے گھر اور اُن کی وفات کے بعد اُنکے روضہ ہائے مقدسہ و منورہ۔ اور نیز مساجد بھی انہیں داخل ہیں کہ وہ بیوت اللہ ہیں۔ اور انس بن مالک و ابی روایت کی موید ہے آیہ تطہیر انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطہیرا اور تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آیہ فی بیوت اذن اللہ الآیہ میں بیوت انبیاء مراد ہیں اور اُن میں سے ہی گھر علی السلام کا۔ آہ آہ حضرات مومنین مقام سر پٹینے اور رونے کا ہے کہ اس اُمت کے پاجیوں اور منافقوں نے اُسی گھر کو برباد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جس گھر کو جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے سوال کرنے پر افضل ترین خانہائے انبیاء بتلایا تھا **لمؤلفہ**

وصف جس گھر کا یہ احمدؐ نے تھا ارشاد کیا	آہ اشرار نے اُس گھر کو ہی برباد کیا

رباعی

جب دور یزید ستم ایجاد ہوا	محبوبِ خدا کا باغ برباد ہوا
لکھا ہے کہ کربلا میں گھر زہرا کا	ایسا اجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

فی مقتل ابی مخنف انہ لما قتل الحسین ارتفع صیاح النساء صاح ابن سعد الملعون یا ویلکم البسوا علیھن الخباء واضرموھا نارا واحرقوھا ومافیھا۔ یعنی جب جناب سید الشہدا بدرجہ شہادت فایز ہوئے تب خیام امام میں ایک کہرام برپا ہو گیا عمر سعد شقی نے لشکر کو آواز دی کہ جلد خیموں کی طنابیں کاٹ کر گرا دو اور خیامِ اہلبیتِ کرام کو آگ لگا دو تاکہ سب بچے اور بیبیاں جلکر مر جائیں **لمؤلفہ**

گُل ہوا جبکہ چراغ لحد خیر وری	یعنی سر سرور عالم کا ہوا تن سے جُدا
خیمہ آلِ محمدؐ میں ہوا حشر بپا	عمر سعد نے لشکر کو یہ تب حکم دیا
خیمہ سبطِ نبیؐ جا کے گرا دو جلدی	آگ سے خانۂ زہرا کو جلا دو جلدی

فقال رجل منھم یا ویلک یا ابن سعد اما کفاک قتل الحسین واھلبیتہ وانصارہ عن حرق اطفالہ ونسایہ۔ لقد اردت ان یخسف اللہ بنا الارض۔ عمر سعد کا یہ حکم سُنکر لشکر میں سے ایک شخص نے کہا کہ حیف تجھ پر اے ابن سعد کیا تجھے امام حسینؑ اور اُن کے اہلبیت اور انصار کا

قتل کرنا کافی نہیں ہوا کہ اب تو اُن کے بچوں اور عورتوں کے جلا دینے کا حکم دیتا ہے۔ قتادروا الیٰ نھب النساء الطاھرات۔ پس اشقیار کوفہ وشام بحکم عمر بد انجام خیام امام و ذریت سید الانام کو لوٹنے کے لئے آگے بڑھے یہانتک وہ ملاعنہ واشقیا اُس بیت الشرف میں بلا تامل داخل ہوئے جو عند اللہ وعند الرسول قابل تعظیم وتکریم تھا اور جس گھر میں ملائکہ بھی بدون اجازت کے نہ جا سکتے تھے اُن اشقیا نے آلِ رسولؐ ودختران علیؐ وبتولؑ کو لوٹنا شروع کیا اور اسوقت اُن خواتین معظمات و ذریت سید کائنات کی یہ حالت تھی کہ ایک بی بی دوسری کے پیچھے چھپتی تھی اور کہیں امن کی جگہہ نہ ملتی تھی اور وہ بیکس اور بے والی بیبیاں فریاد اور استغاثہ کرتی تھیں مگر کوئی اُنکی فریاد کو نہ پہنچتا تھا۔ **لمؤلفہ**

سخت تکلیف میں تھی عترتِ محبوبِ خدا	ہوگیا آلِ نبی کے لئے محشر برپا
بچے ماؤں سے جدا مائیں تھیں بچوں سے جدا	نہ ٹھکانہ کہیں چھپنے کا نہ تھی امن کی جا
بیبیاں شرم سے گوشوں میں چھپی جاتی تھیں	ظلم اعدا سے نہ لیکن وہ اماں پاتی تھیں
جو رسولوں کے گھروں سے بھی تھا رتبہ میں یاد	جسکی تعریف وثنا کی تھی نبیؐ نے ارشاد
جسکا مداح ہے قرآں میں خداوندِ عباد	اس طرح اہل جفا نے کیا وہ گھر برباد
بالیاں بالی سکینہ کی لیں خونخواروں نے	چادریں چھین لیں بیبیوں کی ستمگاروں نے

ولقائل

ولقد حکت بنت الحسین حکایۃ	حلت دکاء مدامع العلماء
قالت خرجت من الخباء فلاح لی	جسد الحسین عریٰ علی البوغاء
عریان مخضوباً بفیض دمائہ	فکانما فی حلۃ حمراء

جناب فاطمہ بنت الحسینؑ روایت کرتی ہیں اور خود اپنے اوپر گزری ہوئی مصیبت بیان فرماتی ہیں کہ جب میرے پدر مظلوم شہید ہو چکے تب میں خیمہ سے باہر نکلی اور مقتل کی طرف نگاہ کی تو میں نے دیکھا کہ میرے باپ مظلوم کی لاش ریگستانِ گرم پر برہنہ پڑی ہے اور تمام بدنِ انور اُس جناب کا خون سے تر ہے اور وہ خون کی سرخی اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ گویا سرخ لباس پہنا ہوا ہے

فلطمت وجھی حسرۃ وصرخت دا	ذلی عقیبک یا ابی وسبائی
وشکلت ان القوم توثر قتلنا	اوسبینا بالذل بسیٔ آماء

یہ حال مصیبت مآل دیکھکر میں نے اپنے مُنہہ پر طمانچے مارنے شروع کئے اور پیٹنے لگی۔ اور روروکر بکمال حسرت ویاس کہتی تھی کہ اے بابا آپ شہید ہوئے اور ہم آپ کے بعد بے حامی و مددگار ہوگئے اور اس حال میں مجھکو یہ فکر ہوئی کہ جب وارث اور والی اور سرپرست ہمارے

قتل ہو گئے ہیں اور اب کوئی حامی ہمارا باقی نہیں ہے تو اب دیکھئے یہ اعدائے دین ہمکو بھی مثل اُنکے قتل کرینگے یا مثل لونڈیوں کے اسیر اور مقید کرینگے۔

واذا برجس یسلب النسوان قد	اهدی لهن ملابس الباساءِ
نفرت منه وقلت لا من ملجاءِ	الا الفرار بهن الی الفقراءِ

میں اسی حال میں تھی کہ ناگاہ ایک سوار خونخوار فوج اشرار میں سے نیزہ بکف سامنے سے نمودار ہوا کہ وہ ملعون نابکار نیزہ کی نوک سے بیبیوں کو مارتا تھا اور لوٹتا تھا اور سب بیبیاں سخت اضطرار کی حالت میں تھیں یہ سانحہ عظمیٰ ومصیبتِ کبریٰ دیکھکر میں اور زیادہ بیحواس اور پریشان ہوئی اور میرے خیال میں آیا کہ اگر میں اسوقت اس جنگل کی طرف بھاگ جاؤں تو شاید اس بیرحم سفاک کے ظلم سے نجات پاؤں یہ سوچکر اُس کے سامنے سے جنگل کی طرف بھاگی اُس شقی نے میرا تعاقب کیا اور قریب آکر میری پشت پر ایک نیزہ مارا

فصعقت من فرعی وهلت ادمعی	والرجس ینزع یرفعی درداءی
ودنا الی اذنی نیزع منهما	قرطیهما خرما اسال دمائی

اُس نیزہ کے لگنے سے اور خوف کے صدمہ اور ہول سے میں مُنہ کے بل گر پڑی اور رونے لگی اُس شقی نے میرے سر سے چادر اُتار لی اور مقنعہ میرا چھین لیا اور بندے میرے کانوں میں سے اس طرح کھینچے کہ لوئیں میرے کانوں کی پھٹ گئیں اور خون جاری ہوا اور مجھے غش آگیا اور درد کی شدت سے میں بیہوش ہو گئی۔

واذا انعمتی الثکول تضمنی	ضم العزام شجیة بتجائی
وتقول قومی لست ادری ما جری	باخیک والایتام من اذراءِ

پھر جب مجھکو غش سے افاقہ ہوا تو میں نے اپنے آپ کو اپنی پھپھی زینبؑ خاتون کی گود میں پایا دیکھا میں نے کہ وہ علیا جناب مجھکو اپنی گود میں لئے ہوئے میرے حال پر رو رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ ای بیٹی ہوش میں آؤ اور اُٹھو اور چلو تاکہ دیکھیں کہ تیرے بھائی بیمار پر اور یتیم بچوں پر کیا کیا مصیبت گزری ہے۔

فدعوت هل من خرقة یا عمتا	احمی بها راسی من الاعداءِ
قالت وها حالی کحالك یا علی	راسی یری شیءٌ من الاشیاءِ

جب میں نے اپنی پھپھی زینبؑ خاتون کو دیکھا تو اُن سے عرض کیا کہ اے پھپھی میں کیونکر چلوں میں برہنہ ہوں اگر آپ کے پاس کوئی چادر ہو تو مجھکو دیجئے تاکہ میں اوڑھ لوں یہ سُنکر دختر خاتون قیامت باواز بلند رو دیں اور فرمایا کہ اے بیٹی تیری پھپھی بھی مثل تیرے بے مقنعہ و چادر ہے اُن اشقیا نے میرے سر پر بھی

چادر نہیں رہنے دی لمؤلفہ

مجمع عام میں بے مقنعہ و چادر نکلیں — بیٹیاں فاطمہ زہرا کی کھلے سر نکلیں

واذا الجبیھا لشدہ ضربھا — کالنیل لبس لھا رداء وبھاء
واستنھفتنی للخباء واذا بہ — جمر الرز ایا مظلم الارجاء

پس جناب فاطمہ بنت الحسینؑ نے اپنی پھپھی سے یہ کلام سنکر اُن کے سرِ اقدس کی طرف جو نگاہ کی تو دیکھا کہ فی الحقیقت وہ دختر خاتونِ محشر بھی سر برہنہ ہیں۔ اور پشتِ اقدس اور پہلوئے اطہر پر نشان تازیانوں کے ایسے ہیں کہ تمام بدن نیلا ہو رہا ہے۔ پس یہ ظلمِ عظیم دیکھکر میں بھی بیتاب ہو کر روئی۔ پھر اُس علیا جناب نے رو رو کر مجھکو چھاتی سے لگایا اور پیار کیا اور مجھکو بجانب خیمہ گاہ لائیں۔ وہاں آکر دیکھا کہ تمام خیام جلے ہوئے اور لٹے ہوئے پڑے ہیں۔ اور ہر ایک بی بی سر برہنہ رو رہی ہے اور ہر طرف صدا واحسیناہ واعلیاہ وامحمداہ کی بلند ہے

واخی العلیل علی جلیل مصابنا — یبکی لثیل الوجھ فی الغبراء
فیقول من الم امض فوادہ — یالیتنی ماکنت فی الاحیاء

اور جب ہم اپنے بھائی بیمار کی بالین پر پہنچیں تو ہمنے دیکھا کہ وہ جناب شدتِ مرض سے مُنہ کے بھل زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور ضعف و ناتوانی کی وجہ سے اُنہیں بیٹھنے اُٹھنے کی بھی طاقت باقی نہیں ہے اور وہ حضرت ہمارے حالِ زار پر روتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کاش میں بھی قتل ہو جاتا اور اہل و عیال و ذریت رسولِ متعال کو اس حال میں نہ دیکھتا۔

غرض بیان غمِ اہلبیتؑ آساں نیست — حکایتیست کہ اور البشرح پایاں نیست

ترسیٹھویں ۶۳ مجلس درباب فضائلِ پنجتن پاک پھر اُن حضرات کے مصائب کا جُدا جُدا بیان

لآل محمد اصبحت عبداً — وآل محمد خیر البریہ
اناس حل فیھم کل خیرٍ — مواریث النبوۃ والوصیہ

اے دل تو پیمبرؐ کی محبت سے بھرا رہ — اے قلب سدا الفتِ حیدرؑ میں کھرا رہ
اے سنگ غمِ فاطمہؑ چھاتی پہ دھرا رہ — اے زخمِ جگر دردِ حسنؑ سے تو ہرا رہ
اے چشم تو رو غم میں ولی ابنِ ولی کے — اے خان تصدق ہو حسینؑ ابن علیؑ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سیدنا محمد خیر الاولین
والآخرین وعترتہ الذین جعلہم اللہ افضل من انبیایہ المرسلین واعلا من ملایکتہ
المقربین وانتخبھم من خلقہ اجمعین۔ اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ وھو اصدق
القایلین فی کتابہ المبین مخاطبا للابلیس الرجیم اللعین استکبرت ام کنت من
العالین۔ یعنی اے ابلیس تونے جو میرے حکم سے آدمؑ کو سجدہ نہ کیا تو تونے تکبر کیا کیا تو اُن بلند مرتبہ
لوگوں میں سے ہے۔ کتاب بحار الانوار مجلد ہفتم صفحہ (۴۹۸) میں کنز جامع الفواید سے نقل کیا ہے۔ عن
ابی سعید الخدری قال کنا جلوسا عند رسول اللہ اذ اقبل رجل فقال یا رسول اللہ اخبرنی
عن قول اللہ عزوجل لابلیس۔ استکبرت ام کنت من العالین۔ من ھم یا رسول اللہ الذین
ھم اعلا من الملایکۃ المقربین فقال رسول اللہ انا وعلیؑ وفاطمۃ والحسن والحسین علیہم السلام
کنا فی سرادق العرش نسبح اللہ فسبحت الملایکۃ بتسبیحنا قبل ان یخلق اللہ آدم بالفی عام
فلما خلق اللہ آدم امر الملایکۃ ان یسجدوا ولم یومروا بالسجود الا لاجلنا فسجدت الملایکۃ
کلھم اجمعون الا ابلیس ابی ان یسجد فقال اللہ تبارک وتعالیٰ یا ابلیس ما منعک ان تسجد
لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین ای من ھولاء الخمسۃ المکتوبۃ اسمائھم
فی سرادق العرش فنحن باب اللہ الذی یوتی منہ۔ وبنا یھتدی المھتدون فمن احبنا احبہ
اللہ ومن ابغضنا ابغضہ اللہ واسکنہ نارہ ولا یحبنا الا من طاب مولدہ۔ جناب شیخ صدوق
علیہ الرحمہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ ایک دن ہم لوگ جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اس عرصہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ جناب حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ جو ابلیس رجیم سے فرماتا ہے استکبرت ام کنت من العالین
یعنی اے ابلیس تونے تکبر کیا کیا تو بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہے۔ پس وہ بلند مرتبے والے جنکو خدا تعالیٰ
نے بلفظ عالین (بلند مرتبے والے) یاد کیا ہے اور جو لوگ ملائکہ مقربین سے بھی زیادہ عظیم الشان وسمو
المنزلت والمکان اور اعلیٰ درجہ والے ہیں وہ کون ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور
حسینؑ ہیں ہم سرادقات عرش میں خلقت آدمؑ سے دو ہزار سال پہلے خدائے بزرگ وبرتر کی تسبیح کرتے تھے
پس ہمارے تسبیح کرنے سے ملائکہ نے تسبیح کرنا سیکھا اور وہ تسبیح کرنے لگے پھر جب خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا
کیا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں تو صرف ہماری بزرگی کی وجہ سے خدا نے آدمؑ کو مسجود ملائکہ بنایا
پس بحکم باری تمام ملائکہ نے آدمؑ کو سجدہ کیا لیکن ابلیس رجیم نے انکار کیا خدا تعالےٰ نے فرمایا اے ابلیس جسکو

کہ ہمیں نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا تجھے اُسکے سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا اور تونے جو تکبر کیا کیا تو انہیں سے
ہے جو فی الحقیقت بلند مرتبہ ہیں یعنی یہ پانچ بزرگوار جنکے نام سرادقِ عرش پر لکھے ہوئے ہیں کیا تو اپنے آپ کو اُنکے
ہم رتبہ سمجھا جو تونے آدم کو سجدہ نہ کیا۔ پھر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے فرمایا کہ ہم ہیں باب اللہ
یعنی ہم وہ دروازۂ خدا ہیں جسکی راہ سے انسان خدائے کریم تک پہنچ سکتا ہے ہمارے ہی سبب سے ہدایت پانیوالے
ہدایت پاتے ہیں پس جو شخص ہمکو دوست رکھے گا اُسکو خدا تعالےٰ دوست رکھے گا اور جو شخص ہم سے بغض رکھیگا
خدا تعالےٰ اُس سے بغض رکھیگا اور اُسکو آتشِ دوزخ میں ساکن کریگا۔ اور ہمکو وہی شخص دوست رکھے گا جو
ولد الحلال ہوگا۔ **مؤلف** آمنا وصدقنا یا بی انت وامی یا خیر الاولین والآخرین ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں
یا سید المرسلین اس کچھ شک نہیں کہ خالقِ عالم جل جلالہ نے حضور کو اور حضور کی اہلبیت طیبین وعترت طاہرین
کو جمیع مخلوقات وکافۂ کائنات پر ترجیح دی ہے اور افضلیت واکرمیت واشرفیت واولیت واولویت واقدمیت
عطا فرمائی ہے اور کُل مخلوقات میں آپ کا اور آپ کی اہلبیت اطیاب کا کوئی نظیر اور عدیل پیدا نہیں کیا جسطرح
وہ مالک الملک خالقِ برحق خالقیت والوہیت میں یکتا اور وحدہ لاشریک ہے اُسی طرح آپ اور آپ کی اہلبیت
طاہرین مخلوقات میں یکتا اور بے نظیر ہیں۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وآل سیدنا محمد ھلم وانبلیہم اصحاب
العباء ونرثی سبط خیر الانبیاء۔ اے حضرات مومنین سنتِ الٰہی اسپر جاری ہے کہ جنکو وہ مالک الملک
زیادہ تر پیار کرتا ہے جنکی قدر کو زیادہ بلند اور جنکے مراتب ومنازل کو زیادہ تر ارجمند فرماتا ہے اُنکے امتحانات
کو زیادہ تر شدید اور اُن کے مصائب کو مزید کرتا ہے پس جسطرح اُن مقبولانِ الٰہی کے مراتب ومدارج بلند و
عظیم الشان ہیں اُسی طرح اُن کے مصائب بھی زیادہ بلکہ افزون از بیان ہیں پس اُن خاصانِ خدا و
محبوبانِ کبریا کے ساتھ ہمیشہ کفار واشقیا ومنافقین واولاد زنا عداوت اور عناد رکھتے رہے ہیں اور دایمال
بزرگواروں اللہ کے پیاروں کو ملاعنہ فجار وفراعنہ کفار ایذائیں پہنچاتے رہے ہیں۔ جناب سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین کو ہمیشہ کفار بداطوار ستاتے رہے رنج اور ایذائیں پہنچاتے رہے اکثر اوقات ابولہب
ناری جناب محبوب باری کے پیچھے پیچھے پتھروں سے جھولی بھرے رہتا تھا۔ جب قابو پاتا تھا اُس نورِ خدا کے
بدنِ اطہر پر پتھر مارتا تھا۔ اور اُسکی جورو حمالۃ الحطب یعنی ام جمیل ابوسفیان کی بہن معاویہ کی پھپھی اُس ہادی
برحق کے راہ میں اکثر اوقات کانٹے لاکر ڈالدیتی تھی تاکہ حضرت ایذا پائیں پاؤں اُس سردارِ دین کے زخمی
ہو جائیں اور جب علیا جناب ام المومنین خدیجہ خاتون وحضرت ابوطالب علیہما السلام حامیانِ دینِ اسلام
وناصرانِ جناب خیر الانام صلے اللہ علیہ وآلہ الکرام نے وفات پائی تب مشرکینِ قریش کو حضرت پر اور بھی
زیادہ تر ظلم اور سختی اور تشدد کرنے کی جرأت ہاتھ آئی اور اُن اصحاب نار کے سینوں کے جھمروں میں

اُن کے کفر شرک نے بغض اور عداوت کی آگ زیادہ تر بھڑکائی یہانتک کہ فراعنہ قریش نے دار الندوہ میں جمع ہوکر حضرت کے قتل کرنیکا ارادہ مصمم کرلیا اور بمشورۂ ابلیس رجیم یہ رائے قرار پائی کہ ہر ہر قبیلہ میں سے ایک ایک آدمی کو ہمراہ لیا جائے اور ہر قبیلہ کا ایک آدمی آنحضرت پر وار کرے تاکہ بنی ہاشم حضرت کے قتل کی دیت نہ لے سکیں اُدھر کفار و مشرکین نے یہ مشورہ کیا اِدھر جبرئیل امین نے بحکم رب العالمین حضرت سید المرسلین کو اس کی اطلاع دی اور خدا تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قولہ تعالیٰ۔ واذ یمکرون الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اور خدا تعالے نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ اب تم رات کو اس شہر سے باہر چلے جاؤ اور علیؑ ابن ابیطالب کو اپنی جگہہ سلاؤ۔ اس دن کفار مکہ بہت خوش ہو رہے تھے اور اُنہوں نے مصمم ارادہ کیا ہوا تھا کہ رات کو حضرت کے گھر پر چھاپا ماریں گے جب رات ہوگئی تو ستر مشرکین بارادہ قتل سید المرسلینؐ آئے اور اُنہوں نے چاہا کہ فوراً بلا اطلاع حضرت کے گھر میں داخل ہوں ابولہب نے (باوجودیکہ حضرت کا سخت دشمن تھا) کہا کہ اس گھر میں لڑکیاں اور عورتیں موجود ہیں اس طرح بلا اطلاع دفعۃً گھر میں داخل ہونے سے اُنکی پردہ دری اور ہتک ہوگی اور یہ امر کسی طرح جائز نہیں ہے رات کو اس گھر کا محاصرہ کئے رہو صبح کو سمجھکر اطلاع کرکے اندر داخل ہونا اور محمدؐ کو قتل کرڈالنا۔ ابولہب کی تقریر سنکر کوئی گھر میں داخل نہوا۔ حضرات مومنین خیال کرو کہ وہ لوگ جو جناب رسول اللہ کو قتل کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے سب کے سب کفار اور مشرکین تھے مگر اُنہوں نے باوجود اُس عداوت شدیدہ کے جو حضرت سے رکھتے تھے اس امر کا لحاظ کیا کہ دفعۃً بے اطلاع کئے گھر میں داخل ہونا عورتوں کی پردہ دری کا سبب ہوگا۔ اس امر کو اُنہوں نے باوجود اپنے کفر شدید اور عناد مزید کے جایز نہ سمجھا اور اسوقت دفعۃً حضرت کے گھر میں داخل نہوئے۔ خدا لعنت کرے اُن ظالموں ستمگروں بے حیاؤں پر جو ظاہر میں اپنے گمان فاسد و زعم کاسد میں اپنے آپ کو مسلمان اور محمدؐ رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے والے سمجھتے تھے اُن اشقیا نے جناب محمد مصطفےٰ کے نواسہ کو قتل کرنے کے بعد خیام عصمت و طہارت میں درانہ بلاخوف و خطر داخل ہوکر رسول زادیوں کے پردہ کا کچھ لحاظ نہ کیا اور خدا اور رسولؐ سے نہ ڈرے بنی کی نواسیوں کو لوٹا اور اسیر کیا۔ آہ آہ وہ ملاعنہ و روسیاہ کس طرح کے مسلمان تھے خدائے قہار اُن کے عذاب کو زیادہ کرے ہزار لعنت ہے اُن کے دین اور ایمان اور اسلام پر۔ الغرض مشرکین قریش تمام شب حضرت کے گھر کا محاصرہ کئے رہے اور اس امر پر آمادہ تھے کہ بوقت صبح حضرت کو شہید کریں گے اِدھر جناب سید المرسلینؐ نے اپنے برادر بجان برابر سید الوصیینؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم اپنی جان مجھپر فدا اور قربان کرسکتے ہو امیر المومنینؑ نے عرض کیا کہ بابی انت وامی یا رسول اللہ میں بڑی خوشی سے حضور پر

اپنی جان قربان کرنے کے لئے حاضر اور مستعد ہوں بلکہ اگر آپ اپنی سلامتی کے واسطے میری جان کے قربان
ہونے کو پسند فرمائیں تو یہ حضور کی جانب سے مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم نے فرمایا کہ یا علیؑ میرے بچھونے پر میری چادر اوپر لیکر سو رہو امیر المومنینؑ نے عرض کیا بسر وچشم پھر
آنحضرت نے امیر المومنینؑ کو سینہ سے لگایا اور دونوں بزرگوار ملکر روئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی صبر کرو حق تعالے اپنے بندوں کا امتحان اُن کے مرتبہ اور منزلت کے موافق
لیتا ہے اسی واسطے سب سے زیادہ انبیاء و مرسلین کی مصیبت ہوتی ہے بعد اُن کے پھر جس شخص کا مرتبہ
جسقدر کہ عند اللہ زیادہ ہوتا ہے اُسی قدر اُسکی مصیبت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اے بھائی حق تعالے نے
میرا اور تمہارا امتحان لیا ہے جیسا کہ اپنے خلیل ابراہیم اور اپنے ذبیح اسماعیل کا امتحان لیا تھا۔ ای میرے
بھائی اور اے نور چشم تو بھی صبر کر یہ فرما کر جناب رسول اللہ جبرئیل امین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے
سورہ یسین کی تلاوت کرتے ہوئے باہر نکلے جب آیہ وجعلنا من بین ایدیھم سدًا ومن خلفھم
سدًا فاغشیناھم فھم لا یبصرون کی تلاوت کی تو کفار پر دم کر دیا اور ایک مشتِ خاک اُنکی جانب
ڈالی وہ حضرت کو نہ دیکھ سکے۔ اور جناب امیر المومنین حضرت کے فرش پر آنحضرت کی سبز چادر اپنے اوپر لیکر
لیٹ گئے تب آیہ ومن یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ الخ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان
میں نازل ہوا۔ نقل السید رحمہ اللہ فی تفسیرہ روائح القرآن تحت ھذہ الآیہ من التفسیر الکبیر
لفخر الدین الرازی انہ لما نام علی فراشہ نزل جبرئیل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ و
جبرئیل ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابیطالب یباھی اللہ بک الملائکہ فنزلت الآیہ ومن
الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ جناب مفتی سید محمد عباس اعلی اللہ مقامہ وزاد فی جلالہ
اکرامہ نے اپنی تفسیر روائح القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں فخر الدین رازی امام اہل سنت کی تفسیر کبیر سے
نقل کیا ہے کہ جب جناب امیرؑ کل امیر حضرت بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ وآلہ اصحاب التوقیر کے بچھونے پر
اُس جان جہاں پر جان قربان فدا و قربان کرنے کے لئے سو رہے تب جبرئیل ومیکائیل بحکم خدا نازل ہوئے
جبرئیل اُن کے سرھانے اور میکائیل پائنتی بیٹھے اور جبرئیل امین اُس وقت کہتے تھے کہ مبارک ہو مبارک ہو
تجھکو اے علیؑ ابن ابیطالب تیری مانند کون ہو سکتا ہے کہ خود خدائے متعال جل جلالہ تیرے وجود باجود سے
ملائکہ پر مباہات کرتا ہے۔ اُسوقت آیہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ نازل ہوا
ثم قال وتمام القصہ فی ھذا الحدیث ما اوردہ المسمی عندھم بالامام حجۃ الاسلام
ابو حامد محمد بن محمد الغزالی فی کتابہ احیاء علوم الدین ان لیلۃ بات علی بن ابی طالب

صلواۃ اللہ علیہ علی فراش رسول اللہ اوحی اللہ الی جبرئیل ومیکائیل انی اخیت بینکما
عمر احد کما اطول من عمر الاخر فایکما یوثر صاحبہ بحیوتہ فاختار کلاھما الحیوۃ واحبّاھا
فاوحی اللہ تعالیٰ الیھما افلا کنتما مثل علی ابن ابیطالب اخیت بینہ وبین محمد فبات
علی فراشہ یفدیہ بنفسہ ویؤثرہ بالحیوۃ اھبطا الی الارض فاحفظاہ من عدوہ
فکان جبرئیل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ ینادی ویقول بخ بخ من مثلک یا ابن
ابیطالب یباھی اللہ بک الملایکۃ فانزل اللہ تعالیٰ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء
مرضات اللہ - انتہیٰ - پھر جناب مفتی صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ پورا اور مفصل اُس حدیث
میں منقول ہے جسکو اہلسنّت کے امام حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد غزالی نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین
میں وارد کیا ہے اور وہ اس طرح پر ہے کہ جس رات جناب علی بن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ جناب
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کے فراش پر بجائے رسول اللہ سوئے اُس شب کو جناب
حق سبحانہ تعالیٰ نے جبرئیل ومیکائیل سے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے
مگر تم میں سے ایک کی عمر کم کرتا ہوں اور دوسرے کی زیادہ پس کون تم میں سے اپنی عمر کی کمی کو نا ہی
اور اپنے بھائی کی عمر کی زیادتی اور درازی کو اختیار اور پسند کرتا ہے - جبرئیل اور میکائیل دونوں میں سے
کسی نے بھی ایک دوسرے کے لئے دربارہ عمر ایثار نہ کیا یعنی دونوں نے اپنی اپنی عمر کی درازی کو پسند
کیا اور اپنی اپنی زندگی کو اختیار کیا - پھر خدا تعالےٰ نے اُن سے فرمایا کہ آیا تم مثل علیؑ کے نہیں ہو سکتے دیکھو
میں نے اُسکو محمدؐ کا بھائی بنایا ہے وہ بڑی خوشی سے اپنا قتل ہوجانا گوارا کر کے محمدؐ کے فراش پر سویا ہے
اپنی زندگی پر اُس نے محمدؐ کی حیوۃ کو مقدم اور اولیٰ جانکر اختیار اور پسند کیا ہے - پس اب تم دونوں
جاؤ اور شر اعدا سے اُسکی حفاظت کرو - پس بحکم رب جلیل جبرئیل ومیکائیل نازل ہوئے - جبرئیل امین
جناب امیر المومنینؑ کے سرھانے آکر بیٹھے اور میکائیل پائنتی کی طرف بیٹھے اور وہ اُسوقت کہہ رہے تھے
کہ اے فرزند ابوطالب تمہارے مانند اور مثل اور تمہارا نظیر کون ہوسکتا ہے کہ جناب خالق عالم
تمہارے وجود ذی جود پر ملائکہ کے ساتھ فخر کرتا ہے اُسوقت خدا تعالےٰ نے جناب امیر المومنین
علی علیہ السلام کی شان میں آیہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ نازل فرمایا
وفی المواھب اللدنیہ - فلما کان اللیل اجتمعوا علی بابہ یرصدونہ حتی ینام فیثبوا فامر علیا
فنام مکانہ وتغطی ببرد اخضر فکان اوّل من شرے نفسہ وفی ذلک یقول -

ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر	وقیت بنفسی خیر من وطاء الثری

رسول اللہ خاف ان یمکروا بہ	فنجاہ ذوالطول الالٰہ من المکر۔ انتہی

اور مواہب اللدنیہ میں ہے کہ جب رات ہوگئی کفار و مشرکین بارادہ قتل سید المرسلین آنحضرت کے دروازہ پر جمع ہوئے اور اس امر کے منتظر تھے کہ جب آنحضرت اپنے فرش پر سو جائیں تب اُنپر حملہ کریں جناب رسول اللہ نے علی بن ابیطالب کو حکم دیا کہ تم میرے فراش پر بجائے میرے میری چادر اوڑھ کر لیٹ رہو چنانچہ علیؑ بن ابیطالب رسول اللہ کے فراش پر آنحضرت کی سبز چادر اوڑھکر سو رہے۔ پس علیؑ بن ابیطالب اوّل وہ شخص ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے راہ خدا میں اپنی جان کو بیچ ڈالا اور اسی بارہ میں خود جناب امیر المومنین علیؑ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنی جان قربان کر کے اُس برگزیدہ باری کی حفاظت کی جو کل زمین پر چلنے والوں اور بیت اللہ و حجر کا طواف کرنیوالوں سے افضل اور بہتر ہے کفار کے مکر سے جناب رسول اللہ خائف ہوئے خدا تعالیٰ حافظ حقیقی نے اُس جناب کو کفار کے مکر سے نجات دی پس واضح ہوا کہ علی علیہ السلام اوّل وہ شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں اپنی جان کو بیچا ہے اور غزالی و رازی و نیشاپوری و ثعلبیؒ وغیرہ علماء و مفسرین اہلسنت نے اس امر کا اقرار اور اعتراف کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے جبوقت کہ وہ جناب اپنی جان کو جناب رسالتمآبؐ پر فدا کر کے آنحضرت کے فراش پر سوئے تھے اور خدا تعالیٰ نے اسوقت جبرئیل امین و میکائیل جیسے ملائکہ مقربین پر امیر المومنین علی علیہ السلام کو تفضیل اور ترجیح دی ہے۔ اور ملائکہ کی عصمت میں کسی کو اہل اسلام میں سے کلام نہیں ہے ملائکہ کا معصوم ہونا سب مانتے ہیں پس جو بزرگوار ملائکہ مقربین و معصومین سے افضل ہو اُسکا معصوم ہونا بھی لازم اور واجب ہوگا کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ غیر معصوم معصوم سے افضل ہو سکے پس ظاہر اور مدلل ہوگیا کہ ہمارے آقا جناب امیر المومنین علی علیہ السلام جو کہ ملائکہ مقربین معصومین سے افضل ہیں وہ جناب بالا ولے معصوم ہیں جب وہ معصوم ہیں اور دیگر صحابہ کلہم غیر معصوم ہیں تو ظاہر ہے کہ غیر معصوم اُس معصوم سے افضل نہیں ہو سکتا جو ملائکہ معصومین سے بھی افضل ہو۔ جب وہ کل صحابہ سے افضل ہیں تو وہی امام اور خلیفہ بلا فصل جناب خیر الانام کے ہیں۔

نبذۃ من مصایب سیدۃ النساء

کتاب المنتخب جلد اول ص ۱۰۶ میں ہے کہ ایک بزرگوار مومن دیندار نے جناب سید الشہداء علیہ السلام

ثعلبی والی روایت کو حقیر نے مجلد دوم اربعین فی فضایل مولانا امیر المومنین میں درج کیا ہے دیکھو حدیث قدسی نمبر ۱۶۔ از باب دوم

کی شہادت کے بعد جناب سیدۃ النساء علیہا السلام کو بمیدانِ کربلا خواب میں دیکھا کہ بہت سی حورانِ جنت اُس علیا جناب بنتِ رسالت پناہ کے ہمراہ ہیں اور امام مظلوم کے ماتم میں نوحہ وبکا کرتی ہیں اور جناب رسالت مآب بھی وہاں تشریف فرما اور مشغول بکا ہیں۔ جناب سیدہ عرض کرتی ہیں کہ اے بابا دیکھا آپ نے اپنی امّت کے منافقین واشرار کو کہ اُنہوں نے میرے فرزند مظلوم پر کیا کیا ظلم کئے اور کس کس طرح کی سنگدلی اور شقاوت اور بے رحمی سے پیش آئے ہیں ہے ہے میرے فرزند کو ظالموں نے ذبح کرنے کے وقت بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور اُسکو تلواروں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اے بابا جو ظلم اور جور آپ کے نور العین حسینؑ پر اس امّت کے منافقین نے کئے ہیں ایسے ظلم انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کے فرزند پر نہیں ہوئے اے بابا گویا ہمکو خدا تعالیٰ نے بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے کے لئے ہی پیدا کیا تھا۔ اے بابا میرے شوہر علیؑ بن ابیطالب کو ظالموں نے قتل کیا اور میرا گھر جلانے کے لئے ظالم میرے دروازہ پر لکڑیاں اور آگ لیکر آموجود ہوئے اور مجھکو میرے گھر کے جلا دینے کی دھمکی دی اور میرے دروازہ کو میرے شکم پر گرا دیا اور میرے فرزند محسن کو میرے شکم میں شہید کیا اے بابا ان ظالموں نے اسکا کچھ لحاظ اور خیال نہ کیا کہ میں آپکی لختِ جگر ہوں ہمارے بارہ میں آپ کے حق کی رعایت نہ کی آپ کی وصیتوں کو بالکل فراموش کر دیا یہ خیال ہی نہ کیا کہ آپ نے میری نسبت فرمایا تھا کہ ایذا دیتی ہے مجھکو وہ چیز جو ایذا دے فاطمہؑ کو اے بابا آیا آپ کو معلوم ہے کہ ظالموں نے میری پسلیاں توڑ ڈالیں یہانتک کہ میں نے آپ کے ماتم میں روتے روتے اسی صدمہ سے وفات پائی اور مجھکو محسن کی شہادت کا اُسوقت صدمہ دیا گیا جسوقت میں خود مجروح ہوگئی تھی اور میں محسنؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کی مفارقت میں نوحہ وبکا کرتی تھی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون اے بابا ان سب مصائب سے بڑھکر مجھپر یہ مصیبت واقع ہوئی اور یہ صدمہ مجھکو پہنچایا گیا کہ لوگوں کو میرا رونا بھی ناگوار گزرا مجھکو شہر والوں نے آپ کے ماتم میں رونے سے بھی منع کیا اور روک دیا اور کہا کہ تمہارے رونے کی کثرت اور شدّت سے ہمکو ایذا ہوتی ہے جب یہانتک نوبت پہنچ گئی کہ لوگ میرے رونے سے تنگ آگئے تب میں بحالتِ مجبوری شہر سے باہر قبور شہداؑ[1] پر رونے کے لئے چلی جاتی تھی اور وہاں بیٹھکر دن بھر رویا کرتی تھی یہانتک کہ میں نے وفات پائی اور آپ سے ملحق ہوئی۔ اپنی لختِ جگر جناب فاطمہ اطہرؑ سے یہ تقریر جگر سوز سنکر جناب حبیب داور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر کو بلند کیا اور فرمایا ہائے مصیبت

[1] فی کتاب المنتخب ص ۲۳ جلد اوّل۔ روی عن ابی عبداللہ قال سمعت ابی یقول ان فاطمہ علیہا السلام کانت تاتی قبور الشہداء فتبکی ثم تاتی البقیع بین الیوم والیومین وکانت اذا وجھتھا الشمس تفیأت بظل اراکۃ ھناک فبلغ الرجلین لک فبعثا فقطعا الاراکۃ فلاجرم لقد کان قطع الاراکۃ سببا لاعمال سیوفنا کثر فصول اناکف فی نسلھا وشیعھما وولدھا وذراریھما - زائر

تیری اے فاطمہ ہائے اے بیٹی ہائے اے میوہ دل ہائے آہ آہ حمزہ و علی و عباس و ابوطالب و حسن و حسین ہائے میرا فرزند حسین مظلوم غاضریات میں قتل کیا گیا آہ آہ شیرانِ میدانِ وغا اسوقت حاضر نہ تھے آہ آہ اُسوقت کوئی متنفس ہماری مصیبت کو دفع کرنیوالا موجود نہ تھا۔ ہے ہے کیسے کیسے خون زمین کربلا پر گرائے گئے۔ ہے ہے کیسے کیسے عظیم الشان پردے والیوں کی پردہ دری کی گئی۔ ہے ہے کیسی کیسی ریشہای مقدس خون سے رنگین کی گئیں۔ ہے ہے کیسی کیسی باعصمت وعفت خواتین باعظمت لوٹ لیں اور اسیر ہوئیں۔ ہے ہے میری لختِ جگر فاطمہ اطہر کو ظالموں نے کس کس طرح ستایا اور میری عترت پر کیا کیا ظلم کئے۔ ہے ہے میری ذریت کے بڑے اور چھوٹے سب قتل کر ڈالے یہانتک کہ دودھ پیتے ہوئے بچے بھی ذبح کردئے اور میری نواسیوں کو لوٹا اور قید کیا۔ بربادی اور ہلاکی ہو اُن اشقیا و اولادِ زنا کیواسطے اُن ستمگاروں کو میں بروزِ قیامت کیونکر دیکھ سکوں گا جنکی تلواروں سے میری ذریت کا خون ٹپکتا ہوگا پھر فرمایا جناب رسول اللہؐ نے کہ بروزِ قیامت خداتعالیٰ کی طرف سے منادی ندا کریگا کہ اے اہل موقف آنکھیں بند کرلو تاکہ فاطمہ بنتِ احمد مختار یہاں سے گزرے پھر فاطمہ محشر میں بایں صورت آئیں گی کہ لباس اُنکا حسین مظلوم کے خون سے رنگین ہوگا۔ اور کرتہ امام مسموم کا زہر آلود اُن کے پاس ہوگا۔ فاطمہ پکارینگی کہ کہاں ہے میرا فرزند مسموم اور میرا فرزند مذبوح پھر فرمائیں گی اے امتِ محمدی تم میرے جوانوں اور بوڑھوں اور بچوں اور بیٹوں اور بیٹیوں سے کیونکر پیش آئے۔ اور اُنپر تمنے کیا کیا ظلم اور جور کئے پھر فاطمہ بدرگاہ خدائے قہار عرض کرینگی اے عادل اے حکیم حکم کر مجھ میں اور میری اولاد کے قاتلوں میں۔ اُسوقت ندا آئیگی کہ اے فاطمہ فردوسِ اعلیٰ میں داخل ہو فاطمہ کہیں گی کہ میں ابھی فردوس میں نہ جاؤنگی جب تک معلوم نہ کرلوں کہ میرے فرزند حسین مظلوم پر کیا گزری ندا آئیگی کہ عرصہ محشر میں دیکھو فاطمہ ادھر اُدھر دیکھیں گی تو معلوم ہوگا کہ جناب مظلومِ کربلا مذبوح قفا بے سر کھڑے ہوئے ہیں فاطمہ اُن کو اس حال میں دیکھکر ایک چیخ ماریں گی ساتھ ہی اُن کے تمام ملائکہ چیخیں مار مار کر روئیں گے بلکہ اُسوقت کوئی متنفس عرصہ محشر میں ایسا باقی نہ رہیگا جو فاطمہ زہرا کے رونے پر باواز بلند گریہ و بکا نہ کرے گا۔ پھر جناب باری تعالےٰ جناب امام حسین علیہ السلام کو اعلےٰ درجہ کا حُسن اور جمال اور خوبصورتی عطا فرمائیگا اور وہ حضرت اپنے دشمنوں اور قاتلوں کو اپنے دستِ مبارک سے قتل کرینگے۔ اسی طرح پھر جناب امیرالمومنین پھر جناب امام حسن پھر اولادِ حسین باری جناب سید الشہدا کے دشمنوں اور قاتلوں کو قتل کرینگے۔ پھر خدائے قہار اس نار کو حکم دیگا جو ہزار برس پہلے مشتعل کی گئی ہوگی اور اسکا نام ہبہب ہے وہ آگ بمجرد حکم لپکے گی اور تمام اُن ظالمون اور دشمنوں کو دفعۃً نگل جائے گی ؂

نبذۃ من مصایب سیّد الاوصیاؑ

کتاب المنتخب جلد دوم صہ ۱۰ میں ہے کہ جب جناب سیدہ نساء عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے وفات پائی تو جناب سید الوصیین صلواۃ اللہ علیہ کو ایسا صدمہ ہوا کہ اُس جنابؑ نے بسبب شدتِ حزن وملال اپنے احباب خالصین ومحبین واصحاب مومنین وموافقین سے بھی ملنا جلنا ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کی یہانتک کے اصحابِ ایمان وارباب ایقان جو مولائے دوجہان کو ہی اپنا امام اور خلیفہ برحق وبلافصل بعد سید الانام کے جانتے تھے اُنپر یہ امر شاق گزرا پس موالیانِ امیر المومنینؑ وشیعانِ صادقین ایک جگہہ پر جمع ہوئے اور آپسمیں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ جناب امیر المومنین ہمارے امام اور ولی اور امیر ہیں اور اب انہوں نے شدتِ اندوہ سے عزلت اختیار کی ہے اور ہم اُن کے ارشادات واحادیث واخبار وفواید علمیہ سے جو ہمکو ہمیشہ اُس جناب سے حاصل ہوتے رہتے تھے محروم ہو گئے ہیں پس مناسب یہ ہے کہ اُس جناب کی خدمت میں استدعا کیجائے کہ وہ ہمکو اپنے ارشادات سے محروم نہ رکھیں اور ہم لوگوں سے ملاقات کو ترک نہ کریں۔ یہ مشورہ کر کے سبنے باتفاق رائے حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ کو وکیل بنا کر امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ حضرت سے اس بارہ میں گفتگو کریں۔ عمار کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ مولائے دوجہان گھر میں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں اور سامنے حسنینؑ بیٹھے ہوئے روتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے مولا اگر حکم ہو تو کچھ عرض کروں فرمایا جو تیرا جی چاہے کہہ۔ عمار کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے آقا آپ ہمکو تو صبر کرنے کا حکم دیتے ہیں پھر کیا سبب کہ آپ جزع اور فزع کرتے ہیں فرمایا اے عمار جسکے لئے میں جزع اور فزع کرتا ہوں اُسکے لئے جزع ضروری ہے اسلئے کہ فاطمہؑ رسول اللہ کی نشانی اور اُنکا عوض تھی۔ بعد رسول اللہ کے فاطمہؑ کو دیکھکر ہماری تسلی ہوتی تھی۔ جب وہ کلام کرتی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جناب رسول اللہ بول رہے ہیں۔ اور جب وہ چلتی پھرتی تھی تو اوصاف رسول اللہ کے چلنے پھرنے کی صورت آنکھوں میں پھر جاتی تھی۔ عمار کہتے ہیں یہ کلام امام علیہ السلام سے سنکر میں رو دیا۔ امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمار میں نے جناب احمدِ مختار سے سنا ہے حضرت فرماتے تھے کہ جب یحییٰ بن زکریا قتل کئے گئے تو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے خاموشی اختیار کر کے لوگوں سے کنارہ کشی کی آخر کار ایک شخص حوارین میں سے اُن کے پاس پہنچا۔ اُس نے کہا کہ یا روح اللہ آپ اپنی عادت مبارکہ کو ہمسے قطع نہ کریں آپ ہمکو اپنی عادت کے موافق وعظ اور نصیحت کرتے رہیں شاید کہ خدائے تعالیٰ ہمپر رحم کرے اور آپ کی احادیث اور آپ کے مواعظ دنیا کے غافلوں کے لئے بیداری اور تنبیہ کا باعث ہوں

اور لوگوں کو ظلمتِ جہل سے نورِ علم کی طرف نکالیں۔ بعض کلمات ایسے ہوتے ہیں کہ سُننے والے کو بعد مرنے کے زندہ اور بعد گر جانے کے بلند اور بعد فقر کے مستغنی کر دیتے ہیں اور بعد شکستہ ہونیکے جوڑ دیتے ہیں اور بعد غفلت کے جگا دیتے ہیں اور دل میں زندگانی کے چشموں کو جاری کر دیتے ہیں پھر اُن انہار حکمیہ کے پانی سے اشجار رحمت و رافت نشو و نما پاتے ہیں اگر تقدیر الہیٰ تائید کرے اور توفیق دے۔ یہ سُنکر عیسیٰؑ بن مریم علیہما السلام نے فرمایا کہ جب تیرے جیسا عالم آدمی گفتگو اور کلام کا طالب ہو تو مضایقہ نہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اے عمار یہ مفقودہ ماضیہ یعنی بنتِ رسول جو کہ ہماری آنکھوں سے غایب ہو گئی ہے۔ انکی مصیبت نے مجھکو سخت صدمہ دیا ہے۔ یہ کہکر روتے ہوئے اُٹھے اور گروہ شیعان صادقین و جماعتِ مومنین میں پہنچے فرمایا اے مومنین چھوڑ دو مجھکو اس معاملہ میں کچھ نہ کہو آیا تمکو معلوم نہیں کہ جب ام المومنین خدیجہ خاتون کا انتقال ہوا تو جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین نے اُن کے ماتم میں بہت جزع فزع کی اُسوقت میں نے از راہ دل سوزی و ہمدردی حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہمارے قبلہ و کعبہ اور پیشوا اور رہبر اور ہادی اور مقتدا ہیں آپ ہمکو ہدایت کرنیوالے آپ ہمارے حالات کی اصلاح کرنیوالے ہیں اور آپ کے گرداگرد یہ لوگ قریش سخت دشمن اور حاسد موجود ہیں انکی آنکھیں آپ کی جانب نگراں ہیں اور اِن کے کان آپ کی طرف لگے ہوئے ہیں اور آپ ایسے ہیں کہ جو کچھ آپ ارشاد فرمائیں وہی کیا جاتا ہے اور جو کچھ آپ حکم دیں اسی پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا ای ابو الحسن تمنے میرے جزع فزع کو ساکن اور آنسوؤں کو سرد کر دیا۔ لیکن اُس روز کے بعد بھی اکثر اوقات خلوت کو پسند فرماتے تھے اور تنہائی میں اکیلے بیٹھے رہتے تھے اسی اثنا میں ایک دن مکہ معظمہ سے باہر تشریف فرما تھے اور میں خدمت میں حاضر تھا کہ ناگاہ سُنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ وکل ذی سفرۃ یوب + وغایب الموت لا یوب۔ یعنی ہر آدمی مسافر سفر سے واپس آسکتا ہے مگر جو مر گیا وہ واپس نہیں آسکتا یہ سنکر فرمایا یا علیؑ سُنا تمنے اس مضمون کو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں میں نے سُنا۔ پھر کئی دفعہ مجھ سے پڑھوا کر سُنا اے عمار جناب رسول خدا کی یہ حالت تھی کہ جب فاطمہؑ اپنی ماں خدیجہ کا ذکر کرتی تھیں تو فوراً رسول اللہ ساتھ اُن کے ذکر میں مشغول ہوتے تھے۔ جب فاطمہ زہرا اپنی ماں کو یاد کر کے رونے لگتی تھیں تو جناب رسول اللہ کے آنسو فاطمہؑ سے پہلے جاری ہو جاتے تھے جب خدیجہ کا ذکر آتا تھا بہت تعریف اور مدح فرماتے تھے اور اُن کے فراق پر افسوس کرتے تھے۔ جب جناب رسول اللہؐ کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرت یہانتک روئے کہ آنسو ریش مبارک پر جاری ہوئے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ لوگوں کو رونے سے منع فرماتے ہیں مگر آپ خود روتے ہیں۔ فرمایا یہ بکا مذموم نہیں کیونکہ یہ بکا

رحمت ہے جو رحم نہیں کرتا وہ رحم نہیں کیا جاتا۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے صحابہ مومنین ارباب ایمان و یقین تم مجھکو فاطمہ زہرا سیدہ نساء عالمین بنت سید المرسلین کی مفارقت پر رونے کے بارہ میں ملامت کرتے ہو دیکھو جناب حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ کبریٰ کی وفات اور فراق پر روئے ہیں باوجودیکہ خدیجہ کسی پیغمبر کی بیٹی نہ تھی اور فاطمہ زہرا سیدۃ النساء ہے اور بیٹی اشرف انبیاء کی ہے اور ماں سید الشہداء کی ہے۔ منقول ہے کہ جناب امیر المومنین سیدہ نساء عالمین کے مرثیہ میں یہ شعر پڑھتے تھے

نفسی علی زفراتہا محبوسۃ	یالیتہا خرجت مع الزفرات

ہائے میری جان آہوں اور نالوں کے ساتھ میرے جسم میں قید ہے اے کاش میری جان میری آہ کے ہمراہ دفعتہً میرے جسم سے نکل جائے

لاخیر بعدک فی الحیوۃ وانما	ابکی مخافۃ ان تطول حیاتی

اے فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ تمہاری وفات کے بعد میرے زندہ رہنے میں کچھ لطف اور نیکی نہیں ہے میں تو زیادہ تر اس خوف کی وجہ سے روتا ہوں کہ ایسا نہو کہ میری عمر دراز اور زیادہ ہو جائے۔

نبذہ من مصائب سیدنا المسموم المجتبیٰ علیہ السلام

بحار الانوار مجلد عاشر میں ابن بابویہ کی امالی سے منقول کیا ہے جناب امیر المومنین روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں اور فاطمہ اور حسن اور حسین جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت ہماری طرف دیکھکر رونے لگے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے فرمایا میں اس ظلم اور جور کو یاد کر کے روتا ہوں جو تم پر منافقین و اشرار امت کرینگے میں نے عرض کیا وہ کیا کیا ظلم ہونگے فرمایا میں روتا ہوں اس ضربت کو یاد کرکے جو تمہارے سر پر لگائیں گے۔ اور میں روتا ہوں اس طمانچے کو یاد کرکے جو فاطمہ کے رخسار پر ماریں گے اور میں روتا ہوں اس نیزہ کے وار پر جو حسن کی ران پر لگائیں گے اور اس زہر کو یاد کر کے روتا ہوں جو حسن کو پلائیں گے اور حسین کے قتل ہونے پر روتا ہوں یہ سُنکر ہم سب اہلبیت روئے پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمکو ہمارے پروردگار نے بلا ہی کیلئے خلق کیا ہے حضرت نے فرمایا بشارت ہو تمکو یا علی کیونکہ جناب حق تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ نہ دوست رکھے گا تمکو مگر مومن اور نہ دشمن رکھیگا تمکو مگر منافق۔ وفی کتاب المناقب لابن شہر آشوب۔ کتاب الانوار انہ قال علیہ السلام سقیت السم مرتین وھذہ الثالثۃ وقیل انہ سُقی برادۃ الذھب۔ ابن شہر اشوب رضی اللہ نے کتاب المناقب میں کتاب الانوار سے نقل کیا ہے کہ جناب

امام حسنؑ نے فرمایا کہ مجھے دو مرتبہ زہر دیا گیا اور اب یہ تیسری دفعہ ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اُس جناب براده زہر پلایا گیا۔ روضۃ الواعظین فی حدیث بن اسحاق ان الحسن علیہ السلام قال لقد سقیت السم مرارًا ما سقیت مثل هذه المرة لقد تقطعت قطعة قطعة من کبدی فجعلت اُقلبها بعود معی۔ کتاب روضۃ الواعظین میں بحدیث عمیر بن اسحاق منقول ہے کہ فرمایا جناب امام حسن علیہ السلام نے کہ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا ہے لیکن جو زہر اس دفعہ پلایا گیا ہے ایسا سمِ قاتل پہلے اس سے کبھی نہیں پلایا گیا اس زہر سے میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلا ہے اور میں نے اُن ٹکڑوں کو لکڑی سے جو میرے پاس موجود تھی الٹ پلٹ کرکے دیکھا ہے وفی روایۃ عبد اللہ المخارقی انہ قال یا اخی انی مفارقک ولاحقٌ بربی قد سقیت السم و رمیت بکبدی فی الطشت وانی لعارف بمن سقانی ومن این وھیت وانا اخاصمه الی اللہ عزوجل فقال لہ الحسین علیہ السلام ومن سقاکہ قال ما یرید بہ انریدان تقتله ان یکن ھو ھو فاللہ اشد نقمۃً منک وان لم یکن ھو فما احب ان یؤخذ بی بری۔ اور عبد اللہ مخارقی والی روایت میں ہے کہ امام مسموم نے امام مظلوم سے فرمایا کہ اے بھائی اب میں عنقریب تم سے جدا ہوتا ہوں اور جلد اپنے پروردگار سے ملحق ہونیوالا ہوں اور تحقیق مجھکو زہر پلایا گیا ہے اور میرے جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کرتے کے ہمراہ نکلے ہیں۔ جو طشت میں موجود ہیں اور جس نے زہر دیا ہے میں اُسکو جانتا ہوں اور نیز جانتا ہوں میں کہ کہاں سے یہ مصیبت پیدا ہوئی ہے اور میں اُس ظالم سے خدا کے سامنے مخاصمہ کروں گا جس نے مجھے زہر دلوایا ہے یہ سُنکر جناب امام حسینؑ علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کو کس نے زہر پلایا ہے فرمایا تمہارا اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنے کا ارادہ ہے کیا تم یہ ارادہ کرتے ہو کہ اُسکو قتل کرو میں اگر وہی شخص ہے جسکو میں جانتا ہوں تو خدائے قہار تم سے زیادہ اور شدید تر انتقام لینے والا ہے اگر وہ شخص نہیں ہے تو میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے کوئی شخص بے قصور مارا جائے۔ وفی خبر فبحقی علیک ان تکلمت فی ذلک بشیء وانتظر ما یحدث اللہ فی۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا اے بھائی تمکو میرے حق کی قسم ہے اس باب میں تم کچھ گفتگو نہ کرنا اور انتظار کرنا کہ خدا تعالیٰ میرے بارہ میں کیا امر پیدا کرتا ہے وفی خبرٍ وباللہ اقسم علیک ان تهرلق فی امری محجمۃ دمٍ۔ اور ایک حدیث میں یہ ہے کہ فرمایا امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے کہ میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے بارہ میں اتنا بھی خون نہ بہانا جتنا کہ پچھنے لگنے سے نکلتا ہے۔ ابن حماد۔

سعی فی قتلہ الرجس بن ھند	لیشتفی منہ احقادًا و رغمًا
واطمع فیہ جعدہ ام عبس	ولم یوفی بھا فسقتہ سمًا

لمن ذا من بنی الزهراء ابکی للمسموم بالاحقاد ابکی	ولہ	بدمع هامرٍ ودم غزیر ام المقتول ذی النحر النحیر	

ربیع الابرار عن الزمخشری والعقد عن ابن عبد ربہ انہ لما بلغ معویہ موت الحسن بن علی علیهما السلام سجد وسجد من حولہ وکبر وکبروا معہ فدخل علیہ ابن عباس فقال یابن عباس امات ابو محمد قال نعم رحمہ اللہ۔ وبلغنی تکبیرک وسجودک اما واللہ مایسد جسمانہ حفرتک ولا یزید انقضاء اجلہ فی عمرک۔ زمخشری نے ربیع الابرار میں ابن عبدربہ نے کتاب العقد میں لکھا ہے کہ جب معاویہ کو جناب امام حسن علیہ السلام کے انتقال کی خبر پہنچی تو اُس نے سجدۂ شکر کا کیا اور جو لوگ اُسکے پاس موجود تھے سب نے سجدے شکر کے کئے اور خود اُس نے اور جو لوگ اُس کے مصاحب تھے سب نے تکبیریں کہیں پھر ابن عباس جبکہ معاویہ کے پاس گئے تب معاویہ نے اُن سے کہا کہ اے ابن عباس کیا ابو محمد نے انتقال کیا ابن عباس نے کہا کہ ہاں خدا تعالیٰ اُنپر رحمت نازل فرمائے اور اے معاویہ مجھے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ تو نے اُنکی وفات پر خوش ہوکر شکر کا سجدہ کیا اور تکبیر کہی اے معاویہ قسم خدا کی تیری قبر اُن کے جسم سے نہ بھرے گی اور اُنکی زندگی کے زمانہ کا انقضا تیری عمر میں زیادتی پیدا نہ کردیگا۔ (یعنی تو بھی آخر ایک دن ضرور مریگا اپنی موت کو کیوں بھولتا ہے)۔ الغرض جب جناب سید مسموم نے شہادت پائی اور جناب امام مظلوم اپنے بھائی مسموم کا جنازہ تجدید عہد کے لئے حسب وصیت برادر اُن کے جد امجد کے روضۂ منورہ پر لے گئے تو مروان وغیرہ دشمنانِ خدا و اعدائے رسول وقاتلانِ آلِ رسول نے خیال کیا کہ امام حسن علیہ السلام کو جناب رسول اللہ کے روضہ میں دفن کرنا چاہتے ہیں اس لئے اُن لوگوں نے حملہ کیا اور مانع ہوئے اور سبطِ رسول وفلذۂ کبد بتول کے جنازہ پر تیر مارے چنانچہ کتاب المناقب میں ہے۔ ورموا بالنبال جنازتہ حتی سل منها سبعون نبلاً وقال ابن عباس فاقبلت عایشہ فی اربعین راکبا علی بغلٍ رحلٍ وهی تقول مالی ولکم تریدون ان تدخلوا بیتی من لا اهوی ولا احب فقال ابن عباس بعد کلام۔ تجملت تبغلت ولو عشت تفیلت الصفرا البصری۔ ویوم الحسن الهادی علی بغلک اسرعت ومانعت وخاصمت وقاتلت۔ وفی بیت رسول اللہ بالظلم تحکمت هل الزوجۃ اولی بالمواریث من البنت۔ لک التسع من الثمن فبالکل تحکمت تجملت تبغلت ولو عشت تفیلت۔

لہ اکثر اہلسنت کہتے ہیں کہ جب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے صلح کر لی تو خلافت بنوی معاویہ کو حاصل ہوگئی کیں گیاں

نبذۃ من مصائب مولانا المظلوم سیّد الشہدا

کتاب المنتخب جلد دوم ص ۸۶ میں منقول ہے کہ جب جناب سیّد الشہدا نے کربلا کو جاتے ہوئے منزل سوق پر قیام فرمایا تب ایک طرف کو تمام ہمراہیوں سے علیحدہ ہوکر بیٹھ گئے اس اثنا میں ایک شخص کوفہ کی طرف سے آیا حضرت نے اُس سے کوفہ کا حال دریافت فرمایا اُس نے عرض کیا کہ اے آقا میں ابھی کوفہ سے نکلا نہ تھا کہ مسلم بن عقیل وہانی بن عروہ شہید ہوچکے تھے اور اُن کے سر یزید بن معاویہ کی جانب روانہ کردیئے گئے تھے یہ مضمون مصیبت مشحون سنکر حضرت کو سخت صدمہ ہوا فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر حضرت بحالت اندوہ وہاں سے اٹھکر خیمۂ اہلِ حرم میں داخل ہوئے اور حضرت مسلمؑ کی صاحبزادی کو جو اِس سفر میں حضرت کے ہمراہ تھی اپنے پاس بُلایا اور اُسکو پیار کیا اور اُسکے سر پر براہ شفقت و مہربانی ایسی طرح دستِ مبارک پھیرا جسطرح یتیموں کو پیار کرتے ہیں لڑکی نے بفراست سمجھا کہ یہ پیار خالی از سبب نہیں ہے عرض کی کہ چچا جان آج معمول سے زیادہ تر آپ نے مجھکو پیار کیا ہے میں خیال کرتی ہوں کہ شاید میرے بابا شہید ہوئے۔ جب سید مظلوم نے لڑکی سے یہ کلمہ سُنا ضبط نہ کرسکے بے اختیار باواز بلند رونے لگے پھر فرمایا اے بیٹی میں تیرا باپ ہوں مجھکو تو اپنا باپ سمجھ اور یہ بیٹیاں میری سب تیری بہنیں ہیں۔ لڑکی نے باواز بلند چیخیں مار مار کر رونا شروع کیا فرزندانِ مسلم بھی اِس واقعۂ جانکاہ سے آگاہ ہوئے سب رونے لگے خیامِ اہلبیتِ کرام میں مسلم علیہ السلام کے ماتم میں کہرام برپا ہوگیا۔ جناب سیدالشہدا نے کوفیانِ پر دغا کے حالات پر نظر فرماکر اور یہ سوچکر کہ کوفی لایوفی وہی ملاعنہ ہیں جنہوں نے جناب امیرالمومنین کے قتل پر خوارج کو مدد دی۔ اور جناب امام حسنؑ مجتبیٰ کی ران پر خنجر مارا اور اُنکی بارگاہ کو لوٹ لیا اِن تمام واقعات

حاشیہ ص ۵۵ ۔ فاسد اور زعم کاسد انکا سراسر غلط ہے اسلئے کہ خلافت رسولؐ مختار بعد حیدرؑ کرار کے جناب امام حسن علیہ السلام ہی کا حق تھا۔ اسواسطے کہ اُن کے جدامجد جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی اور کتب فریقین میں بسند صحیح آیا ہی الحسن والحسین اماماں قاعدان اوقایمان ۔ یعنی حسنؑ اور حسینؑ چاہے بظاہر خلافت کو پائیں اور چاہے نہ پائیں بہرکیف وہ اپنے اپنے وقت میں امام خلق و خلیفہ برحق ہیں اور نیز یہ کہ معاویہ باغی وطاغی تھا وہ بمقابلہ فرزند رسول و جگر بند علیؑ و بتولؑ کیونکر خلافت نبوی کا مستحق ہوسکتا ہی حاشا ثم حاشا ہرگز نہیں اور خیال کرنا چاہیے کہ جس بزرگوار نے خدا کے حبیب کی حفاظت اپنی جان بیچ کر کی ہو اُسکے فرزند سے خلافت الاہیہ منتقل ہوکر خریداران لہو الحدیث کو کیونکر پہنچ سکتی ہے ۔ اور شجرۂ طیبہ کو چھوڑ کر نکد خبیث سے کیونکر تمسک کیا جاسکتا ہی ۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جو شخص اپنی جان کو راہ خدا میں فروخت کرے اسمیں اور اُس شخص میں جو اپنے دین کو دنیا کے عوض میں فروخت کرے بہت بڑا فرق ہے ۔ مؤلف ۔ اصل یہ ہے کہ معاویہ وغیرہ جو کہ اُسکے امثال و اضراب تھے وہ لوگ فی الحقیقت بدل مسلمان ہی نہ ہوئے تھے چونکہ ظاہری اسلام کے سبب سے انہوں نے سلطنت اور حکومت پائی اسلئے اُس حکومت اور سلطنت کو قایم رکھنے کے واسطے اظہار اسلام کا کرتے تھے ورنہ دل میں وہ لوگ ہرگز مسلمان نہ تھے اگر ذرا بھی بوئے اسلام و ایمان اُنکے مشام تک پہنچی ہوتی تو جو کچھ انہوں نے کیا ہرگز نہ کرتے ۔ ۱۲ ۔ زایر + + +

از روئے قرآن ۔

کا خیال فرما کر بہت روئے یہانتک کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ **مؤلف** حضرات مومنین جب مسلم بن عقیل نے شہادت پائی اور انکی سنانی سید مظلوم کے پاس آئی تو امام مظلوم نے انکی یتیم بیٹی کو پیار کیا اور تسلّی دی۔ ہے ہے جب ہمارے آقا حسینؑ مظلوم نے شہادت پائی تو اُن کے یتیموں کو کوئی تسلّی دینے والا نہ تھا بلکہ بعوض تسلّی دینے کے زجر بن القیس قسی القلب شقی اُن کو گھرکتا تھا شمر ملعون سکینہ خاتون کے طمانچے مارتا تھا وہ یتیم حسینؑ گویا بزبانِ حال کہتی تھی۔ **جوہری**۔

آگہ نہ اگہ سبے تو در آزارم اے پدر	در دست اہلِ ظلم گرفتارم اے پدر
بر چہرہ ام غبار ندیدی بہ بین کہ شمر	ہر دم زند طمانچہ بر خسارم اے پدر

ہے ہے بعوض تسلّی و دلاسا دینے کے اشقیا رکوفہ و شام و سگاں بد انجام نے اہلبیت سید الانام کو بکمال ظلم و جور لوٹا اور اسیر کیا۔

با حربۂ ستیزہ پس آں قوم کینہ خواہ	بستند بر زنانِ مصیبت رسیدہ آہ
قومے کشودہ دست بہ آزارِ بیکساں	جمعے فشردہ پائے بتاراج خیمگاہ
بگرفت ایں ز سوختۂ نیلگوں لباس	بربود آں ز غمزدہ معجرِ سیاہ
سنگیں دلاں بہ چہرۂ طفلان بے پدر	گشتہ ز ضرب سیلی بیداد عذر خواہ
از نازک شکستہ یکے لالہ ساں عذار	واز شربت طپانچہ یکے نیلگوں جباہ
بدرید گوش پردہ گے بھر گوشوار	بشکست فرقِ تاج ورے از پے کلاہ

آہ آہ اے حضرات مومنین بمیراث از بہر کلثومؑ و زینبؑ۔ زما در ہمیں ماندانہ زمانہ ذکر بلا تارہ شام و کوفہ۔ باین کعب نیزہ باں تازیانہ۔ کتاب المنتخب جلد دوم ص ۱۵۳ میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا بیمار کربلا نے کہ جب ہمکو یزید عنید کے سامنے لیگئے تو اسوقت ہم سب بھیڑوں بکریوں کے مانند ایک رسی میں بندھے ہوئے تھے۔ میری گردن میں جو رسّی تھی وہی رسّی میری پھپھی حضرت امّ کلثومؑ کی گردن میں تھی۔ اور وہی رسّی علیا جناب زینبؑ خاتون کے شانہ میں تھی اور اُسی رسّی سے سکینہ یتیم کے شانے بندھے ہوئے تھے۔ نیز اسی طرح سب لڑکیوں کے شانے رسیوں میں بندھے ہوئے تھے۔ اور وہ اشقیا ہمکو کھینچے ہوئے لئے جاتے تھے جو کوئی ہم میں سے چلنے میں ذرا بھی دیر کرتا تھا تو اُسکو کوڑوں سے مارتے تھے اسی طرح پر جب ہمکو وہ یزید روسیاہ کے سامنے لیگئے تو دیکھا ہم نے کہ وہ ملعون متکبر تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا ہے میں نے آگے بڑھکر کہا کہ اے یزید کیا تو گمان کرتا ہے کہ اگر ہمارے جد امجد جناب رسول اللہ ہمکو اس حالت میں دیکھتے تو اُس جناب کا کیا حال ہوتا یہ سنکر وہ شقی

باوجود شقاوت وقساوت متاثر ہوا اور رونے لگا۔ پھر اُسوقت ہماری گردنوں سے رسّیاں کھولی گئیں

غرض بیان غم اہلبیت آساں نیست ۔ حکایتے ست کہ اورا بشرح پایاں نیست

چونسٹھویں مجلس دربیان مناقب و مصائب سیّدۃ النساء صلوٰۃ اللہ علیہا

فی الدمعۃ الساکبۃ۔ روی الصدوق فی الامالی باسنادہ عن ابن عباس قال ان رسول اللہؐ
کان جالساً ذات یوم وعندہ علیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ علیہم السلام فقال اللھم
انک تعلم ان ھؤلاء اھل بیتی واکرم الناس علیّ فاحبب من احبھم وابغض من ابغضھم
ووال من والاھم وعاد من عاداھم واعن من اعانھم واجعلھم مطھرین من کل رجس
ومعصومین من کل ذنب وایدھم بروح القدس منک۔ ثم قال یا علی انت امام امتی و
خلیفتی علیھا بعدی وانت قاید المومنین الی الجنۃ وکانّی انظر الی ابنتی فاطمۃؑ قد اقبلت
یوم القیامۃ علی نجیب من نور عن یمینھا سبعون الف ملک وعن یسارھا سبعون الف
ملک وبین یدیھا سبعون الف ملک وخلفھا سبعون الف ملک تقود مومنات امتی الی
الجنۃ فایما امراۃ صلت فی الیوم واللیلۃ خمس صلواۃ وصامت شھر رمضان وحجت
بیت اللہ الحرام وزکت مالھا واطاعت زوجھا ووالت علیاً بعدی دخلت الجنۃ
بشفاعۃ ابنتی فاطمۃ وانھا سیدۃ نساء العالمین۔ فقیل یارسولؐ اللہ اھی سیدۃ نساء
عالمھا فقال تلک مریم بنت عمران فاما ابنتی فاطمۃ فھی سیدۃ نساء العالمین من
الاولین والاخرین وانھا لتقوم فی محرابھا فیسلم علیھا سبعون الف ملک من
الملائکۃ المقربین وینادونھا بما نادت بہ الملائکۃ مریم فیقولون یا فاطمۃؑ ان اللہ اصطفاک
وطھرک واصطفاک علی نساء العالمین۔ ثم التفت الی علیؑ فقال یا علیؑ ان فاطمۃؑ
بضعۃ منی وھی نور عینی وثمرۃ فوادی یسوئنی ما ساءھا ویسرنی ما سرّھا وانھا
اول من یلحقنی من اھل بیتی فاحسن الیھا بعدی واما الحسنؑ والحسینؑ فھما ابنای
وریحانتای وھما سیدا شباب اھل الجنۃ فلیکونا علیک کسمعک وبصرک ثم رفع یدہ
الی السماء فقال اللھم انی اشھدک انی محب لمن احبھم ومبغض لمن ابغضھم
وسلم لمن سالمھم وحرب لمن حاربھم وعدو لمن عاداھم وولی لمن والاھم

لکھا ہے کہتے ہیں یوں ابن عباس ۔ کہ اک دن احمدِ مختارؐ کے پاس

تھے حاضر حیدرؑ و زہراؑ و سبطینؑ
تو فرمانے لگے یوں شاہِ کونینؐ

کہ یارب تو ہے بینا اور دانا
ہر اک شے پر ہے تو یارب توانا

تو عالم ہے کہ میری آل ہیں یہ
مرے محبوب باقبال ہیں یہ

الٰہی دوست رکھے جو کہ اِن کو
ہمیشہ دوست رکھ اُس شخص کو تو

جو رکھے دشمنی آلِ نبی سے
عداوت رکھ الٰہی اُس شقی سے

اعانت جو کرے اِن کی خدایا
معاون اُس کا تو رہیو ہمیشہ

الٰہی پاک میری آل کو کر
قوی کر ان کو اے دادار داور

علیؑ سے پھر کیا احمدؐ نے ارشاد
کہ اے بھائی رہیں آلِ امجاد

پس از میرے تمہیں بس پیشوا ہو
بحکمِ حق خلیفہ میری جا ہو

تمہیں لے جاؤ گے سب مومنوں کو
بسوئے خلد اے ہادی خوشخو

میں گویا دیکھتا ہوں فاطمہؑ کو
کہ آئے حشر میں روزِ جزا کو

وہ اِک ناقہ پہ ہے اُسوقت اسوار
ہوئی صحرائے محشر میں نمودار

وہ ناقے پر ہے اور ناقہ ہے رو میں
ہزاروں ہیں ملک اُسکے جلو میں

مری امت کی ہیں عورات جتنی
مری زہراؑ کے پیچھے پیچھے ہونگی

مری امت میں جو ایسی ہو عورت
کہ اُسمیں ہوئیں یہ اوصاف و خصلت

بجا لائے نمازِ پنجگانہ
ادا وہ کر چکی ہو حج خانہ

اطاعت اپنے شوہر کی ہو کرتی
مہ رمضان کے روزے ہو رکھتی

اگر ہے پاس اُس کے مال اور زر
تو دیتی ہو زکوۃ اُسکی مقرر

علیؑ کی وہ امامت مانتی ہو
اماموں کو وہ اپنے جانتی ہو

مری امت میں جو ہو ایسی عورت
کرے گی فاطمہؑ اُسکی شفاعت

مری بیٹی یہ سردارِ زناں ہے
مری بیٹی یہ خاتونِ جہاں ہے

کہا لوگوں نے محبوبِ خدا سے
کہ بہتر فاطمہؑ ہیں کن نسا سے

ہیں بہتر اِس زمانہ کی زناں سے
دیا ماقبل بھی سارے جہاں سے

کہا محبوبؐ حق نے دختِ عمراں
بھی اپنے عہد میں سردارِ نسواں

یہ بہتر سب سے از حکمِ صمد ہے
سیادت یہ ازل سے تا ابد ہے

کھڑی ہوتی ہے جب بہر عبادت ملایک بھیجتے ہیں سب تحیت
ندا کرتے ہیں سب اُسکو وہ قدسی کہ جو مریم کو تھی پہلے ندا کی
وہ زہرا سے ہیں یوں کہتے ہمیشہ یہ مضموں ہے فرشتوں کی ندا کا
کیا خالق نے تجھکو برگزیدہ بنایا پاک تجھکو اور سعیدہ
فضیلت دی جہاں کی کل نسا پر نہایت تجھ سے ہے خوشنود داور
مخاطب پھر ہوئے احمدؐ علیؑ سے کیا ارشاد یوں حق کے ولی سے
کہ صدیقہ مری نور نظر ہے بلاشک یہ مری لخت جگر ہے
جو کوئی اسکو آزردہ کرے گا بلاشک رنج و غم وہ مجھکو دے گا
کیا ہے شاد دل زہرا کا جس نے کیا مسرور و شاداں مجھکو اُس نے
مرا جب کوچ اس دنیا سے ہوگا ملے گی سب سے پہلے مجھکو زہرا
سلوک اچھا مرے بعد اس سے کرنا مرے ماتم میں تسکیں اسکو دینا
ہیں بیٹے اسکے دونوں میرے فرزند مرے دو پھول ہیں یہ دونوں دلبند
یہ سردار جوانانِ جناں ہیں مرے محبوب ہیں آرام جاں ہیں
مثالِ ہر دو گوش اور مثلِ عینیں ہے لازم ہوں پیارے تمکو سبطین
یہ کہکر شافع روز جزا نے اُٹھائے ہاتھ محبوبِ خدا نے
دعا اس طرح کی حق سے کہ یارب بیاں اب کر چکا میں سارا مطلب
الٰہی سیدی اے رب واحد تجھے کرتا ہوں میں اسوقت شاہد
کہ میں اُس شخص کو ہوں دوست رکھتا الٰہی دوست جو ان سب کا ہوگا
جو دشمن انکا ہو اس سے ہوں بیزار مرے نزدیک ہوگا وہ بہت خوار
ہے اُنسے صلح تو مجھ سے صفائی لڑائی انکی ہے میری لڑائی
جو ان کا ہے عدو اُسکا ہوں قالی محب ہوں اُنکا جو جو ہیں موالی
نہیں زایر یہ تمہیں طاقت سخن کی ثنا لکھو گے تم کیا پنجتن کی
لکھے کچھ تاب کیا انسان میں ہے لکھی اُن کی ثنا قرآن میں ہے
نہیں یارا جو تحریر ثنا پر سخن کو ختم کرتا ہوں دعا پر
درود حق تعالےٰ مصطفےؐ پر اور اُن کی اہلبیتِ اصفیا پر

خداوندا بحق شاہِ کونینؑ بحق حیدرؑ و زہراؑ و سبطینؑ
ہمارے کُل گناہوں کو بحل کر بنورِ پنجتن پُر نور دل کر

ایضاً لمولفہ

ہیں زہراؑ تو مشکوۃ نورِ قدیر علیؑ راہِ حق کے سراج وزیر
نہ زہراؑ کا جز مرتضےٰؑ ہے عدیل علیؑ کا نہ جز فاطمہؑ ہے نظیر
وہ معصومہ خاتونِ جنت ہوئی علیؑ قاسم خلد و نارِ سعیر
یہ صدیق اکبر وہ صدیقہ ہیں جو جھٹلائے انکو ہے ازبس شریر
وہ کُل عورتوں کے لئے سیدہ یہ ہیں شاہ مرداں نبی کے وزیر
نبی کی ہے لختِ جگر فاطمہؑ علیؑ ہیں ولیؑ خدائے قدیر
علیؑ باب شہر علومِ نبی علیؑ بعد احمدؐ ہیں سب کے امیر
ہے مغضوب زہراؑ کا مغضوب رب رضا فاطمہؑ کی رضائے قدیر
ہے اُن کی تو مریمؑ بھی اک خادمہ سلیمان ساشاہ اُن کا فقیر
کنیز جنابِ الٰہی ہیں وہ یہ ہیں خاص عبدِ عزیز کبیر
وہ ہیں سیدہ بہرِ ہر مومنہ یہ کُل مومنوں کے لئے ہیں امیر
سخاوت یہ دونوں کی مشہور ہے نہ خالی کبھی در سے پھیرا فقیر
ہے ایثار کا ہل اتیٰ میں بیاں ہے مدّاح خود اُن کا ربِ خبیر
رہے آپ بھوکے کھلایا اُنہیں ہے ذکرِ فقیر و یتیم و اسیر
خوشا بخت زائر کہ تو بھی تو ہے درِ فاطمہؑ اور علیؑ کا فقیر

حضرات مومنین جسطرح علیا جناب بنتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہما و ذریتہما الاطیاب کے فضایل ومناقب و فواضل و مدارج لاتعد ولاتحصےٰ ہیں اسی طرح اُس مخدومۂ کونین کے مصائب بھی بحساب ہیں اپنے والد ماجد سیدِ کائناتؐ کی وفات کے بعد کل پچھتر دن زندہ رہیں اِس پچھتر دن میں سخت سخت صدمے اُٹھائے اور دن رات اپنے پدرِ بزرگوار کی مفارقت میں رویا کیں یہانتک کہ اُس جناب سے ملحق ہوئیں۔ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہت زیادہ رونے والے پانچ بزرگوار ہوئے ہیں اوّل آدمؑ پس وہ جنت سے نکلنے کے سبب سے روتے رہے یہانتک کہ آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے اُن کے رخساروں پر گڑھے پڑ گئے۔ اور دوسرے یعقوبؑ وہ فراق یوسفؑ میں اسقدر روئے کہ اُن کی

بینائی جاتی رہی۔ اور اُن کو کہا گیا کہ تاللہ تفتؤ تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھالکین تیسرے یوسف وہ اپنے باپ یعقوب کی جدائی میں اتنا روئے کہ قید خانہ کے لوگ تنگ آگئے۔ اور اُن سے کہنے لگے کہ آپ یا تو رات کو روئیں اور دن کو خاموش رہیں یا دن کو روئیں اور رات کو آرام کریں تاکہ ہم لوگوں کو بھی کسی وقت آرام ملے۔ پس ایک وقت کے رونے پر مصالحہ ہوا۔ چوتھی رونے والی جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا بنت سید الانبیا صلے اللہ علیہما و علی ذریتہما ہیں پس وہ جناب اپنے پدر بزرگوار جناب احمد مختارؐ کی رحلت کے بعد آنحضرت کے فراق میں دن رات رویا کرتی تھیں یہانتک نوبت پہنچی کہ تمام اہل مدینہ اس جناب کے رونے سے تنگ آگئے اور لوگوں نے آکر عرض کیا کہ آپکے رات دن کے رونے سے ہمیں سخت ایذا ہوتی ہے آخر کار یہ ہوا کہ جناب سیدہ حسنین علیہم السلام کو ساتھ لیکر مقابر شہدا پر دن کو تشریف لیجاتی تھیں اور دن بھر وہاں رویا کرتی تھیں رات کو گھر میں آکر روتی تھیں۔ پانچویں امام زین العابدینؑ و سید الساجدین علیہ السلام اپنے پدر مظلوم کی مصیبت میں چالیس برس تک روئے کبھی کھانا نہ کھایا جب تک پہلے رو نہ لئے کبھی پانی نہ پیا جبتک پہلے رو نہ لیے یہانتک کہ حضرت کے ایک غلام نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ ہم خوف کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ ایک دن آپ اسیطرح روتے روتے مرجائیں گے۔ فرمایا اس جنابؑ نے کہ میں اپنے اندوہ و حزن کی شکایت خدا سے کرتا ہوں اور میں جو کچھ کہ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے میں اولاد فاطمہؑ کی شہادت کو جب یاد کرتا ہوں تو رقت کو ضبط نہیں کرسکتا۔ کتاب المنتخب صفحہ ۲۰۶ جلد اول میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ فاطمہ زہرا کو کوئی مرض نہ تھا نہ بخار تھا نہ درد سر تھا۔ جب انکی وفات کا وقت آیا تب امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے پدر بزرگوار کی قبر پرانوار پر تشریف لیگئیں اور حسنینؑ کو وہاں بٹھادیا خود اُٹھکر ما بین القبر و المنبر دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے پیارے فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو چھاتی سے لگایا اور بہت پیار کیا اور کہا کہ اے بچو اب تم تھوڑی دیر اپنے باپ کے پاس بیٹھو امیر المومنینؑ مسجد میں موجود تھے حسنینؑ کو وہاں بٹھا کر فاطمہ زہرا گھر میں تشریف لائیں۔ خود غسل کیا کفن پہنا جناب رسول اللہ کے حنوط میں سے جو کافور جنت فاطمہ زہرا کا حصہ موجود تھا اُس سے حنوط کیا پھر اسما بنت عمیس کو آواز دی اس نے کہا لبیک یا بنت رسول اللہ جب وہ حاضر ہوئی تو اسے کہا کہ تم یہاں دروازہ پر موجود رہو کسی کو اندر مکان کے میرے پاس نہ آنے دینا میں ایک ساعت لیٹتی ہوں بعد ایک ساعت کے تم مجھکو تین دفعہ آواز دینا اگر میں زندہ ہوئی تو تمکو جواب دونگی ورنہ سمجھ لینا کہ میں اپنے باپ سے ملحق ہوئی۔ یہ کہکر جناب صدیقہ کبریٰ نے اُس مقام پر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی جہاں جناب رسول اللہ اکثر آکر بیٹھا کرتے تھے پھر چادر اوپر لیکر لیٹ گئیں اور رحلت فرمائی اپنے پدر بزرگوار سے جا ملیں۔ جب ایک ساعت گزر گئی اسما نے آواز دی یا بنت رسول اللہ جواب نہ ملا پھر کہا یا ام الحسنؑ و الحسینؑ جواب نہ پایا۔ غرض

تین دفعہ آواز دینے کے بعد اسما بنتِ عمیس نے آگے بڑھکر دیکھا تو معلوم کیا کہ اپنے باپ سید المرسلینؐ کے پاس اعلیٰ علیین میں پہنچ چکی تھیں۔ راوی نے ابن عباس سے پوچھا کہ جناب سیدہؑ کو انکی وفات کے وقت سے کس نے مطلع کیا تھا انہوں نے کہا کہ اُن کے پدر عالیمقدار نے اُن کو اطلاع دی تھی **مؤلف** حضرات مومنین سُنا آپنے کہ جناب فاطمہ زہراؑ کو کوئی مرض نہ تھا بخار نہ تھا درد سر نہ تھا۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ پہلو شکستہ ہو گیا تھا شانہ پر تازیانہ کا نیل ظاہر و آشکار تھا ان صدمات سے اُس معصومہ و مظلومہ نے وفات پائی۔ **لمؤلفہ**۔ مومنو مرتد مقہور کا زہرہ دیکھو + دیکھو اُس کوڑے کو اور شانہ زہراؑ دیکھو۔

پینسٹھویں ۶۵ مجلس حضرات پنجتن پاک علیہم الصلوٰۃ کے افضل مخلوقات ہونیکا اثبات پھر جناب سید الشہدائؑ کے خون ناحق ریختہ کا ایک معجزہ

لآل محمدؐ اصبحت عبداً	وآل محمدؐ خیر البریہ
اوناس حلّ فیھم کل خیر	مواریث البنوۃ الوصیہ

حضرات مومنین ناظرین و سامعین پر واضح ہو کہ بحار الانوار مجلد ہفتم صفحہ ۶۷۴ میں ہے۔ عن ظبیان قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اجتمع وُلدُ ادم فی بیتٍ فتشاجروا فقال بعضھم خیر خلق اللہ ابونا ادم وقال بعضھم الملائکۃ المقربون وقال بعضھم حملۃ العرش اذ دخل علیھم ھبۃ اللہ فقال بعضھم لقد جائکم من یفرج عنکم فسلم ثم جلس فقال فی ایّ شئ کنتم فقالوا کنا نفکر فی خیر خلق اللہ فاخبروہ فقال اصبروا الیّ قلیلاً حتی ارجع الیکم فاتی اباہ وقال یا ابتِ انی دخلت علیٰ اخوتی وھم یتشاجرون فی خیر خلق اللہ فسئلونی فلم یکن عندی ما اخبرھم فقلت اصبروا حتی ارجع الیکم فقال آدم یا بنی وقفت بین یدی اللہ جل جلالہ فنظرت الی سطرٍ علیٰ وجہ العرش مکتوب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمدٌ وآل محمدٍ خیر من برء اللہ۔

بحار الانوار کی مجلد ہفتم میں ابن ظبیان سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ ایک دفعہ فرزندانِ آدم ابو البشر ایک مکان میں مجتمع ہوئے اور آپسمیں مباحثہ کرنے لگے بعضوں نے کہا کہ تمام مخلوقات سے عند اللہ بہتر اور افضل ہمارے باپ آدم علیہ السلام ہیں بعضوں نے کہا کہ ملائکہ مقربین سب سے افضل ہیں اور بعض نے کہا کہ حاملانِ عرشِ اعظم سب سے افضل اور اعظم ہیں وہ سب بحث کر رہے تھے کہ اِس اثنا میں حضرت ہبۃ اللہ یعنی شیث علیہ السلام وصی ابو البشر اُس مقام پر آئے تب اُس گروہ میں سے بعض نے کہا کہ یہ لو اس مسئلہ مشکل کو حل کرنیوالا ابھی آگیا ہے۔ شیث نے اُس گروہ کو سلام کیا

اور بیٹھ گئے اور پوچھا کہ تم کیا گفتگو کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ ہم اس امر میں بحث کر رہے تھے کہ بہترین خلقت
کون ہے یعنی آدم سب سے افضل ہیں یا ملائکہ یا حاملانِ عرش ان میں سے افضل کون ہے حضرت شیث
نے فرمایا کہ تم ذرا صبر کرو میں تمہارے پاس پھر آتا ہوں یہ کہکر وہ اپنے باپ آدم علیہ السلام کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور کہا کہ اے بابا میں اپنے بھائیوں کے پاس گیا تھا وہ سب مباحثہ کر رہے تھے کہ بہترین خلق
کون ہے یہ مسئلہ انہوں نے مجھ سے پوچھا لیکن میرے پاس اس کا کچھ جواب نہ تھا میں نے انسے کہدیا کہ ٹھہرو
میں پھر واپس آکر تمکو جواب دونگا۔ یہ سنکر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹا جب میں خالق عالم جل جلالہ کے
سامنے کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ عرشِ اعظم پر لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمدؐ و آلِ محمدؐ تمام خلق سے
بہتر اور افضل ہیں۔ جناب امام حسن عسکری صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کی تفسیر میں ہے۔ قال قال علی
بن الحسین حدثنی ابی عن ابیہ عن رسول اللہ قال یا عباد اللہ اِنَّ ادم لما رای النور ساطعاً
من صلبہ اذ کان اللہ قد نقل اشباحنا مِنْ ذروۃ العرش الی ظہرہ رای النور ولم یتبین الاشباح
فقال یا ربِ ما ھذہ الانوار قال اللہ عزوجل نوار اشباح نقلتھم من اشرف بقاع عرشی الی ظہرک
ولذلک امرت الملائکۃ بالسجود لک اذ کنت وعاءً لتلک الاشباح فقال آدم لو تبینھا لی فقال
اللہ عزوجل یا ادم انظر الی ذروۃ العرش فنظر آدم ووقع نور اشباحنا فی ظہر ادم علی
ذروۃ العرش فانطبع فیہ صور انوار اشباحنا التی فی ظہرہ کما ینطبع وجہ الانسان فی المراۃ
الصافیۃ فرای اشباحنا فقال ماھذہ الاشباحُ یا ربِ قال اللہ تعالیٰ یا آدم ھذہ اشباح افضل
خلائقی وبریاتی ھذا محمدٌ وانا المحمود الحمید فی افعالی شققت لہ اسماً من اسمی۔ وھذا
علی وانا العلی العظیم شققت لہ اسماً من اسمی وھذہ فاطمہ وانا فاطر السموات والارض
فاطم اَعدائی عن رحمتی یوم فصلِ قضائی وفاطم اولیائی عما یعرھم ویُسیئھم فشققت
لھا اسماً من اسمی وھذا الحسن والحسین وانا المحسن المجمل شققت اسمھما من اسمی ھؤلاء خیار
خلیقتی وکرام بریتی بھم اخذ وبھم اعطی وبھم اعاقب وبھم اثیب فتوسل الیّ بھم یا آدم
اذا دھتک داھیۃ فاجعلھم الیّ شفعاءک فانی آلیت علی نفسی قسماً حقاً لا اخیب بھم
آملاً ولا ارد بھم سائلاً۔ فلذلک حین ذلت منہ الخطیئۃ دعا اللہ عزوجل بھم فتاب
علیہ وغفر لہ۔ جناب امام زین العابدین صلوٰۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد سید الشہدا سے اور وہ جناب
اپنے والد بزرگوار جناب سید الاوصیا سے اور وہ جناب اپنے بھائی جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہم اجمعین سے
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب خیر الاولین والاخرین صلے اللہ علیہ وآلہ الطاہرین نے کہ اے بندگان خدا

نقل عن مجلس [illegible] مولانا [illegible] السید محمد [illegible] دام ظلہ العالی۔

جبکہ آدم ابوالبشر نے اپنی پشت سے نور کو چمکتے ہوئے دیکھا اسلئے کہ خالق عالم نے ہمارے ابدان نورانیہ کو کنگرۂ عرش سے منتقل کرکے اُنکی پشت میں قرار دیا تھا تو اُسوقت آدم کو ہمارے ابدانِ نورانیہ تو نظر نہیں آتے تھے مگر نور چمکتا ہوا دکھائی دیتا تھا تب آدمؑ نے عرض کیا کہ الٰہی یہ انوار کیسے ہیں حق سبحانہ وتعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے آدمؑ یہ نور اُن اجسامِ نورانیہ کے ہیں جنکو میں نے عرشِ اعظم کے اعلیٰ درجے کے حصہ پر سے نقل کرکے تیری پشت میں رکھا ہے۔ اور انہیں انوار مضیہ کی تعظیم وتکریم وبزرگی کی وجہ سے میں نے ملائکہ کو حکم دیا تھا کہ تجھکو سجدہ کریں اسلئے کہ تو اسوقت ان ابدانِ نورانیہ کیلئے ظرف ہے۔ آدمؑ نے عرض کیا کہ اگر اُن اشباح پر اطلاع پاؤں تو بہتر ہو حکمِ الٰہی ہوا کہ اے آدم ذروہ (کنگرہ۔ فرش) عرش کی جانب نظر کر آدمؑ نے سر بلند کرکے ذروہ عرش کی طرف دیکھا پس ہمارے اشباح یعنی ابدان نورانیہ جو آدمؑ کی پشت میں تھے اُن کا عکس ذروہ عرش پر منطبع ہوگیا جس طرح انسان کا چہرہ آئینہ صاف میں دکھائی دیتا ہے تب آدمؑ نے عرض کیا کہ یہ اشباح کیسے ہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے خطاب ہوا کہ اے آدمؑ یہ اشباح میری تمام خلقت اور کل پیدائش سے افضل ہیں۔ یہ محمدؐ ہے اور میں محمود ہوں کہ اپنے تمام افعال میں حمید (سراہا گیا) ہوں میں نے اس اپنے حبیب کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ علیؑ ہے اور میں علی عظیم ہوں اسکا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ فاطمہؑ ہے اور میں فاطر سموات وارض ہوں میں باز رکھنے والا اور دُور رکھنے والا ہوں اپنے دشمنوں کو بروزِ محشر اپنی رحمت سے اور دُور کرنے والا ہوں اپنے دوستوں سے اُس چیز کو جو اُنکو تباہی میں ڈالنے والی ہو اور جو اُنکو بُری معلوم ہو۔ پس مشتق کیا میں نے اس خاتون کے لئے نام اپنے نام سے۔ اور یہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور میں محسن اور مجمل ہوں اِن دونوں کا نام بھی میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے یہ سب بہترین خلق وبزرگترین مخلوقات میں سے ہیں انہیں کے سبب سے میں مواخذہ کرتا ہوں انہیں کے سبب سے میں عطا کرتا ہوں اور انہیں کے سبب سے میں عذاب دیتا ہوں اور انہیں کے سبب سے میں ثواب دیتا ہوں پس اے آدم انہیں کے ذریعہ سے میری جانب توسل کر اور جب تجھکو کوئی مشکل پیش آئے جب تجھپر کوئی مصیبت پڑے تو ان کو ہی میری طرف اپنے لئے شفاعت کرنیوالے بنا۔ میں قسم کھاتا ہوں اپنے نفس کی اور میں نے اپنی ذات پر عہد کیا ہے کہ جو شخص مجھ سے اِن کے ذریعہ سے مہربانی کا امیدوار ہوگا میں اُسکو مایوس و ناامید نہ کرونگا اور جو کوئی اِن کے وسیلہ سے سوال کریگا اُسکے سوال کو رد نہ کرونگا۔ پھر جب حضرت آدمؑ سے ترک اولےٰ ہوا تو حضرت آدمؑ نے انہیں حضرات کے ذریعہ سے درگاہ قاضی الحاجات میں دُعا کی خدائے غفور نے اُن کو بخشدیا اور اُن کے گناہ سے درگزر کیا۔ **مولف** قابل نے خوب کہا ہے۔ للہ درہ وعلیہ اجرہ

لآل محمد اصبحت عبداً	وآل محمد خیر البریہ

اناس حلّ فیھم کل خیر	موار یث النبوۃ و الوصیہ

ہم آلِ محمدؐ کے غلام ہیں اور وہ ہمارے سردار کل مخلوقات سے افضل ہیں۔ آلِ محمدؐ وہ ہیں جن میں ہر طرح کی افضلیت واکرمیت واشرفیت پائی جاتی ہے اور انہیں کے لئے وراثت انبیاؑ و وصیت حبیبِ خدا ثابت ہے کتاب بحار الانوار جلد سابع صفحہ ۵۰۴ میں ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ لما خلق اللہ ادم و نفخ فیہ من روحہ التفت ادم یمنۃ العرش فاذا خمسۃ اشباح فقال یارب ھل خلقت قبلی من البشر احدًا قال لا قال فمن ھولاء الذین اری اسمائھم فقال ھولاء خمسۃ من ولدک لولا ھم ما خلقتک ولا خلقت الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملائکۃ ولا الجن ولا الانس ھولاء خمسۃ شققت لھم اسماءً من اسمای فانا المحمود وھذا محمد وانا الاعلی وھذا علی وانا الفاطر وھذہ فاطمۃؑ وانا ذو الاحسان وھذا الحسنؑ وانا المحسن وھذا الحسین آلیتُ بعزتی انہ لا یاتینی احدٌ وفی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من محبۃ احد ھم الا ادخلتہ جنتی ولا یاتینی احد وفی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من بغض احد ھم الا ادخلتہ ناری یا آدم ھولاء صفوتی من خلقی بھم انجی من انجی وبھم اھلک من اھلک۔ ابوہریرہ سے منقول ہے کہا اُس نے کہ فرمایا جناب سرورِ عالم و فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب جناب باری تعالیٰ شانہ نے آدم کو پیدا کیا اور اپنی قدرتِ کاملہ سے اُن کے جسم میں روح ڈالی۔ تب آدم نے عرش کے داہنی جانب کو توجہ کی تو انکو پانچ اجسام نورانیہ دکھائی دئے تب بارگاہ باری میں اُنہوں نے عرض کیا کہ الہٰی کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی کسی بشر کو پیدا کیا ہے فرمایا نہیں آدم نے عرض کی کہ یہ کون لوگ ہیں جنکے ناموں کو میں دیکھتا ہوں خدا نے فرمایا کہ یہ پانچوں تیری اولاد میں سے ہیں اگر یہ سب نہ ہوتے تو میں تجھکو اور جنت و نار و عرش و کرسی و آسمان و زمین و ملائکہ و جن و انس کو پیدا ہی نہ کرتا اِن پانچ بزرگواروں کے ناموں کو میں نے اپنے ناموں سے مشتق کیا ہے میں محمود ہوں یہ محمدؐ ہے میں اعلیٰ ہوں یہ علیؑ ہے میں فاطر ہوں یہ فاطمہؑ ہے میں ذوالاحسان ہوں یہ حسنؑ ہے میں محسن ہوں یہ حسینؑ ہے میں نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ جس شخص کے دل میں ایک دانہ رائی کے برابر بھی انکی محبت ہوگی میں اُسکو ضرور داخلِ جنت کرونگا اور جسکے دل میں انکی دشمنی ہوگی اگرچہ ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو تب بھی میں اُسکو ضرور داخلِ دوزخ کرونگا اے آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں تمام مخلوقات میں سے میں جسکو نجات دونگا اُسکو انہیں کے سبب سے نجات دونگا اور جسکو داخلِ جہنم کرونگا اُسکو اِنہیں کے سبب سے داخلِ نار کرونگا۔ نیز کحل الناظرین فی تفصیل الزہرا علیٰ الانبیاء والمرسلین میں از کتاب وسائل الشیعہ باب استحباب التوسل فی الدعا بمحمد و آل محمدؐ میں ماثور و مذکور ہے۔ عن ابن عباس فی حدیث

قصہ یوسف یقول فی اخرہ ہبط جبرئیل علی یعقوب فقال الا اعلمک دعاء یرد اللہ بہ بصرک ویرد علیک ابنیک قال بلی قال فقل ما قالہ ابوک ادم فتاب اللہ علیہ وما قالہ نوح فاستوت سفینۃ علی الجودی ونجاہ اللہ من الغرق وما قالہ ابوک ابراہیم خلیل الرحمان حین القی فی النار فجعلہا اللہ علیہ برداً وسلاماً قال یعقوب وما ذالک یا جبرئیل فقال قل اللھم انی اسئلک بحق محمد وعلی و فاطمۃ والحسن والحسین ان تاتینی بیوسف وبنیامین وترد علی عینی فقالہ فما استتم یعقوب ہذا الدعاء حتی جاء البشیر فالقی قمیص یوسف علیہ فارتد بصیرا۔ یوسف علیہ السلام کے قصہ کے اخیر میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ جبرئیل امین یعقوبؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آیا تم چاہتے ہو کہ میں تمکو ایک ایسی دعا تعلیم کروں کہ اُس سے تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں اور تمہارے دونوں بیٹے یوسف اور بنیامین پھر تمہارے پاس واپس آجائیں یعقوبؑ نے کہا کہ ہاں ضرور بتاؤ جبرئیل نے کہا کہ اچھا لو تم وہ دُعا پڑھو جو کہ تمہارے باپ آدمؑ نے اپنے گناہ کی معافی مانگنے کے لئے پڑھی تھی اور خدا نے اُنکی توبہ قبول کی اور جس دُعا کو نوحؑ نے اپنی کشتی کے لئے پڑھا تھا تب کشتی اُنکی جودی پر ٹھہری اور خدا نے اُنکو غرق ہونے سے نجات دی اور جس دُعا کو تمہارے باپ ابراہیم خلیل الرحمان نے اُسوقت پڑھا تھا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے تو خدائے تعالےٰ نے اُنپر اُس آگ کو سلامتی کے ساتھ سرد کر دیا تھا حضرت یعقوبؑ نے کہا بتاؤ وہ کونسی دُعا ہے جبرئیلؑ نے کہا کہو کہ خداوندا میں سوال کرتا ہوں تجھ سے بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کہ ملادے مجھکو یوسفؑ اور بنیامین سے اور روشن کر دے میری آنکھوں کو یعنی میری بینائی ضایع شدہ مجھکو واپس عطا فرما۔ دُعا کرنے کی دیر تھی کہ فوراً بشیر نے آکر کرتہ یوسف علیہ السلام کا یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر ڈالدیا آنکھیں اُنکی روشن ہو گئیں۔ **مؤلف** حضرات مومنین ناظرین وسامعین یہ امر یقیناً ثابت و متحقق ہے کہ یہ پانچوں بزرگوار ایسے محبوب اور پیارے پروردگار عالم کے ہیں کہ اُس مالک الملک خالق برحق نے تمام جہان کو کل مخلوقات کو اُن کے ہی سبب سے پیدا کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے اُن پیاروں کو ساری خلقت پر اعلیٰ درجہ کا فضل و شرف دیا ہے اعلیٰ درجہ کے پیارے خالق عالم کو یہی انوار مضیہ ہیں مقصود اصلی ایجاد عالم سے یہی ذوات قدسیہ ہیں۔ انہیں کی اطاعت اور فرمانبرداری و محبت و مودت محبین و مطیعین کے لئے باعث نجات ہے انہیں کی نافرمانی اور عداوت مبغضین و معاندین کے واسطے موجب خسران و سبب دخول اسفل درکات ہے۔

تقابل

ہم التین والزیتون والشفع والوتر	ہم النور نور اللہ جل جلالہ
یہ بزرگوار پنجتن پاک علیہم السلام نور رب العالمین میں یہی شفع اور وتر اور زیتون اور تین ہیں۔	
ہم امیبن فی ابیاتھم نزل اللہ کرم	مہابط وحی اللہ خزان علم

یہ بزرگوار مقبولانِ پروردگار جائے نزول وحی الہیٰ اور خزانہ دار اسکے علمِ نامتناہی کے ہیں یہ بزرگوار وہ ہیں جنکے گھر میں قرآن شریف نازل ہوا ہے۔

واسماء ھم مکتوبۃ فوق عرشہ	ومکنونۃ من قبل ان یخلق الذر

پنجتن پاک علیہم السلام کے اسمارِ مقدسہ عرشِ اعظم پر مکتوب تھے اور عالمِ ذر سے بھی پہلے علمِ الہیٰ میں مکنون تھے۔

فلولا ھم لم یخلق اللہ آدما	ولا کان حمزہ فی الانام ولابکر

اگر پروردگار عالم کو ان ذواتِ قدسیہ یعنی پنجتن پاک محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ فاطمہؑ امۃ اللہ وحسنؑ وحسینؑ صفوۃ اللہ کا پیدا کرنا مقصود ومرغوب نہوتا تو آدم وما دون الادم یعنی تمام جہان میں سے کسی کو پیدا نہ کرتا اور کوئی شخص اور کوئی چیز پیدا ہی نہوتی۔

ولا سطحت ارض ولا رفعت سما	ولا طلعت شمس ولا اشرق البدر

اگر یہ بزرگوار پیدا نہ کیجاتے تو نہ زمین کا بچھونا بچھایا جاتا نہ آسمان کا سایبان بلند کیا جاتا نہ آفتاب طالع ہوتا نہ چاند چمکتا۔ یعنی کچھ بھی نہوتا اب جو کچھ کہ ہے سب ان کے ہی طفیل سے ہے۔

ونوح بھم فی الفلک لما دعا نجا	وغیض بہ طوفانہ وقضی الامر

نوح علیہ السلام نے جب پنجتنِ پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے دعا مانگی تب نجات پائی۔ پانی کم ہوگیا طوفان دور ہوا خواہش اُنکی پوری ہوئی۔

ولولا ھم نار الخلیل لما غدت	سلاما وبرداً واطفی ذلک الجمر

اگر حضرت ابراہیم خلیل الرحمان آگ سے نجات پانے کے لئے حضرات پنجتن پاک علیہم السلام کے ذریعہ سے بارگاہ باری میں دُعا نہ مانگتے تو اُن پر وہ آگ جسمیں کہ وہ ڈالے گئے سلامتی کے ساتھ سرد نہوتی۔

ولولا ھم یعقوب ما زال حزنہ	ولا کان عن ایوب ینکشف الضر

یعقوب علیہ السلام اگر حضرات پنجتن پاک کا واسطہ دیکر خدا سے دُعا نہ مانگتے تو اُنکا حزن کبھی دُور نہ ہوتا اور نہ ایوب علیہ السلام کی مصیبت رفع دفع ہوتی۔

ولان لداؤد الحدید بسرھم	وقد رفی سرد یحیر بہ الفکر
ولما سلیمان البساط بھم دعا	اسئلت لہ عین یفیض بھا القطر
وسخرت الریح الرخاء بامرہ	فغدوتھا شھر وروحتھا شھر

انہیں بزرگواروں اللہ کے پیاروں کے وسیلہ سے داؤد کے ہاتھ میں لوہا نرم ہوجاتا تھا اور سلیمانؑ نے انہیں کے وسیلہ سے دُعا مانگی تو اُن کے لئے نہر جاری ہوئی اور ہوا اُن کے بساط کو اڑا کر لیجانیکے لئے مسخر ہوئی

کہ ایک ماہ کی راہ صبح کو اور ایک ماہ کی راہ شام کو طے کرتی تھی۔

وھم سر موسیٰ فی العصا عند ما عصے	اذا امرہ فرعون والتقف السحر

موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں جو معجزہ تھا وہ انہیں بزرگواروں کی وجہ سے تھا جب فرعون نے موسیٰ کی نافرمانی کی تو انہیں کے طفیل سے موسیٰ فرعون کو غرق کر سکے اور ساحروں پر غالب آئے۔

ولولاھم ما کان عیسیٰ بن مریم	لعاذر من طی اللحود لہ نشر

اگر ان بزرگواروں اللہ کے پیاروں کی تائید اور امداد نہ ہوتی تو عیسیٰ بن مریم عاذر کو زندہ نہ کر سکتے۔

سرا سرھم فی الکائنات وفضلھم	فکل نبی فیہ من سرھم سر

غرض ان انوار الاہیہ وفیوض نامتناہیہ کے سر اور تائید اور فضل اور بزرگی اور رحمت و رافت و نصرت و امداد نے تمام کائنات میں سرایت کی ہوئی ہے پس ہر نبی میں انکے سر اور بھید میں سے سر موجود ہے۔ یعنی ہر نبی اور مرسل ان انوار الاہیہ کی امداد کا محتاج رہا ہے۔

مصابکم یا آل طٰہ مصیبۃ	ورزء علی الاسلام احدثہ الکفر

اے آل طاہا اے اہلبیت رسول تم پر جو مصائب اور نوایب کفار بد اطوار و منافقین و اشرار کی جانب سے واقع ہوئے ہیں وہ بھی نہایت سخت ہیں خصوصاً ہمارے آقا سید الشہدا مظلوم کربلا کے مصائب بے انتہا نے تمام مرسلین و انبیاء و کل خاصان خدا اوصیا و صدیقین و صالحین و اولیا و ملائکہ ارض و سماء و حاملان عرش علا و ولدان جنان و حور العین و مالک و رضوان و جنت و نار و اسمان و زمین و بہایم و انعام و انسان و جنات و حیوانات و اشجار و نباتات و معادن و جمادات و صخور و اطواد و جبال شامخات و تلال راسیات و براری و قفار و مدن و امصار و حیتان بحور و وحوش و طیور۔ بلکہ کل نفوس و اشیا بری و ما لا یری میں سرایت کی ہے بلکہ کل مخلوقات و مصنوعات و ممکنات و جملہ جایزات میں اس بے نظیر و یکتا مظلوم کی مصیبت نے وہ اثر کیا ہے کہ ان کے ماتم میں سب روئے ہیں اور روتے ہیں مثلاً اس مقام پر ایک قصہ و اقعیہ و حکایت یقینیہ و نفس الامریہ منقول از کتاب المنتخب و دمعہ ساکبہ عرض کرتا ہوں۔ پس واضح ہو کہ کتاب المنتخب ص ۷۹ جلد اول میں بطریق اہلبیت علیہم السلام مرقوم و منقول ہے کہ جب جناب سید الشہدا درجہ شہادت عظمیٰ پر فایز ہو چکے اور ظالمان بد انجام و سگان کوفہ و شام نے فرزند پیغمبر کے جسم اطہر کو خاک و خون میں غلطان بلا غسل و کفن زمین کربلا پر عریاں چھوڑا اور سرہائے شہدا کو نیزوں پر نصب کر کے مع اسرائے اہلبیت بجانب کوفہ روانہ ہوئے تب ایک سفید پرندہ اوڑتا ہوا حضرت کی لاش پر آیا اور حضرت کے خون میں لوٹا اور اپنے پروں کو خون سید الشہدا سے تر کیا۔ پھر وہاں سے اوڑ کر اور طایروں کو اس داہیہ عظمیٰ کی اطلاع دینے کے واسطے گیا

اور جا کر اپنے ہمجنس طایروں کو دیکھا کہ درختوں کی شاخوں پر بیٹھے ہوئے کھانے پینے کا ذکر تذکرہ کر رہے ہیں۔
اس طایر نے جو کہ امام مظلومؑ کے خون سے اپنے پروں کو رنگین کئے ہوئے تھا اُن سے کہا کہ اے جانورو افسوس ہے
کہ تم اپنے کھانے پینے اور مشاغل دنیائے دنی میں مشغول و مصروف ہو اور تمکو اس مصیبتِ عظمیٰ کی خبر بھی نہیں ہے
جو فرزندِ مصطفےٰ و سلیمانِ کربلا پر گزری ہے میں دیکھکر آیا ہوں کہ حسین فرزندِ رسول الثقلین کا جسمِ اطہر کربلا کے
بن میں مذبوح پڑا ہوا ہے سب طایر یہ خبر مصیبت اثر سنکر کربلا کی طرف اوڑے اور وہاں پہنچکر حضرت سید الشہدا
کے جسمِ اطہر کو بدون سرِ انور کے خاک و خون میں غلطاں دیکھا بہت روئے اور رو رو کر انہوں نے اپنے پروں
کو حضرت کے خون سے آلودہ کیا پھر وہ اپنے اہل و عیال و احباب کو اس داہیۂ عظمیٰ کی اطلاع دینے کے واسطے
روانہ ہوئے کوئی کسی طرف گیا کوئی کسی جانب روانہ ہوا۔ اتفاقاً ایک طایر اُن طیور میں سے مدینۃ الرسولؐ میں
پہنچا اور جناب رسولؐ اللہ کے روضۂ منورہ پر جا کر اوڑنے لگا اُسوقت اُسکے پروں سے خون کے قطرے ٹپکتے تھے
اور وہ باواز بلند رو رو کر کہتا تھا۔ الا قُتل الحسینؑ بکربلا۔ الا ذبح الحسینؑ بکربلا۔ یہ آواز ہلاکت طراز سُنکر
تمام اطیار مدینۂ رسولِ مختار کے اُسکے گرد جمع ہو گئے اور سب کے سب روتے تھے اور نوحہ و بکا کرتے تھے جب
اہلِ مدینہ نے اُن طایروں کی گریہ و زاری دیکھی اور طایر کربلائی کے پر و بال خون سے تر دیکھے سب حیران ہوئے
مگر اُسوقت اس راز کا انکشاف اُنپر نہ ہوا یہانتک کہ امام مظلومؑ کی سُنائی آئی تب اہلِ مدینہ کو معلوم ہوا کہ وہ
جانور جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیکر آیا تھا
اور کتاب جلاء العیون میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب سید الشہدا شہید
ہوئے تب ایک کلاغ حضرت کے خون میں لوٹ کر مدینہ کو گیا وہاں فاطمہ بنت الحسینؑ کے مکان کی دیوار پر جا کر
بیٹھا جب فاطمہ صغریٰ نے اُس کلاغ کو دیکھا تو خون اُسکے پروں سے ٹپکتا تھا یہ دیکھکر فاطمہ بنت الحسینؑ باواز بلند
رونے لگی اور کہتی تھی کہ یہ جانور شہدائے کربلا کی شہادت کی خبر لیکر میرے پاس آیا ہے۔ انتہی۔ تبیر دمعہ ساکبہ
و کتاب المنتخب میں منقول ہے کہ وہ طایر اُسی دن شام کے وقت مدینہ سے باہر ایک یہودی کے باغ میں چلا گیا
اُس یہودی کے ایک بیٹی اندھی بہری مشلول و مجذوم باہر شہر سے اُس باغ میں رہتی تھی یہودی مذکور اپنی بیٹی
بیمار کے پاس رہا کرتا تھا لیکن اُس دن وہ یہودی کسی کام کے لئے شہر میں گیا تھا اور شب کو واپس نہ آسکا اور لڑکی
اُسکی تنہا باغ میں رہی تھی یہ طایر اُس باغ میں ایک درخت کے اوپر آ کر بیٹھا اور تمام رات نوحہ و بکا کرتا رہا یہودی
کی لڑکی اپنے باپ کے نہ آنے کی وجہ سے سخت پریشان اور مشوش تھی اُسکو تمام شب نیند نہ آئی صبح کو اُس طایر کی
گریہ و زاری کی دردناک آواز نے اور بھی زیادہ پریشان کر دیا گرتی پڑتی لوٹ پوٹ ہوتی ہوئی آخر کار بصد دقت
و دشواری اُس درخت کے نیچے جسپر وہ طایر سید مظلوم کے ماتم میں رو رہا تھا وہاں پہنچکر اُس کے رونے کی

آواز سے اور بھی محزون و مغموم ہوئی اِس اثنا میں ایک قطرہ امام مظلوم کے خون کا اُسکی آنکھوں پر گرا فوراً آنکھیں
کھل گئیں اور بینا ہوگئی۔ پھر دوسرا قطرہ اُسکے ہاتھوں پر گرا ہاتھ کھل گئے اور سیدھے ہوگئے۔ پھر تیسرا قطرہ پنڈلیوں
پر گرا ٹانگیں کھل گئیں اور سیدھی ہوگئیں۔ جب قطرہ خون کا گرتا تھا وہ اپنے بدن پر مل لیتی تھی یہانتک کہ امام مظلوم
کے خون کی برکت اور معجزہ سے اُس نے تمام امراض خبیثہ و اسقام صعبہ سے بالکل شفا پائی اور اُسی وقت اُٹھکر
کھڑی ہوگئی اور پھرنے چلنے لگی۔ اِس عرصہ میں اُسکا باپ آیا اُس نے دیکھا کہ ایک لڑکی نوجوان باغ میں سیر
کر رہی ہے حیران ہوا کہ یہ کون ہے اُس سے کہنے لگا کہ اِس باغ میں میری ایک بیٹی بیمار مشلول و مجذوم پڑی
ہوئی تھی جس سے اُٹھا نہیں جاتا تھا اور وہ حس و حرکت نہیں کرسکتی تھی معلوم نہیں کہ اُسکو کیا ہوا اور کہاں
گئی لڑکی نے کہا کہ میں ہی تیری بیٹی ہوں یہ سُنکر یہودی مبہوت اور بیہوش ہوگیا جب اُسکو ہوش آیا تو وہ لڑکی
اُسکو اپنے ہمراہ لیکر اُس درخت کے نیچے آئی جہاں وہ طایر بیٹھا ہوا نہایت کرب و بیقراری سے رو رہا تھا۔ پھر
لڑکی نے اپنے باپ سے اپنے شفا پانے کی کیفیت من و عن بیان کی اور اُس طایر کو دکھا کر کہا کہ اِسکے پروں سے
جو خون میرے بدن پر گرا وہ خون میری شفایابی کا باعث ہوا ہے۔ یہودی نے اُس جانور سے کہا کہ اے طایر
قسم ہے تجھکو اُس خدائے بزرگ و برتر کی جس نے تجھکو پیدا کیا ہے تو بقدرتِ الٰہی مجھ سے اپنا حال مفصل بیان
کر خدائے برحق کی قدرت سے طایر مذکور رو رو کر بولا کہ اے یہودی میں چند طیور دیگر کے ہمراہ ایک پر بیٹھا ہوا تھا
کہ اِس اثنا میں ایک پرندہ ہمارے پاس آیا اور اُس نے آکر کہا کہ اے طایرو تم کھانے پینے کا ذکر کیا کر رہی ہو
اور لہو و لعب میں کیوں مشغول ہو دیکھو سلیمانِ کربلا فرزند خیر الوریٰ حسینؑ سید الشہدا کربلا کے بن میں مذبوح
اور مقتول پڑا ہوا ہے ارے تمکو اِسوقت کھانا پینا سوجھتا ہے حسینؑ فرزند رسول الثقلین کی گردن سے خون جاری
ہے۔ ہے ہے سرِ انور اُنکا کاٹ کر ظالموں نے نیزہ پر نصب کیا ہے اور اُنکی اہلبیتؑ کو لوٹا اور اسیر کیا ہے جب
ہمنے یہ خبر مصیبت اثر سُنی فوراً کربلا کو روانہ ہوئے وہاں پہنچکر دیکھا کہ فرزند پیغمبر کا بدنِ اطہر خاک و خون میں
غلطاں بے غسل و کفن جلتی ہوئی زمین پر پڑا ہوا ہے یہ دیکھکر سخت صدمہ ہوا ہم اُس مظلوم کے خون میں
لوٹ لوٹ کر خوب روئے پھر ہر ایک طایر اپنے اپنے مقامات کو واپس گیا تا کہ دیگر طیور کو اِس حادثہ عظمیٰ و مصیبتِ
کبریٰ کی خبر دے اور میں مدینۃ الرسول میں آیا تا کہ جناب رسولؐ کو قرۃ العین بتولؑ کی شہادت سے مطلع کروں
دن بھر حضرت رسول اللہ کے روضہ پر روتا رہا ہوں رات کو تیرے اِس باغ میں آکر میں نے قیام کیا ہے یہودی
مذکور یہ مضمون سُنکر سخت حیران اور متعجب ہوا اور اُس نے اپنے دل میں سوچا اور خیال کیا کہ اگر حسینؑ فرزند
رسول الثقلین عند اللہ عظیم القدر و الشان رفیع المنزلہ و سمو المکان نہوتے تو اُنکا خون ایسے سخت امراض
کے لئے ہرگز شفا دینے والا نہو سکتا۔ بیشک حسینؑ مقبول الٰہی ہیں اور اُن کے جد امجد محمد مصطفیٰؐ سچے پیغمبر

خدائے برحق کے ہیں یہ مضمون اپنے دل میں سوچکر یہودی مذکور مع دختر مذبورہ اسی وقت مسلمان ہوگیا پھر اس یہودی نے دیگر یہودیوں کو اس معجزہ باہرہ و کرامتِ ظاہرہ سے مطلع کیا تب پانچسو یہودی اسکی قوم کے بشرفِ اسلام مشرف ہوئے۔

یا اھل یثرب لا مقام لکم بھا	قتل الحسین فادمعی مدرار

اے اہلِ مدینہ اب یہ شہر رہنے کے قابل نہیں رہا تمہارا آقا اور سردار فرزند احمد مختار و نور چشم حیدر کرار کربلا کے بن میں بھوکا پیاسا قتل ہوا اب تم متصل ہمیشہ اس مظلوم کے ماتم میں روتے رہو۔

الجسم منہ بکربلاء مضرج	والراس منہ علی القناۃ یدار

اس فرزند پیغمبر کا جسم اطہر زمین کربلا پر خاک و خون میں غلطاں ہے اور اس جناب کے سر انور کو اعدائے دین نیزہ پر رکھے ہوئے تمام بلاد و امصار میں تشہیر کر رہے ہیں ✤

چھیاسٹھویں ۶۶ مجلس دربیان حالات فدک و خمس و فیٔ ✤

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمد اللہ حمداً کثیراً و نصلی علیٰ سید رسلہ وخیر خلقہ وحبیبہ محمدٍ الذی بعثہ بشیراً و نذیراً وصیرہ سراجاً منیراً و ولیہ الذی جعلہ للخلق اماماً وھادیاً وامیراً وعترت رسول۔ الذین اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ۔ اِنَّ الذین یاکلون اموال الیتٰمیٰ ظلماً اِنّما یاکلون فی بطونھم ناراً وسیصلون سعیراً۔ سورہ نساء۔ خدا تعالےٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ تحقیق جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کا یعنیٔ انکا مال ضبط کرلیتے ہیں یا چھین لیتے ہیں یا بطریق ناجائز اُسپر تصرف کرتے ہیں سوا اسکے نہیں کہ وہ کھاتے ہیں اپنے شکموں میں آگ کو یعنیٔ پُر کرتے ہیں اپنے پیٹوں کو اُس چیز سے کہ جو اُن کو آتشِ دوزخ کی طرف کھینچکر لیجائے گی اور قریب ہے کہ وہ لوگ داخل جہنم ہونگے اور آگ میں جلینگے کتاب المنتخب صفحہ ۹ جلد اول میں ہے۔ عن ابن عباس رض قال لما حضرت رسول اللہ الوفات بکی بکاءً شدیداً حتی بلت دموعہ اللحیۃ فقلت لہ یارسول اللہ ما یبکیک فقال ابکی لذریتی وما یصنع بھم من بعدی وما یفعلون بھم شرار امتی فکانی بفاطمہ ابنتی وقد ظلمت من بعد وغصب حقھا ودفعھا وغصب علی میراثھا فکانی بھا وھی تنادی یا ابتاہ یا ابتاہ فلا یعینھا احد من امتی فسمعت فاطمہ کلام ابیھا فبکت فقال لھا النبی اسکتی یا فاطمہ والبشری یا بنت محمد بسرعۃ اللحاق بی ولم تلبثی بعدی الا قلیلا وانک اول من یلحق بی من اھل بیتی

فسرت بذلک سرورًا عظیمًا۔ ابنِ عباس کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ کی وفات کا وقت قریب
آیا تو آنحضرت باوازِ بلند بہت شدت سے روئے یہانتک کہ ریشِ مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی میں نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ آپ کے اسطرح پر شدت سے رونے کا کیا سبب ہے فرمایا میں اپنی ذریت کے مصایب کو یاد کر کے روتا ہوں اور
مجھے یاد آتی ہیں وہ مصیبتیں اور تکلیفیں اور ایذائیں جو میرے انتقال کے بعد میری لختِ جگر فاطمہ اطہر کو اشرارِ امت
کے ہاتھوں سے پہنچیں گی پس گویا کہ میں دیکھتا ہوں فاطمہ کو کہ اُسپر اشرارِ امت و منافقین سخت ظلم اور تعدی کرینگے
اور اُسکے حق کو غصب کرلیں گے اور اُسکے شوہر پر ظلم اور جور کرینگے اور اُسکی میراث کو چھین لینگے گویا میں اُسوقت کو
دیکھ رہا ہوں کہ فاطمہ بحالتِ بیکسی و مجبوری و مظلومی مجھکو پکارتی ہے اور کہتی ہے واابتاہ واابتاہ مگر اُس اضطرار اور
مظلومیت و بیکسی کی حالت میں میری امت میں سے کوئی اُسکی مدد نہ کریگا۔ جب فاطمہ زہرا نے یہ کلام مصیبت
انضمام اپنے پدر بزرگوار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا بیقرار ہو کر روئیں جناب رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ ساکت ہو
نہ روؤ اے دخترِ محمد خوشخبری ہو تجھکو کہ تو بہت جلد مجھ سے ملحق ہوگی اور میرے بعد تو زیادہ عرصہ دُنیا میں زندہ نہ رہیگی
اور تو میری سب اہلبیت سے پہلے مجھ سے آملے گی اپنے جلد مرجانے کی خوشخبری سُنکر فاطمہ زہرا بہت خوش اور مسرور
ہوئیں۔ واضح ہو کہ جب جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین المعصومین نے بجانب اعلا علیین رحلت
فرمائی اور بحرِ رسالت کی دُرِّ یتیم و درجِ نبوت کی گوہر یکتا جناب صدیقہ کبریٰ بضعۃ خیر الوریٰ سیدۃ النساء فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ
علیہا یتیم ہوگئیں عترتِ رسولؐ پر کوہِ مصیبت ٹوٹ پڑا کہرام عظیم برپا ہوگیا ادھر آلِ رسول ہیں تو ماتم اور آہ وزاری
بکمال اضطراب و بیقراری شروع ہوئی اُدھر منافقینِ امت نے فرصت کو غنیمت جانا اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جاکر
ایک ناجایز کمیٹی منعقد کی اور خدا اور رسولؐ سے برخلاف ہو کر اصلی اولی الامر سے انحراف کیا جسکی اطاعت کو خدا تعالیٰ
نے اپنی اور اپنے رسولِ مقبول کی اطاعت کے مساوی اور برابر آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
میں بتایا تھا جسکو جناب رسول اللہ نے بمقام خم غدیر ایک جم غفیر کے سامنے بحکم آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ واللہ یعصمک من الناس۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ارشاد فرماکر
اپنے بعد اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا تھا اور جسکو خود حضرت عمر خطاب نے بمقام خم غدیر بخ بخ لک یا ابن ابیطالب لقد
اصبحت مولائی ومولا کل مومن ومومنہ۔ کہکر خلیفہ رسول ہونیکی مبارکباد دی تھی بلکہ اِس مبارکباد دینے میں
حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ نے بھی شرکت کی تھی یعنی اُنہوں نے بھی مبارکباد دی تھی اُس اولی الامر حقیقی اور
اصلی سے منحرف ہو کر حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا۔ کتاب المنتخب جلد اول صفحہ ۴ میں ہے جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ابوبکر خلیفہ بنگئے تب عمر خطاب نے اُنسے کہا کہ لوگ دُنیا کے بندے اور اکثر مال دُنیا
کے طالب ہیں اب یہ تدبیر کرنی چاہیے کہ علیؑ اور اُن کے اہلبیت و ذریت سے خمس اور فی اور فدک کو ضبط کرلیا جائے

جب

کیونکہ یہ اموال اور دولت انکی جب اُن سے چھین لیجائے گی اور اُن کے محب اور شیعہ اس امر سے آگاہ ہو جائینگے کہ مالِ دنیا میں سے اُن کے پاس کچھ نہیں ہے تب علیؑ و فاطمہؑ سے کنارہ کشی کرینگے اور اُن کو چھوڑ کر ہماری تمہاری طرف دنیا طلبی کے لئے راغب ہو جائیں گے ابوبکر نے اس رائے کو نہایت پسند کیا۔ اور اسپر عمل کیا عترت رسولؐ کے تمام حقوق کو ضبط و غصب کر کے خود اُنپر متصرف و قابض ہو گئے۔ پھر جب[1] اُنہوں نے منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے کہ جسکا قرضہ جناب رسولؐ اللہ کے ذمہ ہو یا حضرت نے جس سے کچھ وعدہ یا عہد کیا ہو وہ ہمارے پاس آئے ہم اُسکو ادا کرینگے۔ یہ ندا سُنکر جناب امیر المومنینؑ نے سیدہ نساء عالمین سے فرمایا کہ تم بھی جاؤ اور ابوبکر کو اپنے حقوق یاد دلاؤ فاطمہؑ ابوبکر کے پاس تشریف لے گئیں اور اُسکے سامنے فدک اور خمس اور فئی کا دعویٰ پیش کیا۔ ابوبکر نے کہا کہ گواہ لاؤ فاطمہؑ نے فرمایا کہ فدک کے بارہ میں تو قرآن میرا گواہ ہے جو خدا نے اپنے نبی پر نازل فرمایا ہے اُس میں خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے ارشاد کیا ہے اور حکم دیا ہے۔ فاتِ ذا القربیٰ حقہ۔ پس میں اور میری اولاد کل مخلوقات سے زیادہ تر رسولؐ اللہ کے قریبی ہیں۔ پس فدک خاص میرے اور میری اولاد کے لئے خدا اور رسولؐ نے مقرر کیا ہے جب جبرئیل نے مسکین و ابن سبیل کا ذکر پڑھا تو رسول اللہؐ نے پوچھا کہ مسکین و ابن سبیل کا حق کہاں ہے تب خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ۔ ترجمہ یعنی جانو تم اے مسلمانو جو کچھ تم نے کفار سے غنیمت میں لیا ہے اُسکا پانچواں حصہ خدا اور رسول اور رسول کے قریبیوں اور اُنکے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو۔ پس خدا تعالےٰ نے خمس کو ان چھ حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ اور نیز فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل الخ۔ یعنی اللہ نے جو کچھ اپنے رسول کو بدون فوج کشی اور جنگ کرنے کے دیہات میں سے دیا ہے پس وہ اللہ اور رسول اور رسول کے قریبوں کے لئے اور نیز یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے واسطے ہے۔ پس جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ کے لئے ہے وہ رسول اللہ کے لئے ہے اور جو کچھ رسول اللہ کے واسطے ہے وہ سب کچھ ہم ذوی القربیٰ کے لئے ہے۔ وقد قال اللہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اور تحقیق کہا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری محبت اور مودت کے بارہ میں کہ کہ اے محمدؐ لوگوں سے کہ میں تم سے پیغمبری پر کوئی اجرت اور پاداش نہیں چاہتا ہوں مگر صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے اہلبیت سے محبت رکھو۔ یہ تقریر جناب فاطمہؑ دختر بشیر و نذیر سے سُنکر ابوبکر اپنے وزیر عمر خطاب کی طرف دیکھنے لگے اور اُنسے

[1]۔ اس امر کی منادی اُنہوں نے شرماشرمی اُسوقت کرائی تھی جب دیکھا علیؑ قاضی دین بنے۔ حضرت رسول اللہ کا قرضہ ادا کر رہے ہیں اور اُن کے وعدوں اور عہدوں کو پورا کر رہے ہیں ۱۲۔ زاہر؎

کہا کہ لو اب بتاؤ اسکا کیا جواب دیتے ہو۔ عمر خطاب نے بنت رسالتمآب سے کہا کہ کیا خمس اور فی سب کچھ تمہارے اور تمہارے شیعوں اور محبوں کے لئے ہی ہے؟ فاطمہ زہرا نے فرمایا کہ فدک تو خاص میرے اور میری اولاد کے لئے خدا تعالے نے واجب کیا ہے اُس میں ہمارے غلاموں اور محبوں کا حصہ نہیں ہے اور خمس کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر اور ہمارے شیعوں اور محبوں پر تقسیم کیا ہے جیسا کہ تم کتاب خدا میں پڑھتے اور دیکھتے ہو۔ خلیفہ عمر نے کہا کہ پھر باقی مہاجرین و انصار و تابعین کے لئے کیا ہو گا صدیقہ کبریٰ نے فرمایا کہ یہ امر دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو وہ مہاجرین اور انصار و تابعین ہمارے محب اور ہمارے شیعہ ہیں تب تو جو کچھ ہمارے لئے ہے وہ اُن کے لئے بھی ہے اور اگر وہ ہمارے شیعہ اور محب نہیں تو اُن کے لئے صدقات ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب الآیہ۔ عمر نے کہا کہ فدک تو خاص تمہارا ہوا اور خمس اور فئ تمہارے واسطے اور تمہارے شیعوں اور محبوں کے لئے ہی تو میں یہ گمان نہیں کرتا کہ اصحاب رسول اس امر پر راضی ہو جائیں گے۔ جناب بضعۃ الرسول نے فرمایا کہ خدا اور رسولؐ تو اسپر راضی ہوئے ہیں اور خدا نے ہماری محبت اور موالات اور متابعت پر اسکو تقسیم کیا ہے یعنی ہمارے اور ہمارے محبوں اور فرمانبرداروں کے لئے اسمیں حصہ مقرر کیا ہے اور ہمارے دشمنوں اور مکاروں کے لئے نہیں مقرر کیا اور جس شخص نے ہمارے ساتھ دشمنی کی اُس نے خدا سے دشمنی کی جس نے ہماری مخالفت کی اُس نے خدا کی مخالفت کی اور جس نے خدا کی مخالفت کی اُسکے لئے خدائے قہار نے عذاب دردناک و عقاب شدید دُنیا و آخرت میں واجب کیا ہے خلیفہ دوم نے کہا جو تم دعویٰ کرتی ہو اُسپر گواہ لاؤ جناب صدیقہ کبریٰ نے فرمایا کہ ابھی کل کی بات ہے کہ تمنے جابر بن عبد اللہ و جریر بن عبد اللہ کے دعویٰ کی تصدیق کر لی اور اُن سے کوئی گواہ نہیں مانگا اور مجھ سے گواہ مانگتے ہو باوجود اسکے کہ میرے دعوی کی تصدیق قرآن شریف میں موجود ہے۔ عمر نے کہا کہ جابر و جریر نے ایک آسان سا دعوے کیا تھا اور تمہارا دعویٰ بہت بڑا ہے اس سے تو مہاجرین و انصار دین کو چھوڑ دینگے جب اُن کو روپیہ نہ ملے گا۔ جناب صدیقہ کبریٰ نے فرمایا کہ تحقیق مہاجرین نے بہ سبب رسولؐ و اہلبیت بجانب دینِ حق ہجرت کی ہے اور انصار نے اللہ اور رسولؐ اور رسولؐ کے ذوی القربیٰ پر ایمان لا کر نیکی کی ہے پس ہجرت نہیں ہو سکتی مگر ہماری طرف اور امداد و نصرت نہیں ہے مگر ہماری امداد اور نصرت اور متابعت سوائے ہمارے اور کسی کی جائز نہیں اور جو شخص ہم سے مرتد ہو گیا پس وہ جاہلیت یعنی کفر کی طرف واپس گیا۔ یہ سُنکر عمر خطاب نے لختِ جگر رسول کو ویسا ہی فقرہ کہا جیسا کہ اُن کے پدر عالیمقدار محبوب پروردگار کو اُنکے مرض الموت میں ان الرجل لیھجر۔ کہا تھا۔ جناب صدیقہ کبریٰ سے کہا کہ تم یہ اپنی بیہودہ باتیں چھوڑ دو گواہ پیش کرو تب جناب فاطمہ زہرا علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور امّ ایمن اور اسما بنت عمیس کو (اور اُس زمانہ میں اسما بنت عمیس

بوبکر جن ابی القحافہ کی زوجہ تھی) گواہی کے واسطے لائیں اور یہ گواہ پیش کئے گئے ان سب گواہوں نے گواہی دی اور صدیقہ کبریٰ کی پوری تصدیق کی۔ مگر عمر نے ان سب بزرگواروں اللہ اور رسولؐ کے پیاروں کی شہادتوں کو رد کر دیا اور کہا کہ یہ سب اپنے فائدہ کے لئے گواہی دیتے ہیں۔ اسوقت جناب امیر المومنین سید الصادقین نے عمر خطاب سے کہا کہ تو جو فاطمہ زہراؑ کی تکذیب کرتا ہے اور اُنکے دعوے کو چھوٹا خیال کرتا ہے پس یہ جان لے کہ فاطمہ جناب رسول اللہ مخبر صادق وحبیب خالق کی لختِ جگر ہے جس نے اسکو ایذا دی اُس نے جناب رسول اللہ کو ایذا دی جس نے اسکی تکذیب کی اُس نے جناب رسول اللہ کی تکذیب کی اور حسنؑ اور حسینؑ دونوں فرزند ہیں جناب ختمی مرتبت کے اور سردار ہیں جوانان جنت کے جس شخص نے انکی تکذیب کی اُس نے جناب رسول اللہ کی تکذیب کی کیونکہ اہلِ جنت صادقین ہیں۔ اور میرے باب میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے بارہا فرمایا یا علی انت منی وانا منک انت اخی فی الدنیا والاخرۃ۔ یعنی اے علیؑ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں تو دُنیا وآخرت میں میرا بھائی ہے اور نیز میرے بارہ میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے یا علی الرّاد علیک ھو الرّاد علیّ من اطاعک فقد اطاعنی ومن عصاک فقد عصانی۔ یعنی یا علیؑ جس نے تیرے کلام کو رد کیا اُس نے میرے کلام کو رد کیا جس نے تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی اور ام ایمن وہ ہے کہ جناب رسول اللہ نے اُسکے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے اور اسماء بنت عمیس کے لئے اور اُسکی اولاد و ذریت کے واسطے جناب رسول اللہ نے دعا کی ہے۔ عمر خطاب نے کہا کہ بیشک تم ان اوصاف سے متصف ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا لیکن چونکہ یہ گواہی اپنے فائدہ کیلئے دیتے ہو اس لئے ہم قبول نہیں کرتے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم ہمارے اوصاف کو مانتے اور قبول کرتے ہو اور انکار نہیں کرسکتے ہو اور باوجود اسکے پھر ہماری شہادتوں کو رد کرتے ہو تو یہ یاد رکھو کہ تم اس مقام پر ہماری شہادتوں کو رد نہیں کرتے بلکہ خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کو رد کرتے ہو فانا للہ وانا الیہ راجعون جبکہ ہم اپنے نفس کے لئے دعویٰ کریں تو ہمسے گواہ مانگے جائیں افسوس یہ ہے کہ کوئی ہمارا مددگار اور معین نہیں ہے اور تم سلطنت الٰہی وسلطنت رسالت پناہی پر بلا وجہ و دلیل کو دکر آبیٹھے ہو تم نے جبراً خلافت کو غصب کیا ہے اور جناب رسول اللہؐ کے گھر سے اُنکی سلطنت کو بغیر کسی دلیل و گواہ کے نکال باہر کیا اور اپنے گھر میں لے گئے اور بلا وجہ و دلیل اُسپر متصرف ہو گئے مگر یہ یاد رکھو کہ قریب ہے کہ ظالم جان لیں گے کہ اُنکا انجام کیا ہوتا ہے۔ پھر جناب امیر المومنینؑ نے جناب سیدہؑ سے فرمایا کہ اچھا اب تم گھر کو واپس چلو۔ جناب احکم الحاکمین ہم میں اور اُن میں حکم کرے گا اور وہ احکم الحاکمین ہے مفضل کہتے ہیں کہ جناب صادقؑ علیہ السلام نے اس مضمون کو بیان فرماکر ارشاد کیا کہ ہر ظلمہ جو اسلام میں پیدا ہوا ہے یا ہوگا اور جو خون ناجایز زمین پر گرایا گیا ہے یا گرایا جائیگا اور

جو امر ناجایز سرزد ہوا ہے یا ہوگا اُن سب کا وزر اور گناہ بانیانِ ظلم و بنیادِ فساد کی گردن پر ہے دقس علیٰ ہذا اُنکے تابعین و مطیعین پر ہے۔ مولف قایل نے اسی مقام سے کہا ہے ؎

بد کردنِ شمر ہم زبد کردن اوست	خونِ شہید امتام بر گردنِ اوست

مولف حضرات مومنین یہ سرائے فانی جائے امتحان ہے دُنیا کی زندگانی گھوڑ دوڑ کا میدان ہے یہ گھر دار فنا ہے آخرت دار البقا ہے اِس گھوڑ دوڑ میں جو بالکل ہارا اور اِس امتحان میں جو فیل ہوا وہ سخت پشیمان ہوگا بحالتِ ذلّت و خواری داخلِ اسفل درکات نیران ہوگا۔ اُن بدنصیبوں کی خیبت و خسران پر افسوس ہے جنہوں نے اپنی عمر ایسے افعال میں فنا کردی جو سخت مضر تھے ایسے ہی لوگوں کے حال میں خدا فرماتا ہے کہ جب اُنمیں سے کسی کی موت آئی تو وہ کہتا ہے کہ الٰہی مجھکو پھر دُنیا میں بھیجدے شاید میں پھر وہاں جاکر اچھے عمل کروں مگر ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا یہ کہنا اُسکا محض بیفائدہ ہے روز قیامت کو اُن بدنصیبوں کا کیا حال ہوگا جنکے دشمن خود شفیعان روزِ حشر ہوں گے جنہوں نے حقوق آلِ رسول کے غصب کئے اور اُنپر طرح طرح کے ظلم کئے اُن کے آثار کو محو کرنے میں ہمیشہ کوشش کرتے رہے۔ **لقایل**۔

الفی منقسم بغیر هم	والفهم من فیهم صفرٌ
المال حل للعصاة وجرمه	الکرام السادة الغرّ
والناس فی امن ولیس لهم	عن طارق یغشاهم حذرٌ
ویکاد من خوف ومن فزع	بهم بضیق البر والبحرُ
حالٌ تسوء ذوی النهی وبها	یستبشر المتجاهل الغمرُ

افسوس ظالموں کے ظلم اور اجحاف اور حیف اور تعدی اور عدوان و بغض و عناد و شنان کی وجہ سے وہ مال جو خاص بحکم خدائے لایزال آلِ رسول و محبانِ اولادِ بتولؑ کے لئے تھا وہ اغیار پر منقسم ہو رہا ہے اور خود اُن کے ہاتھ اُس سے خالی ہیں۔ وہ مال نافرمانوں بے ایمانوں کے لئے تو حلال خیال کیا گیا ہے اور سادات آلِ سیّد کائناتؐ کے واسطے حرام اور ناجایز سمجھا جاتا ہے۔ ہئے ہئے ہے افسوس صد افسوس کل فرقے اور ہر نوع اور ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں آرام اور چین سے بسر کرتے تھے مگر آلِ رسولؐ و اولادِ علیؑ و بتولؑ کو ظالم کسی طرح دم بھر آرام نہ لینے دیتے تھے۔ نوبت یہانتک پہنچ گئی تھی کہ شدّتِ خوف آلِ رسول و محبانِ علیؑ و بتولؑ پر تمام روئے زمین بر و بحر تنگ ہوگئے تھے۔ یعنی اُنکو کہیں امن کی جگہہ نہ ملتی تھی۔ حالت یہ تھی کہ صاحبانِ دین و عقل مصیبت و رنج میں گرفتار تھے اور جہال و حمقا مزے کرتے تھے چین اوڑاتے تھے۔ حضرات ناظرین و سامعین اِس کمترین نے یہ مضمون صداقت مشحون جناب صدیقہ کبریٰ

صلواۃ اللہ علیہا کے حالات میں واقعات تاریخیہ کے طور پر لکھا ہے نہ بحث مباحثہ کے طریق پر نہ متکلمین کے طور پر نہ بحث کی نیت سے۔ مجھے اس تحریر میں کسی فرقہ سے بحث کرنا مقصود نہیں کیونکہ اگر میں اس مضمون کو مباحثہ کے طور پر لکھتا تو ظاہر ہے کہ اپنے مخالفوں کی کتابوں سے لکھتا جیسا کہ ہمارے علماء و متکلمین و مناظرین کا داب ہے نیز یہ ہے کہ اگر اس مضمون کو مباحثہ کے طور پر لکھا جائے تو مجلدات متعددہ میں سمائے اس طرح دو چار ورق میں نہ آجائے گا۔ اور اصل یہ ہے کہ ہمکو اب اس مقدمہ میں بحث کرنے کی ضرورت نہیں رہی اس لئے کہ ہمارے علماء و مجتہدین و محدثین شکر اللہ مساعیہم الجمیلہ نے ان واقعات میں سے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو درج اسفار کلامیہ نہ کی ہو ہر طرح سے ہر پہلو سے ہر جانب سے ان مضامین واقعیہ و مطالب نفس الامریہ کو ایسا مدلل و مبرھن و واضح و مفصل لکھا ہے کہ اب ہم لوگوں میں سے کسی کو لکھنے اور قلم اٹھانے کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے دیکھو کتاب طعن الرماح و تشیید المطاعن وغیرہ کتب کلامیہ کو جنھوں نے مخالفین کا دم بند کر دیا کسی کو محل فرار و مجال انکار باقی نہیں ہے۔ اور ہماری کتاب نفحات الریاحین فی احوال خاتم النبیینؐ میں بھی یہ مضمون کسی قدر مفصل و مدلل موجود ہے اسکے دیکھنے سے بھی صاحب انصاف و طالب حق پر حق کا انکشاف ہو سکتا ہے اگر توفیق حق تعالیٰ رفیق ہو انشاء اللہ تعالیٰ۔

سرسٹھویں مجلس در فضایل و مکارم اخلاق جناب صدیقہ کبریٰ صلواۃ اللہ علیہا پھر مصائب کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ ذی المجد ذا لفضل و العطا و الصلوٰۃ علی نبینا و شفیعنا سید الانبیاء محمد المصطفےٰ و الہ الاتقیاء و ذریتہ النجباء۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ مخاطباً لرسولہ المصطفےٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ یعنی اے محمدؐ قریب ہے کہ تیرا رب تجھکو ایسا کچھ بخشے گا اور کرامت فرمائیگا کہ تو خوش ہو جائیگا بسند معتبر منقول ہے کہ ایکدن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب حضرت صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کے گھر میں تشریف لائے اُسوقت جناب مخدومہ کونین اونٹ کی کھال کا جامہ پہنے ہوئے چکی پیس رہی تھیں اور ساتھ ہی اپنے فرزند کو دودھ پلا رہی تھیں جب رسول اللہ نے اپنی دختر گرامی کو اس حالت میں دیکھا آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے اور فرمایا اے دختر گرامی دنیا کی تلخیوں کو حلاوت آخرت کے لئے اختیار کر جناب سیدہؑ نے عرض کیا کہ اے بابا جان میں خدا کی نعمتوں پر شکر کرتی ہوں اور اسکی کرامتوں پر حمد بجالاتی ہوں اُسوقت جناب باری تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول پر یہ آیت نازل فرمائی۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ یعنی بروز قیامت خدا تعالیٰ تجھکو ایسا کچھ عطا

کریگا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ کتاب مکارم الاخلاق میں بسند معتبر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے فرماتے ہیں
کہ جب جناب رسول اللہ کسی طرف کو سفر کرنے کا ارادہ فرماتے تھے تو سب سے آخر میں جناب فاطمہ کو رخصت کرتے
تھے اور اُن کے گھر سے سفر کو تشریف لیجاتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تھے تو پہلے جناب سیدہؑ
کے گھر میں تشریف لاتے تھے پس جناب رسول اللہؐ کے ساتھ کسی سفر میں جناب امیر المومنینؑ نے کچھ مال غنیمت
میں سے پایا تھا وہ جناب سیدہؑ کو لا کر دیا اُس میں سے جناب سیدہؑ نے دو کڑے چاندی کے بنوائے اور ہاتھوں
میں پہنے اور دروازہ پر ایک پردہ لٹکایا۔ جب حضرت رسول اللہ سفر سے واپس گئے تو موافق اپنے معمول کے
جناب سیدہؑ کے گھر میں داخل ہوئے جناب سیدہؑ شاد اور خوش حال ہوئیں اور استقبال کے لئے آگے آئیں
جناب رسول اللہؐ نے جب کڑے اور پردہ دیکھا واپس مسجد کو تشریف لیگئے جناب سیدہؑ اس امر سے غمگین
ہوئیں اور جان لیا کہ یہ کڑے اور پردہ حضرت کو ناگوار گزرا ہے فوراً پردہ کھول ڈالا اور کڑے ہاتھوں سے
اوتار دئے اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اپنے پاس بُلا کر ایک کو پردہ دیا اور دوسرے کو کڑے دئے اور فرمایا
کہ ان دونوں چیزوں کو تم میرے پدر بزرگوار کے پاس لیجاؤ اور میرا سلام عرض کرو اور کہو کہ یہ پردہ اور
کڑے آپ کی ناراضی کا باعث ہوئے ہیں آپ کو اختیار ہے ان دونوں چیزوں کے بارہ میں جو کچھ مناسب
ہو کریں جب دونوں صاحبزادوں نے پیغام اپنی مادر بزرگوار کا اپنے جد نامدار کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے
دونوں فرزندوں کو گود میں لیا اور اپنے دونوں زانوؤں پر دونوں کو بٹھالیا پھر حکم دیا کہ ان کڑوں کو فروخت
کر کے مہاجرین اہل صفہ پر تقسیم کر دیں اور وہ پردہ بقدر ایک ایک لنگ کے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اُن لوگوں کو
دیدیا جنکے پاس لنگ باندھنے کے لئے نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ فاطمہؑ پر رحمت نازل کرے اور اسکو
بعوض اس پردہ کے جامہ ہائے جنت پہنائے اور بعوض اس زیور کے زیور ہائے بہشت سے مزین کرے
نیز بسند معتبر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسالتمآبؐ نے جناب فاطمہ سے
فرمایا کہ اٹھو اور وہ کاسہ لاؤ جناب سیدہؑ اٹھیں اور وہ کاسہ لے آئیں اُس کاسہ میں گوشت اور روٹیاں گرم گرم
تھیں جس سے بھاپ نکل رہی تھی اور اسی وقت آسمان سے وہ کاسہ نازل ہوا تھا۔ جناب رسولؐ اللہ و
جناب امیر المومنینؑ و جناب سیدہ و جناب امام حسن و جناب امام حسین علیہم السلام نے اُس میں سے کھانا
تناول فرمایا اسی طرح ہر روز اُس کاسہ میں سے حضرات پنجتن پاک علیہم السلام طعام تناول فرماتے تھے
یہانتک کہ تیرہ دن اُسی کاسہ میں سے کھایا اور وہ کم نہوتا تھا ایک دن ام ایمن نے دیکھا کہ جناب امام
حسینؑ اُس کاسہ میں سے گوشت کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے ہوئے کھا رہے ہیں ام ایمن نے پوچھا کہاں سے
لائے ہو۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کئی روز ہوئے کہ ہم اسی میں سے کھا رہے ہیں ام ایمن نے

جناب سیدہ کے پاس آکر کہا کہ جسوقت کوئی چیز ام ایمن کے پاس ہو وہ تو فاطمہ اور ان کے فرزندوں کیلئے ہے
اور جسوقت فاطمہؑ کو کوئی چیز بہم پہنچے تو اس میں ام ایمن کا حصہ نہو جناب سیدہؑ نے یہ سنکر وہ کاسہ ام ایمن کے
سامنے لاکر رکھدیا ام ایمن نے خوب اچھی طرح کھایا مگر اسی وقت طعام مذکور کاسہ مذبورہ میں سے گم ہوگیا
کچھ بھی باقی نہ رہا جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر اس کاسہ میں سے اور کسی کو ندیا جاتا تو اسکا طعام گم نہوتا
بلکہ فرزندانِ فاطمہؑ کے لئے تا روزِ قیامت باقی اور موجود رہتا۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ وہ کاسہ ہمارے پاس موجود ہے اور قایم آلِ محمدؐ اسکو ظاہر کرینگے۔ ابن شہر آشوبؒ نے بطریق اہلسنت
حسن بصری سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ تمام امت میں اعلیٰ درجہ کی عابدہ تھیں راتوں کو عبادت
میں اسقدر کھڑی رہتی تھیں کہ پاؤں سوج جاتے تھے۔ جناب امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے فرماتے ہیں
کہ میری مادر گرامی جناب فاطمہ زہراؑ شب جمعہ کو جو محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو ہمیشہ یہ معمول تھا کہ
اوّل شب سے صبح تک رکوع وسجود وقیام میں مشغول رہتی تھیں اور مومنین ومومنات کے لئے دعا فرماتی تھیں
اور اہل ایمان کے لئے نام لے لیکر دعائیں کیا کرتی تھیں اور اپنے لئے دعا نہیں کرتی تھیں میں نے ایکدن
پوچھا کہ اماں جان آپ اپنے لئے دعا نہیں کرتیں فرمایا بیٹا ہمسایہ کا خیال چاہئے۔ بسند معتبر جناب امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا کہ باہر کی خدمت مثل
پانی اور لکڑی وغیرہ اشیاء کے لانے کی جناب امیر المومنین علیہ السلام کریں اور گھر کے اندر کی خدمت یعنی
چکّی پیسنا کھانا پکانا جھاڑو دینا وغیرہ کام جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہراؑ کریں۔ جناب امیر المومنینؑ سید الوصیین
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے حضرت فرماتے ہیں کہ جناب سیدہ نساء عالمیان فاطمہ زہراؑ جناب
محبوب خدا محمد مصطفےٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ جناب فاطمہؑ نے اسقدر مشکیزے پانی کے
اٹھائے کہ سینہ مقدسہ پر اثر ایذا کا ظاہر ہوگیا اور اسقدر چکی پیسی کہ ہاتھ مجروح اور زخمی ہوگئے اور اسقدر
گھر میں جھاڑو دی کہ کپڑے گرد آلود ہوگئے اور کھانا پکانے کے لئے اسقدر بار بار آگ سلگائی کہ کپڑے
سیاہ ہوگئے ان امور کی وجہ سے جناب سیدۃ النسا کو سخت تکلیف تھی بنابران ایکدن میں نے ان سے
کہا کہ اپنے پدر بزرگوار کے پاس جاؤ اور کہو کہ خدمت کرنے کے لئے ایک کنیز مول لے دیجے۔ جناب فاطمہؑ
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لے گئیں لیکن حیا مانع ہوئی کچھ عرض
نہ کرسکیں مگر جناب رسول اللہ نے سمجھ لیا کہ فاطمہؑ کچھ حاجت لیکر آئی تھیں دوسرے دن صبح کو جناب
رسالتمآبؐ ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فاطمہؑ کل محمدؐ سے کیا حاجت تھی جناب سیدہؑ نے شرم
کی وجہ سے جواب ندیا میں نے جناب فاطمہؑ کی ضرورت کو بیان کیا حضرتؐ نے فرمایا آیا میں تمکو ایسی چیز کی

خبردوں جو تمکو کنیز سے بہتر ہو میں نے عرض کیا ارشاد فرمائے۔ فرمایا جب بستر خواب پر جاؤ تو تیتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تیتیس دفعہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ جناب فاطمہؑ نے اپنے پدر بزرگوار کا ارشاد سُنکر تین مرتبہ عرض کیا کہ میں خدا اور رسولؐ سے راضی ہوئی۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب باری تعالےٰ کی تحمید اور تعظیم کے لئے جناب سیدہ علیہا السلام کی تسبیح سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے اگر جناب فاطمہؑ کی تسبیح سے اور کوئی شئے بہتر اور افضل ہوتی تو بیشک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی لخت جگر فاطمہؑ اطہر کو بتلاتے۔ کتاب المناقب ابن شہر آشوبؒ میں حسن بصری اور ابن اسحاق سے منقول ہے اُنہوں نے عمار اور میمونہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ ہمنے دیکھا کہ فاطمہ زہراؑ سو رہی ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے اور آٹا پس رہا ہے ہمنے اس امر سے جناب رسول اللہ کو خبر دی حضرت نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ اپنی کنیز کے ضعف کو جانتا ہے اسلئے اُس نے چکی کو حکم دیا ہے کہ وہ خود بخود حرکت کرے۔ یہ امر باحادیث کثیرہ فریقین کے ہاں کی حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب سیدۃ النساء صلوٰۃ اللہ علیہا اکثر نماز اور عبادت میں مشغول رہتی تھیں پس اس اثنا میں جب کوئی بچہ اُس جناب کا رونے لگتا تھا تو اُس بچہ کے جھولے کو دیکھا جاتا تھا کہ بغیر کسی ہلانے والے کے حرکت کر رہا ہے پس وہ ہلانے والا فرشتہ ہوتا تھا۔ اسی طرح اکثر اوقات ملائکہ اُس جناب کی خدمت کرتے تھے بچوں کا جھولا ہلاتے تھے آٹا پیستے تھے۔ ابن حماد۔

وقالت ام ایمن جیئت یوماً   الی الزھراء فی وقت الھجیر

امّ ایمن کہتی ہیں کہ ایک دن میں دوپہر کے وقت جناب فاطمہ زہرا کے گھر گئی۔

فلما ان دنوت سمعت صوتاً   وطحن فی الرحاء لہ ھدیر

جب میں قریب پہنچی تو گھر سے چکی کے چلنے کی آواز سُنی۔

فجیئت الباب اقرعہ ملیاً   فمامن سامع اومن مجیر۔

پس میں گھر کے دروازے پر آئی اور دیر تک دق الباب کیا لیکن کسی نے جواب نہ دیا

اذا الزھراء نایمۃ سکوت   وطحن للرحاء بلا مدیر

ناگاہ میں نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ فاطمہ زہرا خواب راحت میں ہیں اور چکی بدون چلانے ہلانیوالے کے حرکت کر رہی ہے اور آٹا پس رہا ہے۔

فجیئت المصطفےٰ فقصصت شانی   وما عاینت من امر ذعور

یہ حال دیکھکر میں جناب رسول اللہ کی خدمت میں پہنچی اور اس تعجب ناک قصہ کو بیان کیا۔

فقال المصطفےٰ شکراً لربی   باتمام الحباء لھا جدیر

جناب باری تعالی نے فرمایا کہ شکر ہے خدا تعالی کا جس نے ہمپر اتمام نعمت فرمایا ہے اور جناب رب منعام جلت آلایہ بیشک بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

راها الله متعة فالقا	عليها النوم ذو المن الكبير

جناب باری تعالی نے فاطمہؑ کو تعب اور مشقت میں دیکھا تو اُسپر خواب کو غالب کر دیا حتی کہ وہ سو گئی

ووكل بالرحا ملكا مدبرا	فعدت وقد مليت من السرور

اور اُسکی چکی پیسنے پر ایک فرشتہ کو مقرر فرما دیا ہے امِ ایمن کہتی ہیں کہ آنحضرت کی زبانِ مبارک سے یہ سنکر میں واپس آئی اور اُسوقت میں جناب فاطمہ زہراؑ کے درجات رفیعہ و منازل منیعہ پر خیال کر کے نہایت مسرور ہوئی۔ حضرات مومنین ناظرین و سامعین یہ مقام گریہ وزاری و محل جزع و بیقراری ہے خیال کرو کہ جس مخدومۂ کونین کی عند اللہ یہ قدر اور منزلت تھی کہ ملائکہ مقربین بحکم رب العالمین اُنکی خدمت گزاری کرتے تھے اور اُنکی چکی پیسنے کو اپنا فخر جانتے تھے اُس مخدومۂ کونین پر اور اُنکی اولاد امجاد پر منافقینِ امت نے کیا کیا ظلم اور جور کئے اور خدا و رسول کا دربارہ بتولؑ و اولاد بتولؑ ذرا لحاظ اور پاس نہ کیا حکومتِ چند روزہ کی طمع میں آکر بجانب کفرِ قدیمی رجعت قہقری کی۔ دین اسلام سے ہاتھ اُٹھایا جہانتک ممکن ہو سکا اولادِ رسولؐ کو آزار دئے اور ستایا اسی مخدومۂ کونین و بضعۂ رسول الثقلین کے وثیقہ کو چاک کر دیا۔ باپ کے ورثہ سے محروم کر کے اُنکو اور اُنکی ذریت کو نانِ شبینہ کا محتاج کر دیا۔ قرآن شریف میں خدا تعالی نے جو خمس اُن کے اور اُنکی اولاد کے لئے مقرر فرمایا تھا وہ بھی ضبط کر لیا کبھی ایک حبہ نہ دیا **لمؤلفہ**

محتاجِ قوت بنتِ شہ انبیاء ہوئی	ہے ہے بتولِ پاک پہ کیا کیا جفا ہوئی

پھر اُس مخدومۂ ملائکہ کے فرزند اکبر کے جنازہ کو تیروں کا تودہ بنایا اس ظلم اور دشمنی کا کیا حساب ہے ہے ہے جناب سید مسموم کو زہر سے شہید کرنے کے بعد پھر اُن کے جنازہ پر اعدا کو تیر مارنے کی کیا ضرورت ہو گئی تھی اور اُس جناب کے فرزند اصغر حسینؑ مظلوم کو بحالتِ تشنگی و گرسنگی ذبح کر کے اُن کے سرِ انور کو نیزہ پر چڑھایا اور مع ذریتِ رسول و دختران علیؑ و بتولؑ تمام بلاد میں تشہیر کیا اور اُن خاصانِ خدا و ذریتِ مصطفےٰ کے بارہ میں خدا اور رسولؐ کا کچھ بھی پاس و لحاظ نہ کیا۔ جیسا کہ علیا جناب امّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے اپنے بھائی مظلوم کے مرثیہ میں فرمایا ہے۔

وقد ذبحوا الحسين ولم يراعوا	جنابك يا رسول الله فينا

اڑسٹھویں ۶۸ مجلس در بیان وفات علیا جناب صدیقہ کبریٰ سیدۃ النسا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ العلی الکبیر الرؤف المتعال - ذی الکرم والانعام والمن والافضال والصلوٰۃ علی سیدنا ونبینا وشفیعنا محمد صاحب المقام المحمود والشفاعۃ الکبریٰ من عند الکریم العزیز المفضال - وعترتہ الاخیار وآلہ الاطہار الذین ہم خیر آل ولاسیما نصلی ونسلم علی الصدیقۃ بالاقوال والمبارکۃ بالاحوال والطاہرۃ بالافعال الزکیۃ بالعدالۃ والرضیۃ بالمقالۃ والمرضیۃ بالدلالۃ - المحدثۃ بالشفقۃ والحرۃ بالنفقۃ - والسیدۃ بالصدقۃ والحصان بالمکان والبتول فی الزمان - والزہرا بالاحسان مریم الکبریٰ بالستر وفاطمہ بالسر وفاطمہ بالبر - النوریۃ بالشہادۃ والسماویۃ بالعبادۃ الحانیۃ بالزہادۃ والعذرا بالولادۃ الزاہدۃ الصفیۃ العابدۃ الرضیۃ - الراضیۃ المرضیۃ المتہجدۃ الشریفۃ القانتۃ العفیفۃ - سیدۃ النسوان حبیبۃ حبیب الرحمن المحتجبۃ عن خزان الجنان وصفیۃ الرحمن - ابنۃ خیر المرسلین وقرۃ عین سید الخلائق اجمعین وواسطۃ العقدین سیدات نساء العالمین والمتظلمۃ بین یدی العرش یوم الدین ثمرۃ النبوۃ وام الائمہ وزہرۃ فواد شفیع الامۃ الزہراء المحترمہ والغراء المحتشمہ المکرمۃ تحت القبۃ الخضراء والانسیۃ الحوراء والبتول العذرا ست النساء وارثۃ سید الانبیاء وقرینۃ سید الاوصیاء فاطمہ الزہرا - الصدیقۃ الکبریٰ - راحۃ روح المصطفیٰ حاملۃ البلویٰ من غیر فزع ولاشکویٰ صاحبۃ شجرہ طوبیٰ ومن انزل فی شانہا وشان زوجہا واولادہا سورۃ ہل اتیٰ ابنۃ النبی وصاحبۃ الوصی - ام السبطین - وزوجۃ فاتح البدر واحد والخندق والخیبر والحنین - جدۃ الائمہ وسیدۃ نساء الدنیا والآخرۃ - الکریمۃ المظلومۃ الشہیدۃ السیدۃ الرشیدۃ شقیقۃ مریم بضعۃ محمد الاکرم المقطوعۃ من کل شر المعلومۃ بکل خیر المنعوتۃ فی الانجیل والموصوفۃ بالبر والتبجیل درۃ نسب صاحب الوحی والتنزیل جدہا الخلیل ومادحہا الرب الجلیل - صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا وابیہا وبعلہا وبنیہا وشیعتہا وموالیہا - امابعد فقد قال الشیخ الجلیل محمد بن علی بن شہراشوب فی مناقبہ رضی اللہ عنہ - السمعانی فی الرسالہ وابونعیم فی الحلیۃ واحمد فی فضائل الصحابۃ

والنطنزی فی الخصایص وابن مردویہ فی فضایل امیر المومنین والزمخشری فی الفایق عن جابر قال رسول اللہ لعلی قبل موتہ السلام علیک یا ابا الریحانتین اوصیک بریحانتی من الدنیا فعن قلیل ینہد رکناک علیک قال فلما قبض رسول اللہ قال علی ہذا احد الرکنین۔ فلما ماتت فاطمۃ قال علی ہذا ہو الرکن الثانی۔ یعنی شیخ جلیل محمد بن علی بن شہر اشوب رضی اللہ عنہ کتاب المناقب میں کہتے ہیں کہ اسمعانی نے رسالہ میں اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں اور احمد حنبل نے فضایل الصحابہ میں اور نطنزی نے خصایص میں اور ابن مردویہ نے فضایل امیر المومنین میں اور زمخشری نے فایق میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ الاطیاب نے سید الوصیین امیر المومنین علیہ السلام سے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ اے علیؑ میرے دو پھولوں کے باپ تمپر سلام ہو جیو اے علیؑ میں تمکو اپنے دونو پھولوں یعنی حسنؑ اور حسینؑ کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کو محترم رکھنا بہت جلد دو رکن تمہارے ٹوٹ جائیں گے پھر جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتقال ہوا تب جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ میرا ایک رکن ٹوٹ گیا۔ پھر بعد ارتحال سرور کائنات جب جناب سیدہؑ کی وفات ہوئی تب جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ میرا دوسرا رکن خراب اور برباد ہوا۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار کی مفارقت میں ہر وقت دن رات رویا کرتی تھیں یہانتک کہ اہل مدینہ تنگ آگئے تھے اور اُنہوں نے درخواست کی کہ یا تو دن کو روؤ شب کو آرام کرو تاکہ ہم بھی آرام کریں یا رات کو روؤ اور دن کو خاموش رہو۔ بنابران یہ معمول کرلیا تھا کہ دن کو مقابر شہدا پر جاکر رویا کرتی تھیں اور رات کو گھر میں آکر روتی تھیں۔ وانشدت الزہرا علیہا السلام بعد وفات ابیہا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شعر

وقد رزئنا بہ محضا خلیقتہ — صافی الضرایب والاعراق والنسب
وکنت بدرا ونورا یستضاء بہ — علیک ینزل من ذی العزۃ الکتب
وکان جبرئیل روح القدس زایرنا — فغاب عنا وکل الخیر محتجب
فلیت قبلک کان الموت صادفنا — لما مضیت وحالت دونک الحجب
انا رزئنا بما لم یرز ذو شجن — من البریۃ لا عجم ولا عرب
ضاقت علی البلاد بعد ما رحبت — وسیم سبطاک خسفا فیہ لی نصب

نیز مناقب ابن شہر آشوب میں انس بن مالک سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں سے سنا کہ وہ کہتی تھیں کہ جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا کا روئے انور ایسا درخشاں تھا کہ جیسا چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ وروی انہا کانت مشرقۃ الرباعیۃ۔ اور نیز منقول ہے کہ آگے کے دانت نہایت

روشن اور چمکدار تھے۔ بیوی عائشہ وغیرہ سے منقول ہے کہ جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہراؑ کی رفتار جناب سیّد ابرار
احمد مختار کی رفتار سے نہایت مشابہ تھی۔ جناب فاطمہ زہراؑ مکہ معظمہ میں جناب سیّد الانبیاءؐ کی بعثت سے پانچ سال اور
آنحضرت کے معراج سے تین سال بعد بیسویں تاریخ جمادی الآخری کو پیدا ہوئیں آٹھ برس مکہ معظمہ میں اپنے والد ماجد
کے ساتھ رہیں پھر مدینہ کو ہجرت کی مدینہ میں پہنچنے سے دو سال بعد یکم ذیحجہ کو جناب معصومہ کا جناب امیرالمومنینؑ سے
عقد ہوا بعد جنگ بدر بروز سہ شنبہ چھٹی تاریخ ذیحجہ کو جناب امیرالمومنین و سیّد الوصیین کے گھر میں رونق افروز ہوئیں
اور جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب کا انتقال ہوا تب جناب فاطمہؑ کا سن شریف اٹھارہ سال سات ماہ
کا تھا اور جناب رسول اللہ کی وفات کے بعد بہتر دن یا پچھتر دن زندہ رہیں شب یکشنبہ تیرھویں تاریخ ربیع الآخر ۱۱ ہجریہ
میں وفات پائی اور قبر اُس معصومہ و مظلومہ کی بقیع میں یا اُن کے گھر میں یا جناب پیغمبر و حبیب داور کی قبر مطہر و ممبر
انور کے مابین ہے۔ منقول ہے کہ جب جناب سیّد الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دار دنیا سے بعالم
بقا رحلت فرمائی تو جناب سیّدہ نساء عالمین صلواۃ اللہ علیہا ہمیشہ ہر وقت محزون اور غمگین رہتی تھیں۔ اور عصابہ
سر انور پر بوجہ الم و درد بندھا رہتا تھا اور جسم مبارک نہایت ضعیف اور نحیف اور لاغر ہو گیا تھا اور ہمیشہ ہر وقت
آنسو دیدہائے حق بیں سے جاری رہتے تھے اور والد بزرگوار کی مفارقت کی آگ سے دل اور جگر جل رہے تھے
گھڑی گھڑی پر غش آتا تھا بیہوش پڑی رہتی تھیں جب ہوش آتا تھا تو حسنینؑ سے کہتی تھیں تمہارے نانا کہاں ہیں
جو تمہیں ساعت بساعت گود میں لیتے تھے کہاں ہیں تمہارے نانا جو تمام خلقت سے زیادہ تم پر مہربان تھے اور
کبھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ تم زمین پر چلو بلکہ ہمیشہ ہر وقت یہی چاہتے تھے کہ تم اُنکی گود میں یا کاندھے پر رہو۔ اب
مجھے یہ امید نہیں ہے کہ وہ اس دروازہ کو کھولیں اور میرے بیت الاحزان میں داخل ہوں۔ اور اب میں دیکھونگی
کہ میرے بابا جان تمکو کاندھے پر بٹھائیں جسطرح تمکو ہمیشہ دوش مبارک پر بٹھاتے تھے۔ منقول ہے کہ جب جناب
صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کو جناب حق تعالیٰ کیجانب سے اُنکی وفات کی خبر پہنچی تو اُس جناب نے
امّ ایمن کو اپنے پاس بلایا اور امّ ایمن جناب فاطمہؑ کے نزدیک نہایت معتمد تھیں پس اُنسے فرمایا کہ اے امّ ایمن خدا کیجانب
سے میری وفات کی خبر آئی ہے تو جناب ابو الحسنؑ کو بلا لا۔ جناب امیرالمومنین تشریف لائے تو حضرت سے فرمایا کہ اے
ابو الحسنؑ میں تم سے چند وصیتیں کرتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ ان میری وصیتوں کو یاد رکھیں گے۔ جناب
امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ آپ جو چاہیں وصیت کریں جناب سیّدہؑ نے فرمایا کہ پہلی وصیت میری یہ ہے کہ امامہ دختر
زینب سے جو میری بھانجی ہے تم نے میرے بعد عقد کر لینا اسلئے کہ وہ میرے فرزندوں کی پرورش اچھی طرح کرے گی
کیونکہ وہ مثل میرے میرے فرزندوں پر مہربان ہے دوسری یہ ہے کہ ایسا تابوت میرے واسطے بناؤ جیسا کہ ملائکہ نے
میرے سامنے بنا کر مجھے دکھلایا تھا۔ پھر جناب فاطمہؑ نے جناب امیرالمومنینؑ کو اُسکی ترکیب اور ترتیب اسی طرح بتلائی

جسطرح ملائکہ نے بحکم جناب باری تعالیٰ اُن کے سامنے بنا کر دکھایا تھا۔ فرمایا۔ تیسری وصیّت میری یہ ہے کہ جسوقت میری
وفات ہو اُسی وقت مجھے دفن کر دینا میرے دفن کرنے میں تاخیر نہ کرنا۔ تاکہ میرے دشمن اور خدا و رسول کے دشمن میرے
جنازہ پر نہ آجائیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہاری وصیّت کے موافق عمل کرونگا۔ کتاب روضۃ الواعظین
وغیرہ میں روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا کا مرض شدید ہوا اور چالیس روز گزر گئے اور اُس جناب کو اُنکی وفات کی
خبر پہنچی اُمّ ایمن و اسماء بنتِ عمیس سے کہا کہ جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام کو بُلالاؤ جب حضرت تشریف لائے تو فرمایا کہ اے
ابوالحسنؑ میری وفات کی خبر مجھے آسمان سے پہنچی ہے اور اب میرا کوچ ہے میں تمکو چند وصیتیں کرتی ہوں انکو یاد رکھنا
جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اے بنتِ رسول جو وصیّت چاہو بیان کرو میں انشاء اللہ تعالیٰ اُنکی تعمیل کرونگا جناب
امیر المومنینؑ جناب سیّدہ نساء عالمین کے سرہانے بیٹھ گئے اور سب کو اُس مکان سے باہر جانے کے لئے ارشاد فرمادیا
پھر جناب سیّدہؑ نے فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ تم جانتے ہو کہ میں راست گفتار اور امانتدار ہوں اور میں نے کبھی تمہاری
مخالفت نہیں کی جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک تم عارفہ خدا اور نیکو کار اور نہایت پرہیزگار اور
بہت بڑی کریم اور بہت خدا سے ڈرنیوالی ہو تمنے کبھی میری مخالفت نہیں کی۔ اب مجھپر تمہاری مفارقت نہایت
سخت شاق اور گراں ہے مگر یہ چیز (یعنی مرنا) ایسی چیز ہے کہ آدمی کو اس سے چارہ نہیں ہے قسم خدا کی تمہاری
مفارقت نے مجھپر جناب رسولؐ کی مفارقت کی مصیبت کو تازہ کر دیا ہے۔ اور تمہاری وفات و جدائی مجھپر سخت شاق
ہے پس میں اس مصیبت میں جو نہایت پُر درد و اندوہ ہے انا للہ و انا الیہ راجعون کہتا ہوں تمہاری مفارقت
اور جدائی مجھکو سخت جلانیوالی اور رنج دینے والی ہے قسم خدا کی تمہاری مصیبت ایسی مصیبت ہے کہ اس میں
تسلّی ہو نہیں سکتی یہ باتیں کر کے ایک گھنٹے تک جناب امیر المومنین اور جناب سیّدہؑ نساء عالمین دونوں روئے کئے
پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا جو چاہو وصیّت کرو میں اُسکی انشاء اللہ تعالیٰ تعمیل کرونگا جناب سیّدہ نے
فرمایا تمکو خدا جزائے خیر دے اے ابنِ عم رسول میں پہلی وصیّت تمکو یہ کرتی ہوں کہ تمنے بعد میرے امامہ سے عقد
کر لینا اِسلئے کہ امامہ میرے فرزندوں پر مثل میرے مہربان ہے۔ پھر فرمایا میری نعش بناؤ اِسلئے کہ میں نے ملائکہ
کو دیکھا کہ اُنہوں نے صورت نعش کی میرے سامنے بنا کر مجھکو دکھائی تھی۔ منقول ہے کہ پہلی نعش جناب سیّدہ ہی
کے واسطے بنائی گئی ہے۔ پھر فرمایا جناب سیّدہؑ نے کہ یا علیؑ میں پھر تمہیں وصیّت کرتی ہوں کہ میرے جنازہ پر اُنمیں سے
ایک بھی نہ آنے پائے جنہوں نے مجھپر ظلم اور ستم کئے ہیں اِسلئے کہ وہ لوگ میرے دشمن اور خدا و رسولؐ کے دشمن ہیں
اور انہیں سے اور اُن کے ہوا خواہوں میں سے کسی کو میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھنے دینا اور مجھکو رات کے وقت جب
لوگ سوتے ہوں دفن کر دینا۔ جلاء العیون میں ہے شیخ مفید و شیخ طوسیؒ نے جناب امام حسینؑ و جناب امام زین العابدین
علیہما السلام سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ زہراؑ بیمار ہوئیں جناب امیر المومنین علیہ السلام کو وصیّت فرمائی

کہ میری بیماری کو پوشیدہ رکھو اور لوگوں کو میری حالت پر مطلع نکرو جناب امیر المومنینؑ نے اس وصیت پر عمل فرمایا
اور جناب سیدہؑ کی بیمارداری میں مصروف رہے اور اسما بنتِ عمیس معین اور مددگار تھیں حالتِ مرض و علالت
جناب سیدہؑ کے احوال کو پوشیدہ رکھتے رہے جب وقتِ وفات کا قریب آیا جناب امیر المومنینؑ کو وصیت فرمائی کہ تم خود
مجھکو غسل دینا اور خود کفن پہنانا اور مجھے رات کے وقت دفن کر دینا۔ اسلئے جناب امیر علیہ السلام خود متوجہ
تغسیل و تکفین و تدفین ہوئے اور رات ہی کو دفن کرکے علامتِ قبر کو چھپا دیا۔ جب مٹی قبر پر ڈال چکے تو حزن
اور اندوہ نے جناب امیر المومنین پر غلبہ کیا اور آنسو روئے مبارک پر جاری ہوئے اُسوقت جناب رسول اللہ کی قبر منور
کی طرف مُنہ کرکے فرمایا السلام علیک یا رسول اللہ آپ کی دختر اور آپکی حبیبہ اور آپ کی قرۃ العین اور آپ کی زیارت
کرنے والی آج کی رات خاک میں آرام فرما رہی ہیں اور حق تعالیٰ نے سب اہلبیت میں سے پہلے اُنکو اختیار کیا
کہ آپ سے ملحق ہوں یا رسول اللہ آپ کی دختر کے انتقال سے میرا صبر کم ہوگیا اور اُنکی مفارقت میں سخت ضعیف
اور ناچار ہوگیا لیکن آپ کی مفارقت میں صبر کرنے سے گنجایش ہے کہ اس مصیبت میں بھی صبر کروں گا۔ اور
تحقیق میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو قبر میں اوتارا تھا جبکہ آپ کی جانِ مقدس میرے سینہ اور گلے کے قریب سے
جاری ہوئی اور آپ کی آنکھیں میں نے بند کیں اور میں آپ کے تمام امور کا خود متکفل ہوا تھا۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ اب آپ نے اپنی امانت کو مجھ سے پھیر لیا اور میری سپردگی سے نکال لیا فاطمہ زہراؑ کو مجھ سے چھوڑا لیا
اب آسمان سبز اور زمین گرد آلود میری آنکھوں میں سخت قبیح اور بُری معلوم ہوتی ہے یا رسول اللہ میرا اندوہ اور
حزن ہمیشہ رہیگا اور راتیں مجھپر سخت دشوار گزریں گی اور یہ غم میرے دل سے نہ جائیگا۔ جبتک حق تعالےٰ
میرے واسطے بھی وہی گھر جہاں آپ آرام فرما رہے ہیں نہ اختیار کرے۔ زخم میرے دل کا چرک و ریم لانیوالا ہے
اور غم میرا مجھکو میری جگہہ سے ہٹا دینے والا ہے کیا جلد ہم میں مفارقت اور جدائی واقع ہوئی میں خدا تعالےٰ
سے اپنے اندوہ و حزن و ملال کے حال کی شکایت کرتا ہوں۔ الحدیث۔

انہتر۶۹ویں مجلس دربیان وجہ تسمیہ علیا جناب سیدۃ النساء زہرا و دیگر فضایل علمیہ و ذکر مصحف الجناب پھر بیان مصایب و وفات

فی الدمعۃ الساکبہ نقلاً عن ارشاد القلوب مرفوعاً الی سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال
کنت جالساً عند النبی فی المسجد اذ دخل العباس بن عبد المطلب فسلم فرد النبی ورحب
به فقال یا رسول اللہ بم فضل علینا علی بن ابیطالب اهلبیت والمعادن واحدۃ فقال النبیؐ
اذن اخبرک یا عم ان اللہ خلقنی وخلق علیاً ولا سماء ولا ارض ولا جنۃ ولا نار ولا لوح

ولا قلم فلما اراد اللہ عزوجل بدء خلقنا تکلم بکلمۃٍ فکانت نوراً ثم تکلم کلمۃ ثانیۃً فکانت روحاً فمزج فیما بینهما واعتدلا فخلقنی وخلق علیاً منهما ثم فتق من نوری نور العرش فانا اجل من العرش ثم فتق من نور علی نور السموات فعلی اجل من السموات ثم فتق من نور الحسن نور الشمس ومن نور الحسین نور القمر فهما اجل من الشمس والقمر وکانت الملائکۃ تسبح اللہ تعالیٰ وتقول فی تسبیحها سبوح قدوس من انوار ما اکرمها علی اللہ تعالیٰ فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یبلو الملائکۃ ارسل الیهم سحاباً من ظلمۃ وکانت الملائکۃ لا تنظر اولها من اخرها ولا اخرها من اولها فقالت الملائکۃ الهنا وسیدنا منذ خلقتنا ما راینا مثل ما نحن فیہ فنسئلک بحق هذہ الانوار الا ما کشفت عنا فقال اللہ عزوجل وعزتی وجلالی لافعلن فخلق نور فاطمۃ الزهرا یومئذٍ کالقندیل وعلقہ فی قرط العرش فزهرت السموات السبع والارضون السبع من اجل ذلک سمیت فاطمۃ الزهراء وکانت الملائکۃ تسبح اللہ وتقدسہ فقال اللہ وعزتی وجلالی لاجعلن ثواب تسبیحکم وتقدیسکم الی یوم القیامۃ لمحبی هذہ المرءۃ وابیها وبعلها وبنیها۔ انتهی بقدر الحاجۃ۔ میرے عنایت فرما خلیفہ سید محمد محسن متین فرماتے ہیں

رباعی

ہیں پنجتن اک نور خدائے کونین — اور کون و مکاں کے اے متین زینت و زین
یہ نام ہیں زیب عرش اعظم لاریب — زہرا و محمد و علی و حسنین

ایضاً

ہیں خیر نساء مریم و حوا کا شرف — اور آسیہ و ہاجر و سارا کا شرف
کیا مرتبہ حضرت زہرا ہے متین — خاتون جناں ہیں عرش اعلیٰ کا شرف

مثنوی للمؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سزاوار ثنا ذات خدا ہے — کہ جس نے خلق عالم کو کیا ہے
شریک اُسکا کوئی ہرگز نہیں ہے — غنی بالذات رب العالمیں ہے
وہ واحد ہے یگانہ ہے صمد ہے — نہ اُسکا باپ ہے اور نے ولد ہے
حکیم اور قادر متعال ہے وہ — کریم اور معطی و مفضال ہے وہ
وہ ہے دانا و بینا اور قادر — کئے آثار اُس نے اپنے ظاہر
ہدایت کے لئے بھیجے پیمبر — کہ تا مخلوق کے ہوویں وہ رہبر
بڑے رتبے دئے اُن انبیا کو — کیا سردار اُن میں مصطفےٰ کو

زمین و آسمان و عرش کرسی
بہشت و دوزخ و حور اور قدسی

یہ سب مخلوق رب تھے جبکہ نابود
کوئی بھی شے نہ تھی جسوقت موجود

کیا اِک نور خالق نے ہویدا
ہوا اُس نور پر وہ آپ شیدا

وہ نور مصطفےٰ و مرتضےٰ تھا
جو اوّل خلق خالق نے کیا تھا

ما حصل حدیث مذکور

بیاں کرتے ہیں سلمانِ محمد
بدل تھے جو کہ قربانِ محمد

کہ مسجد میں نبی رونق فزا تھے
وہاں پر حضرتِ عباس آئے

سلام آکر کیا سردارِ دیں کو
ہوئے خوشنود اُنسے شاہ خوشخو

کہا عباس نے حیدر کو مجھپر
فضیلت کس طرح ہے اور کیونکر

کہ ہم سب ایک ہی تو نسل سے ہیں
جُدا شاخیں ہیں پر اِک اصل سے ہیں

کہا حضرت نے تب اپنے چچا کو
کہ جانو تم مجھے اور مرتضےٰ کو

کیا خالق نے تھا اسوقت پیدا
زمیں و آسماں جب کچھ نہیں تھا

عدم میں تھے نہیں ہرگز پتا تھا
بہشت و دوزخ و لوح و قلم کا

ہوا جب اقتضائے صنع قادر
کرے تا غیب سے وہ ہمکو ظاہر

تو اِک کلمہ کیا حق نے ہویدا
ہوا اُس حکم سے اِک نور پیدا

ہوا پھر دوسرا کلمہ جو ارشاد
پڑی اِک روح کی تب اُس سے بنیاد

تو نور اور روح کو حق نے ملایا
ہمارے نور کو اُس سے بنایا

بنایا عرش کو نورِ نبیؐ سے
فلک پیدا کئے نورِ علیؑ سے

تو ہیں عرشِ معظّم سے ہوں بہتر
فلک سے حیدرِ صفدر ہی برتر

ہوا مخلوق خور نورِ حسنؑ سے
قمر نورِ شہِ تشنہ دہن سے

مرے سبطین جو نورِ نظر ہیں
بلاشک برتر از شمس و قمر ہیں

ملایک دیکھکر وہ نور باری
زباں پر کرتے تھے تسبیح جاری

تعجب سے مَلک کہتے تھے یارب
تیرا یہ نور ہے کیسا مقرب

ملک کو آزمایا کبریا نے
کیا یوں امتحاں اُن کا خدا نے

کیا نازل تب اُنپر ابر تاری
اندھیرا ہوگیا ہر سمت طاری

ہوا اس رنج سے تب اُن کو سکتا
نہ تھا اک دوسرے کو دیکھ سکتا

تو کی یوں عرض سب نے یا الٰہی
نہ دیکھی تھی کبھی ایسی سیاہی

ہے اِس ظلمت سے جو کچھ خوف آتا
نہ ایسا ہول دیکھا نے سُنا تھا

بایں نورِ منوّر یا الٰہی
تو کر دے دور ہم سے یہ سیاہی

دُعا مقبول کی خالق نے اُنکی
وہ یوں موقوف کی حق نے سیاہی

کیا اک نور چوں قندیل پیدا
وہ نورِ ایزدی تھا نورِ زہرا

تو پھر وہ حکمِ ربّ العالمیں سے
معلّق ہوگیا عرشِ بریں سے

ہوئے افلاک سب پُر نور اُس سے
ہوئی ظلمت وہ ساری دور اُس سے

ہوئے اُس نور سے روشن یہ اجرام
اسی باعث سے ہے زہرا ہوا نام

چمک اُس نور کی جبوقت دیکھی
ہوئے تسبیح میں مشغول قدسی

کہا حق نے قسم کھا کر کہ تا حشر
تمہاری اِس عبادت کا جو ہے اجر

وہ دوں گا میں گروہِ اتقیا کو
محبانِ بتولِؑ پارسا کو

وفی الدمعۃ الساکبۃ نقلاً عن العلل - قال وفیہ ایضًا باسنادہ عن جابر عن ابی عبد اللّٰہ قال قلت لم سمیّت فاطمۃؑ الزہرا زہراً فقال لان اللّٰہ عزوجل خلقھا من نور عظمتہٖ فلما اشرقت اضائت السموات والارض بنورھا وغشیت ابصار الملائکۃ وخرت الملائکۃ للّٰہ ساجدین وقالوا الٰھنا وسیدنا ما ھذا النور فاوحی اللّٰہ الیھم ھذا نور من نوری اسکنتہ فی سمائی خلقتہ من عظمتی اخرجہ من صلب نبیٍ من انبیائی افضلہ علی جمیع الانبیاء واخرج من ذالک النور ائمۃ یقومون بامری یھدون الی حقی واجعلھم خلفائی فی ارضی بعد انقضاء وحیی - کتاب دمعہ ساکبہ میں کتاب علل الشرائع سے نقل کیا ہے اُس میں جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد خود جابر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جناب فاطمہ زہراؑ کا نام زہرا کیوں ہوا حضرت نے فرمایا کہ اُس علیا جناب کا نام زہرا اسلئے ہوا کہ خالق عالم جل جلالہ نے اُن کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا ہے جب جناب فاطمہ زہراؑ کا نور درخشاں وتاباں ہوا تو اُن کے نور کی درخشانی اور چمک سے تمام آسمان اور زمین روشن ہوئے اور ملائکہ کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں تب ملائکہ نے خدائے کریم کو سجدہ کر کے عرض کیا کہ اے ہمارے سردار اور آقا اور ہمارے اللہ یہ کیسا عظیم الشان نور ہے - جناب حق سبحانہ تعالےٰ نے ملائکہ کو اِس امر کی وحی کی کہ یہ ایک نور ہے میرے نور سے میں نے

اسکو اپنے آسمان میں ساکن کیا ہے اور اپنی عظمت سے پیدا کیا ہے پس اس نور کو اپنے ایک نبی کی پشت سے نکالونگا اور اُس نبی کو تمام انبیا سے افضل کرونگا اور اُس نور سے میں وہ امام پیدا کروں گا جو بعد انقضاء ایام وحی میرے امر کو قایم کرینگے اور میرے حق کی جانب لوگوں کو ہدایت کرینگے۔ کتاب بحار الانوار جلد ہفتم ص ۳۲ میں ہے۔ عن الصادق عن ابیہ عن جدہ علیہم السلام قال قال رسول اللہ انا میزان العلم و علی کفتاہ والحسن والحسین حبالہ و فاطمۃ علاقتہ والائمۃ من بعدھم یزنون المحبین والمبغضین الناصبین الذین علیہم لعنۃ اللہ ولعنۃ اللاعنین۔ جناب صادق علیہ السلام نے اپنے ابائے طاہرین کے سلسلۂ طیبہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں ترازوئے علم ہوں اور علیؑ اُسکے پلّے ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ اُسکی ڈور اور فاطمہ اُسکی ڈنڈی ہیں اور دیگر ائمہ جو اونکی اولاد میں سے ہوں گے وہ تولینگے اُس میں اپنے محبوں کو اور اُن اعدا و نواصب کو جنپر خدا کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے یہ حدیث بطریق عامہ ینابیع المودۃ میں بھی درج ہے۔ کتاب علل الشرایع میں ہے عن اسحاق بن محمد بن عیسیٰ بن زید بن علی قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول انما سمیت فاطمۃ علیہا السلام محدثۃ لان الملائکۃ کانت تھبط من السماء فتنادیھا کما تنادی مریم بنت عمران فتقول یا فاطمۃ ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی نساء العالمین یا فاطمۃ اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین فتحدثھم ویحدثونھا الحدیث اسحاق بن جعفر سے منقول ہے کہا اُس نے کہ سنا میں نے جناب صادق علیہ السلام سے کہ وہ جناب فرماتے تھے کہ جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کو محدثہ اسواسطے کہتے ہیں کہ آسمان سے ملائکہ نازل ہوکر اُس علیا جناب کو پکارتے تھے جسطرح مریم بنت عمران کو پکارتے تھے یعنی اُنسے ملائکہ کہتے تھے کہ اے فاطمہ تحقیق حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے برگزیدہ کیا ہے آپ کو اور پاک و طاہر یعنی معصومہ کیا ہے آپ کو اور برگزیدہ کیا ہے آپ کو تمام نساء عالمین پر اے فاطمہؑ اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور سجدہ کرو اور رکوع کرو ہمراہ رکوع کرنے والوں کے۔ پس جناب سیدہ ملائکہ سے باتیں کرتی تھیں اور ملائکہ اُس جناب سے گفتگو کرتے تھے۔ کافی و بصایر الدرجات میں ماثور ہے۔ عن حماد بن عثمان قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول تظھر الزنادقۃ فی سنۃ ثمانیۃ وعشرین ومایۃ لانی نظرت فی مصحف فاطمۃ قال فقلت وما مصحف فاطمۃ فقال ان اللہ تبارک وتعالیٰ لما قبض نبیہ دخل علی فاطمۃ من وفاتہ من الحزن ما لا یعلمہ الا اللہ فارسل الیہا ملکا یسلی عنہا غمہا ویحدثہا فشکت ذلک الی امیر المومنین علیہ السلام فقال لہا اذا احسست بذلک فسمعت الصوت فقولی لی فاعلمتہ فجعل یکتب کلما سمع حتی اثبت من ذلک مصحفا قال ثم قال اما انہ لیس فیہ من الحلال والحرام ولکن فیہ علم ما یکون حماد بن عثمان سے منقول ہے کہا اُس نے کہ سنا میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے

کہ فرماتے تھے کہ دہریہ لوگ سنہ ۱۲۸ ہجریہ میں ظاہر ہونگے اسلیئے کہ میں نے اس مضمون کو مصحف فاطمہ میں دیکھا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ مصحفِ فاطمہؑ کیا شے ہے فرمایا حضرت نے کہ جب خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو وفات دی تو جناب سیدہؑ پر اپنے پدر بزرگوار کی وفات سے ایسا صدمہ اور اندوہ طاری ہوا کہ اُسکا اندازہ سوائے جناب باری تعالےٰ کے اور کوئی نہیں جان سکتا تب خدا تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو جناب معصومہؑ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اُنکو تسلی دے اور آیندہ جوکچھ واقعات ہونے والے ہیں اُنکی خبر دیکر اُنکی تشفی کرے پس وہ فرشتہ نازل ہوتا تھا اور اُنکو اُس غم میں تسلی دیتا تھا اور اخبار آیندہ بیان کرتا تھا۔ جناب معصومہؑ نے امیر المومنین کو اس امر کی اطلاع دی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اب جس وقت وہ فرشتہ آئے اور تم اُسکی آواز سُنو تب مجھکو اطلاع دینا چنانچہ جناب معصومہؑ نے ایسا ہی کیا پھر یہ معمول ہو گیا کہ جناب امیر المومنینؑ قریب جا بیٹھتے تھے اور جو کچھ وہ فرشتہ کہتا جاتا تھا یہ اُسکو تحریر کرتے تھے یہانتک مصحف لکھا گیا یعنی اُسکو مصحف فاطمہؑ کہتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس امر سے بھی تم آگاہ رہو کہ اُس مصحف میں احکام حلال و حرام درج نہیں بلکہ اسمیں علم ما یکون ہے۔ حضرات مومنین جناب فاطمہ زہرا سیدہ نساء عالمین کے پاس بعد وفات سید المرسلین جناب رب العالمین نے ایک فرشتہ ملائکہ مقربین سے تسلی دینے کیلئے بھیجا وہ فرشتہ مخدومہ کونین کو تسلی دیا کرتا تھا اور اخبار آیندہ اُنکے سامنے بیان کرتا تھا اور جو مصایب اور شداید اُنکی ذریت پر واقع ہونے والے تھے اُنکی اطلاع دیتا تھا جناب سیدہ اپنے باپ سید کائنات کی وفات اور اپنی ذریت کے حالات پر ہمیشہ روتی رہیں یہانتک کہ دار ہوان سے بجانب روضہ رضوان انتقال فرمایا۔ کتاب کشف الغمہ صفحہ ۱۴۹ میں ہے کہ جب جناب صدیقہ کبریٰ بضعۃ خیر الوریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا کی رحلت کا وقت قریب آیا تو اسماء بنت عمیس سے فرمایا کہ اے اسماء میرے بابا سید کائنات کی وفات کے وقت جبرئیل امین چالیس درہم کافور جنت سے لائے تھے اور اب جو اُسمیں سے باقی ہے وہ فلاں مقام پر رکھا ہے اُسکو لاکر میرے سرہانے رکھدے تاکہ مجھکو اُس سے حنوط کیا جائے اسماء نے حسب الارشاد کافورِ مذکور لاکر سرہانے رکھدیا جناب سیدہؑ نے چادر اوپر لیکر استراحت فرمائی اور لیٹنے کے وقت مجھ سے کہا کہ اے اسماء ایک ساعت صبر کرنا پھر مجھے آواز دینا اگر میں جواب نہ دوں تو جان لینا کہ میں اپنے باپ کے پاس پہنچ گئی ہوں اسماء نے ایک ساعت صبر کیا پھر آواز دی کہ اے دخترِ رسولؐ یا سیدہ نساء عالمین اے صاحب معراج کی لختِ جگر جب کچھ جواب نہ پایا تب اُٹھکر کپڑا روئے مبارک سے اُٹھایا دیکھا کہ روحِ مقدس جناب فاطمہؑ کی بجانب ریاضِ جنت کوچ کر چکی ہے یہ حال پُرملال مشاہدہ کرکے اسماء کے ہوش بجا نرہے شدتِ اندوہ سے گر پڑی اور جناب سیدہؑ کے سرِ مبارک کو چومتی تھی اور روتی تھی اور کہتی تھی یا فاطمہ زہرا اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں پہنچکر اسماء کیطرف سے سلام عرض کرنا اس عرصہ میں حسنین علیہما السلام باہر سے گھر میں تشریف لائے اور اسماء سے پوچھا کہ اس وقت

تمہاری ماں کیوں سورہی ہیں یعنی یہ وقت خواب کا نہیں ہے۔ اسماؓ نے کہا کہ تمہاری والدہ سوتی نہیں ہیں بلکہ انہوں نے دارِ محنت سے جانبِ جنت رحلت فرمائی ہے یہ سنتے ہی امام حسن علیہ السلام نے بیتاب ہوکر اپنے آپ کو اپنی والدہ ماجدہ کے سرھانے گرا دیا اور اُن کے سرِ اقدس کو چوم چوم کر روتے تھے اور کہتے تھے کہ اے اماں اٹھکر مجھ سے کچھ بات کرو قبل اِس سے کہ میری جان میرے بدن سے نکل جائے۔ دوسری طرف امام حسینؑ نے اپنے آپ کو اپنی مادرِ گرامی کے قدموں پر گرا دیا تھا وہ قدمہائے مبارک اپنی ماں کے چومتے تھے اور روتے تھے اور نالہ و فریاد کرتے تھے اور کہتے تھے اے اماں میں تمہارا پیارا فرزند حسینؑ ہوں مجھ سے کچھ بولو باتیں کرو قبل اسکے کہ میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور میں دنیا سے مفارقت کروں **مؤلف** ہے ہے کہاں تھیں اُسوقت جناب فاطمہ زہراؑ کہ جب اُن کے فرزند مسموم کو منافقینِ امت نے زہر کا پانی پلا دیا اور وہ معصوم مسموم اُس زہرِ قاتل کی سختی اور تکلیف اور درد کی شدت سے زمین پر لوٹتا تھا اور کبھی اُٹھ اُٹھکر اپنے جگر کے ٹکڑوں کو طشت میں ڈالتا تھا اور اُس زہرِ قاتل کے اثر سے رنگ اُنکا سبز ہوگیا تھا اگر فاطمہؑ اپنے فرزند اکبر کی یہ مصیبت دیکھتیں تو اُنکا کیا حال ہوتا۔ ہے ہے آہ آہ اگر فاطمہ زہراؑ بروز عاشور اپنے فرزند بیکس و مظلوم حسینؑ کو دیکھتیں کہ سرِ مبارک اُنکا شگافتہ تھا قلبِ اقدس پر تین بھال کا تیر زہر آلود لگا ہوا تھا جبینِ مبین سنگِ اعدائے دین سے زخمی اور مجروح تھی اور تیروں کی بوچھاڑ سے سارا بدنِ انور مشبک تھا اور پھر بایں حالت وہ پیاسا ساقیٔ کوثر و فاطمہ اطہر کا لختِ جگر حبیبِ داور کا نواسا اُس دریا کے کنارے پر جو بارشادِ الٰہی اُسکی مادرِ گرامی کے مہر میں تھا میدانِ کربلا اپنے خون میں لوٹ رہا تھا اور اُس تشنگی کی شدت میں کہ جسکی سختی کا اندازہ عقل میں نہیں آسکتا سگانِ کوفہ و شام سے بار بار پانی طلب فرماتا تھا اور وہ سنگدل ناری دشمنانِ باری اُس پیاسے کو جواب بھی نہ دیتے تھے آہ آہ حضرات مومنین جناب سیدۃ نساء العالمین نے اپنے والد ماجد مخبرِ صادق سید المرسلینؐ سے مصائب اپنے فرزندوں کے اور نوابِ اپنی ذریت طیبین کے سب سنے ہوئے تھے اور نیز اپنے مصحف کی رو سے اُن تمام حالات و واقعات پر اطلاع پائے ہوئی تھی اسی واسطے وہ جناب ہمیشہ اپنی اولاد اطیاب کے مصائب پر روتی رہیں مگر معلوم نہیں کہ اگر اپنے فرزندوں کے مصائب کو دیکھتیں تو اُس مخدومہ کونین کا کیا حال ہوتا۔ آہ جن حالات و حادثات کے سننے سے فاطمہ زہراؑ ہمیشہ مدت العمر روتی رہیں وہ سب مصائب نواب زینبؑ خاتون و اُم کلثومؑ دخترانِ خاتونِ قیامت نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کئے پہلے اپنے والد بزرگوار جناب حیدرِ کرارؑ کا سرِ انور شگافتہ دیکھا۔ پھر اپنے بھائی مسموم کے جگر کے ٹکڑے لگن میں دیکھے پھر اپنے برادرِ مظلوم کو بحالتِ تشنگی و گرسنگی ذبح ہوتے ہوئے دیکھا۔ **لمؤلفہ**

خاک اور خون میں غلطاں تنِ اطہر دیکھا
جنابِ فاطمہؑ کے داشت تابِ دیدنِ او
شنیدہ بود حسینؑ را سر از قفا بہ برند

سامی

نوکِ نیزہ پہ درخشاں سرِ انور دیکھا
فغان و نالہ ہمیں داشت از شنیدنِ او
ندیدہ بود سرش از قفا بریدنِ او

شنیدہ بود کہ کلثومؑ دیدہ گریاں بست — ولے ندیدہ فغاں از جگر کشیدنِ او
شنیدہ بود کہ زینبؑ شود گریباں چاک — ولے ندیدہ دگر پیرہن دریدنِ او
شنیدہ بود کہ زینبؑ ہمی رود بہ سفر — نہ دیدہ در عقب خیمہ ہا دویدنِ او
شنید تشنہ لب اکبرؑ شہید خواہد شد — نہ دید خاتمِ دستِ پدر مکیدنِ او
شنید کشتنِ طفل صغیر از پرِ تیر — نہ دید مرغِ رواں از بدن پریدنِ او
بجاست زینبؑ اگر خویش را ہلاک کند — بدیدہ دید سوئے قبلہ پا کشیدنِ او

العرض اسمار نے حسنینؑ سے کہا کہ اے فرزندانِ رسول جاؤ اور اپنے پدرِ بزرگوار کو اپنی والدہ ماجدہ کے انتقال کی خبر کرو۔ حسنینؑ روتے ہوئے مسجد کی طرف گئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو بآوازِ بلند روئے تمام صحابہ استقبال کے لئے دوڑے اور پوچھا کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے آیا آپ اپنے جدِ امجد کو یاد کرکے روتے ہیں حسنین علیہما السلام نے کہا کہ ہماری والدہ نے دُنیا سے رحلت کی جناب امیر المومنینؑ اس خبرِ وحشت اثر کو سُنتے ہی مُنہ کے بھل گر پڑے اور فرمایا کہ اے دخترِ رسول جنابِ سالتمآبؐ کی مصیبت میں تمہارے سبب سے میری تسلّی ہوتی تھی۔ اب تمہاری مفارقت میں تمہارے بعد اپنے دل کو کس سے اور کس طرح تسلّی دونگا۔ پھر حضرت نے چند شعر جناب فاطمہؑ کے مرثیہ میں پڑھے کہ زمین و آسمان کو رُلا دیا۔ جلاء العیون میں ہے کہ جب یہ خبر مدینہ میں منتشر ہوئی سب زن و مرد گریاں ہوئے اور تمام گھروں سے آوازِ نوحہ و بکا بلند ہوئی اور تمام زن و مرد جناب امیر المومنینؑ کے گھر کی طرف دوڑے زنانِ بنی ہاشم جناب فاطمہؑ کے گھر میں جمع ہوئیں۔ پس کثرتِ شیون و شدّت گریہ وزاری سے ایک کہرام برپا تھا اور لوگ گروہ در گروہ تعزیت کے لئے آتے تھے جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ جناب امیر المومنینؑ کے سامنے بیٹھے ہوئے رو رہے تھے اُن کو روتے ہوئے دیکھکر لوگ اور بھی زیادہ روتے تھے اور جناب زینب خاتونؑ اور ام کلثومؑ اپنے جدِ امجد کی قبرِ منور کے سامنے کھڑی ہوئی روتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے ناناجان آج آپ کی مفارقت کی مصیبت ہم پر تازہ ہوگئی اے ناناجان آپ نے ہماری والدہ کو بھی اپنے پاس بُلا لیا۔ العرض لوگ جمع تھے اور گریہ وزاری کرتے تھے اور اس امر کے منتظر تھے کہ کب جنازہ باہر آئے اس عرصہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آئے اور لوگوں سے کہا کہ جنازہ باہر لانے میں ابھی توقف ہے یہ سُنکر لوگ متفرق ہوگئے جب پہر رات گزر گئی اور لوگ سو گئے تب جنازہ کو باہر لائے اور جناب امیر المومنینؑ و حسنینؑ و عمارؓ و مقدادؓ و عقیلؓ و ابوذرؓ و سلمانؓ و بریدہ و عبداللہ بن مسعود اور ایک گروہ بنی ہاشم اور دیگر خواص مومنین نے نماز جنازہ پڑھی اور اسی رات جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا کو دفن کر دیا اور قبر کو مخفی کر دیا اور سات قبریں اور بنا دیں۔ تاکہ جناب فاطمہؑ کی قبر کوئی نہ پہچانے اسی وجہ سے جناب سیّدہ کی قبرِ مبارک کے مقام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ بقیع میں

بعض کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ کی قبر مبارک اور ممبر منور کے مابین ہے اسلئے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ مابین قبری و ممبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔ اور اکثر روایات صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہیں کہ جناب سیدہ کو اُس جناب کے گھر میں ہی دفن کیا گیا ہے۔ اور جلاء العیون میں منقول ہے کہ جب جناب امیر المومنینؑ نے چاہا کہ جناب سیدہ کو قبر میں اُتاریں تو قبر کے اندر سے دو ہاتھ ایسے پیدا ہوئے جو جناب رسالتمآب کے ہاتھوں سے بہایت مشابہ تھے اُن مقدس ہاتھوں نے جناب سیدہؑ کو جناب امیر المومنینؑ کے ہاتھوں سے لیکر قبر میں رکھا۔ وانشاء علیؑ علیہ السلام علی شفیر قبرھا بعد دفنھا سلام اللہ علیہا

لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ	وکل الذی دون الفراق قلیل
وان افتقادی فاطماً بعد احمد	دلیلٌ علی ان لا یدوم خلیل

جب جناب امیر المومنین سیدہ نساء عالمین کو دفن کر چکے تو قبر منور کے کنارے پر بیٹھکر یہ شعر پڑھے جنکا مضمون یہ ہے دو دوستوں کی یکجائی آخر بجدائے و مفارقت منتہی ہوتی ہے اور ہر مصیبت سوائے مرگ کے ناچیز ہے اور جناب فاطمہ زہراؑ کا جنت کو تشریف لیجانا بعد رسول اللہ کے میرے سامنے اس امر کی دلیل ہے کہ دوست ہمیشہ باقی نہیں رہتا۔ جلاء العیون میں منقول ہے کہ بعض کتب معتبرہ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ زہراؑ نے دنیا سے رحلت کی تو اسماء بنت عمیس نے اپنا گریبان چاک کیا اور مسجد نبوی کی جانب دوڑیں جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسین علیہما السلام نے اسماء کو اثنائے راہ میں دیکھا اور اپنی مادر گرامی کا حال دریافت کیا اسماء نے کچھ جواب نہ دیا حسنین علیہما السلام گھر میں آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھا کہ آرام میں ہیں قریب آکر امام حسین علیہ السلام نے اپنی ماں کو ہلایا تو معلوم کیا کہ دنیا سے رحلت فرمائی ہے امام حسن علیہ السلام سے کہا کہ بھائی جان خدا تعالےٰ آپ کو اماں جان کی مفارقت میں اجر عطا فرمائے پھر دونوں روتے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے گھر سے باہر نکلے اور رو رو کر کہتے تھے وا محمداہ یا احمداہ ہائے ہماری ماں نے دنیا سے رحلت کی آپ کی مصیبت ہمپر تازہ ہو گئی جب جناب امیر المومنینؑ کو مسجد میں اس حادثہ جانکاہ ہوش ربا کی خبر ہوئی حضرت بیہوش ہو گئے جب پانی روئے منور پر چھڑکا تب ہوش آیا تو حسنینؑ کو اپنے کاندھے پر اُٹھا کر لائے گھر میں جب داخل ہوئے تو دیکھا کہ اسماء بنت عمیس جناب فاطمہؑ کے سرہانے بیٹھی رو رہی ہے اور کہتی ہے کہ اے یتیمان محمدؐ تمہارے نانا کی مفارقت میں فاطمہ زہراؑ سے ہماری تسلی اور تسکین ہوتی تھی اب بعد سیدہؑ نساء عالمیان کے ہم کس سے تسلی کریں گے اور کیونکر ہماری تسکین ہو گی جناب امیر المومنینؑ نے آکر جناب فاطمہ زہراؑ کے روئے انور سے چادر اُٹھائی تب سر مبارک کے قریب ایک کاغذ دیکھا کہ اُس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت ہے بنت رسولؐ کی دختر رسول وصیت کرتی ہے اور گواہی دیتی ہے خدا کی وحدانیت اور سید الانبیاء محمد مصطفےٰ کی رسالت پر۔ اور یہ کہ جنت حق ہے اور قیامت

آنیوالی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ کہ خدا مُردوں کو جو قبروں میں ہیں زندہ کریگا۔ یا علیؑ میں فاطمہ بنتِ محمدؐ ہوں خدا تعالےٰ نے مجھے تم سے تزویج کیا کہ میں تمہاری زوجہ دُنیا و آخرت میں ہوں اور تم میری لئے سزاوار ہو۔ تم مجھکو خود غسل دینا اور حنوط کرنا اور کفن پہنانا اور مجھپر نماز پڑھنا اور مجھے رات کو دفن کرنا اور کسی کو خبر نکرنا میں تمکو خدا تعالےٰ کے سپرد کرتی ہوں اور اپنے فرزندوں پر تا روزِ قیامت سلام بھیجتی ہوں انتہیٰ پس جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جناب فاطمہؑ کو غسل دیا اور تابوت میں رکھا اور جناب امام حسنؑ سے فرمایا کہ ابوذر کو بُلا لاؤ جب ابوذر حاضر ہوئے جنازہ اُٹھا کر بقیع میں لائے اور جناب فاطمہؑ پر نماز پڑھی جب جناب امیر المومنین نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تب دو رکعت نماز پڑھی پھر دستہائے مبارک جانبِ آسمان بلند کرکے کہا کہ خداوندا یہ فاطمہؑ تیرے پیغمبر کی بیٹی ہے اسکو ظلمت سے نکالکر نور کی طرف اور مصیبت اور غم سے نکالکر سرور کی جانب لیجا۔ پس زمین بقدر ایک میل در ایک میل روشن اور منور ہوگئی اور جب چاہا کہ جناب فاطمہؑ کو دفن کریں تو بقیع میں ایک جانب سے آواز آئی کہ میری طرف لاؤ جب جناب امیرؑ نے وہاں جاکر دیکھا تو قبر کھدی ہوئی موجود پائی جنازہ جناب سیدہؑ کا قبر کے نزدیک لائے اور جناب سیدہؑ کو قبر میں اُتارا تو جناب امیر علیہ السلام نے آواز دی کہ اے زمین میں نے اپنی امانت یعنی فاطمہ بنتِ رسول کو تیرے سپرد کیا زمین سے آواز آئی کہ یا علیؑ میں فاطمہؑ پر تم سے بھی زیادہ مہربان ہوں اب تم جاؤ اور آزردہ نہو۔ جب وہاں سے واپس ہونے کے لئے اُٹھے تو ناگاہ قبر شریف پُر ہوکر زمین کے برابر ہوگئی اور نشان باقی نہ رہا۔

ستروین مجلس در بیان وفات جناب سیدہ نساء عالمیان صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا

ماذا لت الزہرا بعد محمدؐ	تبکی دکان بکاہا متوالیا
وتقول وابتاہ زالت قوتی	وفقدت بعدک کافلا وموالیا
صبت علی مصایب لو انہا	صبت علی الایام صرن لیالیا

بعد ارتحال جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ الطیبین جناب سیدۃ نساء عالمین متصل دن رات گریہ و زاری میں مشغول رہیں اور فرماتی تھیں کہ ہائے ہائے بابا تمہاری مفارقت میں میں بیکس اور ناچار ہوگئی اور طاقت و قوت میری زایل ہوگئی اور بعد آپ کے کوئی حامی اور سرپرست ہمارا نرہا۔ بابا آپ کی رحلت کے بعد وہ مصیبتیں مجھپر پڑی ہیں کہ اگر ویسی مصیبتیں دنوں پر پڑیں تو دن روشن شب ہائے تیرہ و تار ہو جائیں۔ کتاب المنتخب میں منقول ہے جناب شیخ ابوجعفر طوسی نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب جناب سرورِ کائنات کی وفات کا وقت قریب آیا تو آنحضرت اسقدر روئے کہ آنسو ریش مقدس

پر جاری ہوئے لوگوں نے عرض کی کہ آپکے رونے کا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ میں اپنے فرزندوں کیلئے روتا ہوں اور جو کچھ میری اُمت کے بدلوگ میری اولاد سے سلوک اور برتاؤ کرینگے اُن امور کو یاد کرکے روتا ہوں گویا میں اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کو دیکھ رہا ہوں کہ اُسپر میرے بعد ستم اور ظلم ہو رہے ہیں اور وہ چلا رہی ہے اور یا ابتاہ یا ابتاہ کہکر رو رہی ہے اور فریاد اور استغاثہ کرتی ہے اور کوئی اُسکی مدد اور اعانت نہیں کرتا جب جناب فاطمہؑ نے یہ سُنا رونے لگیں حضرت نے فرمایا اے بیٹی نہ رو جناب فاطمہؑ نے کہا کہ میں اُن ظلموں پر نہیں روتی جو بعد آپکے مجھپر ہونگے لیکن میں آپ کی مفارقت پر روتی ہوں حضرتِ نے فرمایا اے فاطمہ تمکو بشارت ہو کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہوگی اور تم میرے اہلبیت میں سے اول مجھ سے ملاقات کروگی۔ کافی وغیرہ کتب احادیث میں بسند صحیح جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا اپنے پدر بزرگوار کے بعد پچھتر روز دُنیا میں رہیں اور اپنے پدر عالیمقدار کی مفارقت میں نہایت غمگین اور محزون تھیں جبرئیل امین بحکم جناب رب العالمین ہر روز آتے تھے اور جناب سیّدۃ نساء عالمین کی تسلی کرتے تھے اور دلاسا دیتے تھے اور اُنکو مسرور کرنے میں کوشش کرتے تھے اور جناب رسول اللہ کے حالات اور آنحضرتؐ کے مراتب رفیعہ و درجات علیہ و منازل منیعہ کی خبریں بیان کرتے تھے اور نیز وہ حالات اور اخبار بیان کرتے تھے جو بعد میں اُن کے فرزندوں پر گزرنیوالے تھے پس جناب امیر المومنینؑ اُن احکام اور اخبار کو لکھتے جاتے تھے اُسی تحریر کا نام مصحفِ فاطمہؑ ہے۔ نیز بسند صحیح جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہرا اپنے پدر بزرگوار جناب احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہ الاطہار کی رحلت کے بعد پچھتر روز زندہ رہیں اس عرصہ میں کسی نے جناب فاطمہؑ کو شاد اور خنداں نہیں دیکھا ہفتہ میں دو دفعہ بروز دوشنبہ و پنجشنبہ شہداء احد کی قبروں پر تشریف لیجاتی تھیں اور نماز اور دُعا کرتی تھیں اور رویا کرتی تھیں اور مسلسل یہی حال رہا یہانتک کہ دُنیا سے رحلت فرمائی بعض کتب معتبرہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس پیراہن میں غسل دیا تھا ہمیشہ فاطمہؑ کہتی تھیں کہ وہ پیراہن مجھے دکھاؤ جب میں وہ پیراہن اُن کو دیتا تھا اُسکو سونگھتی تھیں اور بیہوش ہو جاتی تھیں آخرکار میں نے وہ پیراہن چھپا دیا پھر اُنکو نہ دیا۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو آنحضرتؐ کے مؤذن بلال نے اذان دینے سے انکار کیا کہ اب میں کسی کے واسطے اذان نہ دونگا۔ جناب فاطمہؑ نے ایک روز اُس سے کہلا بھیجا کہ میں چاہتی ہوں کہ میں اپنے باپ کے مؤذن کی آواز سُنوں جب خبر بلال کو پہنچی اُس نے اذان دینی شروع کی جب بلال نے کہا اللہ اکبر فاطمہ زہرا اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرکے ضبط گریہ نہ کرسکیں جب بلال نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ تو جناب فاطمہؑ نے ایک آہ کی اور مُنہ کے بھل زمین پر گر پڑیں اور غش آگیا اُسوقت لوگوں نے جانا کہ جناب سیّدہؑ نے دُنیا سے رحلت کی بلال سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ۔ کہ محمدؐ رسول اللہ کی بیٹی نے

انتقال کیا۔ بلال نے سکوت اختیار کیا یعنی اذان کو تمام نہ کیا پھر جب جناب فاطمہؑ کو غش سے افاقہ ہوا پھر بلال کو
کہلا بھیجا کہ اذان کو تمام کر بلال نے عرض کیا کہ اے سیدۂ نساء عالمیان میں ڈرتا ہوں کہ میری آواز کو سنکر آپ ہلاک
نہو جائیں۔ تب جناب فاطمہؑ نے عذر اُسکا قبول کیا۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب سیدۂ نساء عالمین
کی رحلت کا وقت قریب ہوا رونے لگیں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا کہ اے سیدۂ نساء عالمین و اے
خاتون جنان کیوں روتی ہو فرمایا میں اُن ظلموں اور ستموں کو یاد کرکے روتی ہوں جو کافران بیحیا و منافقان
پُر جفا کی طرف سے تم پر میرے بعد ہونگے جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اے سیدہ نہ رو قسم خدا کی راہ خدا میں وہ
ظلم اور ستم ہم پر سب سہل ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ نے اپنے پدر بزرگوار کو خواب میں دیکھا
اور ظالموں کے ظلم کی شکایت کی جناب رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ کچھ غم نہ کھا کہ تیرے لئے آخرت میں وہ سب
کچھ ہے جو خدا تعالیٰ نے متقین کے واسطے مہیا و آمادہ کیا ہے اور اب تو بہت جلد میرے پاس آتی ہے
حدیث میں وارد ہے کہ جناب فاطمہؑ بیماری کے دنوں میں اس دُعا کو بہت پڑھتی تھیں یا حی یا قیوم برحمتک
استغیث فاغثنی اللھم زحزحنی عن النار وادخلنی الجنۃ والحقنی بابی محمد۔ یعنی اے وہ زندہ کہ جسکے لئے
ہرگز موت نہیں ہے اور اے وہ پایدار اور قایم کہ تیری ذات مقدس سے سب چیزیں برپا ہیں میں تیری رحمت سے
استغاثہ کرتی ہوں الہی تو میری فریاد کو پہنچ اور آتش جہنم کو مجھ سے دُور کر اور مجھے داخل بہشت کر اور میرے
باپ محمدؐ سے مجھکو ملحق کردے۔ جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میری ماں صدیقہ کبریٰ کی وفات
کا وقت قریب آیا جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ جب میں بعالم بقا رحلت کروں
تم خود مجھکو غسل دینا اور تمام امور بجالانا اور مجھپر نماز پڑھنا اور اپنے ہاتھ سے مجھکو قبر میں اوتارنا اور میرے مُنہ کے
سامنے بیٹھکر قرآن اور دُعائیں پڑھنا کہ وہ ساعت ایسی ہوتی ہے کہ مُردے زندوں کی محبت کے محتاج ہوتے ہیں
اب میں تمکو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں اور اپنے ان دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کی سفارش کرتی ہوں
یہ کہکر امّ کلثوم کو گود میں لیلیا اور فرمایا کہ جب یہ بیٹی جوان ہوجائے تو جو کچھ گھر میں ہے سب اسکو دیدینا۔ کتاب
دلایل الامامۃ میں جناب صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ الاطیاب نے
اس دار ناپایدار سے بجانب دار القرار انتقال فرمایا تو امت میں دو بزرگ چیزیں چھوڑیں کتاب خدا و عترت
اور اہلبیت اپنی۔ اور جناب سید کائناتؐ نے بوقت وفات جناب سیدۃ النساء سے بطور راز کے ارشاد فرمایا کہ میری
اہلبیت میں سے تم پہلے مجھ سے ملاقات کروگی۔ جناب فاطمہ زہراؑ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار کی وفات
کے بعد مابین بیداری و خواب جناب سالتمآب کو دیکھا کہ آنحضرت ایک اونچی جگہہ پر کھڑے ہوئے ہیں میں حضرت کے
جمال باکمال کو دیکھکر بے تاب و مضطرب ہوئی اور میں نے چیخ مار کر کہا کہ اے بابا جان آپ تشریف لے گئے

جلاء العیون

جلاء العیون

جلاء العیون

جلاء العیون

اور آسمانی چیزیں ہم سے منقطع ہوگئیں جناب سیدہ فرماتی ہیں کہ اتنے عرصہ میں کیا دیکھتی ہوں کہ آسمان سے فوج
در فوج ملائکہ نازل ہوئے اور دو فرشتے اُن سب کے آگے آگے تھے اُن دونوں فرشتوں نے مجھکو آکر اُٹھالیا اور مجھکو
آسمان پر لیگئے۔ جب میں آسمان پر پہنچی تب میں نے بہت سے محل اور قصر اور باغ دبستان اور نہریں بیشمار دیکھیں
اور اُن قصور میں بہت سی حوریں نہایت خوبصورت ہنستی ہوئی اور خوش ہوتی ہوئی میں نے مشاہدہ کیں وہ
آپسمیں ایک دوسرے کو کہتی تھیں کہ مرحبا اُس خاتونِ معظمہ کو جسکے باپ کیلئے بہشت بریں اور حور العین پیدا
ہوئی ہیں پھر مجھکو ملائکہ ایک باغ میں لیگئے جس میں بہت سے قصر تھے اور ہر قصر میں بہت سی ایسی منزلیں تھیں
کہ کسی کی آنکھ نے کبھی ایسا مکان نہ دیکھا ہوگا۔ اور ہر ہر منزل میں ایک ایک تخت بچھا ہوا تھا اور ہر تخت پر فرشہائے
زنگارنگ حریر و سندس کے بچھے ہوئے تھے اور انواع انواع کے لحاف دیبا و استبرق کے اُنپر موجود تھے اور عجیب عجیب
کھانوں کے خوان اور شربتہائے خوش گوار ظروف طلا و نقرہ میں حاضر تھے۔ اور نہریں دودھ سے زیادہ سفید اور مشک
سے زیادہ خوشبودار اُس مقام پر میں نے دیکھیں اُسوقت میں نے پوچھا کہ یہ منازل رفیعہ و قصور منیعہ اور یہ اس قسم کے
فرش اور زنگارنگ کے کھانے کس لئے ہیں فرشتوں نے کہا کہ یہ فردوسِ اعلیٰ ہے تمام بہشتوں میں یہ جنت رفیع تر ہے
اِس سے بلند تر اور اچھا کوئی مکان جنت میں نہیں ہے اور یہ مکان تمہارے پدر بزرگوار اور اُنکی اہلبیت ابرار کا ہے
اور سوائے اُنکے جسکو خدا تعالیٰ پیغمبروں میں سے چاہے اُسکو اِس فردوسِ اعلیٰ میں داخل کرے میں نے پوچھا یہ نہر کیسی ہے
فرشتوں نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے کہ جسکا حق تعالیٰ نے تمہارے پدر بزرگوار سے وعدہ کیا ہے میں نے کہا کہ میرے بابا
کہاں ہیں فرشتوں نے کہا کہ ابھی آتے ہیں اِسی گفتگو میں تھی کہ ناگاہ میں نے ایک دوسرا قصر دیکھا جو اُس قصر سے بھی بہتر تھا
ناگاہ میری نظر اپنے پدر بزرگوار پر پڑی کہ ایک تخت پر رونق افروز ہیں اور کچھ لوگ سامنے حاضر ہیں جب مجھکو میرے بابا نے
دیکھا اپنی طرف بلایا اور اپنی گود میں مجھکو بٹھالیا اور میرے سر اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا مرحبا اے بیٹی آیا تو نہیں دیکھتی کہ
خدا تعالےٰ نے تیرے لئے کیسے کیسے قصر اور کیسی کیسی نعمتیں مہیا کی ہیں۔ پھر حضرت نے عمدہ عمدہ قصر اور زیور مجھے دکھائے
اور فرمایا کہ یہ سب قصر اور نعمتیں تیرے لئے اور تیرے شوہر کے واسطے اور تیرے دونوں فرزندوں کے لئے اور اُنکے لئے ہیں
جنہوں نے دارِ دنیا میں تجھے دوست رکھا ہوگا پس اے فاطمہ خوشحال اور شاد ہو کہ اب بہت جلد تو میرے پاس
آئیگی اور ظالموں کے ظلم اور ستم سے نجات پائیگی۔ جناب فاطمہ فرماتی ہیں کہ اِس حال کے مشاہدہ سے میرا دل پرواز کرنے لگا
اور ملاقات الٰہی کا مجھکو اشتیاق زیادہ ہوا میں خواب سے بیدار ہوئی۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ
جب جناب فاطمہ زہرا اِس خواب کو دیکھکر بیدار ہوئیں مجھے آواز دی جب میں اُن کے پاس گیا تو مجھ سے اپنا خواب بیان کیا
اور مجھ سے عہد لیا کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں تو عورتوں میں سے بغیر حضرت اُمّ سلمہ زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ
اور اُمّ ایمن اور فضہ اور مردوں میں سے حسنؑ اور حسینؑ اور عبداللہ بن عباس اور سلمان فارسی اور عمار یاسر اور مقداد

اور ابوذر غفاری کے اور کسی کو خبر نہ کرنا اور کہا یا علیؑ میں تمکو اجازت دیتی ہوں کہ تم میری وفات کے بعد میرے جسم پر نظر ڈالنا مجھے خود غسل دینا اور غسل دینے میں عورتیں تمہاری مدد کریں اور رات کو مجھے دفن کرنا اور کسی کو قبر کا نشان نہ بتانا۔ جناب صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ نے مابین مغرب عشا وفات پائی۔ حدیث سابق کے آخر میں ہے کہ جب وہ شب آئی کہ جسمیں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے وفات پائی تو یکایک فرمایا علیکم السلام پھر جناب امیر المومنینؑ سے کہا کہ اے ابو الحسنؑ اسوقت جبرئیل امین آئے اور انہوں نے مجھکو سلام کیا اور کہا کہ خدا تعالےٰ نے تمکو سلام کہا ہے اور جناب باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے میرے حبیب کی حبیبہ تو اب جلد ملحق بہ ملا اعلیٰ ہوگی اور جنت الماویٰ میں پہنچو گی۔ جبرئیل یہ پیغام جناب منعام کا جناب فاطمہؑ کو پہنچا کر آسمان کی طرف چلے تھوڑی دیر کے بعد پھر جناب سیدہؑ نے فرمایا علیکم السلام پھر جناب امیر المومنینؑ سے کہا کہ اے ابو الحسنؑ اسوقت میکائیل آئے اور انہوں نے مجھکو سلام کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اچھی طرح آنکھیں کھولکر فرمایا اے ابو الحسنؑ واللہ موت ہر زندہ کیلئے ہے اور یہ دیکھو عزرائیل آئے اور بازو اپنے کھولے ہوئے ہیں اور جو اوصاف ان کے میرے پدر بزرگوار نے بیان کئے تھے اسی طرح میں انکو دیکھ رہی ہوں یہ کہکر فرمایا علیک السلام یا قابض الارواح میری جان جلد اور بہت آسانی سے قبض کرو یہ کہکر آنکھیں بند کر لیں اور ہاتھ اور پاؤں بجانب قبلہ دراز کئے اور فردوس اعلیٰ کو تشریف لیگئیں۔ اور نیز روایت میں وارد ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے بوقت انتقال فرمایا کہ جو میں دیکھتی ہوں تم بھی دیکھتے ہو حاضرین نے پوچھا آپ کیا دیکھتی ہیں فرمایا ملائکہ فوج در فوج میری روح کے استقبال کے لئے آسمان سے آئے ہیں اور جبرئیل امین اور میرے بابا سید المرسلینؐ میرے قریب کھڑے ہوئے ہیں اور مجھ سے میرے بابا فرماتے ہیں کہ اے بیٹی میرے پاس آ جو کچھ میرے پاس تیرے لئے ہے وہ دنیا سے بمراتب بہتر ہے۔ اور نیز روایت میں ہے کہ اسوقت جناب سیدہؑ نے جبرئیل امین اور اپنے باپ سید المرسلینؐ پر سلام کیا پھر قابض ارواح پر سلام کیا اور جو لوگ حاضر تھے وہ فرشتوں کے پروں کی آواز سنتے تھے اور ایسی خوشبو ان کے دماغ میں پہنچتی تھی کہ ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی تھی۔ کشف الغمہ میں اسماء بنت عمیس سے منقول ہے کہا انہوں نے جناب فاطمہؑ نے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا کہ مجھے برا معلوم ہوتا ہے جسطرح عورتوں کے جنازہ کو اٹھاتے ہیں اسلئے کہ تختہ پر رکھکر کپڑا اوڑھا دیتے ہیں اور اس سے حجم بدن کا لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے اسماء نے کہا کہ اے دختر رسولؐ میں آپ کو ایک چیز دکھاؤں جو میں نے حبشہ میں دیکھی ہے یہ کہکر خرمے کی ہری ٹہنیاں منگائیں اور نعش بنائی پھر اسپر کپڑا ڈال دیا جناب فاطمہؑ نے ملاحظہ فرماکر کہا کہ یہ طریقہ اچھا ہے اگر میت کو اسمیں رکھیں تو مرد اور عورت میں تمیز ہوگی پس فرمایا کہ جب میں انتقال کروں مجھے غسل دینا اور کسی کو میرے پاس آنے نہ دینا الخ۔ جناب امام حسینؑ سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سیدہؑ نساء عالمین کو غسل دیتے ہوئے کہتے تھے خداوندا یہ تیری کنیز اور تیرے پیغمبر کی بیٹی اور تیری برگزیدہ اور پسندیدہ ہے الہیٰ اپنی حجت اسے تلقین کر اور اسکی دلیل کو عظیم فرمایا اور اسکے درجہ کو جنت میں رفیع اور بلند کر اور اسکو اسکے باپ سے ملادے جناب صادقؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنینؑ نے

اپنے گھر میں جناب سیدہؑ کے جنازہ کی نماز پڑھی اور پانچ تکبیریں کہیں ہر مرتبہ جب حضرت تکبیر کہتے تھے جبرئیل امیں اور تمام ملائکہ مقربین ساتھ ہی تکبیر کہتے تھے ۔ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کو قبر میں رکھا تو فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے صدیقہ معصومہ میں نے تمہیں اسکو سونپا ہے جو مجھ سے زیادہ تمکو سزاوار ہے اور میں راضی ہوا اس چیز سے کہ خدا تمسے راضی ہوا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ ومنها خلقنا کم وفیها نعید کم ومنها نخرجکم تارۃ اخری پھر قبر پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا اور نزدیک قبر کے بیٹھکر بہت روئے آخرکار عباس بن عبد المطلب نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے گھر میں لائے + انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اکہترویں مجلس دربیان وجوب محبت آل اطہار و لزوم نفرت از اشرار پھر مصایب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلواۃ علی سیدنا محمد خیر الاولین والاخرین وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین ۔ **امابعد** ۔ پس واضح ہو کہ پانچ کلمہ ہیں جنکے سبب سے آدم علیہ السلام کی توبہ بارگاہ باری میں قبول ہوئی عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ سے سوال کیا کہ وہ کیا کلمات تھے جنکے سبب سے آدم کی توبہ قبول ہوئی حضرت نے فرمایا کہ آدم نے جناب غفور الرحیم سے عرض کیا کہ الٰہی بحق محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ میری توبہ قبول کر پس ان اسماء مبارکہ کا طفیل خدائے کریم نے آدم کی توبہ قبول کی ۔ **مؤلف** نتیجہ اس حدیث کا جو فریقین کے ہاں بہ تفاوت الفاظ واتحاد مضموں بہ تواتر منقول و ماثور ہے ۔ یہ نکلا کہ یہ پانچوں بزرگوار عالی مقدار اعلیٰ درجہ کے مقبولان پروردگار و برگزیدان کردگار ہیں یہ پانچوں کل مخلوقات سے افضل اور سب کے سید اور سردار ہیں انسے بڑھکر خدا تعالٰے کو کوئی پیارا نہیں لہٰذا انکی ولا اور محبت کے سوا کسی متنفس کو نجات اور رستگاری پانا ممکن نہیں اور انکی دوستی اور الفت کے بغیر کسی کا چھٹکارا نہیں اور کسی سے الفت اور دوستی ہو نہیں سکتی جبتک اُسکے دشمنوں سے آدمی کو بیزاری اور نفرت نہو مثلاً خدائے عفور سے انسان محبت نہیں رکھ سکتا جبتک بتوں سے نفور نہو ۔ اور محمدؐ اور آل محمدؐ سے الفت نہیں رکھ سکتا جب تک اُن کے دشمنوں سے بیزار ہو کر دور نہو ۔ یہ کبھی اور کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ انسان بت پرستی بھی کرے جائے پھر موحد اور خدا پرست بھی کہلائے ۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ محمدؐ اور آل محمدؐ کے دشمنوں سے آدمی محبت رکھے اور اُن کو اچھا سمجھے اور پھر یہ بھی دعوی کرے کہ میں محمدؐ اور آل محمدؐ کا دوست اور محب ہوں حاشا ثم حاشا یہ امر ناممکن ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ۔ ع تود علدوی ثم تزعم اننی + صدیقک ان الرای منک لعازب

ہر شخص اسکو سمجھ سکتا ہے کہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔ کشف الغمہ و جواہر السنیہ وغیرہ میں بطرق متعددہ فریقین کے علماء سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جب میں شب معراج میں باغ جنت کو دیکھنے کے لئے گیا تب میں نے جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علیؑ حبیب اللّٰہ الحسن و الحسین صفوۃ اللّٰہ و فاطمۃ امۃ اللّٰہ و علیٰ مبغضیھم لعنۃ اللّٰہ یعنی خدا ایک ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں علیؑ اللہ کے حبیب ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ خاصانِ خدا ہیں اور سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ کنیز خدا ہیں اور اُن کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہے **مؤلف** اس حدیث قدسی سے جسکو اخطب خوارزم محدث اہلسنت نے بھی روایت کیا ہے صاف صاف یہ دونوں امر یعنی تولا و تبرا ثابت ہوتے ہیں جو لوگ ہمکو تبرا کرنے سے منع کرتے ہیں اُنکی خدمت میں ہم بڑے ادب سے عرض کرتے ہیں کہ اے بھائیو ہمکو سمجھانے سے پہلے تم خدا کو سمجھاؤ جسطرح ہم رافضی ہیں ہمنے باطل کو چھوڑ رکھا ہے اُسی طرح خدا بھی رافضی ہے اس نے بھی باطل کو ترک کر رکھا ہے دیکھو خدا خود محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمنوں پر لعنت کرتا ہے پہلے خدا تعالیٰ کو تبرا کرنے سے منع کرلو پھر ہم سے بات چیت کرنا۔ اگر تم کہو کہ ہم اس حدیث کو اگرچہ اخطب خوارزم محدث اہلسنت ہی نے نقل کیا ہو نہیں مانتے تو آخر یہ بتاؤ کہ قرآن کو مانو گے یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن سے تو انکار نہیں کرسکو گے کیونکہ قرآن شریف کے تو منکر ہو کر مسلمان ہی نہیں رہ سکتے ہو۔ دیکھو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الذین یؤذون اللّٰہ و رسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا و الاخرۃ الخ۔ اس آیت کو پڑھو اور سمجھو۔ پھر صحیح بخاری کو جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری تمہارے ہاں ہے اسکو بخاری یا الماری میں سے نکالکر اسمیں سے پڑھو فغضبت فاطمۃ علی ابی بکر و لم تتکلم حتی توفیت و عاشت بعد رسول اللّٰہ ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علی لیلا و لم یؤذن بھا ابابکر اور اسکے معنوں میں غور کرو پھر ساتھ ہی اسکے اغضاب فاطمہؑ و ایذاء فاطمہؑ کے بارہ میں جو احادیث نبویہ تمہارے ہاں صحیح بخاری و مسلم وغیرہ صحاح میں موجود ہیں مثل یؤذینی ما اذاھا و یریبنی ما اریبھا۔ و ان اللّٰہ یغضب لغضب فاطمۃ و یرضی برضاھا و فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی و من اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللّٰہ وغیرہ کو اچھی طرح پڑھ کر سمجھ لو پھر خود ہی انصاف سے نتیجہ جو کہ ظاہر و صاف ہے نکال لو ہمکو زیادہ تر تفصیل کی حاجت نہیں ہے۔ حضرات سامعین دیکھو اور غور کرو کہ جناب فاطمہ زہراؑ صدیقہ کبریٰ سیدۃ النساءؑ کے مخالفوں اور ظالموں پر لعنت کرنیوالے لوگ ہمارے ائمہ طاہرین کو (جو بہ نص خدا اور رسول تمام گناہوں سے پاک اور معصوم تھے جو احد الثقلین تھے جنکے معیت کا خدا نے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کونوا مع الصادقین جنکی اطاعت کو اپنی اور اپنے رسولؐ کی اطاعت کے برابر بتایا ہے قولہ تعالیٰ اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم جنکی ولا اور محبت تمام جہان پر ہر فرد بشر پر فرض کردی ہے قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ) کسقدر پیارے اور محبوب تھے۔ کتاب المنتخب جلد اول صفحہ ۲۴ میں بشار بن عبداللہ سے منقول ہے

کہا انہوں نے کہ میں ایکدن جناب امام جعفر صادق صلواۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن ایام میں وہ جناب کوفہ میں مقیم تھے میں نے دیکھا کہ حضرت کے سامنے ایک ظرف میں کچھ رطب تازہ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت تناول فرمارہے ہیں میں آداب بجالایا حضرت نے فرمایا کہ بشار آگے آؤ اور میرے ساتھ اِن کھجوروں کو کھاؤ میں نے عرض کیا کہ آقا آپ کو گوارا ہو بسم اللہ آپ تناول فرمائیں میں اسوقت ایک سخت رنج میں ہوں میرا کھانے کو جی نہیں چاہتا حضرت نے سبب رنج کا دریافت فرمایا بشار نے کہا کہ آقا میں آپکی خدمت میں آرہا تھا کہ راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ کو ایک سپاہی پکڑے لئے جاتا ہے اور اُسکو زدوکوب کرتا ہے اور وہ خدا اور رسول کی دہائی دیتی ہے اور فریاد کرتی ہے مگر کوئی اُسکی فریادرسی اور امداد نہیں کرتا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اِس بڑھیا سے کیا ایسا جرم سرزد ہوا ہے جسکے عوض میں یہ سپاہی اسکو پکڑے لئے جاتا ہے اور مارتا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ ضعیفہ پتھر سے ٹھوکر کھاکر گرنے لگی یا گر پڑی تھی اُسوقت اس نے کہا لعن اللہ ظالمیک یا فاطمۃ الزھرا۔ یعنی اے فاطمہ زہرا جن لوگوں نے آپ پر ظلم کئے ہیں خدا اُنپر لعنت کرے اس سرہنگ نے یہ کلمہ سُنکر اسکو پکڑ لیا اور بہت مارا اب اسکو مارتا ہے اور حاکم کی جانب لئے جاتا ہے تاکہ اسکو قید کی سزا دیجائے۔ یہ مضمون سُنکر جناب صادق علیہ السلام نے کھانا ترک کیا اور نہایت مغموم اور محزون ہوئے یہانتک کہ حضرت پر رقت طاری ہوئی اور اسقدر روئے کہ حضرت کی ریش مبارک اور رومال آنسوؤں سے تر ہوگئے پھر فرمایا اے بشار اسوقت تمنے میرے عیش کو تلخ کردیا مجھے اس خبر کے سُننے سے سخت رنج ہوا اب اُٹھو تاکہ مسجد سہلہ میں چلکر اُس ضعیفہ کی رہائی کے واسطے ہم جناب الہٰی میں دُعا کریں یہ فرماکر جناب صادق علیہ السلام اُٹھے اور اپنے ایک خدمتگار کو حکم دیا کہ تو حاکم کے دروازہ پر جا اور اُس ضعیفہ کے مقدمہ کی صحیح صحیح خبر لیکر ہمارے پاس آنا کہ حاکم نے اُسکے بارہ میں کیا حکم دیا خود حضرت مسجد سہلہ کو روانہ ہوئے بشار کہتے ہیں کہ میں حضرت کے ہمراہ تھا وہاں پہنچکر حضرت نے اور نیز میں نے دو رکعت نماز پڑھی پھر بعد نماز کے جناب صادق علیہ السلام نے دعا کیلئے ہاتھ بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کئے اور اُس ضعیفہ کی رہائی کے واسطے دُعا کی پھر سجدہ کیا جب سجدہ سے سر اقدس اُٹھایا تو فرمایا الحمد للہ اے بشار اُٹھ کہ وہ ضعیفہ ظالم کے ہاتھ سے رہا ہوگئی ہے پھر ہم وہاں سے نکلے راہ میں وہ خادم حضرت کا ملا جو خبر لانے کیلئے بھیجا گیا تھا اُس نے بیان کیا کہ وہ بڑھیا رہا ہوگئی میں حاکم کے دروازہ پر کھڑا ہوا تھا کہ اندر سے حاجب نکلا اُس نے اُس عورت سے پوچھا کہ تو نے کیا کہا تھا اُس نے بیان کیا کہ میں ٹھوکر کھاکر گرنے لگی تھی تب میں نے کہا لعن اللہ ظالمیک یا فاطمۃ الزھرا اِس کلمہ کے کہنے پر مجھکو اِس ظالم سپاہی نے بہت مارا اور پکڑ کر یہاں لے آیا ہے اُس دربان نے کہا کہ یہ لے دوسو درہم اور تجھکو جو ایذا ہوئی ہے وہ حاکم کو معاف کردے اور اپنے گھر کو جا پس اُس عورت نے وہ درہم تو نہ لئے اپنے گھر کو واپس چلی گئی۔ جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس نے درہموں کے لینے سے انکار توکیا مگر فی الحقیقت وہ بیچاری محتاج اور مفلس ہے پھر حضرت نے سات دینار دئے اور اسیقدر حضرت کے پاس اُسوقت

موجود تھے اور فرمایا کہ اے بشار تو اُسکے گھر جا اور ہماری طرف سے اُسکو سلام کہنا اور یہ اشرفیاں اُسکو دینا بشار کہتے ہیں کہ میں اُس ضعیفہ کے گھر پہنچا اور جناب صادق علیہ السلام کی طرف سے اُسکو سلام کہا اُس ضعیفہ نے مجھ سے کہا کہ اے بشار میں تجھکو خدا کی قسم دیتی ہوں کیا میرے مولا صادق علیہ السلام نے مجھکو سلام کہا ہے میں نے کہا ہاں قسم بخدا یہ سنتے ہی وہ سجدہ میں گر پڑی اور ایک ساعت تک سجدۂ شکر میں پڑی رہی پھر سجدہ سے سر اٹھاکر کہا کیا میرے مولا نے مجھکو سلام کہا ہے میں نے کہا ہاں پھر سجدۂ شکر بجالائی پھر سر اُٹھاکر پوچھا کہ اے بشار کیا میرے مولا نے مجھکو سلام کہا ہے میں نے کہا ہاں یہ سنکر پھر سجدۂ شکر کا کیا جب سجدہ سے سر اُٹھایا میں نے اُس سے کہا کہ اے ضعیفہ یہ اشرفیاں جو حضرت نے تجھکو عطا فرمائی ہیں اور تجھکو بشارت بہشت کی ہو۔ اُس نے وہ دینار لئے اور بہت مسرور اور شکر گذار ہوئی اور مجھ سے کہا کہ اے بشار میرے مولا سے عرض کرنا کہ اپنی اس لونڈی کو خدا سے عرض کر کے بخشوالیں بشار کہتے ہیں کہ میں نے جناب صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت یہ سنکر روتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ خداوندا اُسکو بخشدے۔ **مؤلف** حضرات مومنین سنا آپنے کہ جناب مصحف ناطق امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک مومنہ کی تکلیف و ایذا کا ذکر سنکر کیا حال ہوا خیال کرو کہ حضرت یہانتک روئے کہ ریش مبارک و رومال آنسوؤں سے تر ہوگئے۔ اب اسیر قیاس کرنا چاہیے کہ جناب صادق علیہ السلام جب اپنے جد مظلوم جناب سید الشہدا و دیگر اہلبیت صفیان کے مصائب کا حال سنتے ہونگے تو اُسوقت اُس جناب کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی حضرات مومنین جناب صادق علیہ السلام کا حال اپنے جد مظلوم کی مصائب میں یہ تہا جیسا کہ منقول ہے کہ جب کوئی شخص حضرت کے سامنے شہید کربلا کا صرف نام لے دیتا تھا تو پھر تمام دن کوئی شخص اُس جناب کو ہنستے ہوئے نہ دیکھتا تھا آہ آہ خیال کرو کہ کیا حال ہوتا جناب صادق علیہ السلام کا اگر اعدا کو دیکھتے جناب زینب خاتون کی چادر چھینتے ہوئے خلخال پاؤں سے نکالتے ہوئے حضرت ام کلثومؑ کے کان زخمی کرتے ہوئے سکینہ یتیم کے طمانچے لگاتے ہوئے۔ سید الساجدینؑ کو طوق پہناتے ہوئے۔ ہے ہے حضرات مومنین کیا حال ہوتا جناب صادق علیہ السلام کا جب دختران علیؑ و بتولؑ کو دربار عبد اللہ بن زیاد میں دیکھتے کہ وہ نواسیاں رسول کی بیٹیاں علیؑ و بتولؑ کی نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کھڑی ہوئی تھیں اور لونڈیوں کے پیچھے شرم و حیا سے اپنے منہ چھپاتی تھیں ہے ہے اُسی شہر میں ایک دن وہ بردگیان عصمت و طہارت شاہزادیاں تھیں اور اُسی شہر میں نہایت ذلت و خواری سے مثل بندیان ترک و دیلم اسیر ہوگئیں اُسوقت میں اُن بیوارثوں کا نہ کوئی حامی تھا نہ مددگار نہ کوئی مونس نہ غمخوار۔ اور خیال کیجیے کہ جب ادنیٰ ایک مومنہ کے لئے حضرت کی یہ حالت ہوئی کہ تاب تحمل نہ ہا قربان ہوجائیں جانیں ہماری جناب امام زین العابدین علیہ السلام پر کہ اُس صابر مظلوم نے اپنی ماں بہنوں پھوپھیوں کو مجمع عام میں قید سگان کوفہ و شام میں کیونکر دیکھا ہوگا۔ اور کس دل سے صبر کیا ہوگا +

غرض بیان غم اہلبیت آساں نیست	حکایتے ست کہ اورا شرح پایاں نیست

بہترویں مجلس درباب وجوب تولّا و تبرّا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمد اللہ الکریم الواحد الاحد۔ ونشھد ان لا الہ الا ھو وحدہٗ لا شریک لہ الھًا واحدًا احدًا فردًا صمدًا لم یتخذ صاحبۃً ولا ولدًا۔ ولا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ ومالہ ند ولا ضد ولا نظیر۔ ولیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر۔ ونصلی علی سیدنا محمد خیر الاولین والاخرین وافضل الانبیاء والمرسلین وخاتم النوامیس والنبیین البشیر النذیر السراج المنیر والہ الذین ھم اصحاب الفضل العزیز والمجد الوفیر والعلو الکبیر وارباب العز والتوقیر والعصمۃ والتطھیر۔ حبھم فرض عینی علی کل مکلف من قبل اللہ القدیر واللعن علی اعدائھم واجب ای واجب اوجب من جمیع الواجبات علی کل مومن بامر الرب الولی البصیر والقوی النصیر فنحن نتولی اللہ ورسولہ وخلفائہ وامنائہ اجمعین ونتبرء من اعداء اللہ واعداء رسولہ واعداء اھلبیت رسولہ الی یوم الدین فالحمد للہ علی ذلک الفضل المبین۔ امابعد فقد قال اللہ الجلیل الرحیم فی کتابہ الکریم۔ وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ فلما تبین انہ عدو للہ تبرء منہ ان ابراھیم لاوّاہ حلیم۔ یعنی نہ تھا استغفار کرنا حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام کا اپنے باپ (چچا) کے لئے مگر بسبب اُس وعدے کے جو اُن کے باپ (چچا) آزر نے اُن سے کیا تھا کہ میں ایمان لاؤں گا۔ تم میرے لئے طلب آمرزش خدائے تعالےٰ سے کرنا پس جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ امر ظاہر ہوگیا کہ وہ دشمن خدا کا ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس سے تبرّا کیا یعنی اُس سے بیزار ہوگئے اور اُسکے لئے جناب غفور الرحیم سے طلب آمرزش نہ کی تحقیق حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت دُعا مانگنے والے اور تضرع الی اللہ کرنے والے اور بردبار اور تکلیفوں پر صبر کرنے والے تھے **مؤلف** پس قرآن شریف کی یہ آیہ محکمہ ہمکو یہ سکھلاتی ہے اور اس امر کی تعلیم دیتی ہے کہ ہم اس سنتِ ابراہیمی کے موافق اور اس طریقہ پسندیدہ الاہیہ کے مطابق ہمیشہ دائما ہر اُس شخص سے جو دشمن خدا تعالیٰ کا ہو بیزار رہیں چاہے وہ باپ ہو چاہے چچا ہو چاہے دادا ہو چاہے نانا ہو کوئی ہو خدا کے دشمن سے بیزار رہنا ہمارا فرض ہے اگر ہم اپنے دل میں خدا کے دشمن سے بیزار نہونگے تو ہمنے بہت بڑے ضروری فرض کو ترک کیا ہوگا جسکے ترک کرنے سے سخت عقاب و عذاب کے لایق ہو جائیں گے۔ پس اس آیت سے بکمال وضوح وجوب تبرا ثابت و مبرہن ہوگیا۔ اور تفسیر معالم التنزیل بغوی میں ہے۔ والوعد کان من ابیہ وذلک ان اباہ کان وعدہ ان یسلم فقال لہ ابراھیم

ﮯ اس آیت کی اس تفسیر کے موافق کوئی دلیل اس امر پر نہیں کہ حضرت ابراہیم کے استغفار کو غیر مقبول کہنا جایز ہو کیونکہ انکا استغفار بشرط اسلام تھا خواہ لفظ بھی اسطرح کہتے ہوں اللھم اغفر لابی ان اسلم خواہ صرف شرط اسلام کی نیت رکھتے ہوں پس صورت استثنا میں ہرگز بھی عدم قبولیت کا قایل ہونا درست نہیں اور درست یہی ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ جبتک کسی کے خاتمہ بالخیر ہونیکا علم نہو تب تک فقط اسلئے دعا مغفرت کا *

ساستغفر لک ربی یعنی اذا اسلمت - ترجمہ یعنی وعدہ آزر نے حضرت ابراہیم سے مسلمان ہونیکا کیا تھا جب حضرت
ابراہیم نے فرمایا تھا کہ میں تیرے لئے خدا سے استغفار کرونگا جب تو مسلمان ہو جائیگا - فلما تبین لہ انہ عدو للہ
لموتہ علی الکفر تبرأ منہ - یعنی جب حضرت ابراہیم پر ظاہر ہوا کہ وہ دشمن خدا تھا بہ سبب اسکے کہ وہ بحالت کفر
مرا تب انہوں نے اس سے تبرا کیا یعنی بیزار ہوئے - انتہی بقدر الحاجۃ و فی تفسیر الصافی تحت ھذہ الایہ
العیاشی عن الصادق علیہ السلام انہ قال ما یقول الناس فی قول اللہ وما کان استغفار ابراھیم لابیہ فقیل
یقولون ان ابراھیم وعدہ اباہ ان یستغفر لہ قال لیس ھو ھکذا ان ابراھیم وعدہ ان یسلم فاستغفر لہ
فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرأ منہ الی اخرھا - یعنی تفسیر صافی میں اس آیت کے ماتحت منقول ہے کہ جناب صادق علیہ السلام
نے اپنے صحابہ سے پوچھا کہ لوگ آیہ ماکان استغفار ابراھیم الخ کے بارہ میں کیا کہتے ہیں کسی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ
ابراہیم نے آزر سے وعدہ استغفار کا کیا تھا حضرت نے فرمایا اس طرح نہیں بلکہ آزر نے ان سے وعدہ مسلمان ہونیکا
کیا تھا پس اس وعدہ پر حضرت نے اس کے لئے استغفار کیا تھا پس جس وقت انپر یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے
تو حضرت ابراہیم نے اس سے تبرا کیا اور بیزار ہو گئے اور اسکے لئے دعا مغفرت نہ کی **مؤلف** جبکہ حضرت
ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے چچا سے تبرا کیا اور اس سے بیزار ہو گئے اسواسطے کہ وہ خدا کا دشمن تھا تو اس سے ثابت
ہوا کہ خدا کے دشمنوں سے تبرا کرنا اور ان سے بیزار رہنا جناب باری تعالے شانہ کے پیاروں کا طریقہ ہے بلکہ
خود جناب رب العالمین جل جلالہ کی سنت مرضیہ ہے کہ وہ مالک الملک اپنے دشمنوں سے ہمیشہ بیزار رہتا ہے
اور اس امر میں کسی مسلمان صاحب ایمان کو شک اور شبہ نہیں ہو سکتا کہ جو شخص رسول و آل رسول کا دشمن ہو وہ
قطعاً و حتماً دشمن خدا کا ہے اور خدا کے دشمن سے بیزار رہنا اور تبرا کرنا ضروری اور واجب ہے - پس جس صورت
میں تبرا کرنا بیزار ہونا بدوں سے اور لعنت کرنا انپر جمیع انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اور تمام صدیقین و شہدا
و صالحین و مومنین بلکہ خود جناب رب العالمین کا بفحوائے آیہ یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون فعل ہے
تو اس فعل کو برا کہنا اور ناجایز سمجھنا عجیب سفاہت اور نادانی ہے خدا کے فعل پر اعتراض کرنا سخت حماقت او
جہالت کی نشانی ہے - اس میں کچھ شک نہیں کہ جن امور پر دین و ایمان کا دار و مدار ہے ان سب سے
تولا اور تبرا کا وجود یقیناً و حتماً ظاہر و آشکار ہے بلکہ کوئی شے کوئی امر کوئی مفہوم دنیا میں تولا اور تبرا سے مبرا
نہیں ہے کیونکہ ہر ایک شے دو حال سے خالی نہیں یا تو محبوب ہے یا مکروہ ہے - یعنی یا تو تم اس شے کو دوست
رکھتے ہو اور اچھا جانتے ہو اور یا اسکو دشمن رکھتے ہو اور برا جانتے ہو - پس دوست رکھنے کو اور اچھا جاننے کو
تولا کہتے ہیں اور بیزار ہونے اور برا جاننے کو تبرا کہتے ہیں - اے بھائیو مسلمانو بغور سوچو کہ جب تم کلمہ
طیبہ لا الہ الا اللہ کہتے ہو تو اس کلمہ طیبہ کا کچھ مطلب بھی سمجھتے ہو یا محض طوطے کی طرح بے سمجھے

سو بچے ماں باپ کا سکھایا ہوا کہے جاتے ہو اور اُسکے معنی کچھ نہیں سمجھتے ہو دیکھو اِس کلمہ طیبہ میں جو اصل اصول اسلام و ایمان ہے دونوں امر یعنی تولا و تبرا موجود ہیں مطلب اِس کلمہ طیبہ کا یہ ہے کہ سوائے معبود برحق کے آلہ باطلہ میں سے کوئی معبود اور اللہ نہیں ہے پس معبود برحق کا اقرار اور اثبات تولا ہے اور معبودہائے باطلہ سے انکار اور اُنکی نفی کرنا تبرا ہے پس جو لوگ اپنی حماقت اور سفاہت اور بےعلمی اور ناواقفی سے تبرے کو مطلقاً ناجایز خیال کرتے ہیں اور بعض اُنمیں سے تو یہانتک کہتے ہیں کہ شیطان رجیم سے بھی تبرا ناجایز ہے اُنکا اسلام کیونکر درست سمجھا جاسکتا ہے ہم اُنسے پوچھتے ہیں کہ بھائیو تم کلمہ طیبہ لاالہ الّا اللہ کو جو پڑھتے ہو تو تبرے سے انکار کیونکر کرسکوگے کیونکہ اِس کلمہ میں بھی تبرا موجود ہے اور نیز یہ ہے کہ سارا قرآن تولا و تبرا سے مملو اور مشحون ہے جو آیتیں کفّار و اشرار و منافقین و فجّار کے بارہ میں ہیں اُن سب میں تبرے ہی کا مضمون ہے پس تبرّے سے بیزاری کرنیوالے لوگ اُن آیات کو کیونکر اور کیا سمجھکر پڑھیں گے - کتاب خصال میں ہے کہ اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسلام پانچ چیزوں پر مبنی ہے - نماز پڑھنا - زکوٰۃ دینا - حج کرنا - ماہ رمضان کے روزے رکھنا - ہم اہلبیت سے محبت اور دوستی رکھنا - پہلے چار چیزوں میں تو رخصت ہوسکتی ہے مگر ولایت آل محمدؐ کو کسی حالت میں انسان ترک نہیں کرسکتا - مثلاً اگر انسان بیمار ہے بیٹھکر یا لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے اگر زاد نہیں رکھتا تو اُسپر حج فرض نہیں اگر مال نہیں رکھتا اُسپر زکوٰۃ نہیں اگر بیمار ہے تو ماہ رمضان کے روزے افطار کرے گا لیکن آلِ محمدؐ کی ولایت اور مودت اور محبت کو انسان کسی وقت اور کسی حالت میں ترک نہیں کرسکتا وہ بہرحال ہر وقت میں لازم اور فرض ہے تندرست ہو یا بیمار ہو مختار ہو یا ناچار ہو متمول اور مالدار ہو یا مفلس اور قرضدار ہو **مؤلف** پس بموجب ایسے قاعدۂ کلیہ کے جسکو کل اہل عقل نے بلکہ کُل مذاہب و ادیان مختلفہ کے لوگوں نے بلکہ ہر فرد بشر نے بلکہ سارے جہان نے تسلیم کیا ہے کہ دوستی کسی شخص کی کسی شخص کو حاصل نہیں ہوسکتی جب تک اُسکے دوستوں کا طرفدار اور اُسکے دشمنوں سے بیزار نہو - جیساکہ سعدیؒ شیرازی نے کہا ہے **شعر** بشنو اے خردمنداں دوستِ دوست + کہ با دشمنانت بود ہم نشست

بنا بر علیہ خوب غور کرو کہ آل محمدؐ کی دوستی اور مودت جو بحکم خداوند جہاں و بآیات قرآن واحادیث سرور انس و جاں ہر فرد بشر پر فرض ہے وہ فرض اُنکے دشمنوں سے بیزاری کرنے کے بغیر کیونکر ادا ہوسکتا ہے حاشا و کلا ممکن نہیں محال ہے - اے لوگو اگر تم یہ چاہو کہ آل محمدؐ کے دشمنوں کو بھی اچھا سمجھو یہانتک کہ یزید جیسے دشمن اور شقی کو بھی مسلمان خیال کرو بلکہ اُسکو بلفظ امیر یاد کرو پھر یہ بھی ساتھ ہی دعوی کرتے رہو کہ ہم آلِ محمدؐ کے دوست اور محب ہیں یہ دعوی تمہارا کسی طرح صحیح اور درست نہیں ہوسکتا - **ع**

ایں خیال ست و محال ست و جنوں + جناب مولانا مولوی سید دلدار علی صاحب غفران مآب اعلی اللہ مقامہٗ

عماد الاسلام میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن فضال بن حسین کوفی رضی اللہ عنہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کے پاس سے گزرے اُسوقت امام اعظم صاحب بہت بڑے مجمع میں اپنے معتقدوں اور مریدوں کے سامنے بڑے زور وشور اور طمطراق سے مسائل فقہیہ قیاسیہ بیان کر رہے تھے فضال نے اپنے ساتھی سے جو اُسوقت اُنکے ہمراہ تھا کہا کہ میں تو اب یہاں سے ہرگز نجاؤنگا جبتک ابو حنیفہ کو نادم اور شرمندہ اور لاجواب کرلوں گا اُن کے ساتھی نے کہا کہ آج کل ابو حنیفہ کا طوطی خوب بول رہا ہے اور اُسکے دلایل مشہور ہوتے جاتے ہیں فضال نے یہ کلمہ سنکر اُس سے کہا کہ خاموش رہ ایسا کبھی ممکن نہیں کہ مومن پہ غیر مومن کی دلیل اور حجت غالب ہو سکے یہ کہکر ابو حنیفہ صاحب کی محفل میں پہنچے اور سلام کیا ابو حنیفہ اور اُسکے اہل جلسہ نے فضال کے سلام کا جواب دیا فضال نے ابو حنیفہ سے کہا کہ اے ابو حنیفہ میرا ایک بھائی ہے وہ کہتا ہے کہ بعد جناب رسول اللہ کے خیر البریہ وافضل الناس علی ابن ابیطالب ہیں اور میں کہتا ہوں کہ بعد آنحضرت کے افضل الناس ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد عمر ہیں آپ فرمائے کہ اس مسئلہ میں آپ کیا کہتے ہیں ابو حنیفہ صاحب نے سر جھکا لیا اور ایک عرصہ تک سوچتے رہے پھر سر اٹھایا اور کہا کہ جناب رسول اللہ کے نزدیک ابوبکر وعمر کے رتبہ اور فخر اور بزرگی کے ثبوت میں تمکو یہی دلیل کافی ہے کہ اُنکی قبریں جناب رسول اللہ کی قبر کے متصل ہیں اور اس سے زیادہ اُنکی بزرگی کیواسطے کونسی حجت اور برہان قوی ہو سکتی ہے فضال نے کہا کہ میں نے اپنی بھائی سے یہ دلیل شیخین کی افضلیت کے بارہ میں بیان کی تھی اس دلیل کی تردید میں میرے بھائی نے کہا کہ اگر وہ مکان جسمیں ابوبکر وعمر کی قبریں ہیں جناب رسول اللہ کا تھا اور اُن دونوں کی ملکیت میں نہ تھا تو اُن دونوں نے اُس مکان میں جسمیں اُنکا کچھ حق نہ تھا اپنی قبروں کے بنوانے میں بہت بڑا ظلم کیا اور اگر وہ مکان اُن دونوں کا تھا اور جناب رسول اللہ کو اُنہوں نے ہبہ کر دیا تھا تو اُنہوں نے بہت برا کام کیا کہ اپنے ہبہ کو واپس لیا اور عہد کو توڑ دیا۔ ابو حنیفہ صاحب نے پھر سر کو جھکا لیا اور کچھ دیر تک سوچا کئے پھر سر اُٹھا کر کہا کہ وہ مکان اصل میں نہ رسول اللہ کا تھا اور نہ ابوبکر وعمر کا تھا لیکن ابوبکر وعمر نے بیوی عایشہ وحفصہ کے حق پر نظر کر کے وہاں اپنی قبریں بنوائی تھیں اس طور پر وہ دونوں وہاں دفن ہونیکے مستحق ہو گئے تھے۔ فضال نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی سے یہ مضمون بھی بیان کیا تھا لیکن میرے بھائی نے اُسکے جواب میں یہ کہا کہ تم سوچو کہ پیغمبر خدا نے جب رحلت فرمائی تو نو زوجہ چھوڑیں پس ہمنے اُن کے ورثہ کا حساب کیا تو معلوم ہوا کہ زوجہ کو آٹھواں حصہ ملنا چاہئے نو زوجہ کو آٹھواں حصہ میں سے نواں حصہ ملنا چاہئے پھر ہمنے آٹھواں حصہ میں سے نویں حصہ کو علیحدہ نکالکر دیکھا تو اُس ساری زمین میں سے ایک بالشت زمین نویں حصہ میں آتی ہے پس اب دیکھو کہ وہ دونوں لمبے چوڑے موٹے تازے دو آدمی دو بالشت زمین میں کیونکر دفن ہو سکتے ہیں علاوہ براں یہ ہے کہ اسکا کیا سبب کہ عایشہ اور حفصہ رسول اللہ کے ترکہ میں سے ورثہ پائیں اور فاطمہ زہرا رسول اللہ کی بیٹی رسول اللہ کی میراث سے قطعاً منع کیجائے اور اُسکو کچھ نہ ملے وہ اپنے باپکے ورثہ سے محروم رہے۔ ابو حنیفہ صاحب یہ تقریر سنکر مبہوت اور خاموش ہو گئے

اور کچھ جواب دیسکے آخر کار انہوں نے مجبور اور بے جواب و ناچار ہو کر اپنے اہل جلسہ سے کہا کہ یہ شخص رافضی اور خبیث ہے اسکو یہاں سے نکالدو ۔ حکیم مجد الدین سنائی مرحوم نے کیا خوب واقعی مضمون کہا ہے

سر مرا باور نمی آید ز روئے اعتقاد		حق زہراؐ خوردن و دین پیمبر داشتن

نیز جناب غفران مآب رضی اللہ عنہ عماد الاسلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب امام حسن عسکریؑ نے روایت کی ہے کہ دو عورتیں بحث کرتی ہوئیں جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کی خدمت میں آئیں ایک اُن میں سے مومنہ دوستدار اہلبیت اطہار تھی اور دوسری دشمن مخالفہ ناصبیہ یعنی فاطمہ زہرا کے دشمنوں کی طرفدار تھی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے مومنہ کو ناصبیہ کے دعوی کے ابطال کے لئے دلیل تلقین فرمائی یہانتک کہ وہ مومنہ اُس ناصبیہ پر فتحیاب ہوئی اور غالب آئی پس اپنی فتحیابی سے اُس نے مسرت اور فرحت پائی تب جناب فاطمہ زہرا نے اُس مومنہ سے ارشاد فرمایا کہ تجھکو جو اپنی فتحیابی سے خوشی حاصل ہوئی ہے تو یہ جان لے کہ ملائکہ کو تیرے غالب ہونیکے سبب سے تجھ سے بھی زیادہ تر خوشی اور مسرت حاصل ہوئی ہے اور شیطان اور اُسکی ذریت کو اُس ناصبیہ کے مغلوب و محزون ہونے سے زیادہ تر حزن اور رنج پہنچا ہے ۔ پس جناب باری تعالےٰ شانہ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ جناب صدیقہ کبرےٰ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے واسطے ہزار ہزار درجے جنت اعلیٰ میں بعوض اس عمل کے کہ اُس علیا جناب نے ایک زن مومنہ کو دلایل حقہ تعلیم فرما کر ایک زن ناصبیہ پر غالب کر دیا ہے سوا اُن درجات عالیہ کے جو اُس معصومہ کے لئے پہلے سے مقرر ہیں واجب کردو پھر ہمیشہ کے لئے جناب باری نے یہ سنت جاری کر دی کہ جو شخص کسی مومن مسکین و عاجز کو کسی معاند اور ناصبی و خارجی پر بدلایل غالب کرے اُسکے لئے اُس عمل کے عوض میں ہزار ہزار درجے جنت میں آمادہ کئے جاویں ۔ مؤلف فی الحقیقت یہ اعلیٰ درجہ کا عمل خیر ہے کیونکہ اسمیں تقویت دین و نصرت ایمان و مومنین ہے اور اس میں کچھ شک کہ تولا و تبرا کے بغیر کوئی چیز دنیا میں نہیں ہے ۔ اور یہ دونو مفہوم ایسے ہیں کہ ان سے کوئی مقام اور کوئی شے خالی نہیں ہو سکتی ۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی شے ان دونوں سے خالی ہو ایک مفہوم اِن دونوں میں سے ہر جگہہ ضرور پایا جائیگا ۔ اور یہ کمترین زایر سید المرسلین مؤلف ذریعۃ النجات تو خود تولا اور تبرا کو جناب صدیقہ کبریٰ سیدۃ النساء فاطمہ زہرا البضعۃ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہا و ذریتہا کے دربار ہدایت آثار میں دیکھ چکا ہے اور ان دونوں امروں پر یقین بلکہ عین الیقین حاصل کر چکا ہے ۔ بیان اسکا اس طرح پر ہے کہ اٹھارھویں تاریخ ماہ مبارک رمضان اونیسویں شب ۱۲۷۸ ہجریہ کو قریب صبح صادق کے یہ کمترین خاک پائے غلامان آل طٰہٰ و یاسین علیا جناب سیدہ نساء عالمین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کی زیارت سے خواب میں اسطرح مشرف و فیضیاب ہوا کہ میں بقیع میں جناب امام حسن مجتبیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر پہنچا اُس زمانہ میں اُس روضۂ منورہ کے دو دروازے تھے ایک باب فاطمہ دوسرا باب الحسن میں باب فاطمہ میں سے اندر داخل ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ بہت سی لڑکیاں کم سن

نابالغ متصل دروازہ کے بیٹھی ہوئی ہیں اُن لڑکیوں میں سے کسی لڑکی نے کہا کہ تم بے اذن کیوں داخل ہوتے ہو کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ یہ بارگاہ جناب سیدہ نساء عالمیان صلوٰۃ اللہ علیہا کی ہے میں نے اُن لڑکیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا ہم جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی اولاد میں سے نہیں ہیں یہ سُنکر وہ لڑکیاں چپ ہوئیں اور کچھ جواب دیا میں قبۂ مقدسہ کے اندر داخل ہوا تب میں نے دیکھا کہ وہاں کوئی ضریح موجود نہیں بلکہ زمین صاف وہموار ہے اور اسپر نہایت عمدہ اور نفیس فرش بچھا ہوا ہے وسط میں جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا تشریف فرما ہیں اور ایک نور زمین سے آسمان تک ساطع ہے اور جناب معصومہؑ نے ایک چادر سفید سر اقدس سے پاہائے مبارک تک اوڑھی ہوئی ہے میں سلام کر کے ایک گز کے فاصلہ پر سامنے مؤدب ہو کر جس طرح تشہد میں بیٹھتے ہیں بیٹھ گیا اور بعینہا یہ الفاظ عرض کئے ۔ یا سیدتنا کیف تکون احوالنا یوم القیامۃ پس جناب صدیقہ کبریٰ بضعۃ خیر الوریٰ صلے اللہ علیہما و ذریتہما نے میرے سوال کے جواب میں بعینہا یہ الفاظ جو میرے اور میرے ہم مذہب لوگوں کے لئے حجت فخیمہ اور بشارت عظیمہ ہیں زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائے ۔ اَنْتُمْ مِنَ الْمُبَشَّرِیْنَ وَلَسْتُمْ مِنَ الْمُنْذَرِیْنَ[۱] یہ ارشاد سراپا صدق و سداد جناب صدیقہ کبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا کی زبان مبارک سے سُنکر میں اسقدر خوش ہوا کہ جامہ میں پھولا نہ سماتا تھا بلکہ وہ خوشی اور فرحت اسوقت ویسی ہی باقی ہے جیسے اُسوقت حاصل ہوئی تھی بلکہ روز جزا تک باقی رہے گی انشاء اللہ تعالےٰ ۔ کیونکہ اس کلام صداقت انضمام سے میرے اعتقاد جازم کی سچائی اور صداقت اور ایمان کی پختگی اور استحکام اور متانت و رصانت میں بحساب ترقی ہوئی الحمد للہ علیٰ ذلک ۔ جب یہ ارشاد ہدایت بنیاد عین صدق و سداد سُنکر میں خواب میں خوش ہو رہا تھا اُسی اثنا میں میں نے اُن لڑکیوں کی طرف خیال کیا تو دیکھا کہ بہت سی لڑکیاں اُس قبۂ مبارکہ کی دیوار کے ساتھ چاروں طرف بیٹھی ہوئی ہیں اور باواز بلند ایک دفعہ کہتی ہیں اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد[۲] ۔ پھر دوسری دفعہ ساتھ ہی اس فقرہ کے کہتی ہیں ۔ اللّٰھم العن اوّل ظالم ظلم حق محمد و آل محمد و آخر تابع لہ علیٰ ذلک[۳] ۔ اسیطرح یہ دونوں فقرے بار بار باواز بلند پڑھتے ہیں یہ دونوں کلمہ سُنکر میں بھی ساتھ اُن کے اُسی طرح پڑھنے لگا پڑھتے پڑھتے جو میں نے اپنے عقب کی جانب نظر کی تو دیکھا کہ مجھ سے پیچھے گز بھر کے فاصلہ پر جناب شریف العلما سید شریف حسین خاں

---

[۱] قولہا صلوٰۃ اللہ علیہا ۔ انتم من المبشرین ولستم من المنذرین ۔ ارشاد اس علیا جناب کا کہ تم بشارت دئے گئے لوگوں میں سے ہو ڈرائے گئے لوگوں میں سے نہیں ہو ۔ پس واضح ہو کہ یہ مژدۂ جاں بخش فرحت افزا مسرت انتما صرف میرے ہی لئے بشارت عظمیٰ نہیں ہے بلکہ تمام فرقۂ ناجیہ امامیہ اثنا عشریہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی بشارت اور خوشخبری ہے پس ہزار ہزار شکر خدائے کریم کا جس نے ہمکو ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی نعمت عظمےٰ کرامت فرمائی ہے ۔ ۱۲ ۔ زایر ٭٭٭

[۲] یہ دونوں فقرے نمبر ۲ و ۳ کے جو جناب ام الائمۃ الاطہار بنت احمد مختار صلوٰۃ اللہ علیہا و علےٰ ذریتہا الاخیار کے دربار دُربار میں پڑھے جاتے ہیں الحمد للہ کہ ہمارے مذہب حق کی پورے پورے طور پر صداقت اور سچائی کو ظاہر و آشکار کر رہے ہیں پہلے فقرہ سے تولا اور دوسرے سے تبرا ظاہر اور ثابت ہے فتائل خانہ مقام ۱۱ دیالامعان لارباب العقول دالاذہان ۔ ۱۲ ۔ مقرب علی زایر مؤلف کتاب ٭٭٭

اور اُن کے پیچھے جناب معفرت مآب مولوی سید شریف حسن خانصاحب ابنائے جناب قبلہ و کعبہ مولانا المعظم و اُستاذنا المکرم حضرت ارسطو جاہ مولوی سید رجب علی خان بہادر مرحوم بیٹھے ہیں۔ میں نے انکو سُنا کر لعن اور سلام کا فقرہ پڑھا اُنہوں نے اِن دونوں فقروں کی کچھ تشریح بیان کی جو مجھکو خواب سے بیدار ہو کر یاد نہیں رہی۔ پھر میرے خیال میں آیا کہ وہ لڑکیاں سادات اور مومنین کی ہیں جو کم سنی میں فوت ہو گئی ہیں اور حدیث سے ثابت ہے کہ جو لڑکیاں مومنین کی کم سنی میں انتقال کرتی ہیں وہ جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت میں رہتی ہیں اِس عرصہ میں میری آنکھ کھل گئی میں نے اُسی وقت اس رویائے صادقہ کو اپنے بیاض پر بعبارت عربیہ لکھلیا جو اب تک میرے پاس موجود ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک نتیجہ اِن تمام مضامین صداقت آئین کا یہ ہے کہ تولا اور تبرا دونوں باتیں اصل ایمان و عین الیقین والاذعان ہیں اور انکے سوا انسان مومن ہو ہی نہیں سکتا لہذا ہم صدق دل سے یہی دونوں جملے جو جناب صدیقہ کبریٰ صلواۃ اللہ علیہا کے دربار میں سُنے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ جناب معصومہ صلواۃ اللہ علیہا اِن دونوں فقروں کے سُننے سے نہایت خوش اور مسرور ہوتی ہیں بضعۃ الرسول کا اتباع کر کے انکی خوشی کیواسطے پڑھتے ہیں۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ اللھم العن اول ظالم ظلم حق محمد و آل محمد و آخر تابع لہ علیٰ ذلک اور ہم بعد اقرار شہادتین انہیں دونوں جملوں پر اعتقاد جازم رکھکر خدا تعالےٰ سے نعمائے جنت کی پوری پوری امید رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ المستعان۔ حقیر نے اس رویائے صادقہ کے مضمون کو ایک مرثیہ میں اس طرح نظم کیا تھا۔ وھو ہذا

اپنا قصہ میں بیاں کرتا ہوں حضرات کرام
جن دنوں میں کہ مدینہ میں ہمارا تھا قیام
سن تھا بارہ سو اٹھتر زسنینِ اسلام
اور شہورِ قمری میں سے تھا وہ ماہ صیام
بخت زایر شب ضربت کو جو بیدار ہوا
خواب میں زایرِ بنت شہ ابرار ہوا

قبۂ آلِ محمدؐ کے جو در پر پہنچا
دیکھا ہے فرش نفیس اُسمیں سراسر بچھا
وسط میں رکھتی ہیں تشریف جناب زہراؑ
لڑکیاں متصل در ہیں بہت سی اُس جا
مجھ سے کہنے لگیں بے اذن تو کیوں آیا ہی
تو نہیں جانتا یہ بارگہ زہراؑ ہے

میں نے اُن لڑکیوں سے ہو کے مخاطب یہ کہا
کیا نہیں ہوں میں زاولادِ جناب زہراؑ
چپ ہوئیں سُنکے وہ مطلق نہ جواب اِسکا دیا
روبروِ بنتِ پیمبر کے میں جا کر بیٹھا
تھا ادب سے سرِ تسلیم کو نہوڑائے ہوئے
اپنے طالع کی رسائی پہ تھا اترائے ہوئے

عرض کی میں نے کہ ای سیدۂ کون و مکاں
حشر میں ہوئیگا کیا حال ہمارا ہو بیاں
تب یہ فرمانے لگیں حضرت خاتونِ جناں
تم بشر ہو نہ منذر ہو بحکمِ یزداں

تم ہمیں انہیں بنی نے جنہیں انذار کیا — بلکہ جنت کا تمہارے لئے اقرار کیا

لڑکیاں پڑھتی ہیں اُسجا پہ درود اک باری — کرتی ہیں ظالم اوّل پہ بھی لعنت ساری
دونوں جملے یہ ہوئے میری زباں پر جاری — اور عجب طرح کی فرحت ہوئی دلپر طاری

شکلے دیکھا تو شریفین کو پایا میں نے — فقرۂ لعن و سلام اُنکو سُنایا میں نے

مومنو کچھ نہیں اندیشۂ فردا ہمکو — کیوں نہ ہو رحمت باری پہ بھروسہ ہمکو
بلکہ فرماتی ہیں یوں حضرت زہرا ہمکو — شکر صد شکر ملا جنت اعلےٰ ہمکو

ابن زہرا ہی کے ماتم کا صلہ ہے یارو — یہ اِسی گریہ وزاری کی جزا ہے یارو

ہے جو خاصانِ الٰہی سے تولا ہمکو — نیز ہے ظالم و غاصب سے تبرا ہمکو
آلِ احمد کی ہے طینت سے بنایا ہمکو — ہاں کیا حق نے اِسی واسطے پیدا ہمکو

تاکہ ہم آلِ محمد سے محبت رکھیں — اُن کے اعدا سے ہر اک طرح عداوت رکھیں

نعمتیں بخشی ہیں اللہ نے کیا کیا ہمکو — اپنا محبوب دیا شافع فردا ہمکو
اور دیا حیدرِ کرار سا مولا ہمکو — مہرباں بخشا ہے شبیر سا آقا ہمکو

سر اقدس رہِ خالق میں کٹایا جس نے — ہمکو ہے نارِ جہنم سے بچایا جس نے

خاتمہ

الحمد للہ کہ ذریعۃ النجاہ کی جلد دوم طبع ہوکر شایع ہوگئی خدا تعالےٰ مومنین کو توفیق دے کہ جلد جلد اِس جلد کو خرید فرمائیں تاکہ اُس روپیہ سے جلد سوم جو مشتمل بر فضایل و مصائب جناب امیر المومنین علیہ السلام ہے اور جلد چہارم جو حسنین علیہما السلام کے فضائل و مصائب پر محتوی ہے طبع ہوکر شایع ہوں۔ پھر بعد اُنکے چودھویں باب تک جو تین جلدیں مشتمل بر حالات دیگر ائمہ طاہرین و ثبوت امامت ائمہ اثنا عشر و مواعظ وغیرہ مضامین نفیسہ ہیں اُنکی اشاعت ہو سکے نیز واضح ہو کہ جلد اوّل میں جو بعض روایات بدون حوالہ ماخذ لکھی گئی ہیں اُن کے حوالے کتاب اسرار الشہادات و ریاض الشہادت و وسیلۃ النجات و مہیج الاحزان وغیرہ کتب منقول عنہا کے میسر آنے پر انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور جلد میں مشتہر کر دئے جائینگے وما توفیقی الا باللہ الرب الکریم المنعام وصلے اللہ علی سیدنا محمد و آلہ الکرام

راقم اثم غلامان علی کا غلام و خادم سقرب علی ابو القاسم شر ایر سابق مدرس اول ہائی سکول ریواڑی پنشنر ساکن جگرانو ضلع لودیانہ۔ ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ